

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعْمَةٍ وَاِنَّ الْفٰكِرَ لَفِي ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ

الحمد لله الذي جعل هذا القرآن سراجاً هادياً في سبيل الحق والهدى

حزبنا الاسلام
محالسا لابرار

حسب الله ما ربيت نبيا ورسولا مولوي محمد طيب الدين انصاري كمال الصنيع

بسم الله الرحمن الرحيم في حقنا وحقنا

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخش کر رہی ہوں مہربان کی

الحمد لله الذي رفع اقدار العلماء بمقدار معرفته كناية المحكم ثم هدى المحدثين بمصابيح

سبقتهم في اوس خدائهم كناية قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوطی پہر ہدایت کیا محدثین کو ساتھ چراغوں

المصابيح من شبه الظلم وجعل علم الكتب كالعلم لمن تقدم من اصحاب الامة واصبح

روشن کی بعض حدیثوں کی تاریک شبہات سے اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اسکی لچ کر آگے گذری امتوں میں اور پہنچائی

عليهم سوانح النعم بعرفانه بمصابيح السنة والعرفان المقدم واغزهم في الدارين

پوری نعمتیں اپنی معرفت کی سنت کی چراغوں اور عرفان پہلی گذری ہوئی سی اور اولگو دین و دنیا میں عینیت ۱۴۵

والكرم واحترم على العلمين في سابق القدم بالقران الاحكم فقال الذين يجتنبون

اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر اذل بین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچیں ہیں

كبر الا تشبه الفواحش الا الله فسيحان من يعلم المحكم فيمن اخروا قدم احده حمد عاجز

بڑی گناہ کی تشبیہ کی کاموں کی مگر کچھ صیغہ سو پاک ذات ہی جو سکھاتا ہی حکمتیں پہلے اور بچیلوں کو میں اسکی حمد کرتا ہوں عاجز کسی

شكوهما اولاه من عظيم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا

کے شکوہ کی اولیٰ اسکی کہ عتابت کین اوکو بڑی نعمتیں اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اسکی وہ ایسا ہی اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد

عبده ورسوله الاكرم المبعوث الى جميع الامة نسل الله ان يختم لي كتاب العلم بها اذ ختمه صل

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتوں کی طرف ہم اللہ کی طرف سے ختم کیا ہوا ہے کہ پوری کری ہماری عمل کی تمام اللہ کی طرف سے ختم کر رہی ہے

الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم الذين هم اهل الفضل والحكم ما عجل الله احده احرم هذا

نازل کری اللہ تعالیٰ اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی پیاروں پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہیں جب اللہ کی بندگی ہو جو جو معنی ہی اور حرمت میں ہیں

المكتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحديث المعظم وبعض الحسان المفهم من

کتاب لکھی ہوئی قلبی شرح چند صحیح حدیثوں بزرگ کی اور چند حسن حدیثوں بزرگ کی کتاب صلیت

الظلم دافع الهم والالم جمعت له بعض اخوان الاخرة مع طمعه ام

الظلم میں سے دور کر رہی ہوں ہم اور الہم کی ہی سنی اسکو واسطی بعضی بہائیوں اخروی کی اور اور معذرت میں سے مل کر جن کیا

من التفسير والحديث والفقه والكلام وتصفو الخيرة وأبلى ما فيه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگوں کی تصوف کی اور بیان کردوں گا اوسمیں صحیح اعتقادات

الاصحیح من الاخرة واحترم ما فيه من استمداد القبول وغیره من فعل الكفرة واهل

ربیع آخرت کی اور برائی بیان کروں گا اسہیں قبول سے مدد مانگنی کی اور سواہ اوسکی افعال کفار اور

لفظ احقر
الحديث غلط
معلوم می نثر
شاید غلط
طریقہ باطل
لاست می کند
بین لفظ احقر
وہو

نورین مجلس سچ لازم ہوئی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچ اور سچ کی کہ لای حضرت اور اس کے بعد تحقیق لکھی ای مجلس مہمون

[illegible]

۵۰
یعنی گنیمت بیابان
اسکا کہ زمین بردار
رسول کا داخل ہوگا
بیشک میں اور مخالف
اوتھنا میں داخل ہوگا

فی بیان فضیلة تأخیر السجود و تعجیل الافطار و غیره المجلس الثلثون فی بیان غائلة من
 سج بیان فضیلت تأخیر سجود کی اور تعجیل افطار کی اور غیر اور کسی مجلس تیسویں
 افطریوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارة المجلس الحادی والثلاثون فی بیان سنية
 کرافطار کرنیکا یکر رمضان من اوس حال بن اراجب سوا و من کفاره سله مجلس اکیسون
 الاعتکاف و طلب لیلۃ القدر فیہ و فضیلۃ المجلس الثاني والثلاثون فی بیان صدقة
 اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اوس من اور فضیلت اور کسی مجلس بیسیون
 افطرواحکام العیدین و بیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة
 فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی عیدین مجلس تینیسویں
 صوم شوال و عدم جواز التشاغم به المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 روزوں شوال کی مثله اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھا جائز نہیں ہی مجلس چونتیسویں
 ایام العشر الاول من ذی الحجة المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هرقه
 اول دہرہ بقرة عید کی مجلس بیسیون
 دم القریان فی ایام الخمر ونوعه وکیفۃ ذبحه المجلس السادس والثلاثون فی بیان
 خون قرانی کی ایام قرانی میں اور بیان اقسام قرانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چتیسویں
 فضیلة شهر الله المحرم و صوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 فضیلت مہینی خدائی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سیٹیسویں
 یوم عاشوراء و بیان ما یفعل فیہ من البدع المکرهة المجلس الثامن والثلاثون
 روز عاشوراء کی اور بیان اول بدعات مکروہات کا جواب و من کیجائی ہی مجلس اہتیسویں
 فی بیان عدم سراریۃ المرض و عدم جواز الطیرة و عدم وجود العول المجلس التاسع والثلاثون
 سج بیان نہ لگ جانی بیماری کسیکی کسیکو اور نہ جائز ہونی شکوں بدکی اور نہ ہونی جنوں کی مجلس انتالیسویں
 فی ذم الطیرة و الفال المذموم و افسائہا و مدح فال المسنون و انوائہ المجلس الاربعون
 سکون اور فال بدکی بیان میں اور اوکی اقسام میں اور فال مسنون کی مدح اور اوکی اقسام میں چالیسویں مجلس
 فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیادون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون فی
 بیان میں خوجی درنگ کرنی کی دنیا کی کار بار میں سواء عمل آخرت کی اکن لہدین مجلس
 بیان سبب نزول البلیات و سبب دفعہا من التوبة والدعوت المجلس الحادی والاربعون فی
 بیان میں سبب بلاتوں کی اور ترقی کا اور بیان میں سبب ایسی دفع کی جودہ اور دعای پانسیویں مجلس
 فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء و بعد النزول المجلس الثاني والاربعون
 اس بیان میں کہ دعاء روک دیتی ہی بلا کو اور ترقی دقت اور بعد اور ترقی کی پانسیویں مجلس
 فی بیان مسنونۃ الصلوة عند ظهور الایة الخفیة و الاستغفار بالامور المذمومة المجلس
 اس بیان میں کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہوا ایسی زمین حورہ کی پانسیویں مجلس
 الرابع والاربعون فی بیان صلوۃ الکریم و خسوف و ظہور انوارہ و فی بیان فضیلة المجلس الخامس
 چونتیسویں مجلس بیان میں نماز سراج کہن چہ کہیں کی اور ظہور اور خوف نہ کی پانسیویں مجلس

مجلس
 بیان فضیلت
 نماز عیدین
 و بیان
 فضیلت
 نماز عیدین
 و بیان
 فضیلت
 نماز عیدین

مجلس
 بیان فضیلت
 نماز عیدین

من بعض اوقات
خطوات حق ہوتی
ہی اوسکی اقسام
بیان کی ہیں انہ

والاربعون فی بیان مسنونۃ صلوۃ الاستسقاء عند اساءۃ المطر المجلس السادس
بیان میں مسنون ہوتی نماز استسقاء کی جس میں نہر سی جہیل یسویں مجلس

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقران وتجویذہ ولحن الجلی والخفی المجلس
اس بیان میں کہ واجب ہی سکھانا فلا یض اور قرآن کا اور اوسکی تجویز یعنی ادای حروف میں اور بیان میں خطا و غلطی اور ظاہر کی

السابع والاربعون فی بیان جواز التغنی فی القران وما لا یجوز فیہ وغیرہ المجلس الثامن
اس بیان میں کہ جائز ہی خوش آواز کی قرآن میں اور جو کہ جائز نہیں اور سواء اسکی اہتمام یسویں مجلس

والاربعون فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب اذان المجلس التاسع والاربعون
بیان میں فضیلت مؤذن کی اور بیان میں سبب تقرر اذان کی انچاسویں مجلس

فی بیان فضیلة الجمعة وفي تفصیل يومها علی سائر الايام المجلس الخمسون فی بیان للمصنعة
بیان میں فضیلت جمعہ کی اور فضیلت اوس دن کی تمام دنوں پر پچاسویں مجلس مصنفہ کی بیان میں

وبیان کیفیتہا وفوائدها ویدعیہا فی غیر محلها المجلس الحادی والخمسون فی بیان
اور بیان اوسکی کیفیت کا اور فوائد کا اور اوسکی بدعت ہونیکا بی محل اکبادن مجلس

فرضیة الصلوۃ بالکتاب والسنة واجماع الامة وفي الوعید فی حق ترکها المجلس الثانی والخمسون
فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی اور نیز میں اوسکی چھوڑ نیوالی کی حق میں باون مجلس

فی بیان فرضیة الصلوۃ المفروضة وامرکاتها تفصیلا المجلس الثالث والخمسون
بیان میں فرضیت نماز فرض کی اور اوسکی امکان کی تفصیل وار تریا پن مجلس

فی بیان فضیلة الصلوات الخمس وكونها كفارة للذنوب المجلس الرابع والخمسون
بیان میں فضیلت پانچوں نماز کی اور اوسکی کفارہ ہوتی میں گناہوں سی چھ پن مجلس

فی بیان فضیلة الجماعة وذكر الوعید فی ترکها المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوۃ
جماعت کی فضیلت کی بیان میں اور اوسکی تارک کی باب میں جو وعید صادر ہوا پچھ پن مجلس نماز

الجنائزہ وکیفیتہا المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله عليه السلام من كان اخر كذا
جنازہ اور اوسکی کیفیت کی بیان میں چھ پن مجلس بیان میں آنحضرت علیہ السلام کی قول کی کہ جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم
لا اله الا الله ہودہ جنت میں داخل ہوگا ستاون مجلس زیارت قبور کی جواز اور عدم

جوازها المجلس الثامن والخمسون فی بیان فوائد ذکر الموت ولزوم الاستعداد له
جواز میں اٹھاون مجلس موت یا کر کی کی فائدوں میں اور استعداد رہنا اوسکی لی

المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیه وعدم
طاعون کی حقیقت کی بیان میں کہ نہ اور حکمہ میں جاوی اور نہ

الفرار منه المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی موضع الطاعون وعدم جواز
فرار سے بھاگی ساٹھویں صبر کی فضیلت کی بیان میں جان طاعون مائل ہونا اور اوسکی

الدعاء لرفعه المجلس الحادی والستون فی بیان فضیلة الصبر عند الیادیا والمصائب
دعا کی واسطی دعا کر نی میں اکتھویں مجلس فصیلت صبر کی بیان میں بروقت بلا اور مصیبتوں کی

دفعہ

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
 اور فضيلت ان الله ما اليراجعون پر ہستی کی اوصاف پر ہستی میں مجلس بیان میں تحقیق اس حدیث کی
 اغتنم خمساً قبل خمس الحديث وما يفرغ عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
 غنیمت چانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اس کی تعریفات تزیینتوں میں مجلس بیان میں حساب
 العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
 بندہ کی قیامت کی دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب میں چوتھوں میں مجلس بیان میں حساب بندہ کی
 نفسه قبل ان يحاسب وينافس في ذلك المجلس الخامس والستون في بيان حثامة
 اپنی ذات سے پہلی اس سے کہ وہ حساب لیا جاوی اور مناقشہ ہو کہ ہاں کی جاوی پیشہوں میں مجلس بیان رغبت دلائی امرت
 على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلاثة المجلس السادس والستون
 توبہ پر اور توبہ واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینوں معانی کا چھپاسٹوں میں مجلس
 في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر المجلس السابع و
 بیان قول علیہ السلام کہ اللہ قبول توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جب تک نزع کو نہ پہنچی سترہویں میں مجلس
 الستون في بيان حال الكيس وحال الاحق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
 بیان حال وانا اور احق اٹھسٹوں میں مجلس بیان
 التقوى وحسن الخلق وحققتها المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
 تقویٰ اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونوں کی حقیقت اونہترویں میں مجلس بیان اسکا کہ تلاش
 كسب الحلال والى اطيب من المكاسب واقم منها المجلس السبعون
 حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی اور کونسا برا ہی سترویں میں مجلس
 في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
 میں بیان احتکار کی حرمت کا اور جو احکام شرعی اس سے متعلق ہیں
 المجلس الحادى والسبعون في بيان ائى تاجر يحشر يوم
 اہترویں میں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر
 القيمة فاجدا وله صادقاً المجلس الثاني والسبعون
 قیامت کو جبر محشور ہوگا اور کونسا صادق بہتریں میں مجلس
 في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
 امامہ کرنین تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال
 وافعال المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
 وافعال میں مجلس تہتریں میں مجلس بیان میں سود کی حقیقت
 واحكامه ائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
 اور اس کی نقصان کی مجلس چوتھریں میں مجلس بیان میں حقیقت بیع سلم اور اس کی احکام کی
 وخيره من انواء العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال المحرام والوعيد
 اور سوال اس کی انواع قور مجلس پچھتریں میں اس بیان میں کہ سوال حرام ہی اور وعید سزا موعود ہی

محکم دلائل سے مزین
 متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عقوبت کی بیان میں
غنیہ کی بیان میں
سورۃ النور

فیه وفي ای موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق الميراث

اور کس مقام پر جائز ہے مجلس چہتر دہن بیان میں حقوق غلاموں کی

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواط

مالک پر اور سوا اسکی جوا احکام ہیں مجلس ستر دہن بیان میں حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة الخمر وبيان عقوبتها

اور اسکی عذاب کی اور سوا اسکی مجلس اٹھتر دہن شراب کی حرمت اور اسکی عذاب

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان ستر الثمن ووجوب التقسية

اور حرام منعوا کی بیان میں مجلس اسی غزل کی حرام ہونی لی بدن میں و ریشہ کہ تقسیم کرنا

بين الغائبين للمجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ

غیبت کر نیوالوں میں ضروری ہے مجلس اسی فتنوں کی ظہور کی بیان میں اور جو مخالف شرع ہے اور کس طرح کیا جاوی اور وقت

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذة بالاشقة وحكومته

مجلس اسی بیان میں احکام قضاء یعنی قاضی ہونی کی اور اسکی لکھنا رسالت کیا اور حکم کرنا

بشهادة الزور للمجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الودع لئلا يفسد

جھوٹی گواہی مجلس بیسی بیان میں اوس شخص کی بسا و عطا کرنا جائز ہے اور جسکو نہیں جائز ہے

وطايفر عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان لا يرد على بيعت هذه الامة

اور اسکی تقریحات مجلس تراسی بیان میں سبابت کی کو اس وقت قال اور شہادت اس امت کی ہی

على راس كل سنة من يحدد الدين للمجلس الرابع والثمانون

سورس کی شروع پر مجلس چوراسی اوس شخص کو تازہ کری دین کو

في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون

بیان میں کیفیت سلام کی اور پڑائی پہلی سلام کر نیوال کی مجلس کجاسی

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلاثة ايام للمجلس السادس والثمانون

بیان میں ترک کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روزی زیادہ مجلس جیپاسی

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس للمجلس السابع والثمانون

ڈرائی کی بیان میں بدگمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ساسی

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق للمجلس الثامن والثمانون

اس بیان میں کہ ممنوع ہے مصاحبت اور کھانا فاسق کی ساتھ مجلس اٹھاسی

في بيان افضل الاعمال المحب في الله والبغض

اس بیان میں کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ میں اور بغض خدا کی راہ میں

المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة الرسول

اس بیان میں کہ لازم ہے متابعت رسول اللہ

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة

رسول علیہ السلام کی امر و نہی میں اور نہی میں جائز ہے مخالفت

في

فی بیان سبق رحمة الله وغلبيتها على غضبه وماهيتها المجلس الجادى والتسعون فی بیان
 رحمت الہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دلوں کی حقیقت مجلس اکابرین اس بیان میں

ان الشیطان یجری من الانسان مجرى الدم المجلس الثانى والتسعون فی بیان عدم التواخذه
 کہ شیطان پھر تابی انسان میں سبای خلک کی مجلس یانویں اس بیان میں کہ سوسہ سالہ لفظہ

بالوسوسة ما لم تعمل بها وتتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لملة
 نہیں جیتک اکبر علی نوری یا مونس نکی مجلس تیرانویں اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملک لملة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظہور الاسلام غریبا وسیع
 بنی آدم کی ساتھ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانویں اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہوا کجا

غریبا كما ظہر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفرغ و بیان مغیوبة
 غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس پچانویں بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غیبت میں ہونی

صالحها المجلس السادس والتسعون فی بیان غمی من اكل ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد
 صحیح و فاسخ کی مجلس چھیانویں اس بیان میں کہ جو شخص کھاوی ایسی چیز جس میں بدبو ہو وہی تو مسجد میں نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل المجلس الثامن
 مجلس ستانویں اس بیان میں کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانویں

والتسعون فی بیان الوصية فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
 بیچ بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور انکی ساتھ گزاران کی حالت مجلس نہتانویں

فی بیان تحقیق قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا الى اخره المجلس المائة فی بیان لزوم
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا النہ مجلس سوویں اس بیان میں کہ لازم ہی

رعاية حق الزوج علی زوجته و بیان الوعيد عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثيل من
 حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ بید نہو دی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

بدن کر رہے ومن لم یذكره بالحی والمیت وفي بیان معرفة ذکر الله تعالى قال رسول
 کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم مثل الذي یذكر ربه والذي لا یذكر ربه كمثل الحی والمیت هذا الحد
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی حال اوس شخص کا کہ بکی یاد کر رہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابیح مرآة ابو موسی الاشعری فانه عليه السلام جعل فيه الذاکر مثل الحی مع
 مصابیح کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں یاد کرنا ہوا کی مانند زندہ کی ہر یا یاد کرنا

کونه حی لان المراد بالحی من له حیوة حقیقة ابدیة وهی انما تحصل بذكر الله تعالى لان
 وہ زندہ ہی ہوتا ہی الہی کہ زندہ ہی وہ مراد ہی جو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الہی کی حاصل نہیں ہوتی لہذا

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الى الحیة الا
 ذکر الذکرین کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرورة اُنکی الہی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کیا ہی اور بہشت کی حیات الہی کی لائق بنا دیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیاً عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیاً عما یحیی قلبه وعما یوجب
 اور جو شخص یاد الہی نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سے خالی ہی جس سے دل زندہ ہوئی اور خدا کی

للمعرفة والحياة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہی

لئلا يستعده لمعرفة الله تعالى وانما ليستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحه من

بجز استعداد معرفت الہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الہی کی دل ہی سی علاقہ کہتی ہی ماتہ بانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم ليستخدمها استخدام الملائكة للرعايا وليستعملها استعمار

اعضائے کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گزار ہیں ان اعضا کی اسطور کار لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت کی اور ایسی برتتا ہی

المسيء للعبيد وهو انما يطمان بدن كرا لله تعالى كما قال الله تعالى الا بدن كرا لله تطمئن

جیسی مولی غلام کو اور دل کو طمانیت صرف یاد الہی ہی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یا رہی اسہ ہی کی یا رہی دل جین باقی ہیں

القلوب افضل الذکر علی ما ورد فی الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل

اور سب سے بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضروری کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمان قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه

مشغول رہی تاکہ اس کا دل طمیان پکڑی اور معرفت الہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سے پہلے اس پر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سے اس کا اعتقاد موافق اہل سنت و جماعت کی ہو سیکے ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكذرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا ينوار

اہل بدعات کی شبہات سے بچ جاوی کیونکہ جب تک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مگر رہتا ہی تو اس میں طاعت کی روشنی نہیں جلتی

الظلمة ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة

اور اس پر واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بھی سیکھے جس سے اس کی اعمال موافق شریعت پاک کی ہو سکیں

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرفها عجلة شيطانية وشبهة نفسانية

اور نہیں تو بڑی کام کر رہتا غیر محکم کرنی اصول کی اور ٹھیک درایت کرنی طریقوں کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيلة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية

داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہی اس کی ایسا جاہل کہی غریب میں اگر نادانی سے خیالات نفسانی

والتلبس الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہی اور اس کی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكور والرياسة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد

گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی میں اس کا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح

اہل سنت و جماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیوں کی شبہات سے بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی میں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق

اس کی اعمال مطابق شریعت پاک صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعد ہی کہ اس کو بعض عسلیات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او امرأة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة

خوارق عادات میں سی ریاضت کی موافق یا شیطانی (بکھی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

الزکاة فیظن انه ولاية وکرامة وهو فی الحقيقة مکروا استدراج لا کرامة ولا ولاية
 ریاضت منش کی مشہور ہیں پھر یہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکروا استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت
 اذ قد یحصل الکشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم یعتنون بزيادة الریاضات
 اسلٹی کر کشف اور امر خارق کہی کہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی ہی ہوجا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں
 مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالی قد جعل الریاضة سببا للتصفية
 باوجودیکہ او کی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں پھر اسکا کیا اعتبار ہی اسلٹی کہ اسد تعالی بیشک ریاضت ہی لڑن کو لیا صاف کر دیتا ہی لی
 القلوب بحیث یوصل بها الی الکشف ونحوه من الخوارق ولا یدل ذلك علی رضائه تعالی
 کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہوتی کئی ہیں اور اس سی اسد تعالی کی یقینی رضامندی
 بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق لیست مختصة بالمجرة والکرامة
 اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھ مجرہ اور کرامت ہی ہی خصوصیت نہیں ہی
 بل قد تكون استدراجا ایضا فمتی صدرت من فیہ خلل علی واعتقادی یحکم بكونها
 بلکہ بعضی وقت استدراج بھی ہوتا ہی پھر اگر یہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تودہ
 استدراجا لاجل الکرامة لان الکرامة ظهور امر خارق للعادة علی يد عبد صالح ظاهر صلا
 استدراج ہی سمجھا جاوگا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تودہ ہی کرامت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتھ سی ہو جسکی نیک کردار ہی ہو رہی ہو
 وهذا القید الاخیر للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة علی يد الاشقیاء
 اور یہ پہلی قید استدراج سی احتراز کی لی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیاء کی ہاتھ پر پیدا ہو
 کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق كما تظہر علی يد الاتقیاء تظہر
 جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کونیالی کیونکہ خوارق جیسی پر ہیز گاروں کی ہاتھ پر ہوتی ہیں
 علی يد الاشقیاء ایضا فایظہر من ذلك علی يد من کان تحت سیاسة الشرع یرصیر
 اشقیاء کی ہی ہاتھ پر ہوجاتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو
 سببا لمزید مجاہدته فی عبادته وما یظہر من ذلك علی يد من لم یکن تحت سیاسة الشرع
 اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہیں
 یرصیر سببا لمزید بعدہ وغروره ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلف ربة الاسلام
 تو اوسکو اور ہی دوری اور غرور بڑھایگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکا تا رہی گا آخر کو اسلام کی رشتی اوسکی گردن میں سی نکال کر
 من عنقه بانکار الحدود والاحکام والحلال والحرام فعلی هذا یجب علی العبد الذاکر
 حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر ہونا دیگا اسلٹی بندہ ذاکر کو یہ واجب ہی
 ان یجعل جمیع اعماله موافقا لاحکام الشرع ما دام حیا عاقلا ولا یجوز له ان یعمل عملا مخالفا
 کہ اپنی تمام اعمال جینک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رہی اور اوسکو یہ جائز نہیں ہی کہ کبھی ہی کسی وقت کوئی عمل
 للاحکام الشرعی فی وقت من الاوقات واحکام الشرع علی قسمین قسم یتعلق بالظاهر وهو البدن
 احکام شرعی کی مخالفت عمل مرد لادی اور شرعی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن ہی سے متعلق ہوتا ہی
 وقسم یتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمین علی نوعین احدهما یجب الفعل
 اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی متعلق ہوتا ہی اور یہ دونو قسمیں دوطرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر يجب فيه التزك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب
 دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور او سکا عمل میں لانا واجب ہی
 فيه الفعل التكلم بكلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
 دو نو کلمی شہادت کی پڑھنی اور نماز قائم رکھنی اور زکوٰۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور
 البيت وجها د الكفار والامر بالمعروف والنهي عن المنكر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
 کتب کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سمی روکنا اور سواء اسکی اور فرائض اور واجبات
 ومن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب التزك القتل والزنا واللواطه والسرقه ونشر الخمر
 اور وہ قسم جو بدنی متعلق اور او سکا ترک واجب ہی خون برتنی اور بیکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خوری
 والغيبه والفيمة والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
 اور غیبت اور سخن چینی اور چوڑیوں اور کیمنی ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی اور سننی اور سننی جسکا سنا حرام ہی اور سواء اسکی
 المحرمات والمكروهات ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبة والاخلاص
 اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص
 والتوكل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميدة والخصال الجميلة
 اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امید واری اور سواء اسکی اور نیک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں
 ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه التزك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
 اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریاء یعنی دکھلاوا اور حسد اور سواء اسکی
 من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حكما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
 اور بد خوئیان اور قبیح خصلتیں سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں میں سی
 عصي الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس في هذا
 وہ خدا کا نافرمان ہی اور او سکی عذاب کا سنوار وہ ولی اور کرامت والا کب پہنچائی اور بعضی لوگ اس
 الزمان يدخلون الخلوة ثلثة ايام واكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
 زمان میں تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کھینچ کر پھر فارغ ہو جاتی ہیں اور جب ایک یا دو بار چلہ کر چکی
 يدعون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
 تودھوی کرتی گئی کہ ہکوسب حالات کہیں گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پایا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہیں
 واذا انكر عليهم ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
 اور جب انہی انکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہیں گئی ہیں میان بہر علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہیں سو ہمار
 حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تخذون من
 اس علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدون چھوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم
 الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نضل الى الله تعالى فيكشف لنا العلوم فلا نحتاج
 قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ میں جاتی ہیں بہر ہم سب علوم کہیں جاتی ہیں ہر
 الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهي عنه في المنام ہی
 کنانوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑھنی کی کچھ حاجت نہیں ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل میں آجاتا ہی تو خواب میں ہکوسب مخالفت ہو جاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعلنا انه ليس بحرام

سوہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہیں اس جیسو کہ حرام بتاتی ہو کہ مکواؤں سے خواب میں منع نہیں کیا سو ہم نے جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہی

ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه انزلاء للملة الحنيفية والشفعة

اور اس طرح کی ترہات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں بکئی ہیں کیونکہ اس میں ملت خفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع

کی حقائق ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم بطلان كلامه بلا شك ولا تردد

کہ بلا شک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ و اہمیت سمجھی

ولا توقف ولا فهو يكون من جملة من يحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد

اور نہیں تو وہ ہی اوی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کہہ کا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جب

هذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيهم في بعض الازمان اشياء

اس نوبت کو پہنچا تو ان میں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گیا پھر وہ شیطان اوتکو بعض دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھاتا

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون

پس یہ قوم دھوکھا کھا کر یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور یہ نہیں

المن الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة واسر باب الرياضة ان يعملوا بجوارحهم ثم يروا

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر دین یوں پکارتا ہی کہ اپنی قوت ہمت اور خولوں کی قوت

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خواطره

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطاسی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلاثة انواع رحمانية

بچی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ اوتکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکھا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فنعاه شيطانه

اور شیطانی اور نفسانی یہ ہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يحرق منه مجرى الدم والعصمة ليست

اور نفس اوتکی ساتھ ہی رہتی ہیں مرقی دم تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوس میں ایسی پھرتا ہی جیسی بدین خون اور عصمت صرف

الارسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعدة

انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ میں واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعيده ومن عدا هم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغنى عما جاء به الرسول بما يلقي

اور سنا اور سوار انبیاء کی کوئی معصوم نہیں ہی اب جو شخص یہ خیال کری کہ مجھ کو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں مجھ کو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقي في القلب يحتمل ان يكون من

جو دلیں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلی کہ دلیں جو خطرہ آتا ہی خوشامیہ کہ

القاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آتا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ویشہدہ بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحاً بل قد تكون بعضه
 اور اوسکی کئی موافقت کا شاہد چاہی کیونکہ آدمی جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہیں ہو اگر تا بلکہ بعضی
 من الخواطر النفسانية وبعضه من الوسوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
 خطرات نفسانی بعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہیں اور بعضی اللہ کی طرف سے بواسطہ
 ملك الرؤيا فلا بد من التميز بين هذه الثلاثة ليعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين
 فرشتہ خواب کی ہی ہوتی ہیں یہ ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہی جس سے معلوم ہو کہ بہرہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہ ثابت ہو گیا
 انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهراً لا يحتاج
 کہ اللہ کی طرف سے ہی تب ایسا عالم چاہی کہ اوتی مراد کو سمجھی کیونکہ آدمی مراد اگر ظاہری تو
 الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياويل بتاويل
 تاویل کی کچھ حاجت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہیں ہی تو تاویل کی حاجت ہی پھر صحیح تاویل کرنی چاہی
 صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منها
 چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہیں پر اوتی مراد
 قد يكون ظاهراً فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
 بعضی حکم الہی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو ان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
 العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
 علماء صاحب کچھ ہیں کہ الہام اور الہی ہی نید کی خواب ان دونوں سے معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی
 خصوصاً اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
 علی الخصوص جبکہ یہہ دونوں کتاب اللہ اور سنت رسول سے برخلاف ہوں حضرت عمر
 بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد المرسلين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخاطا يلتفت
 بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا ہی تو یہی جب اوتی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اس پر توجہ
 اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهو لاء الجهلة قد يرى
 کرتی اور نہ اس پر یقین کرتی اور نہ اوتی موافق عمل کرتی جب تک اس کو کتاب اور سنت کی مطابق نہ لگتی اور یہ جہال جب
 احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحقق من
 کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہیں تو اس پر اپنی خطرات کو پکائی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق
 علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
 علماء کتاب اور سنت ہی سے سند لیتی تھی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تھی
 فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
 پر جس عمل کو ان دونوں ترازو میں کتاب و سنت میں کم پایا اور ان دونوں شاہد عدل کی کو ایسی ثابت نہوا تو اس کا اعتناء نہیں
 اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبه نكتة من نكتة القوم فلا قبلها الا بشاهدين عدلين
 ابوسلیمان دارانی فرماتی ہیں ایک نکتہ اس قوم کی نکات میں سے اکثر میری دلیل آتا ہی سو میں اس کو بدول کو ایسی دو شاہد عدل
 من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراساني كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
 کتاب اور سنت کی نہیں ملتا اور ابوسعید خراسانی ہیں جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہیں

کئی بات معلوم کرتی ہیں تو اس پر اپنی خطرات کو پکائی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق

الکبیر من لیمیزن افعاله واقواله واحواله بمیزانی الكتاب والسنة ولم یتهم بخاطرة فلا تقدره
 جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطرون کو بجا نہ جانی تو اسکو
 فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعاً من الکرامات حتی ترجع
 مردون میں شمار ست کرد اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو استاذہ ادھر میں
 فی الهراء ومشی علی الماء فلا تغزوا به حتی تنظر واکیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
 پالتیاری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرنا ہو تو ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جیتک یہ نہ جانچو کہ امر اور نہی اور حفظ
 الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفس
 حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
 الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اکتفی اثر الرسول وحکی انه اکتفی بقتل الحلاج
 خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید فی
 لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایه العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع
 فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تھا اسباب ہوشیار حق کی طالب دیکھتو کہ ان تمام بزرگوں کی با
 کونہم عظماء مشائخ الطريقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
 وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشائخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں
 فی شیء اصلاً فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
 اصلاً مخالفت نہیں کی باقی لحاظ شخص ذکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک
 وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلاً لکن ینبغی ان یعلم ان المرثر النافع من الذکر هو الذکر
 کیا کریں اور شریعت کی اصلاً مخالفت نہ کیا کریں لیکن یہہ ہی سمجھ لینا چاہی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
 علی المدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب فہو قلیل الجذوی لان الذکر
 ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتھ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
 اولاً و آخراً اولہ یوجب الانس والحب و آخرہ یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
 ایک ابتدا ہی اور ایک ابتدا ابتداء میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس تھا
 والحب لان الذکر فی ابتداء امرہ یکون متکلفاً فی صرف قلبہ عن الوسوس الی ذکر اللہ
 اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزرور تکلف وسوسوں کی شکار ذکر کی طرف نکلتی ہی
 فان وفق للمداومة انس بہ وانغرس فی قلبہ حب المذکور وصار مضطراً الی کثرة ذکرہ
 پھر اگر اسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو آدمی مانوس ہو جاتا ہی اور اسکی دل میں وہ محبت چڑھ کر طبعی ہی اور کثرت ذکر کی طرف مہیوار ہو جاتا ہی
 بحیث لا یصیر عنہ لان من احب شیئاً اکثر ذکرہ ومن اکثر ذکر شیئاً ولو تکلفاً یقع فی
 ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شیئ کو محبوب رکھتا ہی تو اسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شیئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
 قلبہ حبہ والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یتمر الانس بالمذکور والحب لہ ثم
 اسکی دل میں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتداء میں ذکر تکلف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ
 یمتنع الصبر عنہ فیصیر الموجب موجباً والقر صمراً ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر اللہ
 اس ہی صبر دشوار ہو جاتا ہی پھر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پھر جب ذکر کو یاد الہی سی محبت ہو جاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائده بعد الموت لانه يفارق ما سوى الله تعالى عند الموت

توضیح: کسی الگ ہو جاتا ہی ادا و سکامل فائده موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرقی دم تمام ماسوی السدی الگ ہو جاتا ہی
ولا یبقى معه فی القبر اهل ولا مال وانما یبقى معه فیہ ذکر الله تعالى فان کان قد انس به

اور اوسکی ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی
سوا اگر یہہ ذکر اوتی مانوس ہوتا

یتمتع به ویبتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورت الحاجات كانت تصد

توفائده ویکچا اور نہ با ویکچا کردہ تعلقات جو ذکر السدی باز رکھتی تھی جاتی رہی کیونکہ ضروری کام باریک ذکر السدی باز رکھتی تھی

عن ذکر الله تعالى ولا یبقى بعد الموت عائق فکانه خلی بینہ و بین محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روک ٹکی والا باقی نہیں رہتا اب گو بیکر و سکو محبوب کی ساتھ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذی کان فیہ ممنوعا عما به انسه و یهدن الانس یتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قیدی چھوٹ گیا جس میں اپنی محبوب سی روکا جاتا تھا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا و ٹھاکر آخر

ینزل فی جوار الله تعالى ویترقی من الذکر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی میں جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑھ کر نسبت دیدار کی چاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا اله الا الله کی ذکر سی

سوی الله تعالى اذ کل مقصود معبود و کل معبود اله و بالماذ منة علی ذکر لا اله الا الله

سوائے الله تعالی کی اور کچھ نہیں تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا اله الا الله کی دائمی ذکر سی

یفتی فی جمیع المعبودات الباطلة و لذلک فضل علی سائر الاذکار و ذکر المطلق فی بعض

تمام مطلق معبود جاتی رہتی ہیں اس ہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع فی بعضها مقید باصدق والا خلاص کما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة و

اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قیدی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله فخلص اذ دخل الجنة ومعنی الا خلاص مساعدة الحال

سلم فی فرمایا جس نے لا اله الا الله

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم یسأ عدا له لمقاله لا یكون فیہ شیء من

قول سی پھر جس نے لا اله الا الله زبانی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اس میں فہہ ہی

الا خلاص فیکون امره فی مشیئة الله تعالى ولا یؤمن فی حقہ الحظر المجلس الثاني

اخلاص نہیں ہی اوسکا معاملہ مثبت الہی میں ہی اندیشہ سی صاف نہیں ہی دوسری مجلس

فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر و بیان اقسامہ قال رسول

ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم لا انبئکم بخیر اعمالکم و ازکاهما عند ملیکم و ارفعها فی درجاتکم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو تو بتا دوں کہو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنے والا

و خیر لکم من انفاق الذهب و الورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضربوا عنقکم

اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی نہ بائشی سی اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کر کی تم کو اپنی سر کاٹو

ویضربوا عنقکم قالوا بلی یا رسول الله قال ذکر الله هذا الحديث من حسن المصابیر

اور وہ تمہاری سر کاٹیں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اس کا ذکر یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابراهيم بن ابي اسحق عن ابي عبد الله عليه السلام قال كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما ذكر باللسان والاخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذن

يحصل بالحرف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذن بل هو فكر وملاحظة القلب هو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا

الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبادة

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه وليستولى عليه بحيث لا يتجمل في صرفة عنه الى غيرة الى تكلف كما كان في ابتداءه يحتاج في قرارة فيه الى تكلف لكن حضور

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر والاستدلال ان التزموا صلة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وطاله من البحث والبرهان ولم يكونوا من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم

صاحب ايمان نيين هين اور رياضت اور مجاهده والى اگر موافق احكام شريعت كى رياضت

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر

والاستدلال ان التزموا صلة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وطاله من البحث والبرهان ولم يكونوا

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم صاحب ايمان نيين هين اور رياضت اور مجاهده والى اگر موافق احكام شريعت كى رياضت

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر

والاستدلال ان التزموا صلة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وطاله من البحث والبرهان ولم يكونوا

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم صاحب ايمان نيين هين اور رياضت اور مجاهده والى اگر موافق احكام شريعت كى رياضت

وینفذهم احکام الشریعة فہم الصوفیة المتشرعون والافہم الحکماء الاشرافیون وھم
 اور مجاہدہ کرتے ہیں صوفی باشرع میں نہیں تو حکماء اشرافی ہیں اشرافی ہی
 قوم من الفلاسفة اختاروا طریق افلاطون وصالہ من الکشف والعیان ولم یکنوا من
 ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ ہی
 اھل الایمان فعلی هذا یكون لكل طریق طائفتان فیکون المؤمنون العارفون باللہ قسمین
 صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کی موافق ہر یک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوتی
 احدهما اھل الاستدلال والبرھان وثانیہما اھل المشاہدۃ والعیان لان عرفانہم بہ تعالیٰ
 ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئے کہ معرفت الہی
 ان کان بالاستدلال بالدلائل العقلیة والنقلیة فہم من اھل العلم الظاہر والبرھان
 دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سے حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں
 وان کان عرفانہم بہ تعالیٰ بالمشاہدۃ بعین البصیرۃ فہم من اھل العلم الباطن والعیان
 اور اگر معرفت الہی چشم بصیرت کی مشاہدہ ہی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہیں
 وحاصل الطریق الاول الاستکمال بالقوۃ النظریۃ والترقی فی مراتبها وحصول الطریق الثانی الاستکمال بالقوۃ
 اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سے حاصل کرنا اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور نظام دوسری طریق کا قوت عمل کی زور سے حاصل ہونا
 العملیۃ والترقی فی درجاتها فہذہ ہی الکرامۃ الحقیقۃ الّتی تظہر من اولیاء اللہ تعالیٰ اذ غایۃ الکرامۃ
 اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انہیں کرامت کا تو
 حصول الاستقامۃ والوصول الی کمالہا واللہ تعالیٰ لو یعط العبد من الکرامۃ مثل ان یغنیہ
 یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ تقویٰ
 علی ما یحبہ ویرضاه من التقویٰ والاستقامۃ واما الکرامۃ بمعنی ظہور امر خارق للعادة فلا عبرۃ
 اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق احانت فرمادی اور یہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جائیں کرین
 بہ عند المحققین من اولیاء اللہ تعالیٰ لظہورہ من الکفرۃ المرتاضین وغیرہم من اھل الریاضۃ
 محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی صورتوں کا ریاضت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کہا کرتے ہیں بوجہ ان میں جتنی عمل چاہیے
 سم فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك علی ما ذکرہ بعض المدققین انہ تعالیٰ قد وضع اسبابا واناظہرھا
 نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعض مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر کے اونکی سائنہ
 مسبباتہا واجری عادتہ ان لا یختلف مسبب عن سببہ کالاحتراق عند النار ومن جملة
 ات متعلق کردہ ہیں اور عادت یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سے جدا نہ ہو وی سائنہ ہی رہی جیسی جلا ناگ کی سائنہ ہی
 فی الریاضۃ فانہ تعالیٰ جعلها سببا لتصفیۃ القلوب واناظہرھا بحیث یوصل ہا الی
 ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالیٰ فی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی سے متعلق کردیا ہی
 من ونحوہ من الخوارق ولا یدل ذلك علی رضائہ تعالیٰ بذلك السبب الذی ھو الریاضۃ
 وغیرہ خوارق پیدا ہو جائیں کرین پر اس کشف وغیرہ سے رضامندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی
 معلوم قطعاً ان الخوارق لیست مقصودۃ علی المجزۃ والکرامۃ بل قد تكون استلزاماً
 معلوم ہی کہ خوارق کو مجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ایضا متی صلات میں داخل فی عملہ واعتقادہ بحکم بكونہ استدراج لان الکرامة ظہور امر خارق
 پر اگر ایسی شخص سی پیدا ہوئی کہ جسکی عمل اور اعتقاد میں خلل ہی نہ تھا استدراج ہی کہلا و لگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہوتی ہے
 للعادة علی يد عبد صالح ظاهر صلاحہ وبهذا القيد لا خير يخرج الاستدراج لانہ ظہور امر خارق
 پیدا ہوتی ہی جسکا تقویٰ ظاہر ہوگا اور اس میں بھی قیدی استدراج الگ ہوگا کیونکہ استدراج وہ خارق
 للعادة علی يد الاشقياء كالرجال وفرعون والجهلة الصالحين المضلين فان الخوارق كما تنقسم من التقية
 عادت ہوتی ہی جو اشقیاء کی ہوتی ہے ہودی جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جنہاں بیشک خوارق جیسی التقیاسی ہوتی ہیں
 تنقسم من الاشقياء فما يظهر من ذلك علی يد من كان تحت سياسة الشر يعتبر سببا لمزيد مجاهدة في عبادة
 اشقیاء دسی ہی ہوتی ہیں پر جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
 وما يظهر من ذلك علی يد من لو يكن تحت سياسة الشر يصير سببا لمزيد عبادة
 اور جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاوے گا
 ولا يزال الشيطان يقويه حتى يخلع ربيعة الاسلام من عنقه بانكار الحدود والاحكام
 اور شیطان اسکو بہکا تا بہکا آخر اسلام کی رسی اسکی گردن میں سی نکال کر حدود اور احکام
 والحلال والحرام ولهذا قال ابو يزيد البسطامي لو ان رجلا مشى على الماء او يرتج في الهواء فلا
 اور حلال اور حرام کا منکر نہ ہو اور اسے بستی ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا اوہر میں چارواں ہو چلی تو
 تعقروا به حتى تنظر في كيف تجدونه في الامر والنهي ومراعات الشريعة وقيل له فلان
 ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جیتا اسکو اور رعایت شرعی میں نہ جانچو کیونکہ ایسی عرض کیا گیا
 يمر في ليلة الى مكة فقال الشيطان يهر في لحظة من المشرق الى المغرب وهو في لعنة الله
 ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہی آپ نے فرمایا شیطان لحظہ بہر میں مشرق ہی مغرب تک چلا جاتا ہی پر ہی وہ ملعون ہی
 فعلى هذا كل من يظهر فيه شيء من الخوارق لا يجوز ان يظن انه من اولياء الله تعالى لانه
 اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہو اگرین تو اسکو اولیاء اللہ میں سی تصور کر لینا نہیں چاہئی کیونکہ
 لما يجوز ان يكون من اولياء الله تعالى يجوز ان يكون من اعداء الله تعالى لاحتمال كون ظهورها
 خوارق تو جیسی اولیاسی ہوتی ہیں دسی ہی کفار دشمنان خدا سی ہی ہوتی ہیں شاید کہ ہے
 فيه بمقتضى الرياضة اراء الشيطان فان الشيطان يخيل للانسان الامور بخلاف ما هي
 باعث ریاضت اور شیطانی دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
 عليه ويؤريه الاشياء الباطلة في صورة الحق فمنهم من ياتهم بعض الاشخاص فتحا طهم
 اور امر باطل کو حق کی صورت میں بتا دیتا ہی بعض ایسی شخص میں کہ اسکی پاس انسان کی صورت بن کر آتیں گرا ہی
 ويقتل لهم ويظنونها ملائكة وهي اجن والشیاطين وكان اول من ظهر له من هؤلاء
 وہ اسکو فرشتہ خیال کرتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتی ہیں پہلی پہل اسلام میں ایسا شخص
 قال اسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفي الذي اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام في الحديث
 مختار ابن عبد الله ثقفي ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث میں
 الصحيح وقال سيكون في ثقيف كتاب وقيل لابن عمر وابن عباس ان المختار زعم
 ثابت ہوئی ہی آپ نے فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف میں ایک جہٹ پیدا ہوگا کسی نے ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لا صدق قل الله تعالى ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم ليحادلوك
 کہ مجھ پر وحی آتی ہی جواب دیا جبرائیل اے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور شیطان دہین ڈالتی ہیں اپنی دوستوں کی روشنی جبرائیل
 وقال الله تعالى هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل فاک انیم وکثیر من ینسب
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ میں بتاؤں تمکو کسپر اترتی ہیں شیاطین اترتی ہیں ہر جہوئی گنہگار پر اور بہت لوگ
 الى الاسلام في الظاهر وهو برئ منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشیطانیة
 ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی
 بحسب مولاته للشیطان ومعاداته للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضهم وان كانوا
 موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمان کی حصہ دہی اور خلقت کو فتنة میں مبتلا کرتی ہیں اور بعض شخص اگرچہ
 صدقین فی معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد فی العمل لکنهم لقللة علمهم یحقاقلوا بالان
 اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ عملی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقائق ایمانی سی کم واقف ہیں
 وعدم تميزهم ما هو من احوال الشیطان وموالاتهم یلتبس علیهم الامر ویقعون فی شبهة
 اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتے لاجار اونپر وہ لطیف پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی حال میں بہرہ
 الشیطان ویدعون کشفنا قضا العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
 ایسی کشف کا دعویٰ کرتی گئی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہیں کہ ہمکو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی
 ما یناقض صریح العقل والشرع وهم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یحیل الیهم اشياء یتفق
 جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جھوٹ نہیں بولتی براونکی خیالات میں وہ جبرین آتی ہیں
 وجودها فی الخاسر ویظنونها من کرامات الصالحین ولا یعرفون انها من تلبیس الشیاطین
 جو خارج میں نادر الوجود ہیں گاہی گاہی ہوتی ہیں انکو صالحی کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطانون کی دغا بازی ہیں
 فان کثیرا من الناس یظنون انهم من اولیاء الله تعالى وهم لیسوا من اولیاء الله تعالى بل هم
 بیشک اکثر لوگ یوں گمان کر لیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ
 من اولیاء الشیطن فان اولیاء الله تعالى هم الذین وصفهم الله تعالى فی کتابه وقال الان
 شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں یہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ
 اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وكانوا یتقون وقال فی آية اخرى ان
 اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کھادیں جو لوگ ایمان لائی اور بہرہ گاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں
 اولیاء الا المتقون فبین سبحانه وتعالى فی هاتین الايتين ان اولیاءه هم المتقون ولبس
 دوست او سکی سوای بہرہ گاروں کی سوا اللہ سبحانہ تعالیٰ فی ان دون آیتوں میں بیان فرمادیا کہ او سکی اولیاء بہرہ گار ہوتی ہیں اور
 لهم فی الظاهر من الامور المباحة شئ یتیمزون به عن الناس فلا یتیمزون بلباس دون لباس
 ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کرکر اور لوگوں سی ایسے پیران میں نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کہ لباس
 اذا کان کل منهما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امة عجم اذا لم یكونوا من اهل البدعة
 مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بہرہ
 واهل الفجور ولیس من شرط الولی ان یتیمزون بمعصوم بحيث لا یغلط ولا یخطأ وهذا لا یجوز
 اور بدکار شیون اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوستی کہیں نہ غلطی ہو نہ خطا اور پہلی اور کو بہرہ گار ہیں

له ان يعتمد على ما يلقى اليه في قلبه ولا على ما يقع له مما يراى اذ الهاما او خطابا من الحق بل يجب
 که جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سے خطاب ہو۔ دوسرے دیکر کیا انکار
 عليه ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله
 واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سے مطابق کری
 وان خالفه لا يقبله وان لم يعلم انه موافق او مخالف يتوقف فيه والناس في هذا الباب
 اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہ ہو تو اوس میں توقف کری اگر تفریق میں باب میں اکثر لوگ علی کہہ جاتی ہیں
 يغلطون كثيرا ويظنون في شخص انه ولي ويعتقدون ان الولي يقبل منه كل ما يقول
 بعضی شخص کو ولی قرار دی کر یہ اعتقاد کر لیتی ہیں کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا اگر ایسا سب
 يسلم اليه في كل ما يفعل وان خالف الكتاب والسنة ويوافق ذلك الشخص يخالفون ما
 اگرچہ قرآن و حدیث سے مخالف ہو اگر کسی یہ اس شخص کی تطبیق ہو جاتی ہیں اور
 بعث الله به رسوله الذي فرض على جميع الخلق تصديقه فيما اخبر وطاعته فيما امر فيجبرهم
 رسول کی ارشادات سے خلاف کرتی ہیں جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہے جسکی یہ ہوا اوسکو
 مخالفتهم للرسول وموافقته لذلك الشخص او لا الى البدعة والعصيان واخر الى الكفر والطغيان
 رسول کی مخالفت اور اس ولی موبہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کیجے بھلاقی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی پہنچ
 ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم ويوم بعض الظالم على يديه يقول ليتني اتخذت مع
 بہرہ دی لوگ ہو جاتی ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہی اور جس کا کٹ کٹا کھا ویکھا گھگھارائی ہاتھ کیسے کسیر ح میں فی پکڑی ہوتی
 الرسول سبيلا ليويتي ليتني لم اتخذ فلانا خليلا لقد اضلني عن الذكربعد اذ جاعني وكان
 رسول کی ساتھ راہ اسی خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں فی خدائی کی دوستی بہکا دیا مجھ کو نصیحت سے جب کہ مجھ تک آچکی اور ہی
 الشيطان للانسان خذ ولا يل يكونون مشا بهين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اتخذوا
 شیطان آدمی کو دعا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاریٰ کی مثال ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
 احبارهم ورجالهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبي عليه الصلوة والسلام ما عبدت
 اپنی عالموں اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کی عدی بن حاتم فی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر من کیا نصاریٰ عبادت تو نہیں کرتی
 فقال النبي عليه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن طاع احدا فإلهم ياذن به الله تعالى فقد عدا
 سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمایا نصاریٰ ان اونی اطاعت کی اور جس شخص نے برخلاف حکم الہی کی کسی کی اطاعت کی اونی اوسکی عبادت کی
 واتخذوا رباً فاذن كل من خالف شيئا مما جاء به بطرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي وان الولي
 اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسے شریعت کا کچھ بھی خلاف کیا کسی پیروی کی لحاظ سے ولی جان کر اس دہریہ کی کوئی کی کہی اور کسی کا
 لا يخالف في شيء مما يصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعدة هؤلاء في ذلك انهم يرون
 خلاف نہیں ہو سکتا سبوتا اگر اہل ہی اور طاعت بہہ ہی کہ یہ لوگ بعض اوقات
 قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات او شيء من خوارق العادات مثل ان يطير في الهواء او مشي
 کسی شخص سے بعض حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکھتی ہیں جیسی ہوا میں اوڑنا یا
 على الماء ويخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غير ذلك وليست تدلون بهذه الامور على ولايته
 پانی پچھلا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا تادینا اور اور سوا اسکی اولیسی یا نونسی اوسکو ولی سمجھ کر

ولا یجوز ان مخالفتہ صغر ان تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یظهر الطهارة الشریعة
او کئی مخالفت جائز نہیں جاتی باوجودیکہ ایسی باتیں کہیں ایسی شخص سے ہوتی ہیں جسکو استغنا کر نیکیا شعور نہیں ہوتا
ولا ینظف النظافة الدينية وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة
اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو
وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیباً وذلك الشخص
اور کثرت میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ فی فرمایا اللہ پاک ہی سو ہی پاک ہی قبول نہیں کرتا اور وہ شخص دی مہم
لا یغتسل ولا یتوضأ ولا یصلی الصلوة المكتوبة بل یمکن ملابس النجاسات ومعاشر الکلاب
نہ توہنا ہی اور نہ کہیں منہ دہو ہی اور نہ کہیں فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست میں لہڑا ہوا اور کتوں میں ملا جلا
ویاوی المزابیل والمواضع النجسة التي یحبها الجن والشیاطین فکیف یمکن ولیا فان الولی علی ما
اور کڑی وغیرہ نجس کائنات میں پڑا ہوا جس سے سو ہی جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلادہ شخص کیونکر دی ہو سکتا ہی دی تو موافق
ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کہتے ہیں کہ وہ ہی جو خدا کو اور اسکی صفات کو جانی مدای عبادت کری اور گناہوں
والمحرمات المعرض عن الانهماک فی اللذات والشہوات لا الملایس للنجاسات ولا المعاصی الکلا
اور محرمات سے بچتا ہی لذات اور شہوات سے نفرت کری فی وہ نہیں ہی جو نجاسات میں لگا ہوا ہی
ولا التارک للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعلوم العقل المکشف العوة العاری عن
اور ہی غار اور ہی عبادت اور نہ مری بیہوش فی ستر ننگ و ہرنگ بدن پر کٹرا
الشیاب و بسبب عدم التمزین بین اولیاء الله تعالیٰ والمتشبهین بہم من اولیاء الشیطن وقم
نہ لثا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان میں تمیز اور فرق نہیں کرتی اسلی ایک عالم
الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولاية ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهہا من
اس بلا میں مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجھ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اسکی مش
الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینہما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء
شیطان فی احوال میں فرق نہیں سمجھا اور ان دونوں میں امتیاز اور فرق کرنا ضروری تاکہ خلق بلا میں نہ آوی اور فرق یہ ہے کہ اولیاء کی کرامت
سببہا الایمان والتقویٰ علی ما فہم من قوله تعالیٰ لا ان اولیاء الله لا خوف علیہم ولا هم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی دیکھو جو لوگ اللہ کی دوست ہیں نہ ڈری اوپر اور نہ وہ غم کھا دیں
الذین امنوا وكانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببہا ارتکاب ما فہی الله تعالیٰ ورسوله
جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتے ہی اور شیطان فی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہیں
فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما یجبہ الشیطان من امور التي فیہا الشرک والظلم وفعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطان کی جس میں شرک اور ظلم اور
الفواحش فہی من احوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحانیة فان اولیاء الله تعالیٰ هم المؤمنون
فحش ہوتا ہی نہ ہو سکی تودہ بیشک حالات شیطان میں کرامات رحانی نہیں ہی اسلی کہ اولیاء تو مؤمن
المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امرتہون عما جروہم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہ ہی سے بیزار ہوتی ہیں ان میں ہی کرامت ہوتی ہی اور

کراماتہم حجة فی الدین حیث یكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العالمین وهی فی الحقیقة
 ایہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی
 یكون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل بالاتباع
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطان فی حالات کی سوبیہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
 الجن والشیاطین کا حصلت لکثیر من حکیت عنہم هذه الاحوال منهم عبد اللہ بن صباد
 ہوتی ہیں چنانچہ یہ حالات بہت شخصوں سی ظاہر ہوئی ہیں انہیں ہی ایک عبد اللہ بن صباد ہی
 الذی ظہر فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
 نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ میں تھا بعض صحابہ فی اوسکو دجال خیال کیا تھا اور نبی
 علیہ الصلوۃ والسلام فی امرہ حتی تبین لہ انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکھان والکھان یكون
 صلی اللہ علیہ وسلم فی اوسکی حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہی کاہن ہی اور کاہنوں میں سی
 لاحد من قرین من الجن یخبرہ بکثیر من المغیبات مما یسترقہ من السمع مع خلط الصدق بالکذب
 کسیکا یارجن ہوتا ہی اکثر جوری چوری سنکر کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر غیبی خبریں بتاتا کرتا ہی
 ومنہم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وكان لہ من الجن من یخبرہ ببعض الامور الغائبة فلما
 اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس ہی ایک جن تھا بعضی خبریں غیبی کی اوسکو بتا دیتا تھا جب
 قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیہ حتی اعانت علیہ امراتہ
 مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ لگئی تو شیاطین سی یہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دیں آخر اوسکی جورو کو
 حین تبین لہا کفرہ فقتلوه ومنہم مسیلة الکذاب الذی کان معہ من الجن من یخبرہ من
 جب معلوم ہوا کہ یہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلة الکذاب ہی اسکی پاس ہی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اوسکو
 الخفیات ویعینہ علی بعض الحاجات ومنہم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملك
 جنادیتا تھا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک میں عبد الملك بن مروان کی عہد میں ظاہر ہو کر
 بن مروان وادعی النبوة وكان شیطانه یخرج رجله من القید ویبصر السلام ان ینفذ فیہ وکان
 نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانوں میں سی زنجیر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہتھیار اوسکی بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور
 یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول ہی الملئکة وانما ہی الجن والشیاطین فلما امسکہ
 ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہ فرشتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتی ہی جب اوسکو
 المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیہ الرمح فقال لہ عبد الملك انک لم تسلم اللہ
 مسلمانوں کی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخصی اوسکی برچی ماری ذرہ ہی اثر نہ کیا تب عبد الملك کی کہا تو ہی بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری
 فسمی اللہ تعالی طعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المدن کورین من یحله شیطانہ عشیة عوفہ الی
 پھر اوسنی بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کوچہ میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوار ایک اور شخص تھا کہ شیطان اوسکو شب عوفہ کو
 عرفات ولا یلج الی الشرع الذی امر اللہ ورسوله بہ حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیہا
 عرفات پر پہنچا دیتا تھا یہ وہ شخص موافق شرع کی جس طرح اللہ اور رسول کا حکم ادا نہیں کرتا تھا کیونکہ نہ تو میقات پر ہی احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا
 ولا یقف لمرزقة ولا یطوف بالبيت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الحجار بل یقف بثیابہ ثم
 اور نہ مرزقہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مہرہ کی بیچ میں سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

یخرج من لیلته وهو یصیر کن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یمسح بالخلق
 او یسحب من یحکوا آتایا او سکا حال ایسا تہا جیسی کوئی جمع میں تو جاوی پر نازلی وضو پڑھی اور بعضی وہ لوگ ہیں جو محض سی
 سواء کان الخلق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورته ویقضى
 زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پھر شیطان اوسکی صورت بیکر منتہی کا پورا کر دیتا ہی
 حاجة من یمسح به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
 ایسا تو کو اس شبہ میں ڈالتا ہی کہ یہ وہ شخص ہی جس ہی میں فی حاجت جا ہی تھی اوسکا یہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
 الشیطان اصل ما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانہ اذا اعلم
 شیطان گرا کر نیلا ہی جب اوسنی اسکا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ ہی بچاتا ہی پھر شیطان جب اوسکی
 علی مقاصدهم فهو یضربهم اضعاف ما ینفعهم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث
 مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہو کر
 بمن یحسن به الظن من شیوخ المسلمین یحیی الیہ الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
 اپنی پیروی میں معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
 کثیرا ما یحیی علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یقتل بصورة رسول رب العالمین ثم ان ذلك
 اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پر یہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ
 الشیخ المستغاث به ان کان من له علم لا یخبرہ الشیطان باقوال اصحابه المستغثین
 پیر جی فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کر سکتا کیوں کہ بیان نہیں کرتا
 وان کان من لا علم له یخبرہ باقواله وینقل الیہم کلامه فیظن اولئك الجھلة ان الشیخ سمع
 اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسکی حالتی حال کہہ دیتا ہی اور بعضی کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدوں سمجھتی ہیں کہ ہماری پیر کی اتنی دور سی
 اصواتہم واجابہم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روى عن
 ہماری بات سن کر جواب دیا اور حقیقت میں یہ سب غلط ہی بلکہ یہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
 بعض المشائخ الذین قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شیء تراف
 بعضی مشائخ سی کہ اذکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو شیء بکلی چیز
 مثل الماء والزجاج ویمثل لی فیہ ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس به ونھذا الوجه
 جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجھی مطلوب ہوتی ہی نقش ہو جاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور
 یصل الی کلام من یمسح به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به فیصل الیہ جوابی وکثیر من هذه
 مرید مستغث کی بات مجھ تک آجاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اوس مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ہی
 الخوارق یحصل کثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الكتاب بالسنة ولا یعلمون بصافانہ
 خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہیں اور نہ اُن پر عمل کرتی ہیں بسن فی میں تو
 الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویرہم الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن کان بصیرا لالحقا
 شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا بیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکھا دیتا ہی ہر جو شخص حقائق ایمان سی
 الایمان وخیر البشر ائمة الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ولا یستعید بالله تعالیٰ عنه
 واقف اور اسلامی احکام سی نگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ سب شیطان کا مکر ہی اور اسی پناہ مانگتا ہی

ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتریہ ویكون من الهالکین واعظم ما یقری بہ

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو ہیکر ہلاک ہو نا ہی اور جس بات سی بہ شیطانی حالات مضبوط اور

الحوال الشیطانیۃ سماع الغناء اذ هو سماع المشرکین الذین قال اللہ تعالیٰ فی حقہم وما

راخ ہو جاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ کیونکہ سماع اور مشرکین کا کام ہی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

کان صلاتہم عند البیت الامکاء وتصدیۃ قال ابن عباس وغیرہ من السلف التصد

اونکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سینٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہیں تصدیق کی سنی

التصیق بالید والمکاء الصغیر وكان هذا ما اتخذہ المشرکون عبادۃ فمن یؤثر سماع

تالی بجانی اہتہ سی اور مکاء کی معنی سینٹی مشرکوں کی یہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس ایسی راگستاختیاں کیا

الغناء فهذا من علامۃ کونہ من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجمع النبی

توبہ نشانی اولیاء شیطانی کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

علیہ السلام واصحابہ علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابة والتابعین وسائر اکابر ائمتہ

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الذین لم یجعلوا هذا طریقا الی اللہ تعالیٰ ولم یعدوہ من القرب والطاعة بل عدوہ من

دین میں سی کسی غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھہرایا اور اسکو قریب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعۃ والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کاینبت الماء البقل فمن

بدعت اور گنہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پھینچتا

کان من اهل المعرفة التي هی کمال الولاية یعرف ان للشیطان فیہ نصیبا وافر ومن کان من

اہل معرفت کامل دلائل والا ہی وہ جانتا ہی کہ اس میں شیطانی کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة بعد یكون فیہ نصیب الشیطان اکثر فانه بمنزلۃ الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من

معرفت سی دور ہی او میں اور بہ بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لہو شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذا قوی سکر اهلہ ینزل الیہم الشیطان ویتکلم علی السنة بعضهم ویحمل

تاثير کرتا ہی اسپیدی غنا سکر جہت میں مست ہو جاتی ہیں تو وہ شیطانی آکر بٹھاتا ہی بعض کی زبانی بولتی لگتا ہی اور کہی

بعضہم فی الهواء ویظن الجہال ان هذا من کرامات الاولیاء ولیس كذلك بل انما هو من

ادہر میں او ہوائی پھرتا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامت ہی یوں نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشیطانیۃ ولذلك اذا قرئ هناك ما یطرد الشیطان مثل اية الكرسی وغیرہا

حالات ہیں اسپیدی اگر اسوقت وہاں وہ پڑ ہو جس شیطانی بہاگ جاتا ہی جیسی آیت الکرسی وغیرہ

ینصرف عنه فیسقط کما جرى ذلك لغير واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکي ان بعضهم

تو شیطانی بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر بٹھا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطانی کو بہکا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو

حمل فی الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بها درجت الرجل کان

ادہر میں او ہٹا لیا اوکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی کثرت سے آدی کا پست ہو جاتا ہی

کثیر من الصالحین یفرقنہا ویستغفر اللہ ویبتوب الیہ کما یستغفر من الذنوب ویبتوب

تو اکثر صالحی اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہ سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسأل زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريد من السالكين
 اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اسے دیکھ کر کہ یہ علم موقوف ہو جاوی اور تمام مشائخ اپنی مریدوں کو ان خوارق سے

خاية التنفير من الميل إليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
 کمال لغزت دل فی رہی جن کیونکہ جو سالك ارادہ غیبی فی ذخیرہ خوارق کا رکھتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل إليها فلا طائل تحتها بل اذا وقعت
 شیطان کی جان میں بہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس کو ردوسی اپنی دھوکہ بچاوی کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہی بلکہ دھوکہ اگر بہرہ

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
 بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسے دیکھ کر بعض بزرگوں نے فرمایا ہی جب کوئی سالك باغ میں جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
 اور اس باغ کی درختوں پر ہی جانور صاف زبان سے کہیں السلام عليك یا ولی اللہ یہ وہ اور کوئی نہ سمجھی

انه مكر به فقد مكر وسم يشعرو هذا التنفير من المشائخ عند ختمهم انما الكرامات فكيف اذا تعين كونها
 تو ہی خبر فریب میں آگیا اور مشائخ کی یہ دھوکہ ٹوک نہ ہی کہ اس کو کرامات جانتی ہوں اور اگر یہ ثابت ہووی

الحسن والسيطين وكثير من الناس لا يعرفونها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكفون
 کہ جن اور شیاطین کدھرت ہی ہر کوئی دھوکہ نہیں جانتی کہ جن اور شیطان کی طرف سے ہی بلکہ ان کو صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت جان کر فتنہ میں بہنستی ہیں اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
 دہاں اور ہٹاتی ہیں اور حقیقی کرامت سی واقع نہیں ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهر وباطن فافان
 اور اس کی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی العد پر اور دوسری رسول کا اتباع ظاہر و باطن سے سو آوی کو فائدہ ہی

على العبد ان لا يحرص على علمه ولا يكون له همه الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهورها
 کہ سوائے ان دو چیزوں کی اور کچھ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہیں کی پیدا کرنی میں صرف کری رہی کرامت جتنی عرف عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيز الرجال وليس من يحصل له شيء منها اقل مرتبة من يحصل له شيء
 سو اس کا کہہ اعتبار نہیں ہی بلکہ وہ مردوں کا حیز ہی اور جو کہ ذرہ بہرہ ہی امر خارق حاصل نہ ہو وہ نہ کم مرتبہ میں کہیں نہ ہی بلکہ

بل هو افضل واولى انه لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
 بلکہ وہ ہی شخص افضل و اولی ہونا ہی اس کی کہ امر خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جو یقین کامل نہیں ہے تاکہ اس کو ایسی اور کرامتیں قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها الاستغناء عنها ولذلك كانت الخوارق في المتابعين اكثر مما كانت
 کامل یقین والی ہیں او کو اور ہر توجہ نہیں ہوتی او کو کیا حاجت ہی اسے ہی طبقہ تابعین میں بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تھی

في الصحابة المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا قال رسول الله
 شہرہ ہی مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت میں فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراون الكوكب الدري
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مہشک اہل جنت کو نظر آویگی عروہ والی اوپر سے جیسا کہ تارے ستارہ

الغابر في الافق من المشرق والمغرب ليتفاضلوا بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء عليهم السلام
 انہا کنارہ مشرق یا انہا کنارہ مغرب میں تاکہ فضیلت معلوم ہو جا سکے جو ان میں ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ درجہ سوائے انبیاء کی اور کوئی پاسکتا ہی

درجات خاصہ پر ہی

غیر ہم قابل بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ^{فرمایا کہ میں نہیں قسم ہوں اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث صحیحہ کی ہے} ہذا الحدیث من صحاح
 المضامیم رواہ ابوسعید وصعناہ ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من ^{حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت ہے مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گے}
 فوقهم كما تنظرون انتم الى الكواكب المضحیة الباقی فی الافق من جهة المشرق او المغرب بعد انتشار ^{اور یہی جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح پہلے پاتی ہے}
 الصبح لتراکم درجاتهم علی غیرهم فانه علیہ الصلوة والسلام لما بین مراتبهم بهذا الوجه قال ^{بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا}
 الحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلك الغرف منازل الانبیاء لا یبلغها غیرهم فاجاب بان ^{تو صحابی جو وہاں موجود تھے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب انبیاء و ان کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا}
 تلك المنازل یرسلها رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قرت ^{یہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہے اور قسم اس واسطے}
 بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفيہ اشارة الى ان الواصلین ^{یاد فرمائی کہ وہ لوگ نہایت بعید جانتی تھی کہ مومنوں کو انبیاء کا مرتبہ میسر ہو اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ}
 الى منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منهم لا من ^{انبیاء کا درجہ وہ لوگ پاسکتے جو اس امت کی مومن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت میں پائی جاتی ہے جو}
 النبی قبلہم وسلم من هذا ان الایمان باللہ الذی اتصف به المؤمنون من هذه الامة مرکب من ^{پہلی لفظی اسی میں پہلی اس میں مومن ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مومنین کی صفت ہے}
 جزوین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم ^{دو جزوئی مرکب ہے اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی ہی یہ مراد ہے کہ یقین کرے}
 لوجودہ وقدمہ وكونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من ^{اللہ موجود ہے اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اسکو}
 لصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان كان ثابتا فی فطرة بنی آدم من مبادی خلقہم بمقتضى قلیع ^{سزاوار میں اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع میں ابتداء پر پیدائش سے ثابت ہوتا ہے جیسی مضمون میں}
 فطرة اللہ التي فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدہم الى وجودہ بایات منها قوله تعالی ان فی خلق ^{یہ تراش اللہ کی جس پر نازل لوگوں کو پر تو ہی اللہ تعالیٰ فی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہے ایک یہ تحقیق}
 السموات والارض واختلاف الیل والنهار لآیت وقوله تعالی افرایتم ما تسمون عانتہم تخلقونہ ام نحن ^{آسمانوں اور زمین کا بنانا اور دن کا رات آنا اللہ نشانیاں ہیں اور ایک یہ پہلا دیکھو جو بانی ملکاتی ہو اب تم اسکو بناتی ہو یا ہم}
 الخالقون وقوله تعالی افرایتم ما تخرثون عانتہم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقوله تعالی افرایتم ^{بنائے ہو یا ہم اور یہ پہلا دیکھو جو بولتی ہو کیا ہم انکو کرتے ہو کہیتی یا ہم ہیں کہیتی کرتے ہو پہلا دیکھو تو}
 الماء الذی تشربون عانتہم انزلنہ من المزن ام نحن المنزلون وقوله تعالی افرایتم الناس الذی توردون عانتہم انشائتم ^{پانی جو پیتی ہو کیا تمی اوتارا اسکو یا دل سی یا ہم ہیں اوتارنا یا ہم پہلا دیکھو تو جو اسکو سلگاتی ہو کیا تمی اوتارنا یا}

شجرتها ام نحن المنشئون وعندها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل
 اورسواہ انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الايات ويدبر فكره فيما ذكر فيها من خلق السموت والارض فاعلم ان من عجائب المخلوقات
 مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو اس کی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں خود اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغنى شئ منها عن صانع يوجده ويدبره وعلى هذا الاعتقاد
 کہ یہ تمام اشیا صانع پیدا کر نیوالی اور مدبری بی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کر کے ان کی شکری اور تمام ہی آدم کیا سکے

جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سألتم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر
 یہودی اعتقاد کہتی ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو تو پوچھی اور کسی کسی بنائی آسمان اور زمین تو کہیں گے اللہ ہی ہر

من كفر بلا شرك ولدنك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا
 جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ شریک کی شامت سے ہیں اس لیے ہی تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتے تھے تاکہ لالہ الہ الا اللہ کی قائل ہوں

الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة ايات القرآن ما يغني عن اقامة الدهان
 یہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہ کہہ کر وہ عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر بیان قائم کرتی کی کچھ ضرورت نہیں کہی

على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا اثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى
 لیکن علماء فی توحیدی واسطی اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہی

حدوث العالم فبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذواتها
 حدوث عالم کا ہی یہہ حدوث ہون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سے مراد اجسام ہیں جو بذات خود قائم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما
 اور اعراض سے مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سے اور اجسام کو لازم ہیں کہیں الگ نہیں ہوتی اور یہ

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 حادث ہیں اعراض میں سے بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور احوالا بعد اندھیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكر واما الاجرام
 اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان متضادات کی ضد ہون پر اور اجسام کی

فدليل حدوثها انها لا يخلو عن الحادث وكل ما لا يخلو عن الحادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
 حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سے بھی خالی نہیں ہوتی اور جو شئی حوادث سے خالی نہ ہوتی وہ بھی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سے خالی ہونا

الحادث فلا يخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاضطرار فلا يحتاج فيه
 یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اور ہمیں کچھ نگرار اور تامل کی حاجت نہیں

الى تامل واقفا كسرفان من عقل جسم لا ساكنا ولا متحركا كان عن نفع العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا
 کو کہو جو شخص عقل کو جسم خیال کرے کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن نہ وہ شخص عقل کی صفت سے گمراہ ہی اور جہالت کی بشت برسواہ

والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما قباقيهما وانقضاء كل منهما عند وجود الآخر وذلك
 اور حرکت اور سکون دونوں حادث ہیں انکی حدوث پر انکی انکی پیدائش دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہو جاتا ہی

مستأهد في بعض الاجرام وطالم يشاهد فيه ذلك فاما من ساكن الا والعقل يقتضي مجاز حركته وطام
 یعنی حرکت سے سکون اور سکون سے حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام میں تو متبدل ہوتا ہی اور جہان نہیں ہی تو یہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجرید عقل کا متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضی بجواز سکونه فالطاري منهما حادث بطرياقته والسابق حادث اذ لو كان
 اورم متحرك باعتبار تجويز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب نو بیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر
 قدیم یا الاستحال عمومہ واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا فلا نہ لو لم یکن حادثا لکان قدیم
 قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جوشی حادث سی خالی نہ ہو اوکی حادث کی یہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہ ہوگا تو بیشک قدیم
 ثابتاً فی الانزل فیلزم ثبوت الحادث فی الانزل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حادث مرتبة
 اور انزل من ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل میں ثابت ہو اور یہ سلم محال ہی کیونکہ اس سی یہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی ہی انتہا حادث
 لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک والاشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم
 جنکا ابتدا نہ پایا جادی موجود ہوں جیسے فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فقطہ اور جو نام کی مسلمان
 من ینسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوی قدیم بذاته وصفاته
 اوکی تابع ہیں اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سمای اپنی ذات اور صفات میں
 الاحركات فانها حادثة بالاشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا و قبلها حركة لا الى اول واما العالم
 سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کلی قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی ہی انتہا اور عالم
 السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقلوا ان هیولاه قديمة وكل ما فيه من
 سفلی کہ عالم کون اور فساد کہو تا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سوا زمین یہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی
 الصور ولا اعراض حادثة بالاشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من ولد ولا بیضة الا من دجاجة
 صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کلی نوعی قدیم ہیں پس جو بیڈ ہی سوا بی بی ہی اور جو اند ہی سوا مرغی سی ہی نہ
 ولا دجاجة الا من بیضة ولا نذر الا من بزرا وهكذا الى غير النهاية فيلزم علی قولهم ان یوجد حادث
 اور جو مرغی ہی سوا نڈی سی ہی اور جو نبات ہی سوا بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اوکی قول کی موافق یہ لازم آتا ہی کہ اب جو حادث
 لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا و قبله حادث لا الى اول و علی تقدیر وجود حادث لا اول لها
 جنکا ابتدا نہ ہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حادث غیر متناہی ہوئی
 یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک والاشخاص الحيوانات وغيرها حادث مرتبة
 اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حادث غیر متناہی ہی مرتبہ موجود ہوگی جسکا
 لا اول لها فمالو یقتض تلك الحوادث بجلتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة
 ابتدا نہیں پہرچہ تمام حوادث بالکل نگز چکیں گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آوگی اسواسطی کہ حرکت
 اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
 یومیہ مشا آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی نام حرکتیں گزر لیں اور ایسی وہ حرکت جو اس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی سب گزر لیں
 وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله
 اور طرح ہر حرکت اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوکی ما قبل کو
 ولا حظته وهلم جرا علی الترتیب لا یفضی الى نهاية حتی تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان
 لحاظ کری اور اسی طرح اس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملے گی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی
 یکون وجود الحادث الحاضر محال لکن وجود الحادث الحاضر ثابت فیطل وجود حوادث لا اول لها
 کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فأذا بطل وجود حوادث لا أول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قد بيا ثابتا في الأنزل فاذا بطل كونه
 بهر جب وجود حوادث غیر متناهی کا باطل ہوا تو اذن اشیاء کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں قدیم اور ازل ہی ہوتا ہی باطل ہی بہر جب اون اشیاء کا
 قدیم ثابتا فی الأنزل یثبت کونہ حادثا فاذا ثبت کونہ حادثا ثبت کونہ العالم بجمیع اجزائہ من
 قدیم اور ازل ہی ہوتا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا بہر جب وہ حادث ہوئی تو یہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء
 السموت وما فیہا ومن الأرض وما علیہا حادثا محتاجا الى محدث یخرجه من العدم الى الوجود وذلك
 آسمان اور جو اسکی اندر ہیں اور زمین اور جو اسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کر نیوالی کی محتاج ہیں کہ نیست ہی موجود کری اور وہ
 المحدث یلزم ان یکون قدیمیا واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لا یحتمل ان یکون قدیمیا
 پیدا کر نیوالا ضروری کہ قدیم واحد قدیم صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم ہوگا
 بل کان حادثا لکان محتاجا الى محدث فیلزم الدور والتسلسل الذی هو وجود حوادث لا أول لها
 بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا بہر دور لازم آوے گا یا تسلسل کردہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی
 وکلاهما محالان ولولہم یکون واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
 اور ہر دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو دی بلکہ ایک سے زیادہ کئی ہوں تو انہیں چھوڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم ہی
 ولولہم یکون متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان
 اور اگر قدیم اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی میں عاجز ہووے گا کیونکہ
 الایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شئ من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یقتضی
 ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئی میں جب ہوتا ہی تب اسکا ارادہ کری اور ارادہ اس شئی کا
 العلم به لان القصد الى ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاثة یقتضی
 اسکی علم پر غور ہو کہ ایجاد کرنا کسی شئی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہ تینوں صفات بدین حیات کی نہیں ہو سکتیں تقا
 الحیوة لکونہا شرطاً فیہا فعلى هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراتہ دلیلا قاطعا علی وجو
 اسلئی کہ حیات انہیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود انہی
 وکونہ قدیمیا واحدا متصفا بهذه الصفات الأربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا
 اور قدیم اور وحدت پر کہ ان چاروں صفات سے موصوف ہی اسبیلئی بعضی اہل نظر اثری ٹوٹ پر استدلال جاتے ہیں کہ
 بالاثر علی المؤثر ما رابینا شئ الا وراینا الله بعدہ فان کل ذرة من ذرات الکائنات من حیث حدوتہا
 یہ کہتی ہیں کہ جس جگہ کسی چیز کو دیکھا تو اسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی
 وافتقارہا الی من یوجدہا لا تزال تکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجدا قدیمیا واحدا
 موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سی جسین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہ کہتے ہی کہ یہاں موجود ہی قدیم واحد
 متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسأثر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامہا السامعون
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سناوار صفات والا یہ کلام سب سماعت والی سمعی ہیں
 ولا یسمعه الذین هم عن السمع بلغز ولون والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا
 اور وہ نہیں سنتی جو سمجھتی ہیں بیکار ہیں اور سماعت سے مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسین نہ حرف ہوا اور نہ
 صوت ولا عری ولا یحیی السمع الظاہر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارك فیہ الہام انسا
 آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جسی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اسین ہا ہم ہی انسان کی شریک ہیں

اذ لا قدر شیء تشارک فیہ البہائم الانسان والحاصل ان المكلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل لا
 اسلکی کہ اوس چیز کی گواہی نہیں ہے کہ انسان برزور عقل صفات الہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتا ہی
 خادل علیہ افعاله فما لم یزل علیہ افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی
 جبہ اسلہ کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
 تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمالہ
 کہی دلیل عقلی ہی ثابت کرتی ہیں اور کہی دلیل نقلی ہی دلیل عقلی اول صفات کی ثبوت کی تویہ ہی
 صفات نقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب
 نقصان کی صفتیں ہیں اور اسد تعالی کا صفات کمال ہی موصوف ہوتا اور صفات نقصان ہی بری ہونا واجب ہی پس
 اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد
 اب موصوف ہونا اللہ کا ان صفات ہی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت جیسہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت
 ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب لقطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
 انکی ثبوت پر ناطق ہی سواب الہی ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل ہی بہتر ہی
 لان تلك الصفات لا تتوقف علیہا افعاله تعالی حتی یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی
 کیونکہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اسد کی ذات
 لم یکن معلوما لا حد حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بها بحیث لو لم یتصف بها لیلزم
 کیونکہ معلوم نہیں ہی تاکہ یہ معلوم ہو دی کہ یہ صفات اسکی حق میں صفات کمال ہیں انکا ثبوت ضروری ہی نہیں تو
 ان یتصف باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
 انکی صندین لازم آویگی اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ صفات کمال ہیں تو کمال البتہ ہمارے حق میں ہی اور ہمارے حق میں کمال ہونی ہی کیا ضرور ہے کہ ہم
 الیسا کمالا ان یکون کمالا فی حقہ تعالی لاثر ان اللذة والالم مع کونہما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان
 ذات الہی کی ہی کمال ہو کیا مجکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہمارے حق میں کمال ہیں اور اسد تعالی کا نسبت ممتنع ہیں
 علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات لہ تعالی التساو
 کیونکہ یہ اجسام کی اوصاف ہیں اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز
 بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدي
 انبیاء علیہم السلام ہی نقل کیا دی جنکی نبوت ایسی معجزہ ہی ثابت ہی جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو کہ میرا بندہ
 فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ لان المعجزة تصدیق فعلی من اللہ تعالی
 جو میری طرف ہی احکام پہنچاتا ہی سب سچ ہیں بلکہ یہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت ہی ہو کیونکہ معجزہ اسد تعالی کی طرف ہی
 لرسولہ لکونہا فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صدیق القول فی تصدیق رسولہ فی دعوی
 رسول کی حق میں فعلی تصدیق ہی اسلکی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی
 الرسالة فانہ تعالی لما خلق امر خارقا للعادة علی یدہ عند ادعائه الرسالة صامرا کانه قال صدق
 تصدیق کرتا ہی کیونکہ اسد تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی اہت پر بر دقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تویہ ایسا ہی کہ فرما دیا
 رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ قال العلماء مثال ذلك ان رجلا
 میرا رسول سچا ہی میری طرف ہی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا سکوت ہی ہو علماء فی اسکی یہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم یکنان وکنان من الشکلیف بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلیجی ہوں تمہاری حق میں فلاں فلاں حکم جاری کر نیکیو پہچانی

فطلبوا منه الحجۃ تدل علی صدقہ فقال ایۃ صدقۃ انا اطلب من الملک ان یخالف عاداتہ ویقوم بہر اس جماعت فی تصدیق کی لئی اسی حجت طلب کی اس شخص جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ اپنی خلافت عادت

من مقامہ ویقعدت لک مرات ففعل الملک ذلک بطلبہ فلاریب ان ذلک الفعل من الملک ابھی چکیہ سو یقین یار کڑا ہر جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ فی اس کی کہی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی

فأثم مقام قولہ صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وصفید للعلم الضروری صدقہ لمن شاهد جیسی زبان سے کہتا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف ہی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ ہی جس نے یہ کام مشاہدہ کیا تو اس کو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولم یسأله بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر ولا شک ان هذا الشال مطابق حاصل ہو کہ جس میں دلیل کی کچھ حاجت نہیں ہی جس کو دیکھی تعاقب نہیں ہوا بلکہ اسی بہت آدمیوں ہی بالتواتر یہ حال سنا اس کو ہی اور بیشک یہ مثال

لحال الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزہم العلم الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولمن انباء علیہم الصلوۃ والسلام کہ حال ہی مطابق ہی کہ اس کی معجزہ ہی ہی دیکھنی والوں کو اور

لویسأله بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من آمن بالله وصدق الرسلین تواتر ہی سنی والوں کو علم یہی یقینی حاصل ہوتا ہی جلتو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لا کر اور نبیوں کی تصدیق کرے

اذا اراد ان یكون من اهل الغرف لا بد له ان یشغل بالطاعات ویجتزئ عن السیات لان ایمان وحده یہ آرزو کرے کہ اہل غرف میں داخل ہو تو اس کو ضروری کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سے بچتا ہی اس کی کہ مزایا یں

وان کان یجئہ من العذاب الموبد لکن لا یکفیه فی الغفران بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دیکھ پر حصول درجات کی لئی کافی نہیں ہی بلکہ اس کی ساتھ نیک اعمال ہی چاہئیں

الصالح الیہ کما یدل علیہ آیات القرآن من جلتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالی تقریکم چنانچہ کئی آیات قرآنی ہی معلوم ہوتا ہی منجملہ ان کی ایک یہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ نزدیک کر دی

عندنا ذل فی الامن من وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فدللت لایۃ ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور پہل کا کیا سوا نگو ہی بد لا دونا اس کی کہ پھر اور وہ جہر کوں میں بیٹھی ہیں خاطر جمع ہی آیت ہی معلوم

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی اللہ تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی اللہ تعالی واما الاموال کہ عمل صالح کہ اس کی طرف متوجہ ہوتا اور اس کی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتا ہی رہی مال

ولا ولا فذلکون کل منہما یشغل الانسان عن اللہ تعالی لا یقرب احد الی اللہ تعالی الا المؤمنین اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتے ہیں کیونکہ خدا ہی نزدیک نہیں کرتی بجز صالح و مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ویعلمون اولادہم الخیر ویربونہم علی الصلاح فانہم جو اپنا مال خدا کی رحمت میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتے ہیں اور نیک اطوری پر پرورش کرتے ہیں ایسی اولاد کی

باتصافہم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتہم ویكون الواحدۃ عشر اضعافا فوقہا وھم فی غرفۃ جوان اوصاف ہی موصوف ہیں اور نثار ثواب ہی اس طور کہ ان کی حسنات بڑھتی ہیں ایک ہی دس گونہ ہوتی ہیں اس سے ہی زیادہ وہی لوگ

لجنة امنون من جمیع المکارہ بما عملوا من الصلحۃ یسرنا اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ المجلس الرابع اعمال صالح کی سبب غفرات میں تمام کمزوریات سے بچی رہیں گی اسی اپنی لطف و کرم سے پھر آسان کر چوتھے مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زیادة من والده وولده

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرتی ہیں

باب اور اور اور

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگوں سے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤمن نہیں ہووے گا کوئی تم میں سے جس تک پہنچے میں اور کوئی

من ولده والناس اجمعین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولبس المراد بالحب

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے

یہ حدیث صحیح حدیثوں میں ہے انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس کے

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس کے

الحب الطبیعی التابع للشہوت النفسانیة لانه خارج عن حد الاختیار فلا یؤخذ به الانسان

محبت طبعی نہیں ہے جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہے کیونکہ محبت اختیاری نہیں ہوتی سوائے اختیاری میں انسان کی کچھ نہیں ہے

نہیں ہے

لقوله تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلی الاختیاری الذی هو اثار یقتضی

خدا فرماتا ہے تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر جتنا اوس کی ہونگی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہے یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جس کو

عقل

العقل رجحانہ ولیستند علی اختیار وان کان علی خلاف الطبع الا ترى ان المریض یکرہ الدواء المر دینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کرے اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہیں کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہے

عندہ

عندہ طبعہ ومع ذلك یمیل الیہ باختياره ویقصد تناوله بمقتضى عقله لعلہ وظنہ ان حتمہ

اور اوسکی طبیعت کی گنتی ہے بہرہی با اختیار خود اپنی عقل سے یہ سمجھ کر کہ میری صحت اس سے میں ہی خواہش کر رہی ہوں

فینہ

فینہ وكذلك المؤمن اذا علم ان الرسول لا یافر ولا ینہی الامنافیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہ جان لیتا ہے کہ رسول وہ ہے فرماتا ہے جس میں دنیا کی بے لگائی ہے

یخرج جانب الرسول علی جمیع الناس فیمثل امرہ ویجتنب نہیہ وهذا مما لا یحصل الا بان الایہ

بہر خواہ مخواہ تمام لوگوں پر رسول کی جانب غالب رہے کہ اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرتا ہے اور یہ تو اتنا امر ہے کہ جس بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا

لان

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشرعۃ بمعنی التصدیق مقیدا

اس نئی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شریعت میں مطلق تصدیق نہیں ہے

بامر

بامر مخصوص وهو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات میں

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی العینین احدہما عدم الشک تکل علم

اور تصدیق میں یقین معتبر ہے اور یقین مشترک لفظ ہے اسکی دو معنی ہیں ایک تو شک نہ ہونا سو جو علم

یکن

یکن فیہ شک فهو یقین وعلى هذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت

مشکوہ کہ نہ ہو وہ یقینی ہوتا ہے اس اعتبار سے یقین قوی اور ضعیف نہیں ہوتا کیونکہ شک کی نفی میں کچھ تفاوت نہیں

فی

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

ہے بہر جس شخص کی دل میں ذرہ بہرہی شک ہو وہی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یمکن مؤمننا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین هذا المعنی لیحصل لہ المحبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہیں بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور ہے تاکہ اوسکی محبت حاصل ہو دے

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرے لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بھی جسکی ساتھ احتمال نقیض کا دلیل نہ آوی

ہی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القلیل وتحقیقه علم

تایم مقام یقین کا ہرگز حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق لہ اربع مقامات الاول استواء

موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہ کہ

الطرفین عندک كما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندک هل یعاقب فی الآخرة ام لا

تیری رائے میں دونوں جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجھسی پوچھیں بتا دوں گا آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانک لا تمیل الی الحكم علیه بشئ من نفی او اثبات بل یستوی عندک امکان الامرین و یعد

اب تو یقینے کچھ نہیں کہہ سکتا نہ انکار نہ اثبات بلکہ تیرے عند یہ ہیں دونوں ممکن ہیں ایسی حالت کو

عنه بالشک والثانی مرجحان الامرین عندک مع الشعور امکان نقیضه امکان لا یمنع

شک کہتی ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ تیری رائے میں ایک جانب کا غلبہ ہو پراس کی سادہ دوسری جانب بھی ایسی ممکن معلوم ہوں سی جانب

ترجیح الاول كما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب

اطلا غلبہ فوت ہو جاوی جیسی تجھسی ایسی شخص کا حال پوچھیں جسکو تو پرہیزگار جانتا ہے کہ اگر یہ شخص اسی حال پر مواتا تو بتا اسکو آخرت میں عذاب ہوگا

فی الآخرة ام لا فانک تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلک الی عقابه لظهور علامات صلاحه

یا نہیں اب تجوی رائے ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عند یہ ہیں صلاح کی نشانیاں ظاہر ہیں

عندک ومع هذا يجوز اختلاف امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التحویز غیر دافع لرجحانه و

نہی یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اسکی دین ایسی پوشیدہ نہ ہو جسکی عذاب ہو جاوی لیکن یہ شبہ اسکی غلبہ کو نہیں اوجھاتا

یسمی جانب الرابع ظنا وجانب المرجح وهما والثالث میلک الی الحكم بشئ بحيث یغلب علیک

ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہیں اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہ درجہ ہے کہ تجھ کو کسی شے کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اسکی نقیض

ذلك الحكم ولا یخطر ببالک نقیضه ولو خطر لنا ثبت عن قبوله لکن لیس ذلک الحكم عن معرفة

تیری دین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی ہی تو اسکو نہ مانے لیکن یہ یقین معرفت حقیقی سی ہو

محقة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات

بلکہ صرف سنی سنائی سی پیدا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن لیقین کہلاتی ہے یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

کلیها اذا رسیخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل حدیث بقیة مذهبه واصابة امامه ولو

ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ کسی سنتی اور کئی دلیل پر یہ طے جاتا ہے چنانچہ ہر ایک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہے

ذکر له امکان خطا امامه یفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع

کوئی کہی کہ امام سی بھی غلطی ہو سکتی ہے تو انک بہاگ جاوی کہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو اہل بیت انکا دل قبول کر سکتا ہے چوں ہا درجہ پہلی

میلک الی الحكم بشئ علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشک ولا یتصور فیہ التشکیک فکل

کہ تو کسی شے کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اسکی سادہ شک باقی اور کسی شک لانی کا بھی تصور نہ رہی بس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشک فکل علم

علم اس درجہ کا ہوتا ہے اسکو یقین کہتی ہیں کیونکہ یقینی کہنی کی یہی شرط ہے کہ شک اصلا باقی نہ ہو پس علم میں

انتفی عنه الشک فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة سنا و بغیرة العقل

سک ہوگا وہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

کالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر کالعلم بوجود ملة او بالتجربة کالعلم بكون
جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سی جیسی علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار نائیش سی جیسی علم

المطبوع مسرلا و بالقليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل في الوجود شئ قديم فقلت نعم

الحکم بہ بدلائل ان القدریم لیس محسوسا کا الشمس والقمر حتی یکن الحکم بوجودہ بالحسن والضروریامثل

کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو عسوں میں کدو کو دیکھ کر کہدی ہاں موجودی آورہ البیہ پر ہی جی جیسی

كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غيرة العقل ان يتوقف عن

الحکیم بوحده بالمداهنة ثم بالناب من حکم بوحده بالسلام حکم اخذنا و استعمله و هذا

حکم پر جو کہ بائبل میں لکھا ہے کہ جو کسی شخص کو مارے گا اس کا جرم عظیم ہے اور وہ اس کی سزا کا مستحق ہے۔

هو لا اعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لولم يكن اعتقاد كسبي بين اوتام عوام كما تو حال اعتقاد من اليسا هي هوتا هي اور بعض شخص بر ان سوا سكي وجود كا يقين كرتي هي اسطور پر كا كر

فی الوجود قدیم بل كانت الموجودات كلها حادثا لثبوتها بلا سبب وهو محال والموردی الى
موجودات من کوی ذات قدیم نہ ہو بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہ امر محال ہی اور حسیات ہی محال

المحال محال بآنه ان الحدوث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج في وجوده الى غيره وهو ظاهر

وكان لا يتصور ايجادها لغيره لانه فرع وجريه فلو انحصر الوجود في الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من

اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا مقصود نہیں کیونکہ پہلے وہ اپنے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھا اگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہے کہ اصلاً موجودات پیدا نہ ہو سکتی ہیں۔

اب عقل صاف یقین کرتی ہے کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب الطوۃ اور

عالم و خبیرو حتی بیانی صہ احداث تحدیات دھارۃ لولم یین تیا نکات الصفات

علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکی کیونکہ اوسمین اگر یہ صفات نہ ہونگی تو قیف

علی ارادۃ ذلك الشئ وارادۃ ذلك الشئ يتوقف علی العلم به لان الفصد الی ایجاد شئ من غیر العلم به
 بدون ارادہ اوس شئی کی نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شئی کا بدون علم اوس شئی کی نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی شئی کی پیدا کرنا
 بی جانی بوجہ

محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث يتوقف على الحيوة لكونها شرطاً فيها فعلى هذا يكون وجود العالم

محال ہے اور یہ مینون صفتیں بدن حیات کی ہیں ہوسکتیں کیونکہ حیا امین شرط ہے اب اس سائن کی موافق وجود عالم کا

من السموات وافیہا ومن الارض ومن علیہا دلیلا قطعیا علی وجود شیء قدیم موصوفہ بھذہ الصفا

ساری آسمان اور جودین پی اور زمین اور جود سپری - یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثار على المورث اراين

چاندھما باپي چاودين وه هي هي الله سبحانه تعالی اسهي لي بعضي اهل يقين انوشي مؤثر پر استهلال جاری کرتی هوی گیتی میں کہ مہنی

نشیئاً الا سربنا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم تكونها حادثة مفتقرة الى من يحدتها لا توال
 جسکی چیز کو دیکھا تو فوراً اکی بعد اسکو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجودگی محتاج ہی ہمیشہ بہان حال سی
 تنطق بکلام لا حرفیہ ولا صوتاً ان لها وجوداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعالم
 بہ کلام جسین نہ صرف لکھنے آواز بولنا ہی کہ ہمارا موجود ہی قدیم یکگانہ قدرت والا صاحب ارادہ عظیم
 الحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین ہم عن السمع معزولون
 حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اکی بہ کلام سمجھنے والی سب شیئی کہ لوگ نہیں سنتی جو سمجھنے سے بیکار ہیں
 والمزاد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجبی السمع الظاهر
 اور سماعت مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجبی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی
 الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارك فی البهايم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فی البهايم
 جسی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور آدمین بہ ایم ہی مشرک ہیں انسان کی کیونکہ اوچھڑ کی کیا عزت ہی جسین بہ ایم اور انسان برابر ہوں
 الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیہ افعاله واما ما لا یدل
 حاصل بہ ہی کہ عقل صفات الہی میں سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جیسے اوکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفت پر
 علیہ افعاله كالسمع والبصر والكلام فیستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل وأوجه
 اوکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کہی تو عقلی دلیل ہی ثابت کرتی ہیں اور کہی نقلی دلیل ہی
 الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انھا صفات کمال واعدادھا صفات نقصان
 عقل دلیل اوکی ثبوت پر تو یہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور اکی ضدین نقصان کی صفتیں ہیں
 واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
 اور استدلال کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب استدلال کا
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
 ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل اوکی ثبوت پر بہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت سی یہ صفات صراحتاً ثابت ہیں
 له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
 اب لوگوں ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان
 الصفات لا تتوقف علیھا افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوماً
 صفات پر افعال تو موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کیونکہ معلوم نہیں ہی
 للبشر حتی یعلم انھا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف
 تاکہ یہ معلوم ہوی کہ یہ صفات اوکی صفتیں صفات کمال ہیں انکا ثبوت واجب ہی نہیں تو انکی ضدین لازم آوینگی
 باضدادھا وما ذکر من كونها کمالاً انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من كون الشیء بالاضافة الینا
 اور یہ صفتاً ہماری حق میں البتہ کمال کی ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا
 کمالاً ان یکن فی حقہ تعالی کمالاً الا ترى ان اللذة والالم مع کونھما بالاضافة الینا کمالاً امتنع
 کہ اللذہ کی واسطی ہی کمال کی ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں
 علی الله تعالی لكونھما من عوارض الاجسام فعلى هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی
 اللہ تعالی کی نسبت متمنع ہیں کیونکہ اجسام کی صفات ہیں اس بیان کی موافق ضروری کہ ان صفات کی ثبوت کی نفی

التسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدك

دست آورده ایسی رسول کی قول سی یحیوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو میرا بندہ

في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلى من الله

جو میری طرف سی احکام بناتا ہی سب سچ ہیں برابر ہی کہ وہ بتاتا قولی ہی ہو یا فعلی یا چپ رہتی سی کیونکہ معجزہ الہی کی طرف سی رسول کی حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لكونه فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة صريح القول في تصديق رسوله

ہوتی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف و صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہی

في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلو امر خارقا للعادة على يد رسوله عند ادعائه الرسالة

کہونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خارق رسول کی اہم پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسولى في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته

تو یہہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام في مجلس يحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى

علماء فی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں مجھ کو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب

تمہاری حق میں فلا فی ذل فی حکم جاری کہ تجھ کو بھیجا ہی اوس جماعت فی تصدیق کی لئی اوس ہی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ میں

من الملك ان يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ اسکی کہنی سی اوٹھا بیٹھا

فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى ومفيد

اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہہ دیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بات لگا

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره

جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسین حاجت دلیل کی نہیں اور جسکو دیکھنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اوسنی متواتر سبب و دلیل سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن

سنا اوسکو ہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اوسکی معجزہ نئی دیکھنی والوں کو

شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثاني لليقين ان لا يلتفت

اور تواتر سی سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہوتی کا کچھ نہ ہو

الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع

بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلی لگاؤ اور مخالفت ہین اوٹھائی نظر ہو

على هذا المعنى يوصف اليقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف

ان معنوں کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان ہین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف

اليقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ كبريب في كون الناس سواء في القطع بالموت وعدم الشك

الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت ہین اصل شک نہیں ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہوتی ہین تمام بنی آدم ہوا ہر ہین

فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولى خوفه

بر بعضی اوسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور نہ اوسکا کچھ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتی اور بعضی ایسی ہین جسکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شأن من يخاف عز
 ايساخاغب هو تاي اور اوکي محبت موت کی تیاری میں ایسی لگتی ہی کہ اوکي دل میں کسی چیز کی اصلاح یا پیش نہیں رہتی یہ حال اون لوگوں کا ہی جو دوزخ ہی
 الناس ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصر في العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين
 ڈر کی میں اور بہشت میں جانی کی اگر ذکر کرتی ہیں اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اور ہر لگاوی کہ یقین باعتبار دوزخ و موت کی حاصل ہو
 وهما نفى الشك عن النفس ولا ثم تسليط اليقين عليها ثانياً لكن ينبغي ان يعلم ان نفى الشك
 یعنی پہلی نفس میں سے شک جاتا رہی بہر آخر کو یقین غالب آجائی لیکن سمجھنا چاہی کہ شک کا رفع ہونا
 وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومحاربه وهي المعلومات التي جاء بها النبو
 اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ہیکانون کی نہیں ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ
 عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
 علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائی ہیں پہر جسکی اوکي تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر
 عن قلبه امكن الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه
 اوکي دل میں بھی احتمال شک ہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوکي دل پر غلبہ ہو گیا تو موقن باعتبار دوسری معنوں کی ہوا
 يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
 اطاعت اور امر کی اور منہیات سے اجتناب اسہی سہی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر بدتوہ اس آیت کا چھانا ہی سو جسکی ذرہ بہر
 ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره ويتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
 پہلائی کی وہ دیکھ لیکھا اور جسکی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھ لیکھا اور اوکو بہر مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہیں جیسی کھانا
 الى الشبع لا شك انه كما يحصر على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحصر على
 واسطی حکم سیر کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرنا ہی پیٹ بھر ہی کی واسطی اور اوکا قلیل اور کثیر محفوظ رکھتا ہی ایسی ہی
 تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق ان نسبة المعاصي الى العقاب
 طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کر لیکھا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ کر لیکھا اور جسکو بہ نسبت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی
 كنسبة السموم الى الهلاك لا شك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفاً عن الهلاك كذلك
 جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سے موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی
 يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكثيرها وخوفاً من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي
 نافرمانی کی قلیل اور کثیر سے عذاب کی ڈر کا مارا بچ لیکھا کیونکہ باعث معاصی
 والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الاثر
 اور فجور کی اختیار کرتی ہے سو ہی فساد علم کی اور کچھ نہیں ہی اسلئے کہ معاصی کی مضرت جسکو حق یقین کی مرتبہ میں ثابت ہے وہ معاصی کو کبھی نہیں اختیار
 ان من علم من طعام لذينا انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو
 کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اس میں زہر طاسی تو کبھی نہیں کھائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ
 الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الآخرة وعلى ترك ما يضر فيه فاذا لم يفعل ما ينفعه
 ہوتا ہی جو مؤمن کو اس کام کی رحمت دی جسکی آخرت میں نفع ہو اور اس کام سے روکی جو آخرت میں ضرر دی ہر اگر ایسی نافرمانی کو عمل میں نہ لائی
 فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان
 اور ایسی مضرت نہ چھوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہی بلکہ صرف زبانی و دلی نہیں ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتى كانه يتركها ليسلك طريقها الموصل اليها فنادى السعي في تحصيل دخولها وان المؤمن في الجنة حقيقة لا يمان
گویا روزی سامنی نظر آید ای اوکی رسته بخود دوزخ میں گزاید کہیں نہیں چلیگا چہ جانی کہ اوکی وصول میں کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتى كانه يتركها لا يترك طلبها بل يسعى في تحصيل دخولها وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه
گویا جنت سامنی نظر آید ای اوکی طلب میں کہیں تصور نہ کرے گا بلکہ اوکی دخول کی کوشش کرے گا اور یہ بات ہر شخص اپنی دلیلیں جانتا ہی

في امور الدنيا في دفع ما يضره وجلب ما ينفعه يسرنا الله من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی میں مضرت کو کسی کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کسی کی کوشش کرتا ہی اللہ تعالیٰ جبر و کام آسان کری جو اوکی رضا کی موافق میں ہاچین جلیل

في لزوم الايمان بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز
ایمان کی لزوم ہونی میں ان احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور انکی مخالفت

المخالفة فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لا يسمع بي
جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سینگا میری

احد من هذه الامة يهودى ولا نصراني ثم يموت ولم يؤمن بما ارسلت به الا كان من صفا
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

الناس هذا الحديث من صحيح المصاحم رواه ابوهريرة وليس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بتدليل
یہ حدیث مصاحیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی انکی

كون اليهودى والنصارى مذكورا فيه بل المراد بها امة الدعوة فعلى هذا يدخل فيه جميع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہی بلکہ مراد نام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام اہل مذاہب والی ہی داخل ہیں

الباطلة وتخصيص اليهود والنصارى بالذكر ليعلم انهما مع كونهما اهل كتاب وصاحبى شريعة
اور یہود اور نصرانی کا خاص جو نام لیا تو اسلئے کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا كانا من اهل النار بترك الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرهما من لم يكن له كتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوئی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شريعة اولى بذلك فكانه عليه الصلوة والسلام قال اقسام بالله الذي نفسى بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام ہی بہ فرمایا کہ قسم ہی اوکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان كل من يسمع بنبوتى ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يموت يكون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سینگا اور میری شریعت پر مرقی دم نہک ایمان نہ لایگا تو وہ دوزخی ہوگا

ويعلم منه ان الايمان وان كان في اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه في الشريعة تصديق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

في كل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث
اہل میں ہر ایک احکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر جگہ ہیں ایسا کہ

يعلم كل احد من غلبة افتقار في معرفته الى الاستدلال اصلا كدليل العقل ولا بدليل النقل وان كان
ہر شخص بدون استدلال کی سبب غایت ظہوری نہ عقلی دلیل کی حاجت ہونہ نقل دلیل کی

في نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجوب الامانة
نفس الامر میں اوکی معرفت عقل یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال کا مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر میں

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وصفاته اوبدليل النقل
استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالیٰ کا وجود اور اسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام
جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي
اسکی معرفت میں اصلاً کسی دلیل کی حاجت نہیں ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالاً وليشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلاً حتى ان من لم يصدق بوجوب
بجمل لحاظ کی جاتی ہیں وہ ان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہاں ملاحظہ تفصیلی چاہی وہ ان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها ومجرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمناً بل يكون كافراً الكون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کری وہ مؤمن نہیں ہی بلکہ کافر ہو گیا کیونکہ

كل منهما مصادم لعلم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان
یہ دونوں حکم تواتر سے معلوم ہو چکی ہیں کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں اور حاصل یہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمناً وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمناً
اور اپنی زبان سے لا اله الا الله محمد رسول الله اور دلی اسکی معنوں کی تصدیق کری وہ مؤمن ہو جاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قبل الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان
اگرچہ اسکو فرائض اور محرمات معلوم نہ ہوں پھر اگر اسی کہا جاوی کہ ہر رات دن میں پانچ نمازیں تجہ پر فرض ہیں پھر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتاً على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجاً عن الايمان كذلك
اوسنی اسکی تصدیق کی اور ان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سے خارج ہوا اور اسی ہی

مسائل الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل
اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہو چکی ہیں اور اگر اشکال

عليه مسألة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند
کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل میں سے اوسپر مشتبہ ہو جاوی تو اسپر بالفعل تو یہ واجب ہی کہ مجمل پھر اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالماً يعلم مسائل
حق ہی میں فی قبول کیا اور باسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ میں لی مانا بعد اننا اعتقاد علی کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا سنی ہو

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذکر ان كنتم لاتعلمون
اور سبکا دی پھر اس سے وہ مسئلہ مشتبہ ہو جہدی اور جائز نہیں کہ اسکی تلاش میں تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہو چہ لو یا در کہنی واللہ ہی اگر تم نہیں جانتی ہو

ولا يكون معذراً بالتوقف فما اشكل عليه بل يكون كافراً بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريا
اور اس مسئلہ مشتبہ میں توقف کی باب میں معذور نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سے ہی تو عموماً توقف کرنی ہی کافر ہو جاوے گا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفراً من اشكل عليه وحدانية الله تعالى
کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات میں تصدیق میں خلل پیدا کرتا ہی سو یہ کفر ہی مثلاً کسی شخص کو اللہ کی وحدانیت میں

او قدرته على شئ او علمه بكل شئ من الكليات والجزئيات او حشر الاجساد وحدث العالم
يا اوستی قدرت من کسی شئی بر یا اوستی علم من تمام کلیات
او جزء یا است پر یا ابدان کی پیدایش من بعد منی کی یا عالم کی حادث ہونی من
وانخوذ لك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى يثبت ايمانه الاجالي لوجود التسليم والقبول
يا ایسی ہی کسی ادبات من مثله وقع ہوا بہر بہر قلیل ہوا جو خدا کی نزدیک حتی ہی من فی مانا تو اوستی اجمالی ایمان ثابت رہی گا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
اجمالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب او لم يطلب اصلا
لیکن اگر وہی اوس مشتبہ مسئلہ کو
ان مذکورات میں سے کوال رکھا دیر میں پوچھا
یا کسی ہی نہ پوچھا تو اتنی تسلیم
لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى بل يكون كافرا بترك السؤال و
اجمالی سے کہ جو خدا کی نزدیک حتی ہی وہ من فی مانا مؤمن نہیں رہی گا
بلکہ بسبب ترک سوال اور
الطلب لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشاين المؤمنين في الحال
تلاش کی کافر ہو چکا کیونکہ یہ تمام مذکورات ضروریات دین کا ہیں
انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانوں میں پیدا ہوا ہی جانتا ہی خصوص یہ ہی
ان من اشكل عليه كون اله العالم واحدا او متعددا او لم يعمل قلبه الى واحد منهما فيجب عليه
کہ جس شخص پر یہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوے کہ بروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہیں اور اوستی دل میں کوئی ایک جانب پاسخ نہ ہو تو اوپر واجب ہی
ان يقول في الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى ثم يجب عليه الطلب والسؤال بلا توقف
کہ فوراً یہ کہی من فی مانا جو خدا کی نزدیک حتی ہی
بہر اوپر ترت بلا توقف تلاش اور دریا فت کرنا واجب ہی
ولا تاخير حتى لو اخر الطلب وتركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون
اننا کہ اگر اسنی اس تلاش کو کوال رکھا یا چھوڑ دیا اور بروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہ ہو گا بلکہ کافر ہو گا
كافرا وكذا من توقف في يوم القيامة او في الجنة او في النار او في الميزان او في الحساب او في الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا صراط
او في الصحائف التي كتب فيها اعمال العباد او في شفاعاة الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا
یا نامہ اعمال جسین مذکور کی اعمال لکھی جاتی ہیں یا شفاعت شافعیں میں توقف کری مؤمن نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
لان التوقف والتردد في التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان في اللغة التصديق وهو
اصلی کہ توقف اور تردد بجا اس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہیں اسکی تحقیق یہ ہی کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتی ہیں اور وہ
ذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل في الشرع الى معنى اخر بل ليل
یقین کر کرمان لینا مخبر کی حکم کا اور اس مخبر کو سچا جان کر سچا ہونا اور شرع میں تصدیق کو اس معنی ہی اور معنی کی طرف نقل نہیں کیا دلیل پر ہی
نه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتنل منهم من امتثل من غير استفسار ولا
نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو انہیں سے مطیع ہوا تو اوستی تصدیق کی نہ معنی پوچھی نہ
فتقار الى بيان الاجسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله
یا ان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جس پر ایمان لانا چاہی سور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوستی بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی
مض التفصيل حين جاءه جبريل عليه السلام على صورة رجل غريب الصحن الايمان فقال يا محمد اخبرني
جب کہ جبریل علیہ السلام فی ایک مرد سا فرکی صورت میں کہ ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله الى اخر الخ
ایمان یہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوستی فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا آخر حدیث تک
یاں کیا ہی آپ نے فرمایا

فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظاهره معناه عندهم
 رسول صلى الله عليه وسلم في ايمان كونه الفاظ سي بيان فرمايا
 اس پھر ہی پر کہ اسکی معنوں کو وہ خوب جانتی ہیں

ثم قال هذا جبريل اناكم يعلمكم دينكم فلو كان الايمان نقل الى معنى غير التصديق تبين نقله
 پھر آپ نے فرمایا یہ جبریل تھا تمکو دین سکھانی آیا تھا
 پس اگر ایمان کی معنی سوای تصدیق کی اور کچھ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

كما تبين نقل الصلوة والزكوة ونحوهما والا لكان هذا خطأ بالعلم يفهمه ولما صرح ان يكون تعليمهم
 جیسے منقول معنی صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ کی مشہور ہیں اور نہیں تو یہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجھتی اور یہ تعلیم کب ہوتی
 ولما صرح امتثالهم من غير استفسار فظهر ان الايمان لم يعتد فيه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ ابغیر پوچھی کیونکر مان لیتی
 اب ظاہر ہو گیا کہ ایمان میں باعتبار شرح کی لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیت
 متعلقہ بعد اريد به التصديق بالمعنى اللغوي وهو ما يعبر عنه في الفارسية بگرویدن وفي التركية

بأننا نقول ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد
 بانتمی کہتی ہیں پھر تصدیق میں معرفت
 اور یقین ضرور چاہی اسکی موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة
 جب تک اوسکی رسالت معجزہ سی جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہوگی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهر على يد رسوله عند دعائه الرسالة تصديق له فانه تعالى
 ایک فعل ہی افعال الہی سی عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالیٰ رسولی علیہ السلام کی ہتھ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کی وسطی ظاہر کرتا ہی ہوتا تھا

بأظهار المعجزة على يده صار كأنه قال صدق رسول الله في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله أو فعله
 یہ معجزہ رسول کی ہتھ پر ظاہر کر کے گویا یہ فرماتا ہی میرا رسول سچا ہی تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچائی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قلی سی ہوا فعل ہی

اوسكوته وقد مثل العلماء بشخص قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني
 یا سکوت سی علاؤنی اسکی بہ مثال بیان کی ہی مثلاً ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا الہی ہوں جو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من
 تمہاری حق میں کہتا ہوں فلا حکم دیا ہی پھر اوس جماعت نے اوتی صداقت کی سند طلب کی اوسنی کہا میری صداقت کی بہ نشانی ہی کہ میں بادشاہ کی کتابت

الملك ان يخالف عادته ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان
 کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنی سی تین بار اوٹھی اور بیٹھی پھر بادشاہ نے اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص في كل ما يبلغ عنى ومفيد للعلم الضرورة
 بادشاہ کی بہ حرکت ایسی ہی جیسی اوسنی بہ کہا کہ یہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہی سب سچ ہی اسی اوسکی صداقت کا یہ ہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا مريبان
 اوسکو جنہوں نے بادشاہ سی بہ حرکت دیکھی اور جس شخص نے نہیں دیکھا اوسکو اور لوگوں سی سنتی حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام في اعادة معجزته العلم الضروري بصدقه
 بہ مثال رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ معجزہ دیکھنی والوں کو صداقت کا یقین علم حاصل ہوتا ہی

لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل اليها بالتواتر
 اوسکو جو نہ دیکھی تھا اوسکو تواتر ہی سنکر حاصل ہوگا اور جو تواتر ہی بہ خبر آچکی ہی

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادعی النبوة واطهر المعجزة حتى جرى ذلك مجرى الشمس في الظهور فوجب
 کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوت کا دعوی کیا اور معجزہ ایسا دکھایا کہ آفتاب کی مانند روشن ہو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالى من الاحكام التكليفية التي هي وجوب الواجبات
 ہر وہی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لای ہیں واجب ہیں اور وہ احکام ہیں جن میں واجباً کام کرنا

ونذوب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وكرهات المكروهات ومنه اموالاخرة التي اول
 اور مندوبات کا نذر اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی امین امور آخرت میں جنکی

منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسؤال منكرو ونكير ثم كونه اماروضة من رياض الجنة
 منزل میں سے پہلی منزل قبری اور اسی میں مردہ کا جینا اور منکر و نیکر کا سوال پھر وہ قبر یا چمن ہے جت کی باغ کا

او حفرة من حفرة النار ثم البعث منه ليوم القيمة الى العرص ثم اعطاء الكتب التي كتب فيها اعمال
 یا گڑھی دوزخ میں کا پھر وہ اسی قیامت کی دن محشر کے میدان میں جانا پھر نامہ اعمال کا دینا جس میں تمام عمل بندھ کر لکھے ہوئے

العباد فيؤتى كتاب بعضهم بيمينه وكتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
 ہوگی پھر کسی کو دہنی ہاتھ میں دیا جائیگا اور کسی کو بائیں ہاتھ میں یا پس پشت سے پھر حساب کا ہونا پھر

الميزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيئاته فهو في عيشة مراضية ومن خفت
 ترازو کھڑی کرنی اعمال تولی کی لمی پھر جسکی نیکیاں بھاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہوگی وہ تو اچھی جین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر

حسناته وثقلت سيئاته فامه هاوية ثم وضع الصراط على متن جهنم لمروا الناس عليه فيمير بعضهم
 اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوکا ہنگامنا گڑھا ہی ہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی جینی کی لمی پھر کوئی تو

كالبرق الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالفرس المجرد وبعضهم يعدو عددا وبعضهم عيشو
 مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دھڑکی کھوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشبها وبعضهم يجوب حبل ويسقط الى النار ويلتقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال نسأل الله
 اور کوئی کھٹکتا ہوا جادینگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اور کوترت زنجیرون اور طوق میں قید کرینگے الہی ہر

ان يحفظنا من جميع هذه الاهوال وقد تبين جميع ما ذكر ان تصديق الرسول عليه الصلوة والسلام لم يتحقق
 ان تمام ہولوں سے محفوظ رہیں اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الابعد ثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون تلك المعجزة
 بدول ثبوت رسالت کی معجزہ سے جو اسکی صدق پر دلائل کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلائل اسکی صدق پر اس علم پر متوقف ہے کہ یہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى والعلم بكونها فعلا من افعاله يتوقف على العلم بوجوده تعالى وكونه قدرا واحدا
 ایک فعل ہے افعال الہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الہی سے اس علم پر متوقف ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم بالحياة لانها لكونها فعلا من افعاله تعالى يتوقف وجودها على وجود
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ہے افعال الہی سے تو بیشک اسکا عمل میں آنا وجود الہی

وكونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالى لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشعر
 اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالیٰ کا حوسرکی وسیلہ سے حاصل ہوتا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آقا اور مستجاب کلام

والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم
 تو محسوس نہیں ہے جو اس کی وسیلہ سے معلوم ہو چاہے اور نہ علم وجود الہی کا البسا بدیہی ہے کیجیسا ہم دو کو ایک سے بڑھتی جانتی ہیں تاکہ بدایت سے

وجودہ بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان
 معلوم بوجودی - بسبب بجز استدلال کی - مصنوع سی - صانع بر - اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ توحید

اعرابیاً سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على المحير فاذا اقلع
 کہ ایک عربی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود انہی ثابت ہو جاوی اوستی جواب دیا کہ میٹگنی اونٹ پر اور لید گدی پر اور یا تو کھا نشان

على المسير او لا تدل السماء ذات ابراج وامرض ذات فجيج وبجارات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا
 چلی والی پر دلالت کرتا ہی پر کیا برجوں والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج صارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفاً حاداً على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هم وقاعد في المسجد يوم
 امام ابو حنیفہ دہریوں کی حق میں مثل تیر توار کی تھی اور دہریہ او کی قتل کی ہی فرصت کی تاک میں رہتی تھی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹھے تھے

وحدة اذ هم عليه جماعة منهم يسوف مسلولة فها وبقتله فقال لهم اجيبروني عن مسئلة ثم افعلا
 تنگ گاہ دہریوں کا حوٹ امام صاحب کی کہا میری ایک بات کا جواب دے دو یہ جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ماتقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال
 سوکرتا بولی وہ کیا بات ہی امام کی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہ کہتا ہی میں فی ایک کشتی مال اسباب کی بھری ہوئی دیکھی ہی تہ

ملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينهما تجرى مستورة
 کہ دریا کی اندر موجوں کا طباہ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اور پڑتا ہوا بڑا کشتی

من غير ملام يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
 بدون ملام کی جو تیر سیر سی او کی خبر داری کہی برابر کی کہنگ چلی جاتی تھی یا یہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله ان سفينة اذالم يجز في العقل ان تجرى مستوية من غير ملام
 امام صاحب کی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملام کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها
 جو تیر سیر سی چلی برابر سیر سی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعت اطرافها وتباين كنفها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
 اطراف وسیع کناری الگ الگ بفر صانع کی جو اسکی حال کو سنبھالی اور حفاظت کری قائم ہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعاً فقالوا صدقت لسيفوفهم وثابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
 سبکی سبدوئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہیں اور اپنی تروا بین مہمان کر لیں اور توبہ کر کر ادنی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندقہ کی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبتم البحر قال نعم قال هل رايت احواله قال نعم قال هاجت
 حضرت جعفر صادق کی آگي خدا کا انکار کیا حضرت جعفر فی فرمایا تو نے دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ان پر فرمایا اوس سفر کی سختیاں ہی ہگتی ہیں بولا ان

يوماً رايكم هالكة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
 ایک روز ایسی تیر دے چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملام ڈوب گئی میں ایک تختہ پر چڑھا رہ گیا یہ وہ تختہ ہی چھوٹ گیا

اللوح وانما تدوم في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
 اور میں موجوں میں غوطہ کھاتا ہوا کہارہ جا لگا حضرت جعفر فی فرمایا تجھ کو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
 اور ملام پر ہر ہوا تنہا یہاں سے ہر وسیلہ یہہ بچا لیکا یہہ جب تیر ہی انتہہ سی یہہ سب چیزیں چھوٹ گئیں تو بول کیا تو نے اپنی جان موت کی حوالہ کی تھی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فمن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال الجعفر
يا بهي نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا یہ امید کتنی تھی اب وہ ذہنیق چپ ہو رہا پر امام جعفر فی قویا
ان الصائم هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعورك به وهو الذي انجاه من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جستی تو اسوقت ہی نجات کی امید رکھتا تھا گو تجکو معلوم نہ تھا اوراوسہی فی تجکو ڈوبنی سی بجایا جب
سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة
اوس شخص فی یہ بات سنی دل سی مان اوٹھا اوراوسکی سامنے سلمان ہو گیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق
الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل میں غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی
قل انظر لما ذا في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانوں میں اور زمین میں بہر جو شخص استدلال نہ کری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو عقل کی نعمت اسی ہی دی ہی
ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه و وحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و
کہ وجود الہی پر اوراوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سی ثابت ہوتی ہیں یعنی قدرت اور
الارادة والعلم والحياة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا لشكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغض
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری بہر جب استدلال نہ کیا تو اسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا سو یہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ تعالیٰ
الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن
تو اختیار ہی یہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہکت کر اس سے تقرر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
ان يعتنى في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی
من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يفهم له أصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق
تقلید کر اہل یقین میں داخل ہو جاوی کہنہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کہیں حاصل نہیں ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو
السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل خبرة
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں سزاور فکر نہیں کرتا تاکہ اسنی جان کو اور تمام اعتقادی امور کو درایت کری بلکہ اوسکو
أحاديثها وصدقها فيها ففي صحة إيمانه اختلاف بين العلماء وأما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعو
کسینی کچھ بنادیا اوسنی تسلیم کر لیا سو ایسی شخص کی ایمان میں علماء اختلاف کرتی ہیں کہ صحیح ہی یا نہیں اور جو لوگ دار اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور
معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا خلا
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں فکر کرتی ہیں سو
في صحة إيمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتدار على التقدير والتحرير ومجادلة
انہی ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہیں اور تقرر اور تحریر اور
المخصوم ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضى بالله ربا وبالاسلام
بیان کی سادہ مناظرہ کرتا اوراوسکا شبہ دفع کرنا بظہر شرط نہیں ہی چہی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو
دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکھا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من رضی باللہ رباً وبلاسلام ديناً ومحمد رسولاً هذا
 اسد صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کا مزہ اوشخص فی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہ
 الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطمن قلبه بكون
 حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ جسکی دل میں طمانینت ہو اکی
 الله تعالى ربه ولم يطلب ربا غيره واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب ديناً غيره وقته بكون محمد
 ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرے رب تلاش نہ کری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرے دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی
 صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم يطلب رسولاً غيره يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرے دوسرے رسول تلاش نہ کری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سے کسی ایک پر ہی
 يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله
 راضی ہوگا اوس میں ایمان کا پنا نہیں کیونکہ شریعت میں ایمانی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی خبر کی حکم کا یقین کرنا اور ان میں
 وجعله صادقاً بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل عالم بصدق النبي عليه
 اور اوسکو سچا جان کر صادق ہونا نہ علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اکی
 الصلوة والسلام مؤمناً وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه
 وہ مؤمن ہو اکی اور یہ امر غلط ہی اسلی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تھی
 كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فذل
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو بعض کفار کی حق میں تازل ہوا ہی اس دعویٰ پر دلالت کرتا ہی جسکو دی ہوئی کتاب وہ جانتی ہیں اوسکو جیسی جانتی ہیں اپنی بیٹوں کو
 النص على ان التصديق ليس مجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك المحرم والعناد وبناء الاعمال
 اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام مطوعہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چھوڑ کر اور سچی پر عمل
 عليه وهذا امر نائذ على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر
 کی بنا ہی اور یہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق
 بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقير
 بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
 ذلك على ما ذكره الامام التنويسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امر خمسة علم واعتقاد وظن وهم
 موافق تقریر امام تنویدی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی یا پنج طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور
 وشك لان الحاكم باهر على امر ثبتوا ونفيا امان ان يجد في نفسه جزمًا بذلك الحكم اولا والاو لاكن
 اور شک کیونکہ حکم کر نیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل میں اس حکم کا یقین جزی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں
 هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة امر او برهان فهو علم ويسمي معرفة وبقينا ايضا وان كان بغير
 یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونوں صورت میں یہہ حکم علم ہی اور دوسرے صورت میں کہتی
 سبب بل بتقليد محض فهو اعتقاد والثاني لا فهو عدم وجود الجزم ان كان راجعاً على مقابله فهو ظن
 دلیل سی حاصل نہیں ہو بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اوسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر کسی مقابل پر
 وان كان مرجوحاً فهو وهم وان كان مساوياً فهو شك فالإيمان ان حصل من الأقسام الثلاثة لاخبر
 اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین بچھی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہی

لغير الجرم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجرم
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہ بالاتفاق یاہل ہی اور اگر پہلی قسم جرم کی دو قسم سی یعنی براہت یا بدلیس حاصل
العلم والمعرفة فالاجماع على صحة القسم الثاني من القسمين الجرمين وهو الاعتقاد فيقسم القسمين الجرمين الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس امر ويسمى اعتقاداً صحيحاً والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً فاسداً وجهل مرکباً
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جرم کی دوسری قسم جو اعتقادی اسکی دو قسم ہیں ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
عالم المؤمنین المقلدین لائمة الدین والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً فاسداً وجهل مرکباً
عام مسلمانوں کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتے ہیں
كا اعتقاد كافة الكفرين المقلدین لائمة الكفر فالفساد اجماع على كفر صاحبه وكونه مخلاً في النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤں کی مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمناً لكنه يكون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
عاصياً بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عقاب
نفر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہو اللہ تعالیٰ مشیت میں ہی چاہی معاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کری
وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسألة من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی بہر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر مسئلہ ایمان کا
مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد
ایک ہی دلیل سی سیکھی تاکہ اپنی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید ہی حاصل ہوتی ہیں
يخشى على صاحبها الشك عند عرض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالادلة
اوسمیں یہہو خوف ہی کہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو چاہی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلائل کی جب ذرہ بہر شے پیش آوی
لا يامن صاحبها من زوالها عند عرض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہیں ہی کہ زوال سی پہنچی اور یہہو مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ میں
بالتصميم اللساني فاني يتقعه والقلب الذي هو محل الايمان متخبط يقول لا ادري فيدخل في زمرة
تصمیم زبانے عمل میں آوی پر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گہری حیران ہو کر بہر کچھ میں کیا جانو بہر تو منافقین کی زمرة میں داخل
المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه
جو منہہ سی ایسی باتیں بتایا کرتی ہیں جو انکی دلیں نہیں ہوتی اسہی لکھی ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق
صاحبه من نفسه وهو نفاق الدين يظهر من الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين
ہی دلیں سمجھتا ہی یہہو نفاق اول شخصوں کا ہی جو ظاہر میں اسلام کی سامنے اسلام ظاہر کرتی ہیں اور دلیں کفر چھپا رکھتی ہیں جیسی نفاق اونکا
كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں ہی اور زورزدیق اور محمد وکی مش دوسرا وہ نفاق ہی کہ اسکو
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمة الايمان فيقولون
منافق دلیں تیر نہیں کرتا یہہو اونکا نفاق ہی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہیں پر ادنیٰ ایمان کی باتیں سن کر شاکر جیسی سنی
مثل ما سمعوا اتباعاً وتقليداً حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصارى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
وہیسی ہی تقلیداً بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقاً یہودی نصاریٰ میں پیدا ہوتی تو انکی سی کہا کرتی اوکھیا ہی کیا کرتی

فعلہم اتباعاً وتقليداً من غیر ان یلاحظوا من ای شیء خلقوا ولا شیء خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به
 بہ لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس نے پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانے اور اسکی امر

وما نهىهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا روضوا في القبر
 اور نہ ہی کو جو بواسطہ انزال کتاب اور ارسال رسل پہنچے ہیں بچائی ہو وہ اول لوگوں میں ہیں کہ جب مگر قبر میں جاویں گی

وسألهم منكر ونكير لاندري سمعنا الناس يقولون قولا فقلنا ه فانهم اذا اتاهم الملكان في القبر ينطقون
 اور منکر کبر اونی سوال کریں گی تو جواب دیں گی ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو جو اور دوسری سنتی تھی وہ ہی ہم ہی کہتی تھی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دوسری آویں گی

بما عندهم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان في ذلك المحل لا يترك كما في الدنيا ان يتكلم بما ليس في
 تو ہی کہ وکاست ہے بل اول آویں گی جو دین تہا اسنے کہ انسان گور میں ایسا مختار نہ ہوگا جیسا دنیا میں تہا کہ زبان پر کچھ اور دین پر کچھ

قلبه بل ان كان عالماً بالحق ينطق به وان كان شاكاً فيه غير عالم به يقول لا ادري كما كان يقول بقلبه
 بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیں گے اور لو سکو شک تہا تو کہیں گے میں نہیں جانتا جیسی کہ جیتی جی دین کہتا تہا

في حال حيوته لا ادري وقد روي انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد من كان يعبد
 میں نہیں جانتا اور روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کی دن منادی پکارے گا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شيئاً فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
 اب اسکی ساتھ رہی پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اسکی ساتھ ہوگا اور جو گوروں کو پوجتا تہا گوروں کی ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تہا انکی ساتھ ہوگا پھر ہر امت

وفيهم منافقون والمراد بالمنافقين في هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام في منازلهم سراً وظهرت لنا
 میں اپنی منافقوں کی باقی رہ جاویں گی منافق سنی مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گوروں کی انار پویشیدہ بت برستی کرتے تھے اور مسلمانوں کی

الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فبذلك هبوا في جهنم مع ما بل المراد بهم
 سامنی اسلام ظاہر کرتی تھی یہ لوگ تو بتوں کی ساتھ ہونگی کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سو انکی ساتھ دوزخ میں جاویں گے بلکہ منافق سنی مراد

الذين كان الربيب في قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك الغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير من كان
 وہ لوگ میں جنکی دین ترد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اسکو سمجھیں بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص

في شكل العلماء في هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيطن انه في درجة المعرفة واليقين مع انه لم يتقن اجابة
 جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سے خبر دار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ہکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہو رہا ہے اور اصل میں انہیں

ولو بد رجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتي الايمان من غير ان يعرف معناها ولا ان يميز بين
 اگرچہ تقلید کی وجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدوں کو کلی ایمان کی زبان سے تو پڑھتی ہیں پر انکی معرفت سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں

الله ورسوله لان اكثر الناس في هذا الزمان ليسوا في درجة الاعتقاد التقليدي الصحيح المطابق بل هم
 اور انکی رسول میں تکر کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہے بلکہ انکو

في درجة الاعتقاد التقليدي الفاسد المنير المطابق لما في نفس الامر واذن انك لا تدري ان العلماء والارستقذ
 تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہے اور یہ تمام خرابی اسکی ہے کہ علماء جنکی علم راسخ تہا

في العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجة الذين ينفمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
 ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنے والی رجال صفت متصوف بن کر بہت بہیل گئی شیطانی چال چپا کر دین کی مسلمانوں پر

بنصب حبائل الشياطين لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال يكون في آخر الزمان دجالون كذابون
 رہا نہ ہی کریں گے چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کی مانند جہول پیدا ہوں گی

یا تو نکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایامکم لا یصلو نکم ولا یفتنونکم فانه
ایسی حدیثین روایت کرینگے کہ نہ تمہاری سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو انہی اور دور کرو انکو اپنی سی ایسا نہ ہو کہ تم کو گمراہ اور فتنہ میں لے لے

علیہ السلام بیان فی هذا الحدیث ان جماعة من اهل المکر والتلبیس ینخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکار اور فریب باز

بنی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشاہد نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہوگی کہیں کی کہیں عالم اور شیخ وقت میں ہم تم کو دین سکھائی ہیں اور راہ حق بتائی ہیں

الحق وهم کنا یرون یجدونکم بالاحادیث الکاذبة یعلمونکم اعتقادات فاسدة ویبتدعون
اور اصل میں جو کوئی ہوگی اور رضى حدیثین روایت کرینگے اور فاسد عقیدہ کو تم کو سکھائی ہوگی اور نئی باطل

لکم احکاما باطلة فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کبلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنہ فعلمی
احکام تمہاری ای گمراہ دینگی سوائی سچو اور انکی پاس نہ جاؤ مہار اور تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں نہ پہنچا دیں اس

هذا کل من لم یجہد نفسه فی هذا الزمان لتعلم علم الایمان یوت علی انواع البدع والکفر
مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کی واسطی جان ہی کوشش نہ کرے گا تو وہ بجز طریق بدعت اور کفریات پر مریگا

رہو لا یشرع بها ویكون من الذین یقولون یوم القیمة ما حکى الله تعالى عنہم بقوله یوم یقو
اور اس زمانہ میں داخل ہوگا جسکی قول کی قیامت کی دن اسد جل شانہ حکایت کرتا ہی جس کی کہیں

لننفقن والمنفق للذین امنوا انظرؤنا نفقن من نورکم فانہم یقولون ذلك لکونہم
منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو شہرہم ہی بظہر ہم لوگ یہ ہی کہیں گی کیونکہ یہ

صشاة وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنة ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال
بیادہ پا ہون گی اور مؤمنین کہوڑوں پر سوار کہوڑی جنت میں لے جاتی ہوگی اور انکی سامنی اور راہنی روشنی ہوگی چنانچہ

یوم نری المؤمنین والمؤمنات لیسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلك النور فقیل
جس دن تو دیکھی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑی چلتی ہی انکی روشنی انکی آگ اور انکی راہنی اور اختلاف ہی اس نور میں کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یمتضیون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رآہ قال یؤتون
نور سی مراد روشنی ہی جتنی صراط پر روشنی ہو جاوگی ابن مسعود ہی یہ روایت ہی یہ کہتی ہیں کہ انکو

نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلة ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادہم
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کھجور کی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قائم اور کھم

نورا من ینورہ علی اہام رجلہ ینطفی عتارہ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفة الله تعالى
نور میں وہ ہوگا کہ اسکی پاؤں کی انکو بھی پر روشنی ہوگی کہیں چمکتی کہیں بجتی ہوگی انکوئی کہتا ہی نور سی مراد اسد تعالیٰ کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمة علی حسب مقادیر المعارف الالہیة المكتسبة فی الدنیا فلا نور
بہر قیامت کی روشنی بلانوازہ معارف الہی کی ہوگی جس قدر دنیا میں حاصل کی ہوگی

فی عرصة القیمة الانور الایمان والطاعات التي کتسب فی الدنیا باستعمال الکالات البدنیة والقر
قیامت کی میدان میں سوار نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیہ اعضاء بدنہ اور قوت

الجسمانیة من الحواس الظاہرة والباطنة لتحصیل المعارف الربانیة فکل احد یعطى من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی کوئی اور نور نہیں ہوگا بہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاوگا

القيمة مقدار ما النسب في الدنيا من العارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئا من المعارف
يعنى اوصاف الدنيا يقينى معارف حاصل هو كى يقينى معارف من سى كچه حاصل كيا هو كى

الدنيا بمعنى يوم القيمة في ظلة بلا نور على ماروى عن ابي امامة انه قال يغشى الناس يوم القيمة
نوره قياست كى دن اندر بيرى مين في نوره جاويگا

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وطوله ويزك
تاريك اندر دوايب ليكا بهر دوين نور تقسيم هو كى سوره مؤمن كى بقدر معارف اليقيني نور ليكا اور جو اسد كى علم مين هو كى اور

الكافر والمنافق في ظلة لا يعطيان شيئا من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
كافر اور منافق تاريك اندر بيرى مين نه جاويگي كچه نور نه ليكا بلكه اوكى اور مؤمنين كى پنج مين

سور دون جسر جهنم وفي الآية السابقة اشارة الى ان المراد بالمنفقين المذكورين فيها هم الشاكرون
ايك ديوار جسر جهنم سى وري فاصل هو جاويگي اور سبلى آيت مين بهر اشارة هي كه منافقين سى مراد وه لوگ مين جو شك اور تردد مين گرفتار

المراتبون الذين يضلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في ملاخل الاسلام ولذلك قال الله تعالى
اور مسجد مين نماز ادا كرتى هتي اور ايمان والون كى كسا اكله مى مكانات مين آتى جاتى هتي اسه لى الله تعالى فرماتا هي

ينادونهم ان كن معكم قالوا بلى ولكنكم فتنم انفسكم وتزغنكم وارتبتم وغرتكم الا ما نى حتى جاء
به اوكو پكار ليكي كيا هم نه هتي تمهاري سائنه وه كيسي البته پر تشي بچلا ديا آسيكو اور راه ديكتي هي اور هو كى مين پڑى اور سبلى اميد كن بهر آخر اكي

امر الله وغرتكم بالله الغرور فذلت الآية على انهم لم يعبدوا صنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
حكم اسد كا اور كيو بهكا ديا اسد كى نام سى غرورنى سويبت آيت دلات كرتى هي كوه لوگ بت پرست نهين هتي بلكه مؤمنين كى بهر وهتي هتي بهر انهن كى

عاسفين بما وجب عليهم معرفة حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
جو او بهر واجب تهاده معرفت الهى حاصل كى آخر حكم الهى يعنى موت اوكى اوكو قياست كى دن بهر حكم هو كى سواج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا وما ولكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي
تمسى نهين قبول فدية اور نه كافر ولسي تمهرا شهكنا دو رخ هي وه هي تمهرا ريفق هي اور بيرى باز گشت پس جب مراد بهر هو كى تو

للمؤمن المقلدان لا يفتروا ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه النقض عليه
مقلد مؤمن كولاين هي كه هر كرسى كرى اور نه اپنى تصميم كى قوت اور كثر عبادت سى بهر استدلال كرى كمين حق بهون كيو كه اسپر بهر اعتراض

بتصميم اليهود والنصارى على ابا طيهم تقليدا لا بائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كذا
كه يهود اور نصارى بهي جهو لى باون پر اپنى باپ دادا ضالين مضلين كى تقليد سى جم رها مين اس لى كيه مقلد كى تصميم كسى

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناسير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه
شئ كى حقيقت به اور او شئ نه لينا اگر چه اتره سى چيرا جاوي دلات نهين كرتى كوه اپنى دين مين بصيرت بهر كيو كه اوسكا جزم

وتصميمه على كون شئ حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون
او تصميم كسى شئ كى حقيقت كا باعتبار معرفت يقينه حقيقت كى نهين هي بلكه اس سبب سى هي كوه اليسى قمين پيدا بهر كى كوه وى شئ كى

به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شئ حقا سواء كان حقا اولم يكن الا ترى ان مثل هذا
اور پيدايش اور طاسكو اشيا كى حقيقت مين بڑا اثر هوتا هي برابري كوه حق هو يا ناحق ديكهو اليسى اليسى

التصميم يوجد عامة من ذوى الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
تصميم تمام جهل مركبون مين هوتى هي جيسى يهود اور نصارى اسه لى بعضى علماء كيه مين جو شخص

بہ یکون شیء حقاً ولم یبدل لک الجزم سبباً خاصاً یرجع الیہ فلیس لہ فی ضمیمہ بصیرة
 بین کسی شیء کو حق یقین کرے اور اس یقین کی البسی خاص دلیل معلوم ہو جس کی طرف رجوع کریں تو اس کو دین کی اندر بصیرت نہیں ہی

لا ملازمة بین الجزم الاعتقادی وكون ما جزم به حقاً ولا لم یکن بینہما ملازمة یجب علیہما ان
 اور اس شیء کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہی جب اولیٰ دونوں میں علاقہ نہ ہو تو یہاں بصیرت واجب ہی کہ

یاتی بما یکن بہ بینہما ملازمة لیتبر ما کان علیہ من الدین اھو حق ام لا حتی یکون فی دینہ علی
 ملازمہ پیدا کرے تاکہ اس کو یہ چیز ہو کہ آئی سیرا دین حتمی مانہیں تاکہ اس کو دین کی

بصیرة وانما یحصل ذلك بالنظر الصغیر بالبراہین لا بالضرورة اذ قد جرت عادة اللہ تعالیٰ
 بصیرت پیدا ہو اور یہ تیز بہتر نظر صحیح اور بران کی

ان یحصل بالبرہان لا بالضرورة اذ لو کان حصولہ بالضرورة لادبرکہ جمیع العقلاء ویکفی فی
 کہ دلائل ہی ہو بدایت ہی ہو اگر یہ تیز بدایت ہی حاصل ہو کر تو تمام عقلاء حاصل کر لیا کرتی اور تکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدلیل الجمالی الذی یحصل لہ فی الجملة العلم والطمانینۃ بعقائد
 تقلید سے پاک ہو لی میں عمل دلیل ہی کافی ہی جسی کچھ علم اور طمانیت عقائد ایمان میں حاصل ہو جاوی

الایمان بحیث لا یقول بقلبہ لا ادری سمعت الناس یقولون قولا فقلته ولا یشرط القدرة علی
 اتنا کہ اپنی دل میں یوں نہ کہی کہ میں نہیں جانتا تو کوئی جواب نہیں دیتا وہ ہی میں ہی کہتا اور یہ شرط نہیں ہی تاکہ اس دلیل کو

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبہ العلماء ولا القدرة علی دفع المشبهة الواردة علیہ من جهة البتة
 علماء کی طور پر موافق قواعد منطق کی مرتبہ کری اور یہ شرط ہی کہ بدعتی کی شبہات دفع کرینی استعداد ہو

ولا القدرة علی التعبير عنه بل اذا فهمہ بحیث یخرجہ عن التقليد فهو عارف وان لم یقدر ان
 اور یہ شرط ہی کہ اس کو صاف بیان کرے بلکہ اس کو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سے پاک ہو جاوی تو یہ وہ عارف ہی اگرچہ اس مجمل دلیل کو

یعبّر عما فی ضمیرہ من ذلك الدلیل الجمالی ولا ان یرد شبہة یردہا مبتدع علیہ لان کثیرا من
 دل سے بیان پر نہ لاسکی اور نہ یہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کہ یہ کہ اکثر

العلماء یعجزون عن التعبير عما فی ضمائرہم من العلوم المحققة عندهم فکیف بالعامۃ والحاصل
 علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں مہر عام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہ ہی

ان من اراد ان یعلم قدر نفسه من عقائد الایمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد
 کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقائد ایمانی میں آیا مجھ کو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابھی مرتبہ تقلید میں ہوں اور آیا میں اپنی عقائد میں

وهل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیہا یلزمہ ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة
 صواب پر ہوں یا خطا پر تو اس کو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقلید لیتبر احدہما عن الآخر وعلیم ایہما حاصلہ فالمرقة ہی الجزم الموافق لما عند اللہ تعالیٰ
 دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری چیز کری اور جان لی کہ مجھ کو دونوں ہی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان یحصل ذلك الجزم بدلیل واما الجزم الحاصل بغیر دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا
 بشرطیکہ وہ یقین دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اس کو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء کان موافقا لما عند اللہ تعالیٰ اولم یکن والتقلید هو الجزم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان
 برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہوا ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقاً و باطلاً لا مقلد لا معرفة عنده وإنما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقاً أو باطلاً
 کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اور کو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہے

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايها حاصل له فيه فانه يعرف طاهر الحاصل له منهما
 اب جو شخص ان دونوں الحقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلیل سوچی تو جان لیگا کہ اس کو دونوں ہی کو سامنے حاصل ہے

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه أولاً إقامة البرهان لتحصيل المعرفة
 پس اگر اس کو مبنیہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہے تو اس پر واجب ہے کہ پہلے دلیل قائم کرے تاکہ معرفت پہنچے

في عقائد الايمان وثانياً البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصدياً في عقائده ام
 عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کرے تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید میں حق پر تھا یا نہیں

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكا فيها
 ہو اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جس کی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہے شکر اس تعالیٰ کا ادا کرے

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان
 اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اس پر فرض ہے کہ واسطی صحت عقاید کی دلائل میں کوشش کرے

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار ليسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع
 تاکہ اس کو دوزخ کی عذاب سے نجات ملی اور بیشک میں جانا مسیر ہو الہی اپنی فضل سے ہمیں آسان کرے ساتویں مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالاً على الاصح وتفصيلاً
 اور تفصیلاً

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام حين جاءه على
 بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبریل علیہ السلام کی روایت کی

صورة من رجل غريب وسأله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله واليوم
 ایک مرد مسافر کی صورت میں آیا اور پوچھا ایمان کیا ہے ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اس کی فرشتوں اور کتابوں اور رسلوں پر اور قیامت کی

الآخر وتؤمن بالقدرة خيره وشدة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو
 دن پر اور تو یقین کرے نیک اور بد کی تقدیر کا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عمر بن الخطاب کی روایت سے اس حدیث میں

جامع الاصول وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
 تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہی سب مذکور ہیں ابتدا اصل تمام اعتقادات میں مبدأ اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تنقضيها العقول
 ملائکہ کا جو موصوفات کی ذکر ہے تو واسطی معرفت معاد کی ہے اسلئے کہ مبدأ کی معرفت کو تو مسلم عقولیں پالیتی ہیں

السليلة تكونها ثابتة في فطرة بني آدم من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي
 مسلمانی کہی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء ہی ایش سے ثابت ہے موافق قول اللہ تعالیٰ کی نزائش اللہ کی جیسے

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى
 کہ تراشا آدمیوں کو اور ہی معرفت معاد کی اور اس کا سامان سوا اس کا کوئی راہ نہیں ہے بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك
 بوسیلة انبیاء علیہم السلام کی جس کو اس کا علم اور اس کا سامان سوا اس کا کوئی راہ نہیں ہے بجز توفیق الہی کی

بوسيلة انبياء عليهم السلام کی جس کو اس کا علم اور اس کا سامان سوا اس کا کوئی راہ نہیں ہے بجز توفیق الہی کی

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف

یہ سب ایمان کی مفہوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سوچا سکی سنی کا طالب ہو اور کو ضروری کی حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ایمان کی شہد کو ان چیزوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل ہی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول صايجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وتقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہے اور اللہ پر ایمان لانی ہی یہ مراد ہے کہ اس کے موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور عظیم اور حی اور تمام صفات لائقہ ہی موصوف جانی بکن اس کی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

دجو کہ علم حواس ہی حاصل ہوتا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اس کا وجود حواس کی وسعت سے

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم بوجوده بالضرورة

معلوم ہوتا ہی اور نہ علم اس کی وجود کا ایسا بدیہی ہے جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہے تاکہ اس کا علم بالہدایت خود بخود آجائے

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اس کی وجود کا دلیل ہی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونے کی سبب پیدا کرنا الہی کا محتاج ہو کر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلالت کر رہی کہ اس کا کوئی پیدا کرنا الہی اور وہ پیدا کرنا والا بالضرورت قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا عظیم

والحياة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما

اور حی ہونا چاہی اس واسطے کہ اگر قدیم نہ ہو تو حادث ہو گا تو یہ وہ خود محدث کا محتاج ہو گا آخر یا دور لازم آوے گا یا تسلسل اور یہ دونوں

محال ولولم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التامم المقتضى لعدم وجود العالم

محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو ہی بلکہ کئی ہوں تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے عالم کا وجود نہ ہو سکی

ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحياة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدیم اور صاحب ارادہ اور حی اور عظیم نہ ہو ہی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں ہی کوئی شے ہی پیدا نہ کر سکی اس لیے

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شے میں ہونا ارادہ اس شے کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ اس شے کا

يقتضى العلم به لان الفصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث

بدون علم کی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ پیدا کرنا کسی شے کا بی جا ہی ہو جی محال ہی اور یہ تینوں صفات بدون

يقتضى الحياة لكونها شرط فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعا

حیات کی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ حیات تین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود

على وجوده تعالى وتقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات لا ريب اذ لا يعرف صفاته تعالى

اس کی وجود اور قدیم اور وحدت پر اور ان جاروں صفات سے موصوف ہونی پر اس لیے کہ اس کی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل ہی وہ ہی معلوم ہو سکتا ہے جو اللہ کی افضل رفوف میں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسی سمع اور بصر اور کلام سوچا ہی

یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی
 کہہ عقلی دلیل قائم کریں اور کہہ نقلی دلیل عقلی ^{اکہ ثبوت کی توجہ یہی}
 بالعقل فہو انہا صفات کمال و اضدادھا صفات النقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال
 کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین ^{ان صفات کی ہیں} اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی
 وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه
 اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اسد تعالی ^{ان صفات سی موصوف ہو اور}
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد ورد بثنوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثنوتہا
 نقلی دلیل ^{اکہ ثبوت کی یہی} کہ شرع سی ^{ان صفات کا ثبوت ثابت ہی} سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی
 لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولى من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف علیہا
 اور اس مسئلہ میں نقلی دلیل ^{عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لیے کہ ان صفات پر} افعال الہی موقوف نہیں ہیں
 افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی لم یکن معلوما لا حد حتی یعلم
 تاکہ ان افعال سی ^{ان صفات کو ثابت کریں} اور ذات الہی ^{کسی کو معلوم نہیں ہی} جس سی یہ معلوم ہو
 انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف بآضدادہا
 کہ یہ صفات باشند ذات الہی کی کمال کی ہیں اسد کا موصوف ہونا ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہ ہوگا تو انکی اضداد پیدا ہونگی
 واذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الینا کمالا ان یکون
 اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہ ہماری حق میں ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا کہ
 فی حقہ تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان بہ الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بہا العلم
 اسد کی ذات میں کمال ہونا دوسری چیز ایمان لانا چاہی ^{ملا کہ میں} اور ملا کہ پر ایمان لانی سی ^{یہ ہر ادبی}
 بوجودہا لکن لا سبیل الی اثبات وجودہا بدلیل العقل بل هو ما انعقد علیہ الاجماع ونطق بہ
 کہ ملا کہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہیں ہوتا ^{بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی} اور
 الکتاب والسنة فان ظاہر الکتاب والسنة يدل علی وجودہم وکونہم اجساما لطيفة نورانية
 کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی ^{یہی دلالت کرتی ہیں کہ فرشتی موجود ہیں} لطیف اور نورانی جسم
 کاملہ فی العالم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل بأشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
 علم میں کامل ^{دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہیں} اور مختلف صورتیں بدل سکتی ہیں ^{اور نہ مرد ہیں}
 والا نوثۃ شانہم الطاعات وصکنتہم السموات وھم رسل اللہ علی انبیائہ وأصناؤہ علی وحبہ
 اور نہ ملہ ^{شغل اور کثا عبادت} اور مکان اور کثا آسمان ^{اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہیں} اور وحی پر امین ہیں
 فمن ثبت تعینہ باسمہ کجبریل وصیکاءیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان بہ تفصیلا ومن
 اور جن فرشتوں کی تعین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل ^{اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی} اور
 لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والثالث مما یجب الایمان بہ الایمان بالکتاب والمراد من الایمان
 جنکا نام معلوم نہیں ^{اول پر اجمالی ایمان واجب ہی} اور تیسری شی چیز ایمان واجب ہی ^{کتاب میں ہیں} اور کتاب پر ایمان لانی سی ^{یہ ہر ادبی}
 بها العلم بکونہا کلام اللہ تعالی انزل علی انبیائہ وجملتھا مائة واربعۃ کتب انزل منها علی آدم علیہ السلام
 کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابیں ^{ایک سو چار ہیں} ان میں سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلى شديث عليه السلام خمسون صحيفة وعلى ادريس ثلثون صحيفة وعلى ابراهيم
 رس صحيفة نازل هوئي اور حضرت شديث پر پچاس اور حضرت ادريس پر تيس اور حضرت ابراهيم پر

عليه السلام عشر صحائف وعلى موسى عليه السلام التوراة وعلى داود عليه السلام الزبور وعلى
 عليه السلام رس اور حضرت موسى عليه السلام پر توريت اور حضرت داود عليه السلام پر زبور اور

عيسى عليه السلام الانجيل وعلى محمد عليه الصلوة والسلام القرآن فما ثبت تعيينه باسمه يجب
 حضرت عيسى عليه السلام پر انجيل اور محمد صلي الله عليه وسلم پر قرآن اور جس كتاب كى تعيين نام سى ثابت هى

الايمان به تفصيلا وما لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والرابع مما يجب الايمان به الايمان
 توكيد پر تفصيلي ايمان واجب هى اور جس كى تعيين نام سى نهيى هى او سپر اجمالى ايمان واجب هى اور چوتتى جسپر ايمان لانا واجب هى

بالرسل والمراد من الايمان بهم العلم بكونهم صادقين فيما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
 رسول هين اور مدار رسولون پرايمان لانى سى يه هى كه يقين كرى كرده اپنى اپنى خبرون هين جو خدا كى طرف سى لانى مين سچى هين يشك انكو الله تعالى نى

الى عبادته ليلبغقوهم امره ونهيه ووعدة ووعيدهم بالمعجزات الدالة على صدقهم اولهم
 اپنى بدو كى پاس سچا تاكه اوسكا امر اور نهيى اور وعده اور وعيد پيچا دين اور معجزات سى او كى هت كى جو او كى صداقت پر دلالت كرتى هين سب

ادم عليه السلام واخرهم محمد عليه الصلوة والسلام ولم يبين فى القرآن عددكم كم بل المذكور
 آدم عليه السلام هين اور سب سى آخر محمد صلي الله عليه وسلم اور قرآن مين او كى گنتى نهيى هى كتنى هين بلكه قرآن مين

فيه منهم باسمه العلم على ما ذكره بعض المفسرين ثمانية وعشرون وهم ادم وادريس ونوح وهود
 نام معين ليكر بعض مفسرين كى قول كى موافق اٹا نهيى كا ذكر هى وه يه هين آدم اور ادريس اور نوح اور هود

وصالح وابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب ويوسف ولوط وموسى وهرون وشعيب وزكريا
 اور صالح اور ابراهيم اور اسماعيل اور اسحاق اور يعقوب اور يوسف اور لوط اور موسى اور هرون اور شعيب اور زكريا

ويحيى وعيسى وداود وسليمن والياس واليسع وذا الكفل وايوب ويونس محمد وذو القرنين وعزير
 اور يحيى اور عيسى اور داود اور سليمان اور الياس اور اليسع اور ذا الكفل اور ايوب اور يونس اور محمد اور ذو القرنين اور عزير

ولقمن على القول بنبوته هذه الثلاثة الاخيرة صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين قال بعض
 اور لقمان بموجب قول ان تينون كى نبوت كى جو آخرين هين رحمت الله كى اور سلام ان سب پر بعضى

العلماء يجب على المؤمن ان يعلم صديقاته ونسائه وخدمه اسماء الانبياء الذين ذكرهم الله تعالى في
 علماء كهت هين كه هر مؤمن پر واجب هى كه اپنى بچون اور عورتون اور غلامون كو ان انبيا كا نام جكنا ذكر الله تعالى نى

كتبه حتى يؤمنوا بهم ويصدقوا بجميعهم ولا يظنوا ان الواجب عليهم الايمان بمحمد عليه الصلوة والسلام
 اپنى كتاب مين كيا كيا كيا تاكه ده ان سب پرايمان لاوين اور سب كى تصديق كرين اور يه به خيال نكرين كك ايمان صرف محمد صلي الله عليه وسلم كا واجب هى

فقط لاخير فان الايمان بجميع الانبياء سواء ذكر اسمهم فى القرآن اولم يذكر واجب على المكلف فمن
 اور كا نهيى كيونكه ايمان تمام انبيا پر لانا قرآن مين او كيا نام مذكور هيو يا نهو مكلف پر واجب هى بهر كى

ثبت تعيينه باسمه يجب الايمان به تفصيلا ومن لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والخامس
 تعيين نام سى هو كى هى او سپر تفصيلي ايمان لانا چا هى او جكنا نام معلوم نهيى او سپر اجمالى ايمان لانا چا هى اور پانچون شى

مما يجب الايمان به الايمان باليوم الآخر والمراد من الايمان به العلم بما يكون فيه من احوال
 جسپر ايمان لانا واجب هى قياست كا دارن هى اور قياست كى دن پرايمان لانى سى مراد هى يقين كرتا اول حالات

الآخرة التي أول منزل من منازلها القبر وأحياء الميت فيه وسؤال منكرو ونكير وهما ملاكل

اخروی کا جو اوس روز گذر بیگی جکی منزلون میں سی پہلی منزل قبری اور اوسین زندہ کرانہ کا اور سوال منکر نیکر کا اور یہ دونوں شقی ہیں

مهيبان يُقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من

میت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹھا کر اوس ہی پوچھتی ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس ہی کہتی کون سی

ربك وما دينك ومن نبيك وسؤالهما أول فتنة بعد الموت فمن وفق إلى الجواب يكن قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اول کلام سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سوچو جواب کی توفیق ہوئی تو اوس کی گور

مروضة من رياض الجنة ومن لم يوفق إلى الجواب يكون فبدره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت میں کا اور جس کو جواب کی توفیق نہ ہوئی تو اوس کی گور ایک گڑبگڑ کا دروزخ میں کا

الناس ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه

پھر جب بنی آدم کو قبروں میں سے اٹھا کر موقف میں لہائیں کی اور وہ اس جگہ کھڑی رہیں گی

ما شاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمّن بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان

جس قدر مرضی اس کی ہوگی تنگی پاؤں تنگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کرام کتابت میں لکھے کہی ہیں اسلی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ظلمين لا عما لهم في دنون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من

کری بنی آدم جب بنی بنی قبروں میں سے اٹھائے جائیگی تو اُن کو اپنی اعمال کہہ یاد نہ ہون گی اسو علی انکا نامہ اعمال دی جائیگی تاکہ اپنی اعمال کی خبر دار ہو جائیں

بوتى كتابه يمينه وهو من السعداء لان الله ان له كتابا يمينه يدور حول الجنة وعند قدمي

نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملیگی وہ تو سعد ہوں گی کیونکہ نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں لکھا ہوا ہے

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من النسياء فاذا وقف الناس

نہ بنی کی شان کا اور بعض کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملیگی یا پس پشت کی طرف سے اور وہ نسیی ہوتی جب بنی آدم اپنی اعمال کی خبر دار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب

ہو جائیگی تو پھر اوس ہی حساب ہوگا پھر جب حساب ہو چکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قائم کی جاویگی اسلی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال

علوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سے کونسا مقبول ہی اور کونسا مردودی اور کونسا اعمال بد میں سے معاف ہوا

السيئة وما هو المأخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار

اور کونسی بر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المأخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون

ثواب کا اعمال نیک میں سے مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سے قابل دارگیر کا اسلی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور واخرى من ظلمة قال الكفة

میزان بعد حساب کی قائم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہی کہ ترازو کا ایک بلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندھیرا یعنی سیاہ بلڑا

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الآخرة على ما قال علماءنا ثلاثة اصناف

روشن بلڑا واسطی نیکیوں کی ہی اور سیاہ بلڑا واسطی بدیوں کی اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہوگی

كفار وصنفون ومخلعون اما الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوحدهم حسنة حتى

نہری کفار بد اور نہری متقی بر ہیزگار اور علی جلی پھر کفار کا کفر سیاہ بلڑی میں رکھا جائیگا اور کوئی عمل نیک اور نیک ہوگا

توضع في الكفة الأخرى فتبقى فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخير فيأمر الله تعالى بهم إلى
 النار وأما المتقون فهم الذين لا كبار لهم فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وصغارهم ان كانت
 لهم الصغار في الكفة الأخرى فلا يجعل الله تعالى لتلك الصغار وزنا وتثقل الكفة النيرة حتى
 لا تبرح من مكانه وترفع الكفة المظلمة لترفع الفارغ الخالي وأما المخاطون وهم الذين ارتكبوا
 الكبائر ولم يتوبوا عنها فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وسيئاتهم في الكفة المظلمة فيكون
 لكبارهم ثقل فمن كانت حسناته أثقل ولو بصوابة يدخل الجنة ومن كانت سيئاتهم أثقل ولو
 بصوابة يدخل النار لأن الله تعالى لا يذهب أهل الحق ان العباد اذا اتى بطاعات
 كما مثال الجبال ثم كانت له مخالفة واحدة فهو في مشية الله تعالى ان شاء يعاقبه عليها ثم
 يعطيه ثواب طاعته وان شاء يغفرها له ولا يعاقبه عليها هذا اذا كانت الكبائر فيما بينه وبين
 الله تعالى وما اذا كانت عليه تبعات وكانت له حسنات كثيرة فبقدر جزاء التبعات ينقص
 من ثواب حسناته فاذا لم يبق له حسنة لكثرة ما عليه من التبعات يحمل عليه من اوزار من ظن
 ثم يعذب على الجميع اذ قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وله خصم واحد بنصف دنانق لا يدخل
 الجنة حتى يرضى خصمه وقيل لو خذ بدانق قسط سبعة صلوة مقبولة فتعطي للخصم ذكر القشير
 في التجار اذا تقر هذا فالضفان الاولان هما المدن كوران في القرآن لانه تعالى لم يذكر في آيات الوزن
 الا من ثقلت موازينه ومن خفت موازينه وقطع لمن ثقلت موازينه بكونه من المفلحين
 وفي العيشة الراضية ولمن خفت موازينه بخلوده في النار بعد ان وصفه بالكفر وبقي الذين
 اورا رام پسند يه مين هي اور جي دنگ هلي هون كه ميسر كو دوزخي هي بعد اسكي كه بيان كيا اوسكا كفر اور ياتي هي ده لوگ

بعض بدانق قسط سبعة صلوة مقبولة
 اور جي دنگ هلي هون كه ميسر كو دوزخي هي بعد اسكي كه بيان كيا اوسكا كفر اور ياتي هي ده لوگ

خلطوا عملاً صالحاً وآخر سيئاً فينبئهم النبي عليه السلام حيثما ذكر انفا ثم ينصب الصراط على جهنم
 جہنم کی اعمال نیک اور برک کو خلاصہ اور کونہی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیا ابھی ذکر آچکا بہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگے

قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القبة وطرفه الآخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون
 بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرامهم عليها وتقوم النار حتى تغلو من جوانبها وتحيط باهل الحشر
 دوزخ کی اوپر ہوگا اور انہوہ تمام خلقت کا اوہی جگہ ہوگا اور جس میں آویگی آگ اتنا کہ اوپر جاویگی ہر طرف سی اور گہری لگی اہل عشر کو

حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ردد في الحديث
 اتنا کہ جنت میں جائیگا کوئی راستہ نہ چھوگا سوائے صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جائیگی نہوگی سوائے صراط کو اور حدیث میں آیا ہی

انه ادق من الشعرة واحد من السيف ويجوز ان الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم
 کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اور سپر کو لوگ گزرینگے اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گزر جاویگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي مشياً حتى يكون آخر
 مانند آندھری تندگی اور بعضی مانند تیز رو کھوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی چہیتی ہوئی گی ہوں گی ایسا کہ سب سی پھولا

من يجوز ان يجوبوا فيقول يا رب ابطأ لي فيقول الرب تعال ابطأ بك انما ابطأ بك عملك وبعضهم
 جاویگا کہتا ہوا یہ عرض کریگا یا رب تو مجھ کو دیر لگادی پھر اسد تعالیٰ فرما دیگا میں نے تجھ کو دیر نہیں لگائی تجھ کو تیری اعمال کی دیر لگائی اور بعضی

يجبر جلالة ويتعلق يدها وبعضهم يسقط على وجهه الى جهة النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل
 اپنی ہاتھ کھینچتی ہوں گی دونوں ہاتھوں سے پکڑی ہوئی اور بعضی منہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو نہ بھر

والاغلل ويقولون له امانه ميت عن كسب الاوزار اما حشرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا
 اور طرف میں چلا لینگے اسی کہیں گیا تجھ کو کسینی منع نہیں کیا تھا اعمال ہیسی کیا تجھ کو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کر لی اوسکین جب

نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك
 تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہ گناہوں کا تیری کمزوری اور تمام خلق تیری سامنی

كيف ينزلون وينكبون فتعلو رجلهم وتسفل رءوسهم الى جهة النار وما يكون في اليوم الآخر من احوال الاخر
 کیونکر اتریں گی اور گرینگے پہر پاؤں اوپر کو ہوجاویگی اور سر نیچے کو دوزخ کی طرف اور سجدہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشراب من الحوض فان لكل نبي حوضاً يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام أكبر
 حوض میں سی پانی پیانی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتھ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا

من غير متسم الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبد الله عمرو بن العاص انه عليه
 ہوگا کہلی ہوئی کناری اور کوئی بمقدار سفر ایک مہینے کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزوايا لا سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حوض برابر سفر ایک مہینے کی ہی کوئی اوکی بڑی یعنی قائم میں اور اوسکا پانی دودھ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیریں

ريحه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظم ابداً فقد دل هذا الحديث
 اور اسکی خوش بو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اسکی آجڑہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جتنی آسمان سی پیا کہی پیا سا ہوگا یہ حدیث یہ حالات کرتی ہی

على ان من شرب منه لا يعذب بالعطش ابداً لكن يزداد عنه من بدل وغير لما روى عن سهل بن
 کہ جتنی آسمان سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبھی نہو دیگا لیکن ہر شادی جاویگی حوض پر سی وہ لوگ جہنم کی دین کو بدلا اور بہت پیاس کی اسی کہ روایت ہوئی

میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سعدانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انا فوطکم علی الحوض ومن شرب لا یظمأ ابدا
 لیرون علی اقوام اعرفوننی ثم یقال بیئنی وبینہم فاقول انہم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
 البیتہ آویجی مجہد تک وہ قوم کہ میں انکو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیگی پھر میری اور انکی بیچ میں ہوا لیگا میں کہوں گا یہ تو میری ہی ہیں جواب آویجی آپ کو خبر نہیں
 بعدک فاقول سبحا سبحا لمن غیر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لیسروہم
 بعد آپ کی پھر میں کہوں گا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانیگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویجی آپ
 علیہ غر المحجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لہوا شربا یاضا
 ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سے چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض البیت بہت سفید ہی
 من التلم واحلی من العسل وانیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ایل
 برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور وکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سی اور میں البتہ روکوں گا غیر لوگوں کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص
 الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الائمہ
 غیر کی اونٹ کا پانی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانو گے ہنگو اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہرہ ایسی ہوگی جو کسی کی تمام استون میں سی ہوگی
 تردون علی غر المحجلین من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقا لکن
 تم میری پاس آؤ گی ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سے ان حدیثوں سی معلوم یہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن
 اختلف فیہ هل هو قبل الصراط او بعدہ وهل هو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضهم انہ یکون بعد الصراط
 اختلاف میں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہی یا بیچ ہی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہی
 اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شربہ عنہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منہ لا یظمأ ابدا وقد
 کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں بھی نہ جاتا جو اوہن سی فی لیتا اسلوسی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی جو اوہن سی پہچان لکھی پیاسا نہوگا اور
 ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الیمان فمتی یکون
 بیشک یہ ثابت ہی کہ بعضی کفار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاویں گی بہر اوہن سی نکلیگی بسبب ایمان کی بہر اوہن کو بیک ممبر ہوگا
 شربہم منہ وھذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
 اور یہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہ ہی ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلی
 الناس یخرجون من قبورہم عطاسا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن
 کہ نبی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلیگی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری فی روایت کی ہی
 ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذ مرۃ حتی اذا عرفتم خروج رجل
 ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہوں گا چپک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا تو
 من بیئنی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا وبعث
 میری اور انکی بیچ میں ایک شخص آجائیگا وہ شخص کسیک اوسنی چلے میں پوچھو گا کہ کہو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہوں گا انکا کیا علی کہیگا یہ لوگ پہر گئی تھی بعد آپ کی
 علی اذ بارہم فقہر ثم اذا مرۃ حتی اذا عرفتم خروج رجل من بیئنی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت
 پہر پشت اولی پانوں پہر چاچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا پیدا ہووے گا ایک شخص بیچ میں میری اور انکی وہ اوسنی کہیگا چلے میں پہچان
 الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم اسرندوا علی اذ بارہم فلداری یخلص منہم الامثل
 کہہ کر کہ وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہوں گا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہ پہر گئی تھی پس پشت اپنی سلوہ نہیں ہوتا مجھے کچھ اونہن سی گر آتے

همل النعم یعنی ان من یجوز منهم قلیل قلۃ النعم الضالة علی ان اهل بفتحین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہ ہے کہ جو بچیں گی اونہیں سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کہیں کہ ہل ساتھ زبر اور میم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی سنی ہوگی

من الابل قال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ ہذا الحدیث مع صحۃ اذ دل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اسناد سی نقل کر کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

لحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط مدود علی جہنم یجاز علیہ فمن جازہ یسلم من النار فایکون
کہ حوض موقف میں صراط سی پہلی ہوگی اسکی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاویگی پھر جو شخص اوسپر سے گذر گیا تو دوزخ سے نکلا

لہ رجوع الیہا ابد فکیف یصح ان یدعی الیہا وکذا حیاض الانبیاء تکنون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہرہ کبھٹ کر آویگا حوض پر پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوسکو حوض پر بلا دین اور ایسی ہی حوضیں اور نبیوں کی موقف ہی میں ہوں گی اسکی کہ ابن عباس

انہ علیہ الصلوۃ والسلام سئل عن الوقوف بین یدی اللہ تعالیٰ هل فیہ ماء قال واللہ نفسی بیدہ
روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالیٰ کی آیا اوجھہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ میں

ان فیہ الماء وان اولیاء اللہ لیردون حیاض الانبیاء ویبعث اللہ تعالیٰ سبعین الف مائک بایدیم
بیشک دہن پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیوں کی حوضوں پر پانی بیرون گی اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتی بھیجیگا اوکی اہول میں

عصی من النار یددون الکفار عن حیاض الانبیاء وھذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاشیان ہوگی کفار کو نبیوں کی حوضوں پر سی ہٹا دینگے اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حوض تمام نبیوں کی

الموقف فیلزم منہ ان یکون حوض نبیاً فی الموقف ایضا واذکر من انہ لوکان فی الموقف لما دخل
موقف میں ہوگی اسی لازم آتا ہے کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی موقف میں ہو اور یہ جو کہتی ہیں کہ اگر حوض موقف میں ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منہ فالجواب عنہ ان من شرب منہ من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیتۃ اللہ تعالیٰ
دوزخ میں جاتا جو شخص اوس میں سی پانی پی چکا تو اسکا جواب یہ ہے ہی بیشک جو شخص اوس حوض میں سی پیوی گا اہل کبیرہ میں سی اگر وہ دوزخ میں داخل ہوگا مشیت الہی

لا یعدب بالعطش ولا یجرق النار جوفہ واما الذین یدلوا وغیرہ واحد ثوا صالیس فی شریعتہ علی السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہیں ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کوہ جلاوی کی اور وہ لوگ جنہوں کی دین کو بدلا اور پٹ ڈالا اور بدعتیں پیدا کیں جو شریعت نبوی میں نہیں ہیں

فان کان تبدلہم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانہم قد یتعدون عن الحوض فی حال تشریبہون منہ
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی میں ہی اور اعتقاد میں نہیں ہی تو ایسی لوگ روکی جاویگی حوض سی ایک وقت پر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرۃ وان کان تبدلہم فی الاعتقاد اختلف فی خلودہم فی النار ومن المعلوم قطعاً ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اوکی اعتقاد میں ہی تو اختلاف ہی اوکی دائمی دوزخی ہو نہیں اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا کافر وقد ثبت ان المطر دین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرن الایمان ویضمون
سوا کافر کی کوئی نہیں ہی اور بیشک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہوں گی ایک تو منافق جو ظاہر میں ایمان جھلاتی تھی اور

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمۃ واعوانہم علی
کفر جہاں تی تھی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کیو ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور اوکی مددگار اسکی

روی عن کعب بن عجرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لہ یا کعب بن عجرۃ اعدک باللہ من امرأ
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی اوسکو فرمایا اے کعب بن عجرہ تجھ کو خدا کی بناہ اول امیر دن سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابہم فصدقہم فی کذبہم واما انہم علی ظلمہم فلیس منی ولست منہ
جو میری بعد ہوگی پس جو شخص اوکی دروازہ ہر گیا اور اوکی جہوشی بالظن کو تصدیق کیا اور ظلم میں شامل ہو کر مددگار بنا نہ دے میرا اور نہ میں اوسکا

ولا یرد علی الخوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یغتم علی ظلمہم فہو منی وانما منہ
اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اوکی دروازہ پر نگلیا اور نہ اوکی چوٹی یا تون کی تصدیق کی اوندہ ظلم پر اوکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور میں اوکی
ویرد علی الخوض لیسنا اللہ تعالیٰ الوہد علیہ والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان بہ الایمان
وہ ہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چپٹی شی جسر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی
بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بكون كل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنعم والضرو والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتی ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام
والکفر والطاعة والعصیان والرجح والخسران والارادات والمخاطرات والحركات والسکنات بقضاء
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہ سب حکم
اللہ تعالیٰ رقدہ فعلی هذا کان الظاہران ینکر الایمان بالقضاء ایضاً وانما لم ینکر لکن الایمان
الہی سی اور اوکی اندازہ سی ہیں اس تقریر کی موافق ایمان قضاء پر بھی ذکر کرنا مناسب تھا بہرہ وجود کر نہیں کیا تو اس لئی کہ ایمان
بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود المرجحات فی اللوح المحفوظ اجمالاً والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضاء پر ہی اسلئی کہ قضائے وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجمل اور قدر
تفصیل القضاء السابق بايجاد تلك المرجحات فی المراد الخارجية واحدا بعد واحد وقبل القضاء
تفصیل اسلئی قضاء کی ہی باعتبار پیدائش اسی موجودات کی مادہ خارجی میں ایک کی بعد ایک آگے پیچھے اور بعضی کئی میں قضائے نام
هو الارادة الانزلیة والعناية الالهية المقتضية لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق
ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوئی اور تقدیر متعلق ہونا
تلك الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم
اسی ارادہ کا تمام اشیا سی اوکی وقتوں پر جو اوکی لئی مقرر ہو چکی ہیں امام فخر الدین رازی سورہ یوسف کی تفسیر میں کہتی ہیں سبحانی
ان الانسان ما مولى ان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه ما مولى غالباً بان یحذر من الاشیاء المملوكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ او کو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی ہنک چیز دنی
والاخذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار یقدر الامکان ثم انه مع ذلك ینبغی له
اور ایسی غذا اول سی جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کر کہ منفعت کی اشیا حاصل اور ضرر چیزوں کو دفع کری بہرہ تو ہی انسان کو لایق یہہ ہی
ان یرکون جازماً بانہ لا یصل الیہ الا ما قدر اللہ له ولا یحصل له الا ما ارادة اللہ له فقول یعقوب
کہ یہہ یقین کری کہ مجھ کو وہی ملے گا جو اللہ فی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجھ کو کہی نہیں حاصل ہوگا سوا اوکی جو اللہ فی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب
النبی علیہ السلام لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الى رعاية
علیہ السلام کا جوابی بیٹوں سی فرمایا تھا تم سب ایک دروازہ میں نہ جانا اور ہر ایک ایک دروازوں سی جانا اشارہ ہی واسطی
الاسباب المعتمدة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من اللہ من شیء اشارة الى التوحید المحض
استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم میں معتبر ہیں اور قول اوکا اور میں نہیں بچا سکتا تھو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خاص توحید کی
وعدم الالتفات الى الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالاً وهو ان اللہ
اور توجہ نہ کرنا اسباب پر اور امام غزالی فی احیاء کتاب الفکر میں یہہ اعراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالیٰ فی
قد امرنا ان نعمل له ولا فنحن من مومنین ومعاقبون علی العصیان مع كون الكل من اللہ تعالیٰ
بیشک حکو ام فرمایا کہ اوکی اطاعت کریں اور نہیں تو ہم قابل سزا لاش اور عذاب کی ہیں نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہو سکتا ہی

ولیس الیناشئ فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعید من الله تعالى سبب الحصول
پہاڑی اختیار میں کچھ بھی نہیں ہی پہاڑ کو ہو کہ کیوں سرزنش ہی اور کیوں عذاب ہوتا ہی پہاڑ کو سنی بہر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دیکھی سی ہو کہ اعتقاد حاصل ہی
الاعتقاد فینا وحصول الاعتقاد سبب لیجان الخوف وھیجان الخوف سبب لتترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چھوٹی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبتها
شہوات نفسانی کی چھوٹی سی قریب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بانی والا اور راستہ کنز الای

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلته الى الخیر ومن لم يستبق
پہر چکر اول میں سعادۃ فی جالیا اور کو بہ تمام اسباب میسر ہو جاتی ہیں آخر کو وہ سلسلہ اور کو غیر کی طرف کہنچ لیجاتا ہی اور چکو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادۃ حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام اور نہ رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب کسی کچھ نہ سنا تو ہی

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب ہی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچھ خوف ہی نہواتر دنیا کی رغبت اور اس کی ہوا ہوس کب چھوڑ لیا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لمرصدهم اجمعين المجلس الثامن في بيان
اور اس کی ہوا ہوس دلیلیں ہی نہ گئیں تو شیطان کی کردہ میں داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سب کو لہکاتا ہی مجلس آٹھویں بیان میں

من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام
اون لوگوں کی جو بہشت میں جاویں گی اور جو شخص بہشت میں نہیں جاویں گی رسول علیہ السلام کی فرمان برداروں

والخالفه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل ائمتي يدخلون الجنة الا من ابي قالوا
اور مخالفوں میں سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امیری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اوس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابي يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابي هذا الحديث من صحاح
منکر کوں ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا کہا مانا وہ بیشک منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابوهريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابي هو الكافر
صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہیں

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہ ہیں کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو میں اس کی طرف سے لایا ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بدولت داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابي وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سے نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور بازرا ایمان سی اون احکام پر جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سے تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جاویگا

اصلا بل يبقى في النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة الاجابة فعلى هذا فالابي هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا ہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو

العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
اب معنی حدیث کی یہ ہیں جس نے میرا کہا مانا نہیں پر ایمان لا کر اور میری طریق سنو پر عمل کیا

وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابي بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو پڑتا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لا کر اور بازرا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیئة الله تعالى ان شاء یعفو عنه
اور میری طاعت کی برتتی سی اور بھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بھکا سیدی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت میں ہی چاہی اور کو مناف کر کی

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعدن به فیها بقدر جنبہ ثم یمخرجه منها ویدخل
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی اور کو دوزخ میں داخل کری اور موافق گناہوں کی اور میں عذاب دیکر پہرا و میں سی نکال کر جنت میں داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانہ ودنیاه یمکن
اور حاصل یہ ہے کہ جس نے اپنی مولیٰ کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور شیطان اور دنیا سی تو

الجنة منزله وما واه ومن تمادی فی غیہ وعصیانہ وارضی فی الدنیا زمام طغیانہ ووافق
جنت اور ہی کا گھر اور تمکانات ہی اور جو شخص کہ اپنی کچی اور نا فرمانی میں اور تمسک و الدنیا میں ہاگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا

هواه فی لذاته وشهواته یمکن النار اولی به اذ قال الله تعالى فاما من طغى واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو دوزخ اس کے لئے سزاوار ہی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فی قرآں ہی سو جس نے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو

الحجیم هی المادی واما من خاف مقام مریه وهی النفس عن الهی فان الجنة هی المادی وروی عن
دوزخ ہی ہی تمکانات اور جو کوئی ڈر اپنی رب کی پاس کھڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاروسی سو بہشت ہی تمکانات اور روایت ہی

ابی ہریرۃ انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یارسول الله قال من لم یح
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا دوزخ میں کوئی داخل نہ ہوگا سوای شقی کی کہ جس نے پرجہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے

الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن بشادین اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت کی اور جس نے اس کی خوف سی گناہ کو چھوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی بشادین اوس سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا چاہا خدا

قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی على الله فانه
وہ ہی جس نے خدا کی واسطی اپنی جان بچا دی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی چھی پڑا اور اللہ سی بجا آئے ہوگی

علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوة والسلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی

الله تعالى ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الآخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالى
اور اللہ کا حساب دنیا میں سمجھ لی آخرت میں حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال میں کچھ نہ آئی تو اللہ کا شکر بجا لادی

وان وجدها عملت شرار یشکر الله تعالى ویتاب الیہ ویتابسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد گئی ہیں تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوس کی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئے سلاطین

لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتصل من سالف زلله ولاشتغال بعبادة مریه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گداری ہوئی لغزشوں سی بینار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت مشغول رہی

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیر
یہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور حق وہ ہی جو اپنی مولیٰ کی کمان میں قصور اور ہی خواہش حاصل کر نہیں کوشش کری اور وہ تسبیہ ہی کہ

فی طاعة مریه واتباع شهوات نفسه یمکن علی الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امر وھی ثم
اپنی رب کی طاعت میں قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزو میں مانگتا ہی پس غرور یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ فی امر ہی کیا اور نہ ہی کہ

قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی ہریرۃ انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد عیت
فرمایا اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اسی کا کیا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی

الاندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسناً ندم ان لا يكون ازدا وان كان
 بيجته وى نهين عرض کیا بچتا واکیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص بیکو کار ہی تو بچتا ویکو گیکو کہ سنی کیون نہیں زیادہ عمل کیا اور اگر
 مسیئاً ندم ان لا يكون نزع فی ایهما العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة
 بکار ہی تو بچتا ویکو کیون نہیں ہارہا پس ای شخص ہوشیار غفلت میں اپنی عمر برباد مت کر سلمان آخرت کی پیدا کر لی میں کوشش کر
 الاخرة قبل ان یجی یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانک عن قریب تغاین ذلك الیوم فتندم
 اس کی پہلی کہ وہ دن آج ہی کہ پہر چھکو اوس روز حاصل کر لی کی کچھ طاقت نہی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ بیکو
 علی فانک من عمرک ولا ینفعک الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بابها الولدانی رایت
 غفلت میں عمر برباد کی ہوئی بچتا اور اس ندامت کی کچھ فائدہ نہیگا امام غزالی اپنی رسالہ میں ابی الولد جسکا نام ہی کہتی ہیں
 فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنائزة الی ان یوضع فی القبر یبطله تعالیٰ
 انجیل میں دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ میں کہ اوسکو جنازہ پر رکھ کر قبر کی کناری پہنچا کر کہیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت سی
 بعظمتہ اربعین سو لا اولہ یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظر
 چالیس سو سال بد چھتا ہی پہلی یہ ہی فرماتا ہی امیری بند کی پاکیزہ کیا تو فی اپنی تن بدن کو برسوں تک اور میری نظر گاہ کو
 ساعة فانه ینظر فی قلبک کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصبم
 ایک ساعہ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز تیری دلی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اور تو کی واسطی اور تو کراہا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی
 لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لولویک العاقل فیما بقی من عمره علی فرت ماضی منه
 سنتا نہیں ابو سلیمان دارانی کہتی ہیں اگر عاقل افسوس سی نہ دوی اپنی بقیہ عمر میں بی عبادت غفلت میں گزری ہوئی عمر پر
 فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی المات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
 نزا و سکولایت ہی کہ مرقی دم تک اس ہی ظم میں رہی امام غزالی کہتی ہیں ابو سلیمان فی یہ بات اسنی کہی ہی کہ
 العاقل اذا ملک جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یمکی علیها الاحالة فاذا ضاعت
 عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر اچھا ہی اور پیرہہ اوسکی اندھ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم میں روتا ہی بہر گروہ جوہر
 منه وصار ضیاعها سببا لہلاکہ یكون بکوة اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
 بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو ابھی زیادہ تر و تارہ بیکو بس ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر دم عمر کا
 جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها اصلح لان یوصلک الی سعادة الابد ینقذک
 ایک نفیس جوہری جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عرس قابل ہی کچھکو سعادت ابدی میں پہنچا دی اور
 من شقاوة السرد وای جوہر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعت فی الغفلة فقد خسرنا
 شقاوت داعی سی بچا دی اور کو نسا جوہر اس جوہری زیادہ نفیس ہوگا جب تو فی اسکو غفلت میں برباد کیا تو تو صاف برہی ہی تو فی میں
 مبینا فاذا صرفتها الی المعصية فقد هلكت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصية
 مبتلا ہوا بہر اگر تو فی اوسکو گناہوں میں صرف کیا بہر تو ہی کچھکو تو خوب نباہ ہوا بہر اگر تو اس خطایہ افسوس کر کی نہیں روتا
 فذلك لجهلاک فصیبتک لجهلاک اعظم من کل مصیبة تکی لجهل مصیبة لا یعرف صاحبہ
 تو بہر تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتوں سی بدتر ہی لیکن جہالت الیسی مصیبت ہوئی ہی کہ جاہل و سکو
 کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول ببینه و بین معرفته والناس بینام فاذا ماتوا انتبهوا
 مصیبتیں ہیں سجتا کیونکہ خواب غفلت جاہل ہو کر نہیں سمجھی رہی اور آدمی اب تو سوئی ہیں جب مریگی تو جاگیں گی

فَعِنْدَ ذَلِكَ يَكْتَشِفُ لِكُلِّ مُفْلِسٍ أَفْلَاسَهُ وَلِكُلِّ مُصَاحِبٍ مُصِيبَتَهُ فَإِنَّ النَّاسَ فِي الْآخِرَةِ يَنْقَسِمُونَ إِلَى عِدَّةٍ

اوسوقت ہر مفلس کو افلاس کھل جاوے گا اور ہر مصیبت کو اسکی مصیبت معلوم ہو جائے گی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہوں گی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ

پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچیں دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ قوت مافی سوسکی جیکو معلوم نہیں جو چہاں دہریاؤں کی

مِنْ قُوَّةٍ أَعْيَنَ جَزَاءَهُمْ كَأَنَّهُمْ كَانُوا يَعْلَمُونَ قَالَ الثَّبِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ حِكَايَةً عَنْ اللَّهِ تَعَالَى أَنِّي أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ

شہنشاہی انگلیوں کی بدلہ اسکا جو عمل کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف بطور حکایت کی فرماتی ہیں میں نے اپنی نیک کاربندوں کی واسطی

الصَّالِحِينَ مَا لَأَعْيَنَ رَاتٍ وَلَا أَدْنَى سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ الْقِسْمُ الثَّانِي قِسْمُ الْهَالِكِينَ وَهُمْ

وہ مسلمان تیار کربا ہی جو نہ کسی انگلی کی دیکھا اور نہ کانوں کی سنا اور نہ کسی دل پر خطہ میں گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی دی وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ كَانُوا بِالْحَقِّ وَلَمْ يَصِدِّقُوا بِهِ فَإِنَّ سَعَادَةَ الْآخِرَةِ لَا تَكُونُ إِلَّا فِي الْقَرَبِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالنَّظَرِ إِلَى

جنہوں نے حق کو جھٹلایا اور اسکی تصدیق کی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہیں ہی

وَذَلِكَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِالْمَعْرِفَةِ الَّتِي يَعْبرُ عَنْهَا بِالْإِيمَانِ وَالتَّصْدِيقِ وَهُمْ لَمَّا كَانُوا بِالْحَقِّ وَلَمْ يَصِدِّقُوا بِهِ

اور یہ سب مرتبہ بدون معرفت کی جکو ایمان اور تصدیق کہتے ہیں حاصل نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے ایمان لیا لیکن حق کو جھٹلایا اور تصدیق کی

كَانُوا أَبْعِدَ عَنْهُ وَهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمُحْجُوبُونَ وَكُلُّ مُحْجُوبٍ عَنْ رَبِّهِ يَكُونُ هَالِكًا مَعْدِيًا بِأَنَّا الْفِرَاقَ

قواس سعادت سے دور ہو گئے اور وہ اپنی رب سے اوس روز البتہ اوٹ میں ہونگی اور جو شخص اپنی رب سے اوٹ میں رہا ہلاک ہووے گا جدا ہی کی آگ میں

وَنَاسٌ جَهَنَّمَ أَبَدًا وَالْقِسْمُ الثَّلَاثُ فِيهِ قِسْمُ الْمُعَذِّبِينَ وَهُمْ الَّذِينَ تَخَلَّوْا بِأَصْلِ الْإِيمَانِ لَكُنْهُمْ قَصْرٌ وَاقِلٌ

اور روزخ کی آگ میں ہمیشہ کو جلتا رہے گا اور تیسرے قسم میں وہ جو عذاب دی جاوے گی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اصل ایمان کو حاصل کیا مگر عمل میں جو سزاوار

بِمَقْتَضَا دَنَانِ رَأْسِ الْإِيمَانِ التَّوْحِيدِ وَهُوَ نَفْيُ الشِّرْكِ وَهُوَ اعْتِقَادُ الْعِبَادَةِ لِلَّهِ تَعَالَى وَاحِدٍ فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ

ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہ ہے کہ آدمی یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وَأَفْعَالُهُ وَكُلُّ مَا يَظْهَرُ فِي الْعَالَمِ لَا يَظْهَرُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَامْرَادَتِهِ وَخَلْقِهِ وَلَا يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةُ إِلَّا هُوَ فَعَلِي هَذَا

اور افعال میں اور عالم میں جو گذرے ہیں ہر گز نہیں پیدا ہو سکتا بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدا کر کے اور پختہ کی سوا کسی اور کوئی نہیں ہی اس تقریر کی بوقت

كُلِّ مَنْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَصِيرُ كَأَنَّهُ يَقُولُ أَنِّي اعْتَقَدْتُ أَنَّهُ تَعَالَى وَاحِدٌ فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ

جو شخص زبان سے کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی میں نے یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

وَلَا يَظْهَرُ فِي الْعَالَمِ شَيْءٌ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَامْرَادَتِهِ وَخَلْقِهِ وَلَا يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةُ إِلَّا هُوَ وَإِنِ التَّرْتِيبُ عِبَادَتُهُ

اور عالم میں کوئی امر پیدا نہیں ہو سکتا بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدا کر کے اور کوئی نہیں سزاوار پختہ کی سوا اسکی اور میری ذمہ ہی اسکی عبادت

وَلَا أَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ وَبَعْدَ هَذَا اعْتِرَافُ كُلِّ مَنْ اتَّبَعَ هُودَهُ فَقَدْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هُودَهُ وَهُوَ مَوْحِدٌ بِلِسَانِهِ

اور میں کسی کی عبادت نہ کروں گا سوا ہی اسکی اور یہ اقرار کرے جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیروی پڑے تو اوستی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو پھلایا اب وہ شخص فقط زبان سے

فَقَطُّ وَالتَّوْحِيدُ لَا يَكْمُلُ إِلَّا بِالْإِسْتِقَامَةِ عَلَيْهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَقِمْ عَلَيْهِ وَلَوْ فِي أَمْرِ يَسِيرٍ بَلَّ اتَّعَ هُودَهُ

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قائم رہے اگرچہ اسی کام میں بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیروی

وَلَوْ فِي فَعْلٍ قَلِيلٍ يَكُونُ خَارِجًا عَنْ سِوَاءِ السَّبِيلِ وَذَلِكَ قَادِرٌ فِي كَمَالِ التَّوْحِيدِ وَلَعَدَمِ خُلُوبٍ بِشَرِّهِ

اگرچہ چھوٹی ہی کام میں وہ سید ہی رستہ سے ہیرا ہی اور اسی کمال توحید کو بلا لگتا ہی اور اسکی کہ کثرت آدمی اکثر اوقات کمال توحید پر

ذَلِكَ فِي غَالِبِ الْأُمُورِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَمَّا كَانُوا فِي رُودٍ كُلِّ أَحَدٍ عَلَى النَّارِ مَتِّعْنَا وَأَنَّمَا

تایم نہیں رہتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اسپر گذری میں یقیناً آگ سب کی گذر گاہ ہی

الشك فیمن یخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج منها یخرج بعد سبعة الاف
سنة وبعضهم یخرج منها کبرق خاطف فلا یدل علی ان له فیها لبث وبعضهم یلک فیها لحظة وبعین اللحظة
اور بعضی اربعین سی ایسی گذر جا وینگی جیسی چکاتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ میں دوزخ بہر رنگ نہوگی اور بعضی دوزخ میں لحظة بہر شہرینگی ایک لحظة سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من الیوم والاسبوع والشهر والسنة والسنین وسانتر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت کچھ درجات متفاوت ہیں جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نہایة لاعدادہ وادناہ المتعديب بالمناقشة فی الحساب فان اختلاف عذاب
اور ہم حال سختی کا اوسکی اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نہکا ناہیں اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سختی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور علیٰ غلط کثرت اور قلت گناہوں کی اور گناہ

هذا فی القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما کسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان لیس للانسان الا
اسکی قرآن میں ہیں قول اللہ تعالیٰ کا آج ہر آدمی جو کچھ کیا ہے آج قلم نہیں ہی اور قول اللہ تعالیٰ کا اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملے گی
ما سمع فی قوله تعالى فمن یعمل مثقال ذرة خیر اریہ ومن یعمل مثقال ذرة شر اریہ وغیر ذلك مما ورد فی کتاب
حر کیا اور قول اللہ تعالیٰ کا جیسی ذرہ بہر بہا لائی کی وہ دیکھ لیگا اور جیسی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھ لیگا اور سوا اسکی جو اور کذاب مجیدین -
لله تعالیٰ وسنة رسولہ من کون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا کل من احکم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث میں وارد ہے کہ ثواب اور عذاب دونوں بدلائمی کا ہی ہیں اس بیان کی موافق جیسی اصل ایمان کو درست اور کچھ
واحسن جمیع الفرائض التي هی الاسرکان الخمسة للاسلام باتیان کلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة
اور تمام فرائض چھی طرح ادا کئی یعنی با نچوں رکن اسلام دونوں کلمی شہادت کی پڑھی اور نماز کو قائم رکھی اور زکوة اور کتراہ
وصوم رمضان وحج البیت واجتناب الکبائر ولم یصدر منه الا صغائر متفرقة من غیر ان یصر علیہا
اور روزی رمضان کی رکھی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہا اور اوی سوا متفرق صغیرہ بدلائل اصرار کی یعنی دہرہ جانی کی کوئی چیز
وادنی صغیر اسرکاب الکبائر والا صرار علی الصغائر بمعنی اکثراف فیہا سوءا کانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرئی سی اور صغیرہ پر اصرار کرئی سی مراد یہ ہے کہ اکثر اوقات اربعین مہینہ بری برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
النوع مختلفة یشبه ان یدل علی ان عذابه بالمناقشة فی الحساب فاذا حسب برح حسناته علی سیاتہ
کئی طرح کی ہوں تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخص کا عذاب حساب میں سخت گیری کا ہو بہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برابر یوں پر غلطی ہوگی
اذ قد جاء فی الحدیث ان الصلوات الخمس والجمعة والجمعة ورمضان الی رمضان مکفرت لما بیتھن
اسو علی کہ حدیث میں آیا ہے کہ بیچکھٹ پنجون نمازین اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک اور نارتھ الی میں بیچکھٹ گناہوں کو
سوی الکبائر وکذا اجتنب الکبائر مکفرا للصغائر بحکم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا کبائر
سوا کبیر گناہوں کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اور تارک الہام صغیر کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عسکری
ما نذہون عنه نکفر عنکم سیاتکم واول درجات التکفیر ان یدفع العذاب اذ لم یدفع الحساب
جو تنگنوع ہوئی ہیں تو ہم اور تارک الہام سی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہ ہے کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہ ہو
وکل هذا حاله یدل علی ان عذابه بالمناقشة فی الحساب فاذا حسب برح حسناته علی سیاتہ
اور ایسی ہی لوگ ہوگی جنکی تو لیں بہاری ہوگی سوا نہایت پسندیدہ آرام میں ہیں یہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبائر سے بچتا رہا

وادی جمیع الفرائض واما من ارتكب بعضاً من الكبائر وترك بعضاً من الفرائض فانه ان تاب توبة
 اور کسی نے تمام فرائض ادا کیں اور بعضی کچھ کبیرہ گناہ ہی کئی اور کوئی کوئی فرض ہی ادا کیا تو ایسی شخص فی اگر کامل توبہ کی
 نصوحاً قبل قرب الاجل یتحقق عن لم يرتكب ذنباً لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
 حالت نزع سے پہلے - توبہ و تائبین شامل ہی جس کوئی گناہ نہیں کیا اس کی گناہ سی توبہ کرنا والا ایسا ہی جیسی فی گناہ اور وہ ہوا ہو اکثر ایسا ہوتا ہی
 كالثوب الذي لم يتوسخ وان لم يتب بل مات قبل التوبة فامره محط عند الموت اذ ربما يكون موته على
 جیسی پہلے نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سے پہلے مر گیا تو اس کی حق میں رقی دقت کا اندیشہ ہی اس واسطے اکثر اوقات ایسی موت
 الاصل بسبب الزوال ايمانه فيختم له بسوء الخاتمة ويبقى في جهنم ابداً لا يباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة
 اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہو جاتی ہی پھر اس کا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی گا اور اگر اس کا خاتمہ بد نہ ہوا
 بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذاباً يذيد على عذاب المناقشة في الحساب ويكون
 بلکہ ایمان سی ہوا پھر اگر اسے تعالیٰ فی معاف نہ کیا تو اس کو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سخت گیری کی عذاب سے زیادہ ہو اور
 كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قيم الكيثر ومن حيث
 افزائش عذاب کی درازی مدت سے باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزائش سختی میں باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
 اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصي وعند انقضاء مدة العقاب ينزل في درجات اصحاب
 تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گزرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اس کی مرتبہ میں شامل ہووے گا جس کو
 اليمين وفي الخبر ان اخر من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحداً
 اعمال نامہ میں آیت تکلیف کی اور حدیث میں ہی کہ سب سے پیچھے جو دوزخ سے باہر آوے گا اس کو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ میں ہی ہوا ہو جس کی
 وليس المراد من الموجد من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذي يعبر عنه
 کوئی خلاص نہ ہووے گا اور موجد سی مارد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہہ کر اس عالم کا ہی جس کو
 بعالم الملك والشهادة فلا ينفع النطق به الا في هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبتهم وايدى
 عالم ملک اور شہادت کہتے ہیں سوز پانی کلمہ پڑھنے سی صرف اس ہی عالم میں فائدہ ہوگا اس واسطے کہ تلوار مسلمانوں کی اس کی گردن سی دور رہی کی اور اہل
 الغنائم عن هاله ومدة الرقبة والمال مدة الحيرة واذالم يبق الرقبة والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصد
 غنیمت کرنا والوں کا اس کا ہی الگ ہی گاؤں اور مال تو زندگی پھر ہی پھر جیگڑوں اور مال نہ رہیگی یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑھنا کچھ کام نہ آوے گا
 في التوحيد وكما في التوحيد الاستقامة على فعل المأمورات وترك المنهيات ولايتاتي ذلك الا بغلبة اليقين
 توحید میں صرف تصدیق کام آوے گی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قائم رہنے سی ہی اور یہ نہ ہونے حاصل نہیں ہو
 على القلب بعد نفي المشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مثقال ذرة خيراً يره ومن يعمل مثقال ذرة
 جس تک لہ یقین غالب نہ ہو اس تک لہین ہی بخا تار ہی کیونکہ جس کی گمان میں یہ بات جم گئی کہ جو ذرہ پھر بہائی کو عمل میں لاوے گا وہ دیکھے گا اور جو ذرہ پھر
 شريرة لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والسيئات
 سو دیکھے گا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کرے اور عبادت میں سی تمام چھوٹی اور بڑی کھفایت کرے اور تمام گناہ اور برائیوں کو چھوڑے گا
 ويجتنب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقي والتوحيد اليقيني والناس في هذا
 اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تھوڑی اور بہت سی پیچھا اور یہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
 التوحيد متفأ وترون فمنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد
 مختلف درجہ کی ہیں بعضی وہ ہیں جس کی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جس کی توحید برابر دیوار کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جس کی توحید

مقدرا خردلة وذرة فمن في قلبه مثقال دينار من الايمان فهو اول من يخرج من النار واخر من يخرج
 برابره رائي اور ذره کی ہی پھر چکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سے پہلی روزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سے پچھی روزخ کی
 منها من في قلبه مقدار ذرة من الايمان واكثر ما يدخل الموحدين النار مظالم العباد وقد جاء في الاثر
 اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذره کی ہی اور سب سے آدی اکثر روزخ میں بسبب حق العباد کی جاوےگی اور حدیث اثر میں آیا ہی
 ان العبد لم يوقف بين يدي الله تعالى وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لكان من اهل الجنة فيقوم
 کہ ایک شخص سامنے اللہ تعالیٰ کی کڑا ہوگا اور اسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہوں گی اگر وہ سب اسکی ہی پچی بہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہراوکی
 اصحاب المظالم فكان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فيقتطع من حسناته
 مدعی کڑی ہوگی اسی اسکو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا ایک سی خدمت کی تھی کیکا مال چھین لیا تھا اب ان سبکا بدلہ اسکی حسنات میں سی
 حتى لا يبقى له حسنة فيقول المثلثة يا ربنا قد فديت حسناته وبقي الطالبون كثير فيقول الله تعالى
 آخر اسکی پاس کچھ نہ ہیں بچکا پھر فرشتی کہیں گی یا الہی اسکی حسنات تو ہوئی اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرماوےگا
 القوام يستأثمهم على سيئاته وصكوله صكا الى النار كما يهلك الظالم بسببته غير بطريق القصاص
 او کی گناہ اسکی ذمہ پر رکھو اور اسکی ہی دروازہ روزخ کا کہو اور جیسی ظالم غیر وکی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
 فكن لك ينجر المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنة اليه عوضا عما ظلم به واذا انقر هذا فالنار
 ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنتی سچ جاتا ہی ج ظالم کی حسنت مظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملتی ہیں جب یہ بات پڑی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 على كل مسلم البدار الى محاسبة نفسه كما روى عن عمر الخطاب انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان
 کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں ایسا حساب سمجھ رکھو پہلی
 تحاسبوا وزنوا انفسكم قبل ان تزنوا فانكم ان كنتم تحاسبون انفسكم اليوم وتزنونها للعزى الاكبر
 حساب دینی سی اور ایسا کیا تول رکھو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج ایسا حساب سمجھ لوگی اور بری وقت کی واسطی تول رکھوگی
 يكون الحساب عليكم خذاهون وغرضون يومئذ ولا تخفى عليكم خافية وطريق المحاسبة ان
 توکل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اور سن سب سامنی ہوگا کوئی بات چھپی نہ رہےگی اور حساب سمجھنی کا بہتر ذہب ہی
 ينظر المرء في حواله هل عليه شيء من حقوق الله تعالى وحقوق الناس ام لا فيقضي ما فاته من فرائض
 کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجھ پر کوئی حق اللہ حق اللہ تعالیٰ دیر المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له بيدة ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
 اللہ تعالیٰ دیر المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له بيدة ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
 الی رہ گیا ہو حق العباد کا دانہ دانہ پھیر دی اور معاف کر لی ہر ایک سی جسکو ستایا ہوا تھا سی اور زبان سی اور دل سی اسطرح کہ اسکی حق میں بڑگانی کا
 ويطيب قلوبهم حتى يموت ولم يسق شيء عليه من حقوق الله تعالى وحقوق العباد ويدخل الجنة بغير
 اور اولنگا دل خوش کر دی آخر ایسی حال میں مری کہ اسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہ ہو اور بہشت میں ہی
 حساب يسرنا الله بفضل الله المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه
 حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہم پر آسان کر دی نوزین مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم
 وسلم کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اس میں تحقیق ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن نہیں ہوگی جو نبی میں سی
 حتى يكون هواه تبع لما جئت به هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
 جب تک ہو دی خواہش اسکی مطابق میری لائی ہوئی کی بہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احلکم لا يبلغ درجته کمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق
 اسکی معنی یہ ہے کہ البتہ کوئی حتم میں سے نہیں پادگی درجہ کمال ایمان کا یہاں تک کہ اپنی ہوا پر کسی خوف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا پر کسی کو حق پر غالب نہ کرے
 بل يكون الحق الذي جعل به مسلط على الهوى فان من يعمل بهوى نفسه لا يريد نفسه شيئا الا
 بلکہ حق ہی جو میں لایا ہوں خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پھر اس کا نفس جو خواہش
 يرتكبه ويخالف مولاه ويجعل هواه لها لنفسه كانه يعبد نفسه ولهذا قال النبي عليه السلام ما عبد تحت
 سوعن کجی اور اپنی سولی کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دے گا گویا یہ وہی پرستش کرتا ہی ہے پسلی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے کبھی کسی کو اپنے
 السماء اله اغض الى الله تعالى من الهوى وفي رواية ان ابن عبد الله عجل في الارض عند الله تعالى
 تلی کوئی معبود جو بہتر ہو نزدیک اللہ تعالیٰ کی ہواسی اولیٰ روایت میں یہ ہے ہی سیکہ ہر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی
 هو الهوى وفي الحقيقة ان من تأمل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون
 ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کر دیکھی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ وہ بت
 نفسه مائلة الى دين ابليه فيتبع ذلك الميل الذي اجبر عنه بالهوى اذ من عادة اهل الهوى ان يستحسن
 دل باپ دادوں کی دین پر جکے ہی سو یہ شخص اس ہی توجہ دلی کی پہنچی لگا ہوا ہی اس کی کو ہوا کہتی ہیں اسلی کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہی کہ جوتا ادنیٰ خوشی
 كلما يوافق هواهم وان كان لكل شر وديال وان يستقيموا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير
 موافق ہو او سکوا چہا سمجھیں اگر چہ اسی تمام برائی اور وبال آپری اور جبات ادنیٰ خوشی کی خلاف ہو سکوا برا سمجھیں اگر چہ اس میں تمام سہوئی
 ونوال فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقي من يتبع هواه ويخالف مولاه ويكون هالكا
 اور خوشی ہو پس نیکوخت وہ ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولیٰ کی اطاعت کری اور یہ نیکوخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پہنچی مولیٰ کا خلاف کرے کہ
 لان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلك حالا او مالا وهو لا يشعر ويشعر لکن لحفة عقله يوح
 اسو سلی جو اپنی ہوا نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کرے گا جو اس کی حق میں مضر اور دنیا اور آخرت میں ہلاک کردی اور وہ خیال نہیں کرتا یا خیال تو کرتا ہی ہو تو
 اللذة المحاضرة التي لا يبقاء لها على العقوبات العظيمة التي لا نهاية لها ويظن لعى بصيرته وغاية حمايته
 حال کی لذت کو جسکو اصدقا میں نہیں ہی اول بڑی بڑی عذابوں سی جکی کچھ تہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہیہ کا اندھا اپنی حماقت سی یہ گمان کرتا
 انه ظفر بشيء من اللذات ولا يعلم ذلك الا حقا انه يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشيء من اللذات
 کہ میں فی خرب عیش کوئی اور حق میں نہیں سمجھتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرقی ہی دیکھ لے گا کہ او کو کچھ ہی مزہ حاصل ہوا
 اصلا لا من لذات الدنيا ولا من لذات الآخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشيء لان لذات الدنيا عنه تنزل
 نہ تو دنیا ہی میں مزہ او ڈھایا اور نہ آخرت میں کچھ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہے گا سر
 ولذات الآخرة ليس له اليه الوصول فيبقى في حسرة وفلما حين لا ينفعه الندم وقد قال ابن عباس
 اور آخرت کا عیش کہی میر نہوگا اب ہر حق اور نہ امت میں مبتلا رہی گا سو اب نہ امت ہی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہیں
 ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذمها فانه تعالى قال بل اتبع الذين ظلموا آهواءهم يغيروا علم وقال وارت
 کہ اللہ تعالیٰ فی قرآن میں جہاں ہوا پر کسی کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بلکہ چلی میں یہی بی بی انصاف اپنی چاؤ پرین سمجھی اور کہا اور بہت لوگ
 كثير ليضلون باهواءهم يغيروا علم وقال ومن اصل من اتبع هواه يغير عدى من الله فعلم من
 بہکا تی میں اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوشی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پرین راہ بتائی اللہ کی
 هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون في الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عن
 ان آیات سی معلوم ہو کہ ہوا پر کسی میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بتائے ننگی امر حق کی ہوتا ہی سو وہ مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریا نہ کرے کہ باطل سی

تاء بوجہی

ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذمها

الباطل ويعمل بالحق ويختار على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
 او كمن تميز حاصل كرى يبرحق بر عمل كرى اور باطل پرا و سكو پند كرى كيونكر جو شخص حق كو نهين پيچا مٹا ده گمراه هوتا هي اور جو شخص حق كو نهين پيچا مٹا ده گمراه هوتا هي اور جو شخص حق كو نهين پيچا مٹا ده گمراه هوتا هي
 غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نضلّه في كل يوم
 پند كرى تروا سپر خدا كا غضب هوتا هي اور جو حق كو پيچا مٹا كرى او سكو اطاعت كرى اور سپر خدا كى رحمت هي اور سكو اسد كا حكم هي كه هم اوس هي بيرد حاملا نكاري
 وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ودين في
 رات مين كمي كمي بار كه دكها پيچا مٹا رسته اولن لوگون كا جن پر تولى رحمت كى ندرسته اولن لوگون كا جن پر تولى غضب فرمايا اور نه گمراه هوتا اور
 ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
 اسهي كى ضمن مين بيان كيا كه سعادتمند ده لوگ هوتي مين جنهنون كى حق كو پيچا مٹا كرى اطاعت كى اور اده مهتدين بيايا اور بدجنن ده لوگ مين جهنوني
 لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يبتعوه بل اتبعوا غيره و
 حق كو نهين پيچا مٹا اور جهالت كى بارى حق هي خارج هوتا كرى گمراه هوتا هي يا حق كو پيچا مٹا كرى او سكو خلاف كيا اور اطاعت كى بلكه غير حق كى اطاعت كى اور
 كانوا مغضوباً عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصارى وانما
 او سپر غضب نازل هوا اور حديث هي ثابت هي كه مغضوب عليهم هي مراد يهود مين اور ضالين هي مراد نصارى مين او كيا وجبه
 سمي اليهود بالمغضوب والنصارى بالضلّين مع كون كل واحد منهما ضالاً ومغضوباً عليهم لكون
 كه يهود مغضوب عليهم هي اور نصارى ضالين هي باوجود كيه بيرد دونو گمراه اور سزاوار غضب كى مين اسهي وجبه
 كل واحد منهما فخصاً بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
 كه دونو فرقون كو خصوصيت هي غلبه جهل اور عناد هي سويهدليون مين تو عناد زياده هتاده تومرزاوار غضب كى هوتا
 والنصارى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
 اور نصارى مين جهالت زياده هتته ده گمراه هي اسهيلى سفيان بن عيينه كهتت مين كه هم شينى جو عالم هوتا كرى بطراوى
 ففیه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يبتعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوباً عليهم
 توده يهود يونسى ملتا هي كيونكر يهوديون كى حق كو پيچا مٹا كرى اطاعت كى بلكه حق سي الگ هوتا هي بهر قابل غضب الهى كى هوتا هي
 ومن فسد من عبّادنا ففیه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
 اور هم مين سي جو عباد بگمراهى توده نصرانيونى ملتا هي كيونكر نصرايون كى حق كو نهين پيچا مٹا بلكه نادانسته هي
 ضالين فانه تعالى جعل العبادۃ سبباً للثواب والمعصية سبباً للعقاب فمن يبرجوا للثواب ينجأ
 آخر گمراه هوتا هي بيشك اسه ني عبادت كو واسطه ثواب كا بنيايا هي اور گمراه كو واسطه عذاب كا بنيايا بهر جو شخص آرزو ثواب كى كرى اور
 العذاب لا بد له ان يعرف العبادۃ والمعصية ليستغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
 عذاب هي روى تروا سكو لازم هي كه عبادت اور معصيت كى حقيقت درايست كرى تاكه عبادت كى شغل سي ثواب پاوى اور گمراه هي بهر گمراه
 وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يعرف بينهما يضر احد لهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين
 عذاب سي نجي كيونكر جو شخص ان دونون سي خوب فاقف نهيجا اور دونون مين فرق نكركا تروا يگي وسري كى جگه برت ليگا بهر او سكو بڑاى خساره هوتا
 وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابداً ولا يحصل
 اور سبب ات اسهي كه انسان كى دل مين دو قوتين مين قوت علم كى اور قوت اراده كى اور سبب دونو كيه بيكار نهين هوتا اور ان دونون
 عمل الا بهما سوءا كان خيراً او بشراً لان من يفعل شيئاً سوءا كان خيراً او بشراً لا يفعل ما لم يبر
 كوى عمل نهين هوتا برابر هي كه نيك هو يا بد هو اسهي كه جو شخص كچه كا كر تا هي برابر هي كه بھلا هو يا برا هو تروا دون اراده كى نهين كر سكتا

ولا یزیدہ ما لم یعلمہ فکمال الانسان وصلاحہ باستعمال ہاتین قوتین فیما ینفعہ فی الدین
 اور ارادہ اسکا بروں علم کی نہیں ہو سکتا سو تمام خوبی اور برائی آدمی کی ان دونوں قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنی ہی
 ویجینہ فی نبیل الدولتین فلا بد لہ من استعمال قوۃ العلم فی ادراک الحق و تمیزہ عن الباطل
 اور ان دونوں قوتوں کی حصول میں مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی میں استعمال کر کر حق کو باطل سے جدا کری
 واستعمال قوۃ الارادة فی طلب الحق و اثباتہ علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوۃ العلمیۃ فی معرفۃ
 اور قوت ارادہ کو حق کی تلاش میں استعمال کر کر حق کو باطل پر اختیار نہ کری کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال نہ کریگا
 الحق و ادراکہ فلا جرم انہ یستعملہا فی معرفۃ الباطل و ما یشیق بہ و اذا لم یستعمل قوۃ الارادۃ
 تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو اوسہی متعلق میں استعمال کرے گا اسی قوت ارادہ کی
 فی طلب الحق والعمل بہ فلا شک انہ یستعملہا فی طلب الباطل والعمل بہ ثم ان الانسان مجبول
 طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کرے گا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل میں صرف کرے گا پھر آدمی کی خلقی عادت ہی
 علی معرفۃ صانعہ ویقتضی طبعہ عبادۃ خالقہ والتقرب الیہ بحکم الفطرۃ الّتی فطر الناس
 کہ اپنی پیدا کر نیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیک حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جیسے آدمی کی پیدایش ہی
 علیہا لکن لا عبرۃ بالمعرفۃ الجبلیۃ والعبادۃ الطبیعیۃ لانہا تكون علی مقتضی النفس متباہر
 پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور طبعی عبادت کی کچھ اصل نہیں کیونکہ اسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت
 ہوا ہا فلا یخلو عن شوب الشک وانما المعتبر بالمعرفۃ والعبادۃ علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
 ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اس میں ملوثی شریک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کر ہی
 الا ترى ان ابلیس کان فی طبعہ السجود لربہ حتی عبد اللہ تعالیٰ فیما یروی ثمانین الف سنۃ
 کیا نیچو معتمد نہیں ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
 وانتظم بکثرة عبادتہ فی سلك المملکۃ المقربین ثم لما تاب السجود علی خلاف طبعہ ابی واستکبر وکا
 اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور
 من الکفرین فان من یتبع طبعہ وہو ہا فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق ہو ہا ولا یرکب
 کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حنات میں سی ہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور
 شیئا من المنکرات الا ما یخالف ہو ہا وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق ہو ہا
 منکرات میں سی ہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق
 ولم یرک من الباطل الا ما یخالف ہو ہا لا یصل اجر اعلیٰ من الحق ولا ینجو من وزر ما ترک من الباطل
 اور باطل میں سی وہ ہی کام چھوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کر نیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بھی
 بل ینجو من ہذا سبباً لسوء خاتمۃ وشوم عاقبتہ فان لسوء الخاتمۃ اسباب یجب علی المؤمن
 بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ برک اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد بہت اسباب ہوتی ہیں مؤمن آدمی پر واجب ہی
 ان یحترز عنہا منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزہد والصلاح فان یرکان لہ فساد
 کہ اوسنی بچتا ہی اوس میں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی سادہ زہد اور صلاح ہی کامل ہو کر ہی کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
 فی اعتقادہ مع کونہ قاطعاً متیقناً بہ لہ غیر ظان انہ اخطأ فیہ قد ینکشف لہ فی حال سکرۃ
 باجو دیکر وہ قطعی اور اسکویقینی جانتا ہی اوسکو یہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کی وقت پہر ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحققة مثل هذا الاعتقاد باطل
 كذا وسكا به اعتقاد باطل تها تو كونه به خيال ہوگا کہ وہی تمام اعتقادات حق ہی
 مانند اس ہی اعتقاد کی باطل ہیں
 لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد
 انكي كچه اصل بنیاد نہیں ہی اگر اس کو ہر ہر اعتقاد میں فرق حاصل نہیں ہوتا
 سوا کو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی
 مسبب الزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذا الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
 سبب اعتقاد نایل ہو جائیگی پہر اگر ایسی حالت میں اس کی جان نکل گئی پہلے اس کی اس کا تدارک اور تلافی کر کر اصل
 الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم
 ایمان حاصل کر لی تو اس کا خاتمہ ہوگا اور دنیا سے بی ایمان جا جائیگا بہرہ اوں لوگوں میں داخل ہوگا جنکی حق میں اللہ سے فراموشی
 وَبَدَّ اللَّهُ مِنْ آلِهِمْ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
 اور نظر آیا تو اس کی طرف سے جو خیال نہیں دیکھتی تھی اور فرمایا ایک اور آیت میں کہ ہم بتا دیں تم کو ان کی بہت کمالات کام
 الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فَإِنَّ كُلَّ مَنْ اعتقد
 جنکی دوش بہت ہی ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام ہمیشہ جو شخص کسی شے کو برحق واقع
 مثبثا على خلاف ما هو عليه اما نظر ابرائه وعقله واخذ من هذا حاله فهو واقف في هذا الخطر ولا
 یعنی غلط اعتقاد کر لی یا تو صرف اپنی سمجھ پر جوہر سی یا کسی دوسری شخص سے سن کر تو اسکی حق میں نہیں ہی اندیشہ ہی اور
 بل فعه الزهد والصلام وانما يدفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسول
 زہد اور صلاح سی یہ اندیشہ دفع نہیں ہو سکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو
 لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منها واصرار على المعاصي فان له اصلا
 اس واسطی کہ عقائد دینی وہ ہی معتبر ہیں جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہیں اور انہیں اسباب میں سی ایک سبب ہی گناہوں پر اور چنانچہ بیشک شخص
 على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
 اور جاتا ہی تو اسکی دل میں گناہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پس اگر اسکو
 ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
 رغبت عبادت کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی
 اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فرما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة
 بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آویگی سوا کثر اوقات مرتی وقت تو یہ سی پہلی
 شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير حجابا بينه وبين ربه وسببا
 کوئی شہوت شہوت میں سی اور کوئی گناہ گناہ میں سی اس پر غالب ہو جاتا ہی پہر اس کا دل اس میں لگا رہ جاتا ہی وہ ہی تو ہمیں اور اسکی بین پر وہ جاتا ہی
 لشقاوته في اخرجيته لقوله عليه السلام المعاصي تزيد الكفر والذى لم يرتكب ذنبا اصلا
 آخر دم وہ ہی اسکی شقاوت کا سبب ہو جاتا ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گناہ کفر کی وجہ سے ہوتی ہیں اور جس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا
 لو ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما الذي ارتكب ذنوبا كثيرة حتى كانت اكثر من طاعاته
 اگر گناہ تو کیا مگر توبہ کی سوا ایسا شخص اس اندیشہ سے الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہے ایسا اسکی عبادات سے زیادہ ہوگی
 ولو يبت عنهما بل كان مصرا عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جدا اذ قد يكون غلبة الالف بها
 اور فتنی تو یہ ہی کئی بلکہ گناہ ہی میں مبتلا رہے تو اسکی حق میں اس خطر کا اندیشہ ہی اسکی کہ بعضی وقت بے غلبہ محبت کی

سبب لان يمثّل في قلبه صورتها ويقع منه ميل اليها ويقبض روحه عليها فيكون سبب السوء
 او سبب دليل لنگاه کی صورت مجسم ہوتا ہے اور اس شخص کو اس کی طرف رغبت آتی ہے اور اس کی حالت میں اس کی جان کل جاتی ہے یہ سبب ہوتا ہے اس کی
 خاتمته ويعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه يري في منامه من الاحوال التي فيها هو
 خاتمہ کا یہ بات مثال سی خوب سمجھ میں آتی ہے مثال یہ ہے کہ آدمی بیکہ سو کر خواب میں وہ حالات دیکھا کرتا ہے جو عمر بھر محبوب ہوتی ہیں
 عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يري من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره
 اتنا کہ جس نے اپنی عمر پڑھنی لکھنی میں صرف کی ہے تو وہ وہی حالات دیکھتا ہے جو علم اور علمائے متعلق ہیں یعنی دوات قلم کتاب اور جس نے اپنی عمر
 في الخياطة يري من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذ لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له
 درزی کی میں کہوئی تو وہ وہی حالات دیکھتا ہے جو درزی کی سی متعلق ہیں یعنی گر قچی اس کی کہ نیند میں وہ سو جتا ہے جو سبب کثرت الفت کی
 مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
 اس کی دلی مناسبت رکھتا ہے اور موت اگرچہ نیند تکلیف برتر ہے پر اس کی سکران اور حال جو موت ہی پہلے گذرتا ہے
 الغشبية قريب من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند الموت وعودها في القلب
 جیسی غشی یہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہے اور کثرت الفت کی معاصی ہی یہ ہے چاہے ہی کہ معاصی موت کی وقت دین ہٹ کر یاد آئیں
 وتمثلها فيه وصيل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة يجتمعه بالسوء ومنها العداوة عن
 اور دین صورت پر ظہور اور نفس کو اور ہر رغبت ہو البیہ حالت میں اگر اس کی جان قبض ہوگئی تو اس کا خاتمہ بد ہوگا اور اس سبب میں سی ایک سبب یہ ہے
 الاستقامة فان كان مستقيما في ابتداءه ثم تغير حاله وخبر فاما كان عليه في ابتداءه يكون
 کہ مستقامت سی تھا و ذکر کی البیہ جو شخص پہلے توبہ سید را بہر اپنا حال پلٹ کر وہ سید راہ چھوڑ دیا جو ابتداء میں تھا یہ سبب ہی خاتمہ بد کا
 سبب سوء خاتمته كما بليس الذي كان في ابتداءه رئيس الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة
 سبب ہوتا ہے جیسی شیطان کہ پہلے تو تمام فرشتوں کا سرور اور اس کی استادتہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
 حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين موضع شبرا الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
 اتنا کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین میں ایک بالشت بھر جگہ اس کی سجدہ سی خالی نہیں تھی پھر جب حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
 لادم ابى واستكبر وكان من الكافرين وكبلعام بن باعورا الذي اتته اياته فانساه منها بخلوده
 سجدہ کا تو ان کا کر کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہو گیا اور جیسی بلعام بن باعورا جو کہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں دین پر اس کی الگ ہو کر ہینگ
 الى الدنيا واتباعه و كان من الغاوين وكبر صيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر
 دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہو گیا اور جیسی برصيصا عابد جب اسے شیطان نے کہا اگمراہ کر پھر جب منکر ہوا
 في اني بريء من ذلك في خوف الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
 تو کہ میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اسی جو ہر ساری جہاں کا البیہ شیطان نے اس کو کفر کی رغبت دلائی جب اس نے کفر کیا تو اسی الگ ہوا اس خوف سے کہ ایسا ہو کہ میں ہی اس کی باتیں
 ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهم اكلهم في النار خالدين فيها وذلك جزاء الظالمين ومنها ضعف الايمان فان من
 اگرچہ اس کی کچھ اس کو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس آخر ان دونوں کا یہ ہے کہ وہ دونوں میں گمراہی میں سدا رہیں اور یہ سبب ہی سزا ہے گمراہوں کی اور وہی سبب میں سی ایسا ہی ہوتا ہے
 في اضعاف ضعف الله تعالى في يقوى الدنيا في قلبه وليس تولى عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لحب الله
 ایسا ہی ہستی ہوگی اور کو محبت آتی میں سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اس کی دل میں قوی اور اس کی غالب ہو جائیگی کہ محبت اللہ کی لہی ذرہ بھر جگہ باقی نہ رہے گی
 الا من حيث حدث النفس بحيث لا يظهر له اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكفر عن المعاصي
 دن اگر ہو دی تو مثل خیالات نفسانی کی جس کا اثر نفس کی مقابلہ میں کچھ بھی ظاہر نہ ہو اور اس کی ہولنی باز رہی میں اثر کرے

والله اعلم بالصواب

والله اعلم بالصواب

ولا في المحت على الطاعات فيتهلك في الشهوات وارتكاب السيئات فيتراكم ظلمات الذنوب

اور نہ ظلمات کی رغبت پر پس صرف شہوات میں کھپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا بہر دل پر تیرتہ سیاہی گتا ہلکا

على القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاءت سكرات الموت

ہر تہی جادی کی پہر جس قدر روشن نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہو کر چھٹا چلا جاویگا بہر نزع کی وقت

يزداد حب الله تعالى ضعفا في قلبه لما يرى انه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وجبها غلب عليه

حب الہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھسی چلی اور دنیا چونکہ اسکی پیاری اور اسکی محبت کو میر غالب ہی

لا يريد تركها وبیتا لم من فراقها ويرى ذلك من الله تعالى فيخشى ان يحصل في باطنه بغضة

تو چھوڑی نہیں جاتی اسکی فراق سی بخیرہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اسکی دل میں بجای حب الہی کی بغض پیدا ہو جاوی

يدل المحب ينقلب ذلك الحب الضعيف بغضا فان خرج روحه في اللحظة التي خُطرت فيها هذه

اور وہ تہوڑی سی محبت جو ہی بغض ہو جاوی اگر وہ کچھ ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش ہی تھل گئی

الخطر يخطم له بالسوء ويهلك هلاكاً مؤبداً والسبب المفضي الى هذه الخاتمة حب الدنيا والركن

تو اسکا خاتمہ بہر ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہے اور باعث اسکا جیسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

اليها والفرج بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تیسر سستی ایمان کی جیسی محبت الہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اكثر الخلق فان من يغلب على قلبه عند الموت امر من امور الدنيا ويمثل ذلك الامر في قلبه يستقر

تمام خلق کو لگ ہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چھا جاوی اور وہ ہی بات اسکی دل میں تصویر کی طرح صورت بگڑاؤ کو لایا

حتى لا يبقى لغيرة متشعر فان خرج روحه في تلك الحالة يكون راس قلبه منكوساً الى الدنيا ووجهه

کہ جیر کی لئی کچھ کچھ لیش نہ ہی بہر اگر ایسی حالت میں اسکی جان نکل گئی تو اسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اسکا منہ دنیا ہی

مصروراً اليها ويحصل بينه وبين ربه حجاب لا يمكنه ان يكتسب بعد الموت صفة اخرى

کیطرف متوجہ رہے گا اور اسکی لب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد الہی صفت حاصل کری

نصار صفة الغلبة عليه ان لا تصرف في القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جیسی وہ صفت جاتی رہی جو اوپر غالب ہی اسوسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضا و جسام کی نہیں ہو سکتا اور فی ہی اعضا و جسامتیں باطل اور اسکی اعمال

ولا مضم في الرجوع الى الدنيا حتى يمكن التدارك ويبقى في حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ ہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آئیگی تاکہ اسکا عوض ہوگی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچھ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت ہی بچا چاہی

الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصي وقلبه عن الفكر

تو اسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلیں ہی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوںسی

فيها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ايضا يؤثر في قلبه ويصرفه فكره الى

اور دنیا اور اہل دنیا کی نیکی ہی پر ہیز کری کیونکہ یہہ ہی دلیں اثر کر اسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان يواظب على الطاعات لكونها شرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته

بہر عبادت برمدادست کری کیونکہ محبت الہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الہی بدون معرفت الہی کی نہیں ہو سکتی

ان لا يجب الانسان ما لا يعرفه وانما يجب ما يعرفه فمن عرف الله تعالى وعرف ان جميع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں کہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو بہر جیسی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھ کو ملین

الیہ والی غیرہ لیس الامنہ تعالی لا حرم یحبہ فاذا احبہ لیس فی تحصیل مرضاتہ بالاحتراز
یا اور دن کو میں سب اسد ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ او کو دوست رکھنا پھر جب او کو اپنا محبوب بنایا
عن الافعال القبیحۃ والاشتغال بالاعمال الحسنۃ فعلم من ہذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال پر ہی پھر کر کر اور نیک اعمال میں مشغول ہو کر اور کسی رضا مندی حاصل کر لیا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصل علوم اور اعمال سی
معرفۃ اللہ تعالیٰ حتی یثمر المعرفة المحبۃ اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا للہ تعالیٰ و
اسد تعالیٰ کی معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہ ہی ہے کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت میں نور
محب للقاءہ فان من احب لقاء اللہ تعالیٰ احب اللہ لقاۃ و من قدم علی محبوبہ یعظم سرورہ
اور کسی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلئے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہو گا اور جو شخص اپنی محبوب پارس جان ہی
بقدر محبت لا محبا للدنیا لانہ یفارقہا و من یفارق محبوبہ یشتمل المہ و عذابہ فہما کان
تو اسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت میں جان نہی اسلئے کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبت سی جدا ہوتا ہی تو اسکو کور ہی رہتا ہی جینک
الغالب علی القلب حب الولد والمال والمستکن والعقار فہذا رجل جمیع محابہ فی الدنیا والدنیا
دلیر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوبات دنیا میں ہیں اور دنیا ہی
جنتہ فموتہ خروج من الجنة وحب لولۃ بینہ و بین محبوبہ ولا ینحفی الہ من بحال بینہ و بین
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوب سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹا ہی اسکو کیا بچ والم ہوتا ہی
محبوبہ و اما اذ الم یکن لہ محبوب سوى اللہ تعالیٰ فالدنیا سجنہ فموتہ خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوا ذات الہی کی کوئی نہ ہو تو دنیا اسکی حق میں دوزخ ہی سوا اسکی موت کو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی
محبوبہ فہذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موتہ من الفرح والالہ فضلہا اعدہ
ملاقاتی لیس یہ پہلی خوشی اولہ ہی جو دنیا سی مرکز جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پھر اگر کیا کہتا ہی جو
اللہ تعالیٰ من النعم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوۃ الدنیا و
اسد تعالیٰ کی صفحہ کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور زمانہ کی پسند کر نیا لون کی واسطی جو
مرضوا و لہم یستعدوا للقاء اللہ تعالیٰ وحکی ان سلیمان بن عبد الملک لما دخل
اسد تعالیٰ کی ملاقات کا سامان کرتی ہی عذاب دردناک تیار کر رکھا ہی بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ
المدينة حاجا قال هل بہا رجل لدرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیہ فلما اتاہ
مدینہ شریف میں آیا تو پوچھا بیان کوئی ایسا مرد ہی جسکی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ان ابو حازم ہی آدمی بھیج کر او کو بلا یا جب وہ آئی
قال یا ابا حازم ما لنا نکرہ الموت قال انکم عمرتہم الدنیا وخریتہم الاخرۃ فتکرمون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم جو کو موت کیوں ہی لگتی ہی جواب دیا تمہنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادیسی اوجاڑتین
العسر ان الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند اللہ تعالیٰ خدا قال اعرض عماک
جانا برا سمجھتی ہو کہا تو فی سچ کہا پھر پوچھا کا شکی ہو کو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو
علی کتاب اللہ تعالیٰ قال فاین جدہ قال فی قوله تعالیٰ ان الاکبر لفی تعظیم وان الثغار لفی تحجیم قال
قرآن کی مطابق کر کی معلوم کر لی پوچھا کس جا مقابلہ ہو سکتا ہی جواب دیا اسر آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا
فاین رحمت اللہ قال ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی اللہ تعالیٰ
پھر رحمت اللہ کی کہا ہوگی جواب دیا بیشک اسکی رحمت قریب ہی نیچے والوں سی پوچھا کا شکی معلوم ہوتا کہ کل کو کس طور اسد کی سامنی جانا ہو گا

خدا قال اما الحسن فكا الغائب الذي يقدم على اهله واما المثنى فكا لابق يقدم على مولاه فبكي

جواب دیا نیکی والا تو جیسی بچہ اہو اپنی اہل کی پاس آتا ہی

اور بدکار جیسی غلام بھاگتا ہوا اپنی موت کی سامنی آتا رہی پھر شیطان

سليم حتى علاصوته واشتد بكاءه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نراك

اور بہت ہی رویا دور آواز بلند ہوئی

ويفقدك حيث أمرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم

اور نہ دیکھی جس جگہ امر فرمایا ہی

دسویں مجلس فرق کی بیان میں

لوگوں اور مسلم میں

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَبَرِ قَالُوا هَذَا الَّذِي قُلْنَا لَكُمْ بِهِ قَدْرًا مُبِينًا ۖ أُولَٰئِكَ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ طَرَفَ اللَّيْلِ طَرَفًا ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۚ

اور
جنگ

اور مہاجرین

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

مکرمین وہ ہیں جسکی ہانتہ سی لوگ

على دمائهم وأموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويديه والمجاهد من جاهد نفسه

اپنی جانیں اور مال بچائیں اور مسلم وہ ہے کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے کلمہ شہیدانہ جاری ہو وہی جسنی اپنی جان کو

في طاعة الله تعالى والمجاهرة من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصايم رواه

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری میں کچھ اور سماج پر وہ ہی جو خطا اور گناہوں کو ترک کری یہہ حدیثِ مصالح کی حسنِ حدیثوں میں سے ہی

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعى الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه

فصالح بن عبید کی روایت سے اس کی معنی یہ ہیں کہ مؤمن وہ نہیں ہے جو ایمان کا صرف دعویٰ کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان میں وہ ہے

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه اميناً لا يخافونه على سفك دماهم

جنکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو دی کہ خلق آئندہ اس کو امین جان کر یہ خوف نکیرین کہ ہو کوناقی مار ڈالیں گے

جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو دی کہ خلق آئندہ اسکو امین جان کر یہ خوف نکریں گے کہ ہکوناق مار ڈالیگا

وَأَحْلَى

والمسلمون

ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا لوٹ لیا اور مسلمہ نہیں ہی کہ صرف دو نوکلہ شہادت کی برٹا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام میں

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب

دہری جو کیکو مسلمانوں میں سی ایف اندری نہ تو اپنی زبانی کالی گونڈی گراو وغیبت کرکرا در سخن چینی کرکرا اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی انتہہ میں لنگر والقتا واندا خا اور اذ وحت واندا خیر المد واللسان بالارک مریدین اور آیت الا عذرا کما صلاہا

وَالْقَتْلَ وَأَخْلَاهُ بِغَيْرِ حَقٍّ وَأَنَّمَا حَصَّ يَدُ وَاللِّسَانُ بِالَّذِي مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْأَعْضَاءِ مَعَهُ

والقتل واخذ له بغير حق وانما حصل اليد واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایداء
یا قتل سی او ناحق مال چس کر اور تمام اعضا میں سی صرف ہاتھ اور زبان کو کس لی خاص کر ذکر کیا سی باوجودیکہ انداء

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغيب واستمع

جیسی زبان اور اہتسی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی ہی ہوتی ہی ہوا زبانی اور ہاتھ کی جیسی آنگلی اور کان اور پاؤں جب جہاں کی

قولا لما لا ير ضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما واما الجمع بينهما

قوله لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان

کشتیات پر اوسلی بی رمی یا جالبی اوسلی ملک میں کی اجازت اس

ابھین دونوسی ہوتی ہی اور

اسلٹی کیا ہی
کرمیت

كف اليد يحقل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين

کہ ہمتہ کا روک شاید کہ سبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہے اور جیٹیان کو اسکی سائبر روکا تو یہ مقرر ہو گیا

ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل

کہ اہلہ کاروں کا اسلام ہی لی جہت سی ہی اور مجاہدہ وہ ہیں ہی کہ صرف کھاد سی جند

بلکہ مجاہد کامل وہی جو اپنی محسوس جنت مری

معه من الکفار لکن الکفار فی بعد مکان منه لا یتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الاحیان
 دشمن ہوتا ہی اسکی کہ کفار تو اس ہی دور صاف پر ہوتی ہیں اسی اتفاقاً کہی کہی مقابلہ اور مقابلہ پیش آجاتا ہی
 بعد حین واما نفسه فانها ابدان لا تفرق وتقاتلہ وتقتله عن الخیر والطاعات وتحمی علی
 مدیم نفس یہ تو ہر وقت اسکی ساتھ لگا ہوا اور تارہتا ہی اور خیرات اور طاعات ہی مدی کی جاتا ہی اور
 المعاصی وانواع الفسادات ولا شک ان القتال مع العدو والملازم اہم من القتال مع العدو
 گناہ اور طرح طرح کا فساد پر رغبت دی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشواری ہی جنگ دور کی دشمن ہی
 البعید یشہد لہذا قوله یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین ینکحونکم من الکفار فانہ تعالیٰ امر المؤمنین
 یہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو
 ان یمتدوا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منہم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا البعد والہاجر
 یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال ان کفار ہی کریں جو اولی پاس ہیں جب پاس کی کفار ہی فارغ ہو جائیں تو دور کی کفار ہی لڑیں اور ہاجر
 لیس من ہاجر من مکة الى المدينة قبل فتم مکة فقط حتی تنقطع علی الهجرة بعد فتم مکة بل الهجرة
 وہ ہی نہیں ہی جو کہ چھوڑ کر کسی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ ہی پہلی پہلی کعبہ فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت
 باقیۃ الی یوم القیمة لانہا انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار السلام ومن
 قیامت تک ہوتی رہی گی اسلئے کہ ہجرت قریبہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک ہی مسلمانوں کی ملک میں جانا اور
 السیات الی الحسنات وهذه الاشیاء باقیۃ ما دام التکلیف باقیاً فالہاجر الکامل هو الذی
 گنہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہیں گی جب تک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو
 یتزک جمیع ما نھی اللہ تعالیٰ من المعاصی ولیشغل بما امر اللہ تعالیٰ من محاسن الاعمال کما جاء
 تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی امر بحال ہی میں مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ
 فی حدیث اخر انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال المهاجر من ہجر ما نھی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ علیہ الصلوۃ
 ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالیٰ کی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 والسلام ینتہ فی هذا الحدیث ان الهجرة الکاملة التامة ہی ہجران الفواحش والمنکرات والجد فی
 وسلم فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور
 الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحیۃ الطاعات والعبادات موقوفة علی صحیۃ الاعتقاد
 طاعت اور عبادت میں کوشش کرنی ہی لیکن یہہ سمجھنا ضرور چاہی کہ طاعات اور عبادات کہی صحیح اور درست نہیں ہوتی جب تک اعتقاد درست نہ ہو
 لان الایمان اصل والعمل فرع والعبادۃ لا یعرف ما الایمان والہدایۃ لا یعرف ما الکفر والضلالۃ
 اسلئے کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اولاد ہی کو جب یہہ ہی خبر نہیں کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی
 فتأثر تجری علی لسانہ کلمۃ التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم ولا اعتقاد وتامرة ینتلفظ
 بہر تو کہی اسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجادیگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کہی کلمہ
 بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الازہار واد ومن کان فی الاعتقاد بهذه المرتبة لویقی الف سنة
 کفر کا جب دیگا جتنی مرتبہ ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک
 فی الصوم والصلوۃ لن ینفعہ ذلك الاعتقاد یوم العرض الا کبر ومصدرة الی النار ومن زعم انہ مسلم
 روزہ نماز کیا کر لیا تو ہرگز اگر یہہ اعتقاد پیش کی دن کچھ فائدہ نہ لیا آخر ہی کا انجام آگ ہی اور جو یہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وَقِيَّاعِدَمَنْتَعْلَمُقَدْرِمَاهُوَفَرَضَعَيْنَعَلَيْهِمِنْعَقَائِلِالْإِيمَانِالَّتِييُوجِدُفِيهِمِنْالْإِيمَانِالْأَلَا

پہرستی کری سیکھنی میں عقاید ایمان کی جس قدر اوپر فرض عین ہی تو اس میں ایمان کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ پایا جاتا ہی

مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر واثدته في الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما

ابھی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہوتا تھا ہی اسلیٰ کہ اسی خراج نہیں لیا جاوے گا جیسی

توخذ من الكفار لكن يتعدى له الوصول في العقبي الى صراحة الابراغان العبد بمجر الاثنيان بكلمته

اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ علیہ کا آخرت میں ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقرير الفاظ الايمان على طريق العادة وعلى نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها

اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین میں شمار کر کے بدوں سمجھتی معصون کی

لا يصدر مؤمن بالله وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع أحكامه

خدا کی علم میں مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنی دل سے تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہو دی

ولا يشكك ولا يتردد في شيء منها ولو جرد هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان

اور بہت لٹائیاں من کہ جس پر تصدیق اور افتقاد دل میں موجود معلوم ہو

لا يفرغ عن امر دينه بل يسير في اصلاحه بتعليم من اهل العلم به ومنها ان لا يشق على قلبه

کہ دین کی معاملہ سی نکلا ہو کہ نہ ہو بیٹھی بلکہ دین کی درستی میں کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکھادای اور محل کرتا رہی اور ایک علامت یہ ہے کہ اس کی دلیر و شہر و شہر کی

ذَٰلِكَ الْخَبْرُ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ دِينِهِ وَلَا يَتِخَذُونَ بِهِ وَلَا يَتَكَبَّرُونَ عَنْهُ بَلْ يَقْبَلُوهُ وَيُطِيعُوهُ وَإِنْ كَانَ ذَٰلِكَ أَلَامًا

سب امور دینی میں سی کوئی سنا حکم نہ سمجھی اور اس کو حقیقہ نہ سمجھی اور اسی گردن کشی نکری بلکہ اس کو ممان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیا ہی

في غاية الصعوبة والخبر في غاية الحقايرة ومنها ان لا يكون له هواه امير والشرع تابع له بان

سخت دشوار ہو اور وہ کم سنا ہوا لکھنؤ کیسے ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک بہشت نشانی ہی کہ اس کی ہوا و نفسانی حاکم ہنوجاوی اور سرخ اس کی تاج بندی پہنچا

لا ياخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يحجب ان يكون له الشرع اميرا وهو اسير له ولا يد

شرعی احکام میں سے وہ بھی احتیاطاً لیا لری جو دینی رسی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرعی ای دینی حاکم اور دینی ہو اور اس میں عید ہو

من هوة ومردة شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والحاجة والعرض لما اخبره النبي

ی خواہش میں سی بدون اجازت شرع کی چھبہ احتیاطاً نہ لرسی الرجہ اسمہن مال اور مر سب کا نقصان ہو جا اور عرت بکر جادی چھاپہ سی علی اللہ

عليه السلام وقال لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه تتبعاً لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات

[illegible]

وہ بیشک مؤثر حقیقت ہے اور ہر ایمانی جو عذاب الہی سے سخت
و تباہی بیکور و شیطانی کما رکھی تمام ایسی حالات سے جو اس تصدیق کو

تصدیق و بیانیہ مما یرى على قلبه ولسانه و سائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الامان لا یزول الا

اور کھودیں وہ خطرات دلی اور زانی اور تمام اعضا کی ہن جن جن سی کم لازم آجاوی کیونکہ ایسا بروں کفر کی نہیں گم ہوتا

كفر والكفر ثلثة أنواع الأول كفر جهلى وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التأمل

اور کفر تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے نہ سننا اور نہ سمجھ کر فی اور غور اور فکر نہ کرنا

آیات والدلائل مثل لفرعوا فان الزم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الایه

ت میں اور دلائل میں جیسی کفر عام لوگوں کا کیونکہ اکثر علوم یہہ ہی نہیں جانتی کہ اونپر کون کون سی عقائد ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناها ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
 بله بعضي لو كان شهادته في دوله كمل توپ بیتی میں پراونکی معنی نہیں جانتی اور لہذا میں اور اسکی رسول میں تمیز نہیں کرتی دوسری قسم کفر
 کفر جودی و سببہ اما الاستکبار مثل کفر فرعون و ملائکہ او خوف زوال الرئاسة و عدم الوصول
 انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہتی کا اور سرداری میں نہ ہونی کا
 الیہا مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعیر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وهو الذم
 جیسی کفر هرقل کا یا خوف بنامی کا اور شرم جیسی کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہ وہ کفر ہی
 جعلہ الشرع من علامات التکذیب کشد الزنا و سجود الاصنام او کان عن استخفاف ما یلجج تعظیہ
 جسکو شرع فی نشانی کذب کی مقرر کی ہی جیسی جینٹو کا گل میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اولی چیزوں کی جسکی شرع میں تعظیہ
 کالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء و ما هو من امور الدین او عن استبدال طهر
 نوزاد جیسی مصحف کو لٹی میں ڈالنا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا شہہ کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی
 لعینہ وثبت حرمتہ بدلیل قطعی کالزنا و شرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك یحبط جميع اعماله بین
 حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہو چکی ہو حلال سمجھنا جیسی نہ نا اور شرب کا پینا اور جیسی اس مذکورات میں سی کوئی سا کیا اسکی تمام عمل سوخت ہو جاتی
 الدینیة فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغيرة
 پہنچی سرسی کا ح کرنا چاہی اور حج پہرا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکھتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہوں سی
 كانت او کبيرة فلا یخرج المؤمن بفعالها من الايمان بل یکون فاسقا لکن ینحاف علیہ امر عظیم
 صغیرہ ہوں یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہو جاتا ہی لیکن او پہر مرتبہ بڑا الذریش ہی
 عند النزاع ان کان مصرا علیہا ولم یتب عنها لما روی انه علیہ السلام قال المعاصی یزید الکفر
 اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا ہوتا اور توبہ نہیں کی ہی اسلی کہہ دیت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی گناہ کفر کی ایچی ہوتی ہیں
 فعلى هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة
 اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہوں سی ایچی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سی صغیرہ ہوں
 او کبيرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلنقله تعالى وتوبوا الى الله جميعا آية المؤمنون ولقوله تعالى
 یا ایہا الذین امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانه تعالى قد امر فی ہاتین الآیتین بالتوبة والا امر بالمحبة
 ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دکن توبہ بیشک اللہ تعالیٰ ان دونو آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اولی و اعلیٰ وجہ کی توبہ
 فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلعلنا بل یزمر بالتاخير الا صرنا المحرم الذی یؤدی الی الهلاک
 سو توبہ واجب ہو گئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلی ہی تاکہ تاخیر کر نیسی اصرار حرام نہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
 لما روی عن ابن عباس انه علیہ السلام قال هلك المستوفون والمسوفون من یقول سوف اتوب وفي حاشی
 اسلی کہ روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کر نیوالی اور مسوف اور مسوف کہتے ہیں جو یہ کہہ کر ایبتہ پر کر لیا کہ
 اخرانه علیہ الصلوۃ والسلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلا بد للمؤمن
 کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم فی دنیا تمام بنی آدم بڑی ہی خطا دار ہیں اور خطا داروں میں سی ایچی وہ ہیں جو بہت توبہ کرتے ہیں پس مؤمن کو
 ان یدل و علی التوبة لیكون من التوابین فانه تعالى دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة
 لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب میں داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی مؤمن بندوں کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

یہ حدیث صحیحہ ہے

وأمرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى أن يكفر عنكم
 اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہہ کر کیا ہی پھر بیان فرمایا جو اوکی الی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تہی تمہاری
 فسبأيتكم ويذبحكم جنت تجري من تحتها الأنهار وقال في آية أخرى ولأن الذين إذا فعلوا فاحشة
 برائیان اور داخل کری تمکو باغوں میں جنتی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کرتے ہیں کبھی کبھار گناہ
 أو ظلموا أنفسهم ثم ذكروا الله فاستغفروا لنؤمدهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولكن اجروا على ما
 یاہر اگر ہیں اپنی حق میں توبہ کریں اللہ کو اور بخشش لگی ایسی گناہوں کی اور کوئی ہی گناہ بخشا سوائے اللہ کی اور نہ اسکا دین اپنی
 فعلوا وهم يعلمون أولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الأنهار خلد فيها
 کئی پر جاتی ہوگا اوکی جزای بخشش اوکی رہیگی اور باغ جنتی نیچی بہتی نہریں وہ بڑی اوتھیں
 فيها ونعم أجر العاملين ثم أخبرناهم بطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال لنال الله
 اور خوب مزدوری ہی کام کرنا اللہ کی پھر یہ خبر دی کہ اوکو پسند ہی کہ اوکو پاک کری توبہ کا اگر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیگناہ کو خوش ہے
 التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
 توبہ کرنے والی اور خوش آتی ہیں سترائی والی جب یہ ہوا تو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر کرے گی
 لها أربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في
 توبہ کی چار شرط ہیں اگر ایک ہی شرط جاتی ہی گی توبہ کا پتا نہیں پہلی دل ہی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر
 الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع
 توبہ گذشتہ میں دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آئندہ کو یہ کبھی ایسی حرکت نہ کرے گا چوتھی
 ان يكون ذلك خوفاً من الله تعالى لا هماً آخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداق
 یہ کہ تینوں امر اللہ تعالیٰ کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوکو ترک کیا اسلئے کہ اسی سرور دہوا
 وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تأثراً شرعاً ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
 اور ہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعاً یہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقر ہی یہ نہیں پاوے گا اور نہ ہی
 من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصلر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتج به الى استغفاره مقار
 جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوکا گناہ پر اطوارا توبہ توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہی
 بالندم لما روى ان علياً رأى رجلاً قد فرغ من صلاته وقال سربعاً اللهم اني استغفرك واتوب اليك
 کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی فی ایکے دیکھا کہ اسی نماز سی فارغ ہوئی تنگی سی یہ کہا اہی میں مجھٹھی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں
 فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوتك تحتلج الى توبة وعن الحسن
 پس حضرت علی فی کہا اسی شخص جلد ہی زبان توبہ پر چلا فی جہو ہوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
 البصري انه قال استغفارنا يحتج به الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان
 بصری سی روایت ہی کہ کہتی ہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتے ہیں یہ قول حسن بصری کا اوکی زمانہ میں ہی لیس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
 الذي يرى الانسان فيه مكيا على الظلم حريصاً عليه ولا يقلع عنه والسبحه في يده يزعم انه يستغفر
 کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور توبہ توبہ میں ہی اس خیال پر کہ توبہ کرے گا
 منه وذلك استغفاره منه واستغفاره لما روى انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصغر على
 اب یہہ شہدا چل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ زبان فی توبہ کرنا والا گناہ پر لگا ہوا

الذنب كالمستقرى بره وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوى بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا
 گویا اینی رب سی چهل کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانی بخشش مانگی اور دل ہی یہہ نیت کری کہ یہہ کبھی نا فرامی نہ کروں گا
 فاذا فعل ذلك يغفر الله ذنبه وان كان ذنبه عظيما اذ ليس ذنبا اعظم من الكفر وقد قال الله تعالى
 جیسا ہی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکی خطا کو توبہ ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر ہی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی اور اللہ کا قول کی حق میں
 في حق اهل الكفر قل الذين كفروا ان يتوبوا يغفر لهم ما قد سلف فاظنك فيما دونه من المعاصي
 یہہ فرماتا ہی تو کہہ دی کا فزون کو اگر انہیں توبہ ہو تو معاف ہوا دیکھو جو ہر چکا یہہ تو کیا سمجھتا ہی کفر ہی کتر گناہوں کو
 وقد روى انه عليه السلام قال لو اخطأ أحدكم حتى يملأ ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه
 اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جا وی میدان آسمان اور زمین کا بہر وہ توبہ کری تو اللہ اوپر رحمت کرتا
 وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ بندہ جب جھٹکا اقرار کرتا ہی توبہ کرتا ہی تو اللہ اوپر رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی
 اقرب بكونه من نبيائهم على ما فعل من الذنوب وعلى ما اكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله
 کہ اپنی تین خطا وار کہہ کر پھر گناہ کئی ہو ہی پر اور رہائی گائی ہو ہی پر شرمندہ ہو دی اور اگر کسی کو یہہ عزم کری کہ یہہ ایسی حرکت نہ کروں گا
 يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنب على نوعين ذنب بينه و
 تو اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگزر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو صرف حقوق الہی
 بين الله تعالى وذنب بينه وبين العباد فالذنب الذي بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار
 دوسری حقوق العباد بہر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہیں تو انہیں کفایت کرتی ہی توبہ
 باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه
 زبانی اور اندامت دل سی اور یہہ عزم کرتا کہ یہہ کبھی نہ کروں گا جب ایسی توبہ کر چکا تو فوراً اوسہی جگہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی
 الا ان يكون عليه شئ من فرائض الله تعالى فان الشرع لا يكتفي فيه بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك
 مان اگر اوسکی ذمہ کچھ فرائض الہی میں سے ہی ہو تو اس صورت میں شرع فی صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس توبہ کی ساتھ
 في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة واما حقوق الادميين فلا بد من اصالها
 بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی میں کفارتہ چاہی رہی حق العباد اس میں ضروری کہ وہ حق مستحق کی پاس
 الى مستحقها فان لم يوجد يلزم تصدقها عنهم بنيه ان يكون ودية عند الله تعالى يوصلها
 پہنچا دی اور اگر وہ مستحق نہ ملے تو لازم ہی کہ اوسکو اوسکی طرف سے خیرات کردی اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ یہہ امانت قیامت کی دن
 الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد سبيلا لخروجه عما عليه من التبعات لا غسار فاعليه ان يكثر
 انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نہ پاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اسکو یہہ لازم ہی
 من الاعمال الصالحة وليستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
 کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی لئے اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کر چکا
 كذلك يرجي من الله تعالى ان يرخص خصماءه يوم القيمة بلطفه وكرمه المجلس الحادى عشر
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اوسکی مدعیوں کو اپنی لطف اور کرم ہی راضی کر دی گیا رہوین مجلس
 في بيته افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اور افضل دعا کی بیان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

افضل الذكرا اله الا الله وافضل الدماء الحمد لله هذا الحديث من حسان الصبايح مرواها جابر

سب ذکر و نام میں سی بہتر ہی لالہ الہ اللہ اور سب دعاؤں میں بہتر ہی الحمد
 و ان شاء اللہ العزیز و المجید افضلا اللہ اعلم لا اله الا اللہ عا لہ عا ربہ عا ذکالہ و ربہ و ربہ اللہ عنہ
 فضلہ

اور الحمد للہ سب دعاؤں کا افضل اسلامی شہری
 کہ وہ اسکو کئی مہینے بندہ اپنی رب کو یاد کر کے اوس سے
 فضل کا سوال کریں

ففي الجمل للمعنى موجودا فيه ذكر الرب وطالب الخير لانه راس الشكر والعمل فيه لقلوع الخير لله راس الشكر والشكر الله عبد المجدد

سوال محمد میں یہ معنی موجود ہیں اس واسطے کہ اسمین رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلب اس لیے کہ اولیاء حاصل ہو شکر سیرا و عہد ہی اس لیے فرمائی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
الشکرت ان التواضع والکرم والنجاة من النار

والشكر يستأنز من المزيل لقوله تعالى **لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** فمن قال **الحمد لله** يصير كأنه يشكره
 اور شکر سے ترقی ہو کر کہے گی واسطی فرمودہ تعالیٰ کہ اگر حق مانگی تو اور دوں گا کہ تو پہر حسنی اللہ سے کہا گویا اوستی اللہ تعالیٰ سے

تعالى زيادة فضله بعد الشاء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجد

شیخ کر فضل کی ترقی طلب کی اور لا الہ الا اللہ جو تمام ذکروں میں افضل ہی تو اسلیٰ کہ اس میں وہ معنی ہیں

فی ذلک غیرہ وبعرفۃ ذلک المعنی یحصل للمكلف جمیع ما یجب علیہ - معریتہ فی حلقہ دعائی وادعی المعنی
جواز ذکر وہیں نہیں پائی جاتی بلکہ معنوں کے دریا فت کرتی سی مکلف کو حاصل ہوتا ہے مین جو جواز جب ہی دریا فت کرتا ہے نہت ذات باری تعالیٰ کی اور وہ معنی

اثبات الالهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالهية جميع ما يجب على المكلف معرفة

رہو بیت کا اثبات کرنا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسکو اسدی اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں انگلیں جکا جاننا مکلف کو ضروری ہے

اور جو جائز ہیں اللہ تعالیٰ کی حق میں اس لئے کہ الوہیت میں دوسری ہیں ایک تو اوصاف الہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں

استغناؤه تعالى عن جميع مأسره والثاني فتقار جميع مآعده اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة

اس کا بی نیاز ہونا تمام ایسی ماسواہی اور دوسری تمام ماسواہ کا محتاج ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف اس فقرہ کی موافق معنی کھ

التوحيد لا مستغنى عن جميع مأسواة ولا مفتر اليه جميع ماعداة الا الله تعالى اما السعناوة
توحيد کی یہ من کہ نہیں ہی کوئی فی نیاز تمام ماسواہی سی اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسواہی کی کا سواءہ الله تعالى کی الله تعالى کی بی نیاز

عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالى هذه الصفات

تمام اسوہ سنی جو ہی اسٹی واجب ہوا کہ اسد تعالیٰ موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلمی کہ یہ صفین اگر اسد تعالیٰ کو بضرورت ثابت نہوجاویں

تقریباً شبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اس واسطے کہ ان صفیوں میں سی جونی نہوگی تب سی حدوث لازم آوےگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقائص وجوب السمع و

ہوتا ہی واجب ہوا اللہ تعالیٰ کا بری ہونا نقصان ہی اور نقصان سی بری ہونی میں انکئی واجب ہونا سمع اور

البصير والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقص ومحتاجا الى من يدرم
بهم اور كلام کا مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ کو اگر یہ صفات واجب نہ ہوں گی تو البتہ اس میں نقصان کی باتیں پائی جائیں گی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اس

عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التتره عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب

نقصان کو دور کر دی اور ایسا واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سی افعال اور احکام میں اسلی کر اگر واجب ہو

له تعالى التتره عن الاعراض لكان محتاجا الى ما يحصل به عرضه ولذا يوجب له تعالى ان لا يجب
 له ما كان محتاجا اليه شيئا كما هو في اوقافه عرض حاصل هو اليسرى ضروريا للصدق في اوقافه ركعتين فلو

مفسرہ جات ہونا سروس کی مونیٹنگ کھانا ہوگا بیسی کی و بیسی کی ادوی سروس کا عمل ہو بیسی کی سروور ہوگا انسداد حملی دوسرے پر چڑھنا جب ہوگا

نیل

عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك الشيء
 کسی فعل کما ممکن است می کرد
 اور نہ کرنا اسلی کہ اگر واجب ہو اسکی ذمہ پر کچھ نہ ہو تو میں ہی لازمت محتاج ہوگا اور نہ کسی کا
 ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما اقتدار جميع ما دله تعالى فيوجب له تعالى
 تاکہ او ہی کامل بن جاوی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو صفات کامل ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اسکی محتاج ہوتی ہیں اسکی طرف واجب ہوا
 القدرة والارادة والعلوم والحیوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن إيجاد شيء
 اللہ تعالیٰ کا قدرت اور صاحب بارہ اور علیم اور حی ہونا اس لیے کہ یہ چاروں صفت اگر اللہ تعالیٰ کو واجب نہ ہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کر لی سہی
 من الممكنات وكذا يوجب له الوحداية اذ لو لم يجب له تعالى الوحداية بل كان معه غيره في
 عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسلی کہ اگر وحدانیت نہ ہو
 الالهية لم يفتقر اليه شيء من الممكنات للزوم عجزها ويوجد من اقتدار جميع ما دله تعالى
 تو ہر کوئی شے ممکنات میں سے اسکی محتاج نہ ہوگی کیونکہ یہ بزرگ شے کی دروند عاجز ہو جائیگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اسکی
 حدوث العالم باسرها اذ لو كان شيء منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه يوجب
 اسکی محتاج نہ ہونے تو اسکی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلی کہ عالم میں سے کچھ ہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ ہی پر واجب ہوگا اسکی طرف محتاج نہ ہوگا اور یہ بھی
 ايضا ان لا يؤثر شيء من المخلوقات في اثارها اذ لو كان في شيء من المخلوقات تأثير في اثارها لكان ذلك لا يؤثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر
 معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھ اثر نہ ہو
 اسلی کہ اگر مخلوقات میں سے کسی شے کو کچھ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالیٰ کا محتاج
 اليه فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب
 بلکہ فی تائید اس تقریر کی طرف جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہی گواہ کہ وہ یہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی واجب
 القدم والبقاء الا الله ولا قادر على إيجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهي من المعلومات
 اور باقی سوائے اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوائے اللہ تعالیٰ اور نہ کوئی دائرہ معلومات کی انتہا
 الا الله ولا منزلة عن جميع النقاظ ولا عن الاغراض في فعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شيء من
 سوائے اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی بری تمام نقضاتوں سے اور نہ غرض سے اپنی افعال اور احکام میں سوائے اللہ تعالیٰ کی اور نہ کوئی اثر کرنے والا کسی شے میں
 المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما واجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد
 مخلوقات میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کی اسے ہی طرح جو جو صفات اللہ تعالیٰ کو واجب ہیں اور جو جو اسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جائز ہیں
 ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى
 اس سے ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنی کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی
 ليست ضرورة حتى يحصل بالبداهة معرفة كون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
 یہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدہ جاننے میں بلکہ استدلال سے
 بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظر واما اذا
 معلوم ہو سکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ ہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکھو کیا کیا
 في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده
 موجود ہی آسمانوں اور زمین میں یہہر جتنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلی کہ اللہ تعالیٰ ہی آدمی کو عقل کی نعمت اسے واسطی عطا کی ہی کہ اسکی ذہنی بات کی
 وقدمه ووحده وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة والارادة والعلوم والحیوة
 اسکا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم يستدل به لا يكون مؤدياً شكر لعمدة العقل فيكون اثماً فيبقى في مشية الله تعالى
 پھر اگر اسنی دوس عقل سی استدلال کیا تو اسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا کیا پس یہ گنہگار ہوگا پھر مشیت الہی میں رہی گا
 ان شاء یعفر عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة
 چاہی اسکو صاف کر کر جنت میں بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اسکی خطا کی موافق اسکو عذاب دیکر جنت میں داخل کری
 فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يعتنى في معرفة الله تعالى حتى تيسر له فهم معنى كلمة التوحيد
 اب ہر مؤمن پر واجب ہے کہ معرفت الہی میں کوشش کیا کری تاکہ اسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنی کا سہل ہو جاوی
 التي هي ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء على لزوم فهم معناها
 جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سے رستگاری کا باعث ہے اور علماء صاف کہہ گزری ہیں کہ سمجھنا معنی کا لازم ہے
 والا لا ينتفع بها متلفظها في الانقاذ من الخلود في النار اذ ليست فضيلتها بانزاع تحريك اللسان
 اور نہیں تو دینی پڑھنی سی اصل فائدہ نہیں ہے کہ دائمی آگ کی عذاب سے بچی اسواسطی کہ اسکی فضیلت زبان ہلائی سی نہیں ہوتی ہے
 بها من غير حصول معناها في القلب بل فضيلتها بازاء حصول معناها في القلب بسبب
 جب تک کہ اسکی معنی دل میں نہ حاصل ہوں بلکہ اسکی فضیلت یہ ہے کہ اسکی معنی بسبب معرفت الہی کا دل میں متیقن ہوں
 معرفة الله تعالى ليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى ليست معلومة
 اور معرفت الہی سی مراد یہ نہیں ہے کہ اسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اسکی ذات تو بشر کو معلوم نہیں ہو سکتی
 للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له ليعلم من
 بلکہ معرفت سی یہ مراد ہے کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالیٰ کی حق میں کیا تو واجب ہے اور کیا محال ہے اور کیا جائز ہے تاکہ درایت کری
 ينطق بها ما نفى عن غيره تعالى وما اثبت له فانها مركبة من نفى وإثبات فالمنهني كل فرد من
 کہ پڑھنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سے اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہے نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر فرد
 افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى
 معبود حقیقی کا ہے سوای ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہے معبود حقیقی میں سی کہ وہ ذات الہی ہے اور معنی
 الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق
 اللہ کی یہہ ہے کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں کہ صرف باعتبار ادراک کی ہر کتا ہے کہ بہت افراد پر صادق
 على كثيرين لكن الدليل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصاً بذات الله تعالى ذلك
 آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمیں محال ہے اور یہہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ
 الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثاً محتاجاً الى محدث يدل على ان له موجداً قديماً واحداً
 دلیل عالم کا وجودی بیشک یہ عالم حادث محدث کا محتاج ہو کہ دلالت کرتا ہے کہ اسکا ایک موجود ہی قدیم واحد
 متصفاً بالقدرة والامادة والحياة والعلم لانه لو لم يكن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى
 اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا
 محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحداً بل كان أكثر من واحد لوقع بدنيهما
 پھر دور یا تسلسل لازم آئیگا اور یہہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو بیشک اسکی آپس میں
 التماثل المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفاً بالقدرة والامادة والعلم والحياة لكان
 روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہ ہوگی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک

عاجز عن ايجاد شئ من العالم لان ايجاد اثر القدره وتأثير القدره في شئ من الاشياء
 عالم بين سى هر ذره كى ايجاد شئ كى ايجاد كرا قدرت كا اثر هوتا هى ^{اور تاثير قدرت كى كسى شئ مين اوس شئ كى اراده كنى پر}
 يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ
 موقوف هى اور اراده اوس شئ كا بدون علم اوس شئ كى ^{نهنى هوسكتا اس لكى اراده كسى شئ كى ايجاد كا}
 مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة يتوقف على الحيوة لكونها شرط فيها
 بدون علم اوس شئ كى محال هى ^{اور يه تينون صفتين كى هوسكتى مين بدون حيات كى} ^{كىو كى حيات شرط هى}
 فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه
 اس بيان كى مطابق وجود تمام عالم كا ^{بلكه وجود هر هر ذره كا اوكى اجزاء مين سى يقينى دليل هى الله تعالى كى وجود پر كود}
 قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان
 قديم اور واحد هى اور موصوف هى ان چارون صفات ذكره سى ^{اور دليل هى اوكى كى ان صفات كا خلاف محال هى اسپيدى}
 بعض هل التوحيد يقولون استدلالا بالاثار على المثر ما راينا شيئا الا ما رينا الله تعالى بعده فان
 بعضى اهل توحيد اوسى مؤخر استدلال كى كى هى ^{كه هنى جب كسى شئ كو ديكا تو اوكى ساهنه هى الله تعالى كو ديكا بيك}
 كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثا محتكج الى من يوجده ويرتبه لا يزال يتكلم بكلام لا در فيه
 هر ذره عالم كى اجزاء كا چو كى حادث اور محتاج هى اپنى پيدا ^{اور هر ورش كى نوالى كا} ^{بيك ايسى كلام سى جمين نه حرف هين}
 ولا صوت ان له موجدا قديما واحدا متصفا بالقدره والارادة والعلم والحيوة يسمع كلامه
 اور نه آواز يهه كهتا هى كه مير اسپيد كى نوالا قديم هى واحد صاحب قدرت صاحب اراده صاحب علم ^{صاحب حيات تيز والى}
 السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع
 اوكى كلام ستنى مين اور بى تيزه جنى سمجه بيكار هى نهنى ستنى اور سماعت سى مراد سماعت باطنى هى جسى ده كلام ستنى جاتى هى
 به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عجب ولا عجبى لا السمع الظاهر ^{الذى لا يسمع غير الاصوات وتشارك}
 جمين حرف ^{اور آواز نهو اور نه عجبى هو اور نه عجبى} ^{بيك سماعت ظاهرى مراد نهنى هى جتى سوله آواز كى كچيه معلوم هو اور چو پايه}
 فيه البها ثم الانسان انك اقدر لشئ تشارك فيه البها ثم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من
 اور انسان اوسمين شريك مين ^{كىو كى اوس شئ مين كيا نوبى هى جمين چو پايه} ^{اور انسان يكسان هون حاصل يه هى كه آدمى مكلف}
 صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لو يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع
 صفات الهى مين سى بنور عقل به هى جان سكتا هى جن صفات پر افعال موقوف هين اور جن صفات پر افعال موقوف نهنى مين ^{جيسى سمع اور بيك}
 والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
 اور كلام ^{ان صفات كى ثبوت پر كى توى استدلال عقلى كرتى مين} ^{اور كى استدلال نقل} ^{استدلال عقلى توييه هى}
 انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه
 كى يه صفتين كمال كى هين اور اوكى صفتين نقصان كى هين ^{اور الله تعالى كا صفات كالى سى موصوف هونا} ^{اور صفات نقصان سى}
 بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
 برى هونا واجب هى ^{اس سى لازم آتا هى كه الله تعالى ان صفات سى موصوف هو اور استدلال نقلى يه هى كه}
 الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
 شرع سى ان صفات كا ثبوت صاف ظاهرى ^{پس يقين كرنا اوكى ثبوت كا واجب هونا} ^{اور اس مسئله مين دليل نقلى}

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها
 بقرین عقلی دلیل سی اسلکی کہ ان صفات پر افعال الہی تو موقوف ہیں نہیں تاکہ ان افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جائے
 له تعالى وذاته لم يكن معلوماً لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كما يجب انضافاً بهما بحيث
 اور اسکی ذات کسیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ میں انکا ثبوت ہی چاہی ہونا ایسا
 لو لم يتصف بهما يلزم ان يتصف باضدادها واذكر من كونها كما لا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم
 کہ اگر یہ صفتیں موجود نہ ہوں گی تو انکی اضداد موجود ہوں گی اور ان صفات کا کالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق میں ہی اور یہ کہ یہ صفتیں نہیں
 من كون الشيء بالنسبة اليها كما لا ان يكون في حقه تعالى كما لا الا ترى ان اللذة والالم مع كونها
 کہ جو صفت ہماری حق میں باعث کمال کا ہو تو یہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہو گیا مجھ کو معلوم نہیں ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ
 بالنسبة اليها كما لا يمتنعان على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات
 ہماری حق میں کمال میں اسد تعالیٰ پر ممتنع ہیں اسواسطی کہ جسموں کی عوارض سی ہیں اس بیان کی موافق لازم یہ ہے کہ
 تلك الصفات له تعالى القسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم و
 ان صفات کی باب میں دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر اک اور
 امانته ونبوته بالمجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسولی في كل ما يبلغ عني سواء
 امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی م
 كان تبليغه بقوله وفعله اوسكوته لان المجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لكونها
 کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہتی سی اسلکی کہ معجزہ اسد تعالیٰ کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ
 فعلا من افعاله تعالى خارقاً للعادة قائماً مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعوة السائل
 ایک فعل نہیں افعال الہی سی خلاف عادت کی قائم مقام صاف ارشاد الہی ہی رسول کی تصدیق کی لیم رسالت کی دعویٰ میں
 فانه تعالى لما خلق امر خارقاً للعادة على يده عند دعائه الرسالة تصامراً كانه قال صدق رسول
 کیونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہتہ پر رسالت کی دعویٰ کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
 في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله وفعله اوسكوته قال العلماء مثال ذلك ان
 تمام احکام میں جو میری طرف سی اور اگر برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہتی سی ہو علماء فی اسکی بہ مثال بیان کی ہی
 رجلاً اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انار رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کی روبرو کھڑا ہو کر کہی میں اس بادشاہ کا ایلیج ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بھیجا ہوا
 من التكليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال اية صدقي آتى اطلب من الملك ان
 اور وہ جماعت اسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہم ہی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ
 يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
 اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کھڑا ہوا اور یہی جادی بہرہ بادشاہ کا کہی کہہ کر بیٹھی تو بیشک
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم
 یہہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم
 الضرورى بصدق له من شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره
 برہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں اور جو شخص نہ دیکھی گا بلکہ اسکو تو اتنی ہی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم
 اور بیشک یہ مثال رسول علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے کہ انکی معجزہ سی ادنیٰ
 الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولم یلم یشاہدہا بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر فاذا ثبت
 صداقت کا علم یہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والوں کو اور جنہوں کی نہیں دیکھا تو اتنی سی سکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا
 صدقہم بدلالة المعجزة وجب تصدیقہم فی کل ما جاء وایہ من عند اللہ تعالیٰ وافضلہم
 معجزہ کی دلالت سے تو واجب ہوئی انکی تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لای میں اور تمام اشیاء میں افضل
 نبیاً ومولاً ناعمد علیہ وسلم فانه تعالیٰ قد بعثہ الی اهل الارض لیبیلغہم امرہ ونہیہ ووعدہ
 اور برتر نبی اور صاحب ہماری عمر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کی انکو تمام اہل رومی زمین کی طرف بھیجا تاکہ انکو اللہ کا حکم اور حالت اور جزا
 ووعیدہ وایۃ بمعجزات کثیرۃ لا حصر لہا لیسدقہ فوجب علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
 اور سنہا پہنچا دیں اور انکی تائید کی بہت معجزات سی چکا انتہا نہیں تاکہ انکی تصدیق کریں سو واجب ہے ان سب پر تصدیق انکی تمام خبروں میں
 وطاعته فی کل ما امر والا ینتہا عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
 اور واجب ہے اطاعت انکی تمام حکموں میں اور باز نہنا جس چیز سے طاعت کریں جو شخص تصدیق کریں انکی خبروں میں اور طاعت کریں انکی حکموں میں اور نہنا
 عما زجر یكون من الذین قال اللہ فیہم فی القرآن العظیم الذی هو افضل معجزاتہ اولیٰک کا لاف
 منع کئی ہوئی تودہ اولوں کو گون میں ہی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو انکا سب سے بڑا معجزہ ہے فرماتا ہی وہ جیسی چو پایہ
 بل هم اضل فانه تعالیٰ شبتہم بالہما یعرفی کون مشاعرہم متوجہۃ الی اسباب الدنیا ومقصودۃ
 بلکہ اولیٰ زیادہ بیزارہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چو پایوں سے مشابہت دی اسباب میں کہ انکی عقلیں دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر
 علیہا وعدم التفکر فیما یفرج اذانہم من الایات القرانیۃ والا حادیث النبویۃ وعدم الالتفات
 بہ کثرتیں اور ہرگز تامل نہیں ہی اوس میں جو کتنی ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور صلوات اللہ علیہم توجہ نہیں ہی
 بل جعلہم اضل منها لانہا تدرك ما من شانہا ان تدرك من المنافع والمضار وتجد غایۃ
 بلکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چو پایہ سے بیزارہ زیادہ کہا کیونکہ چو پایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہیں اور خوب کوشش کرتی ہیں
 فی جلب ما ینفعہا وسلب ما یضرہا وتنقاد لصاحبہا وتمیز من یحسن الیہا من بسئ الیہا وهو لا
 اپنی منفعت کی پیدا کرنی میں اور ضرر کی دفع کرنی میں اور اپنی مالک کی طاعت کرنی میں اور تمیز کرتی ہیں درمیان انکی جو انکی ساتھ حسنہ کرا اور برائی
 لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتہدون غایۃ جہدہم فی جلب ما یضرہم
 ایسی نہیں ہیں اسلیٰ کہ اصلاً نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتی اور ضرر رسان چیز میں مرکب کر کوشش کرتی ہیں اور منفعت سی الگ سمجھتی ہیں
 وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لمرہم وخالفہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
 اور طاعت نہیں کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کن والی اور روزی دہنی والی کی اور نہیں سمجھتی کہ اون پر اسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب
 العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعم المقیم ویكونون من الذین قال تعالیٰ فیہم یعلمون ظاہراً
 دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتی پہر وہ اون لوگوں میں ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ نعمت لای جاتی ہیں اور پور
 من الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرة هم غفلون یعنی انہم یعلمون ظاہراً حقیراً خسیساً من الدنیا
 دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتے یعنی یہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی کمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہیں
 وهو ما یشاہدہ من زخارفہا وملازہا وسائر احوالہا الموافقة لشہواتہم الملائمۃ لاهوائہم
 اور یہہ جو کہ انکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو انکی شہوات کی موافق اور انکی ہواؤں کی مطابق ہیں

وهم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطر ببالهم ولا يتفكرون
اور وہ آخرت سے جو کہ بڑا مطلب ہے اور عین مدعا ہے بالکل غافل ہیں اور انکی دلیل خطرہ نہیں آتا اور نہیں سوچتی
 من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اس سے آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امور آخرت کا علم وجود باری تعالیٰ
 وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
اور اسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہے اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات میں
 والاستدلال بتغيراتها على حدودها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی کسی حادثہ میں اور محتاج ہیں طرف پیدا کرنے والی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
 الامادة والعلم والحیوة وهم قصر والنظر على الظواهر المحسوسة كالبهايم ولم يتفكروا في عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم کی اپنی نگاہ ظاہر دیکھتی ہے جو پایہ کی طرح کوتاہ کی اور اسکی عجیب صنعت کو
 صنعه ليستدلوا بها على وجوده وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته فيعلمون ان ما اخبر
خیال نہ کیا تاکہ اسی استدلال ہو اسکی وجود اور قدیم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہ جانچی کہ جو حدیث میں ہے
 من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
امور آخرت میں سے سب ممکن ہیں اور نکاح واقع ہوتا ضروری ہے اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
 وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال نیک و دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت میں اور ایک قسم دوزخ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
 الابراة من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعته
صلوات کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکاروں کی
 النبي صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعته
قیامت کے دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحيح المصابيح من رواه ابو هريرة
قیامت کی روز وہ ہے جس نے کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سے الصلوۃ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے
 وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا اله الا الله خالصا دخل الجنة فانه عليه
اور ایسا ہی مضمون ہے جو زید بن ارقم نے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سے وہ داخل بہشت میں بیشک
 الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخالص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا ہے واسطی حصول جنت کی جوان دونوں حدیثوں میں وعدہ کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہتی والی میں خلوص
 والاخلاص ومعنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
اور اخلاص ہے اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہ ہے کہ اسکا حال مقال کی مطابق ہو پھر جس نے لا الہ الا اللہ تو کہا اور اسکا حال مطابق
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
مقالہ میں نہوا تراویح اور خلوص کچھ نہیں ہے اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہے
 اذا صنع هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على
کہ اسکو یہ قول گناہوں سے باز رکھی اور طاعات کی نصرت لانی اور اگر اسکو گناہوں سے نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عارية يستزمنه
 تواضع من خلوص داخل كمال ہی اور اندیشہ بہر ہی کہ بہر قول او سخن بطور عاریت کی ہو بہر چہ نہ جاوی

لان من لم يكن فيه الا اصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصر على الذنوب قريب من
 کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچھ نہیں ہی اور وہ نیک اعمال میں قصور کرتا رہے اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صدمته الرياح العاصفة التي هي الوسواس الشيطانية المحركة لها
 رخت ایمان کا جڑ سی او کھڑکادی جب او کو تند ہوا میں صدمہ پہنچائیں کہ وہ وسوسہ شیطانی میں جوا و سکومت کرتی رہتی ہیں کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمره لا تثبت
 جسکی ایمان کی جڑ دل میں خوب نہیں بیٹھی اور او کی ہڈیاں تمام اعضا میں نہیں پھیلین اور نہ او کو وہی کچھ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر في
 تروہ جب ملک الموت آویگا قائم نہیں رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ خوب بیٹھی ہی اور او کی ہڈیاں

في الاعضاء وانما يظهر ثمره فيها اذا سقى بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسخ
 اعضا کی اندر جب پہل پھیلے ہیں اور پہل ایمان کا جب ہی لگتی ہی کہ طاعات کی پانی سی چشمہ وقت رات دن سیراب کرتا رہی تاکہ او کی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت
 اور ثابت ہو کر او کی شاخیں پھیلین اور او کو پہل لگی یہہ حال دری خاتمہ سی معلوم نہیں ہو سکتا اور اصل ہی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصر على
 علوم عقلی میں ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرتی کرتی نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہی پہر جو شخص گناہوں پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
 اصر کرتا ہی او کی دین محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں عمر ہر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پہر اگر اس شخص کو

صيلة الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
 رغبت طاعات کی زیادہ تھی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
 زیادہ تھی تو پہر موت کی وقت گناہ ہی گناہ یاد آویگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتوں میں سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتضير سببا لسوء خاتمة فاما الذي غلبت ذنوبه
 یا کسی گناہ کی گناہوں میں سی او کی جان نکل جاتی ہی اور او کو کادل اسمین گناہ ستا ہی یہہ ہی سبب او کی خاتمہ بد کا ہو جاتا ہی اور جس شخص کی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها وقلبه فرجا بها فهذا الخطر في حقه
 اور طاعات سی زیادہ ہوں اور توبہ کی نہ ہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہے اور او کو کادل اسمی میں خوش رہے تو ایسی شخص کی حق میں اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يمثّل صورة معصية في قلبه وتميل اليها نفسه
 بڑا اندیشہ ہی اس واسطی کہ بعضی وقت ماری غلبہ محبت کی صورت گناہ کی او کی دین پیدا ہو جاتی ہی اور او کو کادل اور کو مایل ہوتا ہی

ويقبض عليها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا اصلا او امر تكب لكن
 اور دین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد ہیہی اور جس شخص کی کوئی ہرگز گناہ نہیں کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب وهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله ادعاء ما يجب
 توبہ کر لی سو وہ بے خطر ہیہی اس بیان کی موافق ہر مسلم پر جو لا الہ الا اللہ کہتی ہیں واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
 انك في سريرة واجب هي اذ انك اكرين اورا پنی زبان کو اور عام اعضا کو گناہوں سے بچا دین اس واسطے کہ اکثر لوگ یہہ قیل زبانی کہتی ہیں
 هذا القول ثم يزرع عنهم في اخر اعمالهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
 پہر انہی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا ہی ایمان مرقی میں
 وای مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
 اب کوئی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہے
 ويكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس المحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
 تو آخرت میں اس کا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اسکی حال پر نہیں ہی جو بخانہ سے نکل کر
 المحسرة على الذي يخرج من المسجد ويطرح في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
 افسوس تو بڑا اسکی حال پر ہی جو مسجد میں سے نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا دی
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
 دو قسم کی ہیں بعض ایسی ہیں کہ اوں کا ایمان عاریت کا ہی پہر چھین جاوے گا اور بعض ایسی ہیں کہ ایمان اوں کو بخشا ہوا ہی
 لا يسترد منه والعادة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
 پہر ہرگز نہیں چھینی گا اور نشان اس میں یہہ ہی کہ جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
 تو اوں کا ایمان بخشا ہوا ہی اوتی پہر نہیں جیسا جاوے گا اور جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عارياة يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمتنعه من الذنوب ولتحمله على
 تو اوں کا ایمان عاریت کا ہی وہ چھین جاوے گا کیونکہ اگر اوں کا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوں کو گناہوں سے روکتا اور طاعت کی رغبت
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
 دیتا پس جب اوں کو گناہوں سے روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اس کا دل جو ایمان کا گھر ہی
 مريض فان القلب قد يمرض ويشتد مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
 بیمار ہی بیشک دل کہی بیماری میں سخت مبتلا ہوتا ہی لیکن اس شخص کو بسبب غلبہ ہواہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت
 يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامه ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
 اوں کا دل مر جاتا ہی اور اوں کو موت کی خبر نہیں ہوتی اس کا نشان یہہ ہی کہ دل میں گناہ کی زخم سے الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جب تک
 فيه حيوه ينالو بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
 زندہ رہتا ہی تو اوں کو جتنی اسبب حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سے الم پہتا ہوتا ہی اور کہی اس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر
 حرارة الداء ولا يصبر عليها فيؤثر ببقاء الداء على مشقة الداء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
 بڑگی روا کی بدشت نہیں کرتا اور اسے صبر کرتا ہی پہر وہ الم بہتی رہتی در اکی مشقت میں ٹھکرتا ہی کیونکہ اس کا علاج تو ہواہوس کی مخالفت ہی ہے
 اصعب شيء على النفس وليس لها شيء انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هو لك داءك فان
 نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اسکی حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہی سهل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو ہی اس کا علاج
 فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وأما من خاف مقام ربه
 تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ ہی کہای ہواہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی بیک بس کہی ہوتی ہی

وَكَيْفَ النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالَفُ هَوَاهُ وَيُطِيعُ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيُّ

اور دکان جی کو چاؤس سوہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کر کے اپنی صاحب کی اطاعت کرے اور

مَنْ يَتَّبِعْ هَوَاهُ وَيَخَالَفْ مَوْلَاهُ فَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَىٰ سَمٌّ قَاتِلٌ مِّنْ سُمُومِ الدِّينِ يَفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ

وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیروی کرے اور اپنی صاحب کی مخالفت کرے بیشک اطاعت نفس کی نہ پر قاتل ہی دین کی ذہول میں سے ہیست کی واسطی مار ڈالتا ہی

الْأَبَدَىٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَا لَكَ وَلَا تَبْنُونَ إِلَّا مَنَ اتَى اللَّهَ يَقْلِبْ سَلِيمٌ فَالْخَائِفُ مِنَ الْهَلَاكِ فِي هَذِهِ

جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اسداس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرنا ہی موت ہی اس

الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ إِذَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاِحْتِرَازُ عَنِ السُّمُومِ وَمَا يُضِرُّهُ مِنَ الْمُهْلَكَاتِ فَالْخَائِفُ

دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ ذہول ہی اور تمام مہلکات ہی بچتا ہی سوچو جو ہلاک

مِنَ الْهَلَاكِ الْآبَدَىٰ أَوَّلَىٰ أَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْاِحْتِرَازُ عَنِ الْمَعَاصِي الَّتِي هِيَ سُمُومُ الدِّينِ فَإِنَّ

ابدی کا خوف ہو تو اسکو تو ضرورت واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں ہی بچتا ہی کہ وہ دین کی حق میں نہ ہونے کی ذہول ہی

الْخَوْفُ مِنْ هَذِهِ السُّمُومِ فَوَاتِ الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي لَيْسَ ضَعْفُ أَعْمَارِ الدُّنْيَا عَشْرَ عَشِيرٍ مِّمَّا

بہر ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہ ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اسکی ستون حصہ کو ہیں حتی

أَذِلَّ لَيْسَ لِمَدَّتْهَا أُخْرُوعَايَةٌ وَفِيهَا النِّعَمُ الْمُقِيمُ وَالْمَلَكُ الْعَظِيمُ وَفِي فَوَاتِهَا بَأْسٌ مِّمَّا يَجْهِمُ وَالْعَذَابُ الْكَالِيمُ

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر میں ہی اور زمین نعمتیں دے اور ملک بڑا اور اسکی فوت ہونے میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دہشتناک

فَالْبِدَارُ الْبِدَارُ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ سُمُومُ الذَّنْبِ فِي رُوحِ الْإِيمَانِ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَهُ

پس بدین روجدی طرف تدر اور استغفار کی پہلے اس ہی گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کرے بہر نہ تو پھر میرے فائدہ نہ کیا

الْاِحْتِثَاءُ وَلَا تَهْلِكُ إِلَّا بِمَنْعِهِ وَلَا تَنْفِرُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا وَعظُ الْوَاعِظِينَ وَيَحِقُّ عَلَيْهِ الْقَوْلُ أَنَّهُ مَنْ

بہر احتیاط اور نہ ہلاک نہ ہوگا نہ صرف نہ ہوگا اور نہ نصیحت نہ ہوگی اور نہ وعظ نہ ہوگا اور اسپر بہر ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہ

أَلَّا يَكْفُرُونَ وَبَدَّخَلَ نَحْمَتُ نَصْرِهِ قَوْلَهُ تَعَالَىٰ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَنْفُسِنَا أَزْوَاجًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْتَصِدُونَ

کافر ہی اور اس قول عام کی لی داخل ہو جائیگا معجزاتی میں اسکی گردنوں میں طوق سودہ میں ہونڈیوں تک بہر اسکی سہرا ہی

وَلَا يَفْرُكُ لَفْظَ الْإِيمَانِ وَتَقُولُ الْمَرَدِيَّةُ الْكَافِرُونَ إِذْ قَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الزَّانِي لَا يُزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور ایمان کی قطع نہ کہتے ہیں نہ آتا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر میں اسطرح کہ حدیث میں یہ آیا ہی نہیں کہ زانی نہ زانی اور مؤمن ہی ہو

فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَا أَسْرَدَهُ نَفْيُ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِاللَّهِ وَمَلَكَتْهُ وَكُتِبَ وَرَسُولُهُ

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان نہ ہے اللہ تعالیٰ کا اور اسکی فرستون کا اور یہی کتابوں کا بڑا اسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فَإِنَّ هَذَا الْإِيمَانَ لَا يَنَافِيهِ الزَّانُ وَسَائِرُ الذَّنُوبِ بَلْ أَسْرَدَ نَفْيُ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِكَوْنِ الزَّانِ

کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافاتی زنا کا ہی اور نہ منافاتی تمام اور گناہوں کا بلکہ وہ ایمان ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سَائِرُ الذَّنُوبِ مَبْعَدٌ عَنِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَمَوْجِبٌ لِّمَقْتِهِ فَالْمَحْجُوبُ عَنْ هَذَا الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ فَرَعٌ

تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکی کا ہیں وہ جانتا تھا ہی سوچو شخص اس فرعی ایمان ہی محجوب ہو

سَيَحْجِبُ فِي الْخَاتِمَةِ عَنْ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ حَقِّ قَالِ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَ الْعَاصِي لِلْمُطِيعِ إِنَّا

تو کیا بعید ہی کلام کی وقت اصل ایمان ہی ہی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نے کہا ہی کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع ہی کہ میں ہی

مُؤْمِنٌ كَمَا أَنْتَ مُؤْمِنٌ بِشَبَهِ فَوَلِّ شَجَرَةَ الْقَرْعِ لَشَجَرَةِ الصُّوْبِ إِنَّا شَجَرَةٌ كَمَا أَنْتَ شَجَرَةٌ وَهَذَا أَحْسَنُ

ولیس ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ہے کی کہ وہ کی درخت نی صنوبر ہی کہا میں ہی دلسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی بہر صورت

ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
 کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزان کی چلیں گی اور
 انقلعت اصولک وانتشرت اوراقک فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياي في
 تیری جڑ اوکھڑ چلی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جائیگی تب تیرا یہہ کھنڈ کھل جاوے گا کہ نام میں تو ہی میرا شریک ہی
 اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكن العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
 درخت کھلتا ہی میرے جھکے خیر ہی نہیں کہ درخت کیونکر قائم رہتی ہیں سواسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال ہی واقف ہو جاگا جب موت کی
 رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركتك للطيمع في
 آندھ کی چلی گی اور موت کی سكرات پیدا ہوگی تب کھل جاوے گا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
 اسم المئوم من الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
 مؤمن کہتا تھا یحزنی میں کہ ایمان کی بات سہی قائم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
 العارفين اذا ظهرت لك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيدله حينئذ
 عارف کہتی ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خیر دار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھ باقی نہیں رہی اب اوکو اسقدر
 من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملة ما كان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى
 حسرت اور ندامت میں آہتی کلکراؤ سکی قبضہ میں تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ آدمی عمر میں ایک کھڑے زیادہ ہو جا
 يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الياس عن التدارك وحسرة الندامة
 کہ اپنی افراط تفريط کا عوض کر دی سوا اسکا کوئی سبیل نہ ہو سکیگا سو خوف کی کہوت نگہ مگر ٹی ہوئی تدارک ہی لاچار ہو کر پیتا رہیگا
 على تضيق العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتفرغ عن فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في
 عمر بیکرا ہو کر ایسی کار بار میں جو ضرر پہنچا دین اور کچھ فائدہ نہ دین یہ روکی جان نکلتی کوگی میں آوارہ کر دی گی اور روزی تو یہ کی کند ہو جاوے گی بہر حال
 الحسرة والندامة وذلك قيل وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسہل ہی کہا گیا ہی اور انکی توبہ نہیں جو کرتی طاقی ہیں بری کام جیتک سامنی ہی ایسی کیسی
 الموت قال اني ثبت لان ولما التوبة على الذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 موت کہتی تھیں میں نے توبہ کی توبہ قبول کرنی اسکو ضرور سوا انکی جو عمل کرتی ہیں برا نادانی ہی بہر توبہ کرتی ہیں
 قريب والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويحذر اثرها بحسنه يرد فيها قبل
 شتاب ہی اور مراد قرب ہی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی او سیر شرمندہ ہو کر اسکا نشان مٹا دی کوئی سی کد او سکی سہا تہ ہی عمل کری
 ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
 اس ہی پہل کہ اوکی تاریکی دل پر پہنچا دی کہ یہ وہ تاریکی ہرگز نہ جاسی اسہل ہی فرمایا ہی علیہ الصلوۃ والسلام کی برای کی سہا تہ
 الحسنة تحوها وقال لقمان لابنه يبنى لا توخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
 نکوئی کر کہ وہ کوئی اوکو مٹاویگی اور لقمان فی اپنی بیٹی سی کہا ہی بچہ توبہ میں دیر نہ کرنا کیونکہ موت چانچک آجاتی ہی سو جتنی جلد ہی توبہ کی
 الى التوبة بالتسوية قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر
 اور دیر نہ کرنا کہی جلد ہی موت اوکو آتی ہی یہ اوکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کری اسہل ہی حدیث میں آیا ہی
 عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
 ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوۃ والسلام فی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کر نیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہتا ہی ان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفرض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك
 اورده شخص بلك ہوتا ہے کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقاء پر رکھتا ہے جو کہ وہ کسی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی ہی رہا تو شاید چھوٹا گناہ اب جس پر چڑھ سکتا
 الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقا
 یعنی تو بہ نہیں کرتا کل ہی تجھڑ سکی کیونکہ اب غلبہ شہوت کلاما را تو بہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس ہی جہا نہیں ہوگی
 بل تضاعف وتتأكد بالاعتیاد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتیاد كالشهوة التي لم يتركها
 بلکہ بڑھتی جاوے گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی فی خوب عادت کرتی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی
 وعن هذا قبل هلك المستوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في
 اسہلی کہتی ہیں کہ دیر کرنے والی جاتی رہی کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیرون میں فرق ہی اور یہ نہیں سمجھتی کہ دن تمام ایک ہی ہیں
 كون ترك الشهوات شاقا فيها أبدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات
 شہوت ترک کرنا ہمیشہ دشواری سرعاً قل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اس کی کوئی گناہ صادر ہو
 لان من عصي الله تعالى في شيء منها ولم يبت عنه على الفور يكون من الظالمين لقوله تعالى
 کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اسد تعالیٰ کی کسی بات میں اور ترک توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کہ نور
 لم يبت فاولئك هم الظالمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلاثة علم وحال وقصد
 توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد
 اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه جابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم وهو
 علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ میں روکتا ہی اور حال ہی مراد شرمندگی ہی اور قصد
 الندم تالم القلب تحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
 شرمندگی کا یہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور خزن پیدا ہو جب یہ سمجھی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
 بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملا بس به واداء كل فر
 نہانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر تو کچھ حال ہی توبہ نگاہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جس میں مبتلا ہی اور ادراکی ہر فرض کو
 هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو ودوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر
 پلو سکی ذمہ پر ہی اور نہانہ استقبال سی یہ علاقہ ہی کہ آئینہ کو ہمیشہ تمام عطاات میں مصروف ہی اور نہانہ سی بچتا ہی
 العبر واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات ثم ترك
 اور نہانہ ماضی سی یہ علاقہ ہی کہ تمام قصوروں کا عوض کری جزانہ ماضی میں گزری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہی کہ طاعات میں غور کر کے کمپا لیا
 منها والى المعاصي فاعلم منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فافضل عليه
 بہترین ہیں اور معاصی میں تامل کری کہ کون کونسی عقیقہ ہیں پہر اگر اسکی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اسکا تدارک قصا کر کر دی بہر جب تمام فرائض
 من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب
 اور واجبات اپنی ذمہ کی اوکھ کی تو اپنی معاصی میں خور کری معاصی میں جو جو صرف حق اللہ ہیں تو اس میں فقط دسی ہی شدہ نہ ہو تا
 والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فاعلم ما عليه برده اليه
 اور نہانہ سی استغفار کر لی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبھی ایسی حرکت ہرگز نہ کرے گا اور حقوق العباد میں سی جسکا مالک معلوم ہو تو اسکا حق اسکو ادا کر دی
 ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل في حلال
 اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہیں تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ غیر مالی ہو تو اسکا حق اسکا مالک سے لے کر لیا جائیگا

عليه مظلمته فعليه ان يحسن اليه وليسعي في مهماته حتى يستقيل به قلبه اليه ويجعله في
 اب اسكويه لازم بي كراوسكي سانه بهاي بي پيش آوي اوراوسكي كاروبارين كوشش كوي تا كراوسكي اسكويه لازم بي پيش اوراوسكي

حل فان الانسان عبدا لاحسان وقد روي عن ابن مسعود رضاه عليه الصلوة والسلام قال
 كروي كيونكر انسان احسان كا بنده هوتا بي اوراين مسعودي روايت بي كوني عليه الصلوة والسلام ني فرمايا بي

جلبت القلوب على حب من احسن اليها وعلى بغض من اساء اليها فكل من نفر قلبه بسبب
 عادت بي دلون كي كرايني محسن كي دوست خير خواه هوتي بين اورايني انكر رسان كي به خواه هوتي بين پير چسكا دل وكي بيدي كي سببي سترار هوتا بي

يطيب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بكثرة الاحسان اليه والسعي في مهماته يؤمل ان يجعله
 فويهاشي سي خوش هوتا كا . پير چسكا دل بسبب كثرت احسان كي اورايني كاروبارين ساعي ديكه خوش هوتا كا تواسيدي كراوسكي

في حل وان ابى الا الاصرار يكون احسانه اليه وسعيه في مهماته من جملة حسناته التي يمكن
 صاف كروي اورا كروه ثاني سوي بدلايني كي تو او كي بهلاييان او كي سانه اوراوسكي كوشش او كي كاروبارين پير بي ايسي حسنتا بين كمكن بي

ان يجيرها جانيته يوم القيمة فينبغي ان يكون قد رسعياه في فرجه وسرور قلبه بالاحسان اليه
 كقيامت كي دن او كي خطا كا بدل هوتا بين اب لايتي پير بي كراوسكي خوشي اورا دل راضي كوني بين احسان سي

والسعي في مهماته كقدر سعيه في ابدائه حتى اذا قاوم احدهما الاخر او مزاد عليه ياخذ ذلك منه
 اورا كاروبارين سعي كرلي سي آني محنت او شادي كه جيتي اوسي تقديف دي تبي ميان نيك كرا كروهو برابر كييا دين تو او كي محنت برابر نكلي يا نيزاوه بوجا كره اپنا اوس سي

عوضا يوم القيمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه في الحقوق والغير
 قياست كي دن بدلايني اورا كروه حق والا غايب هوتا مرگيا هو اورا ظالم اوسي معاف نهي كرا سكتا حقوق غير ماليه كو

المالية او كان فقيرا غير قادر على التصديق بمقدار ما عليه من الحقوق المالية يجب عليه ان
 ياظالم مفسس هو قدرت نهي بي كه جيتا او كي ذمه پراسكا حق مالي بي او كي بدل خيرات كر سكي قلوب اسپر پير به واجب بي

يكثرا قدر عليه من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر
 كريك اعمال بيت كيا كوي اورا هر وقت مظلوم كي حق بين دعا مغفرت كي كيا كوي مؤمن مروه و مظلوم يا مؤمن مروت

الاوليات فانه اذا فعل كذلك يرجي من فضل الله تعالى وكرمه ان يرضي خصمه يوم القيمة لما روي
 جيسا نظام ني بيده عمل كيا تو خدا تعالى كي فضل اورا كرم سي اسيدي بي كراوسكي مدعي كو قياست كي دن راضي كروي كيونكر او تبي

عن ابي هريرة انه قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس اذ ضحك حتى بدت ثناياه
 ابو هريرة رضي الله عنه سي كه ايك وقت رسلا الله صلى الله عليه وسلم جيسا بيدي تبي چا نكل تانا هسي كه دنان مبارك نظراني لگي

فقيل له مم تضحك يا رسول الله قال رجلا من امتي حثيا بين يدي رب العزة فقال احدهما
 كسي تبي چا كيون هسي هو يا رسول الله فرمايا دوشخص ميري امت كا سامني رب العزت كي آيتي ايك كي كا

يا رب خذني مظلمتي من هذا فقال الله تعالى اعط اخاك مظلمته فقال يا رب لو تبقي من
 يا الله سمر ايله اس سي دي الله تعالى ني فرمايا كرايني بهاني كا حق اورا كروي اوني عرض كيا يا آني ميري حسنتا بين سي

حسناتي شئ فقال الله تعالى ما تصنع بانحك لم تبقي من حسناته شئ فقال يا رب فليجعل
 تو كچه نهي بجا پير الله تعالى فرمايا اب تو كيا كرگيا اپني بهاني كي سانه كراوسكي حسنتا بين سي كچه تي نهي با پير عرض كيا يا الله تو ميري گناه

عني من اوزاري ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم
 او سپر ريكوي پير پير پيرين دونو كه بين رسول الله صلى الله عليه وسلم كي پير فرمايا بيتك پير ده دن بي كه دنان

يحتاج الناس فيه الى ان يجعل عنهم وترادهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

الى الجنان فيرفع بصرك فيرى من الخير والنعمة ما يحب فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطيك

فيقول من يملأه فيقول انما اذ يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

كان كافرا يكون الامر مشكلا حلالا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

لارصائه ولا اعطاء ثواب المؤمن اليه ولا التحميل لاثم الكفر على المؤمن ولا يرجع منه العفو

فيكون خصومه اشد وكذا اذا كان الحق لهما ثم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

بذنوب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

اذ لا ذنب لهما فيجعل عنها ذنبا وليست اهل الاخذ بالحسنات فتعين العقاب المجلس

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدق ما قل

الا حرمه الله على الناس هذا الحديث من صحيح المصايم رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتض

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالا واهر ولم يبت عن النواهي ليس

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

شهادته بامتنال الا واهر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على الناس يشير الى هذا المعنى

قوله عليه الصلوة والسلام صدق ما قل لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

اسمها حجة من اس لفظه

یتوجه العبد الى طلب مرضى مولاه بامثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم
تؤدى ايماني مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اور کسی حکم کو بجا لا کر اور منع سی باز نہ کر اور اگر کوئی نہ حکم پر عمل کیا تو نہ
یتنه عن النواهي يكون شهادته بعجز اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجان القلب
روکتی سی رککا تو کوئی دہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقادی نہیں ہی اسکی کڑبان دل کا اظہار کر نیوالی ہی
والاعضاء شهود علی ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور نہ بتاؤ وغیرہ اعضا مکواہ میں انسان کی زبانی دعویٰ ہے پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعویٰ کری اور نہ اپنی ارکان کو
اركانه علی ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ایمان کی مطابق برتا ہی تو وہ شخص اپنی دعویٰ میں سچا ہی اور اسکا دعویٰ ثابت ہی اور اگر کوئی اپنی ارکان ایمان کی
علی ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظاهر من هذا ان ما يجري
مطابق احتمال ممکنی تو وہ اپنی دعویٰ میں سچا نہیں ہی اور نہ اسکا دعویٰ ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہیں
علی اللسان فلا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقادی نہیں ہوتی اگرچہ واقع میں سچی ہو جیسی قول منافقوں کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشهد انك رسول الله فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله
صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم گواہی دیتی ہیں کہ بیشک تم اسکی رسول ہو تو یہ قول اولیٰ واقع میں سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالیٰ فرما
والله يعلم انك رسول الله لكن لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى والله يشهد ان
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اسکا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقادی نہیں کہتی تھے تو اللہ تعالیٰ انکو جھٹلا با اور اسدہ گواہی دیتا ہی
المنافقين لكن بؤن وسبب ذلك ان الشهادة علی ما ذكر في الصحاح خبر قاطع ولهذا شرط في
کہ منافق بیشک جو بڑی ہیں اور اسکا سبب یہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہیں اسلیٰ گواہوں میں
الشاهد ان يشهد بشئ ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہ شہد ہی کہ گواہی تب واکرین جبرہ شئی اوکی عنده میں یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی فرمایا ہی جب مجھکو کتاب کی مثال
الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی وہ پھر جو شخص ایسی مقدمہ کی جواوکی نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہی گواہی دی تو وہ جو بڑ ہوگی اگرچہ واقع میں سچی ہو
ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر
اسی واسطی حدیث میں یہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع ہی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اسکا اثر
اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعى حصول علم اليقين عنده
اعضاء میں آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑھتا ہی تو وہ دعویٰ کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقیناً معلوم ہیں
بمعناها واذا لم يكن عنده العلم بمعناها لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر انکو اوکی معنی معلوم نہیں تو وہ اپنی دعویٰ میں سچا نہیں ہی اور نہ اسکا دعویٰ ثابت ہی پھر
يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناها لا يكفي في حصول حقيقة الايمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسکی کہ زبانی پڑھتی سی بدون معلوم کرنی معنوں کی حقیقت ایمان کی کبھی حاصل نہیں ہوتی
بل لابد من حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناها لان جميع ما يجب
بلکہ ضروری واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اوکی معنی سمجھ کر زبان سی پڑھی اسلیٰ کہ سکلف پر جو عقابہ

على الكلف معرفته من عقائد الايمان وفي حقه تعالى وحق رسوله متدرج فيها لان الكلفة الاولى
 كالكلف بوجوب عقايد الايمان من حيث نسبت ذاتي
 كالكلف بوجوب عقايد الايمان من حيث نسبت ذاتي
 منها مركبة من نفى واثبات والذي نفى عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
 كالكلف بوجوب عقايد الايمان من حيث نسبت ذاتي
 الالهية وهي تشتمل على معينين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثاني اقتضائه جميع
 الالهية وهي تشتمل على معينين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثاني اقتضائه جميع
 اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
 ماعداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
 البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء من هذه
 الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التثنية على النقائص
 ويدخل في التثنية عن النقائص جوب السمع البصر الكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان منصفيا بالنقائص
 ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التثنية عن الاغراض في افعاله وحكامه
 اذ لو لم يجب له تعالى التثنية عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
 ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك
 الشيء ليتكمله به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما اقتضائه جميع ماعداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
 القدرة والامرادة والعلم والحياة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء
 من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدة اذ لو لم يجب له تعالى الوحدة لكان معه ثا
 في الالهية لو يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزها وبوخذ من اقتضائه جميع ماعداه اليه تعالى
 حدوث العالم باسرها اذ لو كان شيء منه قدما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
 كتمام عالم حادث هي كيونك انك كوني شئ عالم من سى قديم هو توده الله تعالى سى في نيانه هو ت

والعلم والحیوة لكان حازر عن ایجاد شی من العالم لان لا یجاد اثر القدرۃ وتأثیر القدرۃ فی شی
اور علم اور حی ہو تو سلسلہ عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ پیدا کر سکیگا اسلی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہو تا ہی اور اثر قدرت کا کسی شے میں
من لا شیاء یتوقف علی ارادة ذلك الشی و ارادة ذلك الشی تتوقف علی العلم به لان القصد الی
اسیلا ہی بدول اراده اوس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ شے کا بدول علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ ارادہ کسی شے کی
ایجاد شی مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یتوقف علی الحیوة لكونها
پیدا کر سکیگا لی جانی ہو جی محال ہی اور یہ تینوں صفات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات تین شرط ہی
شرطاً فیہا فعلی هذا یكون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراته دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرۃ کا عالم کی ذلت میں سی یقینی دلیل ہی وجود انہی
وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ ہی اور ان صفات کی ضدین محال ہیں اسی لہٰذا
كان بعض اهل التوحید یقولون استدلالاً بالانحراف علی المؤثر ما راينا شیئاً الا راينا الله بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہمیں جب کسی شے کو دیکھا بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک
کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدھا لا تنزل تتکلم بکلام لا حرف
ہر ذرۃ عالم کی ذرات کا اس سبب ہی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال ہی بہ کلام کرتی ہیں جسین نہ کوئی حرف
فیہ ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة لیسمع
اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی
کلامها السامعون ولا یسمع الذین هم عن السمع لغزولن والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اونکی کلام کو سمجھنے والی سب سنی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنی جسکی سماعت بیگاری اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسی
لیسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجمی السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الا اصوات
وہ کلام سنی جاتی جسین نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عری ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد ہیں ہی جس سی حرف آواز سنی جاوی
وتشارك فیہ البہائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیہ البہائم الانسان والحاصل ان الانسان
اور انہیں بہائم ہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اس چیز میں یکساں ہی جسیں آدمی اور چوہا یہ یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ انسان
لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الاما دلّ علیہ افعاله تعالی فما لم یدلّ علیہ افعاله تعالی
صفات انہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اونکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی
كالسمع والبصر والكلام فقد یستدل علی ثبوتھالہ تعالی قارۃ بالعقل وقارۃ بالنقل اقا وجہ
جسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کہیں استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کہیں نقلی
الاستدلال علی ثبوتھالہ تعالی بالعقل فہو انھا صفات کمال و اضدادھا صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہ ہی کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی
واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجہ اتصافہ تعالی
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہونا موصوف ہونا اللہ تعالی کا
بتلك الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتھالہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتھا
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فرج العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطی اللہ کی ہیں واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتری دلیل عقلی سی اسلمی

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال انکی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال ہی استدلال کیا جادی اور یہ ثبوت ان صفات کی اللہ تعالیٰ کو اور ذات اللہ تعالیٰ کا کیو

معلوم الا احد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب تصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہی صفات کا لیے ہیں ان صفات ہی موصوف ہونا ہی ضروری ایسا اگر ان صفات ہی کو

ان يتصف باضدادها بل كونها كالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

تو انکی ضد ہی پائی جاوے گی بلکہ یہ صفات ہماری حق میں کالیہ ہیں اور ہماری حق میں کالیہ ہونی سی یہ لازم نہیں آتا

اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها

کہ اللہ تعالیٰ کی واسطی ہی کالیہ ہوں کیا جبکہ معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کال ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت کہ کمال ہیں

في حقه تعالى لكونها من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشاهد

کیونکہ یہ دونو صفات جسمانی ہیں اس میں معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلون میں سی

تضمنت الاقسام الثلاثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اللہ تعالیٰ کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اس پر محال ہی اور جو جائز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہیں اور جائز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يدك عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلمی کردہ معجزہ کی

من افعاله تعالى خارق للعادة قاهر مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعوة الرسالة فا

ہی اللہ تعالیٰ کی افعال میں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسول في كل

جائیکہ امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھ پر رسالت کا دعوی کیا کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغه عنى لسوء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اقام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کردہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلیجی ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلاں فلاں حکم دیکر بھیجا ہی اوس جماعت کی

منه حجة تدل على صدقه فقال لية صدقني اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس ہی ایسی حجت طلب کی جس سی اسکا صدق معلوم ہوا اوس شخص کی کہ پادشاہ ہی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کھڑا ہوگا

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیشه جاوی بہر بادشاہ فی اوکی کہتی سی یہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس قول کی ہے

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى ويفيد للعلم الضرورى بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو میری طرف سے بیان کرتا ہے اور اس سے علم ضروری اس کی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہ حرکت دیکھتا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثل مطابق لحال الرسول

اور اسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ اسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچتی اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول جید اسلام کی حال سے

عليه السلام في اعادة معجزته العلم الضرورى بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کو معجزہ سے یہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہے کیسے والی کو اور اسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقاً فعلياً من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اور اسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہے بہر جب معجزہ تصدیق فعل ثابت ہوا اسد تعالیٰ کی طرف سے واسطی ہادی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان يكون تصديقاً فعلياً منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہے کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سے واسطی اور انبیاء کی ہے کیونکہ وہ بھی نبوت میں یکساں ہیں پس ہر ایک حق میں

الصدق والامانة وتبليغ ما امر واقتليغه للخلق وليستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

محمدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہے اور اوکی حق میں خلاف ان صفات کا محال ہے یعنی جھوٹ

والخيانة وكتمان شيء مما امر واقتليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص ثقتهم

اور خیانت اور چھپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جائز ہے اوکی نسبت حالات بشری جس سے مرتبہ میں کچھ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اوکی لئے اور محال ہونا دروغ کا اوپر اسلئے ہی کہ اللہ تعالیٰ اوکی تصدیق معجزہ سے کرتا ہے جو قائم

مقام صريح القول فلولا يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف اشارہ کی ہے بہر اگر صدق واجب نہ ہو بلکہ اوپر کذب جائز ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر جائز ہوگا اسلئے کہ

الكاذب كذب والكذب على الله محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم

جھوٹی کی تصدیق ہی جھوٹ ہی ہوتی ہے اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے اولاً نہ اسکا واجب ہونا اوکی لئے اور خیانت کا محال ہونا اوپر اس واسطی ہی

لو كانوا يفعلون شيئاً مما هو محرر ومكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کریں کسی کار میں کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار بدست کر طاعت ہو جاوی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فی خلقت کو یہ حکم فرمایا ہے

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بياهم بمحرر ومكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت میں پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ حرام یا مکروہ کا حکم نہیں فرماتا سو اگر علم انہی میں انبیاء سے خیانت سرزد ہوتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شيء مما هو محرر ومكروه فلا يقم منهم

خلقت کو کہی اوکی اقتداء کا حکم نہ ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فی انکو تمام محرمات اور مکروہات سے عصم فرمایا ہے اسی سے وہی

الاما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فلنحو ان افعالهم واثرة

کار عمل میں آتا ہے جو واجب ہے یا مستحب ہے یا مباح ہے یہ حال ہی بخلاف کیفیت اس کار عمل کی اور اگر خیال کیجئے انبیاء کی طرف تو حق یہ ہے کہ اوکی افعال محرمات

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة بل انما يقع منهم

در میان فقط وجوب اور مستحب کی مباح ہے اونی عمل میں نہیں آتا جسی اور عوام سے موافق شہوت کی عمل میں آتا ہے بلکہ اونی سواہی

بنیة صالحة یصیر بها طاعة و اقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا یجب علی كل مؤمن
 نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سے وہ مباح طاعت ہو جائے یا نبی اور کسی سے کم بارادۃ تعلیم غرض کی جب یہ ثابت ہو چکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہے
 ان یکون علی حد ر عظیم و وجہ شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان یصغی بأذنه او یلتفت
 کہ بہت پرہیز کرنا ہے اپنی کان پر مبادا اپنا دھکا سلب ہو جاوی اس سے کہ سنی اپنی کانوں سے اور توجہ کری
 بعقله الی خرافت ینقلها فی حقهم خذلة المورخین و یتبعهم فی بعضها بعض الحملة من المفترین
 اپنی عقل سے طرف پیوڑہ نقلوں کی جو بعض مورخ نابکار اور کئی حال میں بیان کرتے ہیں اور ان کی ساتھ بعض جاہل مفسر بھی ہو گئے ہیں
 فانهم لقلۃ تخصیلمهم و عدم تحقیقهم بما یفترون فی ذلك بظواهر من الكتاب و السنة و لهذا
 یہ لوگ سبب فی علمی کی تحقیق بعض وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی اور اگر پیشی ہیں
 قبل التمسك فی معرفة الله تعالی و معرفة رسوله بجمہر ظواهر الكتاب و السنة اصل من اصول
 کہتے ہیں کہ حجت کرنی معرفت الہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سے اصل فکر کی جڑ ہے
 الکفر قال الامام السنوسی و كذلك تلحق هذا العلم من مجرد الكتب و المشائخ المصحفین و المتفقهین
 امام سنوسی کہتے ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور شیخ تصنیف کار اور فقہاء
 بلا تحقیق و ما وجوب التبلیغ لهم و استحالة الکتان علیهم فلا یحکم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغه لکان للناس
 بی تحقیق سے کفر کی جڑ ہے اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور حال ہونا جیسا کہ کسی امر کا اسلی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چاہا ہیں
 ما مودین بالاعتداء بهم فی کتمان بعض ما امروا بتبلیغه من العلم النافع لمن اضطر الیه و کبفیت تصور
 روکی ہوئی کی وہاں جیسا اپنی بعض مسائل تبلیغ کی جیسی پہلی بات حاجت مند کی اور کب خیال میں آسکتا
 ذلك فان الکتان حرام ملعون فاعلم بشهادة قوله تعالی ان الذین یکتمون ما اوتوا من
 کہ جس کو چھپانا حرام ہے اور جیسا نبی لا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ سنی اوتارا
 البینات الہدی من بعد ما بکثرت للناس فی الکتب اولیک یتعلمون الله و یتعلمون اللعینون
 صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اس کی کہ ہم ان کو کہول چل لوگوں کی واسطی کتاب میں ان کو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت نبی والی
 و اما جواز الاعراض البشریة فی حقهم فلا یحکم الا انصر فی رسالتهم و علو منزلتهم بل ہی مما ترید فی
 اور جائز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق میں اسلی ہی کہ اسمیں کچھ رسالت کا ضرر او بلند منزلت میں کچھ خلل نہیں ہی بلکہ سمین اور ہی ترتیب دینا ہے
 مراتبهم باعتبار عظیم اجرهم من جهة ما یقارنہا من طاعة صبرهم فانه تعالی کان قادرا علی
 اعتبار عظمت ثواب کی کہ ان کو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہے
 ایصالہ الیہم ذلك الثواب العظیم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظیم حکمتہ اختاران یوصل الیہم
 کہ وہ تمام ثواب عظیم ان کو بدون مشقت و محنت کی پر اپنی حکمت کاملہ سے یہ ہے ہی پسند کیا کہ ان کو
 ذلك الثواب مع تلك الاعراض وفقا بضعفاء العقول لئلا یعتقدوا فیہم الا لوهیة و فیہا ایضا عظم
 وہ ثواب اور عارض ہونی اول عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقول پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدا الیکا نہ کریں اور سمیں
 دلیل علی صدقہم و کوفہم مبعوثین من عند الله تعالی و کون ما ظہر علی ایدہم من الخوارق مخلوقة
 ان کی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر ظہر کی طرف سے بڑی دلیل ہے اور اس پر کہ جو خوارق یعنی امور خاصہ عادت و معجزات ان کی اتہ پر پیدا ہوتی ہیں
 لله تعالی من غیر ان یکون لهم قدرة علی اختراعہا اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعہا لرفعوا عن انفسهم
 وہ سبب کی پیدا کی ہوتی ہیں انبیاء کو کچھ اور سمیں دخل نہیں ہی کہ پیدا کریں اسلی کہ اگر ان کو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سے

ما هو ليس منها من المرض والجوع والعطش والمحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
 آسان کار بهی دفع کردنی بیماری بهوکه پیاس تخفیف گرمی سردی کی ایذا خلق کی اورمانند اسکی اورستون کی بهی بڑا فائدہ ہی

عظمت وھی تشریح الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرفنا حکام السہو فی الصلوٰۃ من سہو علیہ السلام
کہ خلقت کی واسطی وی احکام جو عوارض سی متعلق ہیں جائز ہو جاتی ہیں جیسا کہ مذکور ہے کہ فی مسائل متغیر خدا کی سہو کرئی ہی معلوم ہو گئی

اور کیفیت نماز پڑھنے کی بیماری اور خوف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرتی سی معلوم ہوئی اور طریق کھانا کھانا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة
بالي يني كما اورا نند اسكى آپ كى كها نى يني سى معلوم هوا اسى معلوم هوا كه دونو كلمى شهادت من

مع اختصارها متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقہ تعالیٰ وحق رسلہ من عقائد وادوار اختصاصیہ کہ جو مکلف پر درباب معرفت الہی اور معرفت رسل کی عطا ہے

الایمان و لذلك جعلها الشرع دلیلا علی ما فی القلب من عقائد الایمان حتی لا یقبل من أحد
 امرای من سبی واجب سب داخل سبی اسبی واسطه شرع فی انکد دلها بر سبی عقابه اکاذی بر حو دلایم سبی فی سب سب کما انکد سب مقبل سبی

الایمان الایه ما فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یرتد عن معناه ثم یرتد عن معناه حتی

يبتزج معناها يلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرها مع هم معناها ولا حول ولا قوة

الابا لله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك

لا يدخل الجنة هذا الحديث من صحيح المصايم رواه ابو ذر و ظاهره يقتضي ان يدخل الجنة

كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منها وليس كذلك لانه

اور حقیقت میں یوں نہیں ہو سکتی کہ رسول
 علیہ السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنهما مراده لان قول من يقول لا اله الا الله يستلزم

دخول الجنة مالم يضمن اليه قوله محمد رسول الله الا لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام

کہ جنت میں داخل ہو جب تک اس کی سزا نہ ہو محمد رسول اللہ صلاوی اس واسطے کہ ایمان بدوں دولتوں کی پورا نہیں ہوتا پھر رسول علیہ السلام فی
 اشار بقولہ ثم مات علی ذلک الی لزوم الثبات علی الایمان الی الموت لان من لم یثبت علی الایمان بل

اشاره اس لفظ سی پیر اوسی بر مری یہ ارشاد فرمایا کہ مرنی دم تک بدستور ایمان پر قائم رہی اس واسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہے گا بلکہ
 ما علی الکفر لا یمنعه ایمانہ الذی کان قبل ذلک وانما یمنعه الایمان الذی یکون ثابتا الی الموت۔

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يمتنع عنها فان من مات على الايمان
 وہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور تو بہ ہی کی ہو کیونکہ جو شخص ایمان ہی اٹھاتا ہی
 مع كونه مصرا على الذنوب غير ثابت عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويبدله
 اگرچہ وہ شخص گناہوں پر چارم اور گناہوں سے توبہ ہی کی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالیٰ اؤ کو معاف کرے
 الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
 بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پھر جنت میں داخل کری گنجہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہ سمجھنا
 ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان
 کہ دونوں کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اطوار کی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلی ضرور ہوا
 يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
 کہ ان کلموں کا پڑھنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہی کیونکہ انکی پڑھنی ہی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی
 حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنته
 اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکمن پر قائم ہی پہا اگر اؤ کو علم ہی نہ ہو اور انکی مضمون کا
 لا يكون لها طائل ولا فصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بانزاء تحريك اللسان من
 پھر زبان کی پڑھنی سی کچھ فائدہ نہ حصول اسلی کہ ان کلموں میں کچھ زبان ہلانے کی بزرگی نہیں ہی جب تک دل میں
 غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بانزاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فغلي هذا
 انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت ہی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی ہوتی
 يجب على كل مؤمن ان يعتني ببيانها في معرفة معناهما اذ هما من الجنة وسبب الخلاص من الهلاك
 ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہاں تک بن آدمی انکی معنی دریافت کر لی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا
 في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما ولا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
 دنیا اور آخرت کی آفات ہی یہ ہی ہیں اور علماء اصاف کہہ چکی ہیں کہ سمجھنا انکی معنوں کا پر ضروری نہیں تو انکا ذاتی پڑھنا دائمی آگ سی
 من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
 نجات دینی میں کچھ فائدہ نہ دیکر کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچھا گیا ایسی شخصی حال سی جو دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی اور غا ذر روزہ ادا کرتا ہی
 ويفعل الزوا من العبادات لكن نظقه وعبادته ليس على الايتان بجز صور الاقوال والافعال
 اور اور عبادتین کرتا ہی پہا اور کچھ پڑھتا اور عبادت کرتی یہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل
 على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
 وہی ہی عمل میں لاتا ہی جسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکھتا ہی اتنا کہ دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی پرا انکی معنی نہیں سمجھتا اور نہ
 يدري معنى كماله ولا معنى الرسول ولا مانفي ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير كماله وهل
 معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجھتا ہی اور نہ یہ یہی کیافنی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کہی اؤ کو یہ دم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ ہی آیا
 ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
 فائدہ دیکھا اس شخص کو جو جواو سی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوپر حقیقت ایمان کی صادق ہی
 فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
 خدا کی نزدیکی نہیں سوسب فی یہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخص کو اسلام میں سی کچھ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور احوال الايمان وفعالها ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
 اگر چه اوصی ظاهری قول او فعل مذکور ایمان کی ہی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى
 حق میں ذکر کیا ہی سبب ظاہری بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا يجب على كل من يريد النجاة من المؤبد والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق
 اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچنا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اور پھر واجب ہوگا کہ پہلی کوشش کرے کہ انکی معنی دریافت کرے کہ پہلی کوشش

بهما مع فهم معناها ليوجد فيه اقارب باللسان وتصديق بالجمان ويحصل له حقيقة الايمان
 زبان کی پہلی بات کہ دو سہ زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اس کو حاصل ہو

فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من نفى وثبات فالمنفى كل فرد من افراد حقيقة الاله
 پس پہلا کلمہ ان دونوں میں سے نفی اور ثبات سے مرکب ہے سو منفی تو ہر فرد سبب حقیقت کا ہی

سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود
 سوا ذات الہی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی اللہ واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي
 معزوار عبادت کا اور بہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینہ

يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
 دلالت کرتی ہے کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الہی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہ عالم

حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا
 حادث اور موجود کا محتاج ہو کہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا ایک پیدا کرنے والا ہی اور وہ محدث ضروری کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التماثل ليقضوا
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات ہو اس کی کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو بیشک اوکی آپس میں رکنوں کی سی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولولم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلما
 جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو کی اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آئے گا بالتسلسل اور یہ دونوں

محال ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
 محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی پیدا کر سکی اس کی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك وامرارة ذلك الشيء يقتضي
 کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اس کا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اس شئی کا بلا جانی ہوجی

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث ليقضوا
 نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد الی ایجاد شئی کے ساتھ عدم العلم بہ محال اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے بدولت

الحياة لكونها شرطاً فيها فعل هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده
 حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات تین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینہ دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجہ پر

وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات الاربعة المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
 اور اس کی وحدت اور قدیم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ ہی اس کی بعضی اہل توحید

وذلك الدلیل ظهور المعجزة علی یدیه عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہوتا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہے کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہلی ہوئی
لانہا فعل من افعاله تعالیٰ خارجاً للعادة نازل منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی ہی برخلاف عادت کا ہم مقام صاف ارشاد کی
الرسالة فانه تعالیٰ لما خلق امر خارجاً للعادة علی یدیه حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقوله او فعلہ او سکوتہ مثال ذلك علی ما ذکرہ العلماء ان
جو جو میری طرف سے بیان کری برابر ہی کلام کی تبلیغ قوی ہو یا فعلی ہو یا اعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہ ہے
رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بكذا وكذا من التکالیف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنے کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس خلائی حکم دیکر بھیجا ہی
فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال اية صدقي انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
اس جماعت نے اسی مسئلہ طلب کی جتنی صداقت معلوم ہو اس شخص نے جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہ ہے کہ میں بادشاہ ہی عرض کرتا ہوں کہ اپنے عادی
من سریرہ ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلب فلا شک ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار ہی تخت پر سے کھڑا ہوا اور بیٹھ کر بادشاہ کی اسکی کہنی سے وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہے
قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری یصدقہ بلا فرق بین من شاهد ذلك
کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہی اور اس سے مسلم یہ ہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں کہ کسی نے بادشاہ کی اس حرکت کو
الفعل من الملك ولو یسأله بل بلغه خبره بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا مگر خبر متواتر سے سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سے اس باب میں
علیه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری یصدقہ بلا فرق بین من شاهدها ومن لو يشاهدها
کہ معجزہ سے علم یہ ہی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں ہی کہ کسی نے اس معجزہ کو چشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا
بل بلغه خبرها بالتواتر فخلی هذا کل من یتکلم بکلمتی الايمان بعد معرفة معناها بما ذکر من الدلائل
مکہ خبر متواتر سے سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونوں کلمات کی دلائل مذکورہ سے معنی سمجھ کر برہنہ ہی اور کو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان ویجب علیہ ان یحفظه مبادیضرة بامثال الاوامر واجتناب النواهی لان الايمان
حاصل ہوئی اور اس پر واجب ہی کہ ایمان کو مضرت سے بچاوی اور کم کو عمل میں لا کر اور نواہی سے پرہیز کر کر اس واسطی کہ ایمان
یشبه السراج وامثال الاوامر واجتناب النواهی یشبه المحافظة علیہ کجعله فی فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہ اوامر کی محافظت ہی جسے چراغ کا فانوس میں رکھ دینا اور شیطان
الشیطان تشبه الراح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان فی قلبه ولم یحفظه ولم یجعله فی فانوس
دوسری اور تو ہات ایسی ہیں جیسی تند آندہ بیان پہر جسے ایمان کا چراغ اپنی دل میں روشن کر کر اور کو محافظت کی اور کو کوطافا کی فانوس میں نہ رکھا
الطاعة باتیان الما مورات وترك المهمیات یحافظ علیہ انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
امورات پر عمل کر کر اور مہمیات سے بچ کر تو اس پر لازم یہ ہی کہ اوامر کی ایمان کا چراغ بروقت چلتی آندہ ہی
التي هي الوسوس الشیطانية ولد لك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كحجر یوضع علی الخنثی
دوسرے شیطان کی مجھ بخدا ہی اسبیلی بعضی علماء کہتی ہیں یا رب حق رہنا گناہ سے بیشک گناہ ایسا ہی ہے جیسے پتھر جو گویہ میں رکھ کر

فيضربه حائط الطاعة ويحصل فيه ثلثة ويدخل منه ربح الهري وتطفي سراج الايمان فان
 طاعات كي ديوارمين ماري اولوي اديارين سولخ پيدا هوجا اوس راسته سي هوايوس كي باوندو چكر ايمان كا چارخ بجهاي ميشك
 زوال الايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام
 ايمان اليسي هي شخص كجا تار ستاي چكي دليين كچه فساد هوتاي اورنگا هولم پد چار ستاي اس در عاير بهر حديث دولت كرتي
 المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغار يفضي الى الكبار ولا استمرار عليها يؤدي الى الكفر بشير الى هذا
 كه گناه كفري ليجي هوتي هين كيونكه گناه صغيره يدر چا تا كيو هوتاي اورنگه گناه بزرگي رهنا كفرتك بهنچا ديتاي اس آيت سي معلوم هوتاي
 قوله تعالى في حق اليهود وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءوا بغضب من الله ذلك باثمهم
 جو يهود كي حق مين داروي اور ظالي او دينر ذلت اور محتاجي اور كلالاي عقصه اسكنا بهر او سپر كره
 كانوا يكفرون وبآيت الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون فانهم
 تقي نه اتقي حكم اسدي اور خون كرتي نبينون كا تاخت بهر اس سي كه في حكم تقي اور صدي خشي تقي اسدي تعالى في
 تعالى بين في هذه الآية ان العصيان والعدوان جرحهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في
 اس آيت مين بهر بيان فرمايا كه گناه اور سر كشي او كوكفري طرف اور قتل انبياء كي طرف كينچ لائي اولايي حكايت بيان كرتي
 كتابه لطف منه بنبيه وامته ليعصوه ويحترقوا عنه فانه عليه السلام لما كان خيرا لخلق افضل
 اپني كتاب مين اسدي كه مهرباني هي ايچي نبي پرا اور اسكي امت پرتا كه سكره ايچي سي ايچي رمين كيونكه نبي عليه السلام جو تمام بني آدم سي بهتر اور افضل مين
 كان امته خيرا لامه وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خيرا لامه وانقصب الى خيرا لخلق ان يرضى لنفسه
 نوادكي امت بهر تمام امتو سي بهتر اور افضل هي هرگز لايق نبين هي كه كو شي شخص افضل امت مين هوكر اور بهتر مين خلق كي طرف منسوب هوكر بهر ده پسند كراي
 ان يكون من شر الناس بارئ كما للمعاصي بل ينبغي له ان يسعى في اصلاح نفسه بالايمان والعمل
 كه تمام لوگون مين بدتر هر جادي گناه اختيا كر كر بلكا وكو بهر لايق هي كه كوشش كر كر اپني حال كو ايمان اور نيكي عمل سي درست كراي
 الصالح حتى يكون من خيرا الناس كما قال الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم
 تاكه اچي لوگون مين داخل بهري چنانچه اسدي تعالى فرماي هي ده لوگ جو يقين لائي اور كئي بهي كام ده هي لوگ
 خير البرية وقال النبي عليه السلام خيرا الناس من طال عمرة وحسن عمله وشر الناس من طال عمرة
 بهتر سب خلق كي اور فرماي نبي صلي اسدي عليه وسلم سي سب آدميوس اچاوه شخص جسكي عمر دراز هو اور اعمال او كي نيكي هون اور تبه آدميوس بهر جيكي عمر طوي هو
 وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من يرجى خيرة ويؤمن بشرة وشركم من لا يرجو
 اور اعمال بهر هون اور ايك اور حديث مين هي كه پيغمبر صلي اسدي عليه وسلم في فرمايتم مين سي بهتر ده هي جس سي بهلاي كي اميد هو اور بهر اي كا انديشه نهو اور تم مين سي بدتر هي
 خيرة ولا يؤمن بشرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس
 جس سي بهلاي كي اميد نهو اور بهر اي كا انديشه هو اور ايك اور حديث مين هي كه پيغمبر عليه السلام في فرماي بدتر آدميون مين اسدي كه نزديك مرتبه مين ده هي جسكو چور مين لوگ
 اتقاء شره وفي رواية اتقاء نخشه وروى ان اعمال الامة تعرض على نبيها في البرزخ فليستني العبدان
 بهي سي بچي كو اور ايكي روايت مين بدزياني سي بچي كو اور و هيت هي كه هر امت كي عمل او كي نبي پر عالم برزخ مين پيش هوتي هين سو حرم كرتي چاهي آدمي كو
 يعرض على نبيه من عمله ما فيها عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الانس والدواب والوحش
 كه او كي نبي كي سامني او سكا ده عمل پيش هر جس سي او كو منع كيا هو اور كهيتي هين جب كو شي شخص گناه كرتاي تو تمام خلقت انسان اور چوپايه اور جنگل كي جانور
 والطيور والدزخ صاوه يوم القيمة لانه تعالى يمين المطر ليشوم المعصية فيضرب ربك اهل البر
 اور پره اور چرمنو بيان قياست كي روز او كي دشمن هو كي اسدي كه اسدي تعالى مينه بند كر ديتاي گناه كي نحوست سي اس لي تمام خشكي اور

اليوم جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسيرنا الله الاحراز عنها المجلس الخامس عشر

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما ينتج البهيمة

بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدونها ثم قال فطرة الله التي فطر

الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابين رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا

على الجيلة السليمة والطبيعة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل ببارك فيه من

العقل القوي والوضع المستقيم ولولو يعترضه من الخارج افة من فساد التربية وتقليد الابوين و

الا نضما في الشهوات ونحو ذلك من الافات لصف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل

واستدل بها على وجوده وقدمه وكونه واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما

يليق به من الصفات لكن يصدر عن ذكر من الافات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من

الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشقة فلولم يتعرض الناس لها بالكي و قطع شئ مما ذكر لبقيت سليمة

كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير المراد

بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامة عن العيوب المعنوية المانعة عن

معرفة الله تعالى وقبول امره ونهييه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل ببارك فيهم من العقول حتم

عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوله ان يقال الزم فطرة الله

سوف ياتي بطور ضمنت اقتباس كل تراش الله في جسر تراش آدميون كو پس به قتل بمنزل اس قول في بني آدم لازم كبر و

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتمييز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
 فطرت الله في استعدادي قابل معرفتي التي ^{اور تميزي در میان حق اور باطل کی} اس تقریر کی موافق اور
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتمييز بين الحق
 مكلف پر واجب ہے کہ اس فطرت کو ضائع نہ کری بلکہ اس کو لازمی ہے کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں ^{اور تميز کرینیں در میان حق}
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفته ذاتة تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
 اور باطل کے احتمال کری اور معرفت الہی ہی مراد معرفت ذات الہی کی نہیں ہے اسلیٰ کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد
 بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتزويه تعالى عن جميع ما لا يليق
 معرفت صفات الہی کی ہے اور صفات الہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اسے تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سے جو اس کے لیے
 به ما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها انفا
 لایق نہیں ہیں جن صفات کی بنا پر منہ کا اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف ہیں یعنی قدرت
 وهي القدرة والارادة والعلم والحياة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر
 اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہے جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اس کا وجود دیکھ کر معلوم کر لیں اور نہ اس کا وجود شیئی کا
 ضروريا كالعلم يكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
 جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدمی جانتے ہیں تاکہ اس کا وجود براہت سے معلوم ہو بلکہ اسکی وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة
 اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سے مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بدواتها بل تقوم بالاجرام وتلقها ولا ينفك عنها وكل
 بی سہار کا قائم ہے اور اعراض سے مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہار قائم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھ قائم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھ یہی ہیں
 منها حادثا اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 یہ دونو حادث ہیں اعراض میں سے بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی
 والسود بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضراد ما ذكر واما
 اور سیاہی بعد عید کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہے اور وہ آجائے عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور
 الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سے خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہے
 خلوها عن الحوادث فلا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاضطرار
 اجسام کا حوادث سے خالی نہ ہونا تو اسلیٰ ہے کہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہے
 فلا يحتاج فيه الى تامل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
 اس میں کچھ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگے پیچھے پیدا ہونی سے ثابت ہے اور
 كل منهما عند وجود الآخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فخاص ساكن الا
 ایک گز چما ہی جب دوسرا پیدا ہوا ہی اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہے اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے کہ جو ساکن ہے

والعقل یقضي بحوزة حركته وما من متحرك الا والعقل یقضي بحوزة سكونه فالطاري منها حادث
 عقل او متحرك تجوز كرتي في اور جو متحرك ہی او سكون عقل ساكن تجوز كرتي في پس جو حركت اور سكون میں ہی اسب سید ہوگا وہ حادث ہی
 بطر يانه والسابق حادث اذا لو كان قديما لاستحال عدمه وما كون ما لا يتخلو عن الحادث حادثا
 كالب سید ہوا اور پہلے ہی حادث ہوگا اس واسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اسکا عدم محال ہوتا کہی نہ ہو سکتا اور جو چیز حوادث سے علی نہ ہو تو وہ اسطے حادث ہوتی ہی
 قلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم
 کہ اگر وہ حادث نہ ہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس ہی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی
 ان يكون قبل كل حادث حادث مرتبة لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص
 کہ ہر حادث سے پہلے حوادث مرتب موجود ہوں جسکا ابتداء نہ تھی جیسی فلاسفہ یونان حركات افلاك اور اشخاص
 الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم
 حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اوکلی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوکو اسلام ہی کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم
 العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحركات فانها حادثات باشخاصها قديمة بانواعها ولا حركة الا
 علوی یعنی افلاك اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حركات فلكی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حركت ہی
 وقبلها حركة لا الى اول واما العالم السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو مات تحت فلك القمرفقالوا
 کہ اس سے پہلے حركت ہی ہی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلك قرنی نجی اسمیں یہ قول ہی
 ان هيولاة قديمة وكل ما فيه من الصور والاعراض حادثات باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا
 کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی
 من والد ولا بيضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية
 سو باپ سے اور جو اندا ہی سو مرغی سے اور جو مرغی ہی سو اندیسی اور جو کہتی ہی سو بیج سے اس ہی طور غیر نہایت تک
 فيلزم على قولهم ان يوجد حادث لا اول لها اذا ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول و
 پس اکی قول سے لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جسکا ابتداء نہ تھی اسطے کہ اکی قول پر جو حادث ہی اسکی پہلے حادث ہی ہی انتہا اور
 على تقدير وجود الحادث لا اول لها يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات
 اور پر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلے ہر ہر حادث حركات فلكی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی
 وغيرها حوادث مرتبة لا اول لها فاما لم ينقض تلك الحوادث بحلتها لا تنتهي الترتيب الى وجود الحادث
 حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکیں گی تو ثبوت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود نہیں
 الحاضر لان الحركة اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها
 آج کی اسطے کہ حرکت آج کی بدول گذر چکی تمام پہلے حركات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سے پہلے ہی وہ ہی بدول گذر چکی پہلے
 مشروطة بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بيا انه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر
 حركات کی نہیں ہو سکتی اس ہی طور کہ پہنچ جا اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہ ہی کہ جب تو خیال کریا حادث حاضر یعنی موجود کو
 ثم انتقلت منه الى ما قبله ولا حظته وهلم جرا على الترتيب لا تقضي الى نهاية حتى تجد طريقا
 بہر تو خیال کری اوس سے پہلے کو اور اس ہی طرح ترتیب سے تو کہی تو انتہا کو نہیں پہنچ سکتا تاکہ طریقہ پیدایش
 الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان يكون وجود الحادث الحاضر محال لكن وجود الحادث الحاضر ثابت
 اس حادث موجود کا انتہا آوی اس ہی لازم آتا ہی کہ پیدایش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فی بطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل كون ما لا یتخلو عن الحوادث
 پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا ہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں
 قديماً ثابتاً فی الازل فاذا بطل كونه قديماً ثابتاً فی الازل یثبت كونه حادثاً فاذا ثبت كونه حادثاً
 قديم اور ازل میں ثابت ہو گا ہی باطل ہوا ہر جسم اس کا قديم اور ازل میں ثابت ہوتا باطل ہوا تو اس کا حادث ہوتا ثابت ہوا جب اس کا حادث ہوتا ثابت ہوا
 لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثاً محتاجاً الى
 تو ہم یہ ثابت ہوا کہ عالم سورت تمام اجزائی آسمان اور جو اس کی اندر ہے اور زمین اور جو اس کی اوپر ہے سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنا چاہیے
 محدث ینخرجه من العدم الى وجود وذلك المحدث یلزم ان یكون قديماً واحداً متصفاً بالقدرة
 کہ اس کو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضروری کہ قديم اور واحد اور صاحب قدرت
 والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى محدث فیلزم الدور
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حی ہوا اسلی کہ اگر قديم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا بہرہ و دور لازم آوے گا
 او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها وكلها محال ولولم یکن واحداً بل كان اكثر من واحد
 یا تسلسل جسمین وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور بہرہ و دور محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو
 لو قم بدینهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة
 تو بیشک اول و دومین دوک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر اوجہ قدرت
 لكان عاجزاً عن ایجاد شیء من العالم لان ایجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء
 تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا کر سکی اسلی کہ ایجاد و قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شے میں
 یقتضی ارادة ذلك الشیء و ارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الى ایجاد شیء مع عدم العلم
 بدون ارادہ اس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اس شے کا بدون علم اس شے کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ قصد کسی شے کی ایجاد کا ہی سمجھی ہو چھی
 به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث یقتضی الحیوة لكونها شرطاً فیها فلی هذا یكون وجود
 نہیں ہو سکتا اور بہرہ قیون صفتین بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
 العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی وكونه قديماً واحداً متصفاً
 عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اس کی قدامت اور وحدت
 بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدلالاً بالاثار علی المثر ما راينا شيئاً
 اور چاروں صفتوں کی انصاف پر اسی لی بعضی صاحب نظر اثری مؤثر پر استدلال کر رہے کہ ہوتی ہیں کہ ہنی جو کوئی شے دیکھی
 الا راينا الله بعدة فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واقترانها الی من یوجدھا
 اس کی سائہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی یعنی موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال ہی
 لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة
 یہ کلام کرتا ہی جس میں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قديم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
 والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع
 اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اس کی لائق ہیں اس کی کلام سننے والی سب سننے ہیں وہ ہی نہیں سننے جتنی سماعت بیکار ہی
 لغزولن والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عرف ولا عجب
 اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سننے جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عرف ہو نہ عجب

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشاركت فيه البهائم الانسان اذ لا تدري شئ تشاء شئ فيلها
 ظاهري مراد بهن هي جس سي سوار آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں جانور اور انسان برابر ہیں اس لئے کہ اوس شئی میں کیا خوب ہے جس میں جانور
 الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى قاله
 اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی صفات حقہ میں سے بزرگ عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہے جس پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل
 اوسکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی
 اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو ان صفات كمال واضدادها صفات نقصا
 استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ یہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان ہیں
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
 اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہے اس سے واجب ہوا موصوف ہونا نقصان سے
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بشئها له تعالى
 ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ شرع کا اظہار وجود واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے
 فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
 صوابہ ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سے بہت بہتر ہے اسلیٰ کہ ان صفات پر
 لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لا احد
 افعال انکی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کیسے معلوم نہیں ہے
 حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
 تاکہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی واسطی کمالیہ ہیں موصوف ہونا ضروری ہے اگر ان صفات سے موصوف نہ ہو گا تو انکی اضداد ہی موصوف ہو گا
 وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة اليها كمالا ان يكون
 اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہی اور یہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو شئی ہماری حق میں کمالیہ ہو
 في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والا لزم كونها كمالا بالنسبة اليها فمتنعان على الله تعالى
 وہ نسبت ذات ہونے کی ہی کمالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں ہر نسبت اللہ تعالیٰ کی محال ہیں
 لكونها من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
 اس واسطی کہ یہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی طرف ان صفات کی تہوت کی واسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی ہے
 عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدی في
 انبیاء اسی جتنی نبوت معجزہ سی ثابت ہے جو قائم مقام ارشاد الہی کا ہو کہ ہر رسول معجزہ سچ کہتا ہے
 كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق لغنى عن الله تعالى
 جو جو میری طرف سے حکم بیان کرتا ہے برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا خاموشی ہی ہو اسلیٰ کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعلی تصدیق ہے
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزهة منزلة صريح القول في تصديق رسوله
 اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سے برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی
 في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يد دعائه الرسالة صار مكانه
 واسطی رسالت کی دعوی میں بیشک اللہ تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت امی رسول کی ہاتھ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علما
 یہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے پہنچتا ہے یا یہ کہ وہ تبلیغ کو ہی ہو یا فعل ہی ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق
 ذکر العلماء ان مرجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم
 بیان علماء کی یہ ہے کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار میں رو بہ و ایک جماعت کی کھڑا ہو کر یہ کہے کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس
 بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اية صدقی انی اطلب من
 فلانا فلان حکم دیکر بھیجی اس جماعت فی اوس ہی سند طلب کی جس سے اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نے کہا میری صداقت کا نشان یہ ہے کہ میں بادشاہ کی
 الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا سرب
 کہتا ہوں کہ میری کہنی سنی اپنی عادت کی خلاف تین بار کھڑا ہو اور بیٹھ جاوے
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم بالصدق
 یہ حرکت بادشاہ کی قائم مقام اس بات کی ہے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے بیان کرتا ہے اس سے علم میری
 یصدق لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شکی
 اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں گے اور جو کہہ سکیں کہ میں نے اسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور میں نے اسکی
 ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
 کہ یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے اس باب میں کہ اوسکی معجزہ سے علم میری اوسکی صداقت کا حاصل ہوتا ہے جو جو کہ اوسکا معجزہ
 بصدق لمن شاهدھا ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرھا بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
 دیکھتی ہیں اور جو نہیں دیکھتی بلکہ اوسکو متواتر خبر ملتی ہے جب انبیاء کا صدق ثابت ہوا
 یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفۃ ما یجب فی حقهم وما یتحیل علیہم وما یجوز
 تو انہر ایمان لانا واجب ہوا اور انہر ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا بدون دریافت کرنی اول احوال کی جو اوسکی حق میں واجب تھا اور نہر ایمان ہی اور جو ادنیٰ
 لم یفنا یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یتحیل علیہم اضداد هذه
 جائز ہے سو جو اوصاف اوسکی حق میں واجب ہیں صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو ادنیٰ حال ہی ضدین ان صفات کی
 الصفات وهی الکذب والخيانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشرية التي لا تؤد
 یعنی جھوٹ اور خیانت اور چھپانا امر معروف کا اور جو اوسکی حق میں جائز ہے حالات بشری جس سے اوسکی بلند مرتبہ میں
 الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیہم فلان معجزهم
 نقصان عاید نہیں جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اوسکی حق میں اور محال ہونا جھوٹ کا اسلئے ہی کہ اوسکا معجزہ
 قد دل علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
 اوسکی صداقت کی دلیل ہے پس اگر اوسکو جھوٹ بولنا ہی جائز رہی تو اس سے دلالت معجزہ کی جو صدق پر تھی باطل ہو جاوے اور یہ محال ہے اور
 وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخيانة علیہم فلا نهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام ومکروه
 اور واجب ہونا امانت کا اوسکی حق میں اور محال ہونا خیانت کا اور نہر اسلئے کہ انبیاء اگر خیانت کریں کوئی امر حرام یا مکروہ عمل میں لاکر
 لکننا مأمورین باتباعهم فیه لانه تعالیٰ امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
 تو ہیکو ہی اوسکی اطاعت کا اوس باب میں حکم ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی تمام امت کو اوسکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت میں پس اگر اللہ تعالیٰ نے علم میں
 منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام ومکروه
 اوسکی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اوسکی اتباع کا حکم نہ دیتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سے

فلا یفهم منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل ما بالنظر اليهم فالحق
 سوائی ده عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہ ہی
 ان افعالهم دائرة بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یفهم منهم کما یفهم من غیرہم بمقتضى الشهوة
 کہ افعال او کئی صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں اسلئے کہ انبیاء ہی مباح ہی نہیں واقع ہوتا جیسے اور عوام ہی باعتبار شہوت نفس کی
 بل انما یفهم منهم بنية صلحہ یصدرون عبادۃ وقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذ ثبت هذا
 ہوتا ہی بلکہ ان ہی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت ہی ہوتا ہی تاکر وہ عبادت ہو جاوے اور کم ہی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی
 فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حد عظیم ووجیل شدید علی ایمانہ ان یسلب منه بان
 تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا ہی اور بہت خوف کرتا ہی اپنی ایمان پر مبادا سلب نہو جائے اس سبب ہی
 یصغی باذنه ویلتفت بذنہ الی خرافت ینقلها فی حقم کذبہ المورخین ویتبعہم فی بعضہا بعض
 کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہوا ہی فکری اون خرافات کی طرف جو اونکی صفین جوئی سورخ بیان کرتی ہیں اور بعضی بات میں جاہل مغر
 الجہلۃ من المفسرین فانه لقلۃ تخصیلم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلك بظوہر من الکتاب
 ہی اونکی تاج ہو گئی ہیں یہ لوگ سبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب میں کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار ہی اقر کر بیٹھی ہیں
 والسنة ولهذا قيل التمسك فی عقائد الايمان بمجرد ظوہر الكتب والسنة من غیر تفصیل
 اسہی لئی کہتی ہیں کہ سنہ کی عقائد ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی ہی بدون تفصیل کی
 بین ما یستحیل ظاہرہ منہما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی كونه اصلا من اصول الکفر
 درمیان اون امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کی محال ہیں یا محال نہیں ہیں سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی
 والبدعة قال الامام السنوسی وکذا تلقی هذا العلم من مجرد الكتب والمشافہ المصحفین والنفقین
 امام سنوسی کہتی ہیں اور لہی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشافہ غلط کارون کی کتابوں ہی اور فقہاء ہی بی تحقیق
 بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقم واستحالة الکتمان علیہم فلا یفهم لو کتموا شیئا ما امر بالتبلیغہ
 اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چھپائی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیاء علیہم السلام چھپائی کیجیے ہی امر معروف میں
 لکان الناس ما یرین باتباعہم فی کتمان ما امر بالتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یصور
 تو امت کو لہی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چھپائی ہی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجت مند کو اور کہ تصور میں نہکتا ہی
 ذلك والکتمان حرام ملعون فاعلم بشهادة قوله تعالى ان الذين یکتُمون ما اؤرکنا من البیِّنات
 حال یہ کہ چھپانا حرام ہی چھپائی والا ملعون ہی اس آیت کی گواہی ہی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھ ہمیں اوتارا صاف حکم
 والہدی من بعد ما بکثرت للناس فی الکتاب اولیک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون واما جواز
 اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہوں چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت ربی والی اور
 الاعراض البشریۃ لم فلا نہا لاتصرف فی رسالتہم وعلومہم بل ہی ما یزید فی مراتبہم باعبار تعظیم
 حالات بشری اونکی لئی اس واسطی جائز ہیں کہ اونکی رسالت اور علوم مرتبہ میں اصلا مضرت نہیں ہیں بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور برتری ہی میں باعتبار عظمت
 اجرہم من جهة ما یقادرنہا من طاعة صبرہم فانه تعالیٰ کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلك الثواب
 ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتی ہی بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ اونکو بہہ ثواب
 العظیم بلا مشقة یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
 عظیم بی مشقت یہ پہنچی عنایت کرتا پر اپنی حکمت علیہم ہی یہ ہی پسند سا کہ اونکو بہہ ثواب بعد اس مشقت کی عنایت ہو

فیدخل الجنة فذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد
 جنت میں داخل ہوگا اسہی لئی فرمایا نبی علیہ السلام فی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہیں مراد یہہی کہ اعمال آدمی کی
 متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعلموا فكل
 سعادت اور شقاوت میں آخر عمر سی متعلق ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل
 ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسر لعل اهل السعادة واما من كان من اهل
 آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادت مند ہی ہوگا اعمال سعادت مندوں کا سیر ہوگی اور جو شخص
 الشقاوة فسييسر لعل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان كل احد
 بدجنت ہی ہوگا بدجنتوں کی سی عمل آسان ہوگی پس نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا
 مهباء وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقد اذنه من اهل الجنة يجري الله
 سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اسد قالی
 على يديه اعمال اهل الجنة ويسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقد اذنه من اهل النار
 او کسی ہاتھ پر اعمال جنیوں کی جاری کر کر اوپر آسان کر دیتا ہی آخر کر جنت میں چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی
 يجري الله على يديه اعمال اهل النار ويسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يوجب الظن
 تو اسد آدمی ہاتھ پر دوزخیوں سی عمل پیدا کر کر آسان کر دیتا ہی آخر کر دوزخ میں چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی ایسی دلیل ہی
 ان الشخص من آتى الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح
 کہ آدمی دو نوع میں سی کوں لسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سی نیک عمل سی خالی نہ کرے
 في وقت من الاوقات لانه لا يدري متى ياتي الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرقص مخصص
 کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوکو کونسا آج دیگی اسلی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بجای مقرر ہی کیا ہوگا
 لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا
 شخص میں جسکو اسد تعالیٰ فی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگا ہو کہ تعالیٰ ہی کہ موت
 في خير مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين
 اچھی وقت بشارت کی ساتھ دی بیشک مؤمن کو اسد کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی تحقیق جنوں کی
 قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
 کہا رب ہمارا اسد ہی پھر اسہی پر پڑی ہی اول پر اور تی ہیں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سواؤں بہشت کی جسکا ٹھکانو
 تَوَعَّدُونَ فَاتَّعَالَیٰ بَيْنَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الدِّينَ اقْرَأُوا بِرُؤْيَاكُمْ وَأَعْتَرَفُوا بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
 وعدہ تھا اسد تعالیٰ فی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جس فی اوکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اسی اقرار
 على ذلك الاقرار ولا اعتراف الى الموت باتيان جميع المامورات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق
 اور قبولیت پر موت تک قائم رہا اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری
 الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الا عوجا بطر بترك شيء من المامورات وارتكاب شيء من المنهيات
 استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہی مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل سی
 تنزل عليهم الملائكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التي هي قوههم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
 تو ایسی لوگوں پر اسد کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہ بشارت لیکر آتی ہیں کہ اب موت ڈرو اور نہ غم کرو

وَابشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ لَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ^{اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں وعدہ کیا تھا} وَقَالَ لَأَعِدَّنَّاهُ فَنَمُوَ الْمَوْتِ ^{اور اے کفار تمہیں کی حق میں سے عذابا تو مٹاؤں گا گو اگر تم سچی ہو} كُنْتُمْ صَادِقِينَ ^{اور تم سچے ہو} وَلَا يَتَمَنَّوْنَ أَبَدًا بِمَا قَدْ مَاتَ آبَاؤُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ^{اور تمہیں نہ مٹاؤں گا ابھی تک تمہیں ان کے آباء کی موت سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی خبردار ہے} فَبَيْنَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي هَذِهِ لَآئِيَةٍ ^{اور اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں یہ بیان فرمایا}

ان الصّٰدِقِينَ فِي اَقْرَابِهِمْ لَكُونَهُمْ مُسْتَعْدِلِينَ ^{اور ان سچے لوگوں کے اقرباء کے لئے} لِلْمَوْتِ يَتَمَنَّوْنَهُ وَلَا يَفْرُونَ مِنْهُ لَكُونِ عِلْمِهِمْ حَسَنًا ^{اور موت کی تمہیں تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان سچے لوگوں کے اقرباء کے لئے} وَاَمَّا ^{اور}

الظّٰلِمُونَ فَلَعَلَّكُمْ لَكُونَهُمْ مُسْتَعْدِلِينَ ^{اور ان کافروں کے لئے} لِلْمَوْتِ لَا يَتَمَنَّوْنَهُ بَلْ يَفْرُونَ مِنْهُ لَكُونِ عِلْمِهِمْ سَوَاءًا ^{اور موت کی تمہیں تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہے اور ان کافروں کے لئے} فَاَنْ لِّمَنْ ^{اور} السَّوْءُ ^{اور}

وَان لَّيُخْرِجَنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ^{اور ان سچے لوگوں کے} اِنَّهُ سَبَبٌ لِّسَوْءِ خَاتِمَتِهِ ^{اور ان کافروں کے} وَشَوْءِ عَاقِبَتِهِ ^{اور ان کافروں کے} فَاَنْ سَوْءِ خَاتِمَتِهِ لَا يَكُونُ ^{اور ان کافروں کے}

اَلَا اِنَّ كَانَ لَهُ فُسَادٌ فِي الْاَعْتِقَادِ ^{اور ان کافروں کے} اَوْ اَصْرَارٍ عَلَى الْمَعَاصِي ^{اور ان کافروں کے} اَوْ عَدُولٍ ^{اور ان کافروں کے} عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ ^{اور ان کافروں کے} اَوْ ضَعْفٍ فِي الْاِيْمَانِ ^{اور ان کافروں کے}

اَمَّا الْفُسَادُ فِي الْاَعْتِقَادِ ^{اور ان کافروں کے} فَاِنْ يَكُونُ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ ^{اور ان کافروں کے} مِنْ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ ^{اور ان کافروں کے} فَاَنْ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ ^{اور ان کافروں کے} سِتَّةٌ ^{اور ان کافروں کے} اَحَدُهَا ^{اور ان کافروں کے}

اِسْتِقْلَالٌ ^{اور ان کافروں کے} وَهُوَ اَثْبَاتُ الْهَيْئَةِ ^{اور ان کافروں کے} مُسْتَقْلِلِينَ ^{اور ان کافروں کے} كَشْرِكِ الثَّنَوِيَةِ ^{اور ان کافروں کے} فَانْهَمُ ^{اور ان کافروں کے} قَالُوا ^{اور ان کافروں کے} اِنْجِدْ ^{اور ان کافروں کے} فِي الْعَالَمِ ^{اور ان کافروں کے} خَيْرًا ^{اور ان کافروں کے} كَثِيرًا ^{اور ان کافروں کے} وَشَرًّا ^{اور ان کافروں کے}

اَنْقَسَمُوا ^{اور ان کافروں کے} اِلَى ^{اور ان کافروں کے} اَرْبَعِ ^{اور ان کافروں کے} اَنْوَاعٍ ^{اور ان کافروں کے} اَلْاُولَى ^{اور ان کافروں کے} الْمَانَوِيَّةُ ^{اور ان کافروں کے} وَالثَّانِيَةُ ^{اور ان کافروں کے} الدَّيْصَانِيَّةُ ^{اور ان کافروں کے} فَانْهَمُ ^{اور ان کافروں کے} قَالُوا ^{اور ان کافروں کے} اِنْجِدْ ^{اور ان کافروں کے} فِي الْعَالَمِ ^{اور ان کافروں کے} خَيْرًا ^{اور ان کافروں کے} كَثِيرًا ^{اور ان کافروں کے} وَشَرًّا ^{اور ان کافروں کے}

اَلثَّانِي ^{اور ان کافروں کے} الْحُجُوسُ ^{اور ان کافروں کے} فَانْهَمُ ^{اور ان کافروں کے} قَالُوا ^{اور ان کافروں کے} اِنْجِدْ ^{اور ان کافروں کے} فِي الْعَالَمِ ^{اور ان کافروں کے} خَيْرًا ^{اور ان کافروں کے} كَثِيرًا ^{اور ان کافروں کے} وَشَرًّا ^{اور ان کافروں کے}

اَمِنْ ^{اور ان کافروں کے} قَدِيمٍ ^{اور ان کافروں کے} كَيْزِدَانِ ^{اور ان کافروں کے} اَوْحَادٍ ^{اور ان کافروں کے} مِنْهُ ^{اور ان کافروں کے} وَالثَّانِي ^{اور ان کافروں کے} اَنْوَاعِ الشِّرْكِ ^{اور ان کافروں کے} تَبْعِيضٌ ^{اور ان کافروں کے} وَهُوَ ^{اور ان کافروں کے} جَعَلَ ^{اور ان کافروں کے} اِلَٰهًا ^{اور ان کافروں کے} مَرَكِبًا ^{اور ان کافروں کے}

مِنْ اِلَٰهَةٍ ^{اور ان کافروں کے} كَشْرِكِ النَّصَارَى ^{اور ان کافروں کے} فَانْهَمُ ^{اور ان کافروں کے} اَثْبَتُوا ^{اور ان کافروں کے} اَلْاَقَانِيْمَ ^{اور ان کافروں کے} الثَّلَاثَةَ ^{اور ان کافروں کے} الَّتِي ^{اور ان کافروں کے} هِيَ ^{اور ان کافروں کے} الْوُجُودُ ^{اور ان کافروں کے} وَالْعِلْمُ ^{اور ان کافروں کے} وَالْحَيٰوةُ ^{اور ان کافروں کے} وَحَكْمًا ^{اور ان کافروں کے}

عَلَيْهَا ^{اور ان کافروں کے} اَبْنَاءُ ^{اور ان کافروں کے} اِلَٰهَتِ الثَّلَاثَةِ ^{اور ان کافروں کے} وَاعْتَقَدُوا ^{اور ان کافروں کے} اَنَّ اِلَٰهًا ^{اور ان کافروں کے} جَوْهَرًا ^{اور ان کافروں کے} فَرْدًا ^{اور ان کافروں کے} مَرْكَبَةٌ ^{اور ان کافروں کے} مِنْ هَذِهِ ^{اور ان کافروں کے} الثَّلَاثَةِ ^{اور ان کافروں کے} وَقَالُوا ^{اور ان کافروں کے} اَجْمَعُوا ^{اور ان کافروں کے} هَذِهِ ^{اور ان کافروں کے} الثَّلَاثَةَ ^{اور ان کافروں کے}

اِلَٰهًا ^{اور ان کافروں کے} وَجَعَلُوا ^{اور ان کافروں کے} اِلَٰهًا ^{اور ان کافروں کے} وَاحِدًا ^{اور ان کافروں کے} ثَلَاثَ ^{اور ان کافروں کے} صِفَاتٍ ^{اور ان کافروں کے} وَذَلِكَ ^{اور ان کافروں کے} غَيْرُ ^{اور ان کافروں کے} مَعْقُولٍ ^{اور ان کافروں کے} الْعَاقِلُ ^{اور ان کافروں کے} وَالثَّلَاثُ ^{اور ان کافروں کے} مِنْ اَنْوَاعِ ^{اور ان کافروں کے}

الشِّرْكِ ^{اور ان کافروں کے} تَقْرِيبٌ ^{اور ان کافروں کے} وَهُوَ ^{اور ان کافروں کے} عِبَادَةُ ^{اور ان کافروں کے} غَيْرِ ^{اور ان کافروں کے} اِلَٰهٍ ^{اور ان کافروں کے} لِيَقْرَبَ ^{اور ان کافروں کے} اِلَى ^{اور ان کافروں کے} اِلَٰهٍ ^{اور ان کافروں کے} تَعَالَى ^{اور ان کافروں کے} كَشْرِكِ ^{اور ان کافروں کے} مُسْتَقْدَمِي ^{اور ان کافروں کے} عِبَادَةِ ^{اور ان کافروں کے} الْاَصْنَاءِ ^{اور ان کافروں کے}

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبدة اوجب منه له او رياسة من حنذا وظفر
 بله انكى ملود صرف تعريف كراتي بعض بينه كان انكى سى هو تى يى يا محبت لى انكى دلىن يا بثر اى انكى نردىك يا اونسى كيرىال حاصل كرتا
 من قبله او صرف مذمة ينجافها منه ومثله العمل لجر الظفر بالخور والقصور ونعيم الجنان
 يادور كرتا بد نامى كا جوادكى طرف سى خوف هو اوليسا سى يى عمل كرتا صرف واسطى حاصل كرتى حورون اور محبون اور نعمتون بهشت كى
 والسلافة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيد تعالى حتى توهوا امكا
 اور واسطى بچنى كى انكى سى اور سبب فساد نيت اسلى يى كى خدا كى توحيد كو بول جاتى هين ييهان نيك كى اوكو سبب دهم هوا كى
 حصول نفع او ضرر من غيره تعالى وتوهوا كون الخلق قادرين على النفع والضرر حتى راعوهم
 اور ضرر سواء الله تعالى كى اوسى يى هوتا يى اور سبب دهم هوا كى خلقت كو نفع اور ضرر كى قدرت يى كيونكه
 في طاعتهم وتوهوا كون طاعتهم موثرة في استجلاب نفع او دفع ضرر في الدنيا والاخرة
 اپنى طاعت مين اوكى عايت كرتى انكى اور سبب دهم هوا كى هارى عبادت كو اثر يى نفع پيدا كرتى مين اور ضرر دفع كرتى مين دنيا اور آخرت كى
 وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذنهم انفرادة تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة
 اور حقيقت مين ييهه نهيون يى بله اكر ييهه لوگ وحدانيت الله تعالى كى اپنى ذن مين قائم ديكى كى پيدا كرتا لا تمام موجودات كا بلا واسطه يى
 وعدم تأثير لكل ما سواه في اثره ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
 اور كسى امر مين كسيكو اصل كچر تاثير نهيون يى اور سى مين اوكى طاعت يى داخل يى توكي اپنى طاعت سى جسكى اوكو توفيق هو يى
 التي وقفوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالى ثم لطبعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من
 سواء اطاعت امر انكى كچر غرض نركهت يهر بعد اطاعت كى خواش كرتى جواسه تعالى نى وعدده قبا يى
 الخدم مع بال بعض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التي هي شرك
 نعمت كا اوكى محض فضل سى كى نه اوسير واجب يى نه اسكا كچر حق يى اور حكم شرك كى بهلى جاون قسم كا كوه مشرك
 استقلال وشرك تبعية وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذي هو
 استقلال يى اور شرك تبعية يى اور شرك تقريب يى اور شرك تقليد يى بالاتفاق كرتى اور حكم چييه قسم كا
 شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذي هو شرك الاسباب بالتفصيل
 جو شرك اغراض يى بالاتفاق معصيت كا يى اور حكم پنجون قسم كا جو شرك اسباب يى اس تفصيل پر يى
 وهوان اهل الشرك في اعتقادهم التأثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
 كى ييهه شرك اپنى اعتقاد مين تاثير ان اسباب كى اسباب مين كى طرح پر جانتى مين بعض ييهه اعتقاد ركهت مين كى
 الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها في الاشياء التي تقارنها ولا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم
 تاثير ان اسباب كى جن اشياء سى ييهه ملق مين طبعى اور حقيقي يى ايسى اعتقاد والون كى كفر مين كسيكو خوف نهيون يى
 من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها عنها
 ييهه اعتقاد كرتى مين كى ييهه اسباب باعتبار طبيعت اور حقيقت كى اثر نهيون كرتى بله بزور ايك قوت كى كى الله تعالى نى ان اسباب مين بيديكى يى اور اس قوت كى
 لا تؤثر قد تبعهم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا
 توشا يى نر يى اس اعتقاد مين اكثر عوام مسلمان يى اوكى شامل هين ايسى اعتقاد والون كى جعنى هو يى مين خلاف نهيون يى
 وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يستع في انزاله عن نفسه واصلاح
 خلاف يى توكفر مين يى پس جس شخص مين كوى سا اعتقاد هو ان المذكورات مين سى اور وه اوكى دور كرتى مين سى نكرى اور اپنا اعتقاد درست كرى

شانہ بختہ لہ بالسوء وان کان مع کمال الزهد والصلاح لان زہدہ وصلاحہ انما ینفعہ
 انوار کما خاتمہ بہ ہوگا اگر کمال نہ ہو اور صلاح رکھتا ہو اسلوسی کذہم اور صلاح او کو جو جب فاسدہ دلگاہ

اذا کان مع الاعتقاد الصحیح للمواقف لکتاب اللہ وسنة رسولہ واما اذالم یکن مع الاعتقاد
 کہ تب ساتھ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد

الصحیح المواقف لہا بل کان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لہا فلا ینفعہ واما الاصرار علی المعاصی
 صحیح کی ہو کہ موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف ہو کہ فائدہ نہ لگے اور معاصی پر ایسی اڑ کر

فیان یحصل فی قلبہ الفہام فان جمیع ما لہ الانسان فی عمرہ یعود ذکرہ عند موتہ فان کان
 کہ اول میں معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر میں جو جو محبوب رکھتا ہی مرقی وقت وہ یاد آتی ہیں بہر اگر

میلہ الی الطاعات اکثر ما یحضرہ عند موتہ ذکر الطاعات وان کان میلہ الی
 اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرقی وقت اکثر طاعات یاد آویگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصی اکثر ما یحضرہ عند موتہ ذکر المعاصی فربما یغلب علیہ حین نزول الموت بہ
 معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرقی وقت معاصی یاد آویگی پس بعضی وقت نزع کی حال میں

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصی فیتقید قلبہ بہا وتصیر حجابا بینہ و بین
 توبہ سے پہلی کوئی شہوت تمام شہوتیں یا کوئی گناہ گناہوں میں کمال پر غالب آجاتا ہی پہر اسکا دل اسی میں الجھ رہتا ہی اور وہ اس سے دور ہو سکی

مریہ و سبب الشقاوتہ فی اخرجیاتہ لقولہ علیہ السلام المعاصی برید الکفر واما الذی لم یرتکب
 رب میں پردہ ہو کر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر پہنچتی ہوتی ہیں اور جسینی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتکب لکن تاب فهو بعید عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
 نہیں کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سے پاک ہی اور استقامت سے مل جاتا

فبان یظہر فیہ الاسعوج فجہ فان کان مستقیما فی ابتدائہ ثم تغیر عن حالہ وخرج عما کان
 اسطور پر کہ او میں کجی پیدا ہو جاوی اگر پہلے شخص ابتدا میں مستقیم تھا پہر اپنی حال سے بدل گیا اور جن اور اف پی

علیہ فی ابتدائہ یكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبتہ کالبیس الذی کان فی ابتدائہ رئیس
 ابتدا میں تھا اوس سی الگ ہو گیا تو یہ سبب خاتمہ پر اور عاقبت مخوس کا ہی جیسی ہمیں کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار

الملئکة ومعلمہم واشدہم اجتهادا فی العبادة حتی قیل لم یبق فی سبع سموات وسبع ارضین
 اور انکا استاد اور عبادت میں بڑا سعی تھا یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں

موضع شبرا لاہو قد سجد فیہ ثلثا لرب السجود لادم النبی علیہ السلام انی واستکبر وکان من
 کہیں بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ ہی خالی نہیں رہی تھی یہر جب او کو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نانا اور تکبر کیا اور وہ تھا

الکفرین وکلبعا مین باعور الذی اتاہ اللہ تعالیٰ لیا تہ فانسل منہا یجلودہ الی الدنیا واتباع ہواہ
 منکروں میں کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالیٰ فی اپنی نشانیاں عنایت کیں پردہ او کسی الگ ہو کر داعی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور کفر کی

کان من العزین وکبر صیصا العابد الذی قال لہ الشیطان کفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخا
 گراہ ہو گیا اور جیسی برصیصا علیہ جسکو شیطان فی کہا منکر ہوا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجھ سے الگ ہوں جسکو اندیشہ ہی

اللہ رب العالمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منہ مخافة ان یشارکہ فی العذاب
 اسکا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان فی او کو پراگینہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہو گیا اس نے ڈکا کہ اسکی عذاب میں شریک نہ ہو جاؤں

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهم اثمهم في النار خالدین فیها وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بہر آخر اول دونوں کا یہ ہے کہ وہ دونوں ہیں اگر میں سدا رہیں اور میں سدا

الظالمین واما الضعفاء الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان كان في

کتاب روئی اور ایمان کی سستی اسطورہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دین ضعیف ہو جب اسکی

ایمان نہ ضعف یستولی علی قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شيء الا من حيث

ایمان میں سستی ہوتی ہی تو اسکی دل پر دنیا کی محبت چھا جاتی ہی کہ وہ میں محبت الہی کی کچھ گھاٹیش نہیں رہتی مگر یہ ہے کچھ

حلیث النفس علی وجه لا یظهر له اثر فی مخالفة الهوی ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی ولا فی الحث

جیسی وہی بات ہوا کی مخالفت میں اور کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سے رکھتی ہیں جو اور نہ کچھ اثر

علی الطاعات فینهمک فی الشهوت وارتکاب المسیات فیتراکم ظلمات الذنوب علی قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوت اور بدیوں کی کر نہیں اور بات ہی اور تاریکی گنہگار نہ رہتا اور کچھ دل پر چھ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفی ما فیہ من نور الا ایمان مع ضعفه فاذا جاء الیه سكرات الموت وعلم انه یفارق الدنیا و

نور ایمان کا جو وہ میں ہوتا ہی چھتا جلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعف ہی جب اسکو مریض کی حالت آتی ہی اور جاننا ہی کاب دنیائی چلے اور دنیا

محبوبة له وجها غالب علیه حتی لا یرید ترکها ویتألم من فراقها یری ذلك من الله تعالى فیخشی

اوسکی محبوبہ ہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب ہی کہ اوسکا چہرہ نا نہیں چاہتا اور اوسکی فراق سے رنج اور ٹھٹھا ہی سمجھتا ہی کہ یہ فراق اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہی رہتا

علیه ان یحصل فی قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان انفق خرج روحه فی تلك اللحظة

یہ ہی کہ اسکی دین خدا کی طرف ہی محبت کی جگہ کینہ پیدا ہو جاتی اگر اتفاقاً اوسہی حالت میں جان نکل گئی

یختم له بالسوء ویهلك هلاکاً ابدياً والسبب المفضی الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذر ہوا اور سبب اس ہلاکا یہ ہے دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

الیها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذی

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سے محبت الہی سست ہو جاتی اور یہ بڑی سخت بیماری ہی حسین

عم اکثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعدا خراج حب الدنيا من قلبه وتصحیح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سے بچا جاتی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان یحترز عن المعاصی عن مشاهدتها ومشاهدة أهلها وان یواظب علی الطاعات

درست کر گناہوں سے ہمہ گیر کی نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہ گاروں کی طرف و طاعات دائمی اختیار کری

القی هی ثمرة محبة الله تعالى ولا یتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا یحب الانسان الا یعرف

کہ وہ محبت الہی کا پھل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نا دانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله بما یحب علیه معرفته وعرف ان جمیع النعم الواصلة الیه والو

محبوب اوسکی کو کہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہچانے لگا اور ان اوصاف سے جو اوسکو واجب ہیں اور یہ سمجھی کہ حتی نعمتیں چھو اور اوسکو حاصل ہیں

غیرة لیس الا منه تعالى لاجر محبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل رضائه ویحترز عن موجبات

سبب اللہ کی طرف سے ہیں تو ہمیشہ اللہ کو دوست رکھنے کا ہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضا مندی میں کوشش کرے گا اور اوسکی غصہ سے بچتا رہے گا

سخطه فیکون لا ثقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده لیسرنا الله تعالى

پہر تو یہاں اوسکی احسان کی قابل اور جنت میں جاتی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو دیکھا خدا ہمکو آسان کیجھو

المجلس السابع عشر في بيان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستعداد

من اهلها واتخاذ السروج والشموع عليها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ستر دين مجلس اس بيان من قبرون من نماز ادا کرنی جائز نہیں اور اہل قبریسی سدا گئی

لعنة الله على اليهود والنصرى اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد هذا الحديث من صحيح المصايع
 اور قبرون پر روشنی کرنی درجہ اعلائی جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجدین بنائیں یہ حدیث مصلح کی صحیح حدیثوں میں ہی

روثه ام المؤمنين عائشة وسبب دعائه عليه والسلام على اليهود والنصرى باللعنة انهم كانوا
 ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاریٰ پر یہ ہے کہ وہ سب

يصلون في المواضع التي دفن فيها انبياءهم اما نظر منهم بان السجود لقبورهم تعظيم لهم وهذا شرك
 نماز پڑھتی تھی ایسی مکانات میں جہاں انکی انبیاء دفن تھی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیاء کی تعظیم ہی اور تو ظاہر شرک ہی

جلي ولهذا قال النبي عليه السلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبدوا وانا منهم بان التوجه الى قبورهم
 اسپیٹی بنی علیہ السلام فی فرمایا کہ اہی میری قبر کو بت ثنائی کراؤ کی پرستش ہو کرے اس خیال ہی کہ وہ سمجھتی تھی کہ قبرون کا

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لاشتماله على امرين عبادته له تعالى وتعظيم انبيائه
 متوجہ ہونا وقت اور نماز کی بڑا ثواب ہی کیونکہ اس میں دعوت میں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرك خفي ولهذا نهي النبي عليه السلام امتة عن الصلوة في المقابر احترازا لئلا يشابهتم
 یہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی ہی پیغمبر خدا کی اپنی امت کو قبرون میں نماز پڑھنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی مشابہت سی نہ ہجی زمین

بهم وان كان القصدان مختلفين وقال من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد لا اتخذوا
 اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہی اور غولیا جو زمین تسی پہلی تھیں وہ ای انہی کی قبرون کو مسجد بناتی تھیں تم قبرون کو

القبور مساجدا اني انهيكم عن ذلك قال بعض المحققين والصلوة في المواضع المتبركة من مقابر
 مسجد نہ بنایا نہجو اس حرکت سی منع کرتا ہوں بعضی محقق کہتی ہیں کہ نماز پڑھنی متبرک مکان میں جہاں صلیاں کی

الصالحين داخله في هذا النهي لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيم هؤلاء علمنا في ذلك من الشرك
 قبرین ہوں اسی نہی کی علی داخل ہی خاص ایسی وقت کہ اول صلی کی تعظیم کی واسطی پڑھی اسلی کہ اس نماز میں شرک

الخفي فان مبتدأ عبادة الاصنام كان في قوم نوح النبي عليه السلام من جهة عكوفهم على القبور
 خفی ہو تا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں سی تھا کہ وہ لوگ قبرون پر بیٹھی رہتی تھی

كما اخبر الله تعالى في كتابه بقوله قال نوح ربي انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وركله
 چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہ نوح فی ای رب میری انہی کی مبرا کہ نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اسکی مال اور اولادی

الآخسارا ومكروا مكر الكبار وقالوا لا تدركنا اهلكم ولا تدركنا وذا اولادنا سواع ولا يغوث ويعوق
 اور بڑا ٹوٹا اور دوا کی ہی بڑا دوا اور بولی نہ چھوڑیو اپنی بھاکروں کو اور نہ چھوڑیو وڈو اور نہ سواع کو اور نہ لغوث کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام
 اور نہ نسرا کہ ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہیں کہ یہ یعنی وہ وغیرہ نیک لوگ تھی حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عكف الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعبدوهم وهذا هو مبتدأ
 جب یہ مر گئی تو لوگ انکی قبرون پر بیٹھی بہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنائی بہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنے لگی اور یہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في غائته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها لم يشرك
بت پرستی کی حارثی روئینا اور ابن قیم اپنی کتاب اغا شہ میں اپنی اسناد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع فی قبول کو مسجد
اتخاذ القبور تھی التي افقت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر او في ادونه من الشرك فان الشرك
بنائی سی منع فرمایا ہی اسلئے بہت لوگوں کو یا تو بڑی شکر میں یا کچھ کمتر شکر میں مبتلا کیا بیشک شکر
بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشرا وجرو لهذا تجد كثيرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شکر کسی درخت یا بہتر کی اسلئے سبب بہت
من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبول پر جا کر رہتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور لاشی الیسی عبادت کرتی ہیں
مثلهما في بيوت الله تعالى ولا في وقت السجود يرجون من بركة الصلوة عندها والرداء لديهما ما
کو ویسی مسجدوں میں کہی نہیں کرتی اور نہ صبح کی دقت کرتی ہیں اور قبول کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر
لا يرجون في المساجد فحسم مادة هذه المفسدة في النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
اسیر کہتی ہیں کہ نہیں کہتی مسجدوں میں یہ سبب بڑا فساد کا قطع کر سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مطلقا قبول میں نماز پڑھتی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلی بصلوته فيها بركة البقعة كما هي عن الصلوة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبول میں نماز پڑھتی سی بركت اور جگہ کا مقصود نہو جیسی منع فرمایا نمازی میں طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فذهي
آفتاب بر اور میں غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک سمین آفتاب کو پر جاتی ہیں سو غیر صلی اللہ علیہ وسلم
امته عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصد المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نمازی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھتی سی
توبیخا بالصلاة في تلك البقعة فهذا غير المجادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداء
برکت اور جگہ کی حاصر کیا جا ہی تو اسلئے اور انکی رسول کی عین مخالفت ہی اور انکی دین کی برخلاف دنیا دین
دین لم ياذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستئذان والاتباع لا على الهوى والابتداء
احداث کرنا جیسا کہ اللہ فی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طرقت سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبينهم ان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنه
دیکھ مسلمانوں فی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبول کی پاس ممنوع ہی اسواسلئے فساد
الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
شکر کا سبب نماز کی قبول میں اور مشابہت کا بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما هي عن تلك المفسدة سئل الذريعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برائگی یعنی زوال پر کیونکہ نبی علیہ السلام فی جب اس فساد کی بند کر نیکی واسطی مشابہت کی سبب سی منع فرمایا
التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلی فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
کہ جیسا کہ ظہور ہی مصر کی دین نہیں آتا تو اس وسبب سی کیونکہ مخالفت نہوگی جو اکثر اوقات اس علی والیکو مشرک کی طرف پہنچا دیتی ہی
بدعاء المولى ويطلب الخواص منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد
کیا ذکر مولا کی طرف رجوع ہی اور دینی حاجتیں طلب کری اور یہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نمازی بہتر ہی

وعن ذلك ما هو محادثة ظاهرة لله تعالى ورسوله قال ابن القيم في اثاره من جمع بين سنة
 اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اس کی اور اس کی رسول کی ابن قیم اپنی اغانی کہتا ہی جو شخص جمع کر کے کسی درمیان طریق
 رسول اللہ علیہ السلام فی القبور وہاں رہے وما فی عنہ وما کان علیہ الصحابة والتابعون
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کی بابت میں اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا
 وین ما کان اکثر الناس الیوم رای احدهما مضادا للآخر ومناقضه لا یجتمعا ابداً فانه
 اور در میان اوس طریق کی جس پر اکثر لوگ آج کل چلتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولیٰ با وکیلی ایسا کہ ہرگز کہیں جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ سب سے
 علیہ السلام نفی عن الصلوة عندها وهم یخالقون ویصلون عندها ونفی عن اتخاذ المساجد
 علیہ السلام فی قبروں کی بات ہی منع فرمایا اور یہ لوگ خلاف کر کے قبروں کی پاس غار پڑھتی ہیں اور قبروں پر مسجد بناتی ہی منع فرمایا
 علیہا وهم یخالقونہ ویبنون علیہا مساجد ویسمونها مشاهد ونفی عن ایقاد السمر علیہا وهم
 اور یہ برخلاف کر کے اول پر مسجد بناتی ہیں اور اول کا نام مشاہد رکھتی ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی ہی اور یہ
 یخالقون ویقدرون علیہا القنادیل والشموع بل یقفون لذلك اوقافا ونفی عن تخصیصها والبناء
 خلاف اس کی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہیں بلکہ اس کی واسطی وقفی خرچ مقرر کرتی ہیں اور منع فرمایا کچھ گیری کی اور عمارت بنانی
 علیہا وهم یخالقونہ ویجصصونها ویعقدون علیہا القباب ونفی عن الکتابة علیہا وهم
 اور یہ خلاف کر کے قبروں پر چونہ کی عمارت بنا کر برج بناتی ہیں اور منع فرمایا قبروں کی اوپر کھیتی ہی اور یہ
 یخالقونہ ویخذون علیہا الالواح ویکتبون علیہا القرآن وغیره ونفی عن الزیادة علیہا غیر تزیین
 اس کی برخلاف اور پھر تختی لگا کر اوس پر قرآن وغیرہ دعائیں شمر لکھتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں میں زیادہ اور کچھ مٹی مت بڑاؤ
 وهم یخالقونہ ویزیدونہ علیہا سوی التراب الاجر والاحجار والجص ونفی عن اتخاذها عیاد
 اور یہ مخالفت کر کے سوا ہی اصلی مٹی کی پتلی بیٹھیں اور پھر اور چونہ زیادہ کرتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عیدیت بناؤ
 هم یخالقونہ ویخذونہا عیاداً ویجتمعون لها کما یجتمعون للعید اکثر والحاصل انہم مناقضون
 اور یہ مخالفت کر کے ان کو عید بنا کر اس پر انبوه عرس کرتی ہیں جیسی عید میں جمع ہوتی ہیں یا اوس ہی ہی زیادہ اور حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ بالکل
 لما امر به النبی علیہ السلام ونفی عنہ ومحادون لما جاء به وقدال الامر هؤلاء الضالین المضلین
 ابنی علیہ السلام کی حکم ہی اور مخالفت ہی مخالف اور خلاف کرتی ہیں اس کی احکام ہی اب یہ حال ہو گیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والی کا سبب
 الی ان شرعوا للقبور رجاء ووضعوا له مناسک حتی صنف بعض غلامہ فی ذلك کتابا وسماه مناسک
 کہ قبروں کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اس کی آداب اور طریق مقرر کئی ہیں بیان تک کہ بعضی کثرتوں فی اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اس کا نام مناسک
 حج المشاہد تشبیہا منه للقبور بالبيت الحرام ولا یخفی ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول
 حج المشاہد رکھا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ پڑایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام ہی الگ ہو کر بیت پرستوں کی
 فی دین عباد الاصل ما فاضر الی ما یدین ما شرعه النبی علیہ السلام فی القبور من النہی عما تقدم ذکرہ
 دین میں داخل ہونا ہی اب دیکھتے تو یہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی بابت میں کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالاسی
 وین ما شرع هؤلاء وما قصده من التباشیر العظیم ولا ریب ان فی ذلك من الفساد ما یجذ
 اور درمیان طریقہ اس گمراہ کی اور جو یہ ارادہ کرتی ہیں کتاب بظرافتی اور ہلکا شبہ سمین اتنی فساد ہیں
 الانسان عن حصرة منها تعظیمها الموقر فی لاقتنان بها ومنها تفصیلها علی المساجد التي هی
 کہ انسان گستاہا ہوتا تھا ہی ایک یہ کہ قبروں کی اتنی تعظیم کرنی جس سے لوگ فتنہ میں پڑیں ایک یہ کہ قبروں کی فضیلت سب سے دل پر نہ ہو

خبر البقاء واجها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخصومة الشريفة
تمام مكانة نبيهم ورسول الله تعالى الى محبوبين كيونهم يتركون قبره على ما كان عليه من تعظيم
وسرقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيرة ولا مثله ومنه انما
اوروزی علی کی کرتی ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اور نہ مساجد میں نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبر پر
المساجد والسرور علیہا ومنہا العکوف عندها وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السدنة لها حتی
مسجد بن بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چڑھتی کرتی ہیں اور قبروں پر غلاف چڑھاتی ہیں اور مجاور رہتی ہیں یہاں تک
ان عبادہا یرجون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدنة لها افضل من
مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها النذلة لها ولسدنتها ومنها زیادتها لأجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرتی ہیں بہتری اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور انکی گردہ پر کرتوانہ
وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخرد علیہا واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ان مردوں کو پکارنا اور انکی مدد مانگنی
وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الديون وتقربهم بالکریات وغير ذلك من
اور انکی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوار ہوا
الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوتانهم وليس شیء منها مشروعاً باقاً ثمة
اور حاجتیں طلب کرتی ہیں جو کہ بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی تھیں اور اس میں کوئی بات جائز نہیں نزدیک کسی امام
المسلمین اذ لم یفعل شیئاً رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین
اہل اسلام کی اسلئے کہ اس میں رسول رب العالمین کی کچھ نہیں کیا اور نہ کسی فی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین کی
ومن المحال ان یکون شیء منها مشروعاً وعمل صالحاً ویصرف عنه القرون الثلاثة التي شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی امر جائز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہدوں میں سے کوئی خلیفہ گزراوین جن عہدوں کی صدق
فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر به الخلفاء الذین شہد فیہم النبی علیہ السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام کی گواہی دی ہے اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاوین جنکی نبی علیہ السلام کی
بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یتقی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہے جسکو اس میں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی حقیقی زمین پر ہی
عن احد منهم بنقل صحیح وضعیف انہم کانوا اذا بدؤوا بحاجۃ قصدوا القبور فدعوا عندها ویمسحوا
کسی ایک کی دھن سے نقل صحیح وضعیف لا سکتا ہے کہ وہ لوگ ایسی ہی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگتی اور قبروں کو چھوتے
بها فضلاً ان یصلوا عندها او سئلوا حوائجهم منها کلا لا یمکنہم ذلك بل انما یمکنہم ان یتواکلموا
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا انکی اپنی حاجتیں مانگیں اگر نہ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اکثر
من ذلك عن الخلفاء التي خلفت من بعدهم ثم کما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلك اکثر حتی
ان اموراً کی سند متاخرین سے لاسکین جو انکی پیچھے پیدا ہوئی ہیں پھر جتنا زمانہ گزرا تا گیا اور مدت دراز ہوئی گئی وہ امور بھی بڑھتی گئی یہاں تک
وجدت من ذلك عدة مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا عن
نہ چند کتابیں ایسی ملیں کہ جن میں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ انکی خلفاء راشدین سے اور نہ

لصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الأحاديث المرفوعة التي من جملتها
 اورنه اور صحابی سے اور تابعین سے ایک ہی حرف نہیں بلکہ انہیں اسکی بصراف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنہیں کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمرا دان يزور فليرس فلا تقولوا هجرنا اي فحشا
 ایک یہ حدیث ہے کہ میں نے منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش نہ بان پر مت ہاؤ

واي فحش اعظم من الشر اعندنا فلو فعلوا ما الاثار من الصحابة فاکثر من ان يحاط بها فمن جملتها
 اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کر بیسی قبروں کی پاس باعتبار اتوں او فعل کی اور آثار صحابہ کی تو شمار سے زیادہ ہیں

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب مر اى النسن مالك يصلى عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
 ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہے کہ عمر بن الخطاب نے النسن بن مالک کو دیکھا کہ قبر کی پاس نماز پڑھتی ہیں عمر نے کہا کیا یہ قبری قبری ابن

القيم في غائته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهى عنه نبيهم من الصلوة عند
 قیم کہتا ہے اپنی کتاب غائتہ میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوکل نزدیک وہ ہی مقرر تھا جو کہ اوکل کی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز پڑھنے سے منع فرمایا

القبور وفعل النسن لا يدل على اعتقاده جواز اذ يحتمل ان لم يره ولم يعلم انه فتر اذ هزل عنه
 اور اوکل کا پڑھنا نہیں ثابت ہوتا کہ اوکل نزدیک جائز تھا اس واسطے شاید کہ اس نے قبر دیکھی ہو یا اوکل کو نہ معلوم ہو کہ یہاں قبری یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبههم حمر تنبه ومنها اتخذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبورا انبياءهم
 جب عمر نے اوکو جتلا یا تو خبر دار ہوئی اور ایک یہ کہ قبروں کو عید بناتی ہیں جیسی اہل کتاب کی مشرکوں نے اپنی انبیاء

وصلوا ائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشغلون باللغو والطرب فيها فنهي النبي عليه
 اور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو عید بنا یا تھا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطے جمع ہو کر لغو اور خوشی میں مشغول رہتی تھی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبوري عيدا فاضل
 السلام نے اپنی امت کو اس سے منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قبر کو عید مت بنالین میری واسطے

على فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام كونه سيد القبور و افضل قبر
 علی فان صلوٰتکم تمہاری درود میری پاس پہنچے گی جہاں سے تم ہو گے بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سے بہتر اور افضل ہے

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذ عيدا فبقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه
 علی وجہ الارض اذا وقع النهی عن اتخاذ عید فبقبر غیرہ کسی کی ہوا کری واسطے گفت کی لائق تھی بہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا على فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من
 السلام اشار بقولہ فصلوا علی فان صلوٰتکم تبلغنی جہاں سے تم ہو گے اور پھر اس قول سے درود پڑھو میری اور پھر اس جہاں سے تم ہو گے ہر طرف سے

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذ
 درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہے قبر سے نزدیک ہوں یا دور ہوں بہر کیا حاجت ہے کہ آپ کی قبر کو

عيد لان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان خلافة متخذينها
 عید لان فی اتخاذ القبور عیداً من المفاسد ما لم یعلمہ الا اللہ تعالیٰ فان خلافت متخذینہا عید بنائوں کو عید بناتی ہیں وہ فساد ہیں جو خدا کی سوا کوئی نہیں جانتا

عيدا اذا رواها من مكان يبرزون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض
 عیداً اذا رواها من مکان یبرزون عن دوابہم ویکشفون رءوسہم ویضعون جباہم علی الارض عید بناتی ہیں جہاں سے قبر کو دور سے دیکھتی ہیں تو سوار پر سے پیادہ ہو جاتی ہیں اور منگی سر ہو کر سجدہ میں گر پڑتی ہیں

ويقبلون الارض ثم انهم اذ وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر
 ویقبلون الارض ثم انہم اذ وصلوا الیہا يصلون عندها رکعتین ثم ينتشرون حول القبر اور زمین چومتی ہیں بہر جب پاس جاتی ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہیں

بہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہیں

طائفین به تشبیه باله بالبيت الحرام الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يخذون
 فتركبت الله في انفسهم كما تركبت الله في بركاته والا
 اورخعت کی لئی هدایت بنایا ہی ہے

فی التقبیل والاستلام كما يفعل الحجج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخذوهم
 بوسه دینا اور چوننا شہد و مکر فی ہین جسی حاجی مسجد الحرام میں کرتی ہیں پھر دنا کی سٹی اپنی چہروں اور گانوں کو گاتی ہیں

ثم یکملون مناسک حج القبر بالخلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون
 پھر تمام ادب حج قبر کی سر منڈا کر اور کٹ کر پوری کرتی ہیں پھر اوس بت پرست پرانیان زنج کرتی ہیں پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وایراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من
 او کی نمازیں اور ادب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور بکارتا اور حاجتیں

الحاججا ویسئل من تفریم الکریات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات
 مانگتی اور سوالات کشائش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگزر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطن لبی آدم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن
 واسطی اہم تنافی کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطانی ہیں بیشک شیطانی بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر و نسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التي هی رجس من عمل
 سید ہی راہ سی روکتا ہی اور اونکا بڑا مکر یہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنا بها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایها
 شیطانی کا اور اہم تعالیٰ فی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بجنی کا اور مردمنی اوس بجنی پر متعلق کی ہی قرابا ای

الذین آمنوا اما الحمر والمیسر والانصاب والاکرام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه
 ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطانی کی سوانسی بجنی رہو

لعلکم تقون فالانصاب جمع نصب بضم نین وجمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
 شاید تمہارا پہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش لول اور صاوی یا جمع نصب کی ساتھ زبر نون اور سکون صاوی کی او کی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر وحجر وقبر وغیر ذلك والواجب هدم ذلك كله ومحو اثره
 واسطی عبادت کی سوا اہم تعالیٰ کی مقرر کیا درخت ہو یا پستہ یا قبر یا سوا اکی اور ان سب کا مسما کر دینا واجب ہی اور اونکا نشان مٹا دینا

كما ان عمر لما بلغه ان الناس یبتنا ولون الشجرة التي بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها
 جسی حضرت عمر کی جہنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتی تو آدمی پہنچ کر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التي بايع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و
 کچھا ڈالا پس جب حضرت عمر کی یہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتی اور

ذكر الله تعالی فی القرآن حيث قال لقد خي الله عن المؤمنین اذ یبايعونك تحت الشجرة
 اللہ تعالیٰ اوسکو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والو کی جب اہم طائی لگی تجسی اوس درخت کی نیچی

فما اذ یمکن حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
 پس کیا حکم سونا چاہتی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی بجنی بس سی کشا بڑا فتنة اور کسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه نزل به السلام هدم مسجد الضرار فی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم
 اور اس سی ہی کہ یہ سب بابت ہی کہ یہ غیر اللہ کے فی مسجد ضرار کو گروادیا اسین دلیل ہی واسطی گروادنی سب کا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
 او كى جساك بفساد جوی مسجدین جو قبرون پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس واسطے نہیں ہی کہ ان کو بیکو ڈاکر
 زین سی بول کر دین
 وكذا القبل التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها انسست على معصية الرسول ومخالفة وكل
 اور یہی ہی کہتے ہیں اور برج کہ قبرون پر بنائی گئی ہیں سب کا ڈا دینا واجب ہی اس واسطے کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت نہیں اور جو
 بناء انسست على معصية الرسول ومخالفة وهو بالهدم اول من مسجد الضلالة له عليه السلام في الدنيا
 عمارت کہ بنیاد وہی جلاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اس کا گرا دینا بہتر ہی مسجد خزار کی اس واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرون پر اسلام
 على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجرب المبادرة والمسايرة الى هدم ما هي عنه رسول الله صلى الله
 منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبرون پر مسجدین بنائیں ہیں واجب ہوا جلد ہی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منع فرمایا ہی
 ولعن فاعله وكذلك يجب ان لا تفضل قنديل وسرير وشمع او قدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون ملعون
 اور اسی بناؤی کو لعنت کی ہی اور یہی ہی جابجا ذکر کیا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبرون پر روشن کیا دین اس واسطے کہ روشن کرنا ملعون ہی رسول اللہ
 الله عليه السلام فكل ما لعن في رسول الله عليه السلام فهو من الكبار وهذا العلماء لا يجوز ان يند
 علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کی ہی وہ گناہ گہری اس واسطے علماء کہتے ہیں کہ منعت مانتی
 للقبور شمع لا زيت لا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
 قبرون پر روشنی کی اور تیل کی اور فاضل کی جائز نہیں ہی کیونکہ یہ منعت گناہ کی ہی اس کا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ شن کفارہ قسم کی لازم ہی
 ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتقيد به وقال الامام ابو بكر الطرطوطي
 اور نہ وقف کچھادی قبرون کی واسطے کچھ انہیں ہی بیشک یہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت کہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوطی کہتے ہیں
 انظر وارحكم الله تعالى ايما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
 حیاں کرو تپیر خدا کی رحمت ہو جس جگہ ٹکوا ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اس پر تعظیم کر کے آتی ہیں اور صحت اور شفاء اور کچھ ایسی امید کہتی ہیں
 قبلها ويضربون بها السامير والخرق فهذه اناط فاقطعوها وذات اناط شجرة للمشركين كانوا
 اور اس میں جھین گھاٹی ہیں اور چل باندھتی ہیں پس وہ ذات اناط ہی اس کو کاٹ ڈالو اور ذات اناط مشرکوں کا درخت تھا
 يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن ابي واقل الليثي
 اس پر اپنی ہتھیار اور اسباب لٹکا کر اس کی گرد چوڑھ کر لیتی تھی چنانچہ بخاری میں صحیح میں ابو واقل لیثی ہی روایت کرتا ہی
 انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام والمشركين سدد
 کہ وہ کہتے ہی کہ ہم ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین کی طرف چلی اور ہم تھی تھی مسلمان تھی اور مشرکوں کا ایک سخت سیر کا تھا
 يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات اناط فمرنا بسدة فقلنا يا رسول الله
 اس کی گرد چوڑھ کیا کرتی تھی اور اس پر اپنی ہتھیار اور اسباب لٹکا لیتی تھی اس کا نام ذات اناط تھا جب ہم اس درخت پر گزری تو عرض کیا یا رسول اللہ
 اجعل لنا ذات اناط كاهم ذات اناط فقال النبي الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الهام كاهم
 ہماری واسطے ہی ذات اناط مقرر کر دو جیسا کہ ان کا ذات اناط ہی پس فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم فی اسد اکبر یہہ الیسا قول ہی جس نے اس پر ایل کی کہا تھا ہمارے واسطے یہہ
 الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتكن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة
 جیسے ہی کہتے ہیں پر یہہ کہانہم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گے تم کو ستر رکھیں جو پہلے لکڑی سے جسے مقرر کر دیتے تھے ان کا الہام کی اگر گرجا جیسے ہی کہتے ہیں ہمارے واسطے یہہ
 والعكوف حولها اتخاذ الله تعالى معانهم لا يعبدونها ولا يستلونها شيئا فالظن بغيرها ما يقصده
 باوجودیکہ یہہ اس درخت کو جو جتنی ہی اور نہ کچھ حاجت مانگتی تھی بہر تو ان کا کچھ جلال کرنا ہی کا قصداً نہ کرتی تھی
 کی سائنہ اللہ تعالیٰ کی

من شجر او حجر او قبر و يعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
 رخت ہو یا پتھر یا قبر اور اسکی تعظیم کرتے ہیں اور اسے شفا کی کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ درخت یا یہ پتھر یا یہ قبر
 یقبل الذی هو عبادة وقربة ویقسمون بذلك النصب ویستلمونه ولقد انکر السلف القسم بحجر المقام الذی
 منین قبول کرتے ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اس پر ہاتھ ملاتی ہیں اور انکو اپنے ہاتھ سے چومتے ہیں اور منع کیا ہے ہاتھ سے کسی مقام پر ہاتھ نہ لگائے
 امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الانزلی عن قتادة فی قوله تعالى واتخذوا من مقام ابن مريم
 کی پتھر پر جسکا اسم تعالیٰ پر حکم کرنا ہے کہ بناؤ یا چنانچہ انرق قتادہ سے روایت کرتا ہے تفسیر میں اس آیت کی اور پتھر کو مقام ابن مریم سے
 مصلى قال الناس امر ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان یستلموه بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
 نماز کی جگہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ اسکی پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہے کہ اس پر ہاتھ ملیں بلکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نہ ہاتھ ملے نہ چوم جائے اور نہ بوسہ دیا جائے
 الحجر الأسود وما الركن الیمانی فالصحيح انه یستلم ولا یقبل وهذا الشیطان فی کل حین و زمان ینصب لهم قبرا
 حجر اسود کی اور رکن یمنی میں صحیح یہ ہے کہ ہاتھ نہ لگایا جائے اور بوسہ نہ دیا جائے اور یہ شیطان دہم دم اوکلی لے کر کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ
 معظم یعظمه الناس ثم یجعل له ونا یعبد من دون الله تعالى ثم یؤمى الی اولیائہ ان من نھی عن عبادة
 تعظیم کرتے ہیں ان کا نصب یا بنائے پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کرتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی پھر گور پرستوں کی دین پر پیدا کرنا ہے کہ جو شخص گور پرست ہے
 وعن اتخاذہ عیدا وعن جعله ونا فقد تنقصه وهضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله وعقوبته ویکفروا
 اور گور کو عید بناتی ہے اور بت بناتی ہے منہ کری وہ پتھر سے کرتا ہے اور حق تلفی کرتا ہے پھر جاہل لوگ اسکی قتل اور لایہ امین کو شمش کرتے ہیں اور انکو کافر کہتے ہیں
 وناخبه الا انه امر به الله تعالى ورسوله وهی عما فی الله تعالى ورسوله عنه والذی ارقه عباد القبور
 اور سوا اسکی اوکلی کیا خطا ہے کہ اسکی وہی حکم کیا جو اللہ اور اسکی رسول فی قرآن اور اس سے منع کیا جو اللہ اور اسکی رسول فی قرآن اور گور پرستوں کی فتنہ میں
 الا فتان بها امور منها الجهل بحقیقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقیق التوحید وقطم اسباب
 بڑھانی کی کئی سبب ہیں ایک تو جهالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالیٰ فی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب
 الشریک فالذین قل نصیبهم من ذلك اذا دعاهم الشیطان الی الفتنه بها ولم یکن لهم ما یبطل دعوتہ
 شرک کی سبب ہے پھر جو لوگ کہ نصیب ہیں جب انکو شیطان اپکارنا ہے گوروں کی فتنہ کی طرف اور انکو نشانہ ہیں جس سے شیطان روسو کو باطل کریں
 استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل فاعصوا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احادیث مکذوبة
 تو انکو مانا لیتی ہیں اپنی اپنی جهالت کی موافق اور صحیح جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہ سبب ہے کہ چھوٹی بہت حدیثیں
 وضعها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابر وهی تناقض ما جاء به
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں کی وضع کی ہیں اور انکا مضمون سراسر دین سے
 من دینہ کدریث اذا تخیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور وحديث اذا عیتکم الامور فاعلیکم
 خلاف ہے جیسی بہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تنہا جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو
 با صحت القبور وحديث لو حسن احدکم ظنه بجر نفعه وامثال هذا الاحادیث التي هی مناقضة
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے نیک اعتقاد کری بہتر کی ساتھ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خلاف ہیں
 لدین الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابر وراحت علی الجهال والضلال والله تعا
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند فی وضع کیں ہیں اور جهال اہل ضلال کو آئندہ انگین اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فی
 انما بعث رسولہ لقتل من حسن ظنه بالاجار والاشجار فانه علیہ السلام جنب امتہ من الفتنه بال
 اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بھیجا ہے جو بہتر ہوں اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علم اسلام فی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سے ہر طرح سے بچایا ہے

بكل طريق ومنها احکایات حکیت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبور الفلانی فی شدّة فخلص
 اور یہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی فی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سوا اس سختی سی نجات پائی
 منها و فلان لزل بحضر فاستدعى صلی اللہ علیہ وسلم لک القبر فکشف ضرة و فلان دعاه فی حاجة فقصید حاجته
 اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اس مصیبت زدہ فی فلانی قبر والی سی استدعا کی سوا سختی مصیبت دفع کر دی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سوا سختی حاجت پوری
 وعند السدة و المقاربة بشی من ذلك یطوّل ذکره و هم من اکذب خلق الله علی الاحیاء والاموات و
 اور مجاہدوں اور گور پرستوں کی پاس ہی بہت تھی میں جکا گور والی اور تمام خلقت ہی یہ بڑی جھوٹ ہیں زندوں پر ہی اور مردوں پر ہی اور
 النفوس مولعة بقضاء حوائجها و ازالة ضرورتها لا سیما من كان مضطرا ینشئ بكل سبب و ان کا
 طبایع انسانی واسطی ادای حاجتوں کی ادفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گہرا ہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا پاتا ہی اگرچہ
 فیه کراهة ما فاذا سمع احدا من قبر فلان تر یا ق جرب یسئل الیہ فیذهب فیه و یدعوا عنه بخرة و زلة و
 کیا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آرمودہ تر یا ق ہی تو اس کی طرف متوجہ ہوگا پیر دہان جاویگا اور اوکو ذلت اور غوری اور
 انکسار فیجیب الله تعالی دعوتہ لما قام بقلبه من الذلّة و لا نکسار لاجل القبر فانه لودعا کذا فی الحانة
 انکسار سی نہیں اللہ تعالیٰ اوکی دعا قبول کر لیتا ہی کیونکہ اوکی دلین خوار ہی اور انکسار پڑھتا ہی کچھ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہ شخص کسی طرح رکنا
 والجملة والسؤال لاجابه فیظن الجاهل ان للقبر تاثیر فی اجابة تلك الدعوة و لا یعلم ان الله تعالیٰ یجیب
 یا حام یا یازمین دعا کرتا تو ہی قبول کر لیتا ہی پس چاہیں آدی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کی
 المضطر لو کان کافرا فلیس کل من اجاب الله تعالیٰ دعاءه ینکون مرضیا عنه و لا محبّالہ و لا مرضیا لفعله
 قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہی اس ہی مرضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوکی کام ہی مرضی ہوتا ہی
 فانه یجیب دعاء البر و الفاجر و المؤمن و الکافر یسرنا الله تعالیٰ من الدعاء و العمل و ما یكون موافقا لرضاه
 بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہی نیک اور بد کار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ ہر کام میں موافق ہی ہوتا ہی اور عمل جو اوکی رضا کی موافق ہو
 بلطفه و کرّمه المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنی لطف اور کرّم سی اہل دارین مجلس بدعتوں کی اقسام و اوکی احکام امین قرلما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله و خیر الہدیٰ ہدیٰ محمد و نشر الامور علی قلتها و کل محدث بدعة
 یہ بعد محمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہی اور اچھی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدتر نہ ہدایتی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت
 و کل بدعة ضلالة هذا الحدیث من صحیح المصابیح رواه جابر و فی حدیث اخر رواه عرباض بن ساریة
 اور ہر بدعت گمراہی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیث میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی
 انه علیہ السلام قل من یعیش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنתי و سنة الخلفاء
 کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو شخص چیتا ہی گامیری بعد سو قریب ہی کہ دیکھی گاہبست اختلاف سوا لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء
 الراشدین المہدیین من بعده تمسکوا بها و عضوا علیها بالانواجذایا کم و محدثات الامور فان کل محدث
 راشدین مہدیین کی ہنگاموں کی سند کرو اور انہوں سی مضبوط پکڑو اور بجا اپنی تین تین باتوں سی کیونکہ ہر محدث
 بدعة و کل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة فی ہذین الحدیثین البدعة السیئة التي لیس لها من
 بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
 الکتاب و السنة اصل و سند ظاہر و خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغیر السیئة التي یكون علی
 اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمر سی سمجھا جاتی بدعت حسنہ مراد نہیں ہی جسکی

وقراءة القرآن ووظائف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدق والاول
 اور تلافوت قرآن کی اور وظیفہ کی تمام عبادتیں ہیں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلی کہ نہ ہوتا کسی کا کا
 قن اول میں
 ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكرهه وعدم مشيئة
 یا تو بسبب ہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ہادی کا ہلی کی یا بسبب کورہ اور ناجائز ہونی کی ہی
 ولا ولا من متغيبان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا
 دون پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ میں نہیں ہوتی اسلی کہ حاجت قربت اہم کی عبادت سی منقطع نہیں ہوتی
 وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهلها لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبيه لها والتكاسل عنها منتفيا ايضا
 اور بعد ظہور اسلام اور غلبہ اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی ہی نہیں ہوتی
 اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
 اسوا اسلی کہ کہاں جائز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے بہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجائز ہونی کی کوئی
 وهذا المعنى مراد عبد الله بن مسعود لما اخبرنا المجاعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
 اور یہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضی کی جب انکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹھا کرتی تھی اور انہیں ایک شخص
 يقول كبروا لله كذا وكذا وسبحوا لله كذا وكذا واحمدوا لله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
 ہوتا ہا انہ لکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی جو عبد اللہ بن مسعود کی پاس آئی تھیں
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد
 جو کہتی تھی کہڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس تم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا اسکی بیشک تم بدعت کرنی ہو نہایت سیاہ
 فقمتم على اصحاب محمد عليه السلام علمائنا يعني ان حاجتكم به اما ان يكون بدعة ظلماء وانكم تداركتم
 تم فائق ہو گئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب یہ علم میں مراد انکی یہ ہی تم جو بدعت کرتی ہو یا تو یہ بدعت تاریک ہی یا متنی ایسی بات ہدایا
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبيههم له اولتكاسلهم عنه فغلب قلوبهم من حيث العلم بطريق العبادة
 جو صحابہ کی اہم نہ آئی انکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم میں تم اوسی غالب ہو گئی
 والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
 اور دوسری بات نہیں ہوتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت پہلی معررہ ہی یہی جاری ہو گئی ہی ہر یک کی حق میں دیاب عبادت خالص بدنیہ کی
 بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المنتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
 ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت نہیں تھا اسوا اسلی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محمد نہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح
 اور عبادات میں بدعت مکروہہ کہی نہوا کرتی اور حال یہ ہی کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہی جتناچہ علماء کی
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في أثناء الخطبة
 ابنی تصانیف میں صاف کہا ہی جسی نماز رغائب کی اور اذہین جماعت اور جسی صلی اللہ کہن اور رضی اللہ کہن اور آمین کہن خطبہ پڑھتی ہیں
 وانواع التغفات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجماعة وقراءة القرآن
 اور اقسام ترنم جو خطبہ میں اور آذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر بجا کر جنازی کی آگی اور دہن کی آگی
 في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
 راستہ میں اور سوا اسکی اور کسی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہی کسی کہی یہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحذورة

اور كرهه بنين هيين بلکہ قسم رحمت حدت مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعض چیز من لواحدات

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة

بعد قرن صحابه کی حسن بن جیبی مرسی بتانی اور خانقاہ اور سرائی اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اوکی نہ تھی

اذ يقال له ما ثبت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو ما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في

اسواسطی کہ جواب یہی جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصص

دو نو حدیثوں میں اپنی حال یہ باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کراوس سی بعض فرد خاص ہو جاوی وہ دلیل ہوتا ہی بخیر فرد مخصوص کی

من ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثه وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون

ایہ جو شخص عبادات لواحدات کی حسن کا دعویٰ کری اور انکو مخصوص بتادی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصص لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس لها يصلح ان يكون معارضا

تخصیص کی ہودی اسواسطی کہ چین اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدون اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

كلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب

ہو سکتی ہیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور اخذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم

ست اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام کو کہیں

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتمدة وهذه قاعدة دلت عليه السنة

داخل میں اوکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ان اگر اوکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہوں معتبرہ ہی اور یہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شر كما شرعوا لهم من

اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں ہی اس طرف اشارہ ہی وہ یہ آیت ہی فرمایا کیا اوکی اور شریک میں جو راہ والی تھی اوکی

الذين ما لكم يا ذن به الله فمن احث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يتشرع

اوکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ فی پیر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قوی ہو یا فعلی بدین مقرر کرنی

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ شرعا ومعبودا كما قال

اللہ تعالیٰ کی تو ادنیٰ دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالیٰ فی حکم نہیں دیا یہ جو اسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبا منهم وشرعناهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم

اللہ تعالیٰ فی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ہر اسی میں اپنی عالم اور درویش خدا اسکو چھوڑ کر پس عدی بن حاتم فی

لنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام طاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى

نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہوں کی عبادت تو نہیں کی آپ فی فرمایا اوکی اطاعت کی اور جو شخص کسی اطاعت کری دینی امر میں بدول حکم اللہ تعالیٰ کی

فقد عبده واتخذ ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و

تو ادنیٰ گویا عبادت کی در انکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کہ ہر عین عبادات بدنیہ خالص میں سنت ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما الى الله

بعض وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہ سمجھ لیتی ہیں کہ جو بات دلو پسند آوی اور طبعیت اوکی طرف متوجہ ہو

طباعکم بحسنا فعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط عشواء لا يفرق بين الواجب
 وہی صی ہی ہر وہ سب سے کو بھی حسن تصور کرتی ہیں سو وہ رستہ بجلی جیسی نہی اور ٹٹی کر ایسی چلتی ہیں مہلک رستہ
 المہلکة والمجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحد ثون شيئا الا انهم
 اور صاف رستہ بجانی والا نہیں بجانتی اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک او میں کو یہ صحت
 مصلحة اذلو واعتقدوا فيه مفسدة لم يحد ثوه فامراه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان
 نہیں دیکھتی کیونکہ اگر او میں کچھ برائی سمجھیں تو کہیں پیدا کریں پھر جس امر میں وہ لوگ مصیحت دیکھتی ہیں او سکی باعث میں تامل کرنا چاہی پس اگر وہ
 السبب امر قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فخر يجوز احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم
 سبب ایسا امر ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوئی تو اب حاجت کی موافق اسکی اصلاح کی واسطی جو کرنا جائز ہے جیسی فی قیام کرنا
 الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام
 دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا اگر وہ فرقہ کا ہی وہ گمراہ فرقہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ میں نہیں تھی
 لم يحد ثوا اليه وان كان المقتضى لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض خزال بموت
 تو دلائل کی بھی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی ان امر کو احداث کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تھا اگرچہ عارضہ نہ تھا
 فذلك يجرى احداثه كجسم القرآن فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل
 تو بھی ایسی امر کا احداث کرنا جائز ہے جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلا تاخیر وحی آتی رہتی تھی پھر اللہ تعالیٰ
 فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضى لفعله في عهده عليه
 جو بھی تھا سو بدل دیتا تھا یہ سبب موت حضرت کی یہ مانع جانا نام
 موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعل عليه السلام فاحداثه تغير لدين الله تعالى
 موجود تھا اور مانع اسکا نہیں تھا اور تو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی
 اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام اوجت عليه ولما لم يفعل عليه السلام ولم يحد ثوا
 اس واسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خیر ہو تو بیشک اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتی یا اس پر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اسکو کیا اور نہ اس پر رغبت دی
 علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما احداثه
 تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ خیر نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ جیسی عیدین میں اذان کا پڑھنا اس اذان کو جب
 بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بکراهته فلولم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقليل
 بعضی سلاطین نے منکر کیا اور علماء نے حکم کیا کہ اس کو کراہت ہے اور مکر وہ پڑھنا اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہت کی دلیل نہ ہو تو البتہ کوئی حجت نہیں
 هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العموم
 ہوتا کہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کا ذکر ہی اور اسکی خلقت کو عبارت کی واسطی بتاتی ہیں یہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی
 التي من جملتها قوله تعالى واذا كروا لله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا لمن دعا الى الله
 کہ ان میں سے یہ آیت ہے اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سے بہتر کسی بات جیسی تلا یا اللہ کی طرف
 لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعل عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام
 لیکن یہ جواب کسی نہیں دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کہ جسکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کا کہ جسکو پیغمبر صلی
 مع وجوب المقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة
 اللہ علیہ وسلم نے باوجود ہونی مقتضی اور نہ ہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

حجت علیہ السلام

دون العیدین کان ترک الاذان فيها سنة وليس لاحد ان يزيد ويقول هذا زيادة العمل
اور عیدین پہلی روز فرمایا تو عیدین میں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسی کو طاقت نہیں کہ اسکو زیادہ کا قائل ہو کر یہ کہی یہ عمل صالح کی افزائش ہی

لا یضر زیادته اذ یقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرائعهم فان الزيادة في الدين
ایسی زیادتی کا کیا اثر ہے اسواسطی کہ اسکا یہ جواب ہے کہ اس طرح رسولوں کی دین متغیر ہو گئی اور انکی شرائع بدلتیں متبدل ہو گئیں بیشک دین میں اگر بڑا ناجائز

لو جازت لجزان یصلی الفجر اربع ركعات والظھر ست ركعات ویقال هذا زيادة عمل صالح
تو جائز نہ ہو تا کہ صبح کی فرض نماز میں چار رکعتیں ادا کیا کریں اور ظہر کی فرض میں چھ رکعتیں پڑا کریں اسکا کہہ کر یہ عمل صالح کی زیادتی ہی

ریادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبدیه المستدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتاً
اسمیں کیا نقصان ہی لیکن یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہے اگر وہ امر

في عصره عليه السلام ومع هذا لو يفعل عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقامة
بغیر علیہ السلام کی وقت میں ثابت تھا اور بہر ہی اسکو نہیں کیا تو ایسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عمو

على كل عمو وقياس فمن عمل به مِم عتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قیاس سے سوائے ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل میں لادی دین کی اندر ناجائز اعتقاد کرے تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر

عمل به مِم عتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعاً لان الفسق اعم من البدعة فكل
اوپر عمل میں لادی دین کی اندر جائز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہو گا اسواسطی کہ فسق بدعت سے عام ہی پس جو

بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينفق
بدعت ہی وہ فسق ہی ہی بدون عکس کی بعضی فسق بدعت نہیں ہیں اور ایسی ہی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سے بدتر ہے کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل میں لاتا ہی تو وہ

الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صی مہم کی بات کو نفی کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان میں اس بدعت سے تعظیم سمجھتا ہی کیونکہ اولیٰ کا قول ہی کہ بہر سنت سے بہتری اور جواب میں اولیٰ ہی

فيكون منافقاً لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع وهي عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
یسر وہ مقار کرتا ہی اور اسکی رسول کا اسواسطی کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نے مکروہ قرار دیا اور اس سے منع فرمایا اور یہی وہ بدعت ہے جسکو اللہ تعالیٰ

قد شرع لعبادة من العباد اما فيه كفاية لهم واكمل دينهم وانتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
اسی بندوں کی واسطی ایسی عبادات مقرر کر چکا ہی جس میں اونکی کوئی کفایت ہی اور دین کامل کر کے اور اپنی نعمت پوری دی محکا حاشا نچہ اسکی خبر اپنی کتاب کرم میں

وقال اليوم اكملت لكم دينكم وانستكم على yourselves فالتزادة على الكمال نقصان واختلال
دی ہی فرمایا آج میں یورادی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا میں تمہارے احسان اپنا پس کامل کی اور اور بڑا نا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی

بما نزل الاصبغ الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرف بالشرع
جیسے چھٹی اونگی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک ہر ایک اور اضافی صرف شرع ہی معلوم ہوتی ہی

لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سے نہیں معلوم ہوتی پس جس کام کا شرع نے حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سے شرع میں منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی

كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيراً او نافعاً فهو افضل
کتاب اربعین فی اصول الدین میں کہتی ہیں اس سے بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کر کر کہتی لگی جو امر خیر اور نفع رساں ہی وہ ہی افضل ہی السلام

وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي عليه
اور جو امر اکثر ہوتا ہی وہ نفع رساں ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نہیں جاسکتی ہی طرف بہید امور الہی کی اوس بہید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی تفسیر ہی

الصيانة فقط ولا تستغرق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين أهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة

فقط بالام واسطی استراق خصایص جنس کی ہے۔ بہرہ راہ مسلمین کی اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں۔

الاسلام صرفا لله طلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد

واسطہ صرف منطق کی طرف کامل کی اسنہ کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوکو فرد کامل کی طرف لیجائی ہیں فرد کامل مجتہد ہی

فذلك المعنى مآراء الصيانة أو أها الاحتياط أحسن أفعى عند الله حسن ومآراء الصيانة أو أها الاحتياط

سوره المدیٰ کی نزدیک حسن بنی اور جبرائیل کو صحابہ یا علما و مجتہد

فَقَبِيحٌ أَفْوَ عِنْدَ اللَّهِ قَبِيحٌ وَكَوْزَانٌ يَكُونُ لِلْإِسْتِغْرَاقِ الْحَقِيقَةِ فَيَكُونُ الْمَعْنَى مَاهِلًا لِكُلِّ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ حَسَنًا

ابن سیرین رحمہ اللہ کی زندگی اور وہ لام استغراق حقیقی کا ہی ہوسکتا ہے

ففي عند الله حسب روافده جمعة المسلمين فتم في عند الله قيمه وما اختلف فيه فالعبرة للمؤمن

[illegible]

المشترط بالحق واللقين المشترط بالكدب وعزما الاعتقاد في قوله عليه السلام خير القرن قرن

[illegible]

جسلی حق میں شہادت خیر ہے، باقی دروغ کا اعتبار نہ ہو گا۔ جسکی حق میں شہادت لے کر اور با اعتبار دلی ہی اس حدیث میں سبب مکتوں میں ہے۔

بجانب یکم م لیدی یو، م م لیدی یو، م م یسوس و سایرین

جسین میں سبوتا ہوئے پھر جواسی مصلحین پھر جواسی مصلحین پھر انان کذب یہیں جاویگا پھر نہ ادنیٰ اقوال کا اعتماد نہ افعال کا اور نہ ہی سند

[illegible]

صاحب اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تھی کہ جو یہ علت قدر ضرورت کا بڑا جلدی وہ بیچ ہی پس وہ سنی و بدعتی

سلسلہ نوبتہ السلاطینہ جملہ سنی کی لکھنے والے ان کے تہذیبی و تمدنی و علمی و ادبی و تاریخی و جغرافیہ و...

فقیح ہی اور جیسی پیہ حدیث نہیں منفق ہوئی میری امت کراہی پر بیشک مراد امت سی احمدیث میں وہ اہل اجتماع ہیں

توبہ کیلئے جہاد نہیں ہے۔ کسی راہب کو نہ مارو، نہ قتل کرو، نہ اس کی عورتیں چوروں۔

خبریں ہر ایک ایسا مجتہد ملا جو کہ اصلاً اوسمیں نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوئی ہی اور عدالت جانی رہی ہی اور

يَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْعِبَادَةِ وَلَا يَدْعُو إِلَى الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ

بدعتی گویند کہ بدعت کی طرف بلاتاہی اور مطلق است مراد نہیں ہی اس واسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل

وَأَجْمَعُوا وَهُمْ الَّذِينَ طَرَفَهُمْ طَرِيقُ نَبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحَابَةُ دُونِ نَحَابَتِهِ

السنة والجماعة وهم الذين طريق أبي عليهما السلام والحكاية دون أهل البيت وأهل البيت
سنت والجماعة بن وه وه لوگ بن جعفر طریقہ یعنی طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرامی اہل بدعت اور اہل ضلالت اور مشرکین بن

النصف الثاني من السنة وصدور الدعاية

كما قال النبي عليه السلام امتي من استن بسنتي ويحرم ان يرد بامتي جميع الامم بناء على ان الاضافة

میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور جو کتنا ہی کہ امت ہی تمام امت مراد ہو اس واسطی کہ احسان

چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہیں میری امت وہ ہے جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہو سکتا ہے کہ امت ہی تمام امت مراد ہو اس واسطی کہ اضافت

فقد يكون للاستغفار يكون المعنى في جميع أمي ران من الأرملة على

كَلَامٌ قَدْ تَلَوْنَا لَلِاسْتِغْرَاقِ فَيَلَوْنُ الْمَعْنَى لَا يَجْمَعُ جَمِيعَ أُمَمٍ وَرِثَانٍ مِنْ الْأَزْمَنَةِ عَلَى أَصْلَائِهِ نَا

ابن سنی جو کہ ابھی سنی ہو گیا ہے اس کو سنی کہیں سنی ہو گیا ہے

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاعتزال والميل الى شئ من البدع والحدثات

تو اس زمانہ میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہر چیز کو تاریخی قریب میں آنے اور تو جسے طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوائد التي استأنس بها وترى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها و

اور عواصم سے اپنی دین کو بچا دے جن سے اس کے ہمتی اور دشمن پرورش پائے کی کہوں کہ ہم نہر قاتل ہی اس کی آفت سے آدمی کو بچتا ہے اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي افتهوا نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اس میں حق تم کو ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے جو ایسے ہی ماری جس میں اس کی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حق الله عليه السلام

کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تھی اسی سبب سے وہ کافر ہوئے اور طغیانی ہو گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تروا عليه وتكثروا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطی اور اس امر کی جس میں پرورش پائے تھی اور جو ان ہوئی تھی اے نبی ابن مسعود کہا کرتے تھے بچو نواحی بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرّة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندر سے ایک ہی دفعہ نہیں جاتا نہ ہیکہ لیکن شیطان تمہاری لٹی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعليه ان لا يذبح للشر من ان لا يغتر ويستدل بقوة نصميه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکال دینا اور شر میں ان کی موافق ہو کر لازم ہے کہ نہ من نہ آدمی کہ استدلال کرتی لگی قوت نصیم سے کسی چیز پر اور کثرت عبادت سے کہ

على الحق وان نصميه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالامانة لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہون کیونکہ اس کی نصیم اور مانڈا آتا اور جس سے اگرچہ دفتر توجہ لکھ جاویں برکت کی حقیقت پر دامت نہیں کرتا

لان جزمه واقصمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث انشائه بين قومين فوهم يدينون به و

اس واسطی کہ اسکا جزم اور نصیم اور چیز بر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ ان کو دین سے جانتی ہیں اور

للنشأة والمخاطبة انزعاجهم في نصميه ش حفا كان ارباطا لا تری ان مثل هذا التصميم يوجد

سائنس اور صحیح کو استیاد کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کہا معلوم نہیں کہ ایسی نصیم ہم

سامة من ذوى الجهل المركب كالیهود والنصارى ومن في معذاهم فالخذر الخذر من هذا السهم القاتل

بہل اور سوزن میں پائے جاتی ہیں جس میں بہل اور نصاریٰ اور جو لوگ انکی طئی کی میں اس بچو بچو اس زہر قاتل سے

وكن حاكما لا يألوا في احسن هذه مستيقظة اخذوا من هجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله

اور مساجد ہر حق فی صوف داہنی خلاصی امی جان کی اتباع کی فیس اور بدعت کی چوڑی سے بے شک اتباع سنگ آدمی کی واسطی

الموع في شدة التمسك بالجماعة على خلاف السنة منذ ان طویل فلا بد لك ان تكون شديد التوق

اس زمانہ میں ہم انہی سے نصیر اس واسطی کہ نہ دیر سے بدعت پر خلاف سنت پہلے ہی سو بچو بچو ضروری کہ بدعات اور محدثات امور سے بہت ہی

صين في شدة التمسك بالجماعة على خلاف السنة منذ ان طویل فلا بد لك ان تكون شديد التوق

بجہت اس کے کہ یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

کیونکہ سب میں جو عالم و مقرب الہی وہ ہی جو اسی پایہ مشابہت رکھتا ہے

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

یہاں سے بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو مواویٰ اتفاق سے بدعات پر جو بدعہ صابک کٹی میں قریب نہ کہا تا بلکہ بچو

فان الله تعالى اشبههم بهم

او من شہدہ صاحب الشریعۃ بالخیر وہم القرون الثلاثۃ الذین اقتضت حکمۃ الشارع ان
 یحکم حق من صاحب شریعت فی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن میں جن میں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی
 بختص کل قرن منهم بفضیلة فالقرن الاول خصہم اللہ بمنزلة لا سبیل لاحد ان یلحقہم فیہا فاذہ
 ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالیٰ فی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ وہ میں کوئی اور ہی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ
 تعالیٰ خصہم لرؤية نبیہ وبمشاہدۃ نزول القرآن علیہ والہم حفظہ حتی لا یكون حرف واحد منہ
 بقالی فی انکو خاص کیا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا بیان تک کہ وہ میں سی ایک حرف
 ضایعاً فجموعہ ویسترون لمن بعدہ فحفظوا احادیث نبیہم فی صدورہم واثبتوها علی ما ینبغی فحصل لہم
 ضایع نہیں ہوا واحد و سکون جمع کر کے پھر قرن پر آسان کیا بہرہ کیا فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اللہ میں اثبات تک کہا چکا کہ ما بعد و شاید سوا کی واسطی
 فی اقامة هذا الدين حظا كثيرا لا يمكن الا حاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبیہم
 اس میں کی قائم رکھنے میں ہر ای کو اب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اور کی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور اللہ تعالیٰ است نبی علیہ السلام کی طرف سی
 خیر جزاء ثم عقیم التابعون فجموعاً ما کان من الاحادیث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحکام
 اچھی جزا عطايت کری پھر انکی بعد تابعین پیدا کی اور انہوں نے تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی
 والتقسیر من الصحابة حتی کان احدهم یرتجل فی طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسیرة
 اور تفسیر صحابی سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث
 شہر او شہر میں وضبطوا امر الشریعة انہ ضبط فحصل لہم فی اقامة هذا الدين ایضا فضل کثیر ثم عقیم
 ایک ایک دورہ مہینی کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو ہی دین کی قائم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی بہرہ کی بعد
 تابعوا التابعین الذین ظہر فیہم الفقہاء المرجوع الیہم فی النوازل فوجدوا القرآن مجموعاً میسل
 تابعینوں کی تابع پیدا ہوئی جنہیں فقہاء ظاہر ہوئے جنکی سامنے حواضات پیش کی جاوین اور کو فرآن جمع کر لیا آسانی سی ہوتا آیا اور
 وجدوا الاحادیث قد احرزت وضبطت فتفقہوا فی القرآن والاحادیث علی مقتضى قواعد
 احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سوا انہوں نے احکام موافق اقتضا قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
 الشریعة واستنبطوا منہما احکاماً علی مقتضى الاصول وعینوا وجوه الدلالات ولیسروہا علی الناس
 سنباط کئی و اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دالات کی طریق مقرر کئی اور انکو اور لوگوں پر آسان کر دیا
 وانتظم الحال واستقر دین الامۃ المحمدیۃ بسببہم فحصل لہم فی اقامة هذا الدين خصوصیت
 اور انکی سبب سی حال مستقر اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو ہی اس میں کی قیامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
 ایضا فلما مضوا بسبیلہم اتی من بعدہم فلم یجدوا وظیفۃ یقوم بہا بل وجدوا امر علی اکل الحلات
 جب یہ لوگ ہی گئے جبکی تو انکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو انکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی میں گئیں بل انکو وہی کامل تر حالات پہنچا
 فلم یبق لہ الا ان یحفظ ما استنبطوہ ویدنوا ولا یحصل لہ خیر الا بالتابعین وتقلیدہم وبقائہ فی
 انکا امت ہی کا رہی کہ جو پہل لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئے ہیں اور کو یاد اور محفوظ رکھیں انکی حق میں بہتر بہرہ ہی کہ انکی رستہ پر چین اور انکی تقلید اور انکی
 میزانیہم فان ظہر لہم فقہ غیر فقہہم فہم مردود علیہ الا ان ینظر فیہ علی مقتضى قواعدہم فی الاحکام الثابت عنہم فاذا کان علی مقتضى
 دھن پر قائم رہیں اگر کوئی حکم انکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہی ان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان انکی زبان میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور
 لا بالقول غیر ینبغی لہ ان ینظر فیہ علی مقتضى قواعدہم فی الاحکام الثابت عنہم فاذا کان علی مقتضى
 شمول سی اب یہاں ہی کہ اس حکم میں انکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کر گئے ہیں غور اور تامل کریں بہرہ اگر وہ حکم انکی

اصولهم یقبل عنه ولا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انما مستحبة تشیانی علی ذلک دلیل
 قاعده اولی ص کی موافق ہو تو مقبول اور نہ ہی اور نہیں اس واسطے جو انکی بعد پیدا ہو گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہی یہ وہی کہیں کہیں لوگ
 خارج عن اصولهم فذلک غیر مقبول منہ لان التقليد والاقتداء بالغیر بمجرّد حسن الظن انما یجوز
 اصول سی مخالف قائم کردیا ہی سو یہ دلیل لوکی مقبول نہیں ہی اس واسطے کہ تقلید اور پیروی غیر کی صفت یک گان سی
 من کان مجتهداً عدلاً لامن کان مقلداً لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمن صوبین منحصر طریق
 مجتہد عادل ہی کی جائز ہی مقلد کی جائز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازی نہیں ہی تو طریقہ
 معرفة مذهب المجتہد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء من کان قادراً علی استخراجہ
 مجتہد کی مذهب دریافت کرینی بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء میں متداول ہو رہی ہو ایسی کی فی حواشی استخراج پر قادر ہو
 واخبار عدل موثوقاً به فی علمہ وعملہ لمن لم یکن قادراً علی استخراجہ فلا یجوز العمل بکتاب
 یا بواسطہ بیان عادل کی ہی حکمی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نہ کہت ہو سو کتاب پر عمل جائز نہیں ہی
 اذ ظہر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم
 اسکی کما س زمانہ میں بہت کتابیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف لوگوں کی بدولت دریافت حقیقت حال کی جمع کیں ہیں اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جائز ہی
 اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلاثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة
 اس واسطی کہ بعد قرون ثلاثہ کی لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال ہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری کہ عدالت صدق کو غالب کرنا ہو
 لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقہیة اذا نقلت
 موجود ہو پہر بیان ایک قاعده ظہر ہو ای اسکی دریافت کرنا ضروری وہ یہ کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی
 ینبغی ان ینظر فیہا فان کان ماخذها معلوماً مشهوراً من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
 نزاع میں نظر کرنی چاہئی پہر اگر اسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو وہ میں کسیکو
 فیہا لاحد وان لم یکن ماخذها معلوماً بل کانت جهلادیة فان کان ناقلها مجتهداً یلزم علی من
 کچھ خلاف نہیں ہی اور اگر اسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ سند اجتہادی ہو یہر اگر اسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی
 کان مقلداً ان یتبعہ ولا یلزم علیہ ان یطلب منہ دلیل لان کلام المجتہد دلیل لہ وان لم یکن
 کہ اسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اس لیے کہ مجتہد کا قول ہی اسکی دلیل ہی اور اگر
 ناقلها مجتهداً بل کان مقلداً فان نقلها من المجتهد فثبت نقلہ منہ یلزم الاتباع فیہا ایضاً
 اسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی یہر اگر کسی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو وہ میں ہی اتباع لازم ہی
 وان لم ینقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیہا دلیلان
 اور اگر مجتہد سی نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہیں لیا یہر اگر وہ میں ہی دلیل نہیں
 فلا کلام فیہا حیث وان لم ینظر ان کان کلامه موافقاً لاصول والکتب المعتمدة ولم یکن فیہا خلاف
 بیان کی ہی تو وہ میں اب ہی کچھ کلام نہیں ہی اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو وہ میں تامل کیا چاہئی اگر اسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور وہ میں خلاف ہی نہیں
 یجوز العمل بها لکن ینبغی للعامل بها ان لا یقف فی مقام تقلید بل یطلب منہ دلیل علی ما نقل وان کان
 وہیسی ہی عمل جائز ہی لیکن عمل کرنا ہی کہ چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ جاوی بلکہ اس مقول پر وس سی دلیل طلب کری اور اگر
 کلامه مخالف لاصول والکتب المعتمدة فلا یلتفت الیہ اصلاً اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم
 اسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اس طرف کچھ توجہ نہیں ہی اس واسطی کہ علماء اصاف کہ چکی ہیں جس مسئلہ کی صحیح معلوم ہو

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
 اسكي تعظيم اور سحر مت بهت کرتا تھا اس سبب سے اوکي طرف منسوب ہو گیا اس مہینہ میں اہل جاہلیت کی بہت احکام تھی ایک یہ حکم تھا

انہم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
 کہ اس میں جنگ وجدال کو حرام جانتی تھی چنانچہ اوپر گزرا اور یہ تحریم ابتداء اسلام میں ہی جاری تھی اور اسکی قائم رہی میں علماء کو السلام

العلماء في بقاءه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي
 اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد میں مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
 اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی ہی یہ منقول نہیں ہوا کہ اشہر حرام میں سے کسی مہینے میں جنگ میں توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
 یہ دلائل کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہ حکم تھا کہ کفار جاہلیت میں اس میں قربانی نہ کی جاتی تھی اسکا نام عنقریب مکہ چھوڑا تھا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالأكثر على ان الاسلام ابطالها لما ثبت في
 اوکي حکم میں بھی بعد اسلام کی علماء میں اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہ قول ہی کہ اسلام نے اسکو باطل کر دیا چنانچہ

الصحيحين عن أبي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحين اول ولد تلده لثا
 صحیحین میں ابو ہریرہ کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا لا فرع ہی اور فرع ساتھ زہر فادراؤکی پہلا بچہ جو ادنیٰ جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
 اور اہل جاہلیت اسکو اپنی بتوں کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت میں ذبح کیا کرتی تھی اور عتیرہ ایک قربانی تھی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
 جو رجب کی پہلی دہی میں ذبح کرتی تھی اسکا نام رجبیہ تھا اہل جاہلیت جاہلیت میں اسکو قربان جانتی تھی اور اہل اسلام بھی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
 ابتداء اسلام میں بہرہ اس حدیث سے لا فرع ولا عتیرہ منسوخ اور حسن سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام میں عتیرہ نہیں ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتريه وشبهه الذبح فيه
 عتیرہ جاہلیت میں تھا بعض اوروں سے رجب میں روزہ رکھنا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب میں ذبح کر کے تشبیہی

باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاووس انه قال لا يتخذوا شهر اعياد ولا يوما عيدا واصل هذا
 کہ گو یا موسم اور عید بنایا ہی اور طاووس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہ ہے

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذ عيدا
 کہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہے کہ کسی وقت کو وقتوں میں سے عید بنالیں سوا اوکي جو شریعت میں عید بنچکا ہی یعنی ہر ہفتہ میں

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق وامامنا ذلك
 جمعہ کا دن اور ہر سال میں دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی

فانخذ عيدا وموسما بدعة الاصله في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
 سوا انکا عید اور موسم بنانا بدعت ہی شریعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں ہی بلکہ مشرکوں کی عید ہی اور مشرکوں کی

اعیاد من انیة و اعیاد مکانیة فلما جاء الاسلام ابطالها الله تعالى وعوض عن اعیادهم الزکا
 بہت عیدیں نہیں زمانہ ہی اور عیدیں مکانی ہی ہر رجب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے سب باطل کر دی اور عوض میں اوکي زمانہ عید کی

عيد الفطر وعيد الفروا يام التشرق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمنى والمزدلفة

عيد الفطر اور بقدر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانی عید کی بدل کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ اور ایام

وليس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف

اور ان موسموں میں سے نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جس میں وظیفہ الہی اور وظیفہ طاعت مقرر نہ ہو

طاعته يتقرب بها اليه ولطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضل و

کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور لطیفہ نہو لطائف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتم هذه المواسم والاماكن وتقرب فيها الى مولاه باشرع فيها من وظائف

رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولاسی بوسیلا ان وظایفوں

الطاعات حتى يصيبه نعمة من تلك النفحات ويا من بها من عذاب النار وما فيها من النفحات

طاعات کی جواں موسم اور مکانوں میں مشرور ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اس خوشبو کی حاصل ہوا ہوگی سبب سی آگ کہ عذاب سی اور جواں کی اندر صدمات میں بھی اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جللتها ما رواه البيهقي في شعب الايمان عن انس ان رسول الله

رجب میں روزہ کہ بہت حدیثیں آئی ہیں اور میں ہی کہتے حدیث ہی جو بیہقی فی شعب الايمان میں انس سی روایت کی ہی کہ آپ ہی فرمایا

قال في الجنة نهر يقال له رجب اشربوا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب

جنت کی اندر ایک ہر ہی اوسکا نام رجب ہی دو گنا زیادہ سپید اور شہد سی زیادہ شیریں جو شخص روزہ رجب میں کسی دن روزہ رکھتا

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

عن النبي صلى الله عليه وسلم لا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجدد ما فيزمن لان

نہو علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشهر الحرم کی اب میں ہی او میں کا اب رجب ہی ایسا نہ ہی کہ رجب کی

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

عن النبي صلى الله عليه وسلم لا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجدد ما فيزمن لان

نہو علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشهر الحرم کی اب میں ہی او میں کا اب رجب ہی ایسا نہ ہی کہ رجب کی

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

عن النبي صلى الله عليه وسلم لا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجدد ما فيزمن لان

نہو علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشهر الحرم کی اب میں ہی او میں کا اب رجب ہی ایسا نہ ہی کہ رجب کی

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

عن النبي صلى الله عليه وسلم لا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجدد ما فيزمن لان

نہو علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشهر الحرم کی اب میں ہی او میں کا اب رجب ہی ایسا نہ ہی کہ رجب کی

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

عن النبي صلى الله عليه وسلم لا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب اجدد ما فيزمن لان

نہو علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت ہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشهر الحرم کی اب میں ہی او میں کا اب رجب ہی ایسا نہ ہی کہ رجب کی

عن ربه ان الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصرف فيه بخصه شيء

اور کہ اللہ تعالیٰ اوس ہر میں سی پانی پلاوینگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی دور دوری تمام کامل مہینہ کی سوا جس رجب کی باب میں کہ ہی سند

المأوی انه علیه الصلوة والسلام قال وایا کم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة

و فی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة
 اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے سب کاموں میں بدترین تو ایجاد ہیں اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذين الحديثين يدل على كون تلك الصلوة في هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات
 یہ دونو حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہی

الامور لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين ولا في عهد الامم المجتهدين بل حدثت بعد
 نہ صحابہ کی عہد میں تھی اور نہ تابعین کی زمانہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت میں بلکہ مجتہدین کے بعد

المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها وقد نهى العلماء من اعيا
 چوتھی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہے اس لیے ائمہ متقدمین اس کو نہیں جانتے تھے اور نہ اس میں کچھ کام کی ہے اور عمدہ علماء

المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشقة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة
 متاخرین نے اس کی برائی بیان کی اور صراحت کیا ہے کہ یہ نماز بدعت قبیحہ ہے اس میں کئی منکرات ہیں اور کہا ہے کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں

والمتمم بوضعها اجماعهم وبعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذکور في بعض الكتب والرسائل لاننا نعرف
 اور انکا واضح ابن جہم کو کہتے ہیں اور جب علماء یہ تصریح کر چکی تو یہ اس کا کیا اعتبار ہے کہ بعض کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہے اس واسطے کہ ہم کو

الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارح لعدم استقلال العقل فيه فتلك الصلوة في هذه الليلة
 دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع ہی معلوم ہوا ہے کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہے پس یہ نماز اس رات میں

لم يجعلها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يحث عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها
 نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی نے صحابہ میں سے اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اس میں ثواب نہیں حاصل ہوگا بلکہ اس کا پڑھنا

عبثا لا يخشى منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبابة امره
 عبث ہوگا اس میں نڈاٹ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرين اپنی شرح میں کہتا ہے کہ ایک شخص نے عید کی دن عید گاہ میں

ان يصلي في الجبابة العبد فنهاه على فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة
 دو گنا نہ عید الفطر ہی پہلی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا سو اس کو حضرت علی نے منع کیا اس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب

فقال علي واني اعلم ان الله تعالى لا يشيب على فعل حتى يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه
 پس علی نے کہا میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جب تک کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لادیں یا اور کو تعلیم کریں

فيكون صلاتك عبثا والعبث حرام فعلمه تعالى يعذبك به ولما الفتك لرسوله وقال ابن جرير
 اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی اشیاء کہ اللہ تعالیٰ اس نماز پر جھکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اچھی رسول ہی ابن البیہم کہتا ہے جو عبادت

تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياط واكثر تردد بين السنة والبدعة يتركه لان تردده
 مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی توازن کو واسطی احتیاط کی ادائیگی اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی توازن کو ترک کرنا اگرچہ

البدعة لانهم وادله السنة غير لازم فتلك الصلوة مما تردد بين حادون السنة والبدعة فتعين تركها ولا
 بدعت کا توہر ہے اور اداسنت کا ہو نہیں سکتا اب یہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہے درمیان بین سنت و بدعت نہ اس کو پڑھنا

يجل احد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذ ادنى مرتبة الجماعة ان يكون
 چاہی کیونکہ اس کا پڑھنا کلا نہیں ہے نہ ایک ہی اور نہ جماعت ہی اس واسطے کہ اس میں جماعت ہی بدعت ہی اس لیے کہ اتحادی رتبہ یہ ہے کہ نقل ہو اور کتب معتبرہ میں

چاہی کیونکہ اس کا پڑھنا کلا نہیں ہے نہ ایک ہی اور نہ جماعت ہی اس واسطے کہ اس میں جماعت ہی بدعت ہی اس لیے کہ اتحادی رتبہ یہ ہے کہ نقل ہو اور کتب معتبرہ میں

فی الكتب المتبعة كالکافی وغيره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهۃ الجماعۃ فی النوافل عند التراويح والکسوف والخسوف
 جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہے کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف
 والا استسقاء اذا کان سبب الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعۃ اثم ایکرة اذا کان علی سبیل التداخی بان
 اور استسقاء کی غفلت کی غلطی ہو ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہو جائیں اور کہتی ہیں کہ نوافل جماعت ہی جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
 یجتمہ جماعۃ فوق الثلثۃ ویقتدر ایا واحد واما الواقدی واحد واثنتان بواحد لیکرة وفي الثلثۃ اختلاف
 کہ تین سے زیادہ جمع ہو کر ایک امام کر لیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہی اور تین مقتدی ہو تو تاسمین اختلافاً
 فی اربعة لیکرة اتفاقاً وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعۃ فیما شرعت فیہ الجماعۃ کالمکتوبات والجمعة و
 اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ اگر ایک نماز کا جماعت ہی جن نمازوں میں جماعت جائز ہی جیسی نمازیں پنجگانہ اور نماز
 العیدین والتراويح والوتر فی رمضان اداء کامل و فی غیرہا عیب نقصان بمنزلة الاصبغ الزائده وتلك الصلوۃ
 اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہ ادا کامل ہی اور ایسی ہوا اور نماز میں جماعت ہی حیدر اور ناقص ہیں جیسی چھٹی اونٹنی اور یہ نماز
 لیست ضما فتكون الجماعۃ فیہا عبثاً ونقصاناً ولو بعد المند لان التنفل بالجماعۃ مکروہ ومعصیۃ والنذر
 اول نمازوں میں داخل نہیں ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منتهی ہو اسلئے کہ نقلین جماعت ہی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی
 بالمعصیۃ لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشۃ انه علیه السلام قال من نذر
 گناہ کی جائز نہیں ہی اور اسکا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہی اسلئے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جیسی اطاعت
 ان یطیع الله ومن نذر ان یعصى الله فلا یعصه فہذا الحدیث يدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا
 اتی کی سنت مافی التواضع ہی کہ پوری کری اور جیسی سنت کی منت مافی معصیت اگر پوری نہ کری تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتا ہی کہ
 کان فی طاعة الله تعالى ولم یطاعة الله ههنا فالیس بوجوب المعصیۃ لان النذر مفہوم الشرعی یجب
 طاعت الہی کی ہو اور اطاعت سی اسباب میں وہ ہی جو واجب نہ ہو اور نہ معصیت ہو اسلئے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کر لینا
 المباح فلا یبغ فی الواجب ولا فی المعصیۃ بل ان وقع فی المعصیۃ یجزم الوفاء به ویلزم الکفارة كما فی الیمین
 سبب کا پس امر واجب اور گناہ میں نذر قسم پر نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مافی تواضع پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہو جائتا ہی جیسی قسم میں
 لان حکمہ حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفۃ واصحابہ وحجتہم ما روی عن عائشۃ انه
 اسلئے کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی پیروں کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت ہی
 علیہ السلام قال لا نذر فی معصیۃ وکفارتہ کفارة یمین وفي حدیث اخر رواہ ابن عباس انه علیه السلام
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں ہی نذر معصیت میں اور اسکا کفارہ مانند کفارہ قسم ہی اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ فی السلام
 قامن نذر نذر فی معصیۃ فکفارتہ کفارة یمین فان قيل صلوۃ التسمیۃ اصلها ثابت عن النبی علیہ
 جیسی کہ کوئی منت مافی تواضع اسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوجی صلوۃ التسمیۃ کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہی
 فهل یجوز ادائها بالجماعۃ بعد المند فی هذه اللیلۃ قال الجواب بان الجماعۃ فی النوافل لما كانت مکروہۃ کراهۃ تحریر
 پس اسکا ہی جماعت ہی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات میں جائز ہی یا نہیں اسکا جواب یہ ہی جب غفلت میں جماعت مکروہ تحریری ہو
 لکونها بدعۃ کان التذبیہا مکروہا ایضاً فلا یجوز ارتکابہ لاسیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق
 سبب بدعت ہونی کی تواضع نذر ہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جائز نہیں ہی خاص ایسی حال میں کہ وقت ہی خاص کر رہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
 اتباع الحق وان لم یدر کوما فیہ من المصالح والاحترار عن البدع والمحدثات وان لم یفہموا ما فیہا من المفاسد
 اتباع حق کا جیسی اگرچہ اسکی خوبیوں سی واقف نہ ہوں اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اسکی مفاسد کو نہ سمجھتی ہوں

فان مفاسدها كثيرة من جملة ما أحدث من الاعمال في يوم من الايام وفي ليلة من الليالي
 کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہیں چنانچہ انہیں سے ایک یہ ہے کہ ہر بدعت علیٰ شخص کسی دن میں تمام ایام میں سے ایک کسی رات میں تمام راتوں میں سے
 لا بد ان يكون من يعمل به معتقداً ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل في سائر
 ضرورتوں کی عمل کرنا ایسا کہ یہ عقیدہ ہوگا کہ یہ دن تمام دنوں میں افضل ہے اور اس دن میں تمام اعمال سے جو اور دنوں میں ہوا افضل ہے

الايام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعمل فيها افضل من العمل في سائر الايام والاعتقاد في قلبه لهذا اليوم تخصيص
 اور یہ بات تمام راتوں میں افضل ہے اور اس رات میں عمل اور راتوں کی اعمال سے افضل ہے اسلئے کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ دن ہوتا تو کون روزہ اور کون روزہ کا
 ذلك اليوم بصيام وتلك الليلة بقيام لان النبي لم يخصص يوماً ولا ليلة ولا وقتاً بصلوة وصيام وخصص في ذلك ان لم يكن على وجه التخصيص
 کرتا اور کیوں اس رات کا جانا خاص کرتا اسلئے کہ منہ کیا ہی پیشینہ اسلئے ہی خاص کر لینا بعض وقت کا واسطی نماز کی باروزہ کی اور گزشتہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ
 كما يرى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسجدة قال لا تخصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصوا
 اسلئے کہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام فی

يوم الجمعة من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصيص
 روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنوں میں سے متخاص کر دینا اگرچہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فساد اس سے پیدا ہوا کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له في الشرع وهذا المعنى موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما
 ایسی وقت کو جسکی شرع میں کچھ خصوصیت نہیں ہے اور یہی ہی خصوصیت جسے غرض میں ہم بحث کرتے ہیں موجود ہے یعنی رغبہ اسلئے کہ اس شب کو اس نماز کی واسطی
 يفعلونه فيها لا عتة ادها ان فيما يقل فضيلة نائمة على ما يفعل في غيرها فلما لم يكن فيه فضل منغوا
 اسے اعتقاد ہی خاص کرتے ہیں کہ جو عبادت یا نماز اس رات میں ادا ہوگی اور کو بڑی فضیلت ہے اور عبادت پر جو اور راتوں میں ادا ہوا وہ اس سے کم ہے بلکہ فضیلت
 عن التخصيص اذ لا ينفردت التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادي ان الصلوة في تلك
 تو خصوصیت سے منہ کر دیا اسلئے کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سے پیدا ہوتی ہے اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد میں اس رات میں نماز

الليلة والصوم في ذلك اليوم كما في غيرها ومم ذلك اني اخضعها بالصوم والصلوة فلا بد ان يكون باعثة
 اور اس دن میں روزہ ایسا ہی جیسی اور رات دنوں میں پہرے میں یعنی اول دنوں اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر کہا ہے میں ضروری اسکا باعث
 اما موافقة اهل الدنيا لحاجته عندهم وخوف اللوم او اتباع العادة او تحذرك وفساد الكل ظاهر لان كل
 یا ابن دنیا کی موافقت ہوگی اور کسی کار برائی کی لٹی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سے بالکل کافسداظاہر ہے
 رياء والرياء بالعبادة حرام من ان يعمل بها هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا
 ریاہ کی باتیں ہیں اور عبادت میں ریا کرنا حرام ہے اور یہی ہے کہ بدعت کا عمل کرنا لا اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز نہیں ہے فاسق

غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعاً فكثير من اهل الزمان جيلون
 غیر مبتدعی ہوتا ہے اور اگر عمل کریں اس اعتقاد سے کہ یہ دین کی اندر جائز ہے تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہے پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہ نماز

تلك الصلوة في هذه الليلة بحجم كثير مع اعتقادهم انها مشروعة في الدين فيلزم ان يكونوا يعلمون هذا فاسقا
 اس شب میں بڑی بڑی جماعت سے اور کرتے ہیں اس اعتقاد سے کہ دین کی اندر جائز ہے اب لازم آتا ہے کہ وہ لوگ اس نماز پر پختہ ہی فاسق

مبتدع عن اهل البيت البدعة مع اعتقادهم انها عبادات مشروعة في الدين وقد كان من عاداتهم اذا انكروا عليهم
 اور بدعتی ہوتا اس بدعت کی عمل کرنے پر اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز ہے اور ان کی یہ عادت تھی ہوتی ہے کہ جب انکو منع کریں

ان يقولوا هذا خير من الاشتغال بالمعاصي في مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تواتر لواتل انفسا
 تو کہنے لگتے ہیں یہ عبادت ایسی رات میں گناہ کرنے سے تو بہتر ہے بیشک یہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتے

نوافل عبادت ہی

نہی

اسلام علیہ السلام

لو جرد هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حمة ما فعل فربما يستغفر عنه
 توبته في حينه من معاصي ضررين تحت نزع السواط في جود شخص كناه كرتاي توجا نتهای که محبسی گناه واقع هوا نو اکثر اس سی توبه کرر مغفرت انگناهی
 ویدم علیه و یحصل له الدلة ولا نکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعقادهم انها قرينة وعبادة مشروعة
 اورا و سیر شرمند هوتای اورا و سکودلت اورا نکسار حاصل هوتای برخلاف اس گروه کی یس گروه اس اعتقاد کی سببک به ثواب اور عبادت مشروعه ی
 فی الدین لا يستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة ولافتخار و هذا ما یدکر عن ابلیس
 دین من ندو استغفار کرتی بین اور نہ سیر شرمند هوتی بین بلکہ او نکو اور افتخار حاصل هوتای یہ ہی جو ابلیس کی حکایت کرتی ہیں
 انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصي ولا و نزل و قصموا ظهوری بالتوبة ولا استغفار فاحلث لهم
 کہ کہتای مینی بنی آدم کی یست معاصی اور گناہ کی بوجہ سی توڑ دی اور بنی آدم فی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑ دی مینی او کی لئی
 ذنوباً لا يستغفرون منها ولا یتوبون عنها و هی البدعة فی صورة العباداة و لذلك قیل البدعة شر من الفسق
 ایسی گناہ بخیر کرتی ہیں کہ تراوی استغفار کریں اور نہ او سی توبہ کریں یعنی بدعتیں ظاہر میں عبادت اسہی لئی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سی بدتر ی
 فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة و عباداة فیکون شاقا لله تعالی و لرسوله لا استحسنانه ما کرهه
 کیونکہ بدعتی اپنی تیس طاعت اور عبادت من مصروف جانتای سو بہرہ اللہ تعالی پر اور او کی رسول پر دشوار گذرتای کیونکہ بہتیک سمجھتای جسکو
 الشرع و یفعل به و هو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعبادة من العبادات ما فيه کفاية طهر و اکل
 شرع فی اوجا نا و شرع کبر یعنی بدعت دین کی باب میں بدعت اللہ تعالی مفقود کرچکا ہی ایسی بدعتوں کی لئی اتنی عبادات جنہیں انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا
 دینہم و انهم علیہم نعمته كما احبر به فی کتابه الیوم اکملت لکم دینکم و انتم علیکم نعمتی فالریادة
 او کلا دین اور پوری کرچکا ہی اور نہ اچھی نعمت چٹا کچا ہی کتاب میں اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تہای دین تمہارا اور پوری کی تمہاری نعمت پس کامل پر
 علی الکمال نقصان واختلال و لیس لاحد ان یقول تلك الصلوة وان كانت بدعة لا ان فیها الا ذکار و قرة
 کچہ زیادہ کرنا نقصان هوتای اور عیب اور نہیں ہو سکتا کہ کوئی بہتک ہی بہرہ مانا گرجہ بدعتی براس مازین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
 القرآن فیرجى الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلا کا الاذکار والقراءة
 تمام ہو ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا واسطی کہ جواب بہ ہی بہرہ غازیعت اور گری شری تو تمام ذکر اور تلاوت جو
 الوقعة فیہا من فعل خلط الطاعا بالمعصية فهو معصية انری اشد استقباحا من فعل فی الجحاز عنہا و کذا لیس احد ان یقول لا من تلك
 اور غازیعت ہی ایسی ہی کو طاعات میں معصیت ملا جلا دی اب ہر ایک اور نصیحت ہی پہلی ہی ہی بدتر سو اس مخفی حراز ہی کرنا جاسی ایسی ہی نہیں ہو سکتا جو کوئی بہتک ہی
 الصلوة لقوله تعالی انزعیت الذی ینہی عبدا اذا صلی ولا ان یستدل علی خبریتہا بما روی انه علیہ السلام
 اس غازیعتی بنا براس آیت کی مانعت ہیں تو فی کجہا وہ جو منع کرتای بند کی کو جب نماز پڑھی اور نہ یہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی براسیت سی کران فی
 قال الصلوة خبر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا ینحالف الشرع بوجه من الوجوه و بذلك
 فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی واسطی کہ یہ جواب ہی کہ بہرہ حدیث ایسی نماز کی حق میں ہی جو کسی وجہ سی شرع کی خلاف نہو
 الصلوة مخالف للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتداء علی الحدیث الموضوع
 نماز شرع کی خلاف کچہ وجہ سی ہی مخالف علماء فی اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہی ایک بہرہ کہ وضع حدیث پر اعتقاد کیا
 فانه اذا ثبت کونه موضوعا ینخرج من المشروعية و یكون مسنوعة من خدام الشیطان ومنها فعلها
 کیونکہ جب اسکا وضع ہونا ثابت ہوا تو مشروعتی سی خارج ہوئی اب اسسیر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک بہرہ کہ
 بالجماعة فی النوافل مکروهة فكیف فیہا ومنها تخصیصا بليلة الجمعة و قدر الذہی من تخصیص
 جماعت شاد اور گناہ درجاعت مطلق نظر من مکروه ہی انہیں کہوں نہو اور ایک بہرہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہ کہ نبی اکملی خاص کرنی

لیلۃ الجمعة بقیام ولبیها بصیام ومنها السراج السمر الکثیرة لاجلها وذلك لا يجوز ان تكون مستبدا
شب جمعة سی واسطی جاگئی کی اور خاص کر فی دن جمعہ کی سی واسطی روٹکا اور ایک یہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہیں اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس طرف ہی
والتبذیر حرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضاً
اور اسے حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہ کہ عوام کو مسنون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہیں

حتى انهم يتركون الفرائض فلا يتركونها بل يعبدونها رأس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہاں تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دیں اور اس نماز کو نہ چھوڑیں بلکہ اس کو تمام فرض نمازوں سی افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اس کو پڑھتی ہیں اور اس میں
بعض من لا کابر من لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة ووظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرائض کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ اس کو ایک وظیفہ دین کی وظیفوں میں سی اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكم يذهبون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهر من النذر
مسلمان کی نشانیں میں سی مقرر کیا ہی یہاں تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتی ہیں کہ ایسا نہ ہو غفلت سی اس بات میں قصداً نہ ہو بلکہ نادانانہ کرتی ہیں
بان من لا يصليها يضرب ضرباً شديداً ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب بٹائی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھی بنانچہ بہ تمام حال بعض وقتوں میں

الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعض شهود من گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرائض اور واجبات میں کرتی اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب میں

ابن مسعود كيف انتم اذا البستكم فتنة يهزم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تحري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود کی کہای تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گھیر لی کہ بڑا ہو جاوی اور میں کبیر اور جوان ہو جاوی اور میں صغیر عادت ہی لوگوں کی کہ اس کو سنت پڑھتی ہیں
اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يدره
جب تونی بدلا تو کہیں تو لی سنت کو تبدیل کیا یا یہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہ کہتی تھی بچھڑی ہوئے احداث بدعتوں سی کیونکہ دین ایک باری

من القلوب بجمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعاً حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون میں سی نہیں کھچا دیکھا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان تمہاری دلوں میں سی نکل جاوے گا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر
كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ونصون دينه عن العوائد التي احدثت
واجب ہی کہ بچتا رہی فریقگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس میں الفت پڑی

بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلوة في قلوب اهلها
اور پڑش پالی بیشک یہ نہ قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہیں اور اسکی ساتھ حق کہی نہیں ظاہر ہوتا اسلی کہ اسکا مزہ بدعتیوں کی دل میں ایسا آیا ہی
يستحسنها طبايعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اسکی دل اسکو پسند کرتی ہیں سو کہی نہ چھوڑیں گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تھی کہ لوگوں سے کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو انہوں کی

اعداءه جوايا لكن اسئلهم عن السنة فانهم لا يعرفونها ليسن الله اليوم العمل بالسنة والاحترار عن بدع
جواب تیار کر رکھا ہی لیکن دوسری یہ پوچھو سنت کیا ہی یہ سنت کو نہیں جانتی اللہ تعالیٰ ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی
المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدع التي قال رسول الله صلى الله عليه
میسوین مجلس بیانی فضائل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتوں کا فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصنفين رواه ابو
وہم فی جنتی بچ گیا واسطی اسکی پر نہ فحش کیا سامنی عورتوں کی اور نہ بدکاری کی ایسا بلکہ ہو جاوے گا جیسا جناساؤ کی ما (یہ حدیث مسند صحیحین میں سی

ہرگز نہ

صالح الله تعالى وقيل يمينه وقال عكرمة الكحلج الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة
 الله تعالى سى مصافحه كما انهم جروا سوداها انهم سى الله تعالى كان من من جكوبيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 رسول الله فمسم الركن فقد ايم الله ورسوله وورث في الحديث ان الله تعالى لما استخرج من ظهرهم
 مبررين هوئى بهراوسى مكن كونه سى جهونا توأوسى بيشك سداوراكى رسول سى بهيت كى اور حديث من آيا سى كلاسده تعالى نى جلد سى كى كشت بن سى
 ذرته واحد عليهم الميثاق كتب ذلك فى رق ثم استودعه هذا الكحلج الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
 اولى اولاد كونا لاوراوسى عهد ليا الست بركم كا اوسكو پوست آهور لكر كراس حجر سودا من امانت كهد يا اور بى سى كى حاجى جب حجر السوكو بوسه ديتاى توكو بار
 يجد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغى له اذا رجع من الحجر ان يحافظ ما عهد الله عليه
 از سر نو بهيت كرتا سى اور اكلى عهد كا پورا كرا پنى ذمه پريتا سى اب به سى اى ليق كى كى جب حجر اسود كى پاس سى جدا هو تواسه سى جو عهد كيا سى
 عند استلام الحجر اذ يقرب هذا لمن كمل مباني الاسلام ان يشرح فى نقض ما بنى بالمعاصى فان علامة
 هوقت بوسه دينى حجر اسود كى اوكى حفاظت كرى كشتاير سى كى مباني اسلام كى پورا كرا اور مباني كالفق معصيت سى شروع كرى كيونكه نشان
 قبول الطاعتان توصله بطاعة اخرى بعدها علامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن
 اعظم قبول هوئى كايه سى كا و طاعت كى بعد اور طاعت كى ملا تاجاوى اور نشان مردود يونيكيا به سى كى بعد اوسكى معصيت هوئى لگى اور كيا خوب سى
 الحسنة بعد الحسنة وما اقيم السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقيم من سبعين ذنباً
 طاعت بعد طاعت كى اور كيا برابرى بدى بعد طاعت كى كيونكه كسى بن ايك گناه توبه كى بعد بدترى ستر گناه سى
 قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالخا حج اذا كان حج مبرور لا يغفر له ولن استغفر له
 توبه كى بهلى كيونكه دوباره مرض كا عود كرا اول مرض سى سخت هوئى پس جاكى اوكى حج مبرور هوئى توده بجشاجا تاي اور جكى واسطى منفرت مانگر
 واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولن لك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار
 اور جب وه هشاي تواس حال من كه اوكى گناه معاف اور اوسكى دعا مقبول سى اسه لى مستحبى اوس سى ملنا اور سلام عليك كرى اور اوس سى منفرت كى كرا
 منه لما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذ لقيت الحجاج سلم عليه وصافحه وهره ان يستغفر
 موافق رايه ابن عمر كى كه بغيره عليه السلام فى فرمايا جب كوسى حاجى سى ملنى تو سلام عليك كى اور صافحه كى اور عرض كى كى تيرى لى اى كى كى بن جاكى سى
 لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروى عن الحسن انه قال اذا خرج الحجاج فشييعوهم ومن ردوهم لكر
 مغفرت مانگر كيونكه ده بخشا هوئى تاي اور حسن سى روايت سى كه كسى تى جب حاجى حج كى لى روانه بون توادى كى سانه جا كر رخصت كرا و رخصت
 فاذا فعلوا فالقوم وصافحهم قبل ان يخالطوا الذنوب فان البركة فى ايدى بهم لكن من قليل يكون حج مبرور
 توشه ويهرجه حج كرا توين توادى سى موادر مصافحه كرا پنى اس سى كه ده گناه بون من مبتلا بون كيونكه اوكى اتهون بن بركت سى بر بيشتم شخص بن حجاج مبرور توشه
 قيل لابن عمر ما اكثر الحجاج فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك لظهور البدع
 كسى نى ابن عمر سى كبا حاجى كسى بهت بن اوسى جواب ديا كه حاجى بهت تهرى مين اور به به سى كبا سوار توبهت بن بر حاجى هوئى بن بيه سى لى كبا كه حج حاج مين
 والمنكرات الكثيرة بن الحجاج فاعظها فتنه واكبرها مصيبة واكثرها وقوها وبلية ترك اكثرهم الصلوة
 اور منكرات بهت هوئى بن پس ژا فتنه اور بڑى معصيت اور بڑى بل جواكثر واقع هوئى سى به سى كه اكثر حاجى كى ناز جهوتى سى
 ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعى وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
 اور جهناز بهن ترك كرا توقيت كو كهوتيا سى اور برخلاف وجه شرعى كى حج كرا كرا تاي ور به بالاتفاق حرام سى اور جوا تاي كى كى به حج كى لى جادى كى
 الى الحج تفوته واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان وامرأة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل
 توادى كى ايك ناز فوت هوئى توادى كى حج كو جانا حرام سى مردود يا عورت اسواسطى كه جكى ايك نماز قضا هوئى سى توادى كى عوض سترج سى كم مين

من سبعین حجة فيكون كمن ضيع الفدينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحجاج ان يلزم
 نهين موتا بهر بهر شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہ ہی تو حاجیوں کو ضروری کہ نمازین
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسير وبلا نفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
 وقت ہر آسانی میں جماعت ہی اورنگی کو وقت تنہا ادا کیا کریں ہر تیمم ہی احتیاط کریں اگر پانی غلبہ ظن میں

الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
 واسطی وضوء اور پینٹی کی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی نایک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کا پہلی سی

ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحجاج تزوين المحل بالحلي من الذهب
 اور کوشش کریں سمت قبلہ میں اشتباہ کی مقام میں اور حاجیوں کی بدعات میں سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گسی ہی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزوين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
 اور قلادہ اور نگین سی اور حریر پہنا کر سنگا کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتوں سی مشعلیں روشن کرنی ہی اور بہرہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثنون في جميع ذلك ويشاركهم في كل شيء
 ہوتی ہیں اور جب ہجرت ہر اپنی شہر میں داخل ہوتی ہیں اور جب کہ اور مدینہ میں داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں اور وہ سب ان بدعات کی کرتی ہیں پر ہجرت ہر

من يتناول لروية ذلك وليست حسنة وليسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند هاجم
 جو دیکھتی کو جاتی ہیں اور اوکو نیک سمجھتی ہیں یا جب ہو کر منع نہیں کرتی اور حاجیوں کی بدعات میں سی بہرہ ہی کہ سورتین ادا کی جاتی وقت

وعند هجبتهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
 اور آتی وقت ساندہ لکھتی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنی گھر میں بیٹھی رہنا اور اپنی گھر کی مقام سی یاہ بخانا واجب ہی اور شوہر پر اوکار کو نہ نکلتی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين ولاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
 واجب ہی اور خداوند کی اگر اوکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہگار ہوگی اور اجازت کہی چپ رہنی ہی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی ناسی کہا اسطی کہ باہرینا

الممنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلغى كل ملك في السماء وكل شيء يبر عليه الا الانسان الجنب وقد
 رہی فرض ہی اور اگر وہ بغير اجازت خاوند کی نکلی تو اوپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو قدرت ہی بخیر انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہیں اور

جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضر من النساء فخرج النساء في هذا الزمان
 حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ میری کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتوں سی نہیں چھوڑا سو نکلن عورتوں کا اپنی گھر دن میں سی

من يهتقن من اكثر الفتن لاسيما الخرج المحرم بخروجهم خلف الجنازة ولزبارة القبور وعند خروج الحج
 اس زمانہ میں ہر ہی فتنہ ہی جبہ حرام وجہی نکلتا بدتر ہی جیسا جانا عورتوں کا جنازہ کی پیچی اور قبروں کی زیارت کو اور حاجیوں کی رخصت کی وقت

ومحبتهم والتحيز لهم قعودهم في بيوتهم وعدم خروجهم عن منزلهم الا ترى انه تعالى امر خير لساء الدنيا و
 وراوکی آتی وقت اونکی حق میں گہر دن کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہیں جانتا کہ اسد تعالیٰ دنیا میں سی بہترین عورتوں کو

هن امر واجب النبي عليه السلام بعلم الخرج من بيوتهم فقال وقول في بيوتكم وهذا النظم الكروي وان نزل فيه
 کہ وادوات مطہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں گہر دن میں سی نکلتی ہی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہر دن میں اور بہرہ آیت بزرگ اگر جہ ازواج مطہرات کی حق

لان حكمه يعم الجميع لما تقر ان خطابات القرآن تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
 پر اسکا حکم سب کی حق میں عام ہی کیونکہ اصول میں ہر جگہ ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اوکو جو فیماست تک پہنچا

ومن منكراتهم ايضا ان بعض ولا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلائراد ويقولون نحن منكم
 اور حاجیوں کی منکرات میں سی یہ ہی کہ جن بی مقدور دن برج فرض نہیں ہی وہ ہی اونکی ساندہ ہوجا تی ہیں بی توشہ خالی اندر کہتی ہیں کہ ہم تو کل پہن

فیکون کل علی الناس وثقل علیهم غیر متفکین عن ابراهیم بالسلول والسهام وهم یرتکبون
 مروه لوگون بر بهاری پڑتی ہیں اور دستور ہوتی ہیں اونکی بسک مانگنی بہین جیوٹ تی اور حال یہ ہے کہ مانگن حرام ہی اور وہ اس حرام کو امر و نہی کی
 ذلک الحرام لاداء ما یجب علیہم بل یتزکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
 ادا کی لئی اختیار کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازین بھیجا نہ میں سے ترک کرتی ہیں اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں پھر وہ ہی
 سبب کہ الہم و زیادتہم سببا لنقصانہم وخسرانہم وقد نکل بعض المفسرین یاتی علی الناس ان یخرج اغنیاءہم
 سبب جو اونکی خویہ اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسار کا ہو جاتا ہی اور بعضی مفسرین کی کہانی لوگون پر ایسا زمانہ آو گیا جس میں دولت مند تو
 لذتہ و اوساطہم للتجارة و قراءہم للربا و السمعة و فقرہم للمسئلة ولا یبعد ان یقال و ستر اقم للفتنة
 حج کر بیگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیان لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ہیکل دی کی اور فقر و واسطی مانگ کہانی کی اور بعد نہیں کہ یہ بھی کہیں اور
 والحاصل ان الی قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة کثیرة من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله
 اور حاصل یہ ہے کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگون کی حق میں فتنة اور محنت ہو گئی ہی واسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ اور نہی کیا کیا
 علیہم فیہ من حقوق و حقوق عبادہ فانه تعالیٰ اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعة وھی تقتضی
 اپنی حق اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے اونپر حج اس شرط ہی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
 القدرة علی ما یکنفی الانسان ما یحتلج الیہ مدة ذهابہ ومحیطہ من ماکول ومشروب ومکول
 قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آئی کی مدت میں کفایت کر جاوے کہانی کو اور پینے کو اور سواری کا کو
 فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلة لفقرہ فربما یهلك فی الطريق عند حاجتہ الی الاکل والشرب
 پھر بعضی لوگ حج کی واسطی نادار لیگی خالی ہتہ لی توشہ اور سواری روانہ ہو جاتی ہیں تو اکثر راستہ کی اندر کہانی کی اور پینے
 والکوب فیموت عاصیا لان الله تعالیٰ نہاہ عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان
 اور سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہیں پھر گناہگار ہو کر مرنے میں واسطی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں سفر ہی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوے بیرون
 بيمالك ما یکفیه وقصد فی خروجه ان یسل الناس ما یحتلج الیہ فی وقت ضرورتہ من اکل وشرب رکوب
 اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور زادہ کری کہ یہاں سے نکلتی ہی لوگون کی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ نہیں کی
 فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایتہ لمشقة الحمل وبعد
 تو اتنی بہت ہی برکیا اس واسطی کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور درازی راہ کی نیکو جاتی ہیں
 الطريق فمن سافر معہم بلا زاد فانه یضائعهم فی زادہم فیکون سفرہ هذا اذی لنفسہ ولغیرہ واكثر من
 پھر جو خالی ہتہ اونکی ساتھ ہو جاوے تو اتنی توشہ میں مہانی مانگی کا پھر اوسکا یہ سفر وبال ہو گا اوسکو ہی اور اور نکو ہی اور اکثر ایسا کام
 یفعل هذاہم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالیٰ طاعة
 وہ ہی کرتی ہیں جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول ہی کچھ غرض ہوتی ہی
 رسولہ بل یقصدون قضاء ما نشتهیہ نفوسہم من روية الا ما کن البعیدة الغریبة و روية مكة
 بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب غریب دور کی شہر دل کا اور حاجی کہانی اسکی اتنی ہی ہمت تھی
 والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یأتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لاهمة له الا
 اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسوں کا واسطی کہ وہاں دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہانی اسکی اتنی ہی ہمت تھی
 ذلک ومنہم من یرین له الشیطان صحبة الרכب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
 اور بعضوں کی دین شیطان ڈالتا ہی اونکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چور کرے

او غصب لو کیف ممکن فان الشیطان یجتهد دائماً فی ایفاء بنی آدم فی الشر فیفتخر له باباً من الخیر لیرفعه
 باجمین کر یا جسطرح بنی یجعی کیونکہ شیطان ہمیشہ بہہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ نئی آدم کو برائی میں مبتلا کرے پھر اویسی لکھتا ہے میں دروازہ غیر کا کہوں کر
 فی انواع المعاصی و المحرمات فی السرو من منکر اثم ایضاً انہم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتہم اذ قد
 درپردہ قسم قسم کا معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حاجیوں کی منکرات میں سے بہرہ بھی ہے کہ وہ اکثر حال میں اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہیں
 یوت واحدم رفقاء ہم حین کوئم نازلین فلا یغسلونہ ولا یكفونہ ولا یصلون علیہ بل یرتحلون
 جب کوئی اونکا رفیق منزل میں اترتا ہے وہی مرجاتا ہے پھر اوکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوپر نماز جنازہ کی پڑھ میں بلکہ وہ انکی کوچ کرتی ہیں
 و یترکونہا کذا ضایعاً بلادفن ویقعون فی الاثم لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفاية التي
 اور مردہ کو اسی جگہ ہی دفن ڈال جاتی ہیں اور گتہ میں پیوستی ہیں کیونکہ بہرہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں اگر کوئی ایک ہی

اذا ترک واحد منها یا اثر الكل وقد یوت حین کوئم ذاہبین فی الطريق فیرمرنہ فی مکان قفر بلادفن و یاکلہ
 متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعض وقت رستہ میں چلتی ہوئی مرجاتا ہے تو پھر اوکو پڑھیں جنگل پشیر میں ہی دفن کئی پھینک جاتی ہیں اوکو گیلہ
 السباع و سبب انکا ہم امثال هذا الجراثیم فہم ان یأخذ البیت المال مالہ و یختارون متاع
 بہرہ لکے کجاتی ہیں اور ایسی ایسی بہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہیں کہ مبادا اوکا مال بیت اللہ میں داخل ہو جاوے بہہ لوگ دنیا کی ہونے کو
 دنیا علی الاخرۃ و یضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الاثم فکیف یكون محتمم مبروراً و الحاصل
 آخرت کی مقابلہ میں پسند کرتی ہیں اور ایسی ایسی فرض یا نفل کو ضایع کر کر گتہ میں مبتلا ہوتی ہیں اب کیونکہ اونکا حج مبرور ہوگا حاصل بہہ ہی
 ان من یرید ان یكون حجه مبروراً یلزمہ ان یحج باقامۃ اركانہ و واجباتہ و سننہ و یحجز فی الاحرام
 جو شخص چاہی کہ اوکا حج مبرور ہو تو اوکو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان اور واجبات اور سنن اور احرام کی مدت میں تمام
 عن محظورات الاحرام و عن سائر المعاصی کلہا کما ائروہ او صغائرہا و یتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلہا
 منہیات سے جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کبار اور صغائر سے احتراز کری اور احرام سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرے
 باداء الفروض والواجبات و ارضاء الخصوم فی حقوق العباد و یكون طعامة و شرابہ و لباسہ و مرکبہ من
 فرض اور واجبات اور حقوق العباد میں مدعیوں کو راضی کری اور ادائیگیاں ادا دینا اور بہرہ اور اسے

الحلال لا من الحرم اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بآثار حرام مہل یحج حجه ام لا عند الامام احمد لا یصح و یجب
 حلال مال میں سے ہو حرام میں سے ہو اس واسطی کہ فقہاء میں اختلاف ہے کہ کسی گنہگار کو حج کر کے توبہ کرے یا نہ کرے اور اس کا حج اور اس کا حج یا نہیں امام احمد کی نزدیک
 علیہ ان یحج ثانیاً بالحلالات عند الثلثة یصح حجه و لیقطع عنہ الفرض ولا یجب علیہ الاعادة لیکن
 ایسا حج صحیح نہیں ہوتا اوپر واجب ہے کہ حج دوبارہ حلالات سے کری اور نیز ان ماموں کی نزدیک اسکا حج تو صحیح ہی اور اوکی ذمہ سے فرض ادا ہو گیا اور اوپر حج دوبارہ ہی واجب
 لا یكون حجه مبروراً لان الشرط فی كون الحج مبروراً الاجتناب عن کل ما فی البہ عنہ مع اداء الحج بشرطہ
 اسکا حج مبرور نہیں اس واسطی کہ حج مبرور کی لئی بہرہ شرط ہے کہ اللہ کی تمام منہیات سے اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانہ و واجباتہ و سننہ و ادابہ فشرائطہ نوعان شرائط الاداء و شرائط الوجوب اما شرائط الاداء
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی سب مساوا کری پس اسکی شرطیں دو قسم کی ہیں ایک شرط ادا کی ہے اور ایک شرط واجب ہونے کی ہے شرط ادا کی
 فہی الزمان والمكان والاحرام و شرائط الوجوب فہی التقی ولبس الخریۃ والاستطاعة وسلامة
 توفیق اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فذکون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
 بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہے اسلانی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں حج فرض ہی یا نہیں

ولا تفاع الا من بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصفاری لا شك
 انهم من رسته كما جاتا بسبب غلبه قرامطه وغیره فساق اور چور ٹوں کی
 ابو القاسم صفاری کہتی ہیں عورتوں کی ذمہ سی
 في سقوط الحج عن النساء في هذا الزمان وانما اشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لا اري الحج فرضا منذ عشرين
 حج کی ساقط ہونی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اس میں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی یہی ساقط ہی یا نہیں اور یہ یہی کہا ہی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
 سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندي دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
 میں جس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہیں اور بادیه میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ
 في زماننا قاله في سنة ثمان وعشرين وثلاثمائة وافتي ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
 اب ہماری وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھ بیس کی ہی اور ابو بکر رازی فی یہہ فتویٰ دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی
 في هذا الزمان وبه قال جماعة من المتأخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
 بیشک ساقط ہو گیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ عدم فرضیت کی اس واسطی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دینی بغیر
 الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
 ہرگز حج نہیں کر سکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو یہ طاعت نہیں رہتی
 الطاعة لكن ذكر في الفتية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
 لیکن فتیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جس کو حج کی طاقت ہو تو اس پر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اس سی خراج لیا جاوے گا اس واسطی کہ اگر اتنی خوف
 الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى ولله على الناس حج البيت وسئل ابو الحسن الكرخي عن لا يخرج الى الحج خوفا
 حج ساقط ہو جاوے تو یہ اس بیت پر کب عمل ہووے گا اور واسطی اس کی ہی لوگوں میں حج بیت اکبر ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اس کا جو ماری خوف
 من القرامطة فقال حاسمت البادية عن الافات يعني ان البادية لا تخلو عن الافات لقلّة الماء وشدة
 قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اور سنی جواب دیا بادیه آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بادیه آفات سی کہی خالی نہیں ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت
 الحر وهي ان الرجم السموم وقال المفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
 گرمی اور تیزی ہوا لوں کی اور فقیہ ابو الليث کہتی ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال
 الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان افات
 غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سی
 واحد منها يبطل حجه ويجب فضاؤه في العام القابل وواجباته المسعى بين الصفا والمروة والوقوف
 ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوگا ویگا بہر سال آئندہ میں اس کی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروه کی بیچ میں دوڑنا اور
 بالمزدلفة ورعى الجمار والحلق والتقصير وطواف الصدف للافاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و
 مزدلفہ میں ٹہرنا اور جمرات میں نکلنا اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصدف سوا ذکر والوں کی پس اگر کوئی واجبات میں سی ترک کیا تو حج تو طائر
 عليه الدم وما عدا ذلك سنن واداب ووقته شوال وذو القعدة وعشرون ذي الحجة ويكره الاحرام للحج
 ہوگا پرا سپر زج لازم ہی اور سواران فرائض اور واجبات کی سنن اور اداب میں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ طے ہی الحج کی میں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندھا
 قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب
 مذکورہ ہی اس لئے کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوے گی سو اکثر احرام میں واقع ہو جاتا ہی بہر اس کا حج مبرور ہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا یہ کوئی قسم کی
 شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
 ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اس کا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اس واسطی کہ توبہ ہی گناہ مٹا جاتا ہی

لانتم لا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط في كون الحج مبرورا ان لا يقيم في حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب میں ہو گیا وہ نہیں موقوف ہوتا اس واسطے کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہ ہے کہ احرام کی انگڑ

من الذنوب بلا عذر ولا حرام النية والتلبية وهما ركنا في الاحرام لا يحرم الا حرام واحد من الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہ ہو پادری اور احرام کی دو چیز ہیں نیت اور تلبیہ یہ دونوں احرام کی رکن ہیں احرام ایک سی بدھ

فسن اراد الا حرام بتوضاً او يغتسل والغسل افضل وينزع الخيط ويليس شوبين ازارا اور داماجد بين
 صحيح نمين ہوتا جو شخص احرام باندھی پہلی وضو کرے یا نہاوی اور نہا افضل ہے سینکڑی کپڑی اور تاریکی صرف دو کپڑی پہن لی تہجد اور چادر نئی ہوں

او غسیلین و الجدید افضل و یقصد شاربہ و یقیم اظفارہ و یخلق عانتہ ثم یصلی رکعتین و یاد ہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچیں کتر وادی اور ناخون تر شوادی اور ہوئی ہنایا منوٹی پہر دو رکعت نماز ادا کری

یقول بعد السلام اللهم انی اريد الحج فيسر لي وتقبله مني ثم يلبى ويقول برفع الصوت لبیک اللهم
 پھر بعد سلام کی یہہ پڑھے الہی میں حج کیا چاہتا ہوں سونو حج آسان کر دی اور مجھے سی قبول کر لی پھر یہہ تفسیق پکار کر بلند آواز سے کہی حاضر ہوتا ہوں الہی

المليک لا شریک لک لیلیک ان الحمد والنعمة للی والمملک لا شریک لک ولا ینقص منها وان لا مد
حاضر ہوتا ہوں حاضر ہوتا ہوں کوئی شریک نہیں بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا کوئی شریک نہیں اس عبارت میں سی کچھ کمزوری اگر کچھ غلطی

بموجبہذا فی بالنیۃ والتلبیۃ فقد اُحرِمَ وتبغی محظورات اُحرامہ وہی الرُفث والفسوق والجدال

بعض افسانہ نگاروں نے حدیث شریف سے الگ الگ افسانہ لکھا ہے اور اس میں بھی حدیث شریف کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

لا يغطي رأسه ولا وجهه ولا يلبس بالاسستقلال بالبيت والحصان ولا يحرك رأسه إلا في فحتره

اور نہ مہر ڈھکی اور سکا ڈر نہیں کہ سایہ میں بیٹھی بیت کی یا کچا دھکی اور سر کو نہ کچا دھکی مگر نری سہی یہاں تک

حقیقت یہی کہ وہ تھیں کی بیٹھی کجاوی تاکہ کوئی جانور سر میں کاٹھن دیکھو ایذا نہ پاوی اور تنبیہ باریار جب نماز بڑھی

صوت متی علی اشرفا وھبط وادیا اولقی رکبا اواسکر واذ دخل حکہ تیبدا بالمسبحین

ای البیت بکبر و یصل ثم یتقبل الحجر مکبرا محمدا رافعا یدیه کما فی الصلوٰۃ و یتسلسل و لا یتکلم
 او پنج پر چڑھی یا پنجی کو اتر کا کسی نامہ میں یا سوار میں یا صبح ہو چکا اگر گریہی اور جب مکہ میں داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام میں جا کر

جیب بیت کو دیکھی تو اسد اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی پھر حجر اسود کی سامنی بکبر اعلیٰ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہوتا ہوا چلی گئی تین اور لا کو جو علی اور
 مند الفقہاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبلہ بغضہ ان قدر بلا ایذاء احلہ اسلام سنۃ و ترک

یہاں کی سڑیک سٹلام کی یہ وضع ہے کہ دونوں تہہ عجز اسو دیر کہہ کر منہ ہی چوم لی اگر کسی کو تکلیف دینی تو یہ کہیں ہوسکتی کہ اسٹلام نو سٹہ ہی اور
 فیذا واجب فالالتیان بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلک یمسہ شبتا فی یدہ ویقبلہ وان عجز
 ہر پنج واجب ہی اور واجب کا لونا کہ ناہولی اور اگر کسیے قالو نہ تو عجز اسو دیر کہہ چڑس چوفا پیر اسکو محرم لی اور اگر یہ دونوں

منها ایست - منقبتا رافعا یدیه حذاء منکبیه جا علا ظاهرها نحو وجهه و باطنها نحو الحج مشیرا
 ہو سکن تو حجر اسود کی سامنی اگر اگر تو کر دونو ہتھ پر بر سر مونڈ ہوں کی اوشا می ہوئی رشتہ بدلتا کہ اگر ہر اور روانا کہ اگر اسے کہ اگر شاہ کہ اگر

این وزیر وی - یازده روز و دو ماهه - در بر کوه هون می آید و با کوهی پست است بهوت می آید و در وی جبر سوزی و کوهستان است و

جہا الیہ مکبرا محمد احمدا للہ تعالیٰ ومصلیا علی النبی علیہ السلام ویطوف للقدوم ورواء الحطیم
طرف حجر کی اسد کبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اسد کی حد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا یہ طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی تشریف لیکر
اخذنا عن یسینہ ہمایلی الباب جاہلا سرءاءہ تحت البیۃ الیمنی ملقیاً طرفہ علی کتفہ الیسری
دائیں طرف سے شروع کر کر جعفر باب سے متصل تھا چاند کو دہنی بغل تلے لیکر اور اسکی کوئی بائیں ہونڈ ہی پر ڈال کر
سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما ہربا الحجر یفعل بہ ما ذکر من الاستلام
سات گردشیں اکو کر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سے تبرک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور ہوا لگی
ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ولا یستلم غیرہا ویختم الطواف بالاستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
اور استلام کری رکن یمنی کو یہ بہتر ہی اور سوادان درود لگی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کر دی یہ مقام کی پاس دو رکعت نظر
عند المقام او غیرہ من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد کل اسبوع ثم
اذا کری یا مسجد میں اور جگہ اگر انہو کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہی بعد ہر ایک پوری طواف یعنی سات گردش کی پر
یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویہل ویصلی
پھر حجر کا استلام کری اور مسجد سے باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کر کے اسد کبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر
علی النبی علیہ السلام ویرفع یدیه ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی ہیئۃ حتی یصل بطن الوادی
درود پڑھی اور آیتہ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی ہر مڑہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی فی تخلف یہاں تک کہ نطن وادی پر پہنچی
ثم یسعی بین المیلین الا خضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی ہیئۃ حتی یاتی المروة فاذا انتہا
پھر درمیان میلین خضرین کی دو تکر چلی جب بطن وادی سے نکل جاوی تو اپنی چال میں سلسلی بھان نکد کہ مڑہ پر جا پہنچی دہان جا کر
یصعد صفا ویصلی علی الصفا ثم ینزل عنہا ویختم بالصلوۃ یفعل ہذا سبعا ید
اوپر چڑھی دہان جا کر وہی سوار کی حوصفا پر کیا تھا پھر مڑہ سے اتر کر صفا کی طرف نہاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سے شروع کر
بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمكة فحرمہا ویطوف بالبیت نفلا ما شاء فاذا صلی بمكة فخرجنا من
مڑہ پر ختم کر دی یہ کہ من احرام باندھی ہوئی رہتی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کرے جعفر جاہی جب مکہ میں یوم ترویہ یعنی انہوں میں تارہ
الشہر یخرج الی منی یمکت بها الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وکلما موقف الا بطن عرفة فبعد
فاجر کہ منی کے نماز پڑھ چکی منی کو جاوی دہان جا کر نوین تاریخ کی فیک بٹھارے پھر عرفات میں جاوی وہ تمام ہر نیکی جگہ ہی سواء بطن عرفات کی جب
ماصلی الظهر والعصر فی وقت الظہر ینہب الی الموقف یحسب سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفة
نماز ظہر اور عصر جمع کر کر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو غسل سنوں کر کر موقف کو جاوی اور دن چہی مزلد کو چلا جاوی
وکلما موقف الا وادی محسور ینزل عند جبل قزح ویصلی العشائین ہہنا باذان واقامة فاذا اظلم
وہ تمام ہر نیکی جگہ ہی سواء وادی محسور کی اور جبل قزح کی پاس اتر کر یہاں مغرب اور عشا ملا کر ایکسا دان اور تکبیر ہی ادا کری جب صبح صادق
الفجر یصلی الفجر بغسل وہوظلمۃ فی اخر اللیل ثم یقف ویکبر ویہل ویصلی علی النبی علیہ السلام
کھل جاوی تو فجر کی نماز پڑھ کر ہر انداز میں ہر انداز میں پڑھی غسل انداز میں پڑھی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تلبیہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھی
ویدعو اذا اسفر یاتی منی یرمی جمرة العقبة من بطن الوادی من اسفلہ الی اعلاہ سبع حصی
اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جائے منی میں اگر جمرة العقبة کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سے اعلیٰ کی طرف سات کنکریں اٹھائی اور کوٹھ
خذ فادیکبر بکل منہا فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجما للشیطان وحزبه اللهم جعل حجی مقبولا وسعی
اور ہم کنکر پورا اسد کبر کہتا جا اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اسکی گروہ کی اتنی تو جمع میرا مبرور اور کوٹھ شریف

مشکورا و بذنی مغفورا و یقطع التلبیة باولها ثم یذبح اشیاء ثم یقصر و الحلق افضل و یحل له کل شیء
 مشکور اور گناہ میری معاف کراد و اول رمی پر تلبیہ موقوف کری بہر قدر بانی کری اگر چاہی بہر حال کرادای اور سر منڈانا افضل ہی اور اسکو منوعات احرامین
 من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوماً من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی
 سوائی حلق کی سب شیئ حلال ہو جاتی ہیں بہر طواف زیارت کسی دن امام نحرین سی سات گردشیں بدون اکثر اور سعی کی کری

ان فعل الرمی والسعی قبل ولا فیہا وان اخره عن ایام النحر یکره و یحب الدم ثم یاتی صنی و یرمی الجمار
 اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین ثواب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹکاری تو مکروہ ہی اور نہیج کرنا واجب ہو جاتا ہی بہر میں آوی اور
 الثالث بعد زوال ثانی النحر یدایلی مسجد الخیف ثم یأیلیہ ثم بالعقبۃ سبعة سبعا و یکبر کل
 تینون جوں کو بدون ڈہنی دوسری دن نحر کی ٹکرماری شروع اوس جہوی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی بہر جواسی پاس ہی بہر حجرۃ العقبة کو شاہر ٹکر

حصاة و یقف بعد رمی بعد رمی و یدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم خذ اذک
 کی ساتہ تلبیہ کرنا جاوی اور پھر ایجا دوس ہی کی کہ پیچی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ پڑی اور نہ بعد رمی یوم نحر کی بہر اگلی دن اسبطور
 و بعد خذک ان مکث و یکره ان لا یدبت بمنی لیاالی الرمی و اذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصد
 اور بعد اوسکی اگلی پڑی اگر پڑی اور اگر رمی کی شبون میں منی میں شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف البدر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت و یقبل العقبۃ
 سات گردشیں بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
 و یضع صدره و وجهه علی الملتزم و هو ما بین الحجر و الباب و یثبت بالاستئناس ساعة و یدعو مجتهدا
 اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پد رکھی اور ملتزم حجر اور باب کی سیج سیج میں ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پڑی رہی اور خوب تضرع سی مانگی

و یسکی علی فراق الکعبۃ و یرجم قهقري حتی یخرج من المسجد و المرأة کالرجل الا انها تللبس الخیط ولا
 اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور یہیں پشت پٹی یہاں تک کہ مسجد میں سی نکل آوی اور عورت کا حال ہی مرد کا سہی اتا فرق ہی کہ عورت سلا پڑا بہنی
 تکشف لاسہا بل تکشف وجهها و لو اسدلت علیہ شاة و جافته عنه یصم ولا یرفع صوتا بالتلبیة
 اور اپنا سر نہ کھولی بلکہ منہ کھولی رکھی اور اگر کسی پڑیسی کہ نہ کٹھ نہ رکھی اور منہ سی کپڑی کو الگ رکھی تو ہی صحیح ہی اور تلبیہ میں بجا کر اواز نہ کری

ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل یشی علی ہیئتها ولا
 اور حجر کی پاس انہو میں نہ جاوی اگر چاہی خالی ہو جاوی اور طواف قبل نہ کری اور میلین کی سیج نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
 یحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغسل و یكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة و یفید النظا
 نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کر ڈالی اور اگر احرام باندہ ہی وقت حائض ہو جاوی تو نہادای اور یہ غسل احرام کی لئی ہی غانکی واسطی نہیں اس سی سوا طواف کی طہارت

لغیر الطواف و هو بعد الرکنین اللذین هما الوقوف بعرفۃ و طواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجب علیہا شاة
 کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کدہ و قوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچہ لازم
 بترکہ ولا بتاخیر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب حیض ثم ینبغي ان یعلم ان المرأة مشاہة کانت و حواء
 نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو چا کچہ لازم آوی بہر جائی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی

اذا کان بینہا و بین مکة مسیریة سفرا لا یثبت لها الاستطاعة الا بحرم و هو الزوج و من لا یجوز لہا احما
 جب اوسین اور مکہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جسی حج فرض ہوتا ہی بدین محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
 علی التابید بنسب او صہریۃ وان لم یکن لها محرم لا یجب علیہا ان تترجح لیجہا و ذکر فی التخصیر
 کہی کسی حال میں نکاح جائز نہیں ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہ محرم نہیں تو اسپر بہ واجب نہیں کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تخبیر میں ذکر

ان مخرجها ان كان فاسقا او مجنوناً او صبيلاً لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ولا يشترط لها
 كما ذكرنا ان كان فاسقاً هو يا ديوانه هو يا بچه نابالغ هو نواز سهرج واجب نبين هي اورايسى محمد كى سائنه سفر حرام هي اور عورت كى واسطى
 ان تكون خالياً عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا يخرجها الى الحج وكذا لو وجب
 بهي هي شرط هي كچه كچه كوچى نو عدت سي پاك هو بيان ككه كه اكر عدت مين هو توج كو نه جاوى اورايسى هي اكر او سپر

لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيدة سفر لا يخرج ذلك المصرا لم تنقض
 عدت رسته مين كسي شهر مين واجب هو جاوى كراوه مين اور كه كى بچين مسافت سفر كى هو نواز شهر مين سي عدت كى گذرى بغير نجاوى
 عدها يسرنا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضا به منه وفضله المجلس الحادى والعشرون

في بيان فضائل الزكاة وغوائل تزكها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
 زكوة ديني كى فضائل اور ندينى كى سختيون مين فرما يا رسول الله عليه وسلم في نهين كوئى

صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفاء من نار
 سونى چاندى والا كه او مين سي اوسكا حق بئى زكوة نادا كرتا هو مگر جب دن قياست كا هوگا تو اوسكى لى تختى آگ كى بنا لى چاويكى

فاحسب عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهره وكما بردت اعيدت له في يوم
 بهر اونكو دوزخ كى آگ مين گرم كرا اوسكى دلو كروئين اور ميشا فى اور پشت داغ دى جاوى كى اور جب بھنڈى هو كى پير گرم كى جاو مين كى اوس روز

كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
 كه برابر چاس هزار برس كى هوگا بهان تكه كه تمام خلق كا فيصله هو چكى بهر ديكى اوسكا راه يا جنت كى طرف هو اور يا دوزخ كى طرف

هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابوهريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
 بهر حديث مصابيح كى صحيح حديثون مين هي ابو هريره كى روايت سي اسمين نبى عليه السلام فى مال كى دو جنس بيان فرما مين

الذهب والفضة ثم افرد الضمير الزمير اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظر الى المعنى دون اللفظ
 سونا اور چاندى بهر ضمير جوادى كى طرف بهر هي هي مفرد بيان كى فرمايا كه ادا كرى او مين سي حق اوسكا تو لحاظ معنى كى لفظ كا لحاظ نهين كيا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
 اسلوسطى كه مرادون دونون سي دنانير اور دراهم مين اور كوئى كستا هي كشايد سونى چاندى سي مراد بهر قسم كى مال هو ان اسلوسطى كه حكم نوعام هي اور خصوصيت چاندى سونى كى

على ما اثر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمر الاشياء وبمثل ورد قوله تعالى والذين يكنزون
 ذكر مين واسطى فضيلت كى تمام مالون بهر هي اسلوسطى كه اصل ماليت اور قيمت تمام اشياء كى بهر هي دونو مين اورايسى هي قرآن مين وارد هو هي اور جو لوگ كا ذكر كرتي هي
 الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعباب اليم يوم يحسب عليها في نار جهنم
 سونا اور روپا اور خرچ نهين كرتي اسلوسطى كه راه مين سواونكو خوشخبري سنا دكروالى ياد كى جس دن آگ ديكو مين اوسپر دوزخ كى
 فتكوى بها جنبا هم وحنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لا أنفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون
 پس راغين كى اوس سي اوسكى مانقي اور كروئين اور بيشين بهر هي جوئم كا رتق هي اپنى واسطى اب چكهو مزه اپنى كا رتق كيا
 والمراد بعدم ادائها حقها وبعدم انفاقها في سبيل الله عدم ادائها زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
 اور حق ندينى سي اور راه الهم مين خرچ نه كرتي سي ندينا زكوة كا مراد هي پس جو لوگ مال جمع كرتي هي
 ويخرجونها ولا يعطون زكوتها بعد بون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الآية
 اور اوسكو دوزخ كى كرتي هي اور اوسكى زكوة ادا نهين كرتي قياست كى دن طرح طرح كى عذاب دى جاويكى ايک تو بهر جواس آيت مين

وهذا الحديث روجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعط نفسه
 اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہ ہے کہ مال والی آدمی کو جب زکوٰۃ دینی کی عادت نہیں ہوتی
 اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها ببعی وقتها فهو اذ ارای الفقیر الطالب للزکوٰۃ یعبس وجہہ واذ اسالہ یغیر
 اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آجی پہنچے پس وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ کا طالب کو دیکھتا ہے تو شیوڑی چڑھتا ہے اور وہ اگر مگھتا ہے تو اس سے ہنسنے
 عنه ویولی الیہ جنبہ واذ ابالغ فی السؤال یقوم من مقامہ ویولی الیہ ظہرہ ویبذہب لایعطیہ
 پہر کر کوٹ مڑھتا ہے پہر اگر فقیر نے سوال میں زیادتی کی تو اپنی جگہ سے اڑھ کر اس کی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ میں سے جو
 شیئاً من حقہ الذی هو الزکوٰۃ فتادی الفقیر بكل واحد من هذه الافعال فیعذبہ اللہ تعالیٰ
 اس کا حق ہے کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اس کی ہر حرکت سے ایذا ہوتی ہے سوئی اللہ تعالیٰ اس کو

بجعل اموالہ التي هي الدنانیر والدرہم الواحاً من نار تکوی بها تلك الاعضاء التي اذی بها الفقیر
 یہ عذاب دیتا ہے کہ اس کی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہیں آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیکھا جن سے اپنی فقیر کو ایذا دیتی
 وروی عن ابن مسعود انه قال لا یوضع دینار علی دینار ولا درہم علی درہم ولكن یوسع جلدہ حتی
 اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا بلکہ اس کی کھال کو فراخ کر کر
 یوضع کل دینار ودرہم موضعاً علی حدة کلماتہ ووصل یکھا من اولھا الی اخرھا أعید ذلك الکی
 ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہ رکھی جاوے گی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخری مل جاوے گا پھر وہ ہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرے گی
 اولھا حتی یصل الی اخرھا ہکذا یستقر هذا النوع من العذاب یوم القیمة حتی یحکم بین العباد
 اسی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوگی چلا جاگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو جائے

فیری سبیل ما الی الجنة ان لم یکن له ذنب سواہ او کان لکن اللہ تعالیٰ عفی عنہ واما الی النار کان
 پہر دیکھا جائے کہ اس کا راہ جنت کی طرف ہے اگر اس کا کوئی اور گناہ نہیں ہے یا گناہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ فی معاف کر دیا گیا تو دوزخ کی طرف ہے اگر اس کا
 علی خلاف ذلك وفي حدیث اخر انه علیہ السلام قال من اتاه اللہ مالاً فلم یؤد زکوٰۃ مثله مالہ
 کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

یوم القیمة شجاعاً قرعہ زبیبان بطوقہ ثم یاخذ بلہزم متبہ فیقول انا مالک انا کزک تم بتلا
 اور اس کا مال گنجا سانپ جس کی دو داغ ہوں بن کر اس کی گلیں جو گھر اور اس کی دونوں جڑیں پکڑ کر کھینچا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پہلوپ کی پشت
 وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِينَ یَتَخَلَّوْنَ بِمَآثِمِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَبْطَوْا مِنْ مَّالِ خَلْقٍ
 بڑی اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ایک چیز پر کہ اللہ نے ان کو دی ہے اپنی فضل سے کہ میرے بہتری اور ان کی حق میں بلکہ میرے برائی اور ان کی واسطی آگے طرح پڑ گیا اور ان کی غفلت
 یوم القیمة فانه علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان من اعطاه اللہ تعالیٰ مالاً ولم یؤد زکوٰۃ مالہ
 دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنایت کیا اور اس نے اپنی مال کی کوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ

یجعل مالہ یوم القیمة فی صورة الحیة التي تخسر شعر اسھا من کثرة سمھا وطول عمرھا ولھا فوق
 قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دے گی جس کی سر کی بال ماری نہ رہے کی بسبب درازی عمر کی جھڑکی ہوں اور اس کی
 عینھا نکتنان سوداوان وهي وحش ما یكون من الحیات وتجعل فی عنقہ کالطوق ثم یاخذ بشد قیہ
 دونوں آنکھوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اس کی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جاوے گا پھر وہ اس کی دونوں گلی پکڑ کر
 وتذرع وتقول له انا مالک الذی جمعتہ ولم یؤد زکوٰۃ فلما کان فی منہ الزکوٰۃ مثل هذا التشدد بد
 کا کھینچا اور کھینچا میں تیرا وہ مال ہوں کہ جمع کر زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کی تدبیر میں اتنی بڑی سختی ہے

غنى المال وغنى النفس بخير الصدقة ما كان عن أحد المعنيين إما عن غنى النفس أو عن غنى المال إذا
 لو غنى مال کی اور تو غنى دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک تو انگلیسی ہو یا دل کی تو انگلیسی یا مال کی تو انگلیسی اس واسطی
 لا بد للمتصدق فيما يبذل ان ليستغنى عنه اما بسخاوة نفسه وقوة غريمته ثقة بالله تعالى كما
 کہ ضروری ہے کہ خیرات کر نیوالا جو دنیا ہی اویسی ہی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی حد تعالیٰ پر بہرہ و سا کر کر جیسا
 فعله ابو بكر الصديق ايماله الذي بقي في يده بعد البذل انه لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
 ابو بكر صدیق کی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کے اسکی پاس بچا ہی اس واسطی کہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ اپنی عیال کا کھانا ہی فقرا کو
 الى الفقراء ويتزكم جيا عا الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطى احدا الا بما يفضل
 بانٹ دی اور انکو بہو کا ماری ہن اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیں ہن بلکہ اسکو بہہ جائز نہیں کہ سوا یہ بچتی ہوئی کی
 عن نفسه و عياله كما جاء في حديث اخر ان عليه السلام قال خير الصدقة ما ايفت غنى يعني ان
 اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسی کو دیوی چنانچہ ایک روایت میں آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دینی پر ہی غنا باقی ہی یعنی
 المتصدق لا يبدله فيما يبذل له عن احد الا من امان ليستغنى عنه بحاله اوليستغنى عنه بحاله وهذا
 خیرات کر نیوالی کو کچا ہی کہ جو خرچ کر اسی دو لہر میں سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر ہی نیاز ہی یا اپنی دل سی استغنی ہو ان دونوں
 افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح ان عم قال ليس الغنى عن كثرة المال انما الغنى عن النفس فان الفقير اذا
 استغنى من سي يبدل فضل ہی اس واسطی کہ حدیث صحیح میں روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تو انگلی مال کی بہتایت سی نہیں ہوتی تو انگلی وہ ہی بھول سی ہو بیشک
 تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
 خیرات کردی کچا کو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہو کہ پر صبر کرے تو اسکا صدقہ بہت اچھا ہی اس واسطی کہ بیشک
 الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضرب ذلك بدنية من ضعفه عن القيام في الصلوة و
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہ صدقہ اسکی دین میں نقصان نہ کری جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہو جاوی
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصٌ
 یا تنکارہ جاوی اور اللہ تعالیٰ فی اسیر انصار کی تعریف کی ہی اور اول کہتی ہن او کو اپنی جان سی اور اگر چہ ہو اپنی او بہرہ ہو کہ
 القسم الثاني هم الذين لا يقدر على هذه المرتبة بل يسكنون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات
 دوسری قسم وہ لوگ ہن جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہن
 وليس قصدهم في الامساك المتعمد والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفائض الى
 اور اس روکنی سی انکی عرض عیش و عشرت اور حظ لذت نہیں ہوتی انکی یہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پھر بچتی کو اقسام
 وجوه الخيرات فها ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصدون على ادعائهم فلابد ان يكون عليهم فلا يزيدون عليه
 خیرات میں جب پیش آویں تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہن کہ جو او نہر واجب ہوتا ہی سوا اگر دینی ہن نہ اس سی بڑی دین
 ولا ينفقون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبعثهم بالمال وميلهم
 نہ اس سی کچھ کم دین اور یہ مرتبہ سب سی کم بھل ہی اور اس ہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بھل اور مال کی محبت کی
 اليه وضعف جهلهم بالآخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
 اور کم تر مونی محبت آخرت کی اتھا کرتی ہن اور اس مرتبہ کی بعد اصلا ہی محبت نہیں ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی او تر کر ہوتا ہی
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب
 تو اسکا دعویٰ جھوٹا ہی گواہ وہ پہ ظاہر کئی دنیا ہی کہ میرا دعویٰ محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس میں کی موافق و جہب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبة الاولى والثانية ان لا ینزل من المرتبة الثالثة بل ینبغی لمان یشع فی اداء
 کما هو اول یشانی مرتبة پر قدرت نہیں کہتی تو تیسری مرتبہ ہی تو نہ گر جاویں
 جکو او کو لائق ہی نہ کوشش کرے

فما وجب علیہ علی الفور اظہار الرغبة فی امتثال الامر وایصال السرور الی قلوب الفقراء واحتراما
 واجب کو نہ تھا کیا کرتے تاکہ رغبتہ فیلان برہان کی ظاہر ہو دی اور فقیروں کی دلون کو خوشی پہنچی اور محنت لگتی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یأثم بالتأخیر ویرد شہادۃ وہی انما تجب اذا
 شبہہ ہی بیچ جاویں اسو علی کہ بعض علماء کی نزدیک وجوب نہ کونہ فوری ہی یعنی ترتیب چاہیے تاکہ دیر کی سی گنہگار نہ ہوتا ہی اور لائق شہادہ نہ ہو دی اور نہ کونہ

تم الحول علی النصاب فکل احد حول یخصہ بحسب وقت کونہ مالکا للنصاب فاذا تم حوله یجب علیہ اخراج
 واجب ہوتا ہی کہ نہ تھا پیر بریں ان بورا گزہ جاوی پیر ہر گیسال جدا جدا ہر تابی جس وقت سی وہ نصاب تک تاکہ تابی جیسال پورا ہو جاوی تو اسیر زکوۃ نکالی واجب ہجائی ہی

زکوۃ فی ای شہر کان وان عجل زکوۃ قبل حوال الحول یجوز عند جمہور العلماء سوا کان تعجیلہ لدخول
 کوئی سامینہ ہو اور اگر جلدی کر کر اپنی زکوۃ برس ہونگے ہی ہی پہلی ادا کر دی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برہر ہی کا او کی جلدی واسطی آجانی

الاشراف من الاوقات التي لا یوجد مثلها عند تمام الحول کثہر رمضان وما قبلہ من شہر رجب شعبان
 اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت بریک تابی پر نہ ملے گا جیسی رمضان کا مہینہ وراثت سی پیدا مریم روزہ کا اور شب بڑت کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان یکون من الاتقیاء المتبحرین لتجارة الاخرة فانہم یشترعون بآعطی
 یا او کی جلدی واسطی موجود ہوتا ہی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پیر ہیز گار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو انکو اتنے آسانی واثق سی امداد

علی الطاعة فیکون المنعطی شریکاً لہم فی طاعتہم باعانتہ ایاہم فیہا اور بان یکون من العلماء او فون لا عطی
 طاعت کی حاصل کرتی ہر پس دینی والا ہی او کی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں او کا مدد گاری یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونۃ لہم علی العلم والعلم اشرف العبادات حتی کان بعض السلف لا یصرف زکوۃ الا الی اہل العلم ویقولون فی الامر
 کرتی علم کی مدد ہوتی ہی اور علم سب عبادت میں اشرف ہی بیان تک بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوۃ صرف علماء ہی کو دیتی ہی اور کہتی ہی کہ

بعدہ فاما النبوة فاضل من مقام العلم ولما راد من اہل العلم ہم الذین یطلبون العلم لا جل الاخرة لا لاجل الدنیا فان الذین
 میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ ہی نہیں جانتا اور علماء ہی مدد و عالم میں کہ علم آخرت کی واسطی پڑتی ہی دنیا کی واسطی نہیں پڑتی اور جو لوگ

یطلبون العلم لا جل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونہم بصدقہ علی عصیانہم حتی لا یکون شریکاً
 علم کو دنیا کی واسطی پڑتی ہی تو زکوۃ دینی والی کو نہیں چاہی کہ اپنی زکوۃ سی دینی گناہ کا مدد گاری تاکہ استحقاق عذاب میں

لہم فی استحقاق العذاب ومن افضل المصارف ان یکون ذاعیال او مدیون او مرابطاً او قریباً فان لا عطی
 ان کا شریک نہ ہو جاوی اور بہترین مصارف وہی جو کنبہ والا ہو یا قرض دار ہو یا بیار ہو یا نانی دار ہو کیونکہ نانی دار کو

الی القرب یکون صدقة وصلة ولا یخفی علی احد ما فی صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخر
 دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتا ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور پی بیانی

فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعمہ ان المتصدق
 اور مصارف پر مقدم ہوتا ہیں جیسی نانی دار غیرون پر مقدم ہوتا ہیں لیکن یہ یہ ہی سمجھنا چاہی کہ زکوۃ دینی والی کو

لا بد لہ ان یجتز عن ابطال صدقہ بالمن والا ذی اذ قال اللہ تعالی لا یطلووا صدقۃ کموت
 لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دی کر باطل نہ کر دی اسواسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مت ضائع کرو دینی خیرات احسان نہ کرے

والا ذی وحقیقة المن ان یری نفسه محسناً الی الفقیر فہمہ رای نفسه محسناً لہم مفرج عنہ
 اور ستا کر اور حقیقت میں احسان کرنا یوں ہوتا ہی کہ اپنی تین فقیر کا محسن سمجھی بہر جب اوسنی اپنی تین محسن جانا تو یہ ہر اس سی نظر ہر دہی سرکات

لی ظاہرہ افعال ماحیۃ للشواہب مثل التحدیث بہ واظهارہ وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء

الی ظاہر افعال ماحیہ للثوب جس میں ثوب جاتا رہی جیسی کہتی پھرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعاسی اور تعریف سی صادر ہوگی جس میں ثوب جاتا رہی

والخدمۃ والمتوکلین والتعظیم وکان من حقہ ان یری الفقیر محسن الیہ اذ جعل کفہ ذلیلاً عن

اسرارہ وکرامتہ الخ

اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق بہہ تنہا کہ فقیر کو اپنا محسن جاننا
 اللہ فی قبضہ حقہ الذی بہ نجاتہ من النار اذ روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال الصدقۃ

تقریر بید اللہ تعالیٰ قبل ان نفع بید السائل فلیتحقق انہ مسلم الی اللہ تعالیٰ حقہ والفقر یأخذ من

اللہ تعالیٰ رزقہ واما الاذی فظہر التوبیخ والتعیر والتخشین فی الکلام ونقطیب الوجه وھتک الستر
اور سننا سونا ہر من بد مزاجی اور سننا اور بد زبانی کشتگوین اور تیوڑی چڑانی اور جتا کرا آبروی کرتی

[illegible]

شدة ذلك على نفسه والثاني رويته من خير من الفقير وان الفقير بسبب حاجته اخس منه مرتبة
اسكى دشواری دوسری یہ سمجھا کر میں فقر سے بہتر ہوں اور فقراؤں کو جس قدر حاجت ہے مجھے رتبہ میں بہت کمتری

ومن شأن كل منهما الجهل المآكون كراهية تسليم المال جهداً فلان من كره بطلان درهم في مقابل ما ييسر
أصل منشأ دونها جهات هي بهر مال بری کی اسنی حالت کی بات ہی کہ جس شخص کو ایک روپہ خرچ کرنا ہزار روپہ کی فاسطی و سوار گندی

الفا فهو شديد الحاقة لانه يبذل المال بطلب قضاء الله تعالى والشباب في الدلالة الاحرة وهو جبريل
اسمى زياده احمق لكونه اسوا سبطي مكة ذكوة واسطى ضامندي اسد تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت میں جو اس کا ثواب حاصل ہو گا وہ تمام دنیا سی

و ما فيها و اما كون روية نفسه حليلا منه جهلا فلا بد له لو عرف شخص فقيرا في سبيل الله
 او جرد دينا من سبب سبي بهترى او راينى تين فقيرى بهتر سمجها السوسطى جهالت كيات هي كذا اگر به شخص جانتا كه فقير كو غنى پركشتى فضيلت هي باو جانتا كذا غنى لو كو
 و الاذلة لما استحق له ان يتبرك به و تمنى درجته لان صلى الله عليه و آله لا يغنياء يدخلون الجنة بعد الفقر و

[illegible]

وَقَدْ كَلَّفَانِ يَسْلَمَ إِلَى الْفَقِيرِ قَدْرَ حَاجَتِهِ وَبِكَيْفَعْنَهُ الْفَاضِلُ الَّتِي بَصُرَ لَوْ سَلَّمَ إِلَيْهِ فَالْفَنِي مُسْتَحْ
دَاخِلُ بَوْنِكُو أَوْرِكِيُو كُنْ فَعِيْرِكِي حَقَارَتِ كَرْتَايِ لَوْ حَالِ سَمِ بِكَ كَرَامَتِ قَالِي فِي اسْكُو فَعِيْرِكَا خَادِمِ بِنَايِي اِلْوَسْطِي كَمَحْنَتِ اَوْرِكُو شَشْ كَرَكِيْدِي اَكْرَاهِي اَوْرِكُو كَرَمَاهِي اَوْرِكُو

پہرہ اور سکو بزدل حکم ہی کہ فقیر کو اسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور مافی بجیتی کو جسکی بڑی سی فقیر کا خیر ہو تا ہی پاس محفوظ طرہی

للسعی فی رزق الفقیر ومتمیز عنه بالتزام مشاق لا سفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الد

اور بجیتی در ہم

والدینا والی ان بیوت ویاکله الاغیار مع بقاء ما الکشبہ فی تخصیلا علیہ من الاوزار دسیر نا الله

[illegible]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسن الحديث
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في رواية كتنى ربهو شعبان في مهيبة رمضان في واسطى به حديث مصابيح في حسن حديثون بين في
 رواه ابوهريرة فان صوم رمضان لما كان دكنا من اركان الدين وقرضنا لراعى المسلمين ولم يعلم بحيث
 ابوهريرة في رواية سى كيونك روزه رمضان كما چونك دين كى ركنون بين سى ايك ركن اور سلاون پر فرض لازم هى اور اوسكا آنا بغير ضبط كرنى
 الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وحدوا اليامه
 مهيبة شعبان كى معلوم نهيمن هو تا بنى عليه السلام في واسطى ضبط شعبان كى امرضيا انجاس به هو كوا فرمايا تا من كوشعبان كى جانك كوا اور اوسكى دن كتنى ربهو
 لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التأهب له فيه بالصوم وقراءة
 تاكه رمضان كا آنا معلوم هو به ماه شعبان جب رمضان كا مقدمه هرا تو شعبان بين رمضان كى تبارى استحب هى روزى ركهنى اور قرآن پڙهنى
 القرآن حتى تراض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
 تلكه نفس كوطاعت الهى كى عادت رمضان كى آفى بهى هو جوى كيونك نبي عليه السلام شعبان بين اننى روزى ركهنى هى
 في شعبان ملا يصومه في غيره من الشهور على ما روى عن عائشة انها قالت ما رايته رسول الله عليه
 كى وكنى اور كسى مهيبة بين نهيمن ركهنى هى موافق روايت عائشة كى كوه كهنى بين نهيمن ديكها ميني رسول الله صلى الله عليه
 السلام استكمل صيام شهر ربه الا رمضان وماريته في شهر اكثر منه صياما كى شعبان و في رواية
 وسلم كوا كى بهى يورى كنى هون ربه كسى بهى كى سواد رمضان كى اور نهيمن ديكها ميني او كوكسى مهيبة بين زياده روزى ركهنى هوى سواد شعبان كى اور كنى
 كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روى عن ام سلمة انها قالت ما رايته النبي عليه السلام
 بين بهى كى روزى ركهنى هى تا شعبان كى اور بهى روايت ام سلمه كى موافق هى كى وده كهنى بين نهيمن ديكها ميني رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يصوم شهرين متتابعين ربه الا رمضان وماريته في شهر اكثر منه صياما كى شعبان و في رواية
 كى روزى ركهنى هون دوميني كى كى درهى ربه شعبان اور رمضان كى اور فقارنى اسى روايت كوا خذ كيا هى بهال كى كى قاضيان فى
 فتاواه من صام شعبان ووصل رمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استجاب به
 ابى فتاوى بين كيا هى جو شخص شعبان كى روزى ركه كوا و كوا رمضان كى ملاوى تو بهى بهى ربهى اور بهى سلى كى روزى كى استجاب بين
 في بعض الاوقات الفاضلة من الشهر و الايام ويكون بابا للعبادة كما روى عن ابى الدرداء انهم
 بعضى نيك اوقات بين باعتبار مهيبتون اور دنون كى زياده شرفاين اور دروازه عبادت كا بهو تا هى چنانچى اور دروازه عبادت هى كى بهى ربهى هى
 قال لكل شى باب وباب للعبادة الصوم ثم انه ربه الايمان بقضى ما جاء فى الحديثين اللذين روى احد
 فرمايا هر شى كى دروازه هون هى اور دروازه عبادت كا روزه هى بهى روزه ايلان كى چوتهاى هون تا هى موافق مضبوط اون دو حديثون كى جوايك
 عن ابى هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الاخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه
 ابوهريرة سى رطابت كى كى كى قول عليه السلام كا روزها دم صبرى اور دروى ابن مسعود سى روايت هى يعنى قول عليه السلام كا
 الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
 صبر آدم ايلان هى بهى ربه روزى آدم صبر هوى تو اوسكا ثواب بهى اندازى اور حساب كى قاعده هى زياده هوى كا
 لقوله تعالى اِمَّا يَوْفَى الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم انه متميز من سائر العبادات بخاتمة نسبت
 واسطى ساد الهى كى بهى ربه الوان هى كوا متا هى نيك او كى ان كنى بهى روزه كوا تمام عبادات برب لب خصوصيت نسبت كى
 الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف كى
 هوى الله تعالى كى ايك طرح كى شرافت هى واسطى كى الله تعالى فرمايا هى چا اوسكا هى او كى خبر ربهى اس قول بين اريكى دس كونه كونه هى سات كونه كى روزى

فانه على وانا اجري به والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء
سعيد روزه ميرزا علي بن ابي اسحاق ونگا اور سند كرم جب یہ خبر دی کہ میں آپ اور کسی جزا کا زمانہ ارہوں اور کی حوالہ نہ ہوگا تو اس جزا کا

في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عدد وقد روى عن ابي سعيد الخدري
کہا انتہائی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اس کی کچھ حد ہی اور نہ کچھ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله يقبل الله وجهه عن النار سبعين خريفا
کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے ایک دن واسطی اس کی روزہ رکھا تو اسے تعالیٰ اس کی سترہ سو درجہ کی گارانتی

وفي حديث اخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل
اور حدیث میں ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے ایک دن روزہ واسطی اسے تعالیٰ کی گارانتی

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه
اسے اس کی اور دوزخ کی گنج میں ایسی خندق بنادیا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہے یعنی بیشک جس نے ایک دن کاروزہ واسطی وجہ اس کی اور واسطی کی

ينجيه الله من النار عتبر عن التخيبة بطريق القشيل ليكون البخل لان من كان بعيدا عن شيء بهذا
رضامندی کی کہتا تو اسے تعالیٰ اس کو آگ سے نجات دے گا اس نجات کو بطور قشیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ نہ ہو واسطی کہ جو شخص ایک شی

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابى هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحان فرحة
اتنی دور یہ ہو تو وہ شی بیشک اس تک نہیں پہنچی گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم سرور امرتين
جب روزہ کہو لہائی اور ایک خوشی جب اپنی رب سے ملے گا بیشک نبی علیہ السلام فرمایا اس حدیث میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دوم تہ ہوتی ہے

احدهما عند افطره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطره فيما يتناول له من
ایک تو روزہ کہو لہائی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر یہ روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہ ہے کہ اس کو کہنا

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا
میں جماع سے آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہے کہ اپنی مرغوب چیز پر جکتی ہے کہنا نا ہو یا بے نا ہو یا جماع ہو اور جب

صنعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت اخر تفطر بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة
اور سکون امور سی ایک وقت مانت ہو یہ اور سکود دوسری وقت اجازت ملی تو اس سے خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہو کہ

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيتها باحد حاجتها يبين هذا المعنى ما روى عن ابن عمر انه عم
وہیں سے نہایت حاجت مند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہ مصنف ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام

كان اذا افطر قال ذهب الضم واستلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطره
جب روزہ افطار کرتی تو فرمائی یہاں تکلی اور گین تر دتا نہ سوئے اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالیٰ یا جو کہ روزہ دار کی افطار کی وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبدا
دعا مقبول ہوئی سی چنانچہ حدیث میں آیا ہے روزہ دار کی دعا مقبول ہوتی ہے بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی

كما جاء في الحديث يوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان
چنانچہ حدیث میں آیا ہے نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ سی روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہی جب تک عیت نکری اگرچہ

نائماً على فرشاه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء
ایسی بستر پر ہوتا ہی اس کی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی میں رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشی مرز وقت نبی رب کی ملاقات پر

فیما یجده مذخر عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك الطعام وشرابه وشهوته یعوضه
 بهی که اسکی بیان اینی روزه کا ثواب جمع کیا ہو ایکبار پاویگا کیونکہ جس فی واسطی خدا کی اپنا کہا تا اور پینا اور شہوت موقوف تواسد تعالیٰ تواسد
 الله تعالى خیرا من ذلك كما قال الله تعالى وما أتقوا من أنفسكم من خير تجدوه عند الله هو خیرا
 عرض اسکا اوس سہیت اچھا عنایت کرے گا چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی اور جو آگے پہچوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاوگی اسکی پاس بہتر
 وأعظم أجرا وجاء في الخبر انه عليه السلام قال لرجل انك لن تدع شيئا اتقاء الله تعالى الا اشك الله
 اور لو اب من زیادہ اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک شخص کو فرمایا بیشک تو کہی نہیں ترک کرے گا کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی خوف ہی مگر کچھ اللہ تعالیٰ
 خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش یا کلون علیها والناس فی الحساب
 بہتر اوس ہی دیکھا اور روایت ہی کہ روزه داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تہی دسترخوان چنا جائے گا اور سپر تاول کرے گی اور او خلقت اہی حسابت میں
 فيقول الناس ما هؤلاء یا کلون ونحن فی الحساب فيقال لهم انهم كانوا یصومون وانتم تغفرون وفي الصحیحین
 بہر کہیگی یہ کہیگی لوگ میں کہ بیٹھی کہاتی ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی انکو جواب دے گا یہ لوگ روزه رکھتی تھی اور تم روزہ خور تھی اور صحیح بخاری اور
 انه عليه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ربان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
 ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اوس دروازہ میں ہی صرف روزه دار داخل ہوگی اور روزہ داروں ہی مراد یہی
 هم الذین یكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا باب فيه الی والا مان من العطش قبل تمکثهم
 کہ جو لوگ اکثر روزہ رکھتی تھی کیونکہ ان لوگوں فی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ ہی مخصوص ہوئی جس میں تازگی اور پیاس کا بچاؤ
 من الجنة هذا کله اذا کان صومهم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیهم ولا فہم یكونون من الذین
 جنت کی اندر جانی ہی پہلے ہی تمام باتیں جب میں کہ انکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو ادھر ہر حرام میں محفوظ ہو اور نہیں تو وہ روزہ دار ایسی ہیں جسکی حق میں
 قال فیہم رسول الله عليه السلام فی حدیث رواه ابو ہریرہ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الجوع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں جو ابو ہریرہ سے روایت ہی فرماتی ہیں بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزہ میں ہی سواری بہوک
 والعطش فی حدیث اخر رواه ابو ہریرہ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الظما وکم من قائم لیس
 اور پیاس کی کچھ نہیں ہی اور ایک حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزہ میں سوار پیاس کی کچھ نہیں بہت رات کی عبادت ایسی ہیں
 من صیامہ الا السهر فان التقرب الی الله تعالى بترك المباح لا یتیم الا بعد التقرب الیہ بترك المحرم
 کہ انکی لئی رات کی عبادت میں ہی سوار سیدار کی کچھ نہیں کیونکہ قرب الہی مباح چیزوں کی چھوٹی ہی پورا نہیں ہوتا جب تک محرمات کو چھوڑ کر قرب الہی نہ پیدا کری
 كما روی عن ابی ہریرہ انما قال من لم یترك الکذب والعلی بمقتضاہ فلیس لله حجة فی ان یدع طعامه
 چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہگا کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جو شخص کہ جوہٹ کو اور چھوٹے کی مناسب کار بار کو نہیں ترک کرنا تواسد کو انکی کچھ پروہ نہیں ہی کہ اپنا کہا
 وشرابه فانه عليه السلام بین فی هذا الحدیث ان من لا یترك الکذب والعلی بمقتضاہ لا یقبل الله صومہ
 بیان مذکر ہی بیشک فی علیہ السلام فی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جوہٹ کو اور چھوٹے کی لائق اعمال کو نہیں چھوڑتا تواسد تعالیٰ اسکا روزہ
 ولا یقبل الیہ لانه امسك عما یمہ له ولم یمسك عما حرم علیہ والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و
 قبول نہیں کرے گا اور نہ ادھر شہوت کرے گا واسطی کہ وہ شخص مباحات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہیں ہی
 العطش فقط بل المقصود منه كسرة الشهوة وقهر النفس لا ماسة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك
 بلکہ روزہ سی عرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا حورائی کی طرف لچا تا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہ غرض کچھ نہ حاصل ہوئی
 فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلى هذا المراد العبد ان یزال الثواب والفضائل التي ذکرها
 توبہ کرنا پینا بند کر فی ہی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجھ کو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا بنی صلی اللہ علیہ وسلم لی

النبي عليه السلام ينبغي له ان يعرف حمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه بطنه عن الحرام ولسانه عن
 ذكر فرمایا ہی تو اس کو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اس میں اپنی ریٹ کو حرام کہانی ہی اور اپنی زبان کو
 الکذب والغيبة وقبح الكلام وجوارحه عن الخطايا ولا تائم وقلبه عن العجب والكبر وعلقه
 جو ہوش اور غیبت اور یہودہ کلام ہی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوشی اور اپنی دل کو خود بینی اور کبری اور خلقت کی دشمنی ہی
 الا نام ثم انه اذا فعل ذلك ينبغي له ان يكون خائفا من الله تعالى هل يقبل منه ام لا يقبل ويدعو
 بجای پروردہ شخص جب یہ سب کچھ تو اب اس کو لائق ہی کہ اللہ تعالیٰ ہی یہ خوف کرتا ہی کہ آیا میرے یہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
 ان يقبل المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان كان رسول الله
 کہ قبول کری تیسویں مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان میں نبی رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکھتا کرتی تھی مگر کچھ تہوار اسکا انظار کرتی اور ایک روایت میں ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکھتی تھی
 من صحاح المصابيح روزه ام المؤمنين عائشة وهذه الرواية الاخيرة موافقة لما روى عن ام سلمة
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت کا یہ پہلی روایت اس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ کی روایت ہی
 انها قالت ما رايت النبي عليه السلام يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان فان قيل يلزم
 کہ وہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینے پوری ہی روزی رکھی ہوں سوائے شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
 على هذه الرواية ان يكون افضل الصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه عليه السلام
 کہ اس روایت سے لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہ ہی کہ نبی علیہ السلام نے

قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان
 فرمایا ہی اچھی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی میں سو جواب یہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہ ہی اعتقاد ہی
 صيام المحرم والا شهر المحرم افضل من صيام شعبان لكن الاظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان
 کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزی بہتر ہیں لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
 افضل من صيام الا شهر المحرم يدل على ذلك ما روى عن انس انه عليه السلام سئل اي الصيام افضل
 اشہر الحرم کی روزی بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس ہی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کسی ہی پوچھا رمضان کی وجہ کونسی
 بعد رمضان فقال شعبان تعظيما لرمضان وروى عن اسامة انه كان يصوم اشهر الحرم فقال
 روزی افضل میں آپ نے فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی ہی اور اسامہ ہی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکھتا کرتی تھی سو

له رسول الله عليه السلام صوم شوال فترك صوم اشهر الحرم فكان يصوم شوالا حتى مات فهذا فضل
 انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوال میں روزی رکھا کر ہر اسامہ فی اشہر الحرم کی روزی پھر شوال میں صوم کیا کہانی آخر میں سو یہ روایت
 في تفضيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فاذا كان صوم شوال افضل من صوم الا شهر الحرم
 شوال کی روزی کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزی بہتر ہوگی یا روزی اشہر الحرم کی روزی بہتر ہوگی
 فكون صوم شعبان افضل من صيام الا شهر الحرم لا يصيام النبي نفيه السلام له دون شوال
 نو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزی زیادہ تر افضل ہوگی اس لیے کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان میں رکھتی تھی شوال میں نہیں کرتی تھی
 وانما كان كذلك لانهم ايليان من بعده ومن قبله ان افضل التطوع من الصيام
 اور یہ اس لیے ہی کہ یہ دونو مسیحی یعنی شعبان اور شوال منہ مل میں رہتا تھا بعد از رمضان ہی پہلی ستر مہینہ ہوا کہ نفل روزوں میں وہ ہی افضل ہیں

قرباً من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
 رمضان سی قریب ہون پہلی اور پچھی پہر ایسی روزوں کا درجہ ایسا ہی جیسی سنتیں سنن رواتب یعنی مکروہ کا فریضہ نمازی
 قبلہا وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
 فریضہ سی پہلی اور پچھی بیشک سنن رواتب یعنی مکروہ جیسی فضیلت میں فرائض کی ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسی ہی
 صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قولهم
 نقل روزی رمضان پہلی اور پچھی جیسی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان متصل ہیں اب معنی اس حدیث کی
 افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمول على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
 کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں مطلق نوافل پر محمول ہوگی اور جو روزی رمضان پہلی اور پچھی ہیں
 فانه ملحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
 وہ تو فضیلت میں رمضان کی شامل ہیں جیسی یہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی
 قيام الليل لما يرايه تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
 رات کی نماز ہی اس سی ہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مکورات پر نہیں ہی
 وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روى عن اسامة
 اور در باب روزہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوا اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسامہ سی روایت ہی
 انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين ارجب ومضان فانه عليه السلام اشار الى
 کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا یہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سے غافل ہیں رجب اور رمضان کی بیچ میں پس نبی علیہ السلام فی یہ اشارہ کیا
 انه لما اكثفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعرض الناس عنه بالاشتغال بما افضا
 کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں کی کہہ رہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام فی تو شعبان سی لوگ بہر کر اون دنوں میں مشغول ہو گئی ہیں سو یہ مہینہ
 مغفول عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
 بہ ولا بد ہو گیا جان تک کہ اکثر لوگ یہ کان کرتی ہیں کہ رجب کی روزی شعبان کی روزوں سی افضل ہیں اسلی کہ رجب ماہ حرام ہی اور
 كذلك لما روى عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
 یہ بات نہیں ہی واسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزی رکھتی تھی آپ کی فرمایا
 عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعضهم اشتبهوا فضله من الا زمان ولا ما كن ولا شخاص قد يكون غيره
 وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر کہہ گئی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشہور ہو جاتا ہی کہی دن کا یا کوئی
 افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
 افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اس میں ہوتی ہی کہ اکثر لوگ ان کی خیال میں نہیں آتی تو وہ او کو چھوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں
 ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة ازمان غفلة الناس
 اور اس کی فضیلت سی جو کوئی نزدیک مشہور نہیں ہی جو یہ راجح ہی ہے اور اس میں دلیل اس مطلب کی ہی کہ عبادت سی معور کرنا ایسی وقت کا جس میں لوگ غفلت
 بالانسان وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احتياجا ما بين
 رہتی یہ مستحب ہے اور یہ سی اللہ تعالیٰ تو بہت پسند فرماتا ہے ایسی ہر گز جماعت متقدمین سی نماز پڑھتی رہتا میان
 الحسنة اربعين بالصلوة ويقولون هي... الحسنة الغفلة فانه عليه السلام لما خرج على اصحابه وهم ينظرون
 سفر کے عشا کی بہت پسند کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ عشا کی نماز کی انتظار میں تھے

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا الاشارة الى فضيلة التفرغ بذكر الله
تفرغ ما يا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اس میں اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الہی میں مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذكر ولد لك فضل القيام في وسط الليل لشمس الغفلة عن الذكورية
تمام وقتوں میں سے ایسی وقت کہ کوئی اور وقت نہ کرنا ہو بہت افضل ہی اس میں آدھی رات کی وقت جگنا بہت افضل ہی اس واسطے کہ اس وقت اکثر لوگ غافل ہوتے ہیں اور غفلت کی وقت عبادت کرنی میں بہت فائدہ ہے ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل جیسا اور

اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی باز ہوتا ہی اس پر سوائے اللہ تعالیٰ کی کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس لیے وہی
فيه رياء ومنها انه يكون اشتق على النفوس وافضل الاعمال اشتقا على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کبھی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال میں افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتوں پر دشوار ہوا و سبب اس کا یہ ہے کہ طبیعتیں

تناسي بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاكثر يقظة الناس وطاعتهم بكثر اهل الطاعة لكثرة
بجسم کی حالات میں سے جو دیکھتی ہیں وہ ہی عبادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور ان کی عبادت کثرت سے ہوتی لگی تو ان کی طاعت ہی زیادہ ہوتی
المقتدين بهم فتسهل الطاعة عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها ابتاسي لهم عموم الناس فيشتق على
کیونکہ دیکھا واکھی بہت پیرو ہوگی پھر ان پر عبادت آسان ہو جائیگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہوگی تو عام لوگوں کی ویسی ہی عادت ہوگی اب جاگنی والوں پر

نفوس المتقنين طاعتهم لقله من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اس واسطے کہ اس وقت میں ہماری کثرت ہیں اس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک عمل کرنے والی کو اجر
خمسین منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العباداة في الهرج كالحجرة
پچاس آدمیوں کا تم میں سے ہی کیونکہ تم کو نیکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہیں اور ان کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام فی فساد کی وقت عبادت کرنی کیسی جیسی

الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واختلاص امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتیری چلن آدمیوں کی اتنا ہی
كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتم مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت
گویا کہ کسی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سے پہلی ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدینهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتی پھر ان کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہی پھر اگر ان میں سے ایک شخص الگ ہو جاوی
يقتسك بدينه ويعبد ربه ويتب امره ويجتنب فيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله
کہ اپنی دین کو اتنے ہی دے اور اپنی رب کی عبادت کری اور اس کی امر کا تابع اور اس کی نہی سے بچتا ہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمننا صتعالا وامره محتنب النواهي وقال عليه السلام بدلا الاسلام غربيا وسيعود غربيا كما بدع
مؤمن اور امر کا تابع اور منہیات سے محتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام فی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پھر غریب ہو جاویگا جیسی شروع ہوتا تھا
فطوي للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربيا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبوں کو مراد یہ ہی کہ اسلام ابتداً ظہور میں غربت تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص اختلاص حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پھر پھیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اس کی قریب ہی اوسمیں نقصان اور خلل آ جاوی یہاں تک کہ باقی نہیں رہی مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

الغریاء فطوبی لهم وقد جاء تفسیرهم فی حدیث اخر انهم الذراع من القبائل یعنی انهم اللتین كانوا قلید
 غریابین سواد کون خوشی ہی اور حدیث میں آتی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غریب اور وہ ہیں جو تھوڑی ہوں
 فلا یوجد فی کل قبيلة منهم الا الواحد الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان كما كان كذلك
 ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو سہ سہ ہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملے گا جیسی کہ ابتداء ظهور اسلام میں
 ابتداء ظهور الاسلام وفي حدیث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون
 بہ ہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ غریب وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمی کو فساد پیدا ہو اور وہ ہی کہ غریب قوم صالح ہی
 بالسنۃ فی زمان فساد الناس منها ان المنفرد بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یدفع به البلاء
 فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنے والی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرنے والا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اس کی سبب ہی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی
 عن الناس فكان یحبهم یدفع عنهم ولا تار فی هذا المعنی کثیرہ جدا وقد ذکر لصومه علیہ السلام لشعبان
 کو بارہ شخص اور کما حمایتی ہی کوئی بکو دفع کرتا ہی اس باب میں آئمہ بہت آتی ہیں اور واسطی روزی رکعتی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں
 معنی اخر دھوانہ علیہ السلام کان یصوم من کل شہر ثلثۃ ايام وربما اخر ذلك لیقضیہ بصوم شعبان
 ایک اور وجہ یہی بیان کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینے میں تین تین روزی رکعتی تھے اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اس کا عوض شعبان کی روزہ
 یعنی ان صوم علیہ السلام بہا کان لا یبلغ ثلثۃ ايام فی بعض الشہور فیکمل ما فاتہ من ذلك فی شعبان اذا
 کر دین مروا بہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعض دفعہ بعض مہینوں میں تین تین روزی نہیں ہوتی تھی سو جب قدر روزی فوت ہو جاتی تھی وہ شعبان میں پوری کرتا
 کان اعمالہ علیہ السلام دائمة فكان اذا دخل علیہ شعبان وكان علیہ بقیة من صیام تطوع لم یصم
 تھی جن روزوں کا رکنا دایمی ہوتا تھا سو آپ کا طریقہ یہ تھا جب ان کو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکھی ہوں
 یقضیہ فی شعبان حتی یکمل نوافلہ بالصوم قبل دخول رمضان كما كان یقضی ما فاتہ من سنن الصلوة
 تو وہ روزی شعبان میں قضا کرتی تھی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آتی ہی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنونہ کو جو رہ جاتی تھی قضا کرتی تھی
 وکما كان یقضی بالنہار ما فاتہ من قیام اللیل وقالت عائشة ربا اشدت ان اصوم فلم اطق حتی
 اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تھا وہ نہین پورا کرتی تھی اور عائشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکھتی کا ارادہ کرتی سو نہین سکتا
 اذا صام النبی علیہ السلام فی شعبان صمت معہ فانہا كانت تحثنم فتقضی ما علیہا من
 بیان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکعتی تو میں ہی ان کی ساتھ روزی رکعتی پر عاید اس وقت کو غنیمت جان کر جو جو ادائیگی نہ ہو
 صوم رمضان لفطرہا فیہ بالحیض وكان فی غیرہ من الشہور مشغلة بالنبی علیہ السلام
 رمضان کی روزی ہوتی تھی بسبب عارضہ حیض کی سبب اور اگر دیتی تھیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں
 فان المرأة لا تصوم وبعملہا شاہد لا باذنه فمن دخل علیہا شعبان وقد بقی علیہ شیء من
 کیونکہ عورت اپنی طاوون کی سامنے بی اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجاوی اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوں
 نوافل صیامہ یستحب لہ قضاء فیہ حتی یکمل نوافل صیامہ بین رمضان ومن كان علیہ شیء
 تو او کو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اس کی نوافل روزی دو روز رمضان کی بیچ میں ادا ہو جاوین اور جسے کچھ
 من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء قبل رمضان اخر مع القدرة علیہ ولا یجوز لہ تاخیر
 قضا رمضان کی باقی ہو تو او سپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سے پہلی اگر قدرت رکھتا ہو تو قضا کر دی اور لو کو یہ جاہز نہیں ہی
 الی ما بعد رمضان اخر لغیر ضرورة وان كان تاخیرہ لعدہ مستقر بین الرضا بین کان علیہ قضا
 کہ نبی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تاخیر کرے اور اگر بہت تاخیر بسبب ایسی عدہ کی ہے وہ روزہ رمضان میں سب سے پہلے ادا ہی ہو جی ہو تو او سپر

بعد الرضات الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغیر عن قیل یقضي ویطعم مع قضاء
 بعد رمضان کی قضاء لازم ہوگی اور کچھ نہیں ہی اور اگر یہ تاخیر جلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہیں کہ قضا کری اور ہر روز کھا بدلہ
 کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی و مالک واحمد اتباعا لاثار و مرث بذلک وقیل یقضي ولا اطعم
 سابع مسکین کو کھانا دے یہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اول آثار کی جو سب میں آئی ہیں اور بعض کہتی ہیں قضا کری اور کچھ
 علیہ وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقضي وهو ضعیف وقیل فی صومہ شعبان معنی آخر وهو
 کہنا کہ شعبان ہی یہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعض کہتی ہیں کہ کھانا کھلاؤ اور قصا نہیں ہی یہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہیں کہ شعبان کی روزوں کی ایک وجہ یہ ہے
 ان صیامہ کا التمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیامہ رمضان علی مشقة وکلفة بل یکن
 ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاق ہیں رمضان کی روزوں کی واسطی تاکہ رمضان کی روزوں میں کچھ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہ حال ہیں
 قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد یصیام شعبان حلاوة الصیام ولذاته فیدخل فی صیامہ رمضان
 کہ روزی کی عادت اور خو کچھ کھا ہو اور شعبان کی روزوں کی حلاوت اور لذت اور کچھ ہو ہر رمضان کی روزی
 برغبة ولشاطر یسرنا الله تعالی عملہ بلطفہ وتوفیقہ المجلس الرابع والعشرون فی بیہ فضیلة
 اچی رغبت اور خوشی سی رکھی آئی ہے آسان کر یہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی جو بیسیوں مجلس میں بیان
 احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحترار عن البدعة المكروهة قال رسول الله
 شب براءت کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہ سی رسول اللہ
 صلى الله عليه وسلم ان الله يفرل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لكثير من خلقه
 صلی اللہ علیہ وسلم فی قریبا بیشک اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو طرف درلی آسمان کی نزول فرماتا ہی یہ فیض کب کی بکریوں کی بالوسی کہتی ہیں
 غفر لكثير من خلقه المصابيح روتہ ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا روتہ ہی اور ام شعبان کی اور ہوا کی رات کا
 بہت زیادہ بخشش تبتا ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث کی میں علی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی اور ام شعبان کی اور ہوا کی رات کا
 ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنا من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينتقل في
 شب براءت ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اس واسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلہ کی باعتبار آدمیوں اور بکریوں کی زیادہ ہی اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 تلك الليلة من صفة الجلال المقتضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الجحيم المقتضية
 اوتنات میں صفت جلالی سی جو سبب ہی کہنگاروں کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
 للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
 رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنوں پر اس واسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑھنا اور حرکت اور سکون چونکہ
 من صفات الاجسام المتخيزة وقد ثبت بالقواطع العقلية والنقلية انه تعالى منزلة عن الجسمية والتخيز
 یہ سبب صفات اجسام متخیزہ کی ہیں اور یہ ان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ اللہ تعالیٰ جسمیت اور تخیز وغیرہ صفات اجسام
 امتنع عليه النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلى الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ما ذكره اهل الحق وهو
 ایک ہی ہوا سپر نزول بمعنی انتقال مکان بلند سی طرف مکان پست کی بحال ہی یہ معنی حدیث کی وہ ہی ہیں جو اہل حق ہی ذکر کرتی ہیں یعنی
 نزول رحمتہ و فرید لطفہ ومغفرته على عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو دين الملوك الكرام
 رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندوں پر فرمانا اور ان لیا اوکلی دعا کا اور قبول کرنا اوکلی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم یہ ہے کہ
 والسادة الرحماء اذ انزلوا اقرب قوم فقراء محتاجين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد ورد في سائر
 اور رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجوں کی پاس گذرتی ہیں تو ان کی ساریا حسان کرتی ہیں اور اس ریت کا اگر جہ اور تمام لقون میں

مہاشعبان کی پندرہویں
 اور ہوا کی رات سی
 شب براءت سی

الليالي ايضا لما روى انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث
 الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلكني فاعطيه الا ان
 تنهاى رات باقى راتى هي فرمات ابي كوي هي دعا كرنوا لا كمين او سكر نوحش دون كوي هي سائل كمين او سكر عطا كرون
 النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا
 اتنا فرق هي كظمه واورثام راتون من اس قيدي هي كجب بچيلى تهاى رات باقى راتى اور شب رات مين به قيدي نهين هي
 التقيد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمزيد الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة
 بله مقصود به هي كاس رات مين خصوصيت شرافت اور فضيلت كى زياده هي كيونكه به شب بهت هي شريف هي
 كما روى عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان
 چنانچه روايت هي عطاء بن يسار هي ككبتى تهي به شب قدر كى كوي رات شب برات بهتر نهين هي
 وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان وطلح
 اور اس شب كى فضيلت مين اور بهي چند حديثين آتى بهين اور اهل شام مين سى تابعي جيسي خالد بن معدان اور كحول
 ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويحتجرون بالعبادة فيها فلما اشتهر ذلك عنهم في البلد
 اور لقمان بن عامر وغيره اس شب كى بهت نعظيم كرتي تهي اور اس شب مين عبادت مين مبالغه كرتي تهي جب اونكا به حال ملكون مين مشهور به
 اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم وواقفهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز
 توكولون مين اختلاف پيدا هو بعضون في اس امر كومان ليا اور اونكى موافق هو كر تعظيم كرتي لگي ليكن اكثر علماء اهل حجاز
 انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة بنفسه بانواع
 اسكالكار كرتي مين اور كبتى بهين به سب بدعت هي اور حق به به كى كرون منها اگر اس شب مين عبادت مين مشغول هو كر تهي
 العبادات من الصلوة والنزلة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع
 يا تلو وت كرى اور اسكالكام لى اور دعائى كرتي توجايز به مكره نهين اور اس شب مين مسجد محله يا مسجد جامع مين
 للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في تعاننا فيكرة وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و
 جمع بهونا اور نفعين به منى جماعتى ادا كرتي جيسي همارى زمانه مين عبادت هو كوي هي سوب مكره هي به قول اوزاعي كاي جواهل شام كايستوا اور
 عالمهم وفقههم وكذا اسراج السراج الكثيرة في المساجد وايقاد القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك
 عالم اور فقيه هي اور بهي هي مسجدون مين روشنى كرتي اور قنديل منعدر جامع مسجد مين روشن كرتي اس شب مين
 الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السراج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا
 جاز نهين هي اسواطى كى قنيه مين به مكره هي كى بهت سى چرخ روشن كرتي شب برات كو كوچون اور بازارون مين بدعت هي اور بهي هي
 في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعبث بذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف
 مسجدون مين اور مهمتم خاصن هو تاي بله وقف كرنوا الا كى صرح كر شرط كرتي توي شرعا وه شرط معتبر نهين هي اور اگول وقفى نهين هي
 بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا واطاعة للمال والتبذير حرام بنص القرآن وقد هي النبي عليه السلام عن
 بله تبرع هي توي به خرج اسراف مين داخل هي اور مال كاضايع كراي اور سلف حرام هي نص قرآن سى اور بيتك نبي عليه السلام في مال وقف كى هي
 اضاءة المال واعتقاد ان ذلك قرينة من اعظم البدع واقبح السيئات وكذا التنقل في تلك الليلة بالجماعة
 منع فرماي هي اور به اعتقاد كرا كى به ثواب هي بدعت اور سخت برائى هي اور بهي هي اس رات كو بڑى بچشى غلين بهين

الکثیرة بدعة قبیحة یجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل ما عدا التراويح

بڑی بدعت ہے اس بدعت سی بچنا چاہی اس واسطی کہ فقہاء ہم سب متفق ہیں کہ نفلوں کی جماعت سوای تراویح

والاستسقاء والکسفی اذا کان سعی الامام اربعة والصلوة التي تصلی فی تلك اللیلة بالجماعة الکثیرة و

اور صلوة استسقاء اور صلوة کسفی کی اگر سوار امام کی چار آدمی جمع ہوں تو کوہ وہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑھنی ہے اور

تسمی صلوة البراءة بدعة ایضا لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین بل لما ظهرت بعد المائة

صلوة البرات اور سکا نام رکھ کر پڑھا ہی وہ بھی بدعت ہی اس واسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد میں نہیں تھی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبویة فانها حدثت فی المسجد الاقصا سنة ثمان واربعین واربعمائة واصلها علی ما

پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہ نماز مسجد اقصا میں سنہ چار سو اٹھائیس میں شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذکره الامام الطرطوسی ان رجلا تابلسیا قدم بیت المقدس فقام یصلی لیلة النصف من شعبان فی المسجد

امام طرطوسی کی یہ ہی کہ ایک شخص تابلسیا بیت المقدس آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑھنی شروع کی

فاحرق خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما خفها الا هم جمع کثیر ثم جاء فی العام الثانی فصری مع خلق

پھر اوسکی پیچھے ایک مقتدی ہو گیا پھر دوسرا ہوا پھر تیسرا پھر چوتھا ابھی نماز پوری نہ کرنی پایا تھا کہ بڑی جماعت ہو گئی پھر وہ شخص اگلی برس میں آیات ہو گئی

کثیر ثم شاعت فی المساجد وانتشرت فی البلاد واستقرت سنة بین العباد وقد ذمها العلماء من

بہت خلق کی نماز پڑھی پھر اور مسجدوں میں مشہور ہو گئی اور ملکوں میں پھیل گئی اور خلقت کی طریق سنون پھرایا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین کی

اعیان المتأخرین وصرحوا بانها بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات فعلی هذا ینبغی للعاجز عن تغیر تلك

بیان کی ہی اور صراحت کیا ہی کہ یہ نماز بڑی بدعت ہی اس میں بہت منکرات ہیں اس بیان کی موافق لائق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنکرات ان لا یحضر الجماعة فی تلك اللیلة بل یصلی فی بیتہ ان لم یجد مسجدا سالما من هذه البدع

نہیں کر سکتا تراویح شب میں اس نماز میں شامل ہی نہ ہو بلکہ تنہا اپنی گھر میں نماز پڑھ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ مسیر آدمی

لان الصلوة فی المسجد بالجماعة سنة وتکنیر سواد اهل البدع منہ عنہ وتلك المنع والوجہ فضل الواجب متعین

اسکی کہ مسجد میں جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیوں کا انہو بڑا نا منع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا مستحب ہی

لا سیما لمن کان مشهورا بین الناس بالعلم والزهد فان الواجب علیہ ان لا یحضر فی مسجد یشاہد فیہ

خاص ایسی شخص کو جسکی علم اور زہد کی دنیا میں شہرت ہو ایسی شخص پر یہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد میں یہ بدعات منکر کیئی تو وہ انجماوی

هذه المنکرات لان حضوره مع عدم انکار یوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب

اس واسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگوں کو اس میں مبتلا کرے گا کہ یہ افعال مباح ہیں یا مستحب ہیں

الیہا فیکون حضوره شبهة عظیمة فی ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترک

اوسکا جانا ہی ایسی مقام میں عام لوگوں کی گمان میں بڑا شبہ ڈالے گا کہ یہ افعال از روی شرع مستحسن ہیں جب وہ شخص

عادته ولم یجئ فی المسجد تلك اللیلة وانکر یقلبه لئلا یغیرہ عن تغیرہ بیدة ولسانه یسلم من الاثم

اپنی یہ عادت چھوڑ دے اور اوس شب کو مسجد میں نہن آوے گا اور اپنی دلسی افکار کرے گا اگر اچھے اور زبان سی نہیں روک سکتا تو آپ گناہ ہی بچے گا

ولا یغتر به غیرة بل یتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غیر مرضیة عند

اور دوسری کو وہ ہم نہیں ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہو فی سی بعض لوگ یہ سمجھیں گی کہ یہ افعال خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں

بل هی بدعة لا ینسوخها الشرع ولا یرضاها اهل الدین فرما یمتنع بعض الناس عن ذلك فیحصل له الثواب

بلکہ بدعت میں نہ شرع انکو جائز کرے گی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہیں پس کیا عجب ہی کہ بعض لوگ اس سی باز آویں پھر اسکو ثواب حاصل ہو

بفعل ما يقدر عليه من الإنكار بالقلب لا امتناع عن الحضور والحاصل أن تلك الدليّة وإن وردت في

فضلها احادیث متعدده لکن نہیں احداث یعطیها باذعہ الشرع وھو عنہ مع ان بعض العلماء

قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن أصحابه فعلموا هذا كما علموا في هذا

یہ کہتے ہیں کہ اس بات کی نماز کی بابت میں کچھ ثابت نہیں ہے، نفل ہی نفل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی اؤنٹہ اونٹہ اصحاب ہی اس بیان کی موافق اس زمانہ میں ہر رسم پر واجب ہے الزمان یجدد من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمیثقات واجد منہم من الاء التا

کہ بہدات کی ریجہ سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کریم اور اپنی دین کو اولیٰ اشغال سی جسمین انس پکڑ کر کہانی

وہی ورنہ پانی ہی سالم بچاوی بیشک پیدا شغال زہر قاتل ہیں اسکی آفات ہی آدمی کم بچتا ہی اور اسکی مانتہ حق کتر خاہر زہر جی اسوسط کہ مرعت کا زہر

قلوبها يستحسن اطبا عزم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من الفضلاء ان الليلة
بدون كل دهن ايسر حياهي که هيبعت او کو نيك جاني تي سوگر نهس جوو في ادر عكمه وغنه مغنه

المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثر فانها ليلة

جسکا ذکر سورۃ دخان میں ہی وہ شبِ براءت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہی کہتی ہیں
 قدر فیہا کل امر یكون فی تلك السنة لقوله تعالى فیتا یفرق کل امر حکیم قال عطاون بسیار

ذَکَانَ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ یُدْفَعُ إِلَى مَلِكِ صُحُفَةٍ تَقْرَأُ فِيهَا بِأَقْصَى دَرَجَةٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

جی شب براءت ہوئی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہہ دیتی ہیں کہ جن جن کا نام اس کاغذ میں ہی افکری موع قبض کر لینا

اور محلوں کی گنج گیری کرتی ہیں اور باغ بگاتی ہیں اور نہرین کھودتی ہیں اور عورتوں کی نکاح کرتی ہیں اور عمارت میں کھیتی

بنیایان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مضى

طول الاصل ويا حسرة العین کن من الموت علی الوجہ فلا تدری متی ما یجیم علیک الاجل فکم
 سیدون کی دیوانہ ادویہ اعمال کی مقلد موت سی ڈر تارہ تو کجا جاہک موت نچکا کر۔

من مستقل يوم لا يستكمل له دمه من موطن غدا لا يدركه يسر الله تعالى التبارك الموت قبل هجومه

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب دواء رمضان

عجیب و محسن ہوتا ہے رمضان کی چاند کو ضرورت

علیہ وسلم کی فرمائش روزہ ست رہو۔ بدون ایکہنی ہال کی اورہ افطہ کرو بدوں دیکہنی ہال کی اور اگر کسٹا ہو جاوی تو اب کو اندازہ کرو

روایت میں ہی تو گفتگو تیسری ہے اور ایک روایت میں یہ حدیث مصابیہ کی صحیح حدیثوں میں ہے ان عمر کی روایت سے اس کا معنی یہ ہے کہ

اذا كانت مصعبية ولم يكن فيها علة فلا تقصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تقطروا

که آسمان اگر صاف ہو اور زمین کچھ ابر یا غبار نہ ہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی منت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن

یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقد راعى الشهر الذي كنتم فيه

بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر میں آجادی اور غبار یا نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جس میں تم موجود ہو

ثلاثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدّر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدّر رمضان وذلك

تیس دن کرلو پھر روزہ دیکھو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہ

لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقاءه والشهر كان ثابتا بيقين فوقه الشك

اسلمی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی ہی رہتی ہی جب تک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اس میں ہی

في خروجه فلا يخرج الا بروية الهلال واكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا

کہ تمام ہر کچھ یا نہیں تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہیں ہوتی اور دونوں میں سے کچھ نہ ہو تو وہ ہی مہینہ باقی رہی گا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وعقد كما

اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنی دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھولی کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا من خير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون

دیکھو شام و صبح یعنی تیس دن پھر فرمایا مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ایک بار دیکھو پھر اشارہ کیا یعنی تیس دن اس سے معلوم ہوا کہ مہینہ کبھی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلاثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم

تیس دن کا ہونا ہی اور کبھی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آئی میں اور تمام ہونی میں اور جس صورت میں کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصده صوم رمضان اذ يلزم

تمام نہ ہو تو افطار اگرنا حرام ہی اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سے کر دے کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و

کہ وقت سے پہلے در اہوجا سو یہ حرام ہی اس ہی اسطی محمد بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی

الشك فيه ان ليسوى طرفا العلم والجحيل ان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرك

شک اس میں یہ ہوتا ہی کہ دونوں جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی انیسویں تاریخ میں ابر ہو جاوی اور یہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع

کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت میں لائق یہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انیسویں شعبان کو تلاش کریں

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلاثين يوما ثم صاموا

پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورے کر دیں پھر روزہ رکھیں

لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدد شعبان ثلاثين

موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند نہ دیکھ کر پس اگر غبار یا نظر ہی ہلال ابر میں ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پوری کر دو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه

اور وہ دن جس میں یہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہیں

اذا كان قطرا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه

اگر قطر ہو اسلمی کہ نہ ہی میں سے اسکو جدا کر دیا ہی اس حدیث میں کہ شک کی دن میں جس میں یہ شک ہو

من رمضان لا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدى
 که رمضان کا ہی یا نہیں یعنی انیتون شعبان کی کوئی روزہ نہ کی مگر نفل اور عار و روزہ کی ممانعت سے روزہ ہی جو رمضان کی نیت سے رکھیں اس واسطے کہ یہ لازم آتا ہی

قبل مجئ وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 کہ اپنی وقت سے پہلے اور ہرجا اور گزرجا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سے تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ دستاویزی روزہ کی زیادہ کر لیا کرتا

في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصوم في ذلك اليوم منتظرا غير مفطرو ولا عارزم على
 اسکی موافق مؤمن کو یوں چاہی کہ اوس دن کی صبح کو منتظر ہی نہ تو کچھ کھاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحى الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحى الكبرى جائزة
 پہر اگر پہر پہر دن چتر ہی ہی پہلی ثابت ہو کہ یہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرنی اسلئے کہ نیت پہر پہر دن چتر ہی ہی رمضان کی روزہ میں

في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان نشاء صام تطوعا وان شاء فاطر ولكن ان
 اور نوافل روزوں میں ہی جائز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو بہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکھی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق يوما كان يصومه بان كان يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل
 وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جس میں یہ شخص روزہ رکھا کرتا تھا اسطور کہ ہمیشہ روزہ کا اور جمعہ اور جمعہ اور جمعہ کا رکھتا تھا سو غیر کی ایک دن وہ شک کا دن پڑا تو اس

لقوله عليه السلام لا يتقدم احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
 اس حدیث کی موافق رمضان سے پہلے کوئی ہرگز روزہ نہ رکھی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت میں کہ موافق ہو جاوی یوم شک اوس

يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الا خيرا او ثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
 دن ہی کہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ایسا ہی جائز ہی اگر یہ شخص تمام شعبان کی روزہ رکھا کرتا ہی یا اخیر کی آدی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر میں تین دن کی اور اگر موافق نہ ہو

يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء بعائشة
 اوس دن ہی جو یہ روزہ رکھا کرتا تھا تو بعضی کہتی ہیں افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر ہی سی اور بعضی کہتی ہیں روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلى فانهما كانا يصومان ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب الينا من ان يفطر يوما من رمضان
 اور علی کی یہ دونوں روزہ رکھا کرتی تھیں اور یہ کہتی تھیں شعبان کی ایک دن کا روزہ بہکویت محبوب ہی رمضان میں ایک دن افطار کرنی سی

والمختاران يصوم الخاص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخالطون الكراهة فكان
 اور ان پھندہ یہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکھا کریں کیونکہ ان لوگوں کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہ لوگ کراہت کو نہ مٹی دینگی

اللابق بهم ان يصوموا بانفسهم وبأهل العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
 ان لوگوں کو لابق ہی کہ آپ تو روزہ رکھا کریں اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کریں پھر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہ ہو تو افطار کا حکم دیا کریں

وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخاص وكيفية التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
 اور جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہوں وہ خواص میں اور نیت کی کیفیت یہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور دو کی دلیل رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب آخر ولا يتردد فيها فان النية معرفة بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجه احوالها
 کسی اور واجب کا خطر نہ آوی اور اس میں کچھ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہ ہی کہ دل سے جانی کہ میں روزہ رکھتا ہوں اور نیت اس دن کی اندر کی طرح ہی ایک ہی

ان ينوي صوم رمضان وهو مكره لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب ثم
 کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث میں گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی بہر

ان ظهر انه من رمضان يجوز له ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
 اگر معلوم ہو جاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہ ہی روزہ کی ہی اس واسطے کہ نیت کر چکا تھا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن ہی رمضان ہی کا تھا

بین
 صورت میں رمضان کے نفل

یثبت فعمومات به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اسی فائده مند ہوتی میں سوا ہی طرز ثابت ہوگا جس طرح اسکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اس سے صرف حق شرع کا متعلق
وہو الصوم فیکتفی بخبر الواحد ولما اذ لم یکن فی السماء حلة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان
یعنی روزہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو بہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں بہر تواتر ہی جماعت چاہی جتنی خبریں یقین حاصل ہو جاوی اور اس جماعت کی مقدار میں اختلاف
ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمدی روایت ہی ہر طرف سی بی رہی خبر کا آنا چاہی
والصحيح انه مفضو الى راي الحاكم لان المراد بالعلم المحاصل بخبرهم هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی راء پر حوالہ ہی اس واسطے کہ مراد علم سی جو آدمی کی خبر سی حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سے عمل کرنا واجب ہو جائی یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهادة بروية الهلال ثمة ففي ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہیں ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی اگر گواہی دی کہ وہاں چاند دیکھا ہی ظاہر روایت میں اسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی
لا یقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی فی ذکر کیا ہی کہ اسکی شہادت مقبول ہی اس واسطے شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
بروية الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن راي هلال رمضان وحده وشهد ولو یقبل شهادته کان علیه
دیکھنے کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور جس نے رمضان کا چاند تن نہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی
ان بصوم لقوله عليه السلام صوم الرويته فانه قد لاه فيلزمه الصوم وان افتر كان عليه القضاء
کہ روزہ رکھی اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہی سوا اسکو روزہ رکھنا لازم ہی اور اگر افطار کر لیا تو اوپر قضاء لازم ہوگی
الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا یجب علیه الكفارة والحاکم اذا راي هلا
کفارہ نہیں آو گیا اور اگر شہادت رد ہوئی سی پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تن نہا رمضان کا
رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکھا ہی تو وہ آپ روزہ رکھی اور دن کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند بسبب برکی نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان یا شعبان
ثلاثين يوما ثم صار رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عذرا وشعبان
تیس دن پوری کر کی رمضان کی روزی اٹھائیں دن رکھی ہتی بہر شوال کا چاند نظر آ گیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی
عن غير روية قضا يومين وان كان عدوه عن روية قضا يوما واحدا فيكون شهر رمضان في تلك
بی چاند دیکھی پوری کی ہتی تو دو روزی قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی ہتی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اس سال میں
السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صار رمضان تسعة وعشرين
ان تیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی ان تیس روزی رکھ کر دیکھا
يوما لا يلزمهم شيء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة
تو اوپر کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر ان تیس روزی رکھی بہر ایک جماعت فی قاضی کی پاس
عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في ليلة كذا فبلكم يوم
کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیس ایک دن پہلی دیکھ کر روزی
ان تیس دن خارج میں بہر گواہی دی

وصاموا هذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة
 نهي بين اهل بيته آج رمضان في تيسون تاريخي اور اس شهر والون في اوس رات كو چاند نهين ديكها
 والسماء مضيئة لا يباح لهم الفطر عدا ولا يترافعوا ولا يترافعون في تلك الليلة لان هذه الجماعة يشهد
 اور اسمان صاف تها تو او كو اگلي دن افطار كرنا جائز نهين هي اور نه اوس رات مين تراويج ترك كر في جائز اسلوسهي كاس جماعت ني چاند ديكهي گوي
 بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكا روية غيرهم واما لو كانوا شهداء عند القاضي ان قاضي بلدة
 نهين دي او نه غيري گوي پر گوي دي هي نهين دي اور نه ديكهي كي خبره ان كي هي اور گروه جماعت قاضي كي سامني بيده گوي دي هي كوفي شهري قاضي
 كذا شهد عند شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جائز هذا القاض
 سامني دو گوي هو ان في فلا في رات مين چاند ديكهي كي گوي دي هي اور اوس قاضي في او كي گوي دي هي موافق حكم دي هي قواب اس قاضي كو جائز هوتا
 ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع
 كذا گوي كي موافق حكم دي اسلوسهي كه حكم بهي قاضي كا حجت هي اور بهي حكم او كي قول كي موافق هي جو اختلاف مطالع كا اعتبار نهين كرتا
 حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للروية ايضا
 بهان نك كه اگر نيك شهر والون في چاند ديكهي كريس مدي ديكهي اور ايك اور شهر والون في چاند هي ديكهي انيس روزي ديكهي
 فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوم والا شبه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان
 تو اس صورت مين صومون في انيس مدي ديكهي اكن بهايك مدي كي قضا هي اور موافق بهان زيلعي كي بهتر بهي كي اختلاف مطالع معتبر اسلوسهي
 كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتبار ما روي عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل
 كه هر قوم كوده هي حكم هي جواو كي پاس هي اور بهي دليل اختلاف مطالع كي اعتبار كي كريب كي روايت هي كه ده كهنتا هي كمين شام مين دارهوا او كجوس
 على شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فسئلني عبد الله بن جهم
 ماه رمضان كا چاند ديكها سو ميني شب جمعه كو چاند ديكها بهر مين مدينه شريف مين آخر ميني مين آيا تو مجي عبيد بن عباس في پوچها
 فقال متى رايت الهلال فقلت رايتاه ليلة الجمعة فقال نحن رايتاه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى
 تنهي رمضان كا چاند كلب ديكها تها مين في كهيا ميني چاند شب جمعه كو ديكها تها عبيد بن عباس كي كهيا ميني هفت كي شيعه كها سو م روزي رجب كا چاند ديكها
 نكمل ثلثين وانه فقلت له افلا تكفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه
 كريس ان پوري هوجاوين يا چاند نظر جوي بهر مين في كهيا معاوية كي ديكهي اور روزه رجب پوريون نهين كفا كر كي پير كهيا نهين بكور رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيده ديكها
 وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه
 اور بهي اسلوسهي هي كه اگله اولال كا آفتاب كي شعاع سي سبب اختلاف مسافت كي مختلف هوجا تها جيسي ايك وقت كا آنا اور نكلنا
 يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت
 اختلاف مستقي مختلف هوجا تها كيونكه آفتاب كو اگر مشرق مين زوال هوي تو لازم نهين آنا كه مغرب مين هي زوال هوجا بلكا آفتاب جب كوي درجه
 درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لآخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروي ان ابا موسى
 قطع كر كيا توده ايك كي لئي طلوع هي اور دوسري كي واسطی غروب هي اور كسيكو آوي رات هي اور كسيكو طلوع فجر هي اور روايت هي كه ابو موسي
 الضرب الفقيه قدم الاسكندرية فمشغل عن صعد المنارة فرأى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل
 نابيا فقيه اسكندرية مين آي اوسني كسي في حال ايسي شخص كا پوچها كه اوسني اوچي مينار پر چوه كر آفتاب كو ديكها اور شهر مين بهت دير بهي غروب هوجا تها
 ايجل له الا فطار فقال لا يجل له الا فطار ويجل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن لاي هذا
 يا اسكو فطار كه رات رست هي فقيه في جواب ديا او كوا فطار صلا نهين هي اور شهر والون كو درست هي اسلوسهي كه بهايك كوده هي حكم هي جواو كي پاس هي اور جيني هلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم و افطر قال في المحيط اختلافوا في وجوب الكفارة والاكثر

فطره عصره وقت ديكها بهر اس خیال ہی کہ مدت روزی کی گذرگئی افطار کرد و الا محیط میں کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرین کا

على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيومين يرا د به اغتنام

بہر ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعض لوگوں کو یہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتع منها بالصيام وهذا كله خطأ وجهل اذ قد ذكر

کہا تا چہنا اور نفوس کو اپنی شہوات سے ملندہ ہونا اس کی پہلی کہ روزوں کی سبب ممانعت ہو جاوی اغنیفت ہی یہ تمام خیالات خطا اور جهالت ہی السی

اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان

کرتی ہیں کہ یہ اصل من نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی یہ نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور

النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبيه بالكافر فيما لسانه بد وهو من صوم شرعا لقوله عليه السلام

نہی روزہ کی او وقت میں صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تھی جس جگہ عسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبیہ شرعاً نہ صوم ہی واسطی بنا در رسول اسلام

من تشبه قوماً فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن

جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سی پس وہ ان ہی میں ہی اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباح یر حصر نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہوتا ہی جسکا

كان هذا حاله فالبهاثم اعقل منه وله نصيب واقر من قوله تعالى ولقد ذرانا لجهنم كثيرًا مِّنْ

ایسا حال ہو تو اس سی دیگر ہوشیار ہیں اسکا اس آیت میں بڑا حصہ ہی اور عسی پہلا کہی ہیں دوزخ کی واسطی بہت

الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها وهم آعین لا یصرون بها وهم اذان لا یسمعون بها اولئك

جن اور آدمی جنکو دل میں اوس سی سمجھتی نہیں اور کلیل ہیں اوسی دیکھتی نہیں اور کان ہیں اوسی سنتی نہیں وہ لوگ

كالانعام بل هم اضلّ وبعضهم لا یحسب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه وبیکره صیامه ویشق

جیسی چوپائی بلکہ اوس زیادہ بیزارہ ہیں اور بعض شخص گناہ کبیرہ سی سوار رمضان کی کہی نہیں باز آتی سوا دیکو رمضان دو بہر ہو جاتا ہی اور روزہ کی بکری

على نفسه مفارقتها كالوفاتها فبعد الايام والليالي لاجود الى المعاصي وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیتقل

اور اوکی دل پر مفارقت کبائر کی دشوار ہو تی ہی جیسی موت ہو گئی پھر دن رات گنتا ہی تاکہ معاصی بہر حاصل کری اور بعضی ہوا رمضان کی نماز میں ڈھرتی بہر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصدر علی المعاصی فی واقعها

رمضان اون پر بہاری ڈھ جاتا ہی سبب گرانی عبادات کی جو رمضان میں ہوتی ہیں ناز روزی اور بعضوں کو گناہوں سی صبر نہیں ہوتا بہرہ رمضان میں

فی رمضان وهذا هو الخسران المبين المجلس السادس والعشرون فی بیان فضيلة رمضان

بہی مبتلا بہتا ہی اور بہرہ ظاہر ہو تا اوہنا ہی چھیون مجلس رمضان کی فضیلت میں

ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي

اور اوکی حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کھل جاتی ہیں اور ربک

صلحاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة ياتونهم من روحها ونسيمها فوق ما كان ياتونهم قبل الفتح و
مرجاتها هي توجب دروازي جنت کی کھلی آتی ہیں تو انکو جنت کی ہوا اور خوش بو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اگلی کہ دروازی کھلتی سی پہلی آتی ہی اور
من مات من عصاة ثم اذا خلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها وسمومها كما كان يصيبهم من حرها
جو کھنگا رمرجاتها ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہیں تو انکو اگلی گرمی اور لہٹ اوتنی نہیں آتی جتنی گرمی
وسمومها قبل التغليق وهو بعيد لانه انما ذكر لترغيب الناس فيما امر وابه من صوم شهر رمضان فتوصم
اور لہٹ بند ہوتی سی پہلی آتی ہی اور یہ معنی بعید ہیں اس واسطی کہ یہ صوم صرف واسطی آدمیوں کی ترغیب کی ہی جو انکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزوں کا
عليه حتى يستعد له وتصير ابواب الجنان كأنها افتحت لهم وابواب النيران كأنها اغلقت عليهم فيلزم
تاکہ دوزخ کی واسطی تیار ہو جاویں اور گویا جنت کی دروازی اوکلی لئی کھلی گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اوکلی اوپر بند ہو گئی اب کوئی تاویل
الرجوع الى التاويل بان يقال فتح ابواب السماء كناية عن تواتر نزول الرحمة وتوالي صعود الطاعة لان الباب اذا
کرنی لازم ہی کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کی دروازیوں کا اشارہ ہی پی در پی رحمت کی آئینا اور پی در پی عبادت کی چڑھنی کا اس واسطی کہ جب دروازہ
فتح يخرج ما في داخله متتابعاً ويدخل ما في خارجه متوالياً ويؤيد هذا التاويل ما جاء في رواية اخرى فتحت
کھلی تاتی جو اسکی اندر ہی فوراً کھل آتی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت میں آیا ہی کھلی تاتی ہیں
ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات وتغليق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازیوں کا کھلنا اشارہ ہی انون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا
ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم يتنزه عن الكبائر
دوزخ کی دروازیوں کا اشارہ ہی دور ہونی اول امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتی ہیں یعنی ہر قسم کی گناہ اس واسطی کہ روزہ دار ایسی کبائر گناہوں سی بچتا ہی
التي من جللتها الا صدار على اصغائر فيغفر له بركة الصوم سائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس
جنکی اندر اگر کئی صغیر گناہوں کی ہی داخل ہی سوروزہ کی برکت سی اوکلی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ پانچون نمازیں
والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتنبت الكبائر ونصفيد الشياطين
اور جمعہ اگلی جمعہ اور رمضان اگلی رمضان تک سچ کی گن گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سی بہتر کئی جا اور قید ہونا شیا طین کا
يحتمل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين حفيظة تعظيماً للشهر وعلامة ذلك ان اكثر الممكبين
احتمال یہ ہی کہ اس سجاد وہ ہی معنی ظاہری ہوں کہ شیا طین واسطی تعظیم اس مہینہ کی قید ہوجاتی ہیں اسکی نشانی یہ ہی کہ اکثر لوگ گناہوں میں کہیں ہی
في الطغيان يجتنبون المعاصي ولا يزال بعد حرصهم عليها ويشرعون في قامة الصلوة بعدد كانوا
گناہوں اور بدی سی بچتی لگتی ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حرص ہوتی ہیں اور غار پڑھتی مشروع کر دیتی ہیں باوجودیکہ نمازیں
يتهاونون بها ويقبلون على استماع النصيحة وتلاوة القرآن واما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يستنعمون
کال سستی کرتی ہتی اور غلط نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہیں اور یہ جو فاسق معلوم ہوتی ہیں کہ اپنی فسق سی ذرہ باز
عن فسقهم بل ان تركوا نوعاً منه ياتون نوعاً اخر فذلك من اثر ما بقي في نفوسهم الخبيثة من تسويلات
نہیں آتی بلکہ اگر ایک قسم کرتی ہیں تو دوسری قسم کرتی شروع کر دیتی ہیں سو یہ اثر اس خباثت کا ہی جو اوکلی دلو میں دوسرے شیطانی باقی ہیں
الشياطين وقال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاماً الا ان المراد به رؤسائهم يؤيد ما جاء في بعض
اور بعضی علماء کہتی ہیں لفظ شیا طین کا اگر جامع ہی پر مراد اس شیطانوں کی گردکشال ہیں اسکی تائید سچ جو اس حدیث کی بعضی
طرق هذا الحديث وسيلست مرحلة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الكفار والجن
روایت میں واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہیں سرکش شیطان پر فساد اور دوزخ کی وسوسہ سی جو شیا طین جن اور انسان کی ہیں واقع ہوتا ہی

وقیل ہونہا عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسہم وذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم
 اور کہتی ہیں کہ یہ مجاہد ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہیں اس واسطے کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ میں مشغول ہوتا ہے
 فتکسر قوتہم المحیونۃ التي هي مبدأ الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسق والفجور وتنبعث قواہم
 سو انکی قوت جبرانی ضعیف ہو جاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کہ ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف بھاٹی ہتی اور انکی قوت عقلی
 العقلیۃ داعیۃ الى الطغاة ناهیۃ عن المنکرات فتجعلہم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
 پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلا تی ہی اور منکرات سے منع کرتی ہی بہرہ اور کم روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے
 اصناف المنکرات فیصیرون کانہم فتح لهم ابواب الجنان وغلقت علیہم ابواب النیران ولم یبق
 بقیہ اگر کوئی ہی بہرہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ وہ انکی ہی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اول پر بند ہو گئی اور
 علیہم للشیطان سلطان وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال اذا کان اول لیلۃ من شہر رمضان
 ان یر شیطانون کا اصلا تسلط علیہ باقی نرا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
 صفدت الشیاطین و مردۃ الجن وغلقت ابواب جہنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
 تو شیاطین اور سرکش جن قید ہو جاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کھل نہیں رہتا اور روزانہ بہشت کی کھل جاتی ہیں سو
 یخلق منها باب فینادی منادیا باخی الخیر اقبل ویا باخی الشر اقصر ولله فیہ عتقاء من النار وذلك
 او غنیمت ہی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا بہر منادی بکارتا ہی اے طالب خیر کی اوہ آؤ اور اے حدیسی بڑھئی یا شرکی پس کر اور رمضان میں اسکی ازاد کنی آگ سی بہت ہیں
 فی کل لیلۃ ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن ہنا زیادۃ لا بد من بیان معنی تلف
 ہر شب میں ہوتی ہی اولس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہو گئی لیکن اس میں کچھ لفظ زیادہ ہیں انکی معنوں کا بیان کرنا ہی ضرور چاہی
 الزیادۃ وهو ان منادیا ینادی فی لیلای رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانک تعطی
 وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں بکارتا ہی یہ کہتا ہی اے شہر کی طالب یہاں آؤ ثواب لی بہرہ ایسا وقت شریف ہی
 ثوابا کثیرا بعل لیل لیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترک الشرفان عذاب المعصیۃ فیہ اکثر ورتب الی اللہ تعالیٰ
 کہ تہو یہی کار بہت ہی بڑا ثواب عطا ہو گا اور اے شر کی طالب بدھ سی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف
 فانه تعالیٰ یعثوق کثیرا من عبادہ الصائمین من النار ویعفرد نوبہم الماضیۃ لحرمة الشہر کما جاء فی
 رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور انکی پچھلی گناہ اس مہینے کی برکت سے معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی
 حدیث اخر من صام رمضان ایماننا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ یعنی ان من صامہ مصدق
 جس نے رمضان کی روزہ واسطے ایمان اور ثواب کی کہی تو اسکی تمام پچھلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جس نے رمضان کی روزہ اوکی حقیقت
 بحقیقۃ وفرضیتہ وطالب الرضاء اللہ تعالیٰ وثوابہ لا خوف من الناس واستغیاء منهم یغفرلہ ذنوبہ
 اور فرضیت تصدیق کر اسکی مرضے اور ثواب حاصل کر نیکو کہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسی کی حیالاج سی تو اسکی تمام پچھلی گناہ
 المتقدمة وذلك الذاء یکون فی کل لیلۃ من لیلای رمضان وروی عن ابی امامۃ الباہلی انہ علیہ السلام
 معاف ہوگی اور یہ نہ رمضان کی راتوں میں سی ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال من صام یوما فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ و بین النار خندقا کما بین السماء والارض و فی حدیث اخر
 جس نے ایک روز واسطے خدا کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخص کے بیچ ایسی چوڑی خندق کر دے گا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک حدیث میں
 رواہ ابو سعید الخدری انہ علیہ السلام قال من صام یوما فی سبیل اللہ بعد اللہ تعالیٰ وجہہ من النار
 ابو سعید خدری ہی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے روزہ ایک دن کا واسطے اللہ کی کہی تو اللہ اسکی چہرہ آگ سی ستر کرے گی کہ وہ دوزخ کی گناہ

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل اللہ ورضاءہ ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عمر عن النبی
مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطیٰ اس کی ایک رضا مندی کی گئی کہ اس کو اللہ تعالیٰ اگر سی نجات بخشے گا دوسری کو بھروسہ نہیں کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیہ البتہ والمراد بالخریف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہو واسطیٰ کہ جو شخص ایک چیز سے اس قدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اس تک پہنچنے میں مشکل ہے اور خریف ہی مراد

السنة ذکر الجزء وارید الکمل وانما عبر عنها به دون غیرہ من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار خصوص
سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کمل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چھوڑ کر خریف کی مانند واسطیٰ بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پہن ہیں اور عیش

سعة العیش وروی عن ابی ہریرۃ انه علیه السلام قال کل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر أمثالها الی
فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تم بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑھتی ہیں اور دس سی

سبع مائة ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانه لی وانا اجزی بہ بدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی
سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی روزہ کی سوار کیونکہ روزہ میری واسطیٰ ہی میں ہی او کا بدلہ ہوتا کیونکہ اپنی شہوت کا پانی میری ہی شہوت کی گواہی

یعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن مریاء ونفاقا فاقبل ما یعطی لصاحبه من الاجر عشرة لفقوله تعالیٰ من
مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدعت نہ ہو اور نفاق کی ہو تو کم ہی کم اس کا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی

جاء بالحسنة قلہ عشر أمثالها وقد بڑا الی سبع مائة واكثر لفقوله تعالیٰ مثل الذين یفقون أموالهم
لاوی بہا لائے او کی واسطیٰ ہی اوس سے دس گونہ اس کی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت پڑے جاتی ہی اس سند سی مثال او کی جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال

فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائة حبة واللہ یضعف لمن یشاء
اللہ کی راہ میں جیسا کہ چاہے اوس سے او گین سات خوشہ ہر خوشہ میں سو سودا ہی اور اسے بڑا تا ہی جس کی واسطیٰ چاہی

واما الصوم فتوا به بغير حسنة لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ انما یؤتی الصابرین اجرهم
اور روزہ کی ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کر نیوالوں کو ملتا ہی اور انکا اجر

یغیر حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ
فی گنت پھر صبر اگرچہ سوار روزہ کی اور عبادات میں ہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات میں ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ وصبر علی محارم اللہ تعالیٰ وصبر علی الہام والشوائب کلہا
کیونکہ صبر تین طرح پر ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں

یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی الصائم من الطاعة وصبر علی محارم اللہ تعالیٰ من الشهوات
ہیئتوں قسم کا صبر موجود ہی واسطیٰ کہ روزہ میں صبر ہی اوس طاعت پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور اوس شہوت پر صبر ہی جو اس پر حرام ہیں

وصبر علی ما یصیبہ من الم الحیم وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحر للطقس
اور دوس الم پر صبر ہی جو بھوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناقوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دہلا اور کم زور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الہلاك طلبا للرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث یتبدع شہوته وطعامه وشرابه من اجلی
اور واسطیٰ طلب گاری مرضی الہی کی ہلاکت میں پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کا پانی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہی

وايضاً ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لکونه تعالیٰ
اور یہ بھی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانا اور پینے اور جماع سے روک کر خود گیر صفات الہی کا ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ

منزہا عن ہذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ وتولی جزاؤہ بنفسہ
ان سب امور سی پاک و صاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہہ خوب بیان ہوتی ہیں تو اسے اللہ تعالیٰ فی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا پانی

ولم یكله الى غیره فاعطى الصائم من عندہ اجر البسر له حد ولا حد وقيل ان الصوم ستر بینه وبين العبد
 وربه وارہو کما یسیر ویرجو الہ شکایا بہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کہنتا اور شمار نہیں اور بعضی یہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک پانچویں اللہ اور بندگی کا
 یفعلہ خالصا لوجهہ وطالب الرضائہ لا یطعم علیہ غیرہ لکن نہ نية وامسا کا حتی قبل ان الحفظة
 بیچ میں کہ اسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اسکی رضا مندی کی اور اگر تا ہی اسکی سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ روزہ نام نیت اور مساک کا ہی پیمانہ کہ کبھی یہ کہ
 لا نطعم علیہ ولا تکتبه بخلا سائر اطاعت فانہا ما یطعم علیہ غیرہ تعالیٰ فلما کان ہو العالم بہ دون
 کرام کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اسکو کہتے ہیں بخلاف اور عبادت کی کیونکہ اور عبادت کو اور بھی سوار اللہ تعالیٰ کی جان جاتی ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
 غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یؤکلہ الى غیرہ کا نہ تعالیٰ قال الصوم لی ولا یطعم علیہ
 سوا لی اللہ تعالیٰ کی اور کو نہیں ہوتی تو اسکو اللہ تعالیٰ فی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ کیا گیا اللہ تعالیٰ فی یہ شافعیانہ روزہ
 غیرہ وحمانا التولی الجزاء علیہ ولا آکلہ الى غیرہ والکریوا ان الخیر انہ یبتولی الجزاء بنفسہ یقتضی ان یکون
 ثوب میں ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہی کہ میں آپ اسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ
 ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونہایة الکثرة بحیث لا یکون له احصاء ولا حساب وروی عن ابی ہریرۃ انہ
 عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی
 قال للصائم فرحتان فرحة عند فطرہ وفرحة عند لقاء ربہ یعنی ان الصائم لہ سرور مرتین علی اللہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کہوتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو
 مرة من الفرح وهو السرور واماسرورہ عند لقاء ربہ فیما یجده من ثواب الصوم مدخر عند اللہ تعالیٰ
 فرح سی شوق ہوئی اور سرور کو کہتے ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات یا سبب کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعۃ جمع کیا ہوا اللہ تعالیٰ تعالیٰ پاس پاؤں گا
 فان من ترک طعامہ وشربہ وشہوتہ لله تعالیٰ یعوضہ اللہ تعالیٰ خیرا من ذلك كما قال اللہ تعالیٰ
 اس لیے کہ جسفی اپنا کھانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چھوڑی تو خدا تعالیٰ اسکا عوض اوس سی بہتر عطا کرے گا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
 وَمَا تَقَلُّوا مِنْهُ لَكُمْ مُجْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ حَبِّ اَوْحَرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ
 اور جو آگے پہنچو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاؤں گی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام فی ایک شخص کو
 انک لن تدع شیئا انتقاء للہ الا اناک اللہ خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لہم یوم القیمۃ مائدة
 تو ہرگز نہیں ترک کرے گا کوئی کناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کرے گا اللہ تعالیٰ بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی فی امت کی دن دسترخوان
 تحت العرش یملكون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لہؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال انہم کانوا
 عرش کی تلی چنا جاؤں گے اور پریشانی کہاویں گی اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہوئی وہ لوگ دیکھیں کہ یہ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں
 یصومون وانتم تغفرون فی الصائمین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ رب ان لا یدخل منہ
 روزی کہتے ہی اور نہ روزہ خور ہی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربیان ہی اوس دروازہ سی
 الا الصائمون والمراد بالصائمین ہم الذین یکثرون الصوم فانہم تجملوا تعب العطش خصالا یاب فیہ الری لا طان
 صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گی اور روزہ داروں سی مراد وہ لوگ ہیں جو روزی بہت کہتے ہیں کیونکہ انہوں فی جو بہوک پیاس کی شدت اور شامی تواریح ہزارہ سی خاص ہوئی
 من العطش قبل تمکنہم من الجنة واماسرورہ عند فطرہ فیما یتناولہ من الطعام والشرب والجماع لان النفس
 کہ جسین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونی سی ہی اور افطار کی وقت سرور اسلی ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سبب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا بھی
 مجبولة علی البیل الى ما یلائمہا من المظم والمشراب والمتکف فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن
 بطور عادت کی اپنی مناسبات کھانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کہ یہ دوسری وقت میں

یہی ہی کہتے ہیں کہ روزہ کی خبر اللہ تعالیٰ کو ہی اور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی

یہی ہی کہتے ہیں کہ روزہ کی خبر اللہ تعالیٰ کو ہی اور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی

لها فی وقت آخر یخرج بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وقتاً
 نزهة ومودعة خوش هوتهای خاص کر جب اوسکو اور بہر بہت حاجت ہوتی کیونکہ بھوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی ملکہ
 بلخند حاجتاً ایشعر یہذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابتلت
 اینو حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تھی پیاس بجگتی اور گین تازہ ہوتی
 العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهار صيامه ان يتناول هذه
 اور ثواب ثابت ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن میں بہہ حرام کر دیا ہی کہ ان شہوت کو عمل میں لاوی
 الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل احسنه تعجيل الفطر في اول الليل وتأخير السحور الى اخر الليل
 لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل میں لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ہی افطار کرنا اور صبح تا سیر کر کر آخر شب میں کہنی مستحب ہی
 لما روى عن ابي ذرانه عليه السلام قال لا تزال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروى ان الله تعالى
 ابو ذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میری امت ہمیشہ بہتر ہی گی جب تک سحر کہانی میں تاخیر اور افطار کرنی میں جلدی کریں اور روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ
 وملئكت به بصلون على المتسعين وان احب عباده اليه اعجلهم فطراً والحاصل ان الصائم يترك شهواته
 اور اسکی فرشتی سحر کہانی والوں پر رحمت بھیجتی ہیں اور بڑی محبوب بنی اللہ کی وہ ہیں جو جلدی افطار کرتی ہیں حاصل یہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت
 بالنهار تقرباً الى الله تعالى طاعة له ويتناولها في الليل تقرباً الى الله تعالى وطاعة له فلا يتركها الا بالامر
 دن کی وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل میں لاتا ہی سوائے اللہ تعالیٰ کی حکم ہی
 الا بالامر فهو مطيع في الحالين فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه في ترك شهواته قدم رضی مولاه على هذه الفضائل التي هي في تركها
 ترک کرتا ہی اور اوس ہی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونوں حال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار سی جب دیکھا کہ خوش نوری میری حسب کی شہوت
 اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشده من كراهته لالم الضرب لعلمه
 تکلیفین ہی خوش نشووی اپنی صاحب کی اپنی ہوا پس پر مقدم کہی تو اسکو واسطی خلوتی شہوت ترک کرنی میں زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اسکو شہوت
 بکراهته لالفطر فيكون لذته فيما يرضى مولاه وان كان مخالفاً لها وبكون له فيما يكرهه مولاه وان كان
 کہ روزہ کہنا تا میری صاحب کو ناپسند ہی بہر اوسکو لذت اس بات میں ہوگی جس میں اسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اسکو سخت تکلیف ہی
 موافقاً لها فاذا كان هذا فيما حرم لعرض الصوم من الطعام والشراب ويجاعر يذبحي ان يتأكد ذلك فيما
 بات میں ہوگی جسکو اسکا مولیٰ ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہ حال اظن محبت میں ہی جو روزہ کی سبب سی منع میں ہی کہان اپنا اور جاع
 حرم على الاطلاق كالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغير حق وكسر اعراضهم فان كل ذلك مما يسيخط
 تو لایق ہی کہ یہ حالت نیارہ تر ہووی اولن مؤمن جو مطلقاً حرام میں جیسی فنا اور شراب خوری اور کسی کمال ناحق لینا اوسکی کی ہی آبروی کرنی کیونکہ یہ تمام اعمال ایسی ہیں کہ
 الله تعالى في كل حين ومكان فاذا كان ايمان المرء كاملاً لا يكره ذلك كله اشده من كراهته لالم الضرب ثمرات
 اللہ تعالیٰ النسی ہر وقت اور ہر جگہ سبب ہوتا ہی جیسا ہی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی بہر
 المؤمن في حال صومه لما علم ان له رباً يطلع عليه في خلوته وقد حرم عليه ان يتناول شهواته التي جيل
 مؤمن روزہ دار عین روزہ میں چونکہ یہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت میں ہی خبر داری اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جسکی طرف دل کو رغبت ہی
 على الميل اليها اطاع ربه وامتنل امره واجتنب نهيه خوفاً من عقابه وميلاً الى ثوابه ولهذا كان من
 حرام کر دیا ہی تو یہ سبب ہی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور وہ جانتا ہی کہ اسکی نافرمانی روزہ دار کا سونا ہی
 عبادة كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة فقال ابو العالیة الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائماً
 عبادت ہوئی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا ہی عبارت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسی غیبت نکرے عبادت میں ہی اگرچہ اپنی بچہ ہونی پر

وكان لا يتركها الا بالامر

علی فراشہ فعلی ہذا یکن فی لیلہ و نهارہ علی عبادۃ و روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال الخلف
سواء ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی میں ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ

فہم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یعنی ان الخلف و هو یضم الخاء مراشحة حاصلہ فی
روزہ دار کی منہ کا بو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مردیہ ہی کہ خوف خاکی پیش سی اس بو کو کہتی ہیں جو

فہم الصائم من تصا حد الا بخرۃ لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستکرة
روزہ دار کی منہ میں معدہ میں سی بخارات چڑھ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ کھالی پی پی سی خالی ہوتا ہی اگر چہ وہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو

لکنہا عند اللہ احب من ریح المسک حیث كانت ناشئة عن طاعة اللہ تعالیٰ فلذلک ذہب الشافعی الی
پیامد تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہیلو علی امام شافعی کی تہذیب میں

استحب ان یستدامتھا و کراہۃ ازالتها بالسواک بخلاف الخلف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم
اس بو کا باقی رکھنا مستحب ہی اور مسک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی بخلاف اس بو کی جو فاقہ میں بدون روزہ کی پیدا ہو جاتی اسلئے کہ اسکا

انزالہ بالسواک فان من عبد اللہ تعالیٰ و طاعہ و طلب ضاہ فنشأ من ذلک العمل اثار مستکرة للنفوس
دور کرنا مسک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کری اور طاعت بجا لائی اور اسکی رضا مندی طلب کری اس میں اگرچہ کچھ اثر آدمیوں کی خلاف طبع

فتلک الا ثار غیر مستکرة عند اللہ تعالیٰ بل ہی محبوبۃ طیبة عندہ و یجعلہا فی الاخرۃ اطیب
نا پسند پیدا ہو جاتین تو وہ اٹھا بلا اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان محبوب اور پاکیزہ میں اور اللہ تعالیٰ اولن اثار کو آخرت میں مشک کی زیادہ تر

سریح المسک فان الصوم لکونہ سکرالین العبد وربہ فی الدنیا ینظر اللہ تعالیٰ فی الاخرۃ و یکن علانیۃ
پاکیزہ کر دیکھا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا میں ہمیدہا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ظاہر کرے گا پھر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

و یشتہر اہل الصیام بذلک بین الناس لما روی عن عمار بن السائب ان الصائمین یخرجون من قلوبہم یعرفون بریح
روزہ دار اس سی تمام خلقت میں مشہور ہو جاتی ہیں چنانچہ انس سی مرقوعار روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبروں میں سی ادا نہیں کی تو منہ کی خوشبو سی پانی جا رہی

افواہہم فان سریح افواہہم اطیب من ریح المسک والحاصل انہ علیہ السلام لما اراد ان یمین فضیل
کیونکہ اسکی منہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

و درجۃ الصائم شہ ما یستکرة منہ فی الطباع البشریۃ من الرائحة باطیب ما یرام و یطلب لیس تنشق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرمادین تو جو چیز آدمیوں کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہ کی بد بو اوسکو اس پاکیزہ تر خوشبو سی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الرائحة و المقصود من ہذا التشبیہ الشاء علی الصائم و نظیب قلبہ لئلا یتستع عن المواقبۃ علی الصوم
سوئی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی عداوت سی جس سی منہ میں بو پیدا ہوتی ہی پیٹ نہ رہی

الجالب للخلف و حیث فضل ما یستکرة منہ علی اطیب ما یستلذ من جنس الطیب لیقاس علیہ ما فوقہ من الاثار
اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوگی جس سی نشت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان لہ عند افطار دعویٰ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعویٰ مستجابۃ
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما احلہ اللہ تعالیٰ و افطر علی ما حرّمہ اللہ تعالیٰ لا
پراس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز ونسی بند ہو کر روزہ رکھی اور حرام چیز سی افطار کری تو اسکی دعا قبول نہیں ہوتی

دعاوہ ولا یقبل صومہ لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یلع قیل الزور والعلی بہ فلیس
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسلئے کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو کلمہ بولن اور اسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالیٰ

حاجة في ان يدع طعامه ويشربه يعني ان من لم يتزلف الكذب والعبل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
 حيا به واهي اسلمى كونه لهما كذا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 صومه ولا ينظر اليه لانه صامك عما ابي له في غير حال الصوم ولم يصامك عما لا يحل له في جميع احوال
 اور نه او سكاره قهول اسلمى كونه چهره بولنا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
 كيو كونه روزه سي مقصود صرف بهوك پياس نهين هي بلكه روزه سي مقصود بهي جو او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 وقهر النفس لا مشاركة بالسوء فاذا لم يحصل شئ من ذلك فاني فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
 كرتا جب انهي سي كچه بهي حاصل نهوا
 يكون نفى الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبل نفى السبب وازادة السبب وفي حديث اخر انه
 حاجت كي نفى سي مقبول نهوا روزه كا مراد بهي جسي سبب كي نفى كرتا سبب كي نفى مراد ليقيني نهين اور كونه روزه سي مقصود بهي جو او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
 فرمايا روزه دهل هي جب كوئي تم مين سي كسي روزه روزه دار بهو تو غش نهيك اور نه چلاوي بهر اگر او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 اني امرني صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر
 مين تور روزه دار بهون مراد بهي هي كونه روزه جنة هي اور جنة جبهه كيشي سي دال كو كنهني نهين اور روزه كو اسلمى دال فرمايا هي كونه روزه دار كو سبب كثر ثواب
 عن النار لكثرة ثوابه ويتحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق بحار الدم التي هي
 اك سي بجا ليقيني هي اور روزه دار روزه كونه سبب كثر ثواب اور شيطاني وسوسة سي بچ جاتا هي اس اسلمى كونه مسامات غول كي جو شيطان كا رسته بهوتا هي
 بحار الدم فان الشيطان يحري من ابن آدم حري الدم فتكسر الشهوة وليسكن الغضب لكن ينبغي
 بند به جاتي مين كيو كونه شيطان ابن آدم كي اندر غول كي مثال بهر تا هي اسلمى شربت ضعيف بهو جاتي هي اور غصنه جبهه جاتا هي ليكن
 ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الا بتفاد بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
 سمجني كي بات هي كونه دال سي جسي كچه فائده حاصل نهين بهوتا جبهه كيشي پوري اور مضبوط اور بي خل نهو اليهي سي روزه سي او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخل فان وجد فيه شئ من الخلل ينقص مقداره
 جبهه كيشي كونه خطا اور خلل سي صاف محفوظ نهو
 ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
 اسلمى نبي عليه السلام ني اس حديث مين بهي فرمايا هي اگر تم مين كوي كشي روزه دار بهو تو غش نهيك اور نه چلاوي
 والرفث الفحش من القول وما ايضا هي من التصرف مما يجب ان يكفي عنه عن الفاظ الجاهل والصخب بالحاء
 اور رفث كي معني بهي روزه باقين كالي كلوز وغيره اور جو او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 المعجمة الصيخ والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
 لفظه دار سي چيننا چلا نا اور جگر كرتا اور مراد بهي هي كونه روزه دار كو لازم هي كونه كراكي وقت كلام بهي روزه غش نهيك اور نه چلاوي بهر اگر او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون همسا عن جميع المناهي الا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
 بلكه او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا
 احد فليقل بلسانه صيانه لصيامه وليسمع شاتمته اني صائم وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
 تو چاهي كونه واسطه حفاظت روزه كي اپني زباني كالي ديني والي كو سداي كمين روزه دار بهون اور او سكاره قهول نهين كرتا اور پينا رنگ كوي مراد بهي جو شخص چهره بولنا اور باطل اعمال كونه چهره كواسته تعالى او سكاره قهول نهين كرتا

عاشتم في الدنيا بطاعة الله وكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تلك فذة كالأوب سوخت مهجادی پهر اوان گون مین هوجا وچا جتی حین بی علیہ السلام کی طرف سے بھی بہت دور پہنچا ہوا ہے اور اس کی تائید سورہ یس

صوفی یاس ہی بہت رات کی ایسی غازی ہیں کہ ان کو کو رات کی غازی کے کھرف بیدار ہی کی کہ کو خدا کی قربت مباحثات کی کمرگ ہی پوری نہیں ہوتی

کبریا نینا چہرہ کہ اکا اکہ بکالایا تو اسکو چاہی کہ حرمت میں بھی

يُحْرَمُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ رَقْعَةٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ بِحَالٍ مِنْ أَحْوَالٍ مِمَّنْ أَحْبَلَ وَيُحْرَمُ عَلَيْهِ قَبْلَ وَقَائِهِ لِيَأْبَى فِي الْحَرَمِ

محمانه وفاته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الآخرة ومن ليس

عزوم بی گناہ اسوعی کا شاہد میرہ حریت ہی جس کی دنیا میں سرب پایا حضرت عیسیٰ عیسیٰ پیر بی بی

حریر پہنا آخرت میں نہیں پہنیکا سو آئی بدگمان ابھی اندھی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں

اگر ان جیسی نئی نوجوان نسل کے لیے ہم کو ایک ایسی نئی روشنی کی تلاش کرنی ہے تو ہمیں اپنے دل سے اس نئی روشنی کی تلاش کرنی ہے۔

فِي بَيَانِ كَيْفِيَّةِ النَّبِيَّةِ يَسْتَدْعِيهِ الْإِسْلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَفِي رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

[illegible]

گذری ہونین معاف ہوگی بہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے اس حدیث میں گو قسم کی عداوت کا ذکر ہے کہ

دو لاکھ ماہ رمضان ہی ایک دن کی روزی ابرو دوسری راتوں کا جاگنا اب ان دونوں کی معرفت ضروری پس صوم لغت میں

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعقودة التي هي من وسريرة وجماع

الصبر والوعظ والشهامة النية وهو ثلثة أقسام فرض واجب ونقل ما الفرض فصول رمضان أداء وصلاة

مگر حکم کار افتادگی کی صورت میں اگر کوئی شخص اس کے لئے درخواست دے تو اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

اور روزِ کفارہ کی اور واجبِ نذر کی ہوتی ہیں نذر معین ہو یا نہ طلق نذر ہو اور نفل ان دونوں سواء اور حبسی قصد روزہ نہ لیا

یہ سب باتیں سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوچا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کا بطن پر ایک کھوپڑی لگا دے اور اس کو افسوس نہ ہو۔

نوادسکا پور انرا نام ہوجا تا ہی اگر لورسکا کا نوادسیر فصلازم اولی اورا وسیع اقطاع دریا بخلاصہ بایرین پور و سیمینا بنام

وَلَا تُبْطَلُ أَعْمَالُكُمْ وَالضَّيَافَةُ عَزَّ فِي حَقِّ الضَّيْفِ وَالضَّيْفُ مَنْ ظَنَّ التَّحَلُّلَ فِي صَوْمِ الْقَوْمِ

اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور نہ مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق میں ایک طرف ہوتا ہی اور نہ کسی پر حمل کیا کہ کسی روزہ پر روزہ ہی ہر اس خیال سے

ثم علم عدمه فاكل لا يلزمه شيء لانه ظان والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالا لزام

روزہ رکھا پھر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا یا اوسپر کچھ نہیں آتا اسوسطی کہ اسکو یقین نہیں تھا اور شبہ کی بدلی قضاء نہیں آتی اسوسطی کہ قضاء یا تو لازم کہ کسی آتی ہی بلا نہ

ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ والفرضية اداؤه

سوان دونوں میں سے کچھ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونی کی شرط اسلام یعنی کافر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ نہیں اور بلوغ یعنی بچہ نہیں اور اکالی

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل لصحة

شرط صحۃ یعنی بیمار اور اقامت یعنی مسافر نہ ہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی نفی جائز ہی کہ افطار کر کے پھر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہی اور اسطیحت

ادائه الطهارة عن الحيض والنفساء لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصابه جنبا وانما واحتمل

اداء کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس ہی فقط جنابت ہی پاک ہونا شرط نہیں ہی اسوسطی کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومها بل يلزمها الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سهرا لا جهر وكذا كل

توروزہ جائز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جائز نہیں ہی بلکہ انکو جائز ہی کہ افطار کر کے قضا کریں لیکن حیض والی عورت چھپی ہوئی افطار کرے یا نہ کرے

من ابي له الافطار لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهماعند الناس بالفسق الذي هوكل رمضان

جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسوسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اسکا عذر ظاہر نہ ہو تو اور لوگوں کی عندیہ میں فسق میں بدنام ہوگا یعنی رمضان میں دن کو کھانا

والاحترار عن موضع التهم ولجب لروى انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم لاخر فلا يفتن

اور تہمت کی جگہ سے پرہیز کرنا واجب ہی اسوسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسد پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التهم وقد ذكر في البرازية ان من اكل في شهر رمضان شهيق عيانا متعمدا يوم يقتله لان صنعه

مقام پر ہرگز نہ کھڑا ہوا اور برتریہ میں مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینے برطاعت کھانا کھاری تو اسکو قتل کریں اسوسطی کہ اسکا یہ عمل

دليلا لاستحلاله ويصح اداعه بنية من الليل الى الصخرة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجبة

دلیل حلال سمجھنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کارات ہی چاشت کی وقت تک نیت کر کے ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت ہی اور نفل کی نیت ہی اور دوسری واجبہ

ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم ولا فضل للتبیت وهو النية من الليل ليقم اول جزء من الصوم مع النية

نیت ہی ہی صحیح ہی ہر ہمارے نزدیک اردن کی نفی علیحدہ نیت ضروری اور تبیت افضل ہی یعنی رات ہی نیت کرنی تاکہ پہلا جزء روزہ کا ہی نیت ہی واقع ہو

والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا عبرة بالنية بالمستقدمة على الغروب وانما الاعتبار بالنية المتأخرة

اور نیت یہ ہی کہ دلین قصد کرنی کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب ہی پہلی ہو اعتبار دوسری نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبتی ہی

عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما عدا ثم غفل الى الزوال من الغد فيجوز صومه

چھپی ہو یہاں تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی ہی پہلی یہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گا پھر اگلے دن دوپہر تک پہلے گیا تو اسکا روزہ جائز نہیں ہی

ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل وانما النذر المعين والنفل فكل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہ نیت کی تو روزہ جائز ہی اور نذر مطلق رات ہی نیت کرنی بغیر جائز نہیں ہی اور نذر معین اور نفل دونو

منهما كما داء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الصخرة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما صدر

ماندا اور روزہ رمضان کی رات ہی لیکر دوپہر ہی پہلی پہلی نیت کرنی ہی جائز ہو جاتی ہیں پر رات ہی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گزرجا ہی

فكل صوم لا يتاذى الا بالنية من الليل اذ انواه مع طلوع الفجر يجوز لان الواجب ان النية بالصوم لا تقتضي

پھر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صحیح صادق کی ساتھ ہی نیت کرنی تو ہی جائز ہو جاتا ہی اسوسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتھ ہو واجب ہی نیت کا روزہ

عليه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون تطوعا حتى لو افطر يلزمه القضاء
 بهي بضرورتهين هي اورا اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضاء کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر اب افطار کر لیا تو اسکی قضا آئنگ
 واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد لم یجوز ان یقضیہما ینبغی لہ ان ینوی اول یوم
 اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزہ کی ذمہ پڑھوں اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اسپر اس رمضان میں ہی
 وجب علیہ من هذا رمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کان من رمضانین ینبغی لہ ان ینوی
 واجب ہو ہی اور اگر اول روز کو نہیں معین کر لیا تو ہی جائز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہوں تو اسکو چاہی کہ اول نیت
 قضاء یوم رمضان الاول وان لم یعین اختلافاً فیہ والمختار انہ یجوز ومن افطر عدا فی یوم من رمضا
 قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یوں معین نہ کری تو اس میں اختلاف ہی اس اختلاف میں ہی مختار یہ ہی کہ جائز ہی اور جسے عدا رمضان کا ایک روزہ
 حتی وجب علیہ الکفارة وهو فطر وصام احداً وستین یوماً عن القضاء والكفارة ولم یعین
 کہا لیا یہاں تک کہ اسپر کفارہ واجب ہو گیا اور فطر سے اور اسکی اسطرح روزہ بابت قضا اور کفارہ کی رہی اور قضا کا روزہ کوئی ساسین نکلیا
 یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوى القضاء فی الیوم الاول وستین یوماً بعدة عن الکفارة وتقدير
 تو جائز ہو جاتی ہیں اور یوں ہو جاتا ہی گویا اسی پہلی دن قضا کا روزہ رکھا اور پھر بعد اسکی ساٹھ روزہ کی کفارہ کی گئی اور کفارہ کا مقدم کرنا
 الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان
 قضا پر آیا جائز ہی یا نہیں قاضی امام کہتی ہیں جائز ہی اور کفارہ اور رمضان کی فاسد کر لی ہی واجب ہو تلی
 لا بافساد قضا کانه ولا بافساد اداء غیرة وقضا کانه وهی اعتاق رقبة وان عجز عنه فصیام شہرین
 قضا کی فاسد کر لی ہی یا اسکا اداء کی فاسد کر لی ہی عجز کر لی ہی اور کفارہ یہ ہی اول غلام آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکی تو روزی دو مہینہ کی
 متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکیناً بان یعطی لكل واحد منهم نصف صاع من
 بی در پی بی تحمل اور اگر یہ ہی نہ ہو سکی سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اسطرح کہ ہر کو ایک اونچیں سی آدھا آدھا صاع
 براو صلحاً من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ وما یوجب الکفارة
 کہیوں کا یا پورا پورا صاع جو کہ دیوی جب یہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب
 وما لا یوجبها فاعلم ان من جامع اوجوع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عدا یلزمہ القضاء والکفارة
 ہو جاتا ہی اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جسنی جامع کیا یا جامع کیا گیا رولوں میں کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصد اتوا و پھر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں
 ولا یشترط الا نزال فی الجانبین اذا تواترت الحشفة وكذا لو اکل او شرب غداً او دواء عدا یلزمہ القضاء
 دونوں کی حقیقتیں نزال کا ہونا شرط نہیں ہی اگر سرور کا غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کھاوی یا پیوی غذا یا دوا قصد اتوا قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں
 والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیاً لا یفسد صومہ سوا کان فرضاً او نفلاً ولو ظن ان صومہ
 ہاں اگر کھاوی یا پیوی یا جامع کری بہوں کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ یہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر انھی میں گمان کیا کہ روزہ
 فسد فاکل عدا فی رمضان یلزمہ القضاء دون الکفارة وكذا لو افطر فخطا بان کان ذاکر الصوم
 جاتا ہی پھر اسنی قصد رمضان میں کھا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا ہی بی اختیار افطار ہو گیا اسطرح کہ روزہ نپا ہوتا
 وتنقص فوصل الماء فی جوفہ یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق للذی
 پھر غراہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تھوک جو اٹکی منہ میں
 اجتمع فی فیه لا یفسد صومہ بل یکرہ وكذا لو ابتلع المخاط الذی یتزل من راسہ الی الفم لا یفسد صومہ
 جمع ہوتا تھا تو کھل گیا تو روزہ نہیں جاتا برعکس ہی اور ایسی ہی اگر بگم جو سر کی طرف سے منہ میں آتا ہی نکل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

وكان الوقي في فيه بعد المضمة بلل وابتلعه بالزق لا يفسد صومه لتعد لا احتراز عنه وكذا اذا خرج
 اور ایسی ہی اگر منہ کی اندر کئی کچھ تراوت باقی کی رہی اور کوئی ہوا نہ ہو کہ اس سے بچا نہیں جاتا طبیعی ہی کہ
 الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للزق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه
 اور کسی دانتوں میں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اس کو نکل گیا اگر بہت زیادہ تھا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی
 وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا الواستوي يفسد صومه
 اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تھوک اور خون دونوں برابر ہوں تو
 احتياطاً ولو كان بين اسنانه شيء فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلاً لانه تنبع للريق وان كان
 احتياطاً لئلا يروى جاتا رہتا ہی اور اگر کسی دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نکل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تھوڑی ہی اس کی کہ تھوک میں شامل ہی اور اگر کچھ
 كثير يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقلة الحصاة فمافوقها كثير ومادونها قليل و
 زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی ریز اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سے کچھ تھوڑا ہی تو روزہ نہیں جاتا
 الدم وعرق الوجه اذا دخل فيه وابتلعه ان كان قليلاً كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كان
 اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہ میں چلا جاوے اور یہ نکل جاوے اگر وہ تھوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
 كثير احتياطي وجد ملوحتة في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الا بليم
 یہاں تک کہ اس کی کلیسی تمام منہ میں ہو گئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ایشم رنگین منہ میں چلا گیا
 المصبوخ في فيه فخر لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
 اور اس کا رنگ اور تھوک میں مل گیا اور اس کو نکل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا
 وكذا لو ابتلع شيئاً لم لا يتغذى به ولا يتلذذ به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
 اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نکل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہو تو ایسی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
 القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلاً عن الفقيه أبي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد
 آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنہ میں فقہ ابو جعفر سے نقل کر کے ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار
 اخرى بتراب او مدلاً لاجل المعصية فعليه الكفارة زجر الله وكتب غيرة نعم والفتوى على ذلك وبه أخذ
 مٹی یا کنکر سے روزہ توڑنے کی گناہ کی راہ سی تو اس پر دہلی کی راہ سی کفارہ ہی اور اور دن کی لکھا ہی کہ ان اور اس سے پرفتنی ہی اور تمام ملک کی
 اثمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتل اذا علم انه لو اشتغل لم يفرته يلحقه ضرر مبيع للفطر
 علماء کا یہ ہی مذہب ہی اور اس سے یہ ہی مذکور ہی کہ کار بگر محتاج اگر یہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سے ایسی مانگی ہو جاوے گی جس سے افطار کرنا مباح ہی
 يجر عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزاً يوصله الى ضعف
 تو اس پر مانگی ہی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہ ہی مذکور ہی کہ پیشہ کو جائز نہیں کہ اتنی روٹیاں بکاوے جس سے ضعف ہو کر
 مبيع للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من تعب نفسه في عمل حتى
 افطار مباح ہو جاوے بلکہ اگر وہ دن روٹی بکاوے اور آدھی دن آرام کری اور اس میں یہ ہی مذکور ہی جس سے اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت کی
 اجتهد العطش فاطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامنة فانها اذا اصابها ضعف
 کا وکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولیٰ کا
 من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطر كان عليه القضاء دون
 کار بار کرتی کرتی تھک جاوے سالن روٹی بکا کر اور کچھ پی ڈھکر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کے روزہ افطار کر دی تو اس پر قضا آوے گی

شامل ہی

الكفارة وكذا الزوجة اذا فطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها اديانته ان تفعل
 كفارة نبيين انما اوله يسي في ليلته كوزة افطار كذا يسي في كل ما بين ثوابه من كفارة نبيين انما اسوسلي كذا زوى ديانته في ليلته يجرى
 كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمته
 كذا كفارة كذا كفارة يسي في كل ما بين ثوابه من كفارة نبيين انما اسوسلي كذا زوى ديانته في ليلته يجرى
 وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر المهر او لكرهه او لا صلاح للمريض وعليه
 اگر چه او سپر جبر نبيين بوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کر لی یا بی نهر کی یا واسطی کہودی نهر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور
 موکل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
 سلطان کی طرف سے او سپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہ شخص افطار کر لیا تو او سپر قضاء لازم ہی
 الكفارة ومن اكل عذرا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا فطرت عذرا
 كفارة نبيين ہی عام جسق قضاء روزہ توڑ دیا ایسا کہ او سپر كفارة لازم آیا ہو او سپر مذہب عام ہو گیا تو او سپر سی كفارة ساقط ہو جاتا ہی ایسی ہی اگر عورت قصید
 حتى لزمته الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لمرض الحيض والمرض ومن
 روزہ توڑ دلی ایسا کہ او سپر كفارة لازم ہو جاوی ہو او سپر دن حاضہ ہو گئی تو او سپر ذمہ سی كفارة جاتا رہتا ہی اسلی كفارة حیض یا بیاری کی عارضہ سی ساقط
 افطر في اول النهار عذرا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا الواكراه
 ہو جاتا ہی اور جس شخص لی اول روزہ روزہ افطار کیا ایسا کہ او سپر كفارة لازم ہو او سپر او سپر اپنی اختیار سی سفر کیا تو او سپر سی كفارة ساقط نہیں ہوگا اور ایسی ہی اگر
 على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يجز له ان يفطر في ذلك
 بادشاہ فی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت میں كفارة ساقط نہ ہوگا اور جس فی رمضان میں دن کو سفر کیا تو اس روزہ اسکو افطار کرنا حلال نہیں ہی
 اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفل
 اسواسطی کہ وجوب او سپر ثابت ہو چکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کاری جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہیں ہوگا اور اگر افطار کر دیکھا تو او سپر قضاء لازم ہی
 ولولم يفطر حتى تدكر شيئا نسبته في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
 كفارة نہیں ہوگا اور اگر ایسی افطار نہیں کیا تھا جو اسکو کوئی چیز کہ میں ہوئی یا دائی یہہ ہو کر کہ میں آیا اب کچھ کہا لیا ہو کہ میں روانہ ہوا تو او سپر قضا
 والكفارة لكونه مقبلا عند كل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
 اور كفارة دون لازم میں کیونکہ کہا تی وقت مقیم تھا اسواسطی کہ سفر کہ میں آئی سی قطع ہو گیا تھا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر میں جا پہنچو گا
 يومه مصر بكرة له الفطر لا اجتماع حكم الإقامة والسفر في هذا اليوم فيترجم جهة الإقامة ومن
 تو او سپر افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہو گیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو
 غلبه القم وقاءه سواء كان ملا الفم ودونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
 خود بخود تی ہو گئی براہری کہ پر دہن ہو یا کمر ہو تو روزہ نہیں جاتا براہری کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی اشارتی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 من قاء لا قضاء عليه وان تقيا فان كان ملا الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيا فعليه القضاء
 جسی فی کی تو قضا نہیں ہی اور اگر آپ سی فی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا ہی گا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس فی آپ سی فی کی تو او سپر قضا ہی
 وان لم يكن ملا الفم يفسد صومه ايضا عند محد ظاهر الحديث ولا يفسد عند أبي يوسف ويبنغي لصا
 اور اگر تی پر دہن نہ ہو تو عام محد کی نزدیک روزہ جاتا ہی گا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام یوسف کی نزدیک روزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہی
 ان لا يبالا في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بمحرقه لئلا يصل
 کہ استنجاء کرتی ہوئی مبالغہ نہ کری کہل کر نہ بیٹھی نہ اوپر کوم نہ ہی اور اپنی جگہ سی جب تک موضع استنجاء کو پر لیس نہ پونچھی کہل نہ ہو جا تا کہ پانی اندر

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
نه جلا جاوی پھر روزہ جائز رہی گا کیونکہ جو استنجائیں مباغہ کری یہاں تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوی تو روزہ جائز رہی گا

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراخي
 پر کفارہ نہیں آتا یہ ہے روزہ کی احکام اٹھائیسویں مجلس تراخی کی کیفیت

بِأَدَاءِ التَّوَابِعِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْغِبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ خَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِغَيْرِ
وَاسِطٍ أَوْ إِنْ تَوَابَعَ لَمْ يَكُنْ يَصِلُ إِلَى رَمَضَانَ كَمَا نَهَى عَنْهُ

فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ يَسْمَعُ أَنْ مَنْ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فِي يَوْمٍ ارشاد کرتی جو شخص رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو وہ کسی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہوگی اور یہی جو شخص رمضان کی راتوں میں

لیالی رمضان تصدیقاً بحقیقتہ و سنیۃ و طلب الرضاء اللہ تعالیٰ و ثوابہ لا خوف من مدۃ النکاح
اور مسنون سمجھ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کی نماز چھ ہفتایں کچھ خوف ہو گو کہ کی برا بھنی کا

اور مگوں کی شرم نہ ہو تو اس کی تمام پہلی گناہ معاف ہو گئی اور یہ دو نوشرطیں تمام اعمال میں معتبر ہیں کوئی عمل خالی نہیں برابر ہی کہ فرض ہو یا

نقلاً از ہما شریطان لقبول کس عمل واللہ تعالیٰ لایقبل عملاً الا بہما وبعد ہما شرط اخر لا بد منه و ہون
نفل ہو اسطرحی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی بہرہی شرط ہی اور اندہ تعالیٰ کوئی عمل بدون ان شرطوں کی قبول نہیں کرتا اور بعد انکی ایک اور بہرہی شرط ضروری ہی یعنی

یكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الحكمة
عمل سنت کی مطابقتی ہوا سطوحی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا

فی المسجد لکن علی طریق الکفاۃ حتی لو ترکھا اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنۃ ولواقامہا
اداکر فی سنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہاں تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار ہوتا ترک سنت ہونگی اور اگر بعضین فی

البعض فی المسجد بالجماعة وکخلف البعض وصلاها فی بیتہ فالمتخلف یکون تأسراً للفضيلة ولا ینال
مسجد من جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی کمرہ میں پڑھ لیں سو جو جماعت میں شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا کہنگار

مسیتا ولا تارہ للسنۃ لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدرا
اور سنت کا تارک نہیں ہوگا اسلئے کہ بعض اصحاب سی رعایت ہی کہ جماعت میں شریک نہیں ہوتی تھی اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ جو شخص

علیٰ اذلتها بالجماعت فی بیتہ مع مراعاة السنۃ فالصلوة فی بیتہ افضل والصحیح ان للجماعة
 تراویح کو جماعت ہی اپنی کہیں ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تواتر کو کہیں پڑھنا افضل ہی
 اور صحیح یہ ہی کہ کہیں کی اندر

فی بیتہ فصیلہ ولجامہ فی المسجد فصیلہ آخری وهو حاذی الفضیلتین وترک الفضیلہ
جامعت کرنی بین ایک فضیلت ہی اور سب میں جماعت کرنی میں اور ہی فضیلت ہی سوا سنی دونو فضیلت میں سی ایک حاصل کی اور فضیلت نہ لائے
الزائد انکاء الکافۃ فی المساجد (۱) کہ الزائد انکاء الکافۃ فی المساجد (۱) کہ

اسلمی نہ بلکہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہ ہی جواب فرامیض میں ہی اور لیکن صرف مزید علی

۱۱ مرد اور عورت پر سنت مکرہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سے آج تک بچہ پہلے سے سنتی چلی آئی ہیں

الى يومنا هذا فلا ينبغي تركه **والله** **أخبر** **علي** **هذا** **ما** **روى** **ان** **النبي** **عليه** **السلام** **اتخذ** **في** **المسجد** **حجرة**

سوترادج کا ترک کرنا سزاوارہ نہیں اور دلیل اسکی یہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجدین حصیر یعنی پورے کا حصیر بنا لیا تھا

من حصيد ليصلي فيها السنن وكان يخرج من بحيرة ويصلي التراويح للناس بالجماعة فعل هكذا ثلث

تاکہ اوسکی آمد سنتین پڑا کرن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں سی باہر اگر تڑاویج لوگوں کی سہا تہ جماعت سی پڑا کرتی تھی تین رات تک ایسا ہی

ليال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتى عجز المسجد من اهلها فلما راي خيبة الناس دخل الحجر

اتفاق ہوا جب چوتھی رات آئی تو خفت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں تنگی سی بھر گئی۔ جب آئیں یہ اسبہ دیکھا تو فرض پڑھتی ہی حجرہ میں تشریف لی گئی۔

بعد ما صلی الفریضۃ ولم یخرج الیہم فزالوا ینظرون خروجه وضوا انہ لیمجد بعضہم ینتقم لخرج الیہم
 پھر ہرگز نہ آیا اور یہ لوگ تشرف لائی کہ منتظر بیٹھی رہی کہ نہ یہ خیار کہا کہ آپ سو گئی، پھر کہنے لگو کہ نہ اسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر نہ شرف لائوں

وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ الصَّلَاةُ فَخْرٌ لَهُمْ فَقَالَ مَا نَزَلَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ صَدِيقَكُمْ حَتَّى خَشِنْتُمْ أَنْ يَكْتُبَ

اور کوئی گستاخانہ ساز تیار ہی پھر آپ باہر نہ رہتے لائی فرما لی گئی کہ میں ٹھنڈا رہ رہ شوقِ حبیب دیکھی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ تمیر فرض ہو جاؤں

عليكم ولو كتب عليكم ما فتم به فصلوا ايها الناس في بيوتكم فان افضل صلوة الموع في بيته الا

اور اگر مہتر فرض ہو جاوے گی تو داد نہ کرو گی سوئے امی صاحبو

اپنی اپنی کہرین پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سواۓ فرایض کی کہرین افضل ہوتی ہے

الصلوة المكتوبة فتوفي رسول الله عليه السلام والأمر على ذلك ثم كان الأمر على ذلك في خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اور حال یہ بھی رہا۔ پہر حضرت ابو بکر کی خلافت میں یہی حال ہوا ہی رہا۔

ابو بکر صدیقؓ سے حضور اکرمؐ کی ایک حادفہ لاری لے کر مسجد اقصیٰ میں مسجد
اور بیت المقدس میں حضرت عمرؓ کی بی بی بہر حضرت عمرؓ کی اپنی ایام خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑھتی ہیں

منفردين فامرهم ان يصلوها جماعة وامر ابي بن كعب وتميم الداري ليصليا بها بالناس امامة فصليا

تو انکو یہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑا کرو اور ابی بن کعب اور عقیقہ داری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اور لوگوں کو مانہ پڑا دین سواہن دونوں

بالجاعة والصحابة ثم متوفون منهم عثمان وعلي وابن مسعود والعباس وابنه وطلىة والزبير ومعاذ
 جاعت كراجه، اورا صحابہ اوس وقت بہت موجود تھے یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

جماعت کرائ اور اسی وقت بہت موجود ہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم من المہاجرین والانصار و ماہد علیہ و احد منهم بل سائر وہ ووافقوہ و امر وہ بذلك

اور سوا اٹکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تھے سوانہیں سی کیتی کچھ اعتراض کیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا عليها حتى ان عليا اثني عليه ودعاه بالخير وقال نور الله مضجع عمر كما نور مساجدنا

اور آپ پر ہتی رہی یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے عمرؓ کی تعریف کی اور نیک معاویہؓ اور معاہن فرمایا اللہ عمرؓ کی گوروشن کری جیسی اوسنی ہمارے سجدین روشن کرے

وقد قال النبي عليه السلام عليكم بسنتي وسنة خلفاء الراشدين من بعدي وهي عشرين رجلاً

اور غنی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا: مہر کی سنت اپنی ذمہ دیر لازم کرلو اور میری جگہ خلفاء و راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہیں

یسیھی قل رہے رعات ستم کروچہ بجانا ہائی آخر میں تروچہ انہی کی نام جلسہ کو مانتی ہے
کیونکہ اسکا آخر میں تزویدہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لٹی ہرجائی ہیں تزویدہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو تزویدہ

لأن الصحابة كانوا يستريحون بين كل أربع ركعات من أجل طول قيامهم في الصلاة ولكل تروية تسليمة

اسو سنی کہتے ہیں کہ صحابہ ہر چار گھنٹہ کی بعد بیٹھ کر آرام کیا کرتے تھے کیونکہ غار میں قیام بہت طویل دراز کرتی تھی اور ہر ہر تڑکیہ میں دو دو سلام پڑھتے تھے۔

فتكون التسليمات عشرًا والترويجات خمسًا والامام والجماعة يأتون بالشاء في كل تكبيرة الا فتكسر الجمل

اس لیٰ سلام دس ہوئی اور تیرویہ پانچ ہوئی اور امام اور مفندی تبلیغِ محمدیہ کی بعد سچانگ الہم آخر تک پر ملا کرین اور ہر دو تیرویہ کی

بین کل الترویحتین قدر ترویحة واحدة وكذا بین الخامسة والوتر لانه المتواتر من زمن الصحابة
 بعد ركبة ترويحية في كل ركبة من ركبتين او ركبتين او ركبتين ترويحية لوروزن کی چھین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہی حال آیا
 الى يومنا هذا وهم في الانتظار يخبرون ان شاء واسبحوا وان شاء واهلوا وان شاء واسكتوا أي
 اور وصلیوں کو استراحت کی وقت میں اختیاری چاہیں سبحان اللہ پڑھیں اور چاہیں لا الہ الا اللہ پڑھیں اور چاہیں جبکی بیٹی ہیں
 ذلك فعلموا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
 جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نمازیں ہی اور مکہ والی ہر روز ترویج کی
 بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون
 چھین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تھی اور دو رکعت طواف کی پڑھتی تھی اور مدینہ والی موسوقت میں
 في ذلك اسبوع ركعات ثم الا فضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب
 چار رکعت پڑھ کر تھی پھر افضل تراویح میں یہی کہ آدی سی زیادہ رات استراحت اور نمازیں صرف کری اور نماز کی تاخیر
 تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الا صبح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل التروية بعدة لانها
 نہانی رات کی قلمی تک مستحب ہی پھر صحیح یہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پڑھی اور چھین کیونکہ تراویح
 نوافل سنة بعد العشاء وهل يجتنب في كل شفع ان ينوي التراويح قال بعضهم يجتنب لان كل شفع
 نوافل بعد عشا کی سنت ہیں اور آیا یہ حاجت کہ تراویح کی ہر ہر شفع میں جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہیں ان حاجت ہی کیونکہ ہر شفع
 صلوة واحدة والا صبح ان لا يجتنب لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا
 جدا گانہ نماز ہی اور صحیح یہی کہ حاجت نہیں ہی اسوسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جائیں تو اصلا قصا نہیں ہی
 لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلي
 نہ جماعت سی اور نہ بدو نہ جماعت کی اسوسطی قصا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جس نے عشا کی نماز علیحدہ پڑھی تو اوکو جائز ہی کہ تراویح
 التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام
 جماعت سی پڑھ لی اور اگر سب فی فرض کی جماعت ترک کی تو ہر تراویح کی لی جماعت کریں اور جس فی تراویح جماعت سی نہیں پڑھیں
 يجوز له ان يصلي الوتر به ولو اقاموا التراويح بامامين فصلى كل امام تسليمة قال بعضهم يجوز
 تو اوکو جائز ہی کہ وتر جماعت سی پڑھی اور اگر تراویح میں ہر ہر امام کی ہر ہر امام کی ایک ایک شفعہ پڑھایا تو بعضی کہتی ہیں کہ جائز ہی
 والصحيح انه لا يستحب المستحب ان يصلي كل امام ترويحة فاذا اقام التراويح بامامين
 اور صحیح یہی کہ مستحب نہیں مستحب یہی کہ ہر امام ایک ایک ترویجہ پڑھی اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کی ساتھ
 على هذا الوجه يجوز ان يصلي احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام في هذا الزمان التطويل
 اسطورہر جائز ہوا تو جائز ہی کہ امام فرض پڑھ دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ میں قنارت کو
 الترائد عن حد اقل السنة في القراءة ولا ذكر على وجه يحصل للجماعة صل لان ذلك سبب للتفريق
 اور حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو طال پیدا ہو کر ہی کیونکہ اس میں لوگ جماعت سی بہانگی
 عن الجماعة والتفريق عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغي له ان ينقص عرقا اقل السنة في القراءة و
 اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہی نہ چاہی کہ سنت کا دنی مقدار سی قنارت اور
 التسبيح تمللهم لانهم غير معذرين فيه وادنى ما يحصل به السنة في تسبيحات الركوع السجود
 تسبیحات میں اوکی ملالت کی خوف سی کہ تا ہی کری کیونکہ اوکو اس میں کچھ عذر نہیں ہی اور کم سی کم جس میں سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جائی

ثَلَاثَ لِقَولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَكِعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَ
 تَيْنَ بَارِعِينَ وَاسْطَى ارشاد عليه السلام کی جس وقت رکوع کرے کوئی غبار توجہ ہے کہ سبحان فی العظیم تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور
 إِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَالْمُرَادُ بِهِ ادْنَى مَا يَحْصُلُ بِهِ السَّنَةُ
 جِسْمِ سَجْدَةٍ كَرَى تَوَاجُہِ سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور مراد اس سے ادنیٰ مرتبہ ہی جس میں سنت حاصل ہو جاوے
 وَلِذَلِكَ يَكْرَهُ النِّقْصَ عَنِ الثَّلَاثِ وَكَذَا يَكْرَهُ لِلْإِمَامِ التَّجْبِيلَ عَلَى وَجْهِ يَجْزِي الْجَمَاعَةَ عَنْ كَمَالِ أَقْلٍ
 اِسْمِ لُغَتِي تَيْنَ بَارِعِينَ کہنا مکروہ ہے اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہے کہ جماعت کی لوگ کہیں کہ عدد سنوں کی پورا کرے ہی سہی مکروہ
 السَّنَةِ فِي تَسْبِيحَاتِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ كَمَالِ قِرَاءَةِ التَّشْهِيدِ بِلِيزِيدِ الْإِمَامِ عَلَى التَّشْهِيدِ وَيَأْتِي
 اور سجدہ کی تسبیحات میں اور قرات تشہید کی پورا کرے ہی عاجز ہو جاوے بلکہ امام تشہید پر کچھ زیادہ کرے اور
 بِالْأَصْلُوَّةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ عِلْمَ أَنْهَا لَا تَنْتَقِلُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَأَنْ عِلْمَ أَنَّهَا تَنْتَقِلُ عَلَيْهِمْ لَا يَأْتِي بِهَا
 نبی علیہ السلام پر درود پڑھے اگرچہ کہ جماعت کی لوگوں پر اتنی درود شوار نہیں ہے اور اگر یہ جانی کہ یہ اوپر دشوار ہی تو نہ پڑھے
 بَلْ يَتْرُكُهَا لَكِنْ أَجْمَعُهَا بَلْ يَقْتَضِرُ فِيهَا عَلَى قَوْلِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ لَأَنْهَا وَأَنْ كَانَتْ
 ترک کر دی لیکن تمامہ ترک نہ کری بلکہ اسمیں اختصار کر کے اتنا پڑھے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اس واسطی کہ درود اگرچہ
 سَنَةً عِنْدَنَا إِلَّا أَنْهَا فَرَضَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبِهَذَا الْقَدْرَ يَتَأْتِي الْقَوْلَانِ وَيَكْرَهُ لِلْمُقْتَدِرِ أَنْ يَقْعُدَ
 ہماری مذہب میں سنت ہے پر شافعی کی نزدیک فرض ہے اور اتنی کلمات میں دو نو قول ادا ہو جاتی ہیں اور مقتدی کو مکروہ ہے کہ تزویج کی وقت بیٹھا
 فِي التَّزَاوُجِ حَتَّى إِذَا ارْتَدَّ الْإِمَامُ أَنْ يَرَكِعَ يَقُومُ وَيَقْتَدِرُ لَأَنْ فِيهِ إِظْهَارُ التَّكَاثُلِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشْبِہِ
 یہاں تک کہ جب امام رکوع میں جاوے تو کھڑا ہو کر نیت کرے کیونکہ اسمیں نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہے اور منافقوں سے
 بِالْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَكَذَا إِذَا
 مشابہت آتی ہے جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہاری کہانی کو لوگوں کی ایسی ہی اگر
 غَلَبَ النَّوْمُ بِكَرْهٍ لَهٗ أَنْ يَصْلِيَ بِالنَّوْمِ بَلْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ وَيَنَامَ وَلَا يَصْلِي حَتَّى يَسْتَيْقِظَ لَأَنْ
 نیند غالب ہو جاوے تو مکروہ ہے کہ اونگھتا ہوا نماز پڑھے بلکہ اس کو یوں چاہیے کہ جا کر سو رہے اور نماز نہ پڑھے جیتک ہوشیار نہ ہو کہونکہ
 فِي الصَّلَاةِ مَعَ النَّوْمِ تَهَاوُنًا وَغَفْلَةً وَتَرَكَ التَّدْبِيرَ ثُمَّ إِنَّهُ أَنْ نَامَ فِي الْقَعْدَةِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ إِذَا انْتَبَهَ يَفْضُرُ
 اونگھتی ہوئی نماز پڑھتی ہیں اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ میں سوتا رہے توجب ہوشیار ہوا پھر فرض ہے
 عَلَيْهِ أَنْ يَقْعُدَ قَدْرَ التَّشْهِيدِ وَأَنْ لَمْ يَقْعُدْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ لَأَنْ مَا حَصَلَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ حَالَةً
 کہ تشہید کی مقدار بیٹھا رہے اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اس واسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیت کی حالت میں
 النَّوْمُ لَا تَعْتَبَرُ لَصَدْرِهَا بَدَاخْتِيَارٍ فَيَكُونُ وَجُودُهَا كَعَدَمِهَا وَهَذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَكْثُرُ وَفَوْقَ عَالِي الْأَسْمَاءِ
 ہوئی ہیں اونکا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ اختیاری عمل میں اتنی میں تواضع کا ہونا ہونا برابر ہی اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کر
 فِي لِيَا إِلَى الصَّيْفِ وَالنَّاسِ عَنْهَا غَفَلُوا ثُمَّ اخْتَلَفَ الْمُشَاحُّ فِي مَقْدَارِ الْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْرَأُ
 گری کی رائو نہیں اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں پھر مشائخ میں اختلاف ہے مقدار قرات میں سب بعضی یہ کہتی ہیں
 فِي كُلِّ شَفْعٍ مَقْدَارًا يَمْلِكُهُ فِي الْمَغْرِبِ يَعْنِي أَنَّهُ يَقْرَأُ مِنْ قَصَارِ الْمَفْصَلِ وَهِيَ مِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا
 کہ ہر شفع میں اتنا پڑھے جتنا مغرب کی نماز میں پڑھتی ہیں مراد یہ ہے کہ قصار مفصل میں سے اور وہ سورہ لم یکن ہی
 إِلَى آخِرِ الْقُرْآنِ لَأَنَّ التَّطَوُّعَ أَخْفَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ فَيَعْتَبَرُ بِأَخْفِ الْمَكْتُوباتِ وَهِيَ الْمَغْرِبُ وَهَذَا الْقَوْلُ
 آخر قرآن تک ہی اس واسطی کہ نفل فرائض کی نسبت خفیف ہوتی ہیں سو اب فرائض میں ہی خفیف کا اعتبار ہوگا سو ہی مغرب ہی اور یہ قول

لیس بصحیح لان هذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسب الجماعة
 صحیح نہیں ہی اس کی کہ اتنی قرات ہی ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسئلہ ہی جماعت والوں کی کسالت کی ماری حرکت کرتے
 حتی لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
 یہاں تک کہ اگر امام لی کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلئے پڑھ کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرات ہی ملول نہیں
 له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقبله افضل فزماننا ان يقرء الامام على حسب
 تو انکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کہتی ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
 حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قد لا يوجب التقدير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
 حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھ کرے سوا سقد پڑھیں جمیع جماعت ہی نفرت کریں اس واسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
 تطویل قرات ہی بہتر ہی بہتر ہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتوں چوٹی چوٹی پر اقتصار نہ کری
 لان قراءة ثلاث آيات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
 اس واسطی کہ تین آیت چوٹی یا ایک آیت دراز ہمزہ فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تجنيس میں مذکور ہی کہ بعض لوگوں کی عادت ہی
 قراءة سورة الفيل الى اخر القرآن مرتين وهو حسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
 کہ سورۃ فیل ہی آخر قرآن تک دوبار پڑھتی ہیں اس زمانہ میں یہ بہت خوب ہی اس واسطی کہ بعضی مشائخ ہی روایت ہی
 على ما ذكر في فتاوى قاضيان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
 چنانچہ فتاوی قاضیان میں مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی
 طمايعهم جامدة صعبة لا تقيا دن يروا سبيل الرشيد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذونه
 طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھیں راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹھہروں راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی ٹھہروں اور سکو
 سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
 راہ سوان لوگوں کی تراویح کو عادت کر لی ہی عبادت نہیں جانتی جس میں قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلواتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلوس
 تراویح میں قرات وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچی نماز شروع کرتی ہیں جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومت اور نہ جلوس
 ولا يترك القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
 اور نہ جیسی حکم الہی ہی قرآن ترتیل کی ساتھ پڑھ بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی میں پڑھنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حروف یا حرکات رہ جاتی ہیں
 حرکاتہا وقد ذكر في البرزخية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان تحت الالباس
 اور بخلدیہ میں مذکور ہی کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی میں مذکور ہی کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص
 للرجل ان يترك سجدة ويجول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تنقي
 اس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانی لگی تو کچھ مضائقہ نہیں اس کی گنجگار نہیں ہوتا اس واسطی کہ یہ شخص پر ہر گز گار کی پیچی نہ پڑھا جاتا
 وقد قل النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تنقي فكان ما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
 اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز عالم پر پیچ کر گار کی پیچی پڑھ تو گویا نبیوں میں سے کسی کی پیچی پڑھی اس میں یہ اشارہ ہی
 الى انه لو ترك سجدة بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر
 کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دی تو گنجگار ہوتا ہی اب اس کا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہیں اور جلدی ہی

الی مسجد یکنون فیہ انوار من الانعام والاحسان ویطلبون اماما لا یتیم الزکوٰۃ والفقیر ذلک لعلہم یقرآن القرآن
 ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی نعمتیں اور رزق ہوتا ہے اور ایسا امام تلاش کرتے ہیں جو نہ زکوٰۃ عام کرے اور نہ فقیر پور کرے اور نہ قرآن کو پڑھ کرے بلکہ
 بل رہنا یسکون علی من یتیم الزکوٰۃ والفقیر ویقرآن القرآن ویفرون عنہ ویکونون من الذین اتخذوا
 بلکہ بعض وقت ایسی امام پر اعتراض کرتے ہیں جو کج اور سجدہ پورا کرے اور قرآن کو اچھی طرح پڑھے اور اس سے نفرت کرتے ہیں پھر وہ اول لوگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی
 ذنبہم لعباد ولہذا وعرثہم الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرة غفلت فان صلی التزاور ہم بزرک القیامۃ
 دین کو سنبھالیں گے اور غریب کو دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سے غافل ہیں بیشک جس نے تزاور ایسی طور پر پڑھے کہ نہ قمر پور کیا
 والجلسۃ والطمانیۃ المقدرة بمقدار تسبیحۃ فیہا یکن عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
 اور نہ جلسہ کیا اور نہ ان میں کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہو جائے اور سختی آگ کی عذاب کا کیونکہ یہ
 الاشیاء فرض عندابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوۃ بترکها وواجب عندابی حنیفہ ومحمد فی
 سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں
 رواۃ حتی یجب اعادۃ الصلوۃ بترکها فی رواۃ اخرى سذۃ وعلی هذه الروایۃ یکن تارکها مستحقا
 واجب ہیں بیان بیشک انکی ترک سے اعادہ نماز کا واجب ہے اور ایک روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہے
 للعتاب وحرمان الشفاعۃ فیکون من الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسبون
 اور شفاعت سے محروم ہیں اور ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بنائے ہیں
 صُنعًا ومن الذین بلالہم من اللہ ما لم یکنوا یحذیرون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
 کام اور ان لوگوں میں سے کہ نظر کیا اور کو اس کی طرف سے جو خیال نہ کرتے تھے اور بہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہے ان
 ان ہما نکتۃ لا بد من التنبیہ علیہا حتی یتقن من کان فیہ انصافا وصیل الی الحق وھی ان التزاور عشرين
 یہاں ایک نکتہ ہے اسکا بیان ہی ضروری ہے تاکہ جسین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پسند نہ رہے وہ نکتہ یہ ہے کہ تراویح میں کتنے ہیں
 رکعۃ وفی کل رکعۃ قنوت وجلسۃ وطمانیت ہما وفی ترک کل منہما ذنب فلو ترک طمانیۃ احدہما یکن
 اور ہر رکعت میں ایک قنوت اور ایک جلسہ ہی اور دو تین طمانین اور نو میں سے ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہے پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی
 عدد الذنوب عشرين ولو ترک طمانیتہما یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترک انفسہما ایضا یصیر
 تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر دونوں کی طمانیت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونوں خود ہی ترک ہوئی تو
 مجموع الذنوب نمازین واذا ضم الیہ معصیۃ لاظهار یصیر مجموعہا مائۃ وستین ذنبا واذا ضم
 تمام گناہ ایسی ہو جائیں گی اور اگر اسکی ساتھ معصیت ظاہر کرے گی طمانین تو تمام گناہ ایک سو ساٹھ ہو جائیں گی اور اگر اسکی ساتھ
 الیہ عدم الاعادۃ الواجبۃ یصیر المجموع مائۃ وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه الذکورات یکن سببا
 اعادہ نماز واجب تھا یا جاوی تو سب مگر ایک سو اسی گناہ ہو جائیں گی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی ہی جو ذکر انتقالات کی اندر
 لاتیان الاذکار المشروعۃ فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعۃ فی الانتقالات
 مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمام انتقالات کی ہو جاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں
 بعد تمام الانتقال کراہتان ترکہا عن موضعہا وتخصیلہا فی غیر موضعہا فیقع فی کل رکعۃ اربع مکروہات
 بعد تمام انتقال کی لانی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سے ٹلا دینا اور دوسری کہ کھدینا اب ہر رکعت میں چار چار مکروہ ہونگی
 فیلزم منہ ترک اربع سفن فان من ترک القنوت والطمانیۃ فیہا یقع سماع اللہ لمن حمدہ والتکبیر حین لا یخف
 اور اس سے ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہے کیونکہ جس نے قنوت یا قنوت کی اندر طمانیت کو ترک کیا تو سماع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جب کہ ہوئی کہی ہیں آؤنگی

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر الاكلة بالضممة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تترك في وقت
 اور اہل کتاب کی روزہ میں فرق سحر کھانی کا ہے اور اکلہ ہر وہ کی پیش ہی لغت کو کہتی ہیں اور نسخی حدیث کی یہ ہے کہ وہ لقمہ جو سحر کی وقت کھایا جاتا ہے
 السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم
 یہ ہے فرق ہی ہماری روزی میں اور اہل کتاب کی روزہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ہی رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہے جو جو انہیں حرام کر دیا تھا
 فان بني اسرائيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب
 کیونکہ بنی اسرائیل قبل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیلی ہی پہلی اگر روزوں کی راتوں میں سو جائی تو اوپر کھانا پینا
 والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورخص لنا في هذه الاشياء
 جماع سہرام ہو جاتا تھا چنانچہ ابتداء اسلام میں ہی یہ حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہ ہو ان اشیا کی ہکو اجازت ہو گئی
 صالم يطعم الفجور كان سبب ذلك امر ان احدهما روى عن عمر بن الخطاب انه جاء مع امراته بعد النوم ثم ندم على
 اور اسکا سبب دو چیز ہوئیں ایک تو یہ جو عمر رضی اللہ عنہ روایت ہی کہ انہوں نے اپنی بی بی سے سوئی کی بعد جماع کیا پھر اس حرکت سے غم ہو کر
 ما فعل ذاتي النبي عليه السلام واعتذر لاليه فقول قوله اكل لكم ليلة الصيام الرفق الى نسائكم وصارت
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عذر کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تم کو روزی کی رات میں لی پر ہونا اپنی عورتوں سے اور ان کی نفرت
 نلتها رحمة في حق جميع الامم والثاني ما روى عن قيس بن حزمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا
 تمام امت کی حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حزمہ سے روایت ہی کہ اسنی روزہ رکھا پھر افطار کی وقت کچھ ایسا نہ ملا جس سے روزہ افطار
 يفطر به فذهبت امراته في طلب شيء فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعده كان الطعام
 کر کے پھر اوکی بی بی کچھ کھانی کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں انپر نیت کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور انکی بی بی کھانا اوقات لائی کہ
 عليه حراما فانتبه بعد ماضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشي
 اوپر حرام ہو چکا تھا پھر یہی وقت جاگ کہ کھانی کا وقت گذر چکا تھا سو اسنی کچھ نہ کھایا جب اکل دن کا دو پہر ہوا تو اوکو غش آگیا
 فقال النبي عليه السلام طالك فقص عليه القصة فنزل قوله تعالى واكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخط
 بنی علیہ السلام نے پوچھا تیرا کیا حال ہی اتنی تمام قصہ بیان کیا پھر یہ آیت اتری اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آویں تم کو
 الابيض من الخط الاسود من الفجر فانه تعالى لما احل لنا في ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم رغب
 سفید جدی داری سیاہ سے فجر کی کہیں اللہ تعالیٰ نے جب یہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سوئی کی بعد حلال کر دیں تو بنی علیہ السلام کو
 في اكل السحور قال تسحروا فان في السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب وهذا
 سحر کی کھانی میں رغبت ہوئی فرمایا سحر کھایا کرو کیونکہ سحر بکرت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ میں اور اہل کتاب کی روزہ میں سحر کافرق ہی اور اسے ہی
 كان محمدا مستحبا ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولو ثمرة او تينة او شربة ماء
 مستحب ہو گئی اور جو سحر کھانی کی حاجت نہ ہو تو اسکو ہی مستحب ہی کہ کچھ تھوڑا سا کھالیا کری اگرچہ ایک چھوڑا ہوا ایک ٹخیر یا ایک کھوٹ یا پی
 في الايام الثلاثة من رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور ويستحب تأخيرها ايضا لما روي انه
 تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہوا اور سحر کی بکرت غنیمت ہو اور تاخیر سحر کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ بنی علیہ السلام نے
 قال ثلث من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتأخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تأخير السحور
 فرمایا کہ تین امور مرسلین کی عادات میں سے ہیں افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر اور مسوک اگر کوئی کبھی تاخیر سحر میں سے ہیں
 صين من اخلاقهم وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجري
 اخلاق میں سے کیونکہ سحر ہی حال یہ ہے کہ سحر صرف اسے امت کی واسطی ہی تو جواب یہ ہے کہ سحر ہی مراد دوبارہ کھانا ہی کیونکہ یہ اولیٰ حق میں قائم
 جری

يجري الشحور في حقهم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا يزال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا
 مقام سحوركم بها اورا كيه حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جب تک سحر میں تاخیر اور افطار میں
 الفطر لکن ينبغي ان لا يؤخر على وجه يقع الشك في طلوع الفجر فان من شك في طلوع الفجر فلا فضاله
 جلدی کرتی رہیگی لیکن لایق یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ صبح صادق کی کہنی میں شک پیدا ہو جاوے کیونکہ جسک صبح صادق میں شک ہو تو اسکو یہ ہی فضا
 ان يترك الاكل لخرا عن الوقوع في المحرم ولو اكل فصومه تام لان الاصل بقاء الليل ولا يخرج بالشك وروي
 کہ نہ کھاوے ایسا نہ کہ حرام میں واقع ہو جاوے اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پوری واسطی کہ اصل تورات کا باقی رہنا ہی شک ہی خارج نہیں ہوا
 عن أبي خيفة انه لو كان في موضع يتبين له الفجر لا يلتفت الى الشك ولو كان في موضع لا يتبين فيه
 اور ابو خیفہ سے روایت ہے کہ اگر کسی کو ایسا مقام میں ہو جہاں شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں فطر ظاہر
 الفجر او كانت الليلة مقمرة او متغيبة او كان ببصرة علة تكون مسيئا في اكل مع الشك لقوله عم
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہش ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کہنا اچھا نہیں واسطی رشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 دعم ما يربك الى ما لا يربك وان كان اكبر رائه انه اكل والفجر طالع فلا احتياط فيه ان يقضى ذلك
 چھوڑو اسکو جس میں شک ہی طرف اسکی جس میں شک نہیں اور اگر اسکی رائے میں احتیاط غالب ہے تو کہنا کہنا ہی صبح صادق ہوگی تو احتیاط میں یہ ہی
 اليوم عملا بغالب الراي لان اكبر الراي كاليقين فيما يبنى على الاحتياط وعلى ظاهر الرواية لا قضاء عليه
 غالب احتیاط پر عمل کرتی کو واسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اس پر قضا نہیں ہی
 لان اليقين لا يزول الا بمثله ولا اصل بقاء الليل ولو ظهر ان الفجر قد كان طالعا يلزمه القضاء
 اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فجر بیشک ہوگی تہی تو اس پر قضا لازم ہی
 ولا كفارة عليه لانه يبنى الامر على الاصل الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التشحر واما الافطار
 اور کفارہ نہیں ہی اسواسطی کہ بناء اوسے اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہ سب احکام سحر کی تہی اور ما افطار
 فليست تجب تعجيله قبل طلوع النجوم لما روي عن سهل بن سعد ان سعدا عليه السلام قال لا يزال الناس
 سواؤی تعجل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنے نہ پاوے اسواسطی کہ سهل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ خلقت
 بخير ما عجلوا الفطر يعني ان الناس ما داموا يحفظون هذه الخصلة يكونون على خير واذا تركوها
 بہلائی پر ہی گئی جب تک افطار میں تعجل کرینگے مراد یہ ہے کہ خلقت جب تک اس طریقہ کو نگہ رکھیں گی تو بہلائی پر رہیں گی اور جب اسکو چھوڑ دینگے
 ينقص خيرهم فان الستة ان يجعل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتاب
 تروا کی بہلائی میں نقصان آوے گا کیونکہ طریق سنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نمازی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہو چکی اسواسطی کہ اہل کتاب
 كانوا يؤخرون الافطار الى اشتباك النجوم ثم صار في ملتنا شعرا لاهل البدعة وسمة لهم وندب
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہو جاوے یہ ہمیشہ ہی ہماری امت میں بدعتوں کی عادت ہوگئی اور طریق بہر گیا اور افطار میں تعجل
 تعجيله مخالفة لهم وقد روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال قال الله تعالى احب عبادي الي اعجلهم
 اور کی مخالفت کی گئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مجھ کو محبوب تر وہ بندہ ہی جو افطار میں
 لم افان من كان اكثر تعجلا في الافطار فهو احب الى الله تعالى لكونه متمسكا بشريعة نبيه ومعتبرا
 ہی کرتی میں جو شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
 ايخالفها مع انه اذا فطر قبل الصلوة يودي الصلوة عن حضور القلب وطمانينة النفس فمن كان
 زجہ کی اور یہ ہی ہے کہ اگر نمازی پہلی افطار کرے گا تو پھر نماز خوب دکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پھر ایسا شخص

اور اس کا ذکر ہمیں نہیں

هذه الصفة فهو احب الى الله تعالى من لم يكن كذلك ويسمى ان يفطر على تمر او ما يقوم مقامه
 الله تعالى كما يحب كبريت من ينهك
 بدنسب اليه شخصي جوايسا نهو اور لائق بي كه جويار سي افطار كرى يا جوشيرى من او كى قايم
 في الخلاوة كالنتين والزبيب وان لم يجد فعلى ماء لما روى عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل
 مقام هو جيسى بخير يا مومنه اور اگر نه ميسر آوى تو باي اسوسطى كه انس سى روايت بي كه بغير صلى الله عليه وسلم نماز سى پيلي
 الصلوة على طيبات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حسا حسوا من الماء وقال عليه السلام اذا
 تاذه جويار سى افطار كرى اگر نه تو خشك جويارى اگر نه بي نهو تا لوكى كهونث پاني اور فرماي صلى الله عليه وسلم بي جب
 افطر احدكم فليفطر على تمر فانه بركة فان لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور ويدعو عند الافطار
 كوى افطار كرى تو تر سى افطار كرى كيوكه يه بركت هي اگر نه پاوى تو باي سى افطار كرى كيوكه نهيت پاك هي اور افطار كى وقت
 باهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للمصائم عند افطاره دعوة مستجابة
 اي بي سى بى مطلب كى دعا مانكى كيوكه اس وقت ظن قبوليت كا هي چنانچه حديث مين آيا هي كه روزه واسطى لى افطار كى وقت دعا مقبول هي
 وروى عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا فطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
 اور عبد بن عباس سى روايت هي كه نبى صلى الله عليه وسلم افطار كرى بوى يه فراقى اللهم لك صمت الى آخره لى تيرى واسطى مين نى روزه كيا اور تيرى اور تيرى لايلا
 افطرت ووقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا قبل الليل من ههنا
 مينى روزه كهوا اور وقت افطار كا وهى وقت هي جوع من الخطا رويت هي كه نبى صلى الله عليه وسلم نى فرماي جب يهاتى رات سامنى آوى
 وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا فى
 اور يهاتى دن جلاوى اور آفتاب دؤب جاوى تو روزه دار نزلت افطار كرى اس حديث مين رونو كيه لفظ ههنا اسم اشارة كا بيان فرماي هي
 الموضوعين والشارى بالاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهر اولاً من ذلك الجانب والليل عبارة
 اول مقام من اشارة مشرق كى طرف هي اسوسطى كه رات كى تاريكى پيلي اوسى طرف سى ظاهر هوتى هي اور رات اوس هي
 عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق وشارب الثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
 تاريكى كا نام هي جوع مشرق كى طرف سى بيه هوتى هي اور دوسرى مقام مين مغرب كى طرف اشارة فرماي اسلى كه دن كى روشنى جو
 من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واغربت يذهب النهار وعلو
 آفتاب سى هوتى هي اوسى طرف كو جاتى هي اور آفتاب كى باقى رهنى كه دن كهتى مين جب آفتاب دؤب جاتا هي تو دن جاتا ريت هي
 هذا يكون غروب الشمس معلوماً من قوله وادبر النهار لان الادبار يعنى الذهاب وانه حاجة الى قوله
 اس حال كى موافق آفتاب كا چوب جانا تو لفظ ادبر النهار سى معلوم هو چكا تها اسوسطى كه ادبار جلى جاتى كو كيتى مين اب اس لفظك
 وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
 وغربت الشمس كيا حاجت هي كين يه يه بيه لفظ واسطى بيان كمال غروب كى فرماي كوى يه خيال كرى كه آفتاب كى آدهي تهاى دؤبى يه يه افطار جايزي
 والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
 مراد يه هي كه آفتاب كا غروب جب بورا هو كى تو روزه دار كو وقت افطار كا آگيا پهره كو افطار جايزي بلكه تعجيل مستحب هي
 تعجيله لكن في يوم الغيم لا يستحب تعجيله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
 ليكن ابر كى دن تعجيل مستحب نهين هي اور افطار بهرگز نه كرى جبئك كه اسى كان غالب مين آفتاب غروب نهولى اگر چه مغرب كى
 للمغرب وان شك في غروب الشمس لا يجزى له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء
 اذان هو كى اور اگر آفتاب كى غروب مين شك هو تو افطار حلال نهين هي اسوسطى كه اصل دن كا باقى رهنه هي اور اگر افطار كرى كا تو اسه قضا هي

الاسیما اذا افطر والكبرایه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء على الاصل الذي هو بقاء
 خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اسکی رائی میں احتمال غالب ہو کہ غروب ہی پہلے افطار کیا تو اس پر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہو جاوی کہ وہ دن کا
 النهار بخلافه فأتقدم في أكل السجود لأن الأصل فيه بقاء الليل ولونبتين أن الشمس لم تغرب ينبغي أن
 باقی رہنا ہی بخلاف گزشتہ کی جو سحر کی حال میں گذر اکیونکہ وہ دن اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہو جاوی کہ آفتاب نہیں چھٹا تو لایق ہی کہ
 يجب الكفارة نظر الى الأصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ أو بنى على ظن يقصد صومه
 بلحاظ اوس اصل کی جو گناہ باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہو طی اور جس نے روزہ چوک کر یا گناہ سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہی
 ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياتم افساد صومه
 اور باقی دن بہر امساك لازم ہوتا ہی اور قضا اس پر واجب ہی اور اس پر کفارہ نہیں آتا اور نہ گناہ گار ہوتا ہی روزہ تو اسکی فاسد نہ
 فلا تنفاه ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
 کہ غلطی سی اسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہو سکتا تھا اور امساك باقی دن کا اسکی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہو سکی ادا کرنا چاہی
 الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذريه يصير متصفا عند الناس بالفسق والخرق
 اور تاکہ ذمہ پر تہمت نہ رہی اسکی کہ اگر بی عذر کھا دی پیو گیک تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی
 عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يففق مواقف التهم
 بجہتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اس پر اور قیامت کی دن بہر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ پر گرنہ چاہو
 واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذافات يجب قضاءه واما وجوب الكفارة
 اور قضا اس واسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع میں اسکا بدلہ دینا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اس واسطی واجب نہیں ہی
 فلكون الجنابة قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذالم يوجد القصد ينتفي لانهم ايضا لما روي عن
 کہ خطا کثرت ہی پوری نہیں کیونکہ بلا قصد صادر ہو گئی ہی اور جب قصد نہیں ہوتا تو گناہ بھی نہیں ہوتا اس واسطی کہ روایت ہی
 عمرانه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فأتى كاس
 عمری کروہ اپنی یاروں کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن میں رمضان میں شام کی وقت بیٹھی تھی سو کوئی شخص
 من اللبن فشرب وهو اصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رأى الشمس فقال
 پیالہ دودہ کا لایا پھر عمری اور اسکی اصحاب فی پیالہ پر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑھا تو دیکھتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
 الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لارعياما تجانفنا لانهم نقضى يومنا مكا
 یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمری جواب دیا تجھ کو اذان بڑھانی کو بھیجا ہی یا آفتاب دیکھنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہیں کی ایک دن اسکی بدلی
 فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
 قضا کر دیگی ہم پر ایک دن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچھ نہیں ہی
 لان قوله ما تجانفنا لانهم معناه لم غل الى الاثم واتعدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من
 اس واسطی کہ او کا قول ما تجانفنا لانهم اسکی معنی یہ ہے کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہیں کی اور ہمنی اس افطار میں عزم معصیت کا نہیں کیا اور ایسی ہی جو شخص
 كان اهلا للصوم في ثناء النهار ولم يكن في اوله ذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكاف
 آخر روز میں روزہ کہ اہل ہو اور اول روز میں روزہ کا اہل نہ ہو تو اسکو امساك باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز میں کافر مسلمان
 وبلغ العصبى وفاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وظهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم
 یا بچہ بالغ یا داناہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوی تو ہر ایک کو اونچین سی

یلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين ولا صل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
 باقى روز کا امساك روزہ داروں کی طرح لازم ہے اور قدرہ اس میں یہ ہے کہ جو شخص درمیان روز ایسا حال پر ہو
 لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
 کہ اگر روز میں ایسا ہوتا تو اس پر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساك لازم ہے اور جو ایسا نہ ہو تو اس پر امساك واجب نہیں ہے
 لمن كان مريضاً أو مسافراً أو حائضاً أو نفساً فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
 جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساك واجب نہیں ہے اسلئے کہ روزہ کا مانع موجود ہے یعنی
 هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلا الصوم عليهما
 اور نہیں یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسی روزہ نہیں ہے ایسا ہی روزہ داروں کی مشابہت ہی نہیں حائضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئے کہ اس پر روزہ
 حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الرضاها
 حرام ہے اور حرام کی سادہ مشابہت ہی حرام ہے اور مریض اور مسافر کو اسلئے کہ انکی حقین باعتبار حرج کی اجازت ہے اور اگر ان پر مشابہت حرجین
 التشبه عاد الحرج نظر الحائض تاكل سراً لاجل وكذا كل من ايجله الافطار ياكل سراً لاجل الا ان يكون
 تو وہ ہی حرج کا حرج موجود ہے پھر حائضہ عورت پوشیدہ کھادی ظاہر کھادی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہے پوشیدہ کھادی ظاہر کھادی ان جسکا
 العذر ظاهر كالمريض والسفر والنفسا لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهراً يصير عند الناس متهماً بالفسق
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کھادی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسلئے کہ اگر یہ کھادی اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو غفلت کی نزدیک فسق کی تہمت
 الذى هو كل رمضان ولا حترار عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
 لگی کی یعنی رمضان میں دن کو کھانا ہی اور تہمت کی جگہ ہی احتراز کرنا واجب ہے چنانچہ گزر چکا ہے جاننی کی بات ہے کہ بیمار دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو ایسا
 لا يضر الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذى يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
 جسکو روزہ ضرر نہیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہے اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہے ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہے اسلئے کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
 مرض ہے نہیں ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجھنا چاہی اور طریقہ اسکی پہچان کا بعضی فقہ بیمار کی سمجھ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ ہی
 بالتجربة انه ان صام يزداد المله ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
 جان لی کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو روزہ رکھنے سے میرا دلہا اور مرض بڑھ جاوے گا اور بعضی فقہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہے لیکن طبیب داناسلم عادل ہو
 لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة تتعلق بنفسه
 فاسق نہوا اسلئے کہ خبر دیانات میں مقبول نہیں ہے مردودی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی متعلق ہے
 لانه لا يبر عن المشقة فاقم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلاثون في بيان غائلة من افطر
 کیونکہ سفر مشقت ہے کہی ظالی نہیں ہوتا سفر کو قایم مقام مشقت کی طرح اگر حکم نکا دیا نیسویں مجلس شرکی بیان میں اس شخص کی جو کہیں رمضان کی
 يوماً من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
 روزہ توڑ دی جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ
 يوماً من رمضان من غير خصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من جسا
 بی اجازت شرعی اور یہ دن بیمار کی توڑ ڈالا تو اسکا عوض تمام عمر کی روزی نہیں ہو سکتی یہ حدیث مصابیح کحسن حدیثوں میں
 المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
 ای ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہ حدیث برسیل ڈرائی اور خوف دلائی کی وارد ہوئی ہے کہ روزہ توڑنے میں کتنا گناہ ہے اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہے

فانه لا یجد فضیلة الصوم المفروض بالهرکله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنیت قضاء
 کیونکہ فضیلت فرض رمضان ساری عمر کی نفل روزہ نہیں نہیں حاصل ہوتی اور یہ امر نہیں ہے کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کا بدلہ
 یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلك لان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مکانہ اصامع الکفارة
 قضاء کی نیت سی روزہ کا کیا کرے تو اسکی زمرہ سی قضاء اور سد کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ سب کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اسکی بدلہ ایک کی قضا کا فی ہی یا تو براہ
 ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غذا ودواء وبغیر الکفارة ان کان افطاره بما لا یوجب الکفارة
 کفارہ کی اگر کوئی افطاریہ چیز سی کیا جسمیں کفارہ واجب ہوتا ہے جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطاریہ جسمیں کفارہ واجب نہیں ہوتا
 مما یس غدا وعلا دواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالرخان الذى ظهر فى هذا الزمان من قبل الکفرة
 جیسی نہ تھا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنے والی چیز نہیں سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ میں کفارہ کی طرف سی

العدرة لاهل الايمان وابتلى به كافا لانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیہ ان قول
 جواب اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہے اور اس میں تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہیں آیا روزہ فاسد کرتا ہے یا نہیں سوا اسکا جواب یہ ہے کہ
 الفقهاء فی عامہ قال کتب وان کان نصاب علی ان مطلق الدخان اذا دخل الخلق لا یفسد لکنہم قالوا فی تعلیلہ
 فقہاء کا صریح قول عام کتابوں میں اگرچہ یہ ہے کہ مطلق دہوان اگر خلق میں داخل ہو جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اسکی علت یہ بیان کی ہے
 لانه لا یمکن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التكلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس
 کہ روزہ اسطی فاسد نہیں ہوتا کہ دہوان سی بچاؤ نہیں ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی میں منہ کھولی اور دہوان خلق میں چلا جاوے تو کیا
 ان یفسد صومه لوصل المفطر الى جوفه بفعله وكونه لا یتغدى لا ینا فی الفساد کالتراب الحصة وهذا
 میں یہ آتا ہے کہ روزہ جاتا ہے اسطی کہ مفطر پیٹ میں اسکی اختیاری گھبرا اور غذا انہو فساد کی منافی نہیں ہے جیسی مٹی اور کٹکری روزہ فاسد ہوتا ہے

التعلیل یقتضی ان یمکن الاحتراز عن الماء فی اذنه اختلافاً فیہ والصائم لا یصل الى جوفه بفعله ویدل علیہ ما قال قاضیا
 تعلیل چاہتی ہے کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑ نیوالا ہو کیونکہ یہ دہوان اختیاری پیٹ میں جاتا ہے اسقول قاضی خان کا فتویٰ میں اسکی پرکھو
 فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلافاً فیہ والصائم لا یصل الى جوفه بفعله وانظر
 اور اگر اسکی کان میں پانی ڈالیں تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اسطی کہ اسکی اختیاری اندھا ہے اب دیکھو تو

کیف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم
 اختیاری اندھا جانی کا روزہ ٹوٹتی میں کیسی اعتبار کیا ہے کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان میں چلا جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا
 من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الى اذنه مستعمله من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة
 کہ روزہ ٹوٹتی نہیں اختیاری کو دخل ہے بلکہ اگر حقہ بوشونکی دعویٰ کو خیال کر دے کہ حقہ دوا ہے تو لازم آتا ہے کہ کفارہ ہی واجب ہو
 لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء والدواء الى الجوف من المسلك المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعلیل
 اسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہو چکا ہے کہ غذا یا دوا اندر کی طرف عادت کی راہ سی رمضان میں دن کو قصداً داخل ہو

وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعویہم یمکن موجودا فیہ ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر
 اور یہ امر اگر انکا دعویٰ سچا ہے تو حقہ میں موجود ہے یہ یہ بات کہ حقہ خالی دہوان میں فی روزہ آیا جیسا حل ہے یا نہیں تو
 فیہ الا قایل والحق الذی علیہ التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المكلف ان لم یترب علیہ فائدة
 اس میں بہت گفتگو اور حق بات جہر اعتقاد ہے یہ ہے کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا
 دینیۃ او دنیویۃ فهو دایر بین العبت واللہو ولم یفرق بین هذه الثلاثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق
 بادنیۃ کا نہ تو وہ کلمہ یا عبت یا لعب اور لہو ہوتا ہے اور لغت کی کتابوں کی اندر اس میں کچھ فرق نہیں لکھا اور فرق ضرور چاہی

لغطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقا بالقبول ان العيب الفعل المذكور
اسو اسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعض علماء کی جو لایق قبول کرتی ہی یہ ہی کہ عیب وہ کار ہوتا ہی

ليس فيه حكمة ولا فائدة وما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو لان فيه زيادة حظ النفس
جسہ میں نہ کچھ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحيث يشتغل به عما يهتها وكل حرام لا نهالم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب للهو
اسفند کہ کسی شغل میں اور ضرورت کو بھول جاتا ہی اور یہ سب حرام ہیں اس واسطی کہ قرآن میں جان انکار کی سو جو کچھ طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعيب علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما في اللعب واللهو وفي العيب بل هو بالعيب ان نسب
اور عیب کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ بیکی ہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عیب ہوگا بلکہ حقہ کو عیب سے زیادہ مناسب ہی

لخو عن اللذة التي في اللعب للهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطاني فخير
کیونکہ لذت خالی ہی جو لعب اور لہو میں معتبر ہی ان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سے لذت حاصل ہوگی سو ہی باب

في اللعب واللهو لكن لا يكون فيه شيء من الفائدة اصلا من الفائدة الدينية وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا کیسے حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہ تو ظاہر ہی

الدينية لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا طباق الاطباء على ان مطلق الدخان
دخان کا کیونکہ داسمین مرکز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دھواں

مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش بن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتے ہیں اگر دھواں اور غبار ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتے ہیں تین چیزیں بچنا چاہی اور چار چیز کا استعمال چاہی

ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدرسم والحلوى والطيب والحمام
یہ طبیب کی کچھ صحت نہیں بچتی رہو دھوئیں اور غبار اور بدبوئی اور استعمال کیا کرو جگہ ہی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذكر في القاتون ان جميع اصناف الدخان محقق بجوهرة الارض وفيه نارئة يسيرة قال بعض الفضلاء
اور قاتون میں نہ لوری کہ دھوئیں کی تمام قسمیں باعتبار این جوہر ارضی کی محقق ہیں اور داسمین کچھ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتے ہیں

فاذا كان محققا يكون محققا للرطوبة البدنية فيؤدي الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله
جب دھواں محقق ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کرکے پھر اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوگی تو اسکا برتنا جائز نہیں ہی اس واسطی کہ

صيانة النفس عن حقوق الضرر وقد ذكر في فصل الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء
ضرر ہی جان کا چانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعراض کرے کہ بعض دفعہ

قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه فكيف يحرم المنع عن استعمال جميع اصنافه
طیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسمی دھوئیں ہی کرتے ہیں پھر اسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دھوئیں سے مانعت کرتی کیونکہ صحیح ہی

فالجواب انهم يعالجون به لحظا بسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فالقول ما ذكر من التخفيف
تو جواب یہ ہی کہ طبیب دھوئیں سے تھوڑی دیر کی واسطی علاج کرتے ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتے تاکہ خشکی پیدا ہو پھر اگر کوئی بہہ اعراض کرے کہ خشکی

لا يضر في البغنى لكثرة رطوباته وانتفاعه بتخفيفه انما وجه المنع فالجواب ان حراما انتفاع به هيجو بل في
کہتی موسو بلغی مراج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سے بلغی کو فائدہ ہوتا ہی پھر کچھ بیماریاں تو جزا پر ہی کہ دھوئیں سے فائدہ ملتی ہی

في معرفة ذلك من حبيب الله ذوقا له ان الله لا يهدي القوم الضالين
ب اسکا دریافت کی واسطی بطریق طبیب چاہیہ ہر آدمی کی مزاجوں سے واقف ہو اور اس مقدار کو جانے جس میں نفع ہوتا ہو اور نہ تو فعل کرے اگر چاہے تھوڑی

وجدوا في استعماله دواء لمرضهم لان ذلك من تلبس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتولد من تكاليفه في
 بهي الاكوي كرايبي باريوني شفا باني اسوسطي كه اونيه به شيطاني وهو كما اورا بليس كي افسر شي ربي هو بي تاكره هو ان جتي جتي اخر كو
 عاقبة امره داء لادواء فان تكرار ك ليسود ما يقابل في تولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لادواء ثانيا
 ايسى باري پيدا هو جسكى كچه پروانهين هي كيونكه حقه كابر بارينا سامنى كي جكه كوسياه كرديتا هي بهر اوس سى گرمى پيدا هوتى هي بهر اخر كو ايسا مرض هو جاتا هي
 على دعوتهم ان يكون الناس كلهم مرضى ان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
 جسكى وانهين هي بهر ايكى دعوى كي موافق بهر لازم آتا هي كتمام آوى بيارهون اورا كنى بيارى تمام سال چارون فصلون مين ايكى هي قسم كي هو اور
 معالجتهم فيها بشي واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثمة فيه اصابة الممال
 اولك علاج بهي ايكى هي دواسى ايكى هي طريقه پر هو اورا سكا بطران هر يك عاقل پر ظاهري بهر اسمين مال كالتف كرنا هي
 لانه يشترى بشي خال فيدخل في الاسراف المحرم مع نثر ربحه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد
 كيونكه مهنگى دام سى خريد تا هي اب اسلاف مين جو حرام هي داخل هوا اورا وسمين بدو كه اول كوكون كي دماغ كو جوهين پيتي مين بهت تكليف ربي هي اور
 روى انه عليه السلام قال كل مؤذ في النار قال الكناسى الرائحة المنتنة تحرق الحياشيم وتصل الى الدماغ
 روايت هي كه بغير صلى الله عليه وسلم في فرما ايزا ديتي والى سب درون مين اورا كناسى كه تا هي بدو كه تا كى نشنون كو جلا ديتي هي اور دماغ مين جاكر
 وتؤذى الانسان ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقرب مسجدنا يؤذينا برحمة والمراد من هذه
 آوى كوايزا ديتي هي اسى واسطى نبى صلى الله عليه وسلم في فرما يا جس في اس درخت مين سى كه تا هي بدو كه تا رى مسجد كي پاس نه آوى كه كهوا ولسكى بوى ايزا دوى او جتر
 الشجرة كل مال كربة يتاذى منها الانسان بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا من
 علت بيان فرماي سى ثابت هي كه مر واس درخت سى وه هي جسمين ايسى بدو موجود هو كه اوس هي انسان كو تكليف هو اورا ديه هي كه جو شخص ايسى چير كه اوى
 رائحة كربة يتاذى منها الانسان فلا يقرب مسجدنا لانه يؤذينا برائحة الكربة وقد ثبت في صحيح مسلم
 جسمين بدو هو كه انسان كو اوس سى ايزا هوتى هو تو همارى مسجد كي پاس نه آوى اسلى كه كهوا بدو سى ايزا ديگا اور صحيح مسلم مين ثابت هو چكا هي
 انه عليه السلام كان اذا وجد من اجل في المسجد ربح البصل والثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء
 كه نبى صلى الله عليه وسلم اگر كسى شخص مين مسجد كي اندر بوى پياز يا لهنس كي باقى تو بقيع كي طرف نكلو اديتى اسى واسطى فقهاء كهت مين
 كل من وجد فيه رائحة كربة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بخرجه من يده ورجله دون
 جسمين ايسى بدو آتى هو كه آوى انسان كو تكليف هو دوى تو اوسكا مسجد سى نكالدينا لازم هي اگر چه اتمه سى اورا نوسى كه چكر
 لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراجه كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد في هذا الزمان لوجود رائحة
 طارهي اور سركى بال كچه كرهين اس رويت كي موافق اس زمانه مين اكثر كاهمون اور مؤذنون كا مسجد مين سى نكالدينا لازم آتا هي كيونكه اونين بهر هي
 الكربة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكربة الرائحة بل هم قد يستعملونه في داخل المسجد الجا
 بدو موجود هوتى هي كيونكه بهت حقه بدو داسي جاتي مين
 فيكون الكربة في حقه اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان
 اكنى حق مين كراست بهت سخت اور ريدتري اور بعض علماء مالكي مذهب في ملك حجاز مين ايك سوال كا جو حقه كي باب مين تها به جواب كها هي
 وهون استعمال الدخان حرام كاصل لانه اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب فجزءه بالجزء
 كه ديو مين كو استعمال كرنا حرام هي چكاكي اصل اسوسطي كه اوسكى اصل لكطى هي اورا ك كيونكه دهون لكطى كا جز هو تا هي كچه كلى هي سوهو ان
 من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتيم
 اسلى كه اوسمين كچه كچه آگ هوتى هي استعمال كرنا حرام هي واسطى قول الله تعالى كي جو لو ك كه تا هي مين مال يتيمون كي

فانما يكون في بطن يوم كذا فذلك النص على حرمة النار فيخرج من الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جملته
 ناسق وهو كذا في بين ابي بيت مين آگ بعد آيت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے سو دھوان ہی جو اس کی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہی ہے کہ اس کا
 ہوا بعد نسیبہ حیات قال فی حق قوم یونس النبی علیہ السلام لما اصابوا کشتفا عنهم عذاب الخری فی الحیوة الدنیا
 اور کون کو عذاب کی چیزوں میں مغر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق میں فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہی اور پھر ہی ذلت کا عذاب دنیا کی جاتی
 فابعد لیب الکشتفا عنهم کان دخانا قال فی ایه اخرى فارتقت یوم تاتی السماء بدم حان مبین یغشی الناس
 سو عذاب جو اوستی موقوف ہوا تھا دھوان ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی سو تو راہ دیکھ جس دن کراوی آسمان دھوان صبح جو گہری لوگوں کو
 هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذكور فی هذه الاية معناه المحیقی علی قول وعلى هذا القول بكون النظم
 یہ ہی دیکھ کی مار اور مراد دھوان ہی اس آیت میں ایک قول کی موافق حقیقی معنی میں اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت ہی
 الیم صریحا فی كون الدخان عذابا لیم وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
 صاف معلوم ہوتا ہی کہ دھوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سے عذاب واقع ہوتا ہو اس کا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ
 الفرار من محل العذاب کبطن محشر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التفسیر اسم واد اهلك الله تعالى فیہ
 جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اس جگہ ہی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محشر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تفسیر میں ہی نام ایک وادی کا ہی جہاں اللہ تعالیٰ فی
 اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار بما به العذاب اولی ثم ان المستعجلین له ترہم
 اصحاب الفیل کو ہلاک کیا تھا پھر جب عذاب کی جگہ ہی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سے بہاگنا بہت ضروری پھر حقہ بینی والوں کو تو دیکھتا ہی
 انه یخرج من حلقهم وانوفهم وفيه تشبه باهل النار والذي یهلکون فی آخر الزمان من الاشرا کما جاء فی الحدیث
 کہ دھوان اولیٰ حلق میں آگ اور ناک میں سے نکلتا ہی اور اس حال میں روزخیزوں کی موافق اور دیکھی برابر ہیں جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہو گئی چنانچہ حدیث میں بھی
 انه یكون فی آخر الزمان دخان یملا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه کھیئة الزکام واما
 کہ آخر زمانہ میں ایسا دھوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈبا کیونکہ لوگ پائیس دن تک قائم رہیں گے پھر وہ من شحمون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
 الکافر فیخرج من منخریه واذنیہ وعینیہ حتی یصدر من ارجلہم کالرأس الحنید ای المشوی فلا یبغی للمؤمن
 کافر کی دونوں نینھوں میں سے اور دونوں کانوں میں سے اور دونوں آنکھوں میں سے دھوان نکلی گا ایسا کہ ہریک کا سر ایسا ہوگا جیسی سر پہنا ہوا یعنی سرخٹہ سر والوں کو
 ان یتشبه باهل العذاب لان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملائکة اهل العذاب وقد ذکرہ جمیع
 نہیں جاسی کہ عذاب والوں کا سا حال نہالین اور نہ یہ جاسی کہ عذاب کی چیزوں کو استعمال کریں اور نہ عذاب والوں کی ہی صورت بتا دیں اور تمام علماء ہی
 من العلماء المتختم بالحدید النحاس لما ثبت فی الحدیث انہما حلیۃ اهل النار وصرح علی ما ذکرہ الملالی فی مختصر الاحیاء
 لوی اور تاجی کی آکھو بھی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث ہی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہ اور تانبہ زبور روزخیزوں کا ہی اور موافق بیان ہلا کی حقہ الامامین
 انه علیہ السلام کان یکرہ الطعام السخن ویقول ان الله تعالى لم یطعنا فادنا فهدا الدخان اولی بالکراهۃ لانه مختلط
 صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کھا فی کو مکروہ جانتی اور فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فی ہمو آگ کھا فی کو نہیں دی سو اب یہ دھوان کراہت میں زیادہ تر ہی اس واسطی کہ اس میں
 باجزاء نار یہ کھا ہر فلو لم یکن فی استعماله لا تسوید الشیاء لا بدان وکراهۃ الرائحة والاثنان یکفی لاجر للعاقل عن
 اجزاء نار ہی مل ہوئی ہیں چنانچہ گرجا ہی پھر اگر حقہ بینی میں سوای سیاہی کپڑوں اور جسم اور بدبو اور نفص کی کچھ شہوت تو یہی عاقل کی واسطی ہی ہی روٹی کو کافی تھا
 استعمال لیل یکن فی استعماله الاحیاء سنة الکفار الذین اخرجوا واطهروہ فی بلاد الاسلام تو صلا الی اضرار اهل
 بلکہ اگر کسی بینی میں کچھ نہ ہوتا سوای رواج دینی طریق کھا کی جہنم فی امکو نکال کر بلاد اسلام میں بھیلا یا ہی اہل اسلام کی ضرر سانی کی لئی
 الاسلام لکان باعثا للعاقل علی اجتنابه وما نفعنا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خاملة صعبة
 تو ہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تھا اور اسکی اختیار کرنی ہی مانع تھا لیکن اس زمانہ کی لوگوں کی طبیعتیں ایسی بچی ہوئی ہیں کہ صدمہ طبع نہیں ہوتا

الانقياد ماثلة دائماً الى ملائكتهم ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا

اور اگر سمجھیں تو سب کچھ کر کے دیکھیں کہ اگر دیکھیں تو سب کچھ کر کے دیکھیں

بَيْنَهُ وَهُوَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُوَفِّقَنَا سَبِيلَ الرِّشَادِ وَيُعِدَّنَا عَنْ سَبِيلِ الْغَى الْمَجْلِسُ الْحَادِ وَالثَّلَاثُونَ

۱۰۸
وہم استعالیٰ ہی سوال کرتا ہیں کہ ہکونیک رستہ کی توفیق دی اور ہکو کچی کی راہ سی دور رکھی

۱۰۹
فیمان سنۃ الاعتكاف وطلب لمة القرى فلهذا وضعت مقالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیان میں سنت ہوئی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اني اعتكفت العشر الاول بطلب هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لي التمس في العشر

میں نے رمضان کی پہلی دہائی میں اپنے گھر میں اعتکاف کیا، پھر بعد اسی بیچ کی دہائی میں اعتکاف کیا، پھر میں تیار ہو گیا تو مجھے کسی کہ لیلۃ القدر کو بھیج دیا۔

من تاجش جوئی ساتھ استغفار کیا ہو تو وہ پچیس عشرہ میں پورا استغفار کرے گا۔ فی لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا پہر میری لسی بہا دی یہہ حدیث مصلحہ کی

المصلي رواه أبو سعيد الخدري وأصله على ما في الصحيحين أنه عليه السلام اعتكف العشرة الأولى من

صحیح حدیثوں میں ہے ابو سعید خدریؓ کی روایت کی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے یون ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان کی پہلی عشر میں رمضان تھا اعتکف العشر الاوسط فی قمرۃ ترکۃ ثم اطلع راسہ فقال انی اعتکف العشر الاول اطلع

اعشکاف کیا پہرچ کی دہم میں ترک خیمہ کی اندر اعشکاف کیا پہر سر مبارک باہر کمال کر فرمایا کہ میں فی پہر دہم میں اس شب کو تلاش بن اعشکاف کیا

هذه اللبلة الى آخر الحديث وفيه دليل على ان المقصود من شرعية الاعتكاف طلب لبلة القدر فانها

اور زمین سے زمین کی مصلحتوں اور ان کے سبب قدرتی آفات کی سبب ہونی کا شروع ہوا ہے۔

بہتر ہر نوادس نسب میں نیک اعمال کی شغف میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسپین امور دنیا سی و ملک کا خالی رکھنا

النفس الى المولى والخصم بخص حصين وملازمة بيت رب العالمين فيكون لمن احتاج الى عظيم
 ما لو كان كاحواله كراتنا اورمانه لينى قلعه مضطربى اورمانست برور دگر عالمه كركركى بر سر ساج جسر دگر كركى تونك كرمه بر سر كركى

فلازمه حتى قضى ما ربه فالقيل اذا كان شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فلم لم يختص بالليل والجو

دروازی پریشان تکبّر از چو که او سکا مطلب کردی اگر کوئی اعتراض کردی جب تر دعیت اعتنائی کی واسطی تلاش بدله القدر کی تو تیر اعتنائی ضرورت ہی تھی

ان لقماعی قد اصاب علیہم الا جہاد فی یومہا کالاجتہاد فی لیلۃہا فی الاستحباب ذلک وہ النہوی فی الاذکار
کہ امام شافعی فی صاف کہا ہے کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی سخت ہے جیسے رات کو سخت ہے

وهذا الحديث يقتضيه أيضا لأنه عليه السلام اعتكف العشر الأول من رمضان لطلب تلك الليلة

اور اس حدیث سے بھی یہی لازم آتا ہے اس واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی یعنی اس کا کیا

پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا ہے جب کہ وہ اگر کھلی

۱۰ ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیل القدر یہاں عشرہ میں ہے تو پہلے عشرہ میں ہی اور نہ

العشر الاوسط فغزم عليه السلام على الاعتكاف في العشرة الاخرى وحث على اعتكافها فانه عليه السلام كان

پیچ کی سیرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبتی شجرہ میں استکشاف کا غزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دے سونے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتکف ازواجه من بعدة قال الزهری
 رمضان کی پہلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتے رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فی او کو وفات دی پھر اونکی اچھ ازواج مطہرات کرتے رہیں زہری کہتا ہی
 عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف و رسول اللہ علیہ السلام کان یفعل الشئ و یترکہ ولم یترک الا فی
 لوگوں کی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکھا ہی اور حال یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتے ہی اور چھوڑ بھی دیتے اور اعتکاف
 حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ وحبس النفس علیہ و فی المشیۃ الاقامة فی المسجد واللبث
 ایک شئی پر قیام رہنا اور اوس شئی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھ مسی میں دیکھ کر ہی
 اخیر دم تک نہیں چھوڑا پھر اعتکاف کا معنی انت میں

افیه مع النیۃ اما اللبث فترکہ و اما المسجد والنیۃ فشرطہ والمعنی اللغوی موجود فیہ مع زیادة وصف
 رہنا در تک کرتے ہی یعنی پھر رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی ہی شرعی معنوں میں زیادتی وصف کی ساتھ
 وهو سنیۃ مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان لانه علیہ السلام واطب علیہ بعد ما قدم المدينة الی
 پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پہلی عشرہ میں اسو سلی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ پہنچے تشریف لائے تو اعتکاف ہیث کرتے ہی
 ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غیر ترک دلیل الوجوب فلم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیہ السلام
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ او کو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب
 کان فی حق الواجب بعد المواظبة علیہ بیکر علی تارکہ ولم یترک علی من ترک الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب

کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو بڑا جانتی ہی اور اعتکاف کی تارک پر کہی انکار نہیں کیا اس سی معلوم ہو کہ اعتکاف
 بل هو سنیۃ مؤکدة علی طریق الکفاية فی العشر الاخیر من رمضان و فی غیرہ من الا زمانة نقل واما یجب
 واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پہلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پہلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نقل ہی اور واجب تب ہوتا ہی
 بالنداء والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشرع فهو قاطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم
 کہ نذر مانو بالشرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم بنتا ہی سو وہ قطع ہی پھر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایک دن ہی یہاں تک کہ اگر اعتکاف

بیدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك و افسده یقضیه
 ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سی پہلی داخل ہوا اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو کو
 ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء مشروعه قبل غروب الشمس
 اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کر نیکی مسجد میں غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا یخرج عند تمامہ الا بعد غروبها ولومات قبل ان یعتکف یلزمہ ان یوصی بان یطعم
 اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرتے ہی پہلی مر جاوی تو لازم ہی کہ وصیت کر دی
 عنه لكل یوم نصف صاع من الحنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
 کہ ہر ہر دن کی بد لہ آدم آدم صاع گہوں کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدین روزہ کی اور انہیں ہوتا

حتى لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیہ لا یصح نذره ولا یلزمہ شئ وکذا
 یہاں تک کہ اگر کسی فی ایک دن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوس میں کہا چکا تھا تو اوسکی نذر صحیح نہیں ہی اور اوسکی ذمہ کچھ لازم نہیں ہی اور ایسی ہی
 لو نذر اعتکاف لیلۃ لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم
 اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہی اسلی کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ
 لیس شرط فیہ فی ظاہر الروایۃ وهو قولہما ایضا فعلى هذه الروایۃ لیس قله تقدیر حتی ان من
 شرط نہیں ہی اور صاحبین کا ہی ہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کہ سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہی یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
 مسجداً من آوى او تخطى تلك في وقت من اعتكاف كى نيت كرى تو معتكف هو جاك جيتك مسجد من مريكا اورا كو اعتكاف الاول كلسا ثواب ليكا اورا جيب
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم بشرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
 مسجد من تخطى كى ثواب كى اعتكاف اور حسن امام ابو حنيفة سى روايت كرى تا هي كى روزة صحت اعتكاف كى شرط هي اس روايت كى موافق هي كى كى مدت كى
 لا يصح الا في مسجد الجماعة امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة تلاته عبادۃ انتظار الصلوة
 سوا مسجد جماعت كى جسا امام اور مؤذن معين هو اورا ويكن بائجن نمازين جماعت سى هو كى هولن درست نهين هو اسلوسطى كى نماز كى انتظارى هي كى
 فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها في موضع صلواتها في بيتها ولا يخرج منه
 سوا هي كى جسا هي جهان ده نمازين هو كى هولن اور عورت اپني كهر كى مسجد من اعتكاف كرى يعني جس كى اپني كهر من نماز پڑھتي هي پھر اس جگہ سى
 اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلواتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
 اگر اعتكاف كى تونہ ٹلى اور عورت كو جائز نهين هي كى اپني كهر من سوا نماز كى جگہ كى اور كرسن اعتكاف كرى اور اگر اس كى كهر من نماز كى جگہ كى معين هو
 لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الحاجة شرعية كالجمعة او طبعية كالبول و
 توا وكو كهر من اعتكاف كى جائز نهين هي اور معتكف مسجد سى بدلن حاجت شرعي كى باہر نہ نكلى جيسى نماز جمعة يا بدلن حاجت طبيعى كى جيسى پيشاب اور
 الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين تزل الشمس
 يا خانه اور اگر واسطى پيشاب يا پا خانه كى مسجد سى باہر آيا تو طہارت سى فارغ ہو كر كهر من دير نہ لگاوى اور نماز جمعة كى واسطى آفتاب ڈھني كى وقت واكث
 ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفرقه الخطبة وان كان تفوته الخطبة
 اگر مسجد جامع سى نزديك معتكف هو ايسا كى اگر آفتاب ڈھني كا انتظار كرى تو خطبة نہ فوت ہو جاوى اور اگر جاني كى خطبة ہو چكي كا
 لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكثه ان ياتي للجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
 تو آفتاب ڈھني كا انتظار كرى بلكه ايسى وقت روانہ ہو كى مسجد جامع من جاك چار ركعتين نماز كى اول نماز سى پہلي پڑھ لي جو منبر كى سامنى هو كى هي
 المنبر وفي رواية ست ركعات نحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
 اور ايك روايت هي كى چہ ركعتين پڑھ لي دو ركعت تحية المسجد اور چار سنتين اور بعد نماز جمعة كى اتنا شہري كى چار ركعتين
 ركعات اوست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
 يا چہ ركعتين پڑھ لي موافق اختلاف حديثون كى كى جمعة كى بعد كى نفلون من وارد ہوئي هي اور اسقدر سى زياده دير نہ لگاوى
 وان مكث لا يضره ولو دوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا الصلوة الجنازة ولا
 اور اگر دير لگاوى تو كچھ نقصان نهين هي اگر چہ ايك دن رات مكث ليكن بيہ خلاف مستحب ليكا اور بجا پر سى كى واسطى نہ جاوى اور نہ واسطى نماز جنازة كى جاوى اور نہ
 لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف فعند
 گواهي ديني جاوى بيہ تمام قول امام ابو حنيفة كا هي اسواسطى كى مسجد من سى بلا عذر نكلا اگر چہ ايك ساعت كى لمي هو و كى نزديك اعتكاف كو فاسد كر ديا هي
 وهو الا قيس لان الخروج بينا في اللبث وما بينا في في الشيء يستوفى فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحديث
 اور بيہ هي قابل قياس كى هي اسواسطى كى باہر نكلا الله پڑھي كى خلاف هي اور جو شى كسى شى كى خلاف هو كى هي اسمين تہو و اہيت سب برابر هي جيسى فہ ميں كہا نا
 في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض يبطل لان الخروج بعد المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
 اور وضوء من حدث اور ايسى هي اگر ايك ساعت كى واسطى بيمارى كى عذر سى نكلى تو اعتكاف باطل هو جاتا هي اسواسطى كى بيمارى كى عذر سى نكلا باين اعتكاف كى تا دور وقوع هي
 مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعد المرض وكذا اذا خرج بغير عذر
 كسى كى هي كى ايجاب سى مستثنى نهين هو سى سواب گويا بلا عذر ياہر نكل آيا ہاں تا هي كى بيمارى كى عذر سى نكلى ميں كہنگار نهين هو تا اور ايسى هي اگر بلا عذر

بى نام اعتكاف

لا یجوز ولفظ الشائع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حمله علی المعنی الشرعی ما لم یکن لا ت
 معنی بین اور شارع کی کلام اگر دو معنی معنون شرعی اور معنون لغوی کی راہ ہوئی ہی تو وہ معنی جہاں تک ہو سکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہیں اس واسطے
 الغالب من حال النبی علیہ السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلی هذا یكون المعنی ان وجوب صدقة الفطر
 کہ کہ تو قات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہیں بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہ ہے ہوئی کہ صدقہ فطر کا
 علی الانسان لغاتین احدی انهما کونها كفارة لخطایاه وتطهیر له فما صدقته في حال الصوم من الهیو واللغو
 انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی او کی خطاؤں کا اور او کی پاکیزگی ہی اوس پر عمل ہی جو روزہ کی حالت میں ہوا ہو اور لغو
 الذین لیس فی واحد منہما فائدة دینیة او دنیویة ومن الرث الذي هو الکلام القیم وما یضاهیه من الفا الجاعم
 جنہیں کوئی فائدہ نہیں ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی مکتب ہی یعنی کلام بد اور جو اس کی مانند ہی الفا جاعم کی
 لان الحسنات یثبتهن الشیئات والثانیة کونها اقرب للمساکین حتی یكون الفقیر فی هذا الیوم کالغنی فی
 البیت یکما ان روزگاریہ میں برائیوں کو اور دوسری فائدہ مساکین کی روزی ہی جہاں تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرے غنی کی مانند ہو جاتا ہی
 وجد ان القوة وعدم الاحتیاج الی السؤال لانه علیہ السلام قال اغنهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم واما
 اور حاجت سوال کی نہیں رہتی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کرو اور یہ اشارہ ہو
 الی ان هذا الیوم انما یكون عید للفقراء اذا استغفوا فیہ عن السؤال بوصول صدقة الاغنیاء الیہم
 کہ یہ دن فقیروں کی حق میں عید ہے کہ تو انکو روزہ سے صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نہ رہی
 لان الاغنیاء مکلفون بانفاق المال فی سبیل الخیر وسیر ذلک التکلیف ان المال محبوب الخلق وھم مأمورون
 اس واسطی کہ تو انکو روزہ کو حکم ہی کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں بہرہ یہ ہے کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور او کو محبت الہی کا حکم ہی
 بحسب الله تعالى وقد ادعوا ذلک بنفس الایمان لان قولہم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
 اور وہ ہی صرف ایمان کی راہ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اسلی کہ او کا قول لا اله الا الله اسکی یہ معنی ہیں ہم ہی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
 لا معبود ولا محبوب الا الله فالترضا عبادتہ ومحبتہ ولا نعید ولا نحب الا اياه فجعل بذلک المال معیا
 نہ کوئی محبوب ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اللہ کی ہو معنی او کی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم او کی سوا کسی کی عبادت کریں نہ کسی کو محبوب رہیں سوا اللہ کی نہ کرنا
 لھم ومصدق الصدقة من حیث ان جمیع المحبوبین یبتدل فی سبیل المحبوب الذي غلب حبہ فی قلبہم
 او کی محبت کا نشان مقرر ہو ہی اور او کی بھی دعویٰ کی تصدیق ہی اس حالت میں کہ تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطی کہ او کی محبت دل میں زیادہ تر ہو غریب ہو کر او کی
 فمن یذل وهو من الذین صدقوا ما عہدوا لله علیہ ومن لم یذل یكون من الذین یقولون یا قلوبہم
 سو جس نے مال خرچ کیا وہ لوگ ہیں کہ اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا اور جس نے مال خرچ کیا وہ لوگ ہیں کہ اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا اور جس نے مال خرچ کیا وہ لوگ ہیں کہ اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا
 ما لیس فی قلوبہم بل من اتبع ہوہ وجعلہا النقصہ حتی کانه یعبدہ فان من جعل ہوہ لنفسہ لا
 جو او کی دل میں نہیں ہیں بلکہ وہ نہیں ہیں جو اپنی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا محبوب بنا لیا ہی گویا وہ ہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی
 ھوہ نفسہ شیئا الا یرتکبہ ویخالف مولاه ولہذا قال النبی علیہ السلام بغض الہ عید فی الارض عید
 تو یہ ہوا سکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولیٰ کی مخالفت کرتا ہی اس واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تر مبعوث ہو کر میں کا اور مجھ کا گلی ہی
 الله تعالى هو الهی فعلی هذا یجب علی الکلیف لان الخیر
 خدا کی نزدیکی ہوا ہو جس ہی اسکی موافق مکلف ہو اس کے عہد میں نہ تو اسے ترک کرنا
 وان کان ترکھا
 بعض الا زمان الزم ووجب لقوله تعالى ان عد
 کہ اور واجب ہوتا ہی اس دلیل ہی سہیوں کی گنتی

الشهر عندنا لله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلك الله
 القديم ولا تظلموا فيه من أنفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الأحكام الشرعية
 في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في الدوح المحفوظ منذ خلق السموات والأرض من تلك الشهور لا نفي عنه
 اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حروما هو الدين
 المستقيم دين ابراهيم واسماعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيه من أنفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
 فيها فان العمل الصالح كما انما اعظم اجره في تلك المعصية فيمن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
 وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العیدین ولياليها

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
 الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
 بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
 ابن يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

الموسى
 مؤمن كواثره
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

هو عذرة وعد الله تعالى والثالث بعة من الجنة والرابع قربة من جهنم والخامس جفاء من
جوا سکا ہی اود کا دشمن ہی تیری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی اثر نہی پانچویں اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ابد الحفظة
جسکو سب سے زیادہ محبوب کہتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہی ساتویں کرام کا تین کو اپنی

الذين لا يؤذونه والثامن احران النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشفاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو اسکو نہیں ستانی آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر تکلیف کرنا نویں زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانتة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنوب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فاذا
دسویں تمام عالم کی بدخواہی اس واسطی کہ گناہوں کی شامت سی مینہ برسنا بند ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہ حال ہو تو نہم دیکھو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنوں مین باوجودیکہ دعا و حفاظ نصیحت کرتے ہو لیکن منبروں پر کچھ اور کہہ

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن لبس الوعيد ليس العيد لمن تفرح بالعيد انما
کہی جاتی ہیں کہ عید اوسکی لئے نہیں ہی جوئی کپڑی پہن لی عید اوسکی ہی جو عید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئے نہیں ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للثائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسکی ہی کہ تو بہر گز بہر نہ پہنسی عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زینت سی ارایش کری عید اوسکی ہی جو توشہ تقویٰ سی آرایش کری عید اوسکی نہیں ہی

من ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن يبسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط و
جو اونٹنیوں پر سوار ہو عید اوسکی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہیں ہی جو فرش فروش بچاوی عید اوسکی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہیں کہ ملاہی کا سنا تو معصیت ہی اور اوسکی لذت کرنا فسق ہی اور اوس سے مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سے بیکر کانوں مین اونٹکیان دینے تھیں اب یہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتے ہیں اور اوس روایت کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ تسہل اسلام کا دعویٰ

الاسلام وحبية الله ورسوله ومعهم نايخا الفونهما في الايام والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کی محبت جلتی ہیں اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہیں اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حکام وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات انهم لا يسمعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکھتے ہیں اور سمیع سے نڈھ مسخ نہیں کرتے بلکہ اوس مین اور مدد دیتی ہیں اب جو کوئی روی تو چاہی کہ اسلام کی

الاسلام وغرته اذ قد عاد الاسلام غربا كما بد اغربا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روی کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہو گیا جیسی غریب شروع ہوا تھا ان یہ دن فرح اور سرور کے ہیں پر یوں چاہی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبنا كما لا غتسال والنظيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہو دی جیسی نہاتا اور خوشی بگانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيله على ما ينبغي ان كان حراما فليس يجوز الخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہوں یا دھوئی ہوں چنانچہ اگر آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریم کا پھٹا اور باطل باتوں مین گھستا کیونکہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعور فيه المؤمنين بالمعصية والا احسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيا
اسی لئے عید کہی جیچ کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر عید غفرت اور احسان کرتا ہی بہر اول پر ہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سے کڈ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العارفين انه
 انما سادات مله اوراين وخطه شكلي هول بدت اور ثلثي والرفاين من هول اور بعض عارفين سي حكايه كرتي بين كوه

من يوم العيد يفرحون بالعباد ويصحبون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء منهم ان يشكروا واهلها
 عيده كي دن اكيه قم بهر سنجي كه كليل بهي تهي اور سستي تهي فرمايا اگر ان كوكون كي عيده مقبول هوئي هي نواد كو لازم هي كه شكركرين اور بهر شكركرد كو

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم يتبعني ان يعلم ان بعض
 كام نيين مين اور اگر مقبل نيين هوئي نو لازم هي كه خدا كا خوف كرين اور بهر نيوالون كي كام نيين مين بهر سنجي كي بات بهر كه بعضي لوگ

الناس قد اذعنوا ان ضروب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر رضي الله عنه دخل عليها يوم
 كهتني مين كدف دائره بجانا اور گانا عيده كي دن جايز هي اسلي كه روايت هي حضرت عائشه رضي الله عنها او كي بيان عيده

العيد وعندها جارتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغيش بشربه فزجرهما ابو بكر فكشف الثوب
 دن آئي اسوقت او كي پاس دور وكيان گاتي تيين اور دف بجاتي تيين اور رسول الله صلى الله عليه وسلم پھر اور هي هوئي تهي اولن اور كيون كو ابو بكر كي منع كيا تو هي صلى الله

وجهه فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيدا فنهنا عيدا فان هذا الحديث وان كان يدل على ان
 و سلم لي منبه كوكر فرمايا ابو بكر جاتي دي كيونكه هر هر قوم كي عيده هوئي تهي بهر عيده اب بهر حديث آوريد او كي قول بهر جايز بتاتي بين دالت كرتي هي

لكن ليس لازم ان ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث مذكور غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس
 بهر يون نيين هي جو ده كرتي بين كيونكه نصاب الاحتساب مين مذكور هي كه بهر حديث مذكور هي اس حديث بهر عمل نيين هي واسطی اس آيت كي ايك لوگ مين

من يشترط هو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
 كه خبردار مين كليل كي باتون كي كيونكه مراد بهر الحديث سي جرات مين هي موافق بيان معالم التنزيل كي ابن مسعود اور ابن عباس

وعكوفه وسعيد بن جبيل الغناء وافي معناه من المعازف والمزمار والمراد من اشتراه اختباره والمعنى ان بعضا
 اور عكرمه اور سعيد بن جبيل سي غنا هي اور جواسي مثل هي گمان اور مزمار بجاتي اور اشترا سي مرادي پسند كرنا يعني بعضي ايسي لوگ مين

من الناس يختار الغناء وافي معناه من المعازف والمزمار ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها ههوا
 جو غنا كو پسند كرتي مين اور اسكي مثل كو سرود اور مزمار تا بچلا دين اسد كي راه سي بن سنجي اور بهر دين اسكو سستي

اولئك هم عابثون فدللت الآية على تحريم الغناء وافي معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
 ده جو مين او كو دلت كي ماري بهر آيت غنا كي حرمت پر دالت كرتي هي اور جواسي مثل هوئي چيز مين اور حرمت اس سي هي معلوم هوئي هي كه

بعد بلوغها لم يتقل عنها الا ذم الغناء والمعارف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر
 حضرت عائشه رضي الله عنها بالغ هوكر غنا اور معارف كي سواي برائي كي كچه منقول نيين هي اور دوسري جواس عيده مين انسان مكلف بهر واجب هي صدقة الفطر هي

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغني الذي هو شرط لجوبها ان يملك نصا با او يملك قيمته نصا با فاضلا
 صدقة الفطر بهر مسلم آزاد تو انكر بهر واجب هي اور مقدر وجود اسطی وجوب صدقة فطر كي چاهي اتني هي بهر نصا با ملك هويا ايسي شي كا مالك كه او كي قيمت فصلا

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف الغناء فمن كانت له دار لا يسكنها فبوجوبها او لا يوجرها تعتبر قيمتها
 برابر بهر حاجت اصلي سي زياده هو اور ناي هو ناي يعني برهني والي چيز هويا كچه ضرور نيين بهر زكوة مين معتبر هي سوچي پاس ايك بهر هوكه جسمين انمين كرتا بهر كرايه ريتا هو

في الغني وكذا اذا سكنها وفضل عن سكنها شيء يعتبر قيمة الفاضل في الغني لان ما كان من حاجته الاصلية
 او كي قيمت معتبر هو كي اولي سي هي اگر او مين ريتا هو اور بهر سي كوي طبقة فاضل هو تراب او فاضل كي قيمت اس غنا مين معتبر هو كي كيونكه جتنا او كي حاجت مين هي

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيجتلب اليه اذ ما من مال الا وقد يقيم الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
 چاهي كه اب او كي ريتا و مين هو ده نيين هي چسكي اكي كو حاجت بيردا هو كي اسطی كه جومال هو تاي سوا او كي حاجت كهي كهي آبي لگتي هي بيان تك

لا يكون به أغنيا ولو كان فيها ثلاثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغني وصاحب الثياب لا يكون
تؤاس سي غني نهين ہوتا اور اگر اسی مکان میں تین مقام ہوں تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی اہلی اعتبار کی جائیگی اور کھڑن کا مالک

غنیابثلث دسجات احدھا للبدلة والثانية للحنة والثالثة للجمع
اور عید کی دنوں کا اور سی ہی دو چھ دنوں کا غنی
اور دو سال کا کہ بجی وقت کا تیراجو
اور غازی بقرسین
اور دو چھ دنوں سے زیادہ ہوگا تو غنی ہوئی میں اس کی قیمت حساب میں لجا دی گی
اور غازی بقرسین
اور غازی بقرسین

لا يكون غنياً وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى وها زاد على الواحد من الدواب غنى نہیں جوتا اور اگر تین کھڑی ہوگی تو ایک کھڑی کی قیمت غنی ہونین حساب کیجا دیگی اور جس قدر ایک چر پائے سی زیادہ ہوگا

لغير الغازی فرسکان او حصار اللدهقان او غیره او الخادم الواحد یعتبر قیمتہ فی الغنی وکذا کتب
سوا غازی کا کی اور شخص کی پاس کھڑا ہو یا گدا رئیس گا تو کی لٹ یا اور کسی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہوئی کی لٹ اور زیادہ کی قیمت حساب میں لیا جائیگا اور کسی
التفسیر والحديث والفقہ لاهلہ ہمارا دل علی نسخۃ واحدة من روایۃ واحدة یعتبر قیمتہ فی الغنی
تفسیر حدیث فقہ کی کتاب میں علماء کی لٹ جو ایک نسخہ سی زیادہ ہو تو ایک روایت میں غنی ہوئی کی قیمت اور کسی حساب میں لیا جائیگا

وکنما ما نرید علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر برقیته فی الغنی والفرح بنورین واللة الحسب

لا يكون غنياً و كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدىها في الغنى و البقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى غنى نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوگی تو ایک کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا میں اس کی قیمت بچاؤنگی

والخيار اذا كان له حصة او لم يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له ائتمان او صابون يعتبر

قیمت انکی بجا دے گی اور جسکی پاس ایک سال کا کہنا جسکی قیمت نصف ایک روپے اور پھر ہر سال کی کوہ غنی نہیں شمار کیا جاتا یہ قول قاضیخان

فی فتاواہ والمرآة اذا كانت لها جواهر ولائی تلبسها فی الاعیاد وتزین بها للزوج یعتبر قیمتہا فی الغنی وکلذل
 یمنہ فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور جس عورت کی پاس جواہر اور مونی ہوں کہ عید کی روزہ ہستی ہو اور خاوند کی بھائی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اس کی قیمت معتبر ہوگی اور

[illegible]

حرمۃ اخذ الزکوٰۃ و وجوب صدقۃ الفطر والاضعیۃ لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یجزم علیہ السؤال
 زکوٰۃ یعنی حرام ہے اور صدقۃ فطر اور قربانی واجب ہے جو ان میں کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتا ہے۔ ایک ایسا غنی جو تاجی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصاباً كاملاً ناصياً وغني
او صدق له اجماعاً بنو ناصي او اوسع صدق فطر او زكوة او اوج

يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من
 اليسار هو الذي يسكن في بلد حرام هو تاهي اور صدقة فطر اور قرباني واجب هو تي اور زكوة واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی
 يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نساء وغنى يحرم عليه السؤال لا اخذ الصدقة ولا يجب
 جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہ ہو اور ایک ایسا غنی ہو تاهي جسکو سوال کرنا حرام اور صدقة لینا جائز اور
 عليه شيء ما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه ولا يسأل عن عورته ثم
 اور ہر جو اور مرد اور عورت واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقة فطر اور نہ قربانی اور نہ زكوة وہ ایسا شخص ہو تاهي جسکی پاس ایک کتا یا بھیا ہو اور بدل کر کے کوئی چیز
 الواجب عندنا نصف صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما
 پھر تاهي نزدیک کیوں کا آدھ صاع واجب ہو تاهي اور پورے صاع چوڑی اور جو کا اور صاع وہ ہو تاهي جسین ایک ہزار چالیس درہم آچارین اور
 وهو صاع عشر وكان قد فقد واخرجه المحاكم ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه صاع رسول الله صلى
 پھر صاع حضرت عمر والا ہی پھر یہ گم ہو گیا تھا اور حجاج فی نکالا اسی لمح صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یوں ہی کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اذ كان عمر لا يخالفه في شيء هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا
 اسلی کہ حضرت عمر کسی باب میں اصلا تھا لغت نہیں کرتی تھی پھر صاع جب چاہی کہ صدقة فطر صاع ہی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقة فطر نزل کر دی تو یہی جائز ہی
 لان تقرير الصاع لما كان بالوزن جاز لا عطاء بالوزن والزبيب عندنا بي حنيفة كالبر وعندها كالشعير
 اسلی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جائز ہو اور ادا کرنا ہی وزن سی جائز ہی اور مولیٰ ابو حنیفہ کی نزدیک کیوں میں داخل ہیں یعنی آدھ صاع دینا چاہی اور
 وقد كثر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا لا ولي ان يراعي فيهما القدر والقيمة
 اور جامع صغیر میں مذکور ہی کہ کیوں کا آٹا اور کیوں کا ستونیکو کی مثال ہی یعنی آدھ صاع دینا چاہی پھر علماء یوں کہتی ہیں کہ ہر یہ ہی کہ آٹا اور ستونیکو اعتبار
 احتياط الضعفاء لا تار الواردة فيهما والمعتبر في الخبز القيمة ولا يراعي فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر والاصل
 دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار کی باب میں آئی ہیں ضعیف ہیں اور روٹی میں قیمت ہی کا اعتبار ہی اسین اندازہ کی رعایت نہیں ہی اسلئے کہ اسین کوئی اثر نہیں ہی اور اصل
 في هذا البلد انما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف
 صدقة فطر میں وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاع ذکر ہی اوسین قیمت کا اصلا اعتبار نہیں ہی اوسین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہاں تک کہ اگر کسی کی گول کی آدھ
 صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز ان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس منصوص عليه فانما
 صاع کی جگہ آدھ صاع چھوڑا کی کا ادا کر دیا تو جائز نہیں ہی اگرچہ چھوڑا دن کی قیمت کیوں ہی بہت زیادہ ہی اور جو انج صاف مذکور نہیں ہیں تو وہ
 يلحق بالنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى
 اوسین جسکا ذکر آدھ ہی قیمت کر کر طاری ہیں اندازہ کی روسی نہیں طانی اور ابو یوسف کی روایت ہی کہ آٹا کیوں ہی بہتر ہی کیونکہ کھانے میں جلد آسکتا ہی
 المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفم للحاجة على المكلف الغني ان يودي ما ذكر من القدر والقيمة
 اور نقد سب ہی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہیں اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی
 عن نفسه وعن ولده الصغير ذكرا كان وانثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يودي
 اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی (ا) کا ہو یا لڑکی جس صورت میں نابالغ کی ملک میں مال نہ ہو اگر کسی بیٹا کی اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اسکا
 عنه ابوه او وصيته من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجة
 اب یا موی او کسی مال میں سی ادا کر دی اور اولاد نابالغ کی طرف سی صدقة فطر اب پر واجب نہیں ہوتا اگرچہ اوکی عیال میں داخل ہی اور نہ صدقة جو رکاو واجب ہی
 ولو ادى عنهما بغير امرهما يجوز استحسانا لانه ما ذون فيه عادة ويعطى عن ملوكه للخدمة ولو مدبرا
 اور اگر اوکی طرف سی اوکی ہی کی ادا کر دی تو استحسانا جائز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی ہی ادا کر دی جو خدمت کی واسطی

عند الامام بروية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعد وقد روى
 امامكم في پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی غائز کو کہ اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑاوی کیونکہ لاچار ہی میں تاخیر ہوئی اور درایت ہی
 ان قوماً شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد از زوال بروية الهلال فامر النبي عليه السلام
 کہ ایک قوم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر دو پہر ٹہلی چاند کی گواہی دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا
 بالخروج الى المصلى من الغد واما التأخير فغير عذر فلا يجوز ان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
 کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلین اور ہی عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جس میں اگلی دن ہی غائز ہو سکی
 الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحداً لکن قد ورد
 تو پہر غائز نہیں ہی کیونکہ اصل اس میں یہ ہے کہ اگلی روز ہی غائز نہیں کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہے لیکن حدیث شریف میں
 الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقی ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
 اگلی دن تک تاخیر عذر کی حالت میں آگئی ہی سوا اسکی بعد قیاس کی مطابق منع ہی بہر سمجھنی کی بات ہی
 ان روية الهلال وان كان سبباً لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
 کہ چاند کی دیکھنی ہی اگرچہ روزہ رکھنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہو جاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور فطر
 لرؤيته لکن العمل به لا يلزم لا بعد قضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
 کہ چاند دیکھ کر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہیں ہوتا اس سبب اسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی بہر اگر آسمان میں کچھ
 علت سواء كان غيماً او دخاناً او غباراً او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
 رکاوٹ ہو برابر ہی کہ اگر ہو یا دھواں ہو یا غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر میں گواہی مقبول نہیں ہوگی بدون دو مردوں
 او رجلين واما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لا لهم
 یا ایک مرد اور دو عورتوں کی اور جیسی بہر عدد و شرط ہی ایسی ہی بہر شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس ہی حق العباد متعلق ہیں
 ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
 اسلی کہ انکا اس میں نفع ہی سو عید کا چاند اس ہی طور پر ثابت ہوگا جسطور انکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند ہی صرف حق شرع کا متعلق ہی
 الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد العدل حر كان او عبداً ذكر كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علت فلا
 یعنی روزہ سوا اس میں ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ان اگر آسمان صاف ہو کچھ رک ہو تو اب
 شهادة الواحد كماله لا مضك ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر واما تقبل شهادة جمع كثير بقوم العلم بخبرهم
 گواہی ایک شخص کا رمضان کی چاند میں اور گواہی دو شخصوں کی عید الفطر کی چاند میں مقبول نہیں ہوگی لب گواہی بہت انبوی کی حصول ہوگی جسکی خبر ہی یقین آجادی
 واختلفوا في مقدار ذلك فقل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلاً وعن محمد لا بد ان يتواتر
 اور اس انبوی کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ والی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہیں اور امام محمد ہی روایت ہی کہ ہر طرف ہی
 الخبر من كل جانب والصحيح انه مفض الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم المحاصل بخبرهم العلم الشرعي التوجب
 خبر کا ہر طرف ہی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطی کہ جو علم اونکی خبر ہی حاصل ہوتا ہی تو اس ہی علم شرعی راوی ہی جس کی عمل
 للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
 کرنا واجب ہو جادی یعنی ظن غالب ہو جادی علم یقین کی درجہ کا مرد نہیں ہی اور اگر کسی فی عید کا چاند اکیلے ہی دیکھا اور قاضی کی رو برو جا کر گواہی دی پراونکی گواہی
 شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضى ولا كفارة عليه ولوراء الامام هلال الفطر وحده لا
 مقبول نہیں ہی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکھنی افطار نہ کری اور اگر افطار کیا تو قصا کری اور اس پر کفارہ نہیں ہی اور اگلی امام کی اگر عید کا چاند دیکھا تو افطار نہ کری

ولا يخرج لصلاة العيد ومن رآه في هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط
 اور عید کی نماز کو ہی بخاوی اور اگر کسی نے عید کا چاند عمر کی وقت دیکھ کر اس خیال سے کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی صوم افطار کر ڈالا محیط میں ہوتا ہی
 فی وجوب الکفارة والاكثر على الوجوب ولوان اهل بلدة او اهل رمضان صاموا تسعة وعشرين
 کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقہ کفارہ واجب بتائی ہیں اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکھی تھی
 يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في
 کراسین ایک گروہ نے قاضی کی پاس انیسویں تاریخ اگر گواہی دی کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں شب میں تسمی ایک دن پہلی
 ليلة كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال
 دیکھ کر روزی رکھی ہیں اور آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی فقط اور حال یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اس شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا
 في تلك الليلة والسماء مصحبة لا يلبس لم الفطر خذا ولا يترك التراخي لان هذه الجماعة لم يشهدوا البروية
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان لوگوں کو انکی دن افطار کرنا مباح نہیں اور نہ تراویح ترک کرنا اسلئے کہ اس گروہ نے نہ چاند دیکھنی کی گواہی دی ہی
 ولا على شهادة غيرهم وانما حکواروية غيرهم واما لو كان شهدا عند القاضي ان قاضي بلدة كذا
 اور نہ اور انکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اور ان کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہ گواہی دیتی کہ فلاں شہر کی قاضی کی سامنی
 شهد عنه شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشا دتها جاز هذا القاضي ان
 دو گواہوں نے فلاں شب میں چاند دیکھنی کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے انکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو ہی جائز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق
 يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة فيجز العمل به يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضا الله بلفظه
 حکم کر دیتا اس واسطے کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اور پھر عمل کرنا جائز ہی اتنی جہر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
 وكرمه امين يامعین المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله
 کرم سے قبول کر یا بدو گار تینتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه
 جس نے رمضان کی روزہ رکھی پھر اسکی پیچی چہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ اور
 ابوهريرة وابو ايوب الانصاري واما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
 ابویوب انصاری کی روایت سی اور یہ روزی مانند روزوں سال کی اسلئے کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہیں
 فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعدة سنة ايام من شوال يصير
 پھر جس نے رمضان کی روزہ رکھی تو گویا دس مہینے کی روزی رکھی پھر اگر بعد اسکی شوال میں چہ روزی رکھی تو
 كانه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر
 گویا دو مہینے کی روزی رکھی پھر سب ملکر گویا بارہ مہینے کی روزی ہوئی اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سی یہ سمجھا جاتا ہی کہ دہری مراد
 السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد
 ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنوں میں عرب کی کلام میں بایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ باری پر ہوتی ہیں
 وقد اتفق ابو حنيفة وصاحباہ على ان الدهر المعروف باللام يكون للمعبر فالظاهر ان يحمل على مدة العمر
 اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتھ یعنی الدہر تمام عمر کی معنوں میں ہی تو اب ظاہر ہوا معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کا
 ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العمر لان المكلف لا بد ان يصوم
 معنی میں ایک سال کی معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہی تو جواب یہ ہے کہ سال کی معنی یعنی بہر معنی مدت عمر کی ہیں اس واسطے کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعد ستة ايام من شوال يكون لمن صام مدة عمره فان قيل
 رکھی پہر جب یہ حادث ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکھی اگر کوئی اعتراض کری
 من صام شهرًا كاملاً ای شہر کا نثر صام بعد ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
 جب کوئی کسی ایک پوری مہینہ کی روزی رکھی پھر اوسکی بعد چہ روزی اور رکھی تو یہ بھی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَرَاتِهَا فوجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
 جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اسی دس گونہ بہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی وجہ ہی تو جواب یہ ہے کہ رمضان کا
 رمضان متعین للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه في الفضل ولحقابه في الشرف
 مہینہ روزوں کی لئے متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینہ چونکہ اوسکی بعد اوس ہی متصل ہی تو شوال کی روزی ہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرف میں
 حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
 اوسکی ساتھ ملے ہوئی ہیں یہاں تک کہ کتنی مہینہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا تو
 الدهر فرضاً فلذلك خص ايها بالذكر من بين سائر الشهور ثم لا فضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
 ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کی اس لئے خاص ان دونوں مہینوں کا تمام مہینوں میں ہی ذکر کیا بہر فضل یہ ہے کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی
 متواليه وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 پی در پی ہونا اور بعض علماء ہی مذکور ہی کہ متصل روزی مکروہ ہیں تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو
 على الفرض لكن كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
 لیکن مختار مذہب میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تنبی ہی کہ یہ خوف ہو کہ یہ روزی رمضان میں شمار کی جائیگی
 ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض فذكر ان هذا المعنى لا يتفاءل اتصال بفصل يوم
 اور مشابہت نصاریٰ کی فرض چہ پڑھائی میں ہر حال کی اور یہ بات کہ ان ہی جب کہ عید کا روز بچھن آجانی ہی اتصال جاتا رہے
 الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابي حنيفة انه
 باوجودیکہ فقہاء کی کلام میں یہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ ہی کہ
 كرهه متتابعاً ومتفرقاً والمتأخرون من علماء مذهب لم يروا به باساً لكنهم اختلفوا في ان لا فضل
 مکروہ جانی ہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء مذهب حنفی مذہب اس میں کچھ باک نہیں جانتی پراسمیں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں
 التابع والمتفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون البعد من شهرته
 یا جدا جدا اگر جدا جدا رکھی یا اول ماہ ہی گذر کر آخر مہینہ میں رکھی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجائی ہی اور اختلاف کی شبہ سی ہی الگ ہوتا ہی
 الاختلاف اما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمى هذا
 اور یہ جو کہتی ہیں کہ بہ بات جاہلون کی گھڑ ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہ طعن سنن کی اپنی
 الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احاديث الصحيحين لا يسمى طعن الوضع
 نہیں ہی کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو وہاں میں عجیب وضعی ہونیکا سبب نہیں
 ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يميناً في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من الجاهلية
 بہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعض آدمی شوال میں نکاح کر نیکو مبارک نہیں جانتی اس میں مدفا لیٹی ہیں سو یہ بات جاہلیت کی ہی
 فانهم كانوا يتشامون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
 جاہلیت والی شوال میں نکاح کر نیکو نحس جانتی تھی اسکا سبب یہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تھی

من السنین ومات فیہ کثیر من العرالیس فتشام به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع باطلاله
اور سن بہت نئی دہنیں مرگئی ہیں سوال جاہلیت کی اسکو بخش ہوا گیا اور شرع میں اسکا ابطال ظاہر موجود ہے

کہا مروی عن عائشة انہا قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شوال وبنی بنی فی شوال فانی
چنانچہ عائشہ سی روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شوال میں نکاح کیا اور عہدہ شوال میں مجھے بیاہت کی ہے

نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احظی عنده منی قال للنووی انہا قصدت بہذا مردھا کان علیہ
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے زیادہ بہتر منہ تھی نووی کہتا ہے کہ عائشہ کے قصور اس بیان سے رو کرنا اعتقاد

اہل الجاہلیة من ظہیر التزوج فی شوال فانہم کانوا تشامون بشہر شوال فی التکام فی خاصۃ کما کانوا یشمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کرنے کی بدشکونی کیونکہ اہل جاہلیت وہ شوال میں صرف نکاح کر نیکو بخش جانتی تھی جیسی ماہ صفر کو

بشہر صفر مطلقا یقولون انہ شہر مششوم وکثیر من الناس فی هذا الزمان یوافقونہم ویتشامون
مطلق سب باب میں منحوس جانتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ میں ہی اذکی ساتھی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجھتی ہیں

بشہر صفر ویستعنون فیہ عن السفر والتزوج وغیرہا فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کبشہر شوال
اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتی بیشخصیت منحوسیت کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسی ماہ شوال

وغیرہ غیر صحیح فان الزمان کلہ من خلق اللہ تعالیٰ ویقع فیہ افعال العباد فکل زمان شغلہ العبد بطا
وغیرہ میں صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہی جس میں تمام عباد اللہ کا بار کرتا ہے سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کری

فہو زمان مبارک علیہ وکل زمان شغلہ العبد بمعصیۃ فہو زمان مششوم علیہ والشوم والیمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہے اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق میں منحوس ہے اور منحوس اور مبارک

فی الحقیقۃ هو المعصیۃ والطاعة کما قال عدی بن حاتم من المرء وشومہ بین لمحیۃ یعنی لسان
حقیقت میں معصیت اور طاعت ہے چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی برکت اور منحوسیت دونوں چیزوں میں ہی ہر دو زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشئ ففیما بین اللہ واللسان والشئ احوہ الی لسان السبع
اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں منحوس ہو کر فی ترا سبب ہوتی جو دونوں کو لڑ میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہیں جو قید کی زیادہ سے

من اللسان وروی عن عائشۃ انہ علیہ السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقۃ الا المعاصی
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا منحوس بدخلق ہی ہوتی ہے سو اب حقیقت میں منحوس سوا معاصی اور

الذنوب فانہ یسخط اللہ تعالیٰ فانہ تعالیٰ اذا سخط علی عبد یكون ذلک شقیا فی الدنیا والاخرۃ واذا
گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ گناہ سی اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بدبخت ہے اور اگر

رضی عن عبد یكون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین قد شکى الیہ عن
کسی بندہ سے راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیکیبخت ہے اور بعضی صالحہ کی پاس عام مصیبت کی جس میں

بلاء وقع الناس فیہ فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا یكون
تمام خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بار میں تم گرفتار ہو چکے ہو سوا منحوس گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مششوم علی نفسہ وعلی غیرہ فانہ لا یؤمن ان یمنزل علیہ عذاب فیعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہے کہ اوسپر عذاب نازل ہو پھر سبکو پکڑ لی

خصوصاً من لم یمنکر عملہ فالبعد عنہ لانہم وکذلک الاماکن التي یفعل فیہا المعاصی
خاص اوں کو لو کہ جو اوسکی عمل سی انکار نہیں کرتی سو اوس ہی دور رہنا لازم ہے ایسی ہی اوں مکانوں سی جہاں معاصی عمل میں آتی ہیں

الحق

لواقعة فی السنة الماضية یتکون فی حفظ الله تعالیٰ وکشفه من اقتران الذنوب فی السنة بیان فضیلة

جوسال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہو جاویں اور سال آئندہ میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اس سے تمام ہو

فی فتاویٰ دہلوی میں کہتا ہے عرفہ سوامکان فی الحضرة والسفر اذا کان یقری علیہ ویکره صوم عروہ وسمیٰ علیہ

یعنی فتاویٰ میں کہتا ہے عرفہ کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے برابری مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اور عرفات میں عرفہ کی دن کا

یوم الترویة لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التي ذکرها النبی علیہ السلام

یعنی حج کی آیتوں تاریخ کا روزہ اسلئے کہ ارکان حج کی ادا کرنا ہی نہیں آتا اگر آدمی بیمار ہو کر رہے ہو تو اس اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہے

یلتحق به ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیہ لسانہ عن الکذب والغیبة وقیم الکلام ویحکم عن الخ

تربہ چاہے کہ وقت عزت اور شرف کا لحاظ رکھے اور عین زوال کو جھوٹے اور غیبت اور بیہودہ کلام سے بند رکھے اور اپنی اعضا انکبہ اور غیو خطا سے بچاوی

والا تاتم وقلبه عن العجب والكبر وصدارة الانام هذا ما بینہ النبی علیہ السلام من العبادۃ فی یوم عرفۃ واما الاجتماع

ورائے دل کو مغرور اور کبر اور خلعت کی دشمنی سے نگاہ رکھے عرفہ کی دن میں ہر عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے

فی ذلك اليوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشیبا بالواقفین فلیس بشیء لان الوقوف عبادۃ فخصیصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندرونہ کرائعقات والوں کی مشابہت کی ہی صرف بل اصل ہی اسلئے کہ وقوف بعوفات عبادت محصور عرفات برہی

فلا یتکون عبادۃ فی غیرھا کسائر الناس حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبۃ یخشى علیہ الکفر وروی عن

سواء اور کسی جگہ عبادت نہیں ہو سکتی جیسی حج کی اور احکام یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گردنوں کی سوی کعبہ کی تو کفر کا خوف ہے اور ام سلمہ سے

ام سلمۃ انه علیہ السلام قال اذا دخل المذبح والیردان یضحی فلا یمس من شعرة وبشرته شبرا و فی روایۃ من رای هلا

روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مذبح کی حجرہ کا شروع ہوئی اور ہلال کی کھارادہ ہو تو باغی ہال اور بیک کو کچھ نہ چھوئی اور ایک روایت میں یوں ہے جس کی

ذی الحجة واران یضحی فلا یأخذ من شعرة وظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحد

اور قرانی کریم کا ارادہ ہوا تو مال اور ناخن نہ تراشی شرح السنین مذکور ہے علماء اس حدیث کی ظاہر سے عمل کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں

فذهب قوم الى ان یبدل النضیحة لایحوز له بعد دخول العشر ان یأخذ من شعرة وظفاره عالم بدینہ وقالوا النہی

سوا ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جو عصر قرآن کا ارادہ کریں اس کو گواہ ذی الحجہ شروع ہونے کی بعد قربانی دینے کی ہی سہلی اپنی مال یا ناخن تراشتی حائر نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ جماعت

فیہ للتحریم وكان ابو حنیفة ومالك والشافعی یرون ان علی الذرب والاستحباب قال فی شرح المنیۃ یندب لمن

واسطی حرمت کی ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اس کو مندوب اور مستحب سمجھتی تھی منیہ کی شرح میں کہتا ہے قرآن بکربنالی کو مستحب ہے

امردان یضحی تاخیر تقدیم الاظفار وحلق الراس الى ان یضحی ولا یحجب ان استنزل من التاخیر الکواہت لا یؤخر وھوما

کہ قرانی ذبح کرنے تک ناخن تراشتی اور سر مونڈانی میں تاخیر کریں اور واجب نہیں ہے اور اتنی تاخیر کرنی کہ اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت نہیں

زاد علی الاربعین ان قد خرف فی القنیۃ ان افضل للعبدان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنہ

کو چاہے جس کی نیادہ ہو جاد کا اسلئے کہ قنیۃ میں مکہ کی کادی کو افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشتی اور پیر کٹواوی اور عی نبانی مودہی اور ہا دھو کر طہار کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسۃ عشر یوما ولا عزذ فی ترکہ وراۃ الاربعین فالاسبوع ھو افضل

یا کہ مٹا کر ہر اگر ہر ہفتہ میں نہ ہو سکی تو ہر بندہ طہار کی بعد اور چالیس دن کی بعد دہر کرنی میں کوئی عذر نہیں ہے اس ہفتہ تو افضل مدت ہے

والخمسۃ عشر لا وسط والاربعون لا بعد ولا عزذ لہ فیما وراۃ الاربعین ویستحب الوعد بثمان النہی لیس للتشبه

اور بندہ دن مدت درمیانہ ہے اور چالیس دن انتہا کی مدت ہے چہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہے یہ ہر روز اور وعید کا ہی یہ ہر عادت بال مؤثر کی اس سے نہیں ہے

بالحجۃ المحرمین کما ذهب الیہ بعض العلماء اذ لو کان للتشبه شاع فی بسائر محظورات الاحرام ولم یختص بالیونخذ من اجزاء

کہ حج احرام والوں کی مشابہت ہر جگہ بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ یوں کہ اگر مانت مشابہت کی ہی چھوئی تو احرام کی تمام منہایتیں ہی جاری ہوتی جیسی کفار قتل چان وغیرہ

فی بیان فضیلة العشرة الاولى من ذی الحجة

البدن بل حلة النہی علی ما ذکرہ التورہ یشتی ان المضحی یجعل ضحیتہ فذریۃ یفتدی بها نفسه من عذاب

تہ من ہوتی عذابی کا عذاب ملوث بین تورہ شتی کی یہی کہ قربانی کر نیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سے اپنی جان کا عوض دیتا ہی اولیٰ ہی قربت الہی

یوم القیامۃ ویزید بها قربۃ الی اللہ تعالیٰ فكان بما اكتسب من السيئات وبما اتى به فی حقوق اللہ تعالیٰ من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیوں کی اور حقوق اللہ میں کوتاہی برت کر

تعدیات ساری نفسه مستوجبة لا عظم العقوبۃ وھو لقتل غیرانہ اجم عن الاقدام علیہ لانہ لم یاذ

ان جان کو بری سے بری عذاب یعنی قتل کا سزاوار جاتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سے باز رہا کہ شرح میں اسکی اجازت نہیں ہی

نہ فیہ فیجعل قربانہ فداء لنفسہ فصار کل جزء من قربانہ فداء لكل جزء من بدنہ فعمت بركة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر جزء قربانی کا اکٹرا کی ہر جزء کا بدلہ ہی اب قربانی کی بکرت تمام اجزا بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جميع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة ولم یحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضیلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سے محروم نہیں رہتا اور یہ فضیلت انہیں اجزا سے خاص تھی جو قربانی کر نیوالی کی بدنی متصل

بالمضحی دون المنفصلة عنہ رای النبی علیہ السلام ان لا ییس شیئا من شعرہ وبشرته لئلا یفقد من ذلك

اجزا من فصل سے نہیں ہوتی تو غیر علیہ السلام فی فرمایا کہ انبی ال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت بڑھت اور تیری رحمت

شیء ما عند نزول الرحمة وفیضان النور الہی فیتتم له الفضائل ویزرع عنہ النقائص فعلی هذا یذبح

اور فیضان نور الہی کی گم نہ ہو یہ فضائل تمام پوری ہیں اور نقصان کچھ باقی نہ رہی اب لوگوں کو چاہی

للناس ان یطابوا ہلال ذی الحجة ویدلوا الیامہ لیعلموا وقت ذبح الاضحية ویستعدوا لہا لکن ثبوت

کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند تلاش کیا کریں اور اسکی دن گنتی کریں تاکہ قربانی کا چھ وقت ٹھیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کریں لیکن تقریر

روية لہلال لما توقف علی حکم القاضی ازم المراجعة الیہ ثم انہ اذا کان فی السماء علة سواء کان غیبا

ماتہ کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پھر اگر آسمان میں کچھ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

اودخان او بخار او غبار او خوذک لا یقبل الا شهادة رجلین اورجل وامرأتین فی ظاہر الروایۃ وھو الاصح

یا دھول یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچھ قضا پر دیکھت میں گواہی جب قبل ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد و دو عورتیں اور یہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد بہ بالتوسعة بلحوم الضاحی ینبث بما ینبث بہ سائر حقوقہم وکما یشترط فیہ العدد

کیونکہ اس میں حق العباد علاقہ کہہ تھی بین قرآنوں کی گوشت کی قربانی ہی کیا نذرانہ ہوگی پر ثابت ہوگا جس طرح تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں اور جسی اس میں عدد کی شرط ہی

یشترط الحریۃ والعدالة ولفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرہم

ویسی ہی ان کی اہم عدالت اور شہادت کا لفظ چاہی اور اگر آسمان میں کوئی روک نہ ہو تو پھر اتنی انہو کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جسکی خبر دینی سے یقین آجادی

واختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواثر الخبر

اور اس انہو کی مقدار میں اختلاف ہی بعض کہتے ہیں ایک محکم لوگ چاہیں اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد چاہیں اور عام محمدی روایت ہی کہ پانی ہر طرف سی

من کل جانب الصحیح انہ مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرہم العلم الشرعی الموجب للعلی وھو غلبة

جزرہ آنا چاہی اور صحیح یہ بات ہی کہ حکم کی مادی پر حوالہ ہی اس کی کہ مراد اس علم سے جو انکی خبر سے حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سے عل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

علم یسنى کی سنوں میں نہیں ہی اور اگر ہر شبہ پر حوالہ کر آجکاں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہی یا نویں تاریخ ہی تو اب احتیاط اس میں ہی

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان اخر کان

کہ قربانی اگلی روز دوپہر ذی الحجہ کی اور اسکی بعد ذبح میں تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر نہ کری

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون في بيان فضيلة
توهم لوان مستحب ان ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون في بيان فضيلة

هراقة دم القربان في ايام الخمر ونوعه وكيفية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان دم من عمل يوم الخمر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها والشعائر والاطراف

وان الدم يقع من الله تعالى بكان قبل ان يقع على الارض فطيرها بنفسها هذا الحديث من حسان المصابيح

روقه ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها ان افضل العبادات يوم الخمر هراقة دم القربان وانصلي في يوم القيمة

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شيء ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يجتص

بعبادة وهذا اليوم اختص لعبادة فعلها ابراهيم النبي عليه السلام ولو كان شيء افضل منه لما فدى به اسمعيل

وهذا قال صاحب خلاصة شراء الاضحية بعشر ذبحها افضل من التصديق بالفلان القرية التي تحصل

بلهراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان هراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

الا ان قوله تعالى كن كما قال الله لهم ما ولا دمها ولكن يتالله التقوى منكم يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

الدم واطعام اللعوم بل المعتبر يحصل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها قال الله تعالى انما يتقبل الله

من المتقين والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والالتزام بجميع المأمورات واذالم يحصل ذلك

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان اكثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت فيجبة في جميع الازمنة الا انها في بعض الاوقات يكون اكثر رجحا واكثر جرم

لشر الزمان فيكون تركها الزم ووجب لقوله تعالى ان علة الشهور عند الله انشاء عشرتها في كتب الله يوم

خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم ولا تظلموا فيه من انفسكم يعني ان عدد الشهور القمرية

سبعة اثنى عشر وربعين او ثنتين جاريين ادبكي بهي سيد الدين

سوا ثنتين ظلم نكروا في ادبكي بهي قري مهينون ككثي

يعني قري مهينون ككثي

يعني قري مهينون ككثي

يعني قري مهينون ككثي

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا في الارض الحفوظ منذ خلق السموات

من پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی میں بارہ مہینے ہیں اور محفوظ میں ثبات جب ہی اسد تعالیٰ فی آسمان

والارض من ذلك الشهر الاثنى عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمین سے بدھ گئی اول بارہ مہینہ سی چار اداہ اور عزت کی ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرب عید در ہر چ روزہ اور ان چاروں

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيه من انفسكم بهتك

معین کا ادب عزت والاہوتا بہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سوائے کہ اپنی جانوں پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجزا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور انہیں معاصی اختیار کر کر ظلم مت اور تارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینوں میں

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں

وايام العيدين ولياليها اكثر ونزلا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دو نوعید کی دن اور انکی راتوں میں ستر مہینہ زیادہ نہری اسلئے کہ اسد تعالیٰ فی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات میں عمل کی جاتی ہیں فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات میں بہ نسبت اور اوقات کی مغفرت دی ہی مگر اسلئے رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب النواهي الذنوب فيها فقد

مروجہ ہر بہ جو شخص اس نعمت کی قدر جو اس وقت میں اس پر مبتول ہوتی ہی بخانی ہو سورت کی حرمت اور ہر گئی طرح کی گناہ عمل کر کر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

یہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سوسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اس پر مبتول ہی سمجھی اور جو اسد فی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دی ہی او کی تعظیم کری تاکہ اسد کی نزدیکی عزت باوی اور تعظیم ان اوقات کی یہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقبل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

یہ جو شخص اعمال صالح ہی عاجز ہو تو کم سی کم او کی تعظیم یہ ہی کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکورات سی گناہ کری یہ تمام بدعات اور منکرات

والا يذنب له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو جو یہ عہدہ کا دور منہم میں ترک کری اور بعض لوگ کہی کہ ان اوقات میں اسکی خوف کر نہیں ہی چنانچہ یاد

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليها الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عہد میں شب وروز ہر دو لعب وغیرہ اقسام منہیات میں مصروف رہتی ہیں بعض خود عمل کرتی ہیں اور بعض

بالمشاهدة مع ان للسيسة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الميث في تنبيه الغافلين الاول

تماشا دیکھتی ہیں یا وجودیکہ ایک گناہ میں موافق بیان فقیہ ابو المیث کی کتاب تنبیہ الغافلین میں دس ضرر مقرر ہیں اول یہی خالق

خالقه عليه بخالفه امره والثاني تفريجه ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعدة من الجنة

اپنی عمل پر او کی حکم کی مخالفت کر کر آرد کہ دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اسد کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هوا حب الیه وهو نفسه والسادس نجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

دور سی نزدیکی پانچویں اپنی جان سے جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چھیٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جو اسد تعالیٰ فی پاکیزہ پیدا کیا ہی

ظاهر

ظاهرة والسابع ايداء الحفظة للذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبرة والتاسع اشهاد الامم
 ساتون كرام كاتين كوستانا اوده اسكونين ستاني آهون ني صلى الله عليه وسلم كوقر شريف كي الله غناك كرنا فزون زين
 للليل ظلم كلفض هو العاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة
 اور رات اور دن كو اي گناه پر گناه مقرر كرنا دس دن تمام خلق اسكي به خواهي كيوكو گناهون كي شامت سي منه كم پرستاي يرب حال او كجاي جسي ايگ گناه كيا
 هذا فماذا يكون حال من يفعل قونا من السيئات سيما في هذه الايام المباركة مع ان الخطباء ينادون على المنابر
 اب قيا كيا جاي اسكا حال جو قسم كي گناه كر تاي خاص اي مبارك ايام مين كيا بركا باوجود كي نصيحت گر منبرن بر كجاي كجاي
 ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن آمن الوعيد ليس العيد لمن تجر العود انما العيد للتائب الذي
 كر عيدا او كيا اي مين اي جوي پڑي مين اي عيدا او سي كي اي جو عيدا سي محفوظ بر عيدا او سي مين جو خوشيون بس جادي عيدا او سي كي اي جو توبه كر كر
 لا يعول ليس العيد لمن تزني بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود ب زاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن
 پهر نهري عيدا او سي مين اي جو دنيا كي زيبت كر اي عيدا او سي كي اي جو تقوى كا توشه پيدا كر اي عيدا او سي مين جو ادبي بر سوار هو عيدا او سي كي اي
 ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبي عليه السلام استمعوا للدهى مصيبة
 جو خطاي باز بر عيدا او سي مين جو غرش بر پي عيدا او سي كي اي جو صراط كر سلامت كدر جادي او ني صلى الله عليه وسلم في فرباي اي اي ستا تو مصيبت اي
 والجalous عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل اصبغيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون
 اور كجاي بر پي بر پي كرنا فسق اي اولاس اي اولاس كرنا كفر اي اور روايت اي كي نبه عليه السلام في سماع كي آواز سي اي دوزخ كا زن مين او نكلا دوزخ مين اور هر گز اي اي
 امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونها
 كلمات ستي مين اور اهر اصل او جبر مين كرني بلكه اسلام كا اور خدا اور رسول كي محبت كا دعوي كرني مين اور پهر اي اوامر اور نهي مين
 في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل
 خدا رسول كي مخالفت كي جاتي مين اب كيا مشكل كي بات اي كي حاكم وقت اي اي اي صركات ممنوعه كو وكيف مين اور ذره منع مين كرني بلكه
 يساعدون فيها فمن كان باكيا فليسل على الاسلام وغرته اذ قد عاد الاسلام غربا كما بد اغريبا نعم ان هذا
 اسين اور اعدا كرني مين اب جو ردوي تو جاي كي اسلام اور اسكي غربت بر ردوي كيويك اب اسلام غربت هو كيا اي جسي كر شروع هوا تها ان بير دن
 الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالغسل والتطيب
 خوشيان كرني كي دن مين پر لوان جاي كر خوشيان اي وقت مين يا مستحب هون يا مباح جسي نهانا خوشو لگاني
 ولبس احسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوص في الباطل
 اچي كچي بدلي يعني نجا هون يا دھوي ہوئی ہوں حرام يا كروه نهون جسي حرير كا پھنا اور باطل امور مين كھنا
 لان العيد انما سمي عيدا لان الله تعالى يعوفي عن المؤمنين بالغفوة ولا احسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية
 كيوكو عيدا كو اسي اي عيدا كھتي مين كي الله تعالى مؤمنين بر دوباره مغفرت اور احسان فرمائي سو مؤمنين بر واجب اي كي معصيت اور سر كشي تها
 والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس
 اجتناب كرين تاكه سعادتمند اور اهل رضوان هو جادون بد بخت نهون واما نه او اطاوين پھر سمجھني كي بات اي كي بعضي كھتي مين
 قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر دخل عليه يوم العيد عند
 كر دف كا بجانا اور گانا عيدا كي روز جايزي كيوكو عارضي روایت اي كيا برك عيدا كي روز او كي ان اي او كي باس
 جازيت ان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بشو به فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عليه السلام
 اور كيا دف اي گاني بجاتي مين اور رسول الله صلى الله عليه وسلم كچي دف اي هوئي سولون وكيك كيا ايكرني واما پھر ني صلى الله عليه وسلم ني منبر كر كر

فقال دعها يا ابا بكر فان لكل قوم عيد فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كازعموا
 فلو ابا بكر كان يدعي ان عيدهم هو العيد الذي هو العيد في سويسر ^{هراق دم القران} حديث اگرچه او کی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جودہ کہتی ہیں
 اخذ ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمل به لقوله تعالى ومن الناس من يشترى ظهور
 السلوة في نصاب الاحتساب من ذكره في حديث شريك النعمان اسیر عمل نہیں کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کہیں کی
 الحديث فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعروة وسعيد بن
 کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عروہ اور سعید بن جبیر سی ہیں الحديث ہی غنا ورجو او کی مثل ہی صاف
 جبیر الغناء وما فی معناه من المعارف والمزاویر والمراد من اشتراكه اختياره والمعروف بعضا من الناس يختار
 اور غزایر وغیرہ مراد ہی اور اشتراک سی مراد اختیار اور پند کرنا اور معنی آیت کی یہ ہیں کہ بعضی لوگ
 الغناء وما فی معناه من المعارف والمزاویر ^{مفصل عن سبيل الله بغير علم ولا يحزنها هرقا والاولئك هم حذابهم}
 غنا کو پسند کرتی اور جو او کی مثل ہی معارف اور غزایر وغیرہ ہیں اور وہیں اس کی راہ سی بن سبھی اور غزایر اور سکوئسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کی ماری
 فذلت الآية على تحريم الغناء وما فی معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا
 سوبہ آیت غنا کی اور او کی مثل ماری وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اس کی سی ہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا
 ذم الغناء والمعارف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقیم موسر
 اور معارف ہیں سوا برائی کی اور کچھ منقول نہیں ہی دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سورتانی مسلم ازاد مقیم تو اکثر پر واجب ہی
 والیسار فیہا ان یملاک نصابا او لیکن قیمتہ نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف الفلأمن
 اس میں مقدور انتہائی چاہی کہ نصاب کا مالک ہو یا الیچ کا کہ او کی قیمت حاجت اصلی سی برہتی برابر نصاب کی ہوا میں نامی ہوتا کچھ ضرور نہیں ہی جسکی ملک میں
 كانت له دار لا يسكنها فيوجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكنها شئ يعتبر قيمة الفاضل
 ایک کمر ہو جس میں رہتا نہیں کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی او کی قیمت کا اعتبار کیا جاوگا اصل ہی اگر اس میں رہتی ہی لیکن او کی رہتی ہی کچھ باقی رہا تو اس باقی کی قیمت
 في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مستغنيا بها لا يحتاج اليها اذ ما من مال الا ويقع الحاجة
 مقدور کی باقی رہا تو اسکی اسلوسی کہ جس قدر اسکی حاجت اصلی کی ہی تو ضرور ہی کتاب او کی برتاو میں ہو یہ نہیں کہ آیت کھو برتاو میں او کی اسلوسی کہ ایسا مال کوئی نہیں رہتا جسکی
 اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار براء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم فبقي فيها دارا يسكنها فهو غني
 کہیں کبھی حاجت پیش نہ آجادی بہان نہ کہ اگر ایک شخص کہیں کہیں رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دوسور ہم کو خرید کر رہتی ہی کہ تیار کیا تو اب یہ شخص اس کمر کی سبکی
 لانها فاضلة عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها فيما سيحجى ومن كان له دار فيها بيتان حبيفي ومتسويان يكون
 کیونکہ بالفعل اسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو بہر کبھی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اسکی اندر دو کمر گری اور جاڑی کی سون تو غنی
 غنيا وان كان فيهما ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الشيا لا يكون غنيا بثلاثة دسجات
 نہیں ہی اور اگر اس میں گناہیں تیسہ کمر ہو تو اس میں سے ایک کمر کی قیمت غنا کی لئی جاوے گی اور کمر دن کا اور لیتی دو بچھوئی سبکی غنی نہیں ہوتا اور چھ دسجہ تین جوڑی کمر ہی
 احدها للبدلية والثانية للدهنية والثالثة للجمعة والاعیاد وكذا بالفراشين وازداد على الدسجات الثلث
 ایک روزمرہ کی پہنی کا دوسرا کار کرنی کی دسجہ کا تیسرہ جمعہ کی دن اور عید کی دن کا اور لیتی دو بچھوئی سبکی غنی نہیں ہوتا اور چھ دسجہ تین جوڑی کمر ہی
 من الشيا وصلی الفراشين يعتبر قيمة في الغنى والغازی لا يكون غنيا بفراشين وان كان له ثلثة افراس يعتبر
 اور دو بچھوئی سبکی زیادہ ہوگا تو غنی ہوتی ہی کہ اسکی قیمت حساب میں لیاوے گا کی اور غزایر اور کمر و سبکی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین کمر ہی ہوگی تو ایک
 فبعضه احدى في الغنى وازداد من الواجد من الدواب اثنتان لا يكون غنيا بواحد من الدواب وازداد من الدواب اثنتان لا يكون غنيا بواحد من الدواب وازداد من الدواب
 کہ اگر تین کمر ہی ہوگی تو ایک کمر کی قیمت غنا کی لئی جاوے گی اور اگر تین کمر ہی ہوگی تو ایک کمر کی قیمت غنا کی لئی جاوے گی اور اگر تین کمر ہی ہوگی تو ایک کمر کی قیمت غنا کی لئی جاوے گی

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحديث لاهله ما مراد علی نسخة واحدة من روايته وحقه
هو توغنی هو نیکی فی اوکی قیمت حسابین لیاوکی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہوگی ایک روایت سی
یعتبر قیمته فی الغنی وکذا ما مراد علی الواحد من المصاحف من یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزاد علی
غنا کی بابت اوکی قیمت حسابین لیاوکی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس تو غنا کی باب میں اوکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیون
غنیاً بشورین والة الحرائین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمته احدھا فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کہیں کی راجع بل باتی سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوگی تو ایک بیل کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا میں اوکی قیمت لیاوکی
الغنی ومن کان له قوت سنة یستأنصاً ففیہ کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیان فی فتاویہ
اور جس کی پاس ایک سال کا کھانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو وہ میں اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ وہ غنی نہیں ہی یہ قول قاضیان فی اپنی فتاوی میں ذکر کیا ہی
والمرأة ان كانت له جواهر ولا یتلبسھا لا اعیاد وتزین للزوج یعتبر قیمته فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیھا
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کا روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سجا کر تی ہو تو غنا کا بابت اوکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں
مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادراً علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزکوة ووجوب
کبر ہر عین خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس کبر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی براس شرط یہ کہ اسکا خاوند کبر دینی کی مقدار رکھتا ہو اور ایسی نصایب زکوۃ لینا حرام ہوتی ہی اور
صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقة فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسلوسی کی غنا کی تین درجہ ہیں ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقة لینا حرام ہوتا ہی اور او سپر صدقة
صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یمک نصاباً کاملانامیاً وغنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہو تی ہی یہ وہ غنی ہی جسکی ملک میں نصاب کامل نامی غلو ہوتا ہو اور ایسی غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقة لینا
ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یمک ما قیمته نصاب من عیران یکون فیہ نماء
اور او سپر صدقة فطر اور قربانی واجب ہو تی ہی اور زکوۃ واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک میں ایسی شئی ہو کہ اوکی قیمت نصاب کی برابر ہو چہ
وغنی یحرم علیه السوال لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شئ ما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة
اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقة لینا جائز اور او سپر جواد ہر مذکور ہو کہ جب واجب نہیں ہوتا نہ صدقة فطر نہ قربانی نہ زکوۃ
وهو من یمک قوت یومه وما یستعوز به ثم المعتبر فی الفقر والغنی اخرا یام الغر فاذا جاء یوم النحر ولا مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کھانا ہو اور بدن کو کپڑا ہو یہ مفلسی اور نواگری میں آخر ایام غریب یعنی بارہویں تا بیج کا اعتبار ہی جب ایام غریب میں
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا ین علیہ تجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فھذا
ہی یہر سکوبصا کی برابر فائدہ ہو گیا اور ہی ایام غریب میں ہوتی اور او سکی ذمہ کچھ قرض ہی نہیں ہی تو او سپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام غریب کی حالت میں آگئی یہر سکوبصا
صالحه وانقض من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة زالمیکر
مال بالکل جاتا ہی نصاب سی کتنی رہ گیا اور ایام غریب ہی باقی ہیں تو او سپر قربانی واجب نہیں ہی اور جسکا قرض لوگوں پر کہیں کی وعدہ پر آتا ہو اور
فی بدہ ایام الاضحیة ما یشترى به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقرر لا یجب
ایام غریب میں اوکی آئینہ اتنا ہو کہ قربانی خرید لی تو او سپر قربانی واجب نہیں ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو رسیہ وہ اگر غریب نہ قربانی
علیه الاضحیة ما لم یصل الیہ الدین وکذا لو کان له دین علی مقرر ولیس فی بدہ ما یمکنه شترى الاضحیة فلا یلزمه
واجب نہیں ہی جب تک کہ قرض وصول نہ ہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض ہوتا کہ یہ آتا ہو کہ او سپر ہی کر ہی اور اسکی آئینہ اتنا نہیں کہ او فی خیر لی تو اسکو ضرور نہیں
ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا واد الیہ الدین لکن یلزمه ان یستقرض سنہ شہر ایسا شخص ہی جو اپنے غریب کی حالت میں آگئی یہر سکوبصا
کہ قرض نہ لیکر قربانی کرے اور نہ قیمت قربانی کی

در ایام غریب

در ایام غریب

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضارب به ومعه ما يشتري به الاضحية من الحج
 ذبيحة او اگر بهت سال اسکی قبضه سی با هر هوشربیک مضارب کی قبضه من اصله کی قبضه من سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قرانی خیرہ کرنا
 او متاع البيت يلزمه الاضحية وال وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
 اگر کسی اسباب ہی تو ایسی حال میں قرانی واجب ہی اور ان وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم تحرکتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والوں کی حق میں
 العید علیہا فی حق اهل الامصار حتی یجوز الذبح لمن كان في المصر لا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
 عید کا اور اگرین بیان تک کہ شہر میں رہنی والی کو قرانی ذبح کی جائز نہیں ہی جب تک امام روگاہ نہ سی فارغ نہ ہوئی اور اگر امام کی غازی پہلی ذبح کر دی تو درست نہیں
 ضعی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبابة واهل مرجلان یصلی بالضعفاء فی
 یعنی قرآنہ اسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام پہنچا جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ تا تو نون کو شہر میں غارہ ہوا
 المصر وضحی البعض بعد اصابی احد القرینین یجوز استحسانا وان كانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
 اور بعضی جلد نازدق فی قرانی ذبح کر دی بعد فراغت نماز تک شخص امام یا نائب کی تو استحسانا جائز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اس میں عید کی غازی نہیں ہوتی
 العید ما لعدم الامام واغلبه اهل السنة یجوز التضحية فی اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و
 و اگر امام نہیں ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قرانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دوہر قبل جائز ہی اور اگر امام نہیں اور
 الثالث یجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلك المكان یجوز التضحية فی أي وقت كان لوقوع الیاس
 بارہویں میں دوہر قبل ہی پہلی ہی اور بعد دوہر کی ہی جائز ہی اور بعض کہتے ہیں کہ ایسی جگہ قرانی جھوت کر دی ہر وقت جائز ہی کہو کہ نازدق کی توقع تو صحیح نہیں
 عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العید ینبغي للناس ان یخرجوا للتضحية فی وقت الزوال ولو خرج
 اور اگر امام عید کی رخصت نمازین دیر لگاوی تو لوگوں کو ہی چاہی کہ قرانی میں دوہر قبل تک تاخیر کریں اور اگر امام نازدق ہی
 الامام الى الصلوة فی الغدا وبعد الغد قد ضعی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فأت وقت الصلوة
 اگر دن یا اگر کسی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگوں فی امام کی غازی پہلی قرانی ذبح کر دی تو جائز ہی السوطی کہ مسنون وقت نماز کا
 علی وجه السنة ثم لاعتبر مکان المذبح لا مکان المالک حتی لو كانت الاضحية فی المصر وصاحبها فی السج
 تو جائز ہی قرانی کی مکان کا اعتبار سی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہاں تک اگر قرانی شہر میں ہو اور اوکا مالک شہر ہی دور ہو
 فامر رجل بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو كانت الاضحية فی السواد وصاحبها فی المصر وامر
 بہر اہل مالک کسی شخص کو کہد کہ میری قرانی ذبح کر دینا اس شخص کی غازی پہلی ذبح کر دی تو جائز نہ ہوگی اور اگر قرانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور وہی
 اهل صال الذبح فذبح اهل قبل الصلوة یجوز وكذا لو كان رجل فی مصر واهله فی مصر اخر وكتب اليهم ان یجوز
 یعنی اہل کو کہد کہ ذبح کر دینا اسکی اہل کی غازی پہلی ذبح کر دی تو جائز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اوکی اہل اور شہر میں ہوں اور اس شخص نے اپنی اہل کو کہد
 يلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیہ اعتبار المكان الذی بیعة ومن اراد ان یتعجل
 تو لو کی ذمہ پر لازم ہی کہ اوکی طرف سی دیکھ نام کی نماز کی نماز میں وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قرانی کی مکان کا ہی اور جس جگہ دی گوشت کہا نا جا
 له اللحم واخرج اضحية من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما یبلغ للمساقر قصر الصلوة
 اور قرانی کو شہر ہی باہر لے جا کر غازی پہلی ذبح کر دی تو علماء کہتے ہیں اگر کوئی قرانی کو اتنی دور لے جا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز
 فیہ یجوز ولا فلا هذا كله فی حق اهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من
 تو جائز ہی امام نہیں تو جائز نہیں ہی یہ سب بیان شہر والوں کا تھا اور گردنواح اور گا توگوں کی لوگوں کو دسویں تاریخ ذبح کی صبح صادق کی بعد
 اليوم العاشر من ذی الحجة واما اهل البوادی ومم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم ولخرجتها
 اور جگہ کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قرانی کا
 ذبح کرنا جائز ہی

تو جائز ہی اگر امام نہیں

تو جائز ہی اگر امام نہیں

تو جائز ہی اگر امام نہیں

في حق الكل قبيل غروب الشمس من اليوم الثالث من ايام النحر وفضل اوقات التضحية اليوم الاول وادونها
 سببها من آفتاب ذو نسيان في يوم النحر يعني ياربون في ايام النحر في اور قرباني كا افضل وقت
 اليوم الاخر ويكره الذبح ليلادوان جاز لا حتمال الغلط في ظلة الليل ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من
 سببها من آفتاب ذو نسيان في يوم النحر يعني ياربون في ايام النحر في اور قرباني كا افضل وقت
 عاشور ذي الحجة وانا سمع ذي الحجة فالاحتمال ايضا في الغد بعد الزوال قال قاضيان في فتاويه في كتاب
 رسول تاريخي يا ذبح في نوبن في نوبن احتياطيون في كل اكل دن رو پهلوي ذبح كرمي قاضيان في فتاويه في كتاب الصوم من كتبها
 الصوم شهر رمضان اذا جاء يوم الخميس ويوم عرفة جاء يوم الخميس ايضا كان ذلك اليوم يوم عرفة لا
 كرمي رمضان كا چاند اگر جمعرات كي دن هووي پهر عرفة جي جمعرات كي روز كا آهري توه روزيشك عرف كا يي يوم النحر يعني رسول تاريخي
 يوم النحر حتى لا يجوز التضحية في هذا اليوم اعتمادا على قول علي رضي يوم محرم يوم صومكم لان ذلك محتمل
 نهي في اور دن قرباني ذبح كرمي في جازين نهي في كرمي قول حضرت علي كا اسمين معتدلي رسول تاريخي في پهلوي رمضان كا سبي السوطي احتياطيون في
 يحتمل انه اراد به ذلك العام دون الاندثم الاضحية انما يجوز من اربعة اصناف من الحيوان الابل والبقر
 كرمي قول من بهي احتمال في كرمي ادي سال كا حال ارشاد كيا بهي سبي كرمي قاعده فخر يا بهي قرباني چار قسم كي حيوان كي جازي في اونٹ اور گاي
 والغنم والمعرز ذكورها واناثها الا ان انثى من الابل والبقر افضل والذكر من الغنم والمعرز افضل ثم المعتبر من
 اور كرمي اور دن نر اور ماده دونون پرا تاني كا اونٹي اور كرمي كا ماده افضل في اور كرمي اور دن نر افضل في پهر معتبر
 هذه الاصناف الاربعة التي وهو من الغنم والمعرز اتمت له سنة وطعن في الثانية ومن البقر اتمت له سنتا
 ان چار دن قسم مي شنيه هي يعني نوجوان اور نوجوان بكمي اور دن مي ده هي چكو ايك سال پورا بهو كر دوسر سال شروع هوا هو اور گاي مي ده هي چكو دوسر
 وطعن في الثالثة ومن الابل اتمت له خمس سنين وطعن في السادسة ولا يجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف
 بوري بهو كر تيريه سال شروع هوا هو اور دن مي ده هي چكو پنج برس پوري بهو كر چار شروع هوا هو اور دن مي ده هي چكو ان قسمون مي سي كرمي جازين نهي في
 الا يجوز من الضان اذا كان عظيم بحيث لو اختلط بالثنيات لم يميز من بعيد وهو ما كان له الية واني
 مگر جفع مينڈي كا اگر كان راس هو ايسا كه اگر ايك برس كي عمر والون مي ملجوي تو دور سي پچا نانه جادي اور جعده هوتا هي كه چكي پچي ظاهر هو
 عليه ستة اشهر وشي من الشهر السابع وذكر في الخلاصة ان التضحية بالديك والدجاجة في ايام النحر من
 چبه هيني پوري بهو كر پچر دن ساتون هسبه كي كرمي هون اور خدا صدين مذكوري كه مرغ اور مرغی كي ايام نحر مي قرباني كرمي چكو
 الاضحية عليه بعساره تشبها بالمضحين مكروه لانه من رسوم المجوس ولواشترى فقير رسالة الاضحية
 افلاس كي سبب سي قرباني واجب نهي في قرباني كرمي والون كي مناسبت حاصل كرمي مكروه هي السوطي كه بهي مجوسون كي رسم هي اور اگر کسی فقير في قرباني كي واسطي كرمي
 ولم يضح حتى مضت ايام النحر كان عليه ان يتصدق بتلك الشاة حية او بقيمتها ولو انه ذبحها بعد ايام
 پهر ذبح كرمي يگان تك كا ايام نحر نكل گئی اب اكسپر لازم هي كه ده بكمي جيتي خیرت كرمي يا وكي قیمت دیدي اور اگر بعد ايام نحر ذبح كرمي
 النحر وتصدق بلحمها يحنن لكن ان كان قيمتها حية اكثر ليلزمه ان يتصدق بالفضل فان اكل منها يغرم
 گوشت خیرت كرمي تو بهي جازي هي ليكن اگر جيتي كي قیمت گوشت سي زياده هو نو تو تني برهتي قیمت هي خیرت كرمي اور اگر او سمين سي آپ كرمي
 قيمته وان لم يفعل شيئا من ذلك حتى جاء يوم النحر من المقابل فضحي بها عن العام الاول لا يجوز لان كرمي
 تو اوسني كي قیمت اور اكر ادي ان امور مي سي كچبه هي كيا نهيان تك كا اكل سال كا يوم نحر اگيا اب اوسني بهي سال كي قضا كي نيت سي ذبح كي تو جازي نهي في
 الدم قربية عرف اداء قضاء ويجوز الابل والبقر من احد السبعة اذا اراد كلهم القرية اتفقت جهة القرية او
 جوعبادت هي لو ادي يعني بني وقت پهر عبادت هي بطور قضا نهي في اور اونٹ اور گاي ايك سي ليكر سات آدميون تك جازي هي اگر دن سبكا اراده قربت كا هو كرمي كرمي

سببها من آفتاب ذو نسيان في يوم النحر يعني ياربون في ايام النحر في اور قرباني كا افضل وقت

سببها من آفتاب ذو نسيان في يوم النحر يعني ياربون في ايام النحر في اور قرباني كا افضل وقت

اختلفت كالأضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يسم الزيادة لا النقصان حتى يكون

كأي طرح کی ہو جیسی قربان اور قران اور مستح اور عقیقہ اور سات تنگ کی حد پانچویں ہی زیادہ کی مانعت ہوگئی ہی مکتی کی مانعت نہیں ہی یہاں تک

عن ستة وخمسة وأربعة وثلاثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامراة

کہ چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرف سے بھی جائز ہی اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کمتر ہو جیسی ایک شخص ہو اور دوسری ایک شے اور سب کا

وبقرة وضحاياها لا يجوز وكذا الواشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثا

اور ایک گائی ترکہ میں چھوٹی اونہوں کی وہ گائی قربانی کی تو جائز نہیں اور ایسی ہی اگر تین آدمیوں کی ملک قربانی خریدی ایک کی چار دینار دی اور دوسری کی تین دینار دیا اور تیسری کی

دينارا واشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحاياها لا يجوز ولو اشترى سبعة في بقره

اگلیں دیا ہر گائی مولیٰ اسطوریہ کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور بیچ کی تو قربانی جائز نہیں ہی اور اگر سات آدمی ایک گائی میں شریک ہو

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية فيكون

اور کسی نے نیت نفل کی اور کسی نے اس سال کی قربانی کی نیت کی اور کسی نے پچھلے سال کی قربانی کی نیت کی تو سب جائز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق

لیکن جس نے پچھلے سال کی قربانی کی نیت کی تو سب جائز ہی اور کسی نے نفل ہوجائی کی اور کسی نے قضا ذمہ سے ساقط ہوگئی بلکہ اس کو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيته شاة وسطا مضى لو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا

بکری کی بعض سال گذشتہ کی نیت کردی اور اگر ساتوں شریک میں سے ایک مر گیا اور اس کی وارثوں نے کہا کہ اس کی طرف سے بھی ذبح کر لو تو استحسانا جائز ہی

ولو اشترى سبعة وضحايا بقره واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقساموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء

اور اگر سات آدمیوں کی ملک گائی قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جائز ہی اور اگر انھوں نے بانٹا تو جائز نہیں ہی ان اگر گوشت کی ساتھ کچھ

من اللحم او الجلود سواء كان في كل جانب شيء من اللحم او شيء من الجلود او كان في كل جانب شيء من اللحم

پائے یا چمڑا ملا تین تو جائز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پائے یا ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پائے

شيء من الجلود او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا للجس الى خلاف الجنس ولو

کچھ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائے اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت میں انھوں نے تقسیم اسلی جائز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس

له يضموا الى اللحم شيئا وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاء

مشائے ساتھ دیوں ملا یا کچھ کی تقسیم کر کے ہر شخص کو کچھ بڑھتی کی اجازت دی کہ حلال کردی تو جائز نہیں اسلی کہ بڑھتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ شائع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقساموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او هبوا الغني يجوز ولو جعلوا

تقسیم ہونیوالی چیز میں جائز نہیں ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب کی ملک ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخش دیا تو جائز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماع التي لا قرن لها والثؤلاء التي لا

گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ہر ایک کو ایک حصہ تقسیم کر لیا تو جائز ہی اور بدھیا اور منڈا جسکی سیکنگ پیدائشی نہیں اور باولی جائز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العملاء التي ليس لها عين واحد ولا الجففاء التي لا فم في عظمها

اندھ ہی جسکی دونوں آنکھیں نہیں اور کانے جسکی ایک آنکھ نہیں اور ایسی دہلی جسکی بڑی کی اندھ مغز ہا ہے نہو

ولا يعرجاء التي تمشي بثلاث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعها

اور رینگتی جو تین پاؤں پر چلتی ہو اور چوتھی پاؤں کو زمین پر نہ لگاتی ہو جائز نہیں ہی اور اگر چوتھا پاؤں ہی زمین پر ہو لی ہی رکھ کر

خفيفا وستعين بها الا انها تتمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها

مٹ لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جبکتی ہی تو جائز ہی اور جسکا تہائی سے زیادہ کان یا خضیہ یا آنکھ جاتی رہی ہو تو جائز نہیں ہی

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها بالمفخوة بعد كونها جاثية فيقرب اليها العلف
اور طريقه دريافت نهائی آنکه چنانکه می باشد اول پهلوی هوئی آنکه بند کرند و محضت بهوک کی حالت میں اوسکو کھاس دکھاوین
فينظر من أي مكان نرى العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من أي مكان نرى العلف
پھر خیال رکھیں کتنی دور سے کہیں دیکھ لیتی ہی پھر اچھی آنکھ بند کرکھاس دکھاوین اب یہ خیال کریں کہ کتنی دور سے کھاس دیکھ لیتی ہی
ثم ينظر تفاوت عين المكابين فان كان نصف فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا
اب دونو مکان میں فرق دیکھیں کہیں اگر آدھوں آدھ کا فرق ہی تو آدھ ہی آنکھ نہیں ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکھ نہیں ہی اور ایسی ہی حساب
و شق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية نوكدن كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها في
اور چری ہوئی کان اور دغا دار ہوئی سی قربانے منع نہیں ہوئی اولیسی ہی سیگ ٹوٹی سی ان اگر منہ تک جا پہنچی تو جائز نہیں اور اگر فوج کر نیکی ہی بیجاو تی ہوئی تو
معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يخون وان ارسلها وضحى بها في وقت اخر في ذلك اليوم او في يوم اخر
اگر اوسکو نہ چھوڑا اور وقت نہ بچ کر دیا تو جائز ہی اور اگر اوروقت چھوڑ دیا اور اور وقت اس ہی دن میں
من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان
ذبح کيا تو اس میں اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جائز ہی اور یہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو
عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا ولا فضل ان
لازم ہی کہ بچہ کو ہی ذبح کر دی اور اگر بچہ کو ذبح نہ کیا اور ایام نحر گزر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کر دی اور رضی یہ ہی
يذبح اضحيته بمدة ان قد لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غيره ولا يامر
کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنے اتہ ہی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہ ہی کہ اپنی ذات ہی ادا کری اور اگر نہیں ہو سکتا تو اور کو کہدی اور
الكتابي لانه قربية وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح بغيره لان من اهل الذكوة والقربة يحصل بانأيت و
کتابی شخص کو نہ ہی اسو سکی عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہیں ہی اور اگر کتابی ہی کہدی اور اوسنی ذبح کر دی تو جائز ہی اسلی کہ ذبح کتابی کا درست ہی تو عبادت
نيت له لكن بكرة ويستحب احداث شفرته قبل الاضجاع ويكره بعدة لما روى انه عليه السلام مر على رجل
ہو جائیگی پر مکروہ ہی اور چری کا تیر کرنا بیجاو تی ہے مستحب ہی اور بعد بیجاو تی کی مکروہ ہی اسو سکی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی
اضجع شاته وهو يحج شفرته وهي تلخظ اليه ببصرها فقال اتريد ان يقيتها موتات هلا احدث
کہ وہ بکری بیجاو کر چری تیر کرتا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سی اور ہر دیکھتی تھی سو آپ فی فرمایا تو جا پتا بچہ اسکو کئی موت سی ماری بیجاو تی ہی پہلی چری تیر
شفرته قبل ان تضجعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النعم وهو الذبح
کیونکہ سکر لی اور قربانی کو ٹانگ بڑھ کر مذبح پہنچی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا مکروہ ہی اور نخی ہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا
الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلق قبل ان يسكن عن الاضطرار ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته
کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چرچا چیلنا ہنڈی ہوئی سی پہلی مکروہ ہی اور سخت ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی فوج ہوئی ہوئی
عند المذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يده القضاة في المذبح حتى يكون ذا الجاعم القضاة قال الشيخ اكام
پاس حاضر ہی اور اگر قربانی کی مالک فی ہی اپنا اتہ قضا کی سادہ چری پر کہد لیا تاکہ قضا کی کی ہنڈا فوج میں شریک ہو جاو دی تو شیخ امام محمد
محمد بن الفضل تجب على احد من التسمية حتى لو ترك احداهما لا يحل المذبح لان شرط حلة التسمية عليه
بن الفضل کہتی ہیں کہ اول دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہاں تک گرد و نو میں سی کوئی ایک تکبیر ترک نہ کرے لگا تو مذبح م ر دہر ہوگا اسو سکی کہ شرط طہا ہوئی کی
لقوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه فالذبح اذا تركها عمدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو
موافق اس آیت کی اور اس میں ہی کہا و جسر نام نہ لیا اسکا پھر ذبح کر نہیالا اگر تکبیر عمدا ترک کر لگا تو ذبح مردار ہی ہو سکا کہا تا حلال نہیں ہی اور اگر

و شق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية نوكدن كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها في

و شق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية نوكدن كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها في

و شق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية نوكدن كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها في

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله و محمد رسول الله یحرم وان کان بغير
الله تعالی کی نام کی ساتھ اور کچھ ہی کہہ دیا اگر عطف کی ساتھ کہا کہ بسم الله و محمد رسول الله تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغير

العطف لا یحرم بل بیکره ویکره ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کے بعد ذبح سے پہلے کچھ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یون کہی کہ بسم الله الہی

تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا بأس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجبوسی اور فانی سے قبول کر لی بہر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہے کہ بغير عید اللہم فی الذبح کی فرمایا الہی یہ قربانی قبلہ کی

عن امة محمد من شہدک بالوحدانیة ولی بالبلاغ وما تداولتہ الا لسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سے جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہیں اور ذبح کرتے ہوئے جو زبانوں پر حسب حاج آتا ہی بسم الله و الله اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدلت الو او ومع الو او بیکره ولو ذبح رجل اخصیة
قنیہ میں مذکور ہی کہ مستحب یہ ہے کہ بسم الله الله اکبر بدون واد کی کہی اور واد کی ساتھ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی

غیرہ بغير اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لهما
بی اجازت ذبح کر دی تو استحساناً ناجائز ہی اور اگر دو آدمیوں میں دو بکریاں مشترک ہوں بہر دونوں فی بلا تین اپنی اپنی طرف سے ذبح کر دین تو جائز ہی اور اگر

ویؤکل غیرہ من الاغنیاء والفقراء وہب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب التصدق بثلاثہا وندب ترک
اور اگر کو کھلاوی غنی ہو یا فقیر اور جو چاہی عطا کری اور مردودی میں قضائی کو او میں سے نہی اور تہائی کا خیرات کر دینا مستحب ہی اور

التصدق ایضاً الذی عیال توسعة علیہم ویجوز الاتفاع بجلدہا بان یتخذہ جراباً او غربالاً او بساطاً او
صاحب عیال کہند وائی کو خیرات نہ کرنا ہی مستحب ہی تاکہ عیال بفریغت ہر چاہی اور اسکی چہرہ بی فائدہ اور ٹھانا جائز ہی کہ تنہا یا تویرہ یا ڈول یا بچھونا

غیرہا ولہ ان یدلہ بما ینتفع بہ مع بقاء عینہ کالخف ونحوہ لا بما ینتفع بہ الا باستہلاک عینہ کالخل
وغیرہ بنائی اور اسکو جائز ہی کہ او کی بدلہ میں ایسی چیز لیلی جس سے نفع ہو دی پڑتا باقی رہی جیسی موزہ اور آنت اسکی ایسی چیز بدل میں بدل دی جیسی بدن ہلاک ہونے والا

ونحوہ ولا بأس بیعہ بالدرہم یتصدق بہا علی الفقراء ولسلہ ان یدفعہ بالدرہم لیتفقہا علی نفسه وعیالہ
وغیرہ اور اسکا درہم کہ چھوٹے بچ کو خیرات دیدی اور یہ جائز نہیں کہ چھوٹے درہم کی بیچ کر اپنی او پر اپنی عیال پر خرچ کری

وان فعل ذلک یتصدق بثمنہ ولو امر اذ ان یدفع لہم لیس لہ فی اللحم الا کل والاطعام
اور اگر ایسا کیا تو اسکا ثمن خیرات کر دی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اسکا ثمن خیرات کر دی تو اسکو گوشت میں اتنا بیچ کر ہی کہ ہائی اور کچھ دیدی

لیس علی الرجل ان یضحی عن ولادہ الصغیر فی ظاہر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنہ
اور ظاہر روایت میں کہ کیا کہ یہ مذہب میں ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہمارے بعض علماء صدقہ فطر پر قیاس کر کہتی ہیں

ابوہ او وصیہ من مال الصغیر عندا یحقیقہ قیاساً علی صدقة الفطرو قال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہیں کہ بعضی مشائخ یہ کہتی ہیں

ان علی الاب والوصی ان یضحی من مال الصغیر عندا ی حنیفة علی قیاس صدقة الفطرو ولا صح انہ لیس لہ
کہ باپ یا وصی کا مذہب ہی کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو

ان یفعل ذلک وان فعل اخذ بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منہ بل یاکل منہ الصغیر وما بقی یدل
قربانی کر نہ کیا اختیار نہیں ہی اور اگر موافق قول بعضی مشائخ کی قربانی کر دی تو او میں سے کچھ خیرات کر دی بلکہ او میں سے وہ صغیر کھادی اور بچہ کی بدترین

بما ینتفع بہ الصغیر مع بقاء عینہ کالثوب ونحوہ لا بما ینتفع بہ الصغیر الا باستہلاک عینہ کالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز بدلہ میں بدل دی جیسی صغیر کو بدلہ ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہ ہو جیسی روٹی

تسمیہ کی گواہی

تسمیہ کی گواہی

ولیسحب فی هذا العید ایضا التکبیر جمہر فی طریق المصلی بالاتفاق لاعلی هیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصلوۃ
اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عید گاہ کی رستہ میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاوی پر سب کو ملکر اور ایک آواز بنا کر آگنی کی
ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذ ابلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
تال سم یہ نہیں چاہی کیونکہ یہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب عید گاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسیٰ
موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یمبلغ الجبابة ولو توجه الرستاق الی المصلی لیملا
رضائی روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک جاتی تھی اور اگر کوئی گردنواں کا رہتی ولا رات کو
من فرسوخ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بالرفع لشمس
کوس بہر کی فاصلہ سے عید گاہ میں آ جاوی تو صبح ہوئی ہی تکبیر پڑھتی شروع کری بہر جب نماز کا وقت آ جاوی اور آفتاب بلند ہوئی سی وقت مکروہ گرجاوی
یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولاً للافتتاح ثم یضع یدیه تحت سرتہ ویثنی ثم یکبر
توامم لوگوں کیساتھ دو رکعت بدو اذان اور اقامت کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کی بہر دونوں تہ نواف کی پچی باندھ لی بہر جاک اللہم پڑھی بہر تین بار
ثلاث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانہا تقام بحجم عظیم بالموالاة یشتبہ علی من کا
تکبیر کہ ہر تکبیر کا پچیس بقدر تین تین تسبیح کی فرق ہے اسلئے کہ بڑی اونہ میں اتفاق ہوتا ہے بی دربی بی فاصلہ کہی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی
بعیداً ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلاث یرسلهما فی اثنا تهن ثم یضعهما تحت سرتہ
نہی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر تکبیر کیساتھ تینوں دفعہ کان تک اٹھاوی اور پچیس دونوں ہاتھ چوڑی رکھی بہر دونوں تہ بعد تین باسکی ناف کی پچی
بعد الثالثة ویتعدو ویسمی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذ اقام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم
اور عود باندھ پڑھی اور سب اند پڑھ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورہ پڑھی بہر اند کہ کہہ کر رکوع کری بہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہہ ہو تو قنوت پڑھ
یکبر بعد ثلاثا یفصل بینہن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولسن هذا وضع ثم
بعد قنوت کی تین بار تکبیر کی اور انکی پچیس اسہی قدر فاصلہ کی جواب دہ کر گیا ہی اور دونوں ہاتھ اٹھاوی اور بہر تکبیر چوڑی رکھی اسوقت تہ کا باندھنا ثابت نہیں ہے کہ
یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الركعتین تسعاً لثلاث منها اصلیک تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للركوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین نو انہیں سی اصل میں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیرین دونوں رکوع کی اور چہ تکبیرین غایہ میں
نر وائد ثلاث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلاث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسبت التکبیر فی الركعة
تین پہلی رکعت میں قنوت سے پہلی اور تین دوسری رکعت میں قنوت کی پچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہی بھول گیا اتنا کہ
الاولی حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کی
یکبر ولا یعید القراءة لانہا تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانہا لم تتم
قنوت کو نہ پڑھاوی اسلئے کہ قنوت پوری ہو گئی اور پوری ہونی کی بعد پڑھائی سی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قنوت
فیہا فصارت کما لم یشرع فیہا فیعیدھا رعاية للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر یفصل
سویہ ایسا ہی گویا قنوت ابھی شروع نہیں ہوئی تھی واسطی رعایت ترتیب کی قنوت کو پڑھاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونوں
بینہما بجلسة خفيفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولسن
خطبہ میں اتنی درجہ خفیف کر کے تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں
فیہا ما یسن فی خطبة الجمعة ویکره فیہا ما یکره فیہا ویعلم فی هذا العید احکام الاضحية وتکبیر التشریق ومن
وہ ہی ام سنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں سنون ہی اور اس میں وہ ہی ام مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیر تشریق کی

دوسری رکعت میں

کی نوع کی

دوسری رکعت میں قنوت سے پہلی

فیہا ما یسن

وكرمه المجلس السادس والثلاثون في بيان فضيلة شهر الله الحرام وصوم يوم عاشوراء

اور کرم سی چہتیسویں مجلس ماہ الہی محرم اور مہم عاشورا کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحيح البخاري

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ہفت روزہ بعد ماہِ رمضان کی ماہِ اہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصلح کی صحیح نہیں ہیں

رواه ابوهريرة رضي الله تعالى عنه في التفسير والمصنف وقد تقدّر ان افضل الصيام بعد صيام رمضان صيام

الوجه بروای سی اور شریک اصناف اسد کی طرف واسطی تعلیم مرتب بھیجی کی سی اور وضاحت مخدوف سی اصل میں عبارت یوں سی افضل موری اور موزون افضل

شهر الله المحرم وهو صفر فان افضا ما قطعه من الهيام بعد رمضان شهر الله المحرم كبحق ان يراد به افضل

کے روزی مالہ اُتی محمد کی بن اس عبارت سے ثابت معلوم ہوتا ہے کہ محمدؐ نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ اُتی محمد کی بن لکھ کر بھیج دیا۔ اصحاب کی کتب میں یہ رسم اور افضل

شهر قطیف و بصره و کابل و در رمضان و ايام التَّطَرُّعِ بعضُ الشَّيْءِ فَقَدْ يَكُونُ غَدَاً وَفَتَا مَسْرُوكاً وَبَعْدَ وَقْفَةٍ عَنِ

تنتهي بحوم بضيافة ملايعة رمضان واقام الطوبوع ببعض السهر فقليل غير اقل من هيام يوم عروا وكثير

مہینہ جسکی ہر گز گز بھی جائز نہ ہو رمضان کی حرم ہی اور اعلیٰ روز کی ہر گز بھی بعض اور مہینوں کی حرم سے افضل ہوتی ہیں جیسے روزہ روزے کا یا رمضان کا

وَيُحْيِيهِمْ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ بُحْرَانٍ فَعَلِمَ لَكُمْ سَائِرَ مَا نَعْلَمُ الْغُيُوبَ

ذی الحجہ کی باچھ روزی شوال کی اور انہ اسکی اور اسکی سند و روایت علی رضی ہی کہ ایک شخص فی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یوحنا یار سونے اللہ

أخبرني بشهر صوفه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام إن كنت صائما شهرا بعد رمضان فصم الحرمه

بتھو ہی بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزی رکھوں آپ فی فرمایا

شهر الله وفيه يوم تاب الله فيه على قوم ويتوب على آخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان

مہنہ امد کا ہی اور اس مہینے میں ایک سو اسی ہزار روپے امداد ملے۔ اس امداد کی ایک سو چھ سو تالیس روپے خطا منہ کی اور امداد کی خطا منہ کر کے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشغیان میں روزی رکھتی تھی

ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس

اور ہمہ گیتی بیان نہیں کیا کہ محرم میں ردی رکھنی سنتی محرم میں صرف یوم عاشورہ کا روزہ رکھنی تھا اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں

ابن رجب في القابل، لا يصح: التاسع يدل على أنه عليه السلام كان لا يصح: التاسع: روى أنه عليه السلام

مگر میں انکسار نہ کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے روزہ رکھنے کا نیک نیت سے کیا ہے یہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی ایک نیک کام ہے۔

[illegible]

رجلان يصومان شهر حرم وفضل صيام الشهر الحرم شهر الله الحرم وفضل شهر الله الحرم عشره الاول

اور اشہر حرم میں افضل ہونی ماہ العجہ کی ہیں اور ماہ العجہ حرم میں سے افضل ہونکا پہلی ہی کی ہیں

فلمكان هذا الشهر من بين الشهور مضافا الى الله تعالى تناسب ان يختص بعمل مضاف الى الله تعالى وهو الصوم

اور یہ مہینا تمام مہینوں میں ہی جو اس کی طرف مصاف ہی تو مناسب ہیں کہ اس مہینہ میں عمل ہی ایسا ہو جو اس کی طرف مصاف ہو سو وہ عمل فتنہ ہی

فان الصوم سرّ بين العبد وربه يفعل خالص الوجهه طالب الرضائه ولا يظلم عليه غيره لكونه نية وامساكاً

کیونکہ روزہ بندہ میں اور اس کی رب میں محبت ہوتا ہے کہ صرف واسطی خود کی اس کی رضا مندی کی لپی کہتا ہے اور سوا اس دعا کی کی کوئی اور سی خبر نہیں ہوتا کہ اگر کفر و فحشیت

حتى قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها ما يطلع عليها ولا تكتبه تعالى فلو كانت هي العالم لـ

سینک ککس میں کرم کا تبین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ ککس میں برخلاف نام اور عبادات کی کردہ سواۃ اللہ تعالیٰ اور حق کو ہی معلوم ہوتی ہے اور اس کی کردہ کا ککس

دون غير خصمه يدانته و قد لى حياء و نفسه و لم يكأه الغيرة كما يرى ع. ابو الهرة انه عليه السلام قال: انما البر

[illegible]

اور وہ ہمیں ہوا تو انھوں نے اس کی بات کو بے اعتنائی سے سنا اور اس پر ہنس مچا۔ چنانچہ اس نے ہرگز اس کی بات کو نہ لیا۔

لَا يَصَافُ حَسَنَةً بَعَثَ مَثَلَهَا إِلَى سَبْعَةِ أَثَرٍ صَعَفَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا الصُّومَ وَأَنْتَ لِي وَأَنَا جَرِي سَبْ

بریک عمل کا ثواب دس گونہ بڑھتا ہے سات سو گونہ بھی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوار روزہ کی کدوڑہ میری لپی پی مین ہی اوسکی جزا دے گا

یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجل والمعنی ان کل طاعة وخیر الذم یکن رباء فاقبل ما یعطی لصاحبه من اجر
میری لئی اپنی شهوت کھانا پینا سب چھوڑ دیتا ہی یعنی بر طاعت اور نیک عمل جیسوں ربا نہوں تو کم سی کم عابد کو اور کما ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر مثا لها وقد نزل الى سبعةائة واكثر لقوله تعالى مثل الذین
واسطی قرانی اللہ تعالیٰ کی جو کوئی لایا نیکی او سکوی او سکی دس برابر اور کبھی سات سو گونہ اور دس سی زیادہ ہو جاتا ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال

يُنفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمِثْلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ اِثْنَتَا عَشَرَ حَبًّا وَاللَّهُ يُضَاعِفُ
جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اس سی او گھن سات ہالین ہر مال میں

لِمَنْ تَبَيَّنَ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتانى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
جکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو ہی حساب ہی کیونکہ بدلے صبر کی اتنا نہیں ہوکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنا اولوں ہی کو ملتا ہی اور کما نیکی

يُغْفِرُ حَسَابِ ثُمَّ الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده في الصوم
آن گشت پھر صبر اگرچہ سوار روزہ کی تمام عبادات میں ہی ہوتا ہی پھر صبر اور عبادات میں اتنا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم
قسم پھر ہوتا ہی صبر طاعت اللہ پر اور صبر اللہ تعالیٰ کی محارم سے اور صبر رنج اور سختیوں پر اور یہ تینوں صبر روزہ میں موجود ہوتی ہیں

فيه صبر على واجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من المآثم
کیونکہ روزہ میں طاعت پر صبری جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شهوات سی صبری جو روزہ دار پر حرام ہو گئی ہیں اور مہوک کی تکلیف پر

وحارة العطش ضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذي يفيض الى الهلاك طلبا الرضاة ثم
اور پیاس کی گرمی پر صبری اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسم میں ہلاک ہو جاویں یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلي بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسی اشارت شام ہی یہ جو کما ہی کہ روزہ دار اپنی شهوت کھانا پینا میری لئی چھوڑ دیتا ہی بخلاف اور طاعات کی پھر روزہ دار اپنی نفس کو کھانی

الاكل والشرب والحام يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم
اور یعنی اور جماع سی بند کر کر گویا صفات اللہ پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام صفات سے پاک و صاف ہی یہ ہی اور صبر روزہ میں ہوتا

هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكلفه الى غيره والكرام اذا خبر انه يتولى الجزاء
اسی نظر سی اللہ تعالیٰ فی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ دار کو سکی ثواب کا آپ ہوا اور جو اللہ نہیں کیا اور ذات کریم جو یہ خبر دی کہ میں آپ او سکی عرض کا

بنفسه يقتضى ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث يكون له حد ولا عد وقد روي
توضو رہی کہ وہ عرض بہت ہی بڑا ہوا اتنی کثرت سی ہو کہ او سکی نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار اور

عن ابي امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بینه وبين النار خندقا كما بين
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ درمیان او سکی اور دوزخ کی ایک خندق اسراف صلاہت پر لگا

والارض في حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او سکا منہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

بطريق التمثيل ليكن ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخرق المنة
نظون تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبادت میں بیان کیا واسطی کہ جو شخص کسی شئی لیتی دور ہو جاوی تو وہ شئی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

بظرف سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما الوجهه وينجي به الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضا مندی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سے نجات دیکھا نجات کو

ذكر الجزء واريد الكل وانما جريه عنها دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العيش وروى عن

جزءا ذكره كل كرم اوليا هي اور غريف خاص كرم دون اور فصول في اسواسطى ذكر كرمه بید وقت میوه کی چٹکی اور عیش کی فراخی کا ہی اور اور ہر

الی ہویہ انہ علیہ السلام قل للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنى هذا الحديث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دیکو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے ہوئے اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم فرحتان علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور بالمسرة عند لقاء ربه فیا جریہ من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار مسرور ہوتا ہے اس واسطی کہ فرحہ کا لفظ مرتب کی واسطی فرح سے مشتق ہوا ہے اور فرح کی معنی مسرور کی ہیں یہ مسرور روزہ دار کا رب کی ملاقات سے مسرور ہوتا ہے

مدخر عند الله تعالى فان من ترك الله تعالى طعامه وشربه وشهوته فبعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله

الصدقانی کی ان یکبار ذخیرہ کیا ہوا ہوگا کیونکہ جو شخص اس کی واسطی اپنا کھانا پینا شہت بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عوض دے گا بہتر عطا فرما دے گا چنانچہ تعالیٰ

والتقوى من الا نفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال النبي عليه السلام لرجل انك

اور جو آگے پہنچو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اور کو باوگی اس کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا

لن تدعى شيئا التقاء لله تعالى الا انك الله خيرا منه وروى ان الصائم من يوم القيمة فائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کرے گا تب ہم اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر سوایت کریں گے اور وہ روایت ہے کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما هؤلاء يا كلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا صوما وانتم تظفرون

اوپر بیٹھی کہا ویں گی باقی لوگ ابھی حساب میں ہونگی سو وہ لوگ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ بیٹھی کہا ہی ہیں اور ہم حساب میں ہیں سو جواب ملیگا یہ لوگ روزہ کرتے تھے اور تم روزہ

وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ربان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائم

اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے اس کو ربان کہتے ہیں اس میں صرف روزہ داروں کا داخل ہونگی اور مرد روزہ داروں سے

هم الذين يكثرلون الصوم فانهم لما تحلوا لتعب العطش خصوا باب فيه الري والامان من العطش قبل تنكهم من الجنة

وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان لوگوں کی جو پیاس کی شدت اور ٹھانی توانی ایسا روزہ خاص کیا گیا جس میں جنت میں جانی سے پہلے سیرانی اور ماکھانے کا

واما سرورہ عند افطاره فيما يتناول من الطعام والشراب ان النفس تجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب

اور روزہ کی کہوتی وقت اس واسطی خوشی ہوتی ہے کہ کہا تا اور نبی کا احتیاج تھا ہی اس واسطی نفس کی عادت ہی کہ اپنی لالچ بستیاں کہانی اور پینی

والمعك فاذا صنعت من ذلك في وقت من الاوقات ثبته اذن له في وقت اخر تفرح بذلك طبعاً خصوصا عند اشتداد

اور کھانچ کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی یہ روکو اور وقت میں اجازت موحدا کو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص یہی وقت کہ وہ سکھائی ہوگی

الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتفاضلها باخذ حاجتها يشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجت مند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ ۲۰ ہو ابن عمر کی روایت سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا فطر يقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره دعوة

افطار کی وقت ہے فرمایا کرتے تھے بھگت پیاس اور ترس مومس دگن اور ثابت ہو گیا ثواب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہی ہے کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة قال ابو العالية

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کی یہی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہے بلکہ اس کی خواب ہی عبارت ہے ابو العالية کتابی

الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائما على فراشه فعن هذا يمكن في مثله ومنها انه على العبادة تمر في صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہی جب تک غیبت نہ کری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا ہی اس وقت کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہی بہر ماہ محرم کی روزہ میں

معنى اخر وهو ان الاشهر الحرم ما كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كلها مندوبا لمر النبي عليه السلام

ایک اور بات یہ یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں میں افضل ہیں اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہیں موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها الزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ليام الحرم فيها
اوراؤين بي بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي .
الصيام وصام الحرم قد ختم السنة بالطاعة ففتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة يسر الله
روزي كهي بهرم كهي روزي كهي تو اوشي سال عبادت هي مين تمام كيا اور عبادت هي مين شروع كيا الهاميد به هي كد سارا سال كاسال عبادت اور طاعت مين كهاياي اليك
عمله بلطفه وكرمه المجلس السابع والثلاثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل فيه

الحال بنى لطفه وكرمه سى آسان كرى سيفتيسون مجلس يوم عاشوراء كي فضيلت مين اور اس روز كيا كيا عمل مين آوى
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتساب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا يوم عاشوراء كي روزي كان غالب هي كد الله تعالى ايك سال كد شتة كا كفاره كدري بهر حديث مصابيح كي

صالح المصباح رواه ابو قتادة ومعه ان من صام يوم عاشوراء اسرج من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التي وقعت في
صحيح حديث مين هي ابو قتادة كي روايت سى بورعنى اس حديث كي بهر مين جسي يوم عاشوراء مين روزه كها تو مين الله تعالى سى اميد كزنا هون كد اكي كناه جو كد

السنة لماضية والمراد من الذنوب الصغائر ان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه
سال كد شتة مين هوي هون معاف كدري اور كد شتة مين هوي هون معاف كدري اور كد شتة مين هوي هون معاف كدري اور كد شتة مين هوي هون معاف كدري

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله الحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله الحرم وهو
كبهرم صلى الله عليه وسلم في فرمايا افضل صوم بعد ماه رمضان كي ماه الهى محرم كي مين مراد بهر هي كد افضل روزي بعد رمضان كي روزي ماه الهى محرم كي مين اور بهر حديث

ان كان ظاهر في فضيلة شهر الله الحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام
اگر چه بظاهر تمام ماه الهى محرم كي روزي كي فضيلت مين هي بعد روزي ماه رمضان كي ليكن كهي مين كد مراد اس سى روزه يوم عاشوراء كهي اور اس دن كا روزه

ذلك ليوم افضل لكونه فضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت
اسلنى افضل هي كد اوائل اسلام مين فرض هتا بهر جيب رمضان كي روزي فرض هوي تو وسكي فرضيت منسوخ هوكي اور جسي عبادت كي فرضيت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزيل بنسخ الوجوب فكيف
هوجاتي بي توده السى عبادت سى حوكي فرض نه هوي هوا افضل هوي هي اكر كدري كهي كد اصول مين مذكور هي كد وجوب كي نسخ سى جواز هي زائل هوجاتا هي بهر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه
به روزي افضل كيون كد بهر سكتي مين سو حجاب بهر هي كد اس دكي اندر وجوب صام جب منسوخ هوا توده روزي كي واسطى ايسا هوكيا جسي اور ساري دن مين

فيكون افضل قال ابن عباس ما راي رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا
سوا افضل هي هوكا ابن عباس كهي مين ميني رسول الله صلى الله عليه وسلم كوي مين دكها كد تلاش كرتي هون روزه كسي روز كا جكو او بهر فضيلت ذى هو سواء اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يباليه في تفضيل صومه عالم يباليه في تفضيل صوم غيره وقال ابن
دن يعني يوم عاشوراء كي كيوكه بهر سبب عليه سلام يوم عاشوراء كي نصبت مين تناسل فرماي تبي جوار روزي كي فضيلت مين مين فرماي تبي اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وهر يصيبه فانه نوايا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى
عباس بهر هي كهي تبي كد جيب رسول الله صلى الله عليه وسلم كي يوم عاشوراء كا روزه كها اور او صجابه كد دس روزه كا ارشاد كيا تو عرض كيا يا رسول الله بهر دن هي كد اسكي بهر نورضاي

فقال النبي عليه السلام ان بقيت الى قابل لا صوم من التاسعة قبل انما ارد ان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه فخافا
سويي صلى الله عليه وسلم في فرمايا اكر مين اكل سال نكه حيتا كد تو بالصوره روزين تاريخ كا بهر روزه كها ككها كهي مين عاشوراء كي ساهت اكر اور دن كي طاني كا اسلنى مراد كيا تها كد

ولم يزل اهل الكتاب فمات العام القابل لا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء
اكر كد كد طهر سى الله سى روزه سى اني نوايا جوار رسول الله صلى الله عليه وسلم كي وفات هوكي اب ان حديثي سى معلوم هوا كد يوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی المؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معہ التاسع والحادی عشر مخالفاً لیسوء النضر
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہی کہ اوس روزہ رکھا کری پرستحب یہی کہ اوسکی ساتھیہ سو روزہ نصاب کی مخالفت کی لی توین تاریخ یا گیارہون تاریخ کا ہی روزہ رکھی
و یتصدق علی الفقراء بما قدر و اما الصلوة فی هذا الیوم لا رضاء لخصوم علی او قمر فی بعض الكتب فقد ذکر فی البرزخ
اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو کچھ آزی اور اوس روز کی غارہ دعویوں کی پر جانی کی لی جو بعض کتابوں میں آئی ہی
انہا لا تقبل لان خصمه ان کان عافیا فہو لا یؤخذ بما علیہ یوم القیمة فما الفائدة من ان کان لم یعف یاخذ من
کہ اس نماز کا کچھ فائدہ نہیں ہی اس واسطی کہ مدعی اگر صاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچھ مواخذہ نہ کرے گا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر مستغنی نہیں کیا
حسناتہ یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات خصمه و یحمل علیہ ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنا یدیک اگر اوسکی پاس حسنات ہوگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہ ہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سرکہدینگی پہر اگر میں پینک دینگی
فی النار كما جاء فی حدیث رواہ ابوہریرۃ انہ علیہ السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم معہ
چنانچہ حدیث میں ابوہریرہ کی روایت سی آی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام لی پوچھا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو
ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة و زکوۃ و صیام و یاتی قد شتم هذا و قد فہذا و ضرب
اور نہ کچھ سیب جو آپ فی فرمایا مفلس میری امت میں وہ ہی جو قیامت کی دن مہ نماز اور زکوۃ اور روزوں کی کو لگا لگا کر کو کھلی ہی تھا اور اسکو تھمت لگائی تھی اور اسکو مارا تھا
هذا و اکل مال هذا فیعطی هذا من حسناتہ و هذا من حسناتہ فان فذبت حسناتہ قبل ان یتقضى ما علیہ
اور اسکا مال کھا لیا تھا پہر اوسکی کچھ حسنا اسکدی جاوینگی اور کچھ نہ اسکودی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنا اس سی پہلی کہ حقوق اور اپنی ہوگی تو اوسکی گناہ لیکر
اخذ من خطایا ہم فطرح علیہ ثم طرح فی النار فی حدیث اخر رواہ ابوہریرۃ ایضاً انہ علیہ السلام قال من
اسکی ذمہ رکہ کر اگر میں ڈالا جاوے گا
کانت عنده مظلة لآخیه من عرض ارمال فلیتقل منه الیوم قبل ان یوجد منه یوم لا ینار فیہ ولا درہم ان
زمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی صاف کر لی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہ ان نہ دینا ہوگا اور نہ درہم اگر
کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلتہ وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیات صاحبة فحق علیہ قبل یؤخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق یدیا جاوے گا اور اگر حسنا کچھ نہ ہونگی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکھی جاوینگی کہتی ہیں
بقدر دائق و هو سد من درہم سبعمائة صلوة مقبولة اذین جماعة فیعطی للنصم و اما خلط الجوارح فی هذا الیوم فقد
کہ ایک دائق کی برابر کہ چھ حصہ درہم کہ ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کیں ہوں لیکر مدعی کو دیندینگی اور کرنا سختیوں کا یعنی ٹھکن ہوتا اس دینین
ذکر فی القنیۃ انہ لم یرد فیہ اثر قوی لکن لا بأس بہ بل بما یشاء علیہ و کان الاکتحال فیہ سنة لکن لم صار ملاحة
سو قنیہ میں مذکور ہی کہ اس باب میں کوئی روایت نہ وارد نہیں ہی پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ کبھی سپر ثواب ہوتا ہی اور سرمد لگانا اس دن میں سنت تھا لیکن جب سی پیرہنی نشانی
لمبغضی اهل البیت و جب ترکہ و کرہ فعلہ حتی قیل لبعض السلف اھو سنة من خیر ذلک یوم عاشوراء فقال انہ
دشمنان اہل بیت کی ہر گئی ہی تو اسکا ترک کرنا جب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہاں تک کہ کسی اہل سفی پوچھا کیا سرمد لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا میں سنت ہی
سنة الخنثین و اما اتخاذہ ماتماً لاجل قتل الحسین بن علی رضا کا یفعلہ الروافض فہو من عمل الذین صل سبغہم
یہ سنت زمانوں کی ہی اور اس دن میں ماتم کرنا واسطی شہادت عام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی جسکی فضی کرتی ہیں سو یہاں لوگوں کا عمل ہی جسکی جاتی رہی کائی
فی الحیوة الدنیا و ہم یحسبون انہم یحسبون صغاً ذلیم یا م اللہ ولا رسولہ بانخاذ ايام مصائب الانبیاء و ہم
دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اس واسطی کہ نہ اللہ ہی ام کر لیا اور نہ اوسکی رسولی کہ انبیاء علیہم السلام کی ايام مصیبت اور ايام موت کو
ماتماً فکیف یادونہم و الفاصل الذی یدکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء و یخرق ثوبہ و یکشف لاسہ و یاہرہم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء کی کفر ہی ادا کرتا ماتم کہاں اور قصہ خوان جو لوگوں کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا میں سناتی ہیں اور اپنی کپڑی پہناتی ہیں اور کٹی سر ہوتی ہیں

نہایت

دشمنان

بالقیام والتسبیح تأسفا علی المصیبة یجب علی ولات الدین ان یمنعوهن و المستمعون لا یعدون فی الاستماع
کثیرا کثر تأسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ کہتی ہیں دین کی حاملین پر واجب ہے کہ انکو منع کر دیں اور سنی ولی ہی معذور نہیں ہیں کہ ساکنین
قال الامام الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره رواية مقتل حسین وحکایة ماجری بین الصحابیین

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہے بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا
اور بیان کرنا اول حالات کا جو صحابہ رضہ میں

التشاجر والتخاصم فانه مهمل علی بغض الصحابة والطعن فیهم و ہم اعلام الدین تنقی ائمة الدین عنهم و تنلقینا
جبکہ اور خصومت واقع ہوئی کیونکہ ایسی کیا بنوئی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہے اولوں پر طعن ہوتی ہے احوال یہ ہے کہ صحابہ بن کی پیشوا ہیں بزرگان ہیں لی
من الائمة فالطاعن فیہ طاعن فی نفسه و دینہ وقال الشافعی وغیره من السلف تلک دعاء طهر الله تعالی عنہا

الطعن بزرگوں کی سبکھا سو جو اہل عیب جو کسی کی وہ ہی اتنے کسی میں کھڑے اور امام شافعی اور سوا اہل کی اور بزرگ سلف کی کہی ہیں کہ اس شخص کی تعالیٰ نے ہر اہل انہ کی کئی
ایدینا فلنظہر عنہا السنن وقد روی عن عبد الله بن مغفل انه علیه السلام قال لئنما صحی لا تتخذن و ہم غرض

تو چاہتی کہ ہمیں ہی پاک کر دے اور عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے ڈرو میری بارگاہ کی کئی میں میری بارگاہ

من بعدی ومن احبهم فحببی احبهم ومن ابغضهم فبغضی ابغضهم ومن اذنبهم فقد اذنب من اذانی فقد اذی
نہایت میں نہ تاؤ اور جو شخص انکو محبوب رکھے گا سو میری محبت ہی محبوب رکھے گا اور جو انکو دشمن رکھے گا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھے گا اور جو کسی کو ستایا تو وہی مجھ کو ستایا اور جو کسی کو

الله فمن اذی الله تعالی فیوشک ان یاخذہ و فی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال لا تشبوا
لند کو ستایا اور جو کسی کو ستایا تو قریب ہے کہ اللہ اسکو پکڑے اور انکو اپنے حدیث میں آیا ہے ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میری بارگاہ کو بڑا مت سبکو

اصحابی فلن احدثکم لو انفق مثل احدیہا ما بلغ مد احدیہم ولا نصیفہ فلی هذا یجب علی المؤمن تعظیمہم ذکر
کہ تم میں سے کوئی احد کی برابر سونا خرچ نہ کری تو صحابہ میں سے کسی کی مد کی برابر نہ ہوگا اور نہ آدمی کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر انکی تعظیم اور خوف کا

بالخیر و کف اللسان عن الطعن فیہم اذ یسبب قتل عثمان و قتل حسین حرت فتن کبیرة و اکاذیب کثیرة و ظہرت
یا کرنا اور اولوں پر طعن و ظہر سے زبان بند رکھنا واجب ہے اوسط کی بسبب شہادت مقتل اور شہادت امام حسین کی بڑی فتنہ کھڑی ہوگئی اور بہت جہول باتیں مشہور ہوئیں

اهواء و بدع و قمع فیہا طوائف من المتقدمین والمتأخرین وصارت اکاذیب و الاهواء و البدع لا ترال نرذاحتی
اور بہت فراہم باطل اور بدعتیں پیدا ہو گئیں جنہن بہتری مقدم اور بہتری متاخر مثلاً ہوگئی اور حد جہول قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں لیکن

حدثت امور یطول شرحها فمن جملتها ما ابتدع کثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوه ماتما یتظہرون فیہ النیاحۃ
کہ ایسی امور پیدا ہو گئی ہیں جنکا بیان دراز ہے چنانچہ اولین سے ایک یہ بہت ہے جو بہت لوگوں نے یوم عاشوراء کو ماتم پڑا کہا ہے اس میں دوسرے کو کہتے ہیں

والجزم و تعدیل النفوس و سب من مات من اولیاء الله تعالی و الکذب علی اهل البیت وغیر ذلک من المنکرات المنعہ
اور رونا پینا اور تکلیف اور ٹھانی اور اولیاء اللہ کو جو ہر جگہ میں برا کہنا اور اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بکتاب الله و سنتہ رسولہ و اتفاق المسلمین فان الحسین قلد اکرم الله تعالی بالشهادة فی ذلک الیوم وهو اخره اکسین
کتاب اللہ اور سنت رسول کی منوع اور اتفاق مسلمانوں کی ما جائزین بیشک حضرت امام حسین کو اس روز اللہ تعالیٰ نے شہادت سے مشرف فرمایا وہ اور انکی بڑی حسن

شبان اهل الجنة وقتلہا وان کانت مصیبة عظيمة لانه تعالی شرع للمسلمین عند المصیبة الاسترجاع
جوان بہشت کی ہیں اور انکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تھی

بقوله تم و تبتیر الضمیر من الذین ذاک اصابہم مصیبة قالوا ایاللہ و الیکہ مرجعون اولئک علیہم صلوات من ربکم
اور جسے سننا ثابت رہتی وہوں کو کہ جب انکو بھی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں وہ لو انکی طرف پر جانا ایسی کتب و دینن ظاہر کیا ہی سبکی

و رخصہ و اولئک علیہم المقتدون و روی عن سعید بن جبیر انه قال بسط الاسترجاع لانه من لام الالهة لامة و لو اعطی لاعطی
اور مرثیائی اور وہ ہی ہیں نہ یہ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سے سوا اس امت کی کہ سیکھنا نہیں سوائے اگر ہمارا ہوتا

و بیان شہادت امام حسین

تو چاہتی

اسباب المرض والتلف والله تعالى یخلق المسببات عند هالها فانها تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق
اور ملاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی وقت پر مرض کو جو سبب ہی پیدا کرتا ہے کچھ کسی سبب ہی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور سبب دونوں کا خالق ہی
نہوہ لکن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تصاف الى الاسباب بل انما تصاف الى مسببها و
اویکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن یہاں دو قسم ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعم کو مسبب ہی کچھ علافہ نہیں ہی بلکہ نعم جو سبب اور مقدر کی مشابہت ہی
مقدرها فظاهر منها ینبغی ان یفرح بها وینشر عند ظهورها ولا یسکن الیها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تع
سوجو بہتر ہی پیش آوی تو لایق ہی کہ اس میں خوش ہو اور دیکھتا ہوتا حاصل کری اور اویکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور سبب کی طرف متوجہ ہو جانیچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
فی امداد المؤمنین بالمسکة وما جعله الله الا بشئ ولا تطمین به قلوبکم وما النصر الا من عند الله واكثر الناس
جبر شتوں ہی مؤمنین کی امداد کی اور یہ تو ہی اللہ تعالیٰ جو شجری اور تاجین بکڑی دل تھادی اور وہ نہیں مگر اللہ ہی اور اس بات کی انکار تو کہ
فی هذا الزمان یرکون بقلوبهم الى الاسباب وینسون مسببها فان اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع
اسباب کی طرف تو یہ دل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل سبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعم کو سوا اللہ کی اور جہت ہی سمجھی اگر یہی
اعتقاده انه ليس من الله نعم فهو شرك حقیقی وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرک خفی والنوع
اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی نہیں ہی تو حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی ہما اعتقاد ہی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی نہیں ہی اور دوسری
الثانی اسباب الشرک انما تصاف الى الذنوب كما قال الله تعالى وما اصابکم من مصيبة فبما کسبت انفسکم
نعم اسباب شرک سو مصائب شرک ہیں ہی علافہ کہتی ہیں جانیچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو بڑی تم پر کوئی سختی سوبد لادو کا جو گناہ ہوتا ہی
وما ظہر منها ینبغی ان یتقی عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل نقاء عقار به الاجرب والمجذوم والقدرم علی مکان الطاء
اور جو اسباب یا مصائب ہوں تو اس میں تباہی نہ کرنا چاہی کہ جتنا شرع ہی اجازت دی ہی جیسی جاشقی اور مجذوم کی ہمنشی ہی اور دیکھنا کہ ان میں داخل ہوتی ہی
واما خفی منها فلا یشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطیفة المنہی عنها التي من اعمال الشرک والكفر کا حکم
وجو اسباب یا مصائب ہوتی ہیں تو اس میں بے ہوشی نہ کرنا چاہی کہ جتنا شرع ہی اجازت دی ہی جیسی جاشقی اور مجذوم کی ہمنشی ہی اور دیکھنا کہ ان میں داخل ہوتی ہی
الله تعالى عنهم فی مواضع من کتابہ فانہم کانوا یتطیرون ویتشاءمون بالرسول والتابعین وسبب تشاورهم بهم
اللہ تعالیٰ اسکو اپنی کتاب میں کہی جگہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسول علیہم السلام اور انکی اصحاب ہی بدشکونی کر کر نحوست سمجھا کرتی تھی اور سبب غصہ سمجھتی تھیں
ان الرسول لما دعواهم الى دين غير ما لو ظلم استغروا واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان
کہ رسول علیہم السلام فی جب ان لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھتی تھی اور انکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہ عادت ہی
یتیموا بكل باوق هوامم وان کان جالبا لكل شر ووبال وان یتشاءموا بكل ما یخالف هوامم وان کان خازنا بكل خیر
کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوہیں سراسر بدی اور ہال ہو اور جو انکی مرضی کی مخالفت ہو اوکو نحوست جانتی ہیں اگرچہ اوہیں سراسر خیر اور برکت ہو
ونوال وقد ثبت انه علیه السلام قال لا طیفة وفي حديث اخر انه علیه السلام قال الطیفة من الشرک والنجس عن
ام ثابت ہو چکا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا بدشکونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ فی فرمایا بدشکونی شرک ہی اور گفتگو کری
اسباب السعتر بالرطل والنظر فی النجوم وضرب الحصى والشعیر و غیر ذلك هو الطیفة المنہی عنها والباحثون عنہا لا
غیب کی باتوں میں بوسیدہ مل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھ کر اور ٹکڑیوں کی اور چمک داند وغیرہ سی یہی طیرہ ہی جسکی مانعت ہو ہی ہی اوہیں گفتگو کرتے ہی
یشتغلون لما یدفع البلاء من الطاعن بل یشتغلون بلزوم البیت وعدم الحركة وهذا لا یمنع نزول القضاء والقدر
وہ کام نہیں کرتی جس میں بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ کہ میں ہر کام نہیں کرتی ہیں اور جہاں پر موقوف کر دیتی ہیں اس میں قضا اور قدر بند نہیں ہوتی
ومنہم من یشغل بالمعاصی هذا ما یقری وقوع البلاء ونفوذہ والذی جلدت به الشرع ہو شرک البحت عن
اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتی ہیں یہ اسباب کام ہی جس میں بلاء خواہ ہواہ بلا آوی اور انکی مرضی کی مخالفت ہو اوکو نحوست جانتی ہیں اگرچہ اوہیں سراسر خیر اور برکت ہو

ذلك لا عارض عنه ولا تشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى ولا يمان
 اور نہ اور ہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین ہر دفعہ دعا اور یاد الہی اور خیرات اور خدا تعالیٰ پر بہرہ ور اور قضا
 بقضائہ وقدرہ فانہ علیہ السلام عند ظہور اسباب العقوبۃ السماویۃ الخوفۃ کالکسوف والخسوف کان یا مہر
 اور قدر کو تسلیم کرتا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوتی سلمان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج مگن اور چاند مگن اور ان کو یہ حکم ہوتا
 یشغل بأعمال البر من الصلوة والدعاء حتی ینکشف ذلک عن الناس وهذا کلامہ ما یدل علی ان اسباب العذاب باطل
 اور ان کے یہ عمل ہیں معروف ہوتی جیسی غافل اور دعا بیان تک کہ وہ سامان کو گن پرستی دور ہو جاتا ان تمام روایات سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ عذاب کما ان
 ظہرت فالشرع لا تشتغل بما یزجی ان یدفع بہ العذاب الخوف من اعمال البر والتقوی فان هذه الاشیاء
 ظاہر ہون تو موافق شرع کی ایسے عبادت میں مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک مح قوت ہو جاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیز گاری بیشک یہ تمام اشیا
 کلہا من اعظم ما یستدفع بہ البلاء فانہ تعالیٰ یخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فیخوف
 بہ کی دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر کرتی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سلطان عذاب کا اور رحمت کا دونوں ہی کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی
 اللہ تعالیٰ بہا عبادہ لیتوبوا الیہ وتضرعوا الیہ کالریح الشدیدۃ فان الريح من روح الله تعالى تأتي بالرحمة
 تاکہ اس کی طوفت رجوع لاوین اور غبار ہو کر رو دین جیسی ہند اندھیاں بیشک اللہ تعالیٰ کا فیض ہی کہہ رحمت لاتی ہی
 وتاتی بالعذاب وعند اشتدادها أمر النبی علیہ السلام ان یسأل اللہ تعالیٰ خیرها وخیرہا الرسلت بہ ولستعینہ
 اور کہی عذاب اور تندگی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالیٰ سی خیر کی دعا کریں اور جواس سی آوی اس کی خیر مانگیں اور اس کی
 بہ تعالیٰ من شرہا وشرہا الرسلت بہ فانہ علیہ السلام قد کان یحالی وغیرہا تغیر وجہہ وراقبل وادبر فانہ
 شرعی اصول کی شری جوہر لاتی ہی پہلے مانگیں پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندی یا ابرہہ کی توجہ کی حالت بدل جاتی اور کہی آتی اور کہی جاتی ہر گز
 امطر من عنہ ویقول قد عذب قوم بالریح وراى قوم السحابة فقالوا هذا عارض فخرنا فنزل منه العذاب طاع اسباب
 منہد برس جانا تو خوش ہو جاتی اور فرمائی کہ ایک قوم کو عذاب آندی ہی ہوا تھا اور ایک قوم کو کہہ کر کہنی لگی یہاں یہی ہمیر ہی کا سواستین ہی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
 الرحمة فیرجی اللہ تعالیٰ بہا عبادہ کالریح الطیبۃ والمطر المعتاد عند الحاجة الیہ ولهذا یقال عند نزولہ اللهم
 سلامی اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا زم ہشتی اور منیہ ہادت کی موافق حاجت کی وقت اور اس ہی واسطی منہد برستی وقت دعا کرتی ہیں آہی
 سقی رحمۃ لا سقی عذاب واما من اتقى عن اسباب الضر بعد ظہورہا بالاسباب المنھی عنہا فلا ینفعہ بل
 بلاتارحمت کا نہ بلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب غریبی بعد ظاہر ہوتی کہ بطور منع کی بچتا چاہی تو کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ
 کثیرا ما یقر فیما یخاف منها واما قوله علیہ السلام لا صفر فقد اختلف فی تفسیرہ والقول الا شبه ان المراد بہ شہر
 اکثر اوقات خوفناک یا میں آجائے اور یہ شہاد ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہی سوا کی تفصیل میں اختلاف ہی ظاہر حق یوں معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی
 صفر فان اهل الجاہلیۃ کانوا یتشاءمون ویقولون انه شر مشعوم فابطل النبی علیہ السلام ذلک وکثیر من الناس
 کیونکہ ایام جاہلیت میں اسکو منحوس بتا جاتی اور یوں کہا کرتی تھی کہ صفر برا منحوس ہی سوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کر دیا اور بہتری لوگ
 فی هذا الزمان یتشاءمون بہ ورجا یمتنعون فیہ من السفر والتزوج وغیرہا والتشاءم بہ من جنس الطیرۃ المنھی عنہا وکن
 اب ہی اسکو منحوس بتا جاتی ہیں اور بعض دفعہ اس مہینہ میں سفر نہیں کرتی اور نہ بیاہ کریں اور نہ اور کوئی کام اس کی نحوستان ہی ہی بد شکلی کی قسم ہی حکما نہت ہوگی ہی
 التشاءم بہ منہ من الا یام فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کثیر صفر وغیرہ غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة
 نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں بد شکلی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی لمحہ کی جیسا کہ صفر وغیرہ کی جائز نہیں ہی اس واسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی
 ممتدة یعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا یحصل الا بخلق الله تعالیٰ
 جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب اسباب کی ہیں صرف خدا تعالیٰ کی پیدایش ہی

في بيان عدم سرية المرض وعدم جواز الطيرة

ويقيم فيه افعال العباد فلا يكون فيه يمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالطاعة فهو

زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه واليمن والشوم في الحقيقة هو الطاعة

والمعصية كما قال حري بن حاتم عن المرء وشوم بين لحبيه يعني لسانه وقال ابن قسعود ان كان الشوم في شئ

او معصية هو في شئ من عبادي بن حاتم كذا في احدى الكتب او نحو ذلك من غير ان يكون في شئ من عبادي بن حاتم كذا في احدى الكتب

ففيما بين النجيين يعني اللسان وقال ايضا ما شئ احوى الى طول السجود من اللسان وروى عن عائشة ان عليه السلام

قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا لا الشوم الا المعاصي والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه اذا سخط على عبد يكون ذلك

العبد شقيقا في الدنيا والاخرة واذا رضى عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه

عن بلاه وقع الناس فيه فقال ما اري ما انتم فيه من البلاه الا بشوم الذنوب فالعاصي مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا

يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيم الناس خصوصا من لم ينكر عمله والبعد عنه فله نعم وكذلك لا مانع في فعل فيها المعاصي

يلزم البعد عنها والمغرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها كما روى انه عليه السلام حين مر على ديار ثمود بالجحر

قال لا تصحابه لا تدخلوا ماكن هؤلاء المعذنين لان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم فان هجران اهل

العصيان واما كنتم من جملة الهجرة المأمور بها بل العدى عند التحقيق في مخالطة من تركب المعاصي ويحسنها ويزينها

ويدعو اليها من شياطين الانس الذين هم اضر من شياطين الجن فان شياطين الجن يستعاذ منه بحال الله تعالى فينصر

واما شياطين الانس فلا يبرح حتى يوقعك في المعصية وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال يحشر المرء على دين خليله

فلينظر احدكم من يخال في الحديث الاخر انه عليه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي واما الغول بالضم

فهو من زعمات الجاهلية فانهم كانوا يقولون انه نوع من الجن يترأى للناس في الغلوات بالشكال مختلفة ويضلم

عن الطريق ويهلككم وقوله عليه السلام لا غول يحتمل ان يكون المراد منه نفى وجوده كما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر

بلا كره في بين اورد في شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

او يري شاذني عليه السلام كما ذكر في غول يعني في كاسي مراد نفى اوكي وجوده هو جنانة لفظون سي يري ظاهري كوك

في بيان عدم سرية المرض وعدم جواز الطيرة

في بيان عدم سرية المرض وعدم جواز الطيرة

في بيان عدم سرية المرض وعدم جواز الطيرة

من نفى الشيء نفى وجوده لكن قال بعض العلماء ليس المراد به نفى وجوده بل المراد به نفى ما كان يعتقد اهل الجاهلية

من التشكيك بالشكالات المختلفة ولا ضلوع الطريق ولا هذا الصفيكون المعنى انه لا يستطيع ان يضل احد عن الطريق

كقوله طريح طريح كالحمل بينا بين اورستى سى بهكالى بين اورجك كدبى بين اب حديث كى به معنى بوى كعول كسيكوسى سى بين بهكالى سى

ولا ان يفهم من شيئا ما ذكر وهذا الوجه اولى الوجهين لورود اخبار تدل على وجوده من جملة ما روى انه عليه السلام

قال اذا تغلبت الغلبة فبادروا بالاذان فانه عليه السلام بين ان شرها يدفع بذكر الله تعالى فعلى المؤمن ان يشتغل

بطاعة الله تعالى ويتوكل عليه ويتوكل كل ما شاع بين الامم ما كان مخالفا لدين الاسلام ونهى عنه النبي عليه السلام

بشرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس التاسع والثلاثون في ذم الطيرة والفا

المذموم ومدح قال المسنون وانواعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طيرة وخيرها

الفال قالوا وما الفال يا رسول الله قال الكلمة الصالحة يسمعها احدكم هذا الحديث من صحيح المصايب

سواء ابوهريرة ومعناه ان الطيرة لا يجوز العمل بها لعدم الخير فيها وانما الخير في الفال لذلك هو الكلمة الصالحة

يسمعها احدكم وليس معناه ان في الطيرة خيرا والفال خير منها اذ لا خير في الطيرة اصلا وروى مصداق بسعوى

الطير صاخوذة من الطير لان العرب في الجاهلية كانوا يتبركون بسنوحها اي بهرورها من هياسل الى ميا منك

ويتشاءمون ببروحها اي بهرورها من ميا منك الى ميا منك اذ كان من عاداتهم اذ خرجوا حاجة فان راوا الطير

او الوحش يبرون بهمين يتبركون به ويدعون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يبرون بهمين يتبركون به ويدعون

الى بيوتهم واما كانوا ينفرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون به ويمضون في سفرهم

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم كانوا يتبركون

بالسوء ويتشاءمون بالبورح والسائم ما يبرون الطير والوحش بين يديك من جهة اليسار لك الى يسمينك العز

نيك ركبة الا جانتى اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

اوربورح كوخوس سميتى سائح وده برنده جانور يا وحشى بوناى جوسامنى سى باين طرف سى داهى طرف كوجا جادى عرب كى لوگ

كانوا يقيمون به كما كان رصيه وصيده من غير الاخراف والباسرح ما يهر من الطير والوحش من جهة يمينك
اسكو مبارك جاتي تي كيوكا وكونتير مارا اور شكار كرنا بدون گردش كي سهل هوتاي اور بارح ده پرنده جانور يا وحشي هوتاي كراين طرفي

الى يسارك والعرب كانوا يشاءون به لعدم امكان رصيه وصيده من غير الاخراف فنفى النبي عليه السلام
باين طرف جلا جاتي عرب كي لوگ او كو مخوس جاتي بين كيوكا سكا تير مارا اور شكار كرنا بدون گردش كي ممكن نهيوت سوني صلي اور علي سلمني اسكونك

وابطل واخبرانه ليس له تاثير ينفع ولا ضرر هذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على عامر مصدر بمعنى التطير لاصل
اور مشا ويا اور خير سناي كرا سمين نه كچه نيك تاثير فائده مندر ي اور نه كچه ضرر ي سوني حديث لا طيرة كي بهي بين كيوكا طيره چا كچه كچه كراي مصدر نظير كرا سونون ي

التطير التفاضل بالطير ثم استعمل في كل ما يتناول به ويعر شوا سوء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام
تطير طير ي قال يني كوتي بين يهر اسكي استعمال يهر يني جومخوس هو كي برابري كطير سي هو يا سوار اسكي اور كچه هو اور روايت ي كحضرت صلي الله عليه

قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال هل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا
قربا يبركوني شرك ي مراد يهر ي كطير مشرك اور كفا اعمال بين سي ي چنانچه الله تعالى في او كي حال كچه يهر ي كتاب بين حكايت كي يهر ي كونه كفا

يتشاءمون بالرسول ولما علمهم وسبب تشاؤمهم بهذا ان الرسول لما دعاهم الى دين غير الوفاء لهم استغفروا واستنجدوا
رسولون اور او كي ساتيون كو مخوس جاتي تي اور او كي مخوس سمجني كاسب يهر تها كر رسول جواد كونيا دين خلاف طبع سكايتي تي تورا كو عجيبي غريب جاتي تي

وقضت عنهم طباعهم اذ من عادة الجمل ان يقيموا بكل ما يوافق هواهم وان كان حالها لكل شر ووبال ان يتشاءموا
اور او كي كفا ركو الطبع لغرت يهر كيوكا كچه كجات يهر كجواو كي دلالت ي بات مرضي كي موافق هو او كو مبارك سمجني اگرچ او مين تمام خرابيان موجود يهر اور جرات

ما يخالف هواهم وان كان جازيا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاءم ببعض الايام والشهر كشر صفر فان كثيرا
او كي مرضي كي خلاف هو تورا كو مخوس سمجني اگرچ او مين هر طرح كي خير اور خوي حاصل هو اور او كي يهر ي عادت يهر ك بعضي تاريخون اور بعضي مهيون كو مخوس جاتي تي يهر يهر

من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوجه ونحوهما والتشاءم به من جنس الطيرة
لوگ اس زمانه كي يهر او كو مخوس كتي بين اكثر لوگ اس مهيون سفر اور بياه وغيره نهيون كتي يهر يهر كوني يهر يهر يهر يهر يهر يهر يهر يهر

المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة متصلة يعرف مقدارها
كيوكا كچه كجات يهر

بحركة الافلاك والنجوم وهو في ذاته واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون
اور ستارون كي حركت سي معلوم هوتي يهر اور زمانه اصل بين اليك جيز او كي ليك طرح كي اجزا بين خدا كي پيدايش يهر موجود يهر بندون كي افعال او مين واقع هوتي بين

فيه بين ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك عليه وكل زمان
سواد سمين نه كچه بركت يهر نه كوتي نحوست مگر باعتبار كر دار بندون كي سوجن وقت كو بنده في عبادت بين صرف كياه زمانه او كي حق بين مبارك يهر اور جود وقت

شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال علي
معصيت بين صرف هو او ده زمانه او كي حق بين مخوس يهر اور حقيقت بين بركت عبادت بين يهر اور نحوست گناه بين چنانچه عدي

بن حاتم كتي بين كرات ان كي بركت اور نحوست دونو جبرون بين يهر يعني زبان بين اور بن مسعود كتي بين اگر كسي چيز بين نحوست هو تورا سمين يهر جودونو جبرون بين يهر
اللسان وروي عن عائشة رضي الله عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي
يعني زبان بين اور حضرت عائشة يهر روايت يهر كسيغبر صلي الله عليه وسلم يهر فاما نحوست بخلق يهر سوس حديث كي موافق مخوس صرف معاصي اور فوس هوتي بين

والنوع فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد
يهر يهر خدا تعالى كو غصه لاتي بين كيوكا جبر يهر خدا تعالى كسي بنده يهر غضبناك هو نوده شخص

اور اصل يهر

مهيون

مشقیاً فی الدنیا والاخرۃ واذا سرخی عن عبد یشکون ذلک العبد سعیداً فی الدنیا والاخرۃ وبعض اصالحین
دنیا اور آخرت میں مشقی بد بخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس
قد مشکی الیہ عن بلاد وقر فیہ الناس فقال ما یرى ما انتم فیہ من البلاد الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم
لوگون فی ایک بلاتین مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں کی جواب دیا کہ جبکہ وہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تم پر یہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نوبت ہی نازل ہوئی ہی ہوگی
علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعلم الناس خصوصاً من لم ینکر عملہ فالبعید عنہ لانہم و
اکسیر اور غیروں پر بھی ہوتی ہی اس واسطی کہ کہاں پہنچے ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پر سب سختی پر پہل جاوی خاص اہل لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا سمجھتے ہی
کذا الا ما کن الی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والهرب منها خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان
العیسی ہی اہل لوگانات ہی اللہ عز وجل ہر ہر ضروری جہان معاصی عمل میں آتی ہوں اس قدر ہی کہ سبدا عذاب اہل سب پر نازل ہو جو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ
ہم ان اهل العصیان واماکنہم من جملة الهجرة المأمور بها ومن عاداتہم ایضاً البحت عن سبب الشر بالوہل وضرب
نوک کرنا تا فرار ہون کا اور انکی مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور انکی عادت میں یہ ہی ہی کہ بوسیلہ رمل اور
الحصى والشعیر والنظر فی العجم وغیر ذلک وذلك کله من قبیل الطیرة المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالانزلام
کنکر لیل اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کر کی اور سوار اسکی غیب کی حالات میں بحث کر فی بین یہ تمام بد شکوئی میں داخل ہی جسکی مخالفت ہوئی ہی اور استقسام بالانزلام
ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قسم مالم یقسم والانزلام القداسم الی کان اهل الجاہلیۃ یکتبون علیہا الامر
اور معنی استقسام کی یہ یہ یہ کہ طلب کرنا علم شد فی اور ناشد فی کا اور انزلام تیردن کو کہتی ہی جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ان یا نہیں کہتی ہی
والنہی یکتبون علی بعضہا فاعل الامر فی ربی وعلی بعضہا لا تفعل او نہائی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا امر احدہم امر
بعضی پر افعیل یعنی کر یا امر فی ربی یعنی اسکا حکم الہی ہی کہتی ہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہائی ربی یعنی اسکا حکم نہیں کہتی ہی اور انکی ایک اس میں کہتی ہی پر چوٹی
ادخل بدیۃ فی ذلک الوعاء واخرہم قد حان خیرہ فافیہ الامر مضی لما قصده وان خیرہ فافیہ النہی کف عما قصده وقا
تو اس برتن میں تابتہ انکر کی تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جس میں حکم تھا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جس میں مخالفت ہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصبت قدام اصنامہم اذا امر احدہم امر من السفر وغیرہ استقسمہم بما ہی
سعید بن جبیر کہتی ہی کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر کہتی ہی جب کوئی سفر وغیرہ کا اندک کرنا اور انعام کرنا ہی علم سن اور اسد فی کا حاصل کرتا کہ یہ کار کو
طلب علم ما قسم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالانزلام حرام لانہ دخول فی
یاد کروں اور ابو اسحق زجاج وغیرہ کہتی ہی استقسام بالانزلام حرام ہی اسلی کہ یہ علم الہی میں
علمہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ قال القرآن وقال دانیال ونحوہا فانہا لیست من
مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہسی پوشیدہ ہی اور اسہی میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہی اور اسکا نام قرآن کی قال اور دانیال کی قال اور انہی کی کہہ چوٹی ہی کیونکہ
القال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالانزلام فلا یجوز استعمالہا ولا اعتقادہا حق لان فیہا الخبر عن
طریقہ وہ ظاہر نہیں ہی جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہ ہی استقسام بالانزلام کی جس سی ہی سوا کا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ اس میں غیب کی خبر
الغیب والتظہیر بالقران العظیم واما القال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ الموافقة للبرکۃ کالارشاد والنجیم علی
اور قرآن کی ساتھ تظہیر ہی اور ظاہر جو شرع میں محمود ہی وہ یہ ہی کہ میں اور برکت کسی کلمہ سی اپنی جو مراد کی موافق ہو جسکی ارشاد یعنی راہ یا بندہ اور نجیم
مری عن انس انہ علیہ السلام کان یعجیہ اذا خرج لِحاجة ان یسمیہ یا مرشد یا نجیم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
یجاءتہ انس کادیت ہما کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن یا دین یا مرشد یا یا نجیم اور ایک اور حدیث ہی کہ سفیر صلی اللہ علیہ وسلم
کان یتقول ولا یظہر فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یجب القال ویکرہ الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام
قال یلکرتی ہی اور تظہیر نہیں کیا کرتی ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کو محبوب کہتی ہی اور تظہیر کو کر وہ جانتی ہی علی کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مشقی

لوگون

الحصى

ادخل

مرشد

يجب لتفاوت و بكرة الطیر لان الطیرة فیها الحكم علی الغیب و سوء الظن بالله تعالی و توقع البلاء و افعال الفاعل فلیس فی الحكم
 قال کو محبوب اور نظیر کو مکروه الخجائی تہی کہ نظیر من غیب کی خبر اور اسد تعالیٰ کی جناب میں بدگمانی اور توقع بلاء کی ہوتی ہی یہی قال سوا من غیب کی
 علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر و حسن الظن بالله تعالی و رجاء حصول المرافعات لا نسلان عند ظہور سبب اذا مرجح فی
 خبر نہیں ہوتی بلکہ او میں خیر کی طلب اور اسد تعالیٰ کی جناب میں نیکیاں اور امید واری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور سبب قویٰ ضعیف کی اگر اسی سبب
 اصل من الله تعالیٰ خیرا نفعہ عند سبب قوی و ضعیف فهو خیر لہ و اذا قطع مرجاؤہ و اصلہ من الله تعالیٰ فهو شر لہ نفو لہ تم
 خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اس کی حق میں بہتری اور اگر اسد تعالیٰ سے اپنی امید منقطع کری تو اس کی حق میں بدہی کیونکہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی
 انہ لا یالیس من ذنوبکم الذل الا القوم الکفرون وقد ذکر فی نصاب الاحساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصل العقیق
 نا امید نہیں ہوتا اسد کی فیض ہی مگر قوم منکر اور صلا الاحساب میں مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کو اہل بول کرے
 ورجع من سفرہ یکفر عند بعض الشائخ و ذکر فی المحيط ان الہامة اذا صلحت فقال رجل یسوت المریض یکفر القائل
 اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ چند کی آواز پر اگر کوئی شخص کی بیمار ہوا ہی کا تودہ شخص
 عند بعض الشائخ و مثال التفاول ان یکون لہ حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ مرجاء الوجود ان یرکب
 بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور قال کی یہ مثال ہی کسی شخص کو کچھ مطلب پیش آوی وہ یہ سن کر کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی یا پائیل ہر کسی بلین توقع اس کی طلب
 لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامة والفرق بین الفاعل والطیرہ مع کون کل واحد منہما
 شخص کچھ بیمار ہوا ہی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہی والی اب اس کی بلین امید سلامتی کی پیدا ہوا اور فرق قال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں
 استدلال بالعلامة علی عاقبة الامر و ایل ان الکلمة الحسنیة التي تجری علی لسان الانسان لذلک لا تہما علی المعقول
 کار کی انجام اور ایل پر نشانہ نیستی استدلال کرتی ہیں یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتا ہی اس کی مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی نہ اس کی مراد پر
 للمراد یکمن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر و حركات المہائم واصواتہا فانہا لعدم دلالتہا علی معنوی لا یکمن
 استدلال کرنا ہوتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز میں اور وحشیوں کی حركات اور آوازیں نہیں ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس ہی
 الاستدلال بہا علی شیء وان کان اهل الجاہلیۃ جعلوا العبرة فیہا تارة بحركاتہا وتارة باصواتہا وتارة بالولنہا وتارة
 کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگر یہ اہل جاہلیت نے اس میں کئی اعتبار طرائق میں کئی اور کئی حركات ہی اور کئی آوازیں اور کئی ولنہا ہی
 باصواتہا وبتشاورہا وبتیمونہا بعضہا فافہم کانا بنشاورہا بالعبادات علی العقوبة وبالغرائب علی الغریۃ وبتیمونہا بالهدی علی لہدای وکذلک کانوا یتبعون
 ناموسی اور بعض کو نحس لیتی ہیں اور بعض کو برکت سمجھتی ہیں اہل جاہلیت عقاب ہی عقوبت یعنی عذاب کی خوش لیتی تھی اور غرائب یعنی مسافہ کی اور ہر ہی جاہلیت کی برکت لیتی تھی تو
 بالسائح وبتشاورہا وبتیمونہا بالسائح ما یر من الطیر والوحش من جهة یسار الخ الی جهة یمینک والعرب کانوا یتیمون بہ لا مکان رمیہ وصدیدہ
 اور بارح ہی خوش لیتی تھی اور سائح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائیں طرف ہی طہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجھتی تھی کیونکہ اس کی تیر مارا اور شکار کرنا
 من غیر الخرف والبارح ما یر من الطیر والوحش من جهة یمینک الی جهة یسار الخ والعرب کانوا یتشاء من عدم
 بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو دائیں طرف ہی بائیں طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اس کو نحس جانتی تھی
 امکان رمیہ وصدیدہ من غیر الخراف اذ کان من جادتم انہم اذا خرجوا الحاجة وراوا الطیر والوحش یریمونہ
 کیونکہ اس کو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہیں ہو سکتا قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کار کی لپی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ وہاں طرف کو
 یتبرکون بہ و یدہبون فی حاجتہم وان راوا الطیر والوحش یریسرقہ ینشاؤون بہ و یرجعون الی بیوتہم و یرکبوا
 چلا گیا تو اس کو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ بائیں طرف چلا گیا تو اس کو نحس جان کر اپنی کمر سیٹاتی اور بعضی وقت
 ینفرون الطیر والوحش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا و یدہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات
 پرندہ کو اوڑھا کر اور وحشی کو بدکار دیکھتی رہتی کہ اگر وہ دائیں طرف کو چلا گیا تو اس کو مبارک سمجھتے اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائیں طرف کو چلا گیا

نہی ہوتا ہی

نہی ہوتا ہی

لیستحب له ان یشاور فیہ لما روی انه علیه السلام یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوائج بیتہ وروحی
 تو مستحب ہے کہ او ہمیں مشورہ کرے باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سے تمام کار و بار میں مشورہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ گھر کی کار بار میں اور علی سے
 صلاتہ قال اهلک امر عن المشاورة وقيل لوشاور ادم علیه السلام المشکة فی اکلہ من الشجرة المہنية لما وقع فیما
 ادایت ہی کہ آپ نے فرمایا مشورہ کرنے سے کوئی خراب نہیں ہوا کہ نبی ہی کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتوں سے مشورہ کر لیتے کیونکہ کہانی میں تھا تو انہیں یہ نصیحت نہ تھی
 وقع وقيل افراد الانسان ثلاثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له رای صائب یشاور ونصف الرجل
 جو آدمی اور کہتی ہیں بنی آدم تین قسم کے ہیں پورا آدم اور نصف آدم اور کچھ آدم اور خود انہوں ہی جو خود انہوں ہی بہر مشورہ کرے اور آدم وہ ہے
 من له رای صائب لکن لا یشاور و یشاور لکن لیس له رای صائب ولا شئ مثله برای صائب ولا یشاور و فاجتماع
 جو ذات ہو پرمشورہ نہ کرے یا مشورہ تو کرے پر خود ذات نہ ہو اور کچھ وہ ہے جو نہ خود ذات نہ ہو اور نہ مشورہ کرے پس دونوں بات کی
 الامرین الرجل تام وبانتصافها نصف وبانتفاها لا شئ ولا حدیث الصحیحة الواردة فی المشاورة كثيرة
 جمع ہوتی ہیں مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سے آدہ ہوتا ہی اور جب دونوں بات کم ہوں تو کچھ ہی اور صحیح حدیثیں جو مشورہ کی باب میں آئی ہیں بہت ہیں اور سبکی
 ویغنی عن جمیعہا ویشاورہم فی الامر فانه علیه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم یكن احدا فطن منه امر
 بدلی یہ آیت کافی ہے اور مشورہ کی اونی سونی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سے زیادہ کامل اور ان کی ساری کوششیں فہمیدہ نہیں ہی جب مشورہ کرنے کا حکم ہے
 بالمشاورة فی هذه الاية فالظن لغیرہ لکن من یرید المشاورة لا یرى استحبابه ان یشاور فیہ جماعة من اهل
 اس آیت میں ہر اور کس پر نہیں کیا خیال ہے لیکن جو شخص کسی کار میں مشورہ کا ارادہ کرے تو اس کو مستحب ہے کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت و اناسی کرے
 البصيرة یکن اقلہم عشرة ویعلم من حالہم النصیحة والشفقة ویثق بدينہم وصدقہم وورعہم وعلہم
 کم ہی کم دس تو ہوں اور ان کی حال عدوت سے خیر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور ان کی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو
 ویعرفہم مقصودہ من ذلك الامر ویبین لہم ما فیہ من المصلحة والمفسدة ان علم شیئ من ذلك وان
 اور اس کام میں سے اپنا مقصود اور کو چلا دی اور جو جو آقا میں خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب ان کی سامنی بیان کر دی اور اگر
 لم یجد منہم الا واحدا یشاور ذلک الواحد عشر مرۃ وان لم یجد واحدا یرجع الی امراتہ والی امرۃ اخرى یخبر
 سوا ایک شخص کی کہ جس سے مشورہ کرے کوئی نہ ہی تو اس ایک شخص سے دس مرتبہ مشورہ کرے اور اگر ایک ہی نہ سمیر ہو تو اپنی بی بی سے رجوع کرے یا کسی اور عورت سے
 مکالمته ویشاورہا وبعد المشاورة یخالفہا و فی مخالفتہا خیر وبرکۃ وقد روی انه علیه السلام قال
 جس سے بات چیت کرے جائز ہو اور بعد مشورہ کی اس کا خلاف کرے اس کا خلاف میں خیر اور برکت ہوتی ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 شاور هن وخالفهن وحکی ان واحدا من اهل الشام شاور امراتہ فی ایام فتنة یزیدان یطرح نفسه من
 کہ عورتوں سے مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہے کہ اہل شام میں سے کسی نے اپنی بی بی سے جن دنوں بربک کا فتنہ برپا تھا بہر مشورہ کیا کہ میں چہت پر ہی نیچی گر پڑوں
 السطح فقالت لا تطرح فخالفہا وطرح نفسه من السطح فانکسر رجلہ فلما اصبح جاء اعران یزید لیسألہ
 سولہ بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اس کا خلاف کر کہ چہت پر ہی نیچی گر پڑا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نزل پر آئے تاکہ اس کو
 الی محاربة الحسين فلما راوا حالہ ترکوه فنجی من شقاوة الدنيا والاخرة ببرکۃ عملہ بالی یزید لان من امرہ
 حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اس کا یہ حال دیکھا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بد بختی سے بچ گیا اس حرکت سے کہ حدیث پر عمل کیا تھا کیونکہ جس پر
 یقتل او قطع عضو علی قتل مسلم لا یجوز لہ ان یقتلہ بل یلزمہ ان یصبر حتی یقتل فان قتله یکن اثما ان
 قتل کی باقیہ اعضاء زبردستی کیجائی واسطے قتل مسلم کی راہ کو جائز نہیں کہ مسلم کو قتل کرے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہی کہ صبر کرے ورنہ جان دی اور اگر اس مسلم کو قتل کرے تو گنہگار ہوگا
 لا یستبح قتل مسلم بضربة قاتلہ یجب علی المستشا ان یلزم العمل لا ان یفکر فی النصیحة وترک الخیر الذی فی
 اھل بیت میں ہی قتل مسلم کامیاب نہیں ہی پس مشورہ دینی والی پر ایم ہے یا بقدر کہ سر آ کر خبر خواہی کا فکر کرے اور مشورہ میں ہر کہانیاں نکری

لکستورۃ لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال المستشار مؤمن وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
کیونکہ امام ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینی والا امن ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے

قال لا یجوز ان یجوز حتی یحسب لایحیہ ما یحسب لنفسہ وفی حدیث اخر قال من اشار الی اخیه بامر یعلم ان
کتاب کی غلطیاں مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک کہ ہنر سبھی اپنی بہائی کی لٹی جو بہتر جانتا ہے اپنی لٹی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جس نے کسی بہن کو ایک کلمہ بتایا

الرشد فی غیرہ فقد خذہ فانہ علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاہ المسلم فی امر فقال المسقش
یہ بیان کر کے خود دوسری کار میں سے سواری اور کجیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جس نے کسی بہائی سے کسی کتاب میں مشورہ کیا اور مشورہ دینی والا

ان المصلیۃ فی فعلہ وهو یعلم ویض ان المصلیۃ فی عدم فعلہ فقد خذہ واذا اشار ووظہر کونہ مصلیۃ
کہ اپنے عمل بہتر ہے پر وہ یقین جانتا ہے یا گمان غالب کرتا ہے کہ خود ہی اسکی نہ کرتا ہے تو اسکی خیانت کی اور جب اسکی مشورہ کیا اور اسکی خودی معلوم ہوئی

یلزمہ ان یقبل ذلک المستشار لکن بعد ان یستخیر اللہ تعالیٰ فی ذلک بالاستخارۃ التي رواہ البخاری فی صحیحہ
تو لازم ہے کہ مشورہ دینی والا کا مشورہ مان لیں پہلے اس باب میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کری جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انہ قال کما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن فیقول
جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ سکھاتے تھے جیسی قرآن کی سورت سکھاتے تھے فرقان نبی

اذا هم احکم بالامر فلیدکم رکعتین من غیر الفریضۃ ثم یقول انی استخیرک یعلماک واستقدرک بقدرتک و
کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑھے پہر یہ دعا پڑھے اے میں تجھ سے خبر طلب کرتا ہوں تو مجھے تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے

اسألک من فضلك العظیم فانک تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت
تجہی نگاہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہے اور میں خبر ہوں اور تو تمام غیب سے آگاہ ہے اے

تعلّم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ واجلہ فاقدرہ لی وسیرہ لی ثم
تیری علم میں یہ حکم میری حق میں بہتر ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو اسکا کہ میری لٹی بنادی اور آسان کر دی پہر

بالرخصۃ وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ واجلہ فاصرفہ
اور میں تجھ سے رخصت ہی اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میری حق میں بد ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو پہر ہی

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ قال العلماء یستحب الاستخارۃ بالصلوۃ
اور جو مجھ سے اور جو مجھ کو اس سے اور میرا ہر کام میری لٹی جہاں ہو اور اوپر مجھ کو راضی کر دی علامہ کہتے ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور فی جمیع الامور کا صرح بہ فی الحدیث المذكورہ ویکن الصلوۃ رکعتین من النافلۃ والظاهر انہا
اور دعا مذکورہ تمام امور میں مستحب ہے چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور دعا ہر یوں ہی

تحصل رکعتین من السنن الرواتبۃ تحبۃ المسجد وغیرہا من النوافل ولو تعدت رکعت الصلوۃ یستحب بالدعاء المذكور
کہ سفت روایت کی دو رکعت اور تحبۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سے ہی کافی ہیں اور اگر نماز متعد ہو تو صرف دعا مذکور ہی استخارہ کری

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یبضی بعدہا لما یشیر لہ صدرہ لما روی عن انس انہ علیہ السلام قال ل
اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اسکی وہ ہی عمل میں لاوی جو اسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخیر ربک فیہ سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فانہ الخیر فیہ ہذا یکن فعل
اے انس جب تو کسی کام کا قصد کری تو اس میں اپنی رب سے سات مرتبہ استخارہ کر کہہ خیراں کر جو تیری دل میں آتا ہے اب اس میں سے خیر

عباد اللہ المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فیکون الاستخارۃ فی امور الدین کالجہ والجهاد وسائر
اللہ کی مؤمن بندوں کی عمل جہاد کو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو یہی ہوتا ہے سو سنی و اسی میں سے جس سے جہاد اور جہاد

والباق لا فيلعبون بعقله ويزداد بسواهم جهلا وخساسة بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة
اور باقواله پاس جاتے سو وہ گول اسکوا ڈالا بنا دیتی ہیں اور اوسے بوجھ کر اور یہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہے اور اس پر اوکو مزہ دوتا ہے
ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك ينفهم دينه ودينه ما ذكر في شرح العقائد ان تصديق الكاهن بما يخبره
اور یہ سارہ کو بہہ خبری نہیں کہ اس میں دین اور دنیا سب تباہ ہوئی
اسلم کہ شرح عقاید میں مذکور ہے کہ غیب کی خبروں میں کاسین کو سچا سمجھنا کفر ہے

عن الغیب کفر لقوله عليه السلام من أتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد والكاهن هو الخبير
کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کاهن کی پاس آکر اسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہو اور ان آیات سی جو محمد پر نازل ہوئی ہیں اور کاهن وہ ہی ہوتا ہے جو غیب کی
عن الغیب سواء كان بالرمل أو المحصى أو الشعير أو غير ذلك فكله حرام لكونه من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل
خرق تائیدی برابر ہی ہو یا گنکوں سی یا جو سی یا سوار اسکو اور سی چیز سب حرام ہی کیونکہ یہ طیرہ طبری کی طرح کی جسکا ہی ہوگی ہی اور

الاستقسام بالانزلام والطيرة مصدر يعني التطير واصل التطير التقاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتناول به ويعمل
استقسام بالانزلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنوں میں اصل میں تطیر کی معنی بین طیری قال یعنی بہرہیک قال میں جو محوس ہوئی ہو مستعمل ہو گیا
شتم اسواء کان طیر او غیرہ وقد روی انہ علیہ السلام قال الطیرۃ شرف یعنی انہا من اعمال الشرف کا حکما
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچھ اور ہو اور روایت یہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا طیرہ مشرقی مراد یہی کہ طیرہ مشرق کی اعمال میں داخل ہی جینچہ اسد تعالیٰ

اللہ تعالیٰ عنہم فی مواضع من کتابہ فانہم کانوا یتشاؤن بالانبیاء واتباعہم وسبب تشاہدہم بہم ان لا یتبیاء
 او کہی طرف سی ایسی کتاب میں کئی جگہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور انکی اتباع کو منحوس سمجھتی تھی اور سبب منحوس سمجھتی کیسہ تھا کہ انبیاء اور انکو
 لہادعو الی دین غیرہم استغریبہ واستقبیحہ وزفرت عنہ طباہعہم اذ من عادة الجملۃ والفسقۃ
 سیادین سکھاتی تھی تو اوسکو غریب دیکھ کر قہر جانتی تھی اور اوکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تھی کہ جو کہ جاہلون اور فاسقین کی یہ عادت ہوتی کہ جو اوکی خواہش کی

ان یتیموں کو بیکل یا موافق ہو اور ان کاں جالبہ کل شر و دیال وان یتشاء مو بیکل یا ینخالف ہو اور ان کاں موافق ہو اور کو مینا کہ جانتی ہیں اگر چہ سراسر بد اور دیال ہو اور جو ادنیٰ خواہش کی خلاف ہو اور کو مخوس سمجھتی ہیں اگر چہ جاذبہ کل خیر و نوال والا ست تقسام طلب معرفتہ ما قسمہ و الا نکرہام القداح التي کان اهل الجاهلیة سراسر خیر برکت ہو اور تقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقصود کی غیر مقصود میں سی اور از نام قار کی تیر ہو تی ہیں جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتین علیہا الامر والذہی اویکتین علی بعضہا افعال وامرے ربی وعلی بعضہا لا تفعل اور ہانی ربی ویضعنی فی راعی
 امر اور نہی کہہ دیتی تھی اور کسی پر افعال یعنی کر
 یا امر فی ربی یعنی یہ حکم رب کا ہے اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا ہانی ربی یعنی حکم رب کا نہیں کہہ دیتی تھی
 فاذا اراد احدہم امر الدخل ید فی ذلک الوعاء واخرہم قد حافان وخرہم حافیہ الامر مضی لما قصد وان خرہم حافیہ
 اور کہہ ایک تن میں رکھ دیتی تھی یہ جب کوئی کچھ کام کر نیو موتا تو اس برتن میں اندر ڈالے ایک تہہ نکالے اگر ایسا تہہ نکلتا جسے اجازت تھی تو اس کا رشتہ دھو کر اور اگر ایسا نکلتا

لنہی کہ عاقصہ و قال سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصۃ قدام اصنامہم اذا اراد احدہم امر السفر
 بحین ماعت تہی (تو اپنی کاری بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتے ہیں اہل جاہلیت بتوں کی سامنے نکل کر بیٹھ جاتے تھے جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا
 وغیرہ استقسم بہا ای طلب ہوا علم قسیم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام
 تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت لکھا جبر اور شر اوس کاری کرنی اور نکر کرنی میں صاف کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر لازم سی

بالا زلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونه قال دانیال ونحوها
خبر اور شرور یافت کرنا حرام کیونکہ علم الہی میں مداخلت ہوتی ہے اور وہ ہستی پوشیدہ ہے اور اس میں داخل ہے جو ہمارے زمانہ میں کرتی ہیں اور اس کا نام دانیال کے چہرے پر ہے

فانہا لیست من افعال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالا زلام فہو لا یجوز استعمالہا ولا اعتقادہا
اور اس کی مانند تو ایسی فال شرع میں محمود نہیں ہے بلکہ یہ ایسی ہی جیسی تیر طن سے قسمت کا دریافت کرنا سوناسکا استعمال جائز ہے اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد

حقا لان فیہا الخیر عن الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما افعال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ
کیونکہ اس میں غیب کی خبر بتاتی ہیں اور قرآن عظیم کی تطہیر کرتی ہیں شرح میں فال محمود ہے ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سے کہی ہو کہ اراد کی موافق ہو

الموفقة للہد کالراشد والنجیم علی ما روی عن انس انہ علیہ السلام کان یحبہ اذا خرج کاحجۃ ان یمعم بالاشد
جیسی اشد اور نخبج موافق روایت اللہ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تھا جب کسی کا ذکر تشفیعت لیجاتی سننا یا راشد یا نخبج کا

یا النجیم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یتفہل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یحب افعال
اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تھی اور تطہیر نہیں کرتی تھی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکھتی تھی

وبکرہ الطیرۃ قال للعلماء انما کان النبی علیہ السلام یحب التفاؤل وبکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب
اور بکرہ کو مکروہ علماء کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اسکی فال کو محبوب اور میو کو مکروہ جانتی تھی کہ بکرہ میں غیب پر حکم ہوتا ہے

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما افعال فلیس فیہ الحکم علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله
اور اس کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہے اور فال میں غیب پر حکم نہیں ہوتا بلکہ فال میں صرف خیر کی طلب اور اسد تعالیٰ کی نسبت گمان نیک

ومرجاء حصول المرد فان الانسان عندہم یسبب اذا رجا وامل من اللہ تعالیٰ خیرا ونعمۃ فهو خیر لہ واذا
اور مراد حاصل ہوتی ہے کہ اگر وہ ہوتی ہے پس انسان کسی چیز سے اگر اسد تعالیٰ سے خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امید ہو تو یہ اسکی حق میں بہتری اور اگر

قطر رجاء واملہ من اللہ تعالیٰ فهو شر لہ لقولہ تعالیٰ ولا یأیش من کفر اللہ ولا القوم الکافرین وقد
اسد تعالیٰ سے اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہ برا ہے بلیس اس آیت کی نا امید نہیں ہوتا اس کی فیض سے مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتمال ان الرجل اذا خرج الی سفر فصالح العقیق ومرجع من سفرہ یکفر عند بعض المشائخ وذكر
نصاب الاحتمال میں مذکور ہے کہ کوئی شخص اگر سفر کی نیت کرے اور اسکی سفر موقوف کیا تو بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور

فی الحیث ان الہامۃ اذا صحت فقال رجل یسوت المریض یکفر الفائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان
محیط میں مذکور ہے کہ چند بادیم کی بولی پر اگر کوئی کہی بیجا مرجع ویکھا تو یہ کہی والا بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور فال کی یہ مثال ہے

یکون لہ حاجۃ فیسمم من یقول یا واجد فیقم فی قلبہ مرجاء الوجدان او یکون لہ مرض فیسمم من یقول
کیونکہ کچھ کار در پیش ہو تو وہ اتفاقاً یہ کہی کہ کوئی کہتا ہے یا واجد اسکی دل میں توقع اسلوی کار کی پیدا ہو جادی یا کوئی بیمار ہو وہ یہ کہی کہ کوئی کہتا ہے

یا سالم فیقم فی قلبہ مرجاء السلفۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما استدلالا بالعلامۃ
یا سالم اب اسکی دل میں توقع صحت سلامتی کی پیدا ہو جادی اور فرق فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں علامت اور نشانی ہے

علی عاقبۃ الامر ووالہ ان الکلمۃ الحسنۃ التي تجری علی لسان الانسان لدلائلہا علی المعنی الوافق للبراد یکن
انجام اور مال کار پر استدلال کرتی ہیں یہ کہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آ جاتا ہے چونکہ وہ مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہے تو اس کی مراد پر

الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیر ان الطیر وحركات البہائم واصواتہا فانہا لہ عدم دلالتہا علی معنی لا یمکن
استدلال ہو سکتا ہے بخلاف جانور کی پرواز اور چار پاؤں کی حرکات اور آوازوں کی کیونکہ اس میں کسی طرح کی دلالت نہیں ہے تو اس کی کسی شے پر

أو استدلال بہا علی شئ وان کان اهل الجاہلیۃ جعلوا العبۃ فیہا تارة محركاتہا وتارة بصواتہا وتارة بالوانہا
استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت فی اس میں معنی مقرر کر کے ہیں کہی حرکات کی کہی آوازوں کی کہی رنگوں کی

وتأثره بالسماها ويتشاءمون بعضها ويتمنن بعضها فانهم كانوا يتشامون بالغراب على الغربة وبالعقاب

كبي نامون سی اور بعضوں کو منحوس جانتی ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتی ہیں جاہلیت والی غریب سی غریب کی محسوس مانتی تھی اور عقاب سی

على العقوبة ويتمنون بالهدد على الهدى وكذلك كانوا يبركون بالسائم ويتشاءمون بالسائم

عقوبت کی محسوس سمجھتی تھی اور ہمدھی ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سائم کو مبارک اور سائم کو منحوس جانتی تھی اور سائم

ما يبر من الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتمنون به لا مكان رحبه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہر تہائی جو تیری بائیں طرف سی داینی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والسائم ما يبر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیری بغیر گردش کی ہو سکتی اور سائم و جانور اور وحشی سوائے جو تیری داینی طرف سی بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امكان رميه وصيده من غير انحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا الى حاجتهم والطيور

کیونکہ اسکا شکار تیری سیدون گردش کی ممکن نہیں ہی کیونکہ اسکو یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کا کوٹھلی اور دیکھتی کہ پرندہ

اولو وحش يتر يمينه يتركون به ويدن هبون في حاجتهم وان لا والطيور والوحش يبر ليسرة يتشاءمون به ويوجون

یا چوبیدہ دینی طرف کو جاتا ہی تو اسکو مبارک جانتی وراہی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی تو اسکو منحوس مانتی اور اٹھاتی

الى بيوتهم وربما كانوا ينقرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتركون بها ويدن هبون في

رہلی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اور اگر اور جانور یا پرن کو جہ کا گرد دیکھتی کہ وہ اگر داینی طرف کو چلا تو اسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو لگتی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشامون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانتی مگر اپنی کار سی اٹھ چلی آتی سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقرا الطير لو كنا نأروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتظير قال ذلك شيء يجده احدكم

کہ جانوروں کو کوہندہ میں پیدہ ہونے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہی کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ظہیر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا بھلا ایک بات ہی جو تمہاری

في نفسه فلا يصدكم يعني ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقر بكم بحكم البشرية من غير

دہ میں پیدا ہوتی ہی سو یہ نہ کہو کہ کسی اپنے کردار سے کہ یہ وہی بات ہی دلیل پیدا ہوتی ہی جیسی خیالات بشریت کی محبت سے آجانی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تأثير في شيء من النعم والضر فلا يصدكم عما توجعون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کی اس میں اصلہ تاثیر نہیں ہی سو اس خیال کی مادی اپنی مقصود کی توجہ سے بند نہ ہونا چاہی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

اخرنه عليه السلام قال من رذته الطيرة عن حاجته فقبل بعا كفارته يا رسول الله ان يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سی باز ہی سو وہ مشرک ہی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کھارہ کیا ہی تو یا پیدہ دعا آتی

لا طير الا طير ولا خير الا خير ولا اله غيرك شبيضي الى حاجته يعني ان كان ما يصيب الانسان من الخير

ہیں کوئی خیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوائے تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائے تیری یہ بڑا کہ اپنی کار چلا جاوی مراد یہ ہے کہ انسان کو جو بیش آتا ہی خیر اور

الشر والنفع والضر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيئتك وفي حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور محسوس وہ دون تیری فضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اھلک اور شر

اخره ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وامنا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ مشرک ہی طیرہ مشرک ہی اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نہ کری بلکہ تعالیٰ

ينهبه بالتوكل وقيل قوله عامنا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود

تو اسکو توکل ہی دفع کرتی آتی ہیں کہ یہ اھلک امنا الا حدیث میں کانہیں ہی بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہی اس میں

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على ما جرت به العادة

بجاء محذوف اور مختصر ای اسکی یہ معنی میں کہ ہم کو ہی نہیں کہا اس وقت اسکی دلیل یہ ہے کہ ہم دھڑلے سے دی کیونکہ یہ یہی عادت تھی ہوتی ہی

لكن لا يستغفرون به بل بحسن اعتقاد بان لا موثر الا الله فيسأل الخیر ويستعين به من الشرائع

پہرہ دین نہیں پھر تا بلکہ اعتقاد درست ہو جائے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز اثر نہیں کرتا ہم وہ مدد خدا سے خیر مانگتے ہیں اور پرانی سی بات

على مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہرہ سار کرنا اپنی کار گنہ گاری اچھی عمل اپنی مرضی کی موافق یعنی لطف و کرم اور فضل سے ہر آسان کر دی

الحادی والا ربعون في سبب نزول البليتك وسبب دفعها من التوبة والدعوى

اكتا السورين مجلس میں نزول ملاک اسباب کا اور اسکی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور استدعا سے ہے اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها بلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ عادتیں اختیار کر لیگی تو اونپر بلا نازل ہوگی یہ حدیث

من صحاح المصابيح فراء على بن ابي طالب وعنده هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفیء دولة والامانة مغنما

مصباح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے علی بن ابی طالب کی روایت سے اور وہ عادتیں گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجھیں اور امانت کو لوٹ

والزكاة مغنما واطلم الرجل امراته وعقارمه وترصديقه وجفاباه وظهرا لصوات في المسجد وساد

اور زکوٰۃ کو ڈنڈہ اور مرد جو روکا فرمان نہ کر ہو جاوی اور ماسی ہر کشتی کری اور دوست سے احسان نہ کرے اور باپ پر جفا کرے اور مسجد میں ہکا بکولیں اور قوم کا سردار

القبيلة فاسقمم وكان زعيم القوم اذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعانف و

وہن سے بہ کار ہو اور رئیس قوم کا دشمن نہ ہو اور مرد کی عزت اسکی بدی کی خوف سے کریں اور گالی والیاں اور تال ہموں غرور ہا ہوں

نشر البخر وليس الجور ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

اور شراب پینی لگیں اور جبر پینہ شروع کریں اور جہلی امت پہلی امت پر لعنت کر لی گئی تو اب یہ لوگ سزاوار ہو گئے کہ اونپر بلا نازل ہو دی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

اس حدیث کی ماضی جو جو بلا و مصیبت کسی قوم پر آتی ہے وہ صرف انکی گناہوں کا ہی ہے کچھ نبی اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور جب پڑی نہ ہو کوئی سنی

فما كسبت ايديكم وفي آية اخرى انه تعالى قال واكلنا من ثمرنا في الغنى والافلح ظلمن فيلزمهم ان يتركوا

سویہ اور سکا جو کما یا خدا کی ہدایت میں ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے کھانے کو انکی ہستی کو گرچہ وہ ان کی لوگ کھانے میں اب انکو لازم ہے کہ جو کچھ احتیاج

ارتكبو من الاوزار وليستغفروا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله

ہی وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہوں تاکہ انکی سرسری وہ بلا جو انہر موصوہ ہو ہی ہی رفع ہو جاوی اسلامی کہ عبد اللہ

بن عمر انه عليه السلام ان من لم يستغفر جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ومن رزقه من حيث لا

یہ عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص استغفار نہ کرے انکی ہر تنگی سے مخرج اور ہر غم سے فرج اور ہر کچھ اور اسکو قی دیگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

جہالتی گان نہ ہو بلکہ انکو ہمہ لازم ہے کہ ہر صبح اوپنڈ کر نماز پڑا کریں کہ وہ وقت دعا کی قبولت کا ہے اس لیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا اخزنه امر فرغ الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کار سے ہم پیش آتا تو نماز شروع کر دیتی پھر دعا میں مشغول ہوتی اسلامی کہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا یا دعا ہی ہی

مما نزل وهما لم ينزل فعليك عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس ایسی چیزیں نازل ہوئی اور جو ابی نازل ہیں ہوتی سو تم اللہ کی بندہ اپنی اور دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث میں بیان ہو چکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہے

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيامة وقد روى عن سلمان قال
 هذا من حديث علي بن ابي طالب رضي الله عنه ان رجلا من بني امية كان يكثر الدعاء بالبلاء وكان يقول يا ربنا انزل علينا البلاء
 انه عليه السلام قال لا يدفع الدعاء بالبلاء فان الدعاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء من البلاء
 ان الدعاء فكل بلاء قد ان يدفع بالدعاء فيكون الدعاء سببا لذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السهم فكما
 ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله
 ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله
 فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحاجات يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
 منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون في حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه
 لان من لم يطلب من الله حاجته يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى
 ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقرة وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله
 من يساله وايغض العباد اليه من يستغنى عنه واحب العباد الى الناس من يستغنى عنهم ولا يسالهم شيئا والبغض
 العباد اليهم من يسالهم وقد روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم
 العباد اعلى الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني
 استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدلل عليه بالآية لان في الآية
 امر بالدعاء وامتنال الامر بعبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارة تعالى عليه السلام
 ان الدعاء هو العبادة وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف
 بالافتقار والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عن العبادة ويقرب من هذا المعنى
 ما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان في الشيء خالصه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام
 ما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان في الشيء خالصه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام

في بيان دفع الدعاء بالبلاء حين نزول البلاء وبعد النزول

بها عباده فقوموا الى الصلوة فعلى هذا اذا ظهرت علامة من العلامات المخوفة كالسوف والخسوف والزلازل والاصواع
 امیئتی خنده کورتا تا ہی تو تم نماز میں مصروف ہو جاؤ اس مصروف کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہو وی جیسی سورج کھین اور چاند کھین اور پھر بھول اور بھول کا کرنا
 ولا مطار الدائمة والريلم المشددة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب
 اور متصل بارش اور سخت اندھیرا اور زمین اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور دن کو تاریکی ہولناک اور دشمن کا قوی
 من العدد ونحو ذلك من الاهوال والا فراجع ينبغي للناس ان يقوموا الى الصلوة ويصلون ان شاء واركتين
 خوف اور غمناک اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جائیں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں
 وان شاء والاربعا لان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وقارسل
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم
 بالآيات لا تخوفنا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايت شيئا من هذه الا فراجع عموما الى الصلوة فانه
 پہنچتی ہیں سو ڈرائی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب تم میں سے کوئی شیء خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھیں لگو اسلئے کہ
 عليه السلام كان اذا حزبه امر فزع الى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العذاب كان يا هر
 نبی علیہ السلام کہ جب کسی باب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیاں میں سے نماز پڑھنی
 بالصلوة والدعاء والاستغفار ويستغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات
 اور دعا مانگنی اور توبہ کرنا اور فرماتی اور آپ ہی وہیں مشغول ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کی سرپرستی وہ نشان مل جائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ بعضی دفعہ علامت عذاب میں ہی
 العذاب يخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا
 کوئی نشان پیدا کرتا ہی اور اپنی بندوں کو اس سے ڈراتا ہی تاکہ اس کی طرف رجوع کر کے توبہ کریں اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب میں سے جب کوئی علامت پیدا ہوئی
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجي ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى
 تو توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا مشروع ہی جیسے موقع عذاب ہولناک کی دفع ہو چکی ہو یعنی اعمال نیک اور پھر ہیر کاری
 فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل
 بیشک یہ تمام واسطی دفع کرنی ہلاکی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال بمعاصی اور ہولناک اور اس سے بڑا نہیں ملتی بلکہ ہلاکی
 يقوى وقوة كما يدل عليه قوله تعالى وما اصابكم من مصيبة فيمأكسبت ايلايكم وقد روى ان بعض
 آدمی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو بڑی تپیر کوئی مصیبت سوبدہ اور کا یا تمہاری باتوں کی عود روایت ہی کہ ایک
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما اري ما انت فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي
 صالح مرد کی پاس عام ہلاکی شکایت گزری جیسے تمام خلقت مبتلا ہی سو اس صالح مرد نے فرمایا میں اس ہلاکی کو بجز نخست تمہاری گناہوں کی نہیں جانتا پس اگر تمہاری
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعلم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي
 منحوس ہو تھی اپنی جان پر اور غریبوں پر اسلئے کہ یہ بچاؤ کہاں ہی کہ او سیر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پھیل جاوی خاص اول لوگوں پر جو اس کی عمل کو ناپسند نہیں کرتی
 عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه عليه السلام
 اسلئے کہ بدیات کی مخالفت واجب ہی جب اس وجہ کو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی مستحق عذاب کی ہو گئی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغبروا عليه ولا يغبرون الا صابهم
 فرمایا نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں مکر معاصی کیا کری اور حال یہ ہی کہ او کو یہ قدرت ہی کہ منع کر دین پر منع نہیں کرتی مگر ان سب پر
 منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بين نوب الخاصة
 جہنمی جی عذاب او لگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کی گناہوں سے تمام خلقت کو عذاب نہیں کرتا

حتیٰ یروا المنکرین اذ هم قادیون علی ان یسکروا فله ینکونه فاذا فعلوا ذلک عذب الله العامة
جب تک وہ حلققت امر ہو کہ اپنی سامنی ایکسین اور وہ یہ قدرت رکھتی ہیں کہ متسکریں۔ یہ متسکریں جب وہ لیساکر فہم تو یہاں سے تعالیٰ عوام

وَالْخَاصَّةُ فَإِنَّ الْمَشْكُوكَ إِذَا ظَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ يَجِبُ عَلَى كُلِّ مَنْ رَأَى أَنَّ فِيهِ غَيْرُوهُ أَنْ لَا يَغْيُرُوا أَفْكَالَهُمْ عَالَمُ بَعْضِهِمْ
وَعَالَمُ بَعْضِهِمْ كَمَا تَرَى أَسْأَلُكَ كَمَا يَرِيحُ بِسَبِّ بَرٍّ أَوْ جَاهِلٍ كَمَا يَمْنَعُ ذِكْرُكَ سَبِّ قَوْمٍ سَبَّ كُنْتُمْ لِي

بفعله وبعضهم يرضونه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضى بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى لا تقفوا

بعضی عمل کر اور بعضی بند کر اور بعد ازیں فی انی حکم اور حکمت سے پیشتر کر دیکھو برابر کنہ کاسی ہر ایام ہر ایامی استغاثی فی امرایاں اور چینی دیو
فِتْنَةٌ لَا تُصِيبُ الْمَدِينَةَ خَاصَّةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ آيَةِ قَدْرَ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ ابْنُ أَبِي

اور فسادی کہ نہ بڑھ سکے گا میں ہی ظالموں پر چکر
ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ اس لوگوں کو امر کرتا ہی حکم فرما کر
متکذبین اظہر من الشمس فی عذابہا العاقل ان عاقب الناقۃ کان واحدا من قوم صالح النبی علیہ السلام

[illegible]

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ مَسْجُودًا وَلَا نُفُوسٍ مُتَضَاعِفَةٍ ۚ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي ۚ وَلَئِنْ كُنَّا إِلَّا فِي سَعْدٍ ۚ

اور تہی اوس شہر میں خوش خرابی کرتی ملک میں اور سنوار کر تی بہار آمد تعالیٰ فی حضرت صالح بنی علیہ السلام کی قوم پر عذاب تو تاکر

و اهلهم و متعلقات صاعروا اليها ثم من العذاب سئل لكا بر حيين ليمينها و اعاقرا لناقه عن عقرها و كذا لسائر الامم
اور بچون اور جانورون پر وہی عذاب آیا جو مردوں پر آیا تھا بچ اور نہلوانی اوستی کی قاتل کو قتل سے منع کیا اور ایسی ہی تمام امتیں معذب

المہلک شمل العذاب صغاراہم وکبیراہم ونسائہم ورجیواناقر وھذا کان اللہ تعالیٰ یاہر الانبیاء علیہم السلام ان ینخرجوا
کہ انکی بچوں اور بیڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو امر فرمایا کہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة سالحة لانجاءهم وان قعدوا في اماكنهم لم يكن لايتك
ابني قوم من سي عذاب كي آني سي بهلي باهر چلي جازين باوجوديك اوكلي چايني كي قدرت هي اگر چه ده ابني كانون من يسي ابي من به عوات ابي من به ميل نين هوتا

سنة الله تعالى وقد كان من قاعة العذاب انه انزل بقوم يوم المستحق وغيرهم ثم يعثرون على نياهم كجاء
اور قاعة عذاب كايون هي جاري بها که جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام عذاب آتا تھا پھر اپنی نیت پر دشمنی کی چنانچہ

فی الصحيحین عن عبد اللہ بن عمرؓ انہ علیہ السلام قال اذا نزل اللہ بقوم عذابا اصاب من کان فیہم ثم یستغثون
 صحیح بخاری و مسلم بن عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت کی آئی کہ نبی علیہ السلام اس آیت کو

صلواتهم وروى عن مالك بن دينار رحمه الله انه قرأ هذه الآية وكان في المدينة يستعده رطل يعقده ون في الأرض

سب پر آماری یہ بخانی غیرتوں پر دھائی جاتی ہیں اور مالک بن رزاسی روایت ہے کہ انہوں نے یہ بات پڑھی اور سچے اوس شہر میں تو قصہ بڑی کر لیا کہ میں
وَلَا يُضِلُّكُمْ يَوْمَ فِي كُلِّ مَحَلَّةٍ وَكُلِّ جَمَاعَةٍ مِّنْ يُّفْسِدُ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُ مَعَهُ إِنَّهُ تَعَالَىٰ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

على السنة العوام الذين لا يعلمون أن شوم فعله وسوء عاقبته خساده ليشغل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
 کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہ نہیں جانتی کہ غصت اور کسی عمل کی اصلاح انجام بدو کی فساد کا سبب بناتی ہے اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کثرت ہو کر

ومنعه من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنعه المنكر
 کشتی توڑنی والی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سے بچاتا ہے ایسی ہی دینداروں کا منع ہو کر کبر و اہونا اور منکر سے روکتا

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الائم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
 گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب بناتی ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہے شخص اختیار کرتا ہے جو اتنا احمق ہو

ليستحسن بهو قديم في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
 کہ اصحا بہ امور کو نیک سمجھی اور ڈوبنے سے واقف نہ ہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہے شخص اختیار کرتا ہے جو اس کو نیک سمجھی اور یہ نہ جانتی کہ اس میں

من عظيم الائم واليم العقاب اذ لو علم يقيناً انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
 کتا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسی کشتی کا توڑنا تو لا کرتا ہی تو معصیت کو کہی

اقدام عليها ابداً ومنها ان واحداً من اهل السفينة اذا نكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
 اختیار نہ کرتا اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کشتی توڑنے والا کو تنبیہ کرے اب اگر کوئی اور شخص ان میں سے اس پر یہ اعتراض کرے کہ تجھی کیا کام

فان ذلك المعارض كما ينسب الى الحق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
 توہینک یہ اعتراض کرنے والا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سے نادان کہلاوے گا اس واسطے کہ روکتی والا

الخرق ساعياً في نجاة المعارض وغيره من اهلراك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
 کشتی کا توڑنے سے معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سے بچاتا ہے ایسی ہی جو شخص اس پر اعتراض کرے جو منکرات سے منع کرتا ہے وہ اعتراض

من عظيم حقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشوئها فان من يغير المنكر يكون قائماً باسقاط الفر
 بڑی طاقت اور بے وقوفی اور معصیت کی انجام اور غصت کی نادانی سے ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہے تو وہ واسطی ادا کرتی فرض کی

المتوجه على المعارض وغيره رساعياً في نجاتهم من الائم وخلصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
 جو معترض وغیرہ پر آتی کوئی کوشش کرتا ہے اور ان کو خطا سے بچاتی اور عقاب سے چھوڑانی میں سے کرتا ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی والی اگر توڑنے والی سے

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سوا في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كن
 چشم پوشی کریگی اور اس کو منع نہ کریگی تو یہ سب جس حال میں ہوں گی اوکی ساتھ ڈوبنے میں برابر ہوں گی اور یہ نہ معلوم ہوگا ان میں توڑنے والا کونسا ہے اور نہ یہ کیونکہ کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر بعد علم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الائم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
 ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکتی میں چشم پوشی کریگی تو سب پر عذاب آوے گا یہ سچاں ہوگا منکر کا عمل کرنے والا کونسا ہے اور صاف کونسا ہے اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال الاله لا الله يفيق من قالها وترد عنهم العذاب والنفقة ما لم يستحقوا بحقها
 لہیچا نیکو کار اور بدکار کی اس واسطے ہی علیہ السلام فی قرآن پاک لا الہ الا اللہ جو اسی بڑی بیگناہی سے فائدہ دیتا رہی گا اور اس پر سے عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہی گا جب تک کہ کسی کو ضعیف

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
 عرض کیا یا رسول اللہ اس کا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہے فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہوں گے گنہگار بہرہ کوئی اس کو نہ ناپند کرے اور نہ کوئی بدکاری بیشک نبی علیہ السلام

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافاً بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
 اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تنہر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہو تی ہے سو کلمہ پر مبنی دالوں پر سے عذاب کو دفع نہیں کرے گا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكراً اسوأ كان من الصغائر او من الكبار ان وجوب
 یہ یہ بھی یاد رکھنا چاہی کہ جس کا شئی انکار کرنا واجب ہے تو اس میں شہ پر یہ ہے کہ وہ مذموم ہو پھر برابر ہی صغیر ہو یا کبیر اس واسطے کہ وجوب

واذا اهل فعلی کل مسلم ان یاهر بالمعروف ویخفی عن المنکر بمقدار طاقته ثم ان کان الوالی واضیاءه فیها وان لم
 اور جب وہ سستی کری تو پھر ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ اہر بالمعروف اور منکر سے ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری بہر اگر احکام اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
 یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطہ منکر یجب الانکار علیہ لان العلماء قد فہموا من العمومات الواردة فی الامر
 راضی نہ ہو بلکہ ناخوش ہو تو اسکی ناخوشی ہی منکر ہی اس سے ہی انکی رچا ہی اسلوسی کی علما راول عمومات سی جو در باب اہر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہیں
 بالمعروف والنہی عن المنکر دخول الامراء والسلطانین تحت تلك العمومات فكيف یجتنب الی اذنہم فی الانکار علیہم
 یہی صحیح ہیں کہ امراء اور سلطانین ان عمومات کی تلی داخل ہیں بہر اونی اجازت او کی عمل کر نہین کیا حاجت ہی اور سلف کا عادت ہیں
 وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلطانین کا روی ان المامون بن ہارون الرشید بلغہ ان رجلا

تنبیہ کرنا امراء اور سلطانین کا مقررتھا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید فی یہ سنا کہ ایک شخص

یمشی فی الناس یاہرہم بالمعروف ویبہم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلک من عنده فامر ان یدخل علیہ فلما قام بین
 لوگوں میں اہر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھر تا ہی اور مامون کی طرف سے اوسکو یہ حکم تھا سو مامون فی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کھڑا ہوا
 یدیرہ قال بلغنی انک صریت بنفسک اھلا للامر بالمعروف والنہی عن المنکر وكان المامون جالساً علی کرسیہ ینظر
 تو مامون فی کہا مینی سنائی تو ایسی تین لائق اہر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا
 فی کتاب ففعل فوقہ منہ الکتاب فصارت تحت قدمہ من حیث لا یشرع فقال لہ الرجل ارفع قدمک عن اسماء اللہ ثم
 سو ایسا جو اس ہوا کہ کتاب او کی آیت سی کر کر پاؤں کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہ ہوئی تو اس شخصی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پاؤں اٹھلی پھر

قل ما شئت ولم یفہم المامون مرادہ فقال ماذا تقول حتی اعادة ثلثا ولم یفہم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
 جو چاہی سو کہنا مامون او کی مراد کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پر وہ نہ سمجھا پھر اس شخصی کہا کہ کیا تو اذیتا ہی یا مجبی اجازت دیتا ہی کہیں
 فقال ذلت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرأی الکتاب تحت قدمہ واخذہ وقبلہ ثم عاد وقال لم تاهر بالمعروف
 اہر مامون فی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اذیتا ہی کو جکا تو مامون فی کیا کہ کتاب پاؤں کی تلی آگئی ہی پھر اسی او مامون کرسی پر وہ ہی کہی تھا تو مامون اہر بالمعروف

ونہی عن المنکر وقد جعل اللہ ذلک الینا ونحن من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم الذین ان مکملہم فی الارض قاموا بالصلاۃ
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کار تو اللہ تعالیٰ فی ہم کو دیا ہی اور ہم لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اوسکو مقدور ہیں ملک میں کہیں کرین نماز

واآتوا الزکوۃ واهروا بالمعروف ونہو عن المنکر فقال رجل صدقت یا امیرات کا وصفت نفسک من السلطان والتمکن
 اور دین زکوۃ اور حکم کرین پہل کام کا اور منع کرین بری سی تنب اس شخص فی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرنا صاحب سلطنت اور صاحب مکتب پر

عن انا اعوانک واولیاءک فیہ لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسولہ اما الکتاب فقوله تعالیٰ
 ہم تمہاری اس باب میں مددگار اور ساتھی ہیں اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہ آیت ہی

والمؤمنون والؤمنات بعضهم اولیاء بعض یاہرون بالمعروف ویمنہون عن المنکر واما السنة فقوله علیہ السلام
 اور ایمان والی مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں سکھانی ہیں نیکیات اور منع کرتی ہیں بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہ ارشاد ہی

المؤمن کالبینان یشد بعضہ بعضاً وھذا کتاب اللہ وسنة رسولہ فان انقدت لھما شکرت لمن احاطتہ بحجۃ منہما
 مسلمان مگر مثال عجم کی جیسے سر میں گھٹی ہوئی ہیں یہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر توان دونو کا مطیع ہی تو انی مددگار کو شکر گزار ہو گا نہیں ہی جیسا

وان لم تنقد لھما لزمک منہما فان الذی البہ امرک وبیدہ عزک قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل لان ما
 اور اگر توان دونو کا مطیع نہیں ہی توان دونوں کا وبال تیری سر پہ بیشک کی طرف تیرا مال ہی اور کی آیت میں تیری عزت ہی اونی شرط کی ہی کہ شکر گزار کا اجر نہایت نہیں کرتا ہے

تمت فتعجب المامون من کلامہ وسر بہ وقال مثاک یلیق ان یاہر بالمعروف ویبہی عن المنکر فامض علی ما کنت علیہ
 جاہر ہو کہو پھر مامون کو اسکی کلام ہی تعجب آیا اور اس کی خوش ہو کر کہا تعجب شخص کو اہر بالمعروف اور نہی عن المنکر ممانعت ہی جاہلنا وھو

کام کئی جا

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف قالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك
سوءه شخص او شيء حال به او اولى بهت لوگ سلف میں گزری ہیں وہ یہ کہتی ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضی یہ نہیں کہ انکو منع نہ کری
الا نكار عليهم وعدم التعرض لهم بل من كمال الرحمة لهم الا نكار عليهم وردهم الى منهم القويم والصلح المستقيم فان المؤمن
اور انکی حال ہی متعرض نہ ہو بلکہ انکی حال پر بڑی رحمت بیگی ہی کہ انکو منع نہ کرنا ہی اور انکو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لا دی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع باسیر من اسائر المسلمين في ارض العدو يرجع ويدل ماله ونفسه في تخليصه فكيف لا يجتهد في تخليص
جب ہمتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو اوپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اسکی چھڑائی میں نکالتا ہی پہر اپنی ہمتا ہی مسلمان کی چھڑائی اور جان میں
اخيه المسلم وانقاذه اذا مره اسير نفسه وشيطانه وهما اعدى عدوه فان عرض عنه وترك اسيرهما
کیونکہ کسی نہ کر گیا جب اوکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہ دونوں سب ہی بڑی دشمن ہیں اب جو اس ہی پر دوائی کری اور سقم کو نفس اور شیطان کی قیدی
فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذا سير من يد عدوه الا يصغر يكون ثوابه ما ذكره الله تعالى في كتابه بقوله
قيد ہی دی یہ اوکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی اتہاسی قیدی کی چھڑائی میں قید ہو تا ہی جسکا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ ذکر کرتا ہی
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فَمَا ظَنُّكَ بِمَنْ أَنْقَذَ اسِيرَ الْمَعَاصِي مِنْ يَدِ عَدُوِّهِ الْكَبِيرِ وَقَدْ قَامَ الْعِلْمَاءُ
اور جسنی جلالتی ایک جان تو گویا جلالتی سب لوگوں کو بہر تیرا خیال کہ ہر ہی اوکی حققت جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کا یہ اتہاسی خلاصی دی اور بیگ عداوتی
الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مقام جهاد لان منع المسلمين من المعاصي التي تقضي الى دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹھہرا ہی مساوی کہ مسلمانوں کا معاصی ہی روکن جو دوزخ میں کہنچ لجا دی کھانک قتالی ہی
من قتال الكفار فكما لا يجوز في الجهاد ان يفروا احد من اثنين كذلك في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر من رأى
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہ جہاد نہیں کہ ایک شخص روکی مقابل ہی پہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دو شخص ملو
رجلين على منكر لا يجوز له ان يتركهما على منكر بل يجب عليه ان يامر وينهي وان كانوا اكثر وخاف على نفسه
کسی کلا منکر پر بیگی تو اوکو جائز نہیں کہ اوکو منکر پر متوجہ نہی دی بلکہ اوکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہ اپنی جان کا خوف کری
فهو في سعة من تركهم لكن لا نكار اولى وافضل اذ قد قيل من قدر على انكار المعاصي مع الخوف على نفسه كان
تو اوکو گناہ بیش ہی کہ چپ ہو ہی پر منع نہ کرنا تو ہی اولی اور افضل ہی مساوی کہ کہتی ہیں جو معاصی کی ہند کر سکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو
انكارها مندوب اليه ومحتمل عليه لان الخطاة بالنفوس في اعزال الدين مأمور بها كما في قتل الكفار والبغاة
تو اوکی ممانعت ہی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈال نہی فظان برداری ہی جیسی قتاد اور باغیر کی قتل میں
وقد روى ان رجلا سال النبي عليه السلام أي الجهاد افضل فقال كلمة حق عند سلطان جابر فانه عليه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخصی نے علیہ السلام ہی پوچھا کہ جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام ہی
جعل كلمة حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها يجوز نفسه لادلاء كلمة الحق ونصرة الدين مع كفا
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد ہی افضل ٹھہرا مساوی کہ حق بیان کرنا لاداء واسطی ہند کا کل حق اور امداد دین کی اپنی جان تک دگر نہیں کرتا باوجودیکہ اسکا
يدع عنه بخلاف من يلاقى عدوه في القتال فانه يبسط يده اليه ويرجوه يغلبه ويقتله فلا يكون بذله
ہند ہی برخلاف اسکی جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہ تو دشمن پر اتہ چلاتا ہی اور اسید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اوکو مار ڈالی سواس حالت میں
لنفسه مع رجاء سلامته لكن يبذلها مع يأسه من سلامتها لكن ينبغي ان يرأسى فيه التدبير فيفيد في انكار
جان کھاگ کر دنیا باوجود امید سلامتی کی اوکی بڑی نیکو باوجود خوف سلامتی کی جان آگ دیتا ہی لیکن لائق یوں ہی کہ اسرا میں آہستگی اور سہولت کی رعایت رکھی پہلی پہلی
اولا بالاسهل والا رفق فانه يبدأ اولاً بالوعظ والنصيحة والتحذير بالله تعالى وينظر الى العاصي بنظر الرحمة
مانعت بطور سہل دلی کی ساتھ مشرور کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالیٰ ہی ڈرا دی اور عاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری

ویری اقدامه علی المعصیة مصیبة علی نفسه لكون المسلمین كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر
اور مصیبت میں اوسکا مبتلا ہونا ایچہ مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام ہند ایک جان کی ہیں اب حکم تو یہ بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فہو علی شفیہ جہنم فایا لک ان تدفعہ فترمی بہ فی قعر جہنم اذ قد یسقط بک فتقم معہ فیہا وذلک انک ان امرتہ
یعنی وہ دوزخ کی کنارہ پر گھا ہوا ہی سو بچتا رہے البتہ نہ کہ اوسکو دکھا دیکر دوزخ کی تہ میں پھینک دے یا مسواطی کہ شاید تجھ ہی پر تو ہی اوسکی سزا ہو جاوی یہ اسلی

بالہلطة والعنف اول مرة فلعلہ یتعدی علیک بالاذی بالید واللسان فتكون قد زدتہ شرًا علی بشرہ فہنک
کہ اگر تو فی پہلی ہی ہو کہ سختی اور شدت سے کہا تو شاید وہ تجھ پر جو کرے یا تہہ سے اور زبان سے ایذا دے اب تو فی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو فی ایچہ جان ہلاک اگر

بعد ہلاک نفسک واما اذ لم یرجع بالوعظ والنصیحة وعلیم منہ الاصرار علی المعصیة فلا بد ان یعاطلہ
اور سکو ہلاک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سے باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب ہا جا ضرور ہی کہ سنہی سے کہا جاوی

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاہل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یخاف اللہ تعالیٰ و
اور تاہر ایچہ جس میں فحش نہ ہو مثلاً یہ الفاظ کہی ای فاسق ہی جاہل ای بیوقوف ای اچا ہی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا

یخوہذ الکلام ویراحی فیہ الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاہل
ایسی ہی اور لفظ اور اس میں سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں ایچہ ہیں اسواطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احق لان الحق من اتبع نفسه ہونہا وفتنی علی اللہ تعالیٰ کہا وارد فی الحدیث ولیحذر من استرسل الغضب
احق ہوتا ہی کیونکہ حق وہ ہی جو اپنی جان کو ہر کی تابع کر دے اور خدا سے آرزو نہیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجائز نہ کہنی لگی

وخرج الکلام الی ما لا یجوز ہما ہو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من انزالہ المنکر الا بضرب من تکتبہ
جو کہ صاف جھوٹ ہے اور فحش قبیح اور جس سے دور کرنا منکر کا بدو نہ لا دو کو ب کہہ گا کہ نہیں ہو سکتا

فلیضرب بیدہ ورجلہ ونحو ذلک فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ولیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسل
تو چاہی کہ ٹکرات وغیرہ ماری بہر جب وہ منکر چھوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز ہی اور اس سے بچتا ہی جو اکثر لوگ بعد و درہو فی منکر کی ماریت میں

فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلک لیس الا للہاکم ومن امر یتطعم ان یغیر المنکر بیدہ ولا یلسانہ بکمرہ لہ تخریما
نہایت کی ہے بہر مرتبہ حالگاہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ تہہ سے اور نہ زبان سے تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان یدکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذ لم یطمع اللہ تعالیٰ بازالة المنکر ولا ی
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کی سمانی کہتے پیری سوائے ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکھتا ہو اسلی کہ جب اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری منکر کی دور کر نہیں

بغیبة المسلم المجلس الرابع والأربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظہور الامور المخوفة
ہو کہ تو مسلمان کی عیبت کر کرنا فحاشی ہی سہی جو ایسوں میں عیس سوج کہیں اور چاند کہیں کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ تعالیٰ لا یخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں نشانیاں میں سے کسی کی موت

ولا حیوۃ فاذا راہتم ذلک فاذکروا اللہ تعالیٰ هذا الحدیث من صحیح المصابیہ رواہ عبد اللہ بن عباس
اور حیا کی سبب سے نہیں مرنے کی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سے

وسبب الخسوف فی حدیث اخر رواہ ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابرہیم ابن رسول
اور سبب خسوف کا سبب اس حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سے آیا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہوئی

اللہ فقال الناس انکسفت لموتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان فمن آیات اللہ
سو لوگ کہنے لگی ابراہیم کی موت شی سوج کہیں ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں سے ہی رسول اللہ

لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا مر یتیم فشیئا من هذه الاقراع فافزعوا الى الصلوة فانہ علیہ
 کسیکی موت اور حیات پر نہیں گہتی جب تم کچھ ایسی بول اور خوف دیکھو تو غلظ پڑھیں سورج کو پس تی علیہ السلام
 السلام قد اخرج فی الحدیث بالصلوة عند ظهور شیء من هذه الاهیال التي من جملتها کسوف الشمس
 اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنہیں سورج کہیں بھی غاص ہی نازکا حکم فرمایا
 وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى فی الحدیث السابق الامر بالصلوة فانہ علیہ السلام
 اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی ہی جو پہلی حدیث میں مذکور ہے نازکا حکم ہی کیونکہ تی علیہ السلام
 قد صلاها بالجماعة وكان القیاس ان تكون صلوة الکسوف واجبة کما ذهب الیہ بعض العلماء
 صلوة کسوف جماعت ہی پڑھی ہی اور قیاس میں آتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی
 واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر
 اور صاحب اسرار نے یہی اختیار کیا ہی اس واسطے کہ امر واجب کی نئی ہوتا ہی پر جمہور علماء سنت کہتی ہیں کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں میں ہی نہیں ہی
 الاسلام وانما توجد بعرض الکسوف الا انه علیہ السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة
 یہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ کہیں کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام کی جو یہ نماز جماعت ہی پڑھی ہی تو سنت ہی جماعت ہی بلا کراہت
 بالجماعة من غیر کراہت وحملوا الامر علی المذنب فعلى هذا یبلغی لامام الجمعة اذا انکسفت الشمس ان یصلی
 اور غمخوار ہی اس امر کو مستحب کی نئی رکھا اس بیان کی موافق امام جعفر کولان ہی کہ جب سورج کہیں ہووی تو ہمراہ لوگوں کی
 بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة یرکوع واحد کھیثہ النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
 مسجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہیں شاذ ان پڑھی اور نہ تکبیر ہی اور نہ
 خطبة ویقرأ فیہا ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عندابی حنیفة وعندہما یجهر والا فضل تطویل
 خطبہ اور ان دونوں رکعت میں جتنا چاہی قرآن پڑھی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرأت چپکی ہی پڑھی اور صاحبین کی نزدیک یکجا کر پڑھی اور دو رکعت میں
 القراءة فیہا لان فیہ متابعة النبی علیہ السلام اذ قد ثبت ان قیامہ علیہ السلام کان فی الركعة الاولی
 تطویل قرأت افضل ہی اسلئے کہ اسمیں نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں
 بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ویجوز تخفیفها لان السنة استیجاب
 بقدر قرأت سورة البقرة کی تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة آل عمران کی تھا اور اسمیں تخفیف ہی جائز ہی اسلئے کہ مسنون نماز
 الوقت بالصلوة والدعاء ما روی عن مغيرة بن شعبه انه علیہ السلام قال ان الشمس والقمر آیتان
 اور دعا میں وقت کا پورا کر دینا ہی اسلئے کہ مغیرہ بن شعبہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہی
 من آيات الله تعالى لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا مر ایتاموها فادعوا الله تعالى وصلوا حتی
 دو نشانیان ہیں کسیکی موت پر گہتی ہیں اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اسکو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اتنی نماز پڑھو
 تبجل الشمس وهذا الحدیث یفید استیجاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما یطول الآخر
 کہ سورج منہ ہو جاوی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا میں وقت کا پورا کرنا چاہی اگر ایک رکعت چھوٹی کر دی تو دوسرے کو بڑا دی
 وبعد الصلوة یعدو حتی تبجل الشمس لان السنة فی الادعية تاخیرها عن الصلوة ثم هو فی الدعاء
 اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اس واسطے کہ طریق مسئلہ دعاؤں میں دعا نماز کی چھی ہی
 فحیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
 اختیار ہی چاہی بیٹھ کر درقبل دعا مانگی اور چاہی کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف منہ کر کے پیر و قبلہ ہو کر دعا مانگی

والناس قاصدون مستقبِلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

اور لوگ بہر حال رو قبیلہ پیشی بہن اور اگر امام جمعہ موجود نہ ہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت

رکعتین وان شاءوا اربعان هذه الصلوة تطوع ولا اصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور یہی ہی چاند کہیں میں

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة تتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تأم لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاند کہیں کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلی کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشواری اور بعضی وقت میں فساد ہو سکتا ہے

بنفسه وكذلك في انتشار الكواكب الضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار

بلکہ یہ کسی ہی اپنی نماز پڑھ لی ورنہ کسی ہی سنا رہے ہو تو شی میں اور خوفناک روشنی میں حشرات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندھیر میں جو کچھ ہو وی اور تندرستی میں

الداشمة والصواعق والزلزال وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافراء و

اور دشمنی باش میں اور بجلی کرہیں اور ہونچال میں اور دباؤ یا تیار ہوں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور ہونچال اور اور

الاهول يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا لم ايتهم شيئا من هذه الافراء فافزعوا

خوفناک اوقات میں یہ کیا اپنی اپنی نماز پڑھ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر توڑ کر نماز شروع کرو

ان الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله بها عباده كما قال الله تعالى وما ارسلنا الايات

کیونکہ یہ سب نشانات، نوایا، کی ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں

لنخويفك واجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سوائے موت اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا یہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے یہ کسی کی موت

احد ولا لحياة من ولا كن يخوف بها عباده فاذا لم ايتهم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعاؤه

اور کسی کی موت پر نہیں ہوتی بلکہ ایمان اپنی بندوں کو ڈراتا ہے جب تم نہیں ہی کوئی بات دیکھو توڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى

اور آیتوں اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا ہمیشہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں سی دوت نشان ہیں

لا يحسبان لموت احد ولا لحياة من ولا كن يخوف بها عباده فاذا لم ايتهم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعاؤه

کیونکہ موت اور کسی کی حیات میں نہ ہون گیتی جب تم یہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور پڑھیں یا کو اور دعا مانگو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیرات

فی مثل هذه الامور والافراء مما هو به تكون الخيرات دافعة للبليات روى عن ابن عمر انه عليه السلام

ابن عباسی خوف اور ہول کہہ وقت رافوت سکھ رہی اسلی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتا ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

ان لا يحسبان لموت احد ولا لحياة من ولا كن يخوف بها عباده فاذا لم ايتهم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعاؤه

جب گرام اور کسی کی حیات میں نہ ہون گیتی اور نماز اپنی شخصتی موت تشر کر اور میں اللہ سے دعا مانگو اور پڑھیں یا کو اور دعا مانگو اور خیرات کرو

واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى

اور استغفار اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا ہمیشہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں سی دوت نشان ہیں

لا يحسبان لموت احد ولا لحياة من ولا كن يخوف بها عباده فاذا لم ايتهم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعاؤه

کیونکہ موت اور کسی کی حیات میں نہ ہون گیتی جب تم یہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور پڑھیں یا کو اور دعا مانگو اور خیرات کرو

النبي عليه السلام يا رب من هو حق نخرجه من بيننا فاوحى الله تعالى لموسى اني اهلككم عن القيمة فاكون

يا ابي ده كول هي تاکہ ہم اوسکو اپنی میں ہی نکال دیں پھر اسے تعالیٰ نے یہ وحی پہنچی ای موسیٰ میں نکو چغل خوری سے منع کرتا ہوں پھر میں خود

تماماً فقال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل متوبوا باجمعكم من القيمة فتابوا فارسل الله تعالى طيهم

چغل خری کرنی لگوں پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب تمہاری توبہ کرو سو اونہوں نے توبہ کی پھر اسے تعالیٰ نے اونہیں

الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال

مینہ برسہ بار اور سفيان ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں میں نے سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کھا گئی

وكانوا يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى فاوحى الله الى انبيائهم اني لا اجيب لكم داعياً ولا ارحم

اور وہ پہاڑوں میں جا کر نہایت آنکساری دعا کیا کرتے پھر اسے تعالیٰ نے انکی نبیوں پر وحی پہنچی میں نہ تمہاری دعا قبول کروں اور نہ

لكم بالكلية حتى تردوا المظالم الى اهلها ففعلوا فطرأ وروى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه

تمہاری روٹی پر رحم کروں جب تک کہ تم حق داروں کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہوں نے حق ادا کیا تو پھر مینہ برسنا اور رویت ہی کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر

ليستسقي فلما اضجروا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فوجعوا كلهم

دعا استسقاء کی اپنی باہر گئی جب مینہ نہ برسنا تو اوسنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میں سے جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاؤ تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام امالك ذنب فقال والله لا اعلم لي ذنب

اوپنی ساتھ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا کہا اس کی قسم مجھ کو کوئی گناہ معلوم نہیں

غير اني كنت ذات يوم اصلى فمرت بي امرأة فظننت اليها بعيني هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعي

سوای اسکی کہ میں ایک دن نماز پڑھتا تھا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میں نے اسکی طرف اس انگلی سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی اونگی انگلی

في عيني فانزعجتها فاقبعت المرأة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اؤمن على دعائك فدعا

میں ڈال کر انگلی نکال لی اور اوس عورت کی ہتھی پھینک دی پھر اوس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو دعا مانگ تو میں تیری دعا پر آمین کہوں پھر اوسنی دعا کی

فتجللت السماء سحابا فانسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقي

پھر ترن آسمان میں کھٹ کھٹ گئی اور مینہ برسنا بند ہو گیا اور عطاء سلمیٰ ہی روایت ہی کہتا ہی کہ ہم مینہ برسنا بند ہو گیا سو ہم استسقاء کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون الجنون في المقابر فنطرائ فقال يا عطاء هذا يوم النشور اوبعث من في القبور

تاکہ گورستان میں میں سعدوں دیوانہ مل گیا میری طرف دیکھ کر کہنی لگا ای عطاء یہ دن نشر کا ہی یا قبروں سے مردوں کی اوسنی کا

فقلت لا لكننا منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فقال يا عطاء بقلوب سماوية اوبقلوب

میں نے کہا نہیں تو پھر ہم پرسی مینہ برسنا بند ہو گیا اسلمیٰ استسقاء کی واسطی باہر آئی میں پھر کہا ای عطاء آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيهات يا عطاء قل للسهرجين لا يهجر جوا فان الناقد

مینی کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئی میں پھر کہا افسوس ہی ای عطاء کہوٹ شخصوں سے کہی کہوٹ نہ بنیں کیونکہ پھر کہنی

بصار ثم نظروا الى السماء فقال الهى وسيدى لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمسكنون

مینا ہی پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اہی وسیدی اپنی شہر دن کو گنہگار بندوں کی بدلی میں ہلاکت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما ادرت الحجب من لائك اسقنا ماء خذا نجبي به البلاد وتروى به العباد يا من هو على

ناموں کی برکت سے اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں یہ کہوٹا بی انتہا بلا جس میں تمام شہر زندہ اور بندے سیراب ہو جاویں

كل شئ قد ير قال العطاء فما استتم الكلام حتى اوردت السماء وابرقت وجاءت بمطر كافوا الفرق

جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہی عطاء بیان کرتا ہی کہ اوسنی اپنی دعا پوری کی تھی کہ آسمان گر جا اور بجلی چلی اور مینہ برسنی لگا جس سے خشک مینہ کھل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدينة فی عام شدد بها القحط فخرج الناس لیستسقون وخرجت اورین مبارک سی روایت ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑا تھا سو تمام لوگ واسطی دعا استسقاء کی نکلی اور میں ہی معہم اذا قبل غلام اسود قطعنی المجلس قد اترز باحدہما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته انہی سالتہ چنانکہ ایک شیڑ کا موٹی کلمی کی چٹھری لٹی ہوئی کہ ایک کا اوجھن سی تھیند کر کہا تھا اور دوسرا اپنی مونہ ہی پر ڈال رکھا تھا مگر میرا برابر بیٹھ گیا پس میں سنا یقول الہی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتسب عما غیث السماء کہ وہ کہتا تھا الہی کتنا ہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چری بگڑ گئی اور میرا آسمان سی مینہ برسنا سو قوف ہوا

لتودب بذلک عبادک فاسئلك یا حلیم اذا اناۃ یا من لا یعرف عبادۃ عنہ الا الحمیل ان لیستقیب تاکہ تیری بھلائی اور پذیر ہوں سو میں تجھے سوال کرتا ہوں اے حلیم سخاوت والی سو وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی مجھ نہیں جانتی تو انکو اہی سبیل الساعۃ فلم یزل یقول الساعۃ الساعۃ حتی اکتسب السماء بالغام واقبل المطر من کل مکات کردی پھر وہ بیٹھ ہی کچھ جاتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں کہتا کچھ گئی اور ہر طرف سی مینہ برسنا شروع ہوا

فعلی هذا ینبغی للحاکم ان لیستقیب بصلحاء والناس وصعفاءهم وفقراءہم لأجل الدواب والحاشۃ اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقاء کی دعا صلحا اور رضعفون اور فقیروں سی واسطی پالیسی چرچاؤن والا انعام الساعۃ والاطفال لمجملۃ لما وی انہ علیہ السلام قال لولا صبیان وضع دہائم رتہ اور بچہ نہ ہوتی اور بچوں جلد ہی فی ہاتنی والوں کی واسطی ہی واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر دودھ پیچتی بچی اور چرچی ہوئی جانور وعبادکم لصب علیکم العذاب صبا و یقول فی دعائہ كما قال النبی علیہ السلام اللهم اسع عبادک اور عابد بندہ نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا ادھی مرتبہ کری جیسی نبی علیہ السلام فی کی ہی

وبہائمک وانتشر حننک و احي بدک المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدا رائی بیایم کو بیانی بلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی توفیق چکر زندہ کر اور وہ بقیہ کھڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ دبقل بیٹھیں اور مستقبلین القبلة لما روی انہ علیہ السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة سو واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی وبقیہ ہرگز دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا بقیہ کر کی

ویصدق رجاءہ لما روی انہ علیہ السلام قال ادعوا لله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله اور نبی امیر ہو ہوئی جانی اس واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اسدی قبولیت کا یقین کر کی دعا مانگی ادعونی استجب لکم وقال فی آیۃ اخرى واذ سألک عبادی عنی فانی قرینٌ اجیب دعوہ مجھکو بکارو کہ سنچوں تمہاری بکارو اور ایک اور روایت میں فرمایا ہی اور جب تجھی پوچھیں بتدی میری بھکو نہ میں تیرا ایک سون پہنچتا ہوں یکارتی کی یکا کو اللع اذا دکان ویجتهد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انک امرتنا بدعائک و وعدتنا اجابۃک جسوقت مجھکو یکارتی اور دعا میں غیب مبالغہ کری پوسیدہ یوں ہی الہی تو فی محو ہی سی دعا کر نیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد عوناک كما امرتنا فاجبا كما وعدنا اللهم فامن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقیانا سو میں تو میری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیہم رجل مشہود بالصلاح ان لیستسقوا بہ ویقولوا اور فرخانی رزق کی دی کہ ہمہ منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص ونبی نبکحت مشہور ہو تو دس سی استسقاء کی دعا کرائیں اور یوں کہیں اللهم انا نستسقی ونستشفع الیک بعبدک فلان از روی فی صحیح البخاری ان شمس الخطایکان الہی ہم غنسی مینہ مانگی ہوں اور میری سامنی تیری فلان ہی بہہ سی شہادت راتی میں اسلی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقی بالعباس ویقول اللهم انکذا نتوسل الیک بنبینا محمد علیه السلام فتسقینا وانا
جب قحط بڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سے دعا استسقاء کرتی ہیں کہی الہی تم میری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تھی سو تو ہمنہ برساتا تھا اسہم
نتوسل الیک بعم نبینا محمد علیہ السلام فاستسقاء فیسقون ولیس فی الاستسقاء عندابی حیفة در
نیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہیں سو حکو پانی دی میں ہمنہ برساتا تھا اور استسقاء ہمنہ نام الو حنیفہ کی نزدیک کوئی
صلوة مسنونة بالجماعة فان صلی الناس حلا ناجاز واما الاستسقاء عند دعا واستسقاء

لنما سنون جماعت ہی ثابت نہیں ہی اگر لوگ جدا جدا غار نشہ لین تو جائز ہی ہم کی نزدیک استسقاء دعا اور استسقاء ہی
لنقله تعالی فقلت استغفر وارکبکم ایتہ کان عظاما یُرسل السماء علیکم ولذا لا یؤیدکم باموالہ
اس دلیل ہی تو میں کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سے مستغفر ہی بخشنی والا چور دی آسمان کی نیر داریں اور پستی دی مکہ امان اور
بنین ویجعل لکم جنس ویجعل لکم اھرا فھذا الایة وان كانت حکایة لما قل نوح النبی علیہ السلام لفقو
بیون ہی اور بنادی مکہ باغ اور بنادی مکہ نہرین پس بہ آیت اگرچہ نوح بنی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تھا

لکن یحکم الاستسقاء بالان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذا قصھا اللہ تعالی فی کتابہ ولم ینکھأ ولم یرد
بر اس آیت ہی استدلال صحیح ہی اس کی کہ ہم ہی پہلے شریعتیں ہی ہماری تھی شریعت ہمنہ جب ان کو اللہ تعالی اپنی کتاب ہمنہ بیان فرمادی اور انکار کرکے اور نہ
فہا النسح کی فی ہذا الایة فانه تعالی بین فیہا ان الاستسقاء سبب لادسان السماء وھو المطر اذ روی ان

اوسکانسج وارد ہو جیسی اس آیت ہمنہ ہی پس اللہ تعالی اس آیت ہمنہ بیان فرمایا کہ استسقاء کی سبب ہی مینہ برساتا ہی
نوح النبی علیہ السلام کذبہ قوم بعد تکریر الدعوة دھرا طویلا فحبس اللہ تعالی علیہم المطر واعقم
کہ نوح بنی علیہ السلام کو اوکی قوم ہی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک بکھڑی کی سوا اللہ تعالی ہی چاہیں برس تک اور بعض کہتی ہیں

ارحام نسایہم ربعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدہم نوح النبی علیہ السلام انہم ان استغفروا من
ستیرہم ہی اور مینہ برساتا بند کیا اور عورتوں کو بائج کر دیا ہر نوح بنی علیہ السلام ہی دس تہی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سے توبہ کریں تو آخر تک
ذہبہم پر قوم اللہ تعالی انھم ویرفع عنھم ما كانوا فیہ فلعلم منہ ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والا
اللہ تعالی نازگی اور رزق ہی فراخی دی اور ہمنہ مصیبت ہمنہ متلازم وہ دور کردی اس ہی معلوم ہوا کہ استسقاء ہمنہ دعا اور استسقاء ہی سنون ہی

وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال یارسول
اور انس ہی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد ہمنہ آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ زمانی تھی اوئی عرض کیا یا رسول اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا المواتی وخشنا الھلاك علی انفسنا فادع اللہ تعالی ان یسقینا ویرفع رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مواتی تو مر گئی اب ہکو اپنی جانوں کا خوف ہی سوئے اللہ تعالی دعا کرو کہ ہکو پانی عنایت کری ہر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مرثیاء عذقا معذقا عاجلا غیر اجل قال اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دونہا تہ او ہا کر دعا کی الہی میر مینہ برسا اجا مینہ تازہ کرنیوالا بہت فائزہ منہ الہی دیر نہو
فما کان فی السماء قرعة فارفع السحاب من ہلھنا وھلھنا حتی صار کما ثم مطرت سبعاً من الجمعة الی الجمعة

کہ آسمان ہمنہ کچھ ابر نہ تھا ہر ادھر ادھر ہی ابر نمودار ہونی لگا بیان تک کہ گستا کہ گئی ہر سات دن تک اوس جمعہ ہی اگلی جمعہ تک برسی گیا
ودخل ذلک الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب والسماء تشکب فقال یارسول
ہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد ہمنہ آیا اور وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فزانی تھی اور مینہ برساتا تھا عرض کیا یا رسول

اللہ تھدم البیان وانقطعت السبل فادع اللہ تعالی ان یمسکھ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کہہ کہہ ڈھ گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی ہمنہ کہول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

بجلالة بنی ادم ثم رفع يديه فقال اللهم حولينا لعلنا لا علينا اللهم على الاكام والظارب بطون الاودية ومبات
بنی آدم کی ملائت سی قسم کیا پھر دو نوا تہ او تھا کر یہ دعا کی الہی ہماری گرد فواح پر پھر نہیں الہی ٹھیک اور زمین کی پشتوں پر اور پہاڑوں پر اور نون کی اندر اور چٹانوں
الشجر قال الراوی فما كان في السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدينة حتى صارت حوها كالأكلیل والراوی
درخت پیدا ہوئی ہوں راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں ذرہ کہیں ہوا تھا سو مدینہ کی اوپری ابر کہیں گیا یہاں تک کہ آؤ کی گرد تاج کی مثال ہو گیا پس راوی فی اس خبر میں
لم یدین کر فی هذا الخبر غير الدعاء فعلم منه ان الصلوة في الاستسقاء غير مستوتة وقد ثبت ان عمر
سوار دعا کی اور کچھ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز منون نہیں ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ فی
استسقاء لم یصل ولو كانت الصلوة سنة لما تركها لانه كان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله عليه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز منون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز بخیر فرمائی اس کی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کوئی نہیں تھا
صلی فیہ رکعتین کصلوة العید فذلک انما یدل علی الجواز وليس الکلام فیہ بل الکلام فی کونہا سنة والسنة
استسقاء میں دو رکعت عید کی سی نماز پڑھی سو اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور اس میں کلام نہیں ہی بلکہ کلام منون ہونی میں ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی
لا تثبت بمثلہ بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه عليه السلام فعلها مرة وتكرها اخرى ولم یکن
ثابت نہیں ہوتا سنت ہوتا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہیں پائی جاتی اس کی کہ نبی علیہ السلام کی کبھی اس کو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا
فعله اکبر من تركه حتى یكون مواظبة وقالا یصلی الا امام بالناس رکعتین کصلوة العید بلا اذان ولا اقامة
ترک کر فی سی زیادہ نہیں تھا جس کو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتی ہیں کہ امام لوگوں کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی
مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینہما بجلاسة خفيفة ویكون الاستغفار
اور تکبیرات زوائد اور قرات بکبار کر پڑھی پھر دو خطبہ پڑھی دو نو کی پچھین ہر کسا جلسہ کری اور استغفار دو نو خطبوں کا عمدہ مضمون ہو
معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءه فی هذه الساعة تقولا یتحول الحال
جب خطبہ پڑھ چکی تو رو بہ قبلہ ہو کر اب حاد کو واسطی تقابل بدل جانی حالت کی اولیٰ
فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادک وبهاائمک
پس دایں طرف کا پلہ بائیں طرف کر لی اور بائیں طرف کا پلہ دایں طرف کر لی پھر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہ مضمون اواکری الہی اینی بندوں اور اپنی حیوانات کو پانی دے
وانشر رحمتک واسحی بلادک المیت اللهم انک امرتنا بدعائك ووجدتنا اجابتک فقد دعوناک کما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مروت شہر زندہ کر الہی تو ہی ہو کہ دعا کر نیک حکم دیا اور قبول کر نیک وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی
فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقیا نا وسعة رزقنا اللهم لا تهلک بلادک بل تنق
اب ترابی دھکی کہ موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہو کہ پانی دیکر اور رزق کی فراخی کر کر ہم منت کر الہی گنہگار بندوں کی بدل اپنی شہرہ
عبادک ولكن برحمتک الشاططة ونعمتک الکاملة اسقنا ماء عذبا یحیی بہ البلاد وتروی بہ الصلوات
دلیک یعنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہو کہ اتنا بہت پانی دی جس سے شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہو جاویں تو بیشک
علی کل شیء قدیر رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ عَنَابُ الْمَجْلِسِ الْسَّادِسِ
ہر شے پر قادر ہی ہو کہ ہلکی ہو کہ دنیائیں خوبی اور آخرت میں خوبی دی اور ہو کہ دوزخ کی عذاب سی بجا چہا الیسوس
والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی
مجلس میں بیان وجوب تعلیم فرائض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فاني مقبوض هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا سیکھو لو فرائض اور قرآن کو کیونکہ میں قبض ہوں یہاں یہ حدیث مصابیح کی

المصابیر و ما یوہودہ و فیہ تخریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانہما لا یتعلقان التلقف بمعنی

حسن حدیث منہری ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین امت کی لیا و اعلیٰ سیکھنی و فقہم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہ وہ سوائے ہی علی علیہ السلام کی اور سی

الاخذ لامنہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منہما شیء بعدہ الا ما تعلموا منہ

نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی ایسی کی ہیں کیونکہ ہی علیہ السلام فی جوفات کی تربیہ بعد اذ کی لوگوں کو دونوں میں سی کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہ سی جو سیکھ سکی

وہما الفرائض و القرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بہا قسمة الموارث و لا دلیل لہ

اور وہ دونوں فرائض اور قرآن ہی جیسے فرائض سی مراد تو بعض لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توشیح کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی

فی ہذا التخصیص علی ما ذکرہ التوریشتی بل الصحیح ان المراد بہا الفرائض الی قضاہا اللہ تعالیٰ علی عبادہ

بلکہ صحیح یہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ فی اپنی بندوں پر فرض کر دی ہیں

اما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولاً بالتواتر کالقراءة السبع المعروفة الی اختارہا الائمة

اور قرآن علم اصول کی مسئلہ کے موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتوں فرائض مشہور جسکو قراءت کی ساتوں اماموں فی اختیار کر رکھا ہی

السبعة من القراءة ما کان منقولاً بالتواتر فانہ لیس بقرآن بل من القراءة الشاذة سواء نقلت بطریق مشہور

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ وہ قراءت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآناً سواء کان فی جوہر اللفظ او فی ہیئہ و المراد من

یا بطریق احاد او نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہو غنیم شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ میں ہو یا وہی صورت میں اور جوہر لفظی یہم لہی

جوہر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو الیک یوم الدین و ملک یوم الدین و الملک

کہ خطوط مباحف کی قراءت سبع میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور ملکہ یوم الدین

ہیئۃ اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کالتغخیم و الامالۃ و نحوہا فاذا کان

ہیئت سی یہم ہی کہ مصاحف کی خطوط قراءت سبع میں مذکور ہیں جیسی مالک کرنا اور مالک کرنا اصناف اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآناً ظہران الشاذ سواء نقل بطریق مشہور او بطریق الاحاد لا یکن

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہنری میں شرط موافق تو ظاہر ہو کہ قراءت شاذہ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حکم القرآن حتی لا یجوز قراءتہ فی الصلوۃ و الخصال ان المشہورین من ائمۃ القراء ہم السبعة المذكورون فی

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اسکو نماز کی اندر یہاں جائز نہیں خلاصہ یہم ہی کہ قراءت کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو

التیسیر و الشاطبی و ہم عاصم و حنظلہ و الکسانی ہذہ الثلاثة من الکوفۃ و ابن کثیر من مکۃ و نافع من المدینۃ

تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں عاصم اور حنظلہ اور کسانی یہ تینوں کو کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

و ابو عمرو من البصرۃ و ابن عاصم من الشام و قد ثبت شیوخ ثلثۃ الآخرون و ہم یعقوب بن اسحق و زید بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عاصم شام کا اور تین شیخ اور یہی ثابت ہیں وہ یہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور زید بن

القعقاع و خلف بن ہشام و الصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوۃ و غیرہ جاریۃ فی ہذہ الثلاثة ایضا

فدقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہم ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جائز ہونا اور سوا اسکی ان تینوں میں ہی

کالسبعة و اما ما رآہا من القراءة الشاذۃ مشہور اکان او غیر مشہور فلا خلاف فی عدم جواز قراءتہ فی

ان ساتوں کی مانند جاری ہیں اور ہی سوا اسکی اور شاذہ قراءتیں مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں ہیں

الصلوۃ و انما الخلاف فی فسادہا قال لا صفرہا ان مالم یتواتر من القرات الشاذۃ فتحکمہا فی الصلوۃ حکم کلام البشر

اور ضوف ہی تو نماز کی فساد کر فی ہیں ہی اصحابی کہتا ہی کہ قراءت شاذہ جسک تواتر نہ ہو تو اسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کلامی

بل انما یجوز باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن یجوز بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان
 مکه تفسر بکلماتی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان میں سے یہ کوئی قائل نہیں ہی
 بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغيرات كلها في الصلوة وغيرها بیان ذلك ان القرآن
 کہ قرآن فصیح نہیں ہی اور اسکی ہی ایسی ہی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہ ہی
 انما انزل بالفصحی اللغات التي هي لغة العرب المعربة وهي لغة قریش وهزبل وهوازن وطی وثقیف واليمن وبزیم
 کہ قرآن اضع لغات میں نازل ہوا ہی جو خاص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزبل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور یزیم
 فلا بد ان يراعي فيه قواعد لغتهم من اخرج الحروف من مخارجها وحافظه صفاها من ترفيق المرقق وتفخيم
 وہ عربی کی بولی کی قاعدی رعایت کی جائیون یعنی حرفوں کو انکی مخرج سے نکالنا اور انکی صفت کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ
 المفخم والمدد وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المصمر واخفاء الخفي وغير ذلك مما هو لازم في كلامهم
 پر اس کی جگہ مد فخر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفاء کی جگہ اخفاء اور سوا اسکی جو جو انکی کلام میں ضروری ہی
 الذي هو سليفهم لا يحسنون غيره فالقاري اذا لم ير اع ذلك يصير كانه قرع القرآن بغير لغة العرب وهو
 اور جو انکی ہر بقیہ ہی کہ سوائی اسکی پسند نہیں کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نہ کری تو اسکا قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑا ہی
 ان كان قارئاً بصورة لكنه ليس بقارئ حقيقه بل هو هازي وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءة
 اگر چہ ظہر میں قاری ہی پڑہہ حقیقت میں قاری نہیں ہو بلکہ وہ چیل باز ہی ایسی قرات ہی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسکی کہ ایسی قرات ہی
 يصير من الذين صلب سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابو الجوزي
 ان لوكون من داخل حنكنا چسکی دوڑ پڑھنک ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام
 في كتابه المسمى بالشمس لا شك ان الامه كلهم متبعون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتفق
 اپنی کتاب میں جسکا نام شمس ہی کہیں ہیں بیشک امت کو جس کی قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حرف کی قائم رکھنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرات کی
 من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الفصحى العربية التي لا يجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
 الاموال ہی منقول او حضرت نبوی صی فصیح عربیہ کی وضع متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جائز نہیں اور نہ اسکو چھو کر اور وضع اختیار کرنی
 غيرها والناس في ذلك بين محسن واجور ومسيء اثم ومعدن فمن قلد على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ
 اور اس پر اس میں لوگ کوئی وضع کی ہیں بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار جس سے یہ ہو سکتی ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ
 التصحيح بل ان التصحيح عنده الى اللفظ الفاسد الجمي القبيح فانه مقصر بلا شك وانهم بلا ريب و
 اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو پھر اس وضع کو یہو کر لفظ فاسد بھی فیج اختیار کری تو بیشک قصور وار اور ہی سبب گنہگاری اور
 خاص كانت لا يطأ وجه لسانه ولا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا
 جس شخص کی زبان قابو میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکھا نیا والا نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی اللہ تکلیف میں دنیا کسی شخص کو مگر
 وسعاً لكن يجب عليه ان يجتهد جمده لعل الله يحدت بعد ذلك امراً وقد ذكر في فتاوى قاضيان ان
 جو اسکی گنجائش ہی نہیں ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جائی شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاویٰ قاضیان میں مذکور ہی
 الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغي له ان يجتهد ولا يعذر في ذلك ان كان لا ينطق لسانه في
 کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف کو نیک طور نہیں پڑھ سکتا ہی تو اسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری سمجھو وہ معذور نہیں ہی اور اگر کوئی زبان بعضی حروف نہیں جانتی
 تلك الحروف ان وجد اية لبس فيها تلك الحروف في قراها في صلوة تجوز عند الكل وان قرأ الآية التي فيها
 تو اگر کسی آیت یا وہی جہیں وہ حروف نہیں پڑھ سکتا ہی اور وہی آیت یا وہی جہیں وہ حروف نہیں پڑھ سکتا ہی اور اگر کسی آیت یا وہی جہیں وہ حروف نہیں پڑھ سکتا ہی

جانبہ معانی القرآن واقامة حروفه على الصفة المتفق
 اور اسکی حد و قیاس کی تاکید ہی
 اسکی ہی اسکا لفظ کی روشنی

تلك الحروف يجوز صلواته لكن لا يؤتم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف موضع الوقف او كان يتغنى عند القراءة
موجود ہیں تو وہ بھی جائز ہے براہ کی امامت نکرے اور ایسی ہی جو شخص وقت کی جگہ وقت نکرے یا قرات میں کہنا نہ کرے

لا يؤتم غيره المجلس السابع والأربعون في جواز التغنى في القرآن وما لا يجوز فيه

تو اوز کی امامت نکرے سینٹا لیسون مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہوئی اور نہ جائز ہوئی میں

وغیره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن میں تغنی نکرے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابيح ما سجد بن أبي وقاص والمراد بالتغنى المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول
میں سے ہے سجد بن ابی وقاص کی روایت سے اور تغنی سے مراد جو اس حدیث میں مذکور ہے وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہے کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس لهذا ينتم عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا ومن يتبعنا
کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس پر ادسی روکتا ہے اسلئے کہ اسکی معنی یہ ہیں کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان برداری میں نہیں ہے

في امرنا وهو من قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامّة ان قارئ القرآن من غير التغنى يثاب بما جود فكيف
اذا اتم وعبدی اور تمام امت میں کیونکہ خلاف نہیں ہے کہ بغیر تغنی قرآن پڑھنے والا ثواب دیا جاتا ہے اور ما جوری پھر وہ کیونکر سزاوار

الوعيد قل الثاني ان الفقهاء اصرحوا بكون قراءة القرآن بالتغنى معصية ويكون التالى والسامع اثنان
وعید کا ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء انی صاف کہتا ہے کہ تغنی کی سائنہ قرآن کا پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سنی والا دونوں گناہگار ہوتے ہیں

بل يكون المستحل كما فرأ ذلك لان التغنى حرام في جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی
بلکہ وہ مکھول سمجھنے والا کا فر ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہے بزازی کہتا ہے

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات في شرح النافع ان التغنى حرام في جميع الاديان وحكى عن ظهير
لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہے اور ابو البرکات نے فی تافعی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ظہیر الدین مرغینانی سے

المرشدين ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته حسنت يكفر ووجه كون التحسين كقرا ان قراء هذا
حکایت کرتے ہیں کہ جس نے ہماری وقت کی قاری کو قرات پڑھتی ہوئی کہا حسنت واہ کیا خوب کا فر ہو جاتا ہے اور اچھا کہنا کفر اسلئے ہے کہ قرات اس

الزمان قلما يجنلوقاءتهم في المجالس والمحافل عن التغنى والتغنى للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعيا
زمانی کی قاریں کی مجلسوں اور محفلوں میں تغنی سے خالی نہیں ہے اور تغنی لوگوں کی حق میں جو بالاتفاق حرام ہے تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغنى للناس
اور اسلئے صاحب ذخیرہ اسکو کیونکہ نام لیتا ہے اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہتا ہے کہ اسکی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی بغیر تغنی کرے

لانه يجمعهم على ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا على ان استماع التغنى كبيرة فاذا كان استماع التغنى كبيرة
اسلئے کہ اسکا کو گناہ کیونکہ پر جمع کرتا ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تغنی کا سنا گناہ کیونکہ پس جب تغنی کا سنا گناہ کیونکہ ہوا

فكون التغنى كبيرة اولى فالمغنى مرتكب لهذه الكبيرة فتحسينه تحليل للحرام القطعي وهو كفر فظهر من هذا
تو تغنی بظہر اولی کیونکہ ہوگی پس مغنی اسکیونکہ اختیار کرتا ہے اب اسکا اچھا کہنا حرام قطعاً حلال کرنا ہے یہ ہے کہ کفر ہے اب اس سے معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة في هذا الزمان قلما يجنلوعن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء
کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہیں اس زمانہ میں ارتکاب کیونکہ سے بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئے کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی جلی

قلما يجنلوعنهم وقرائتهم عن التغنى بل هم يأخذون في الخطبة والقرآن ما خذهم في الشعر والغزل
اور قرات تغنی سے بہت کم خالی ہیں بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا ردیہ برتنے ہیں

حتى لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرعون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة وتلاوة
 القرآن تک کہ بسا اوقات کثرت نغمات اور تقطیعات سی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کوئی بین لڑکچہ پڑھتی ہیں اور کسی صلی علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
 والتامین وتکبیر الاذکار والسماع الحاضر من تکیون لهذه البکیرة ورجا یستحسنہم بعضهم
 اور آئین کہیں ہیں اور تکبیر انتقادات میں مؤذنون کا حال ہی اور سنی والی جو موجود ہوتی ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتی ہیں اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہتی لگتی ہیں
 بل هو لا کثر فی اکثرہم لغلبة الهوی وعدم مبالاة ہم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکى عن ظہیر الدین المرغینا
 بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہ ہی ہوتا ہے کہ ہوائی نفسانی کا غلبہ اور دینی میں بی پرواہی بہت ہوتی ہے مولانا ہم یہ آئی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینا کی
 ولما من یحضر التلاویح فی لیل الی مضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء اللہ
 کافر ہوا دین اور ایسی ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کی واسطی جمع ہوتی ہیں کیونکہ مشکل
 الواقعة فیہا مثل یحسان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی
 الملك من جو تسبیحات کی مذکور آتی ہیں جیسی یحسان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی
 العز والجلل وغیر ذلک من الاسماء الحسنیہ الصفات العلیا بکثرة الایفاء والاحسان یغیرونها ویحرفونها و
 لغزت والجحوت اور اور سوار اسکی اسماء حسنیہ اور صفات علیا انہیں کثرت سی نفی اور الحان مکرر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور خفا کر دیتی ہیں
 یخففها الی مرتبة لا یمن تمیزہا وتخصیصہا مثل قولہ سبحان المالکی الحانان سبحان المالوکی المانان
 کما مکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکی چنانچہ سبحان الملک الحانان کو یوں پڑھتی ہیں سبحان المالکی الحانان سبحان المالکی المانان
 باقراط المد فی ضمة النسین وفتحة النون والمیم وفی کسرة اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل
 سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتح میں اور لام اور کاف کی کسرة میں خوب کہیں کہ اور سوار اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہی جیسی
 قولہ عقب الطعام زعم الشکر الحمد ولیلہ الشکر ولیلہ اللال والرء واللام ونحوہا فینبغی للمسلم ان یحترز
 کہتا ہوں کہ شکر کی خیال پر کہا کرتی ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ ذال اور لام کو خوب کہیں کہ اور مانند اسکی موسم کو طابین ہی کہ ایسی پاس میں
 عن حضوہا وسماعہا ویطلب مسجدًا خالیًا عنہا از صلاتہا عبادۃ وحقیقتہا معصیۃ وکبیرۃ فلعلمہ
 نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنی اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہوتا شکر کی سوا سنی کہ یہ ظاہر میں تو عبادت ہی اور حقیقت میں معصیت کیبیوی ایمان ہو
 یستحسنہا ویبغیہم دینہ وهو لا یشرع الحال ان البحر لا یكون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءۃ
 کہ اسکو اچھا کہیں گے لو اسکا دین بی خبری میں برباد ہو جاوی اور طابین ہی کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہی لڑکچہ یہ خیال مذکور کہ نفی لوگوں کی سامنے یہی
 الابیات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءۃ القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یم التغنی بالقرآن
 کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سننا ہی قرآن اور ذکر نہیں یعنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہی
 وغیرہ لان الفقہاء صرحوا بكون قراءۃ القرآن بالالحان معصیۃ وبكون التالی والسامع اثمین قال البرزازی
 اسکی کہ فقہاء نے صحت کہا ہے کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سنی والا دونوں گناہ ہوتی ہیں برزازی کہتا ہی
 القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع اثنان والوجه الثالث من تلك الوجه المذكورة ان الحریش المذکور
 قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا دونوں گناہ ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجہات مذکورہ میں سی یہی کہ یہ حدیث مذکور
 یكون معارضا لما خرجہ الترمذی عن حذیفۃ انه علیہ السلام قال قرؤا القرآن بلحون العرب واصواتہا ویلکم
 اس حدیث سی معارض ہی جو ترمذی نے حذیفہ سی روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پے پڑا کرو اور فسقوں کی
 ولحون اهل الفسق ولحون اهل الکتابین فانه سیرجی بعد قوم یرجعون القرآن فی ترجیم الغناء والوہابیۃ والنحو
 لحن سی اور یہود اور نصاریٰ کی لحن سی کچھ البتہ قریب ہی سیرجی بعد قوم ہوگی کہ قرآن میں ماننے ترجیع غناء اور راہوں اور ذکر کی ترجیع گئی

ولا یجوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یحبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام المجتہد^۱
اور قرآن او کی گونسی نیچی نہ اوترنگا او کی دل اور او کی دل جو او کی وضع پسند کرتی ہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جعفری نے
فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
شاطبی کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہ بڑی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہونی کی اور نہ جائز ہونی کی اور
یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الأصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
اس باب کی مسائل اسی پر مبنی ہیں اور جو شخص اس اصل سے واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اسوے میں کہ بعضی تغنی کو جمیع
فی جمیع الادیان فیلزم الکفار مستحله وبعضهم اجازہ فی الشریعة المحمدیة ولكن اللحن فتخیر
ادیان میں حرام کہتی ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال سمجھنے والا کافر ہو یا اور بعضوں نے شریعت محمدیہ میں طائر رکھا ہے اور اسی ہی لحن کا حال ہے
الناظر لی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اس تغنی اور لحن کی معنی کا سمجھنا ضروری اور جو ان دونوں سے مراد ہے او کی جو جواز کی قائل ہیں
بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التخییر والهلاك أما التغنی فهو اما من النغم بالبکسر
اور او کی جو ناجائز بتاتی ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی پہنچ سے خلاص ہو اب تغنی یا ترشنتی ہی غنی سے جو غن کی پیری ہے
والقصار ومن الغناء بالبکسر والمد فان کان من الاول فهو معنی الاستغناء وان کان من الثاني فهو
بدون مد کی اور یا غنا سے شتی ہے غن کی زیر اور مد سے پہر اگر تغنی اولی سے مشتق ہے تو اس کی معنی استغناء ہی نیاز کی ہے اور اگر دوسری شتی ہے تو
بمعنی التریم والترجیم والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والتریم والترجیم
او کی معنی سود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجھانا اسوے میں کہ غنائیہ ہے آواز موزون بنی ہوئی نرم دلیں چیتی ہوئی او کی ہیں اور تغنی اور تریم اور ترجم
والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخرجه
اور تطریب اس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اس کا حلق میں بہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجاتا اور یہ اس کا ہر لانا
اخری علی الطريقة المستفادۃ من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اوس طرز پر جو گونج کرتی ہیں اور یہی مشہور معروف تغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے
الادیان سواء اقرن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقرن بشئ منها
برابر ہے کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکر میں یا شعر میں یا ان میں سے کسی میں بھی ہو
ولذلك لما بین صاحب فحجم الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغیر ذلك
اور یہی ہے جو کہ صاحب مجمع الفتاوی نے بیان کیا کہ خشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سے بچنا
ہی حرام ومعصیۃ لقوله استماع الملاهی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع
یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی معصیت ہے اور اس کو پیشہ کرنا فسق ہے اور اسی نرہ او ملانا کفر ہے اور حکی کان میں
بغۃ فلاثم علیہ لکن یمجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیہ السلام ادخل اصبعیه
تاکہ آواز آگئی تو یہ سپر گناہ نہیں لیکن واجب ہے کہ تمام ترکوشش کری کہ وہ آواز کان میں نہ آوی کیونکہ وہ آیت ہے کہ نبی علیہ السلام آواز سنکر اپنی کانوں میں
فی اذنیہ عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیہ معصیۃ وان لم یقرن
اور تنگیان دی لین نہیں کہا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غن اور اس کا سننا معصیت ہے اگرچہ کسی شے میں
بشئ من القرآن وغیرہ ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملاہی سے

رفع الصوت الموزون وخفضه ونزجده في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعله المشطون من متغني
آواز موزون كما يفسد كذا اوربست كذا او ملحق كذا اندر پير ناهيول كذا كذا قرآن وغيره من مجاری هو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی
وكن اذا قرآن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذکار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعباد
اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا
وقلب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استنقيا حاصلا ولا ولي واما الحسن
اور دین میں کہیں مشرعی کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہ عمل بہ عبادت ہی تو یہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ ہی سخت تر ہی
فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتخريف الكلمات بان ينقص حرفا من
سواء موافق اوس معقول کی جو صدر الشریعہ نے کلام ہی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہ کہ کلمہ کی کلمات کی تغیر ہی ہوتا ہی اسطورہ کو کئی حرفوں
حتو فها سواء كان حرفا مضافا او بابت یزید فیہا حرفا من حروف المدا وغیرہا وقد يكون بتغيير صفات
میں ہی کہ کوئی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی مد ہو یا اسطورہ ہوتا ہی کہ اوس میں کوئی حرف مد وغیرہ میں ہی بڑا ہی اور کبھی حرف فون کی صفات کی بدلتی ہی
حرفا بان ينقص شيئا من كنهيات الحروف او يزعم كالحركات والسكنات والملاط وتغير ذلك من كلام والاختفاء
ہوتا ہی اسطورہ کہ کچھ کنهیات حروف کی کم کر دی یا زیادہ کر دی جیسی حرکات اور سکانات اور مدات اور سوار ایکی ادغام اور خفی کرنا
والتشبياع الحركات وتوفير الغادات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل الحسن بمعنى التقني
اور حرکت کا بڑا یا اور غنہ کا پورا کرنا اور ناند اسکی جتنی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی الحسن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں
وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قبل يجوز قراءة القرآن
اور کبھی ان تمام لفظوں سی نئی خوش آواز ہی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق یہ کہ کون کون کا
بالالحان يراد به حسن الصوت والحسن العرب كما في قوله هم اقراء القرآن بالحسن العرب المراد بلحسن العرب صواتهم الطبيعية التي
پڑھنا الحان ہی جائز ہی خوش آواز ہی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کہ عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ ہی عربوں کی اصل طبعی
هي الممدود وقصر المقصور وتزجيق المرقق والتخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في
آواز میں ہیں یعنی روا کرنا مدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور تزجیع کرنا مرقق کا اور تخیم کرنا مفخم کا اور ادغام کرنا مدغم کا اور اظہار کرنا مظهر کا اور اخفاء کرنا مخفی کرنا قابل حکما کرنا اور سوار ایکی جو سوار
كلهم الدھر سلیقة لهم لا يحسنون غيره وصقيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله هم اباكم ولحون
کی کلام میں لوان تہیں جو انکا اصل طریقہ یہ کہ وہ کی غلو کرنا جہا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہ کہی کہ قرآن کہ پڑھنا الحان ہی حرام ہی تو بلحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسی حدیث میں ہی
اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانعام المستفاد من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا ركا به كبيرة
فاسقوں کی لحن ہی محقق ہو اور فاسقوں کی لحن ہی وہ نعمات مزون جو گویں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلی کہ جو شخص یہ نغمہ کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرنا ہی
الآثر ان ايا حيفة وغيره من المشائخ ينبغي قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها
دیکھتا نہیں کہ الہم الخ حیفہ وغیرہ مشائخ لہان ہی قرآن کا پڑھنا مباح کہی ہیں چنانچہ بعضی فتاوی میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ لو اس سی وہ نعمات ہوں
للمستفادة من الموسيقى كيف يجوز فاعلم صريح النهي عما يقول عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها
موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو گویا کہ مباح کہہ سکتا یا حدیث میں صائغ غلطی ہی فاسقوں کا لحن ہی کہی ہو اور اگر مراد اس سی وہ نعمات ہوں
الصوت ولحون الغنى كما لا يجوزنا وقد امر النبي بقوله اقراء القرآن بلحون العرب قد يقع الغلط على اقسام بعض الناس فظن المراد بحسن الصوت
اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکہ منع کر سکتی یا حدیث میں صائغ غلطی ہی فاسقوں کا لحن ہی کہی ہو اور اگر مراد اس سی وہ نعمات ہوں
في قراءة القرآن الخطبة والاذان هي التعقيل المعروض المشتمل على ما لا ينعى عن كمالهم عن هذا المعنى لغزولهم ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا
جو قرآن کا پڑھنا اور خطبہ اور اذان میں وہ کلام ہی ہی غنی مشتمل ہو معروض ہی افسوس افسوس انکی سمجھہ برحق تو یہ ہی کہ وہ ان معنوں میں بہت دور ہیں یہ یہ ہی تو نہیں کہ جو اختیار کر لیا ہی

الان تغني في القرآن

ولا یقولون فی طعن السلف الصالحین وینسبوا الیہم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الفناء
 بکلام سلف کو طعن دیتی ہیں اور دشمنی کسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تہمت لیتی ہیں اسو سلفی کہ یہ اعتقاد کرتی ہیں کہ بیک سبب غنا
 الذی یفعلونہ البوم هذا الذی کان السلف یفعلونہ ومعاذ اللہ ان یظن بہم هذا ومن وقع لہ ذلک یظن
 کہ جواب عمل میں آتی ہی یہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تھی خدا کی پناہ اور انکی طرف سےی گمان ہی ۔ اور جسکی خیال میں یہ وہی وہی گناہ
 علیہ ان یتوب عنہ ویرجم الی اللہ تعالیٰ والا فہو من الماکین لا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب
 تو اسکو یہی چاہی کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف سے جو کسے کری نہیں تو وہ ملاک ہوا دیکھتے نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب
 ومطلوب مع ان التغنی فیہ حرام ومکروہ منصوص کراہتہ فی عامۃ الکتب من المتن والشرح والفتاوی
 اور مقصود ہی باوجودیکہ اذان میں حرام اور مکروہ ہی اسکی کراہت متناہی تمام متفقین اور شریعہ مولد اور فقہاء واولیاء میں
 مع ضرب من التاکید والتہدید وقد صدق لا تکار علی قاضیہ عن النبی علیہ السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرہ
 بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برای تغنی کریموالی کی نبی علیہ السلام اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
 من السلف والخلف اذ روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما علیہ السلام کان لہ مؤذن بطرح وضاہ عن ذلک وروی ان
 اکل اور پھولن سے ثابت مرقی ہی اسو سلفی کہ ابن عباس صہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک مؤذن مطرب تھا اور مؤذن کو اس ہی باز کرنا اور دیکھنا
 وجلا قال لان عمرانی احب فی اللہ فقال لہ ابن عمر انی ابغضک فی اللہ لانک تغنی فی اذانک فظہر من
 کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اس کی دہلی چھپ رہکتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تمکو خدا کی واسطی بڑا جانتا ہوں اسکی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی
 هذه الوجہ کا ہاں ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذکور سابقا بسا عا ہوا المعروف والمشہور بل المراد بہ الاعلان
 اس ان تمام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی ہی جو پہل صحت میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف و مشہور و مذہب میں ہی بکہ تغنی ہی قرآن کا ظاہر ہے
 بالقرآن والا فصح بہ کانبہ علیہ السلام جعل المحرمہ تبعاً لاقرار بتوحید اللہ تعالیٰ وقبۃ الانبیاء فی کونہ
 اور فصیح زبان سے پڑھنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام فی قرآن بلند آواز سے پڑھتی کو سزاوارک جزایا ہی دہی تو صید اللہ تعالیٰ کی اور انبیاء کی نبوت کی اسباب میں
 من شعائر اسلام کا اعلام بالشہادتین فی صحۃ الایمان والمراد بہ الاستغناء بالقرآن عن الاستعار
 کہ نشان اسلام کا ہی جیسی وہ تو کھلی شہادت کا ظہر کرنا واسطی و سنی ایمان کی نشان ہی یا تغنی ہی مراد نسبت قرآن کی شہادت ہی اور
 احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان مان یجیء تفعل بمعنی استغنی فلیلا ذکر قلة الاستعمال لا یمنع
 یہاں کی تغنی کہا نہیں سے ہی نیاز ہوتا بیشک تغنی کی یہی معنی میں اگر حد وزن نفس کا مستغنی کی مستغنی میں کثرت آئی لیکن قلت استعمال ہی احتیاج
 مستعمل الارزاق والمراد بہ التغنی بلیا و الترتیل فانہ نزل القرآن لا سماعاً مع حسن الصوت فان التغنی معنی حسن
 ارادہ کا نہیں وقوف ہوتا اور مراد اس سے توجہ بلیا ترتیل ہی کیونکہ اس سے قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازی ہی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی
 الصوت مندوب علی ما ذکر فی الثانی رخانۃ ان التغنی بالقرآن ان لم یغیر الکلمۃ عن وضعہا بل یحسنہ فحسین
 مستحب ہی چنانچہ ثانی رخانہ میں یہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے بدل دی بکہ اسکو آراستہ کر دی
 الصوت وتریان القرآۃ فذلک مستحب عندنا فی الصلوۃ وخارجہا وان کان یغیر الکلمۃ عن وضعہا یوجب
 اور قرأت کو زینت دی تو یہ تغنی عادی نزدیک غنائین اور غنائی باہر ہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل ڈالی تو غنا کو
 فساد الصلوۃ لان ذلک منہی عنہ وقال التوریشتی القراءۃ علی الوجه الذی یطہر الوجد فی قلوب السامعین
 بکہاں ہی اس کی کہ یہ تغنی ممنوع ہی اور زور پڑھتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرأت جو سنی والوں کی دلوں میں شور محبت بڑھا دی
 ولورث الحزن ومجلب الرصوع مسدۃ قبحۃ عالم یخرجہ التغنی عن التمجید الیم بصرفہ عن جماعات النظم فی الکلمات
 اور اندوہ پیدا کرے اور آنسو بہا دی مستحب ہی بیشک کہ تغنی تجرید سے نہ نکال دی اور اس نظر سے جو کلمات اور حرف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کر دی

والمراد انهم الى ذلك عاد الاستحياء اذ تقر بهذا ينبغي ان يعلم ان الفقهاء لما صرحوا بكون التفتة

ہرگز اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں کر دے ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو یہ بات ہی لایق سمجھنے کی سی کر دیتا جب فتنہ کو

في القرآن حراماً وأشدد دوافعه مع ظهور بعض الأحاديث الذي توهم جوازها فيه فكونه حراماً في غير القرآن ممن أخذوا

قرآن میں فتوحات کبھی کبھی اور اسباب میں تشدد کبھی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنیوں اسی حوالہ کا وہم پڑتا ہے نیز بعض تفسیری سوانح قرآن کی طرف

والخطبة والذكر وغيرهما مع عدم ورود شيء مما يوجب جوازها أصلا من ظاهر الأحاديث وأقول العلماء

اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت نہیں جس سے جواز نفی کا اذکار وغیرہ میں دہم پڑی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق ہوں مگر

لأنه بقي على الخط الأصل المستفاد من قولهم التغنى حرام في جميع الأديان للمجلس الثامن والأربعون

اسو اسطی کہ وہ خطرہ اصلی پر تاقی ہو جو انکی اس قوی مفہوم پر تاقی کہ تنہی تمام دینوں میں حرام ہی

في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الأذان قال رسول الله ﷺ لا يسمع

بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکھا

مدى صق المؤذن جن ولا انش ولا شئ الا شهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحيح المصاير رواه ابو

انتہا آواز موزوں کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطی موزوں کی قیامت کی مدد گواہی دے گی یہ حدیث صحیحہ کی صحیح تفسیر میں ہی آجوسیک کی حدیث

الخدرى وفيه حث على استقراخ الجهد ورفع الصق بالاذان ليكثر شهو ومن الجن والناس وغيرهما من

سی اور اس میں بہتر غیب ہی کہ جہان ننگ ہو سکی تمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن و انس و غیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان الميزان كلما جعل صورته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما

اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جاویں کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کر لیا دیتی ہے اس کی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہو گی اور نہیں سن سکیگا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكمن اخفى لا محالة فاذا شهد له من بعد

آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ دی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہے اور انتہا آواز کا بالضرورت سختی ہوجاتا ہے

ووصل اليه همس صوته فاوى ان يشهد له من قريب منه وسمع مناد صوته والمراد من شهادة الشهادة

اور اسکی سبکدستی ہی سنی ہو تو جو عاصی کی جہیز میں ہیں اور اول آواز ستی میں بطریق اولی گواہی دیتی ہیں اور اسکی حق میں کیا مدت کی ان کو گواہوں کی گواہی ہی اور وہ یہی کہ اس بعد اہل عیشی کی

يوم القنمة أشهاده في ذلك اليوم فيما بين أهل المحسن الفضل وعلو الدرجة فإنه تعالى كما يهين قوما

بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ جیسے کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہونے کی بری گواہی سنکوزیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خود ذلیل

بوم القمعة بشهادة الشهود عنهم تحقيقاً لقضوهم على رؤوس الأَشهاد وتَسْوِيلِ الوجوه فكَذَلِكَ رَمَ

اور کمالا منہ پر ہوی ۔

قوما في ذلك اليوم شهادة الشهود لهم تكديلا لسرائرهم تطيبها لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم

اوس روز گواہوں کی آگے آئی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی مئی عزت کرتا ہی
 پہر اوس قوم کی طرح اور سرور بسبب بیعتیت آجی گواہوں کی برتری مانی ہی

سرورهم وفرحهم فالقبيل الاذان ذكر والاصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى واذا قرأت القرآن فليعزك في نفسك خضع

یہ اگر کوئی پہنچے کہ اذان تو ذکر ہے اور تمام ذکر دل میں اصل اسطرح ہی ہونی چاہیے جس میں دلیل اس آیت کی اور یاد کرنا یہ اپنی رب کو دینے کے لئے

وَحَيْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ وَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي دَفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ لِنَدْوِ عَوَاصِمٍ وَلَا غَلَبَةٍ

اور دوتا اور پکاسی کم آواز بولتی ہیں اور اس کی کبھی حدیث اسلام کی اس شخص کو کچھ یاد کر دے کہ جہاں فرمایا تو ہرگز نہیں بھارت میں کچھ شغاب کو

فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذلك وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى رايد

پروازان میں بیکارسی کی کیا وجہ ہے تو جیسا کہ پہلے ہی کہنا تھا اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکر و ن میں اضافی ہی پروازان میں ایک اہم بات بڑھتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلی الاوقات وهذا المعنی الزائد واجب فیہ حکما عارضا علی
 جس سے پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ہو گیا اور وہ بات ہے کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی برقی بات فی اوسین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہی
 الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلی الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الخفاء
 یعنی پکار کر کہنا اس واسطے کہ اذان سے بدھن پکار کر کہنے کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسین اخفا واجب ہی
 الا ان الخفاء امتنع فیہ لانہ قوی هو کونه اعلی لان الاصل لا یکن حصوله الا بصفة الجهر و وجہ
 پر یہ کہ اسین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سے ممنوع ہی وہ مانع یہ ہے کہ وہ اعلام ہی اس واسطے کہ اعلام بدھن پکار کر کہنے کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی اور ایک
 علة توجب حکما علی وجه لا ینتم وجود علة اخرى توجب حکما اخر فبالدلیل بل اسمہ ایضاً یل علی
 علت سے اسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جائے بلکہ اسکا نام ہی یعنی اذان ہے
 ویجب الجهر فیہ لانه فی اللغة اعلام مطلقا و فی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
 تو ہی کہ اسین جہر واجب ہی اسلی کہ اذان کا معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوص ہی
 مخصوص وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببہ ایضاً یل علی لزوم الجهر فیہ وهو انه
 اور یہ کہ جہر ہی کہ اعلام بدھن جہر کی ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی ایسا کاسبب ہی دلالت کرتا ہی کہ اوسین جہر لازم ہی وہ سبب یہ ہی
 علیہ السلام لما قدم المدينة و بنی المسجد شاور اصحابہ فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحصول الجماعة
 کہ بنی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت میں آئی کی کی کیا علامت مقرر کریں
 فنکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فنکر له النعش فی القرن فقال هو من شعائر الیونان فنکر
 کہ بنی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پھر ضرر یہ ہو کہ ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہی پھر کہنی
 له ایقنا ان ارفع قال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیہم عبد اللہ بن ربیع
 اگر جانی کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہی پھر یہ ہی اختلاف رہا کہ ایک بات پر متفق نہ ہوئی اور اس مجمع میں عبد اللہ بن زید النضاری ہی تھے
 فاهتموا بشدیدا ثم رسول اللہ علیہ السلام فلم یأکل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح فی رسول
 سوا کو سبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر تھا کہ اوسنی رات کو کھانا نہ کھایا اس ہی فکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی کنت بین النوم والیقظة اذ مریت نازلا من السماء علیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا
 بردان اخضر ان فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال اللہ اکبر اللہ اکبر الی تمام کلمت الاذان فقال
 دو چار دہنرا اور ہی ہوئی پھر وہ کہہ کر دیوار پر رو لیقبلہ کمر ہو کر کہنی لگا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا الرؤیا حق فالتو ما مریتہ علی بلال فانه امد منک صوتا فالقیته
 یہ خواب حق ہی سوچو تو ہی دیکھا ہی بلال کو سکھادی کیونکہ بلال تجھ ہی بلند آواز ہی سوچتی اور سکھادی
 علیہ فقام علی رفق سلم فاذا سمعہ عمر بن الخطاب وکان فی بیتہ فخرج یجرددائه حتی فی رسول اللہ
 پھر بلال نے ایک اونچی جگہ پر کھڑی ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے ابھی کہہ میں سنی سوچا دیکھتی ہوئی کہ سی نکل کر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق لقد رایت مثلاً قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اگر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اندک جس نے تجھ کو برحق پہنچایا میں نے ہی دیکھا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قلہ الحمد ردی انه رای فی المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواہ عبد اللہ بن زید قلما
 فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیوں نے میں یہ ہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی ہے

شیر

ثبت شرعية الاذان بهذه الرواية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعاثر الاسلام حتى لو
اذان كما مشروعه هونا اوس خواب سي ثابت هوجا جكي حقيقت بين نبی علی اسلام کی گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہاں تک کہ اگر

اصد على تركه اهل مصر واهل قربة واهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گا نو دایں یا اہل محلات والی اذان سراسر چھوڑ دیں تو امام وقت اذان پر زور دینا چاہو گا اور اگر نہ

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
ملزمین تو اذان پر جہاد کری اس واسطے کہ جب اذان اعلام دین سی ہوتی تو اسکا سراسر ترک کر دینا استخفاف ہی اسلی چاہو کہ نہ لازم ہو اور

روی عن انسا انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا غار
انس سی روایت ہی کہ نبی علی اسلام کا سفر جہاد میں یہ روایت تھا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی گواز سنی تو ٹوک جاتی اور نہیں تو غارت کرتی

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہ ہی کہ نبی علی اسلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہ عادت تھی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہنچتی کہ اسکا حال معلوم نہ ہوتا

حالتها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
توضیح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوی کہ یہ شہر مسلمانوں کا ہی یا شہر کفار کا ہی بہرہ اگر اذان سن پائی تو غارت گری سی

عن لا غارة وترها وان لم يسمع الاذان اغلظ هذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتی اور اوس شہر کو چھوڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنی تو غارت کرتی پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوة
اسی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی ہر عام مشائخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی ہے یہی صحیح اور ایسی ہی تکبیر یا تحمید نماز کی واسطے سنت مؤکدہ ہی

الخمس اذ اصليت بالجماعة اذ وفضاء للجمعة لانها فرض الواجبا كصلوة الونرو والعیدین ولا للسنن
بشرطیک باجماعت ہون وقت پر اور ہون یا قضا اور جمعہ کی لمی ہی اس واسطے کہ جمعہ فرض ہی اور نماز واجب کی واسطے نہیں ہی جیسے نماز روزہ اور روزہ غیر اور نہ سنت کی واسطے

كالنوافل ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذ اصلبت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات وتزید المؤذن
جیسے تراویح اور نہ نفلوں کی واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقاء کی اگر چہ یہ سب نمازیں باجماعت پڑھیں اور مؤذن فجر کی اذان میں

بعد فلام الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم من تين لما روي ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد ہی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دو بار زیادہ کہی اس واسطے کہ روایت ہی کہ بلال نبی علی اسلام کی پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا جعله في اذانك انما خسر
تو اچھو سوتی پایا پس بلال فی کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علی اسلام فی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو تو اپنی اذان میں داخل کر لی اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة اعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سو اچھی وقت تہنید کی حاجت ہی اور تکبیر و تہنید اذان کی ہی پر تہنید ہی کہ تکبیر میں بعد ہی علی الفلاح کی تہنید

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحذر في الاقامة لما روي انه عليه السلام قال لبلا ان اذ
قد قامت الصلوة یعنی قدیم ہوئی نماز دو بار کی اور اذان میں بڑا بڑا کر ہی اور تکبیر میں شمشاد شب کی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علی اسلام فی بلال ہی فرمایا جب تو اذان پڑھی

فترسل واذا قامت فاحذر والترسل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والمحرران يوصل بين كلمات
تو بڑا بڑا کر اور جب تو تکبیر کی تو جلدی کر اور ترسیل یہی کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرنا جاوی اور حد یہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد آ جاوی

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روي عن ابراهيم النخعي انه قال شيخان يجزمان كانوا لا يعرفون الا قلت
اور اعراب یعنی حرکات کو دونوں میں ترک کری اس واسطے کہ ابرہیم نخعی ہی روایت ہی کہ کئی تہا دو چیز میں جزم سی ہیں پہلی لوگ اذکار اور تہنید دینی ہی اذان

والاقامة قال الزبلي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة يتوى الوقف قاله المروى وعلم الناس

اور كچه زبلي كيتاي يمينه قفسه يكن اذان من وقف حقيقي اور كچه من وقت كيت كى يمين اول هر كاي اور علم نوگ يون

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتيها بنقل فتحة هـ ثم اسم الله تعالى اليها

كيتي بين الله اكبر الله اكبر يميني راك كيتي اور ابو العباس مبرد اور ابو البرزبري كيتي الله اكبر كا زير نقل كر كر اور راك كيتي بين

لا اتقاء السالكين كما يفتر الميم في قوله تعالى الله اكبر الله اكبر هو من الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويزن بين

واسطى جمع بول دو ساكن كى جيسى ميم اس آيت مين مفتوح هو جاتاي باوجود كى اصل حروف مقطعات مين سكون هي اور اسك كلمات كوي جى مرتب هي

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضها او اخر بعضها فلا فضل لاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ولا يستقبل بها

جيسى مشرع هو كى يمين بيان كك ك اگر كيو آكل اور كيو كيو كوى تودا كى رعایت ترتيب كى دهر انا بهتر هي اور دو نو كچه پرتي هو كى پنج مين شمولي اور دو نو كور و قبله هر ك

القبلة ويلتفت في الاذان مع شبات قدميه في مكانه يسينا عند قوله حتى على الصلوة وشمالا عند قوله حتى

پرتي اور اذان مين دونو پاؤن طائي هو كى پنج كچه مين حتى على الصلوة كيتي هو كى دهنى حرف منبه پيرى اور حتى على الصلوة كيتي هو كى يمين طرف

على الفلام لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطى كى اذان كى اهل اور اخر مين مناجات هي اور اسك پنج مين منادات يميني لوگون كو بكار اي سومناجات مين رو قبله هي اسواسطى كى بهتر حال

الذاكرين استقبال القبلة في المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطاب لهم فيتوجه اليهم واذ كان في

ياد اكني كرنيو الوان كار و قبله رهنماي اور بكار في وقت اور طرف منبه پيرى جكو بكار تاي اسكى كتاب او كى كو خطاب هي سواد پيرى كو منبه پيرى اور اگر مؤذن

المناجاة ولم يحصل تمام الفائدة تتحول جمه مع شبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه

مناره كى اندر هو كى اور منبه پيرى كى دونو پاؤن ايتي كچه پرتي هو كى پنج فائده هو تودا كى اندر گردش كرى اور ايتي دونو او انگليان ايتي كانون مين كرى

لما روي انه عليه السلام قل لبلال جعل اصبعيك في اذنيك فانه ارقم لصوتك وان لم يجعل اصبعيه

اسواسطى كى روايت هي كى نبى عليه السلام في طائ كى قومايا ايتي دونو كانون مين او انگليان دى كى اس كى تيرى آواز بلند هو كى اور اگر ده او انگليان كى نونين ندى

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روي ان ابا محمد ومرة ضم اصابعه

يك دونو قف كانون پر كى توبى بهتر هي اسواسطى كى روايت هي كى ابو محمد و روى كى ايتي چارون او انگليان طاك

الاسلام ووضعها على اذنيه وعن ابى حنيفة انه قال ان جعل احدى يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن للصلوة

كالا كچه كچه لين تين اور ابو حنيفة كى روايت هي كى فرمايا اگر كنى سايك ايتي ايتي كانون پر كى توبى ايتي اور كى نماز كى واسطى

قبل دخول وقتها ويجعل في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيدا

وقت آتى كى پيلي اذان كيتي اور وقت هو كى كى بعد دهر ايتي جاوى اگر اذان پيلي كيتي هو اسواسطى كى اذان وقت كى آتى كى خبر دهنى كى واسطى هي پس اذان وقت كى پيلي بهلا وادينا هي

لا اعلاما وعند ابى يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و

اعلام نسين هي اور ابو يوسف كى نزديك اور كى قول شافعي كاي فجر كى آوى رات كدر كى كى بعد اذان جازي بسبب عل در آمد اهل حرمين اهل مكة اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا فديرة عرضا و

اهل حرمين كى اور كى دليل به حديث هي جو آپ في بلال كى فرمايا اذان مت دينا جيتك جكو فجر اسطوريه ظاهر نو كى پير ايتي ايتي عرض مين كيتي اور

لظهور التراب في الامم الدينية استحسن المتأخرون التشويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب

اور دهنى مين سستى جونا بر هو كى كى تو متأخرين علماء كى تشويب كو درميان اذان اور كچه كى فجر مغرب كى تمام نمازون مين پسند كياي

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب طعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما عارفه

اور تشويب دوباره كاه كراه كى قه آگاه كى موافق تعداد هر يك قوم كى اسواسطى كى تشويب اعلام مين مبالغة هو تاي بدين تعارف قوم كى نين بو كى

و ابو یوسف شخص به من له زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي والفقهي لانهم لا يعرفون وقت
 الحضور ولو حضروا كما سمعوا الاذان ولم يحضروا الجماعة يحتاجون الى انتظار فيتعطل مصالح المسلمين ينبغي
 حضورهم وبيان انهم هموا اور اگر یہ لوگ اذان سنتے ہی پہلی آیت کریم اور جماعت جمعی نہ ہو انتظار کرنا پڑیگا پھر سنانوں کی کار بار معطل ملتوی رہیں گی اور مؤذن کو یوں چاہی
 للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكره وعملها لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
 وقت الصلاة ليتهيأوا لها بالطهارة فيحضر المسجد لاقامتها وبالوصل ينتفي هذا المقصود وطريق الفصل
 ان الصلوة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينهما بصلوة سنة كانت او غيرهما ما روى عن عبد الله
 بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلوة بين كل اذانين صلوة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد
 بالاذنين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلوة التطوع سواء كان سنة او غيرهما من التطوع
 فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادۃ بينهما افضل وان لم يفصل بينهما بصلوة يفصل
 بينهما بجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشر آية او مقدار ما يصل الى اربع ركعات لحصول المقصود
 وان كانت الصلوة مما لا يتطوع قبلها كصلوة المغرب فعند ابي حنيفة يفصل بينهما قائما بسكتة
 مقدارها يتمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصارا واية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلث
 خطوات ثم يقيم لان التجمل ما ورد به والتاخير مكره فيكتفي بادنى الفصل ليكون اقرب الى التجمل
 وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة لان الفصل مكره ولا يحصل الفصل بالسكتة لوجوبها
 بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضى الفائتة باذان واقامة لا فائتة
 اذان کی کلمات میں ہی موجود ہی سوائے دیر طویل جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبوں میں بیٹھتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی لئی اذان اور اقامت دونو جاہیں آتی

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على
 سبب من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على
 سنن الاذان وقد روي انه عليه السلام قضى صلوة الفجر صلاة التلوة التعريض مع الجماعة باذان واقا
 هو جاري اور ردايت هي كرمي عليه السلام في ليل التفسير كصبح فجر في صلاة جماعت كصلاة اذان اور تكبير هي هناك
 وان كانت معتدلة واديد قضاءها متواليه يؤذن وتقيم للاولي منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء
 اور اگر وہ نماز میں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پڑھ لی قطعاً چاہی تو پہلی نماز کی اذان اور تکبیر وہ بھی اور باقی نماز میں مختار ہی چاہی
 اذن واقام ليكن القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الإقامة لما روي انه عليه السلام شغله
 اذان اور تكبير دونكی تاکہ قضا ادا کی صورت پر موحاوی اور اگر چاہی قناعت ہی پر اکتفا کری اسلمی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کرمشکون فی
 المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة واسلوها باقا
 حک خندق میں سوار نماز چکر چار نمازوں کی فرصت نہی سو آپ فی پہلی نماز نماز مع الجماعة اذان اور تکبیر ہی تھا کہ اور باقی نماز تکبیر ہی ہی
 فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها فمن سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
 اور مسافر جگہ میں اذان اور تکبیر دونوں ہی نماز پر لازم ہیں اور اگر وہ کوئی ترک کرنا کر دے ہی اسکی نماز اذان اور تکبیر متعلق جماعت سے ہی اور شریعت
 ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون
 نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جماعت سے منقطع ہی اور اگر مسافر نماز ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑھیں تو مکروہ نہیں ہی اسلمی کہ اذان وقت کمال کی خبر دین کی وجہ سے ہی تاکہ جگہ
 والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضران وفي محل نزولهم مجمعون ولا حاجة الى جمعهم اجمعاً
 غائب ہیں اور جو اپنی کار بار میں جا چکے ہوں وہ سب آجادیں اور رفیق سفر کی حاضر ہی ہیں اور اپنی فرود گاہ میں جمع ہوتی ہیں لو ادب کی جمع کرنی کی حاجت اور ملائی کی ضرورت نہیں ہی
 واما الاقامة فهي للاعلام بالانزوع في الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اذام المكتوب في جمع الجماعة في
 رہی تکبیر شکر اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہو گئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فضول کا جماعت سے مسجد میں داخل کرنا
 المسجد بغیر اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان في المصلى القرية مطلقاً
 یہ دن اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور کمرہ کی اندر اور باغوں میں اور باہر مقصود قریہ کی مکروہ نہیں ہی اسلمی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر لو مکو کا ہی ہی
 والاقامة يكتفيهم والمقيم في المصلى اذ صلى في بيته وحده ينبغي له ان يصلي باذان واقامة ليكن الاداء
 اور مقيم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی کمرہ میں نماز پڑھی تو بہتر اسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جادی
 على هيئة الجماعة وان تركها معها لا يكره ان وجدا في مسجد محلته لانه وان كان مصلياً بغیر اذان واقامة
 اور اگر اسکی دونوں کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محل مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر
 حقيقة لكنه مصلحاً حكما لان المؤذن في المحلة ناشئ عن اهل المحلة في الاذان واقامة لنصبهم اياه
 کی غائہ ہر شای پروہ حکماً اذان اور تکبیر ہی پڑھتا ہی کہو کہ محل کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محل کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محل ہی اسکو اسکی ہی متفرک ہی
 لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ان يصلي في بيته بعلة
 تو اب اسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جسی سب کا اذان اور تکبیر اسکی واسطی جب بن مسعود ہی اپنی کمرہ میں نماز پڑھی کا ارادہ کیا تھا کہ ہوا علقہ
 ولا سوط فقيل له لا تؤذن وتقيم قال اذان الحی یفینا واما المسافر اذ صلى في المفازة وحده بغیر اذان واقامة
 اور اسود کی تومسینی انھی کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتی تو بن مسعود ہی جواب دیا محل کی اذان ہمارا ہی کافی ہی اور مسافر اگر جگہ میں اکیل مدان اذان اور
 اقامة يكره له ذلك لكونه مصلياً بغیر اذان واقامة حقيقة وحكماً لان المكان الذي هو فيه ليس فيه
 تکبیر کا نماز پڑھی تو اسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقت اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑھتا ہی اسلمی کہ اس جگہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ويكره له
 جسلی ماس نماز کی اذان اور اقامت کی سہ اور صلی مسجد میں اگر چاہے عتسی نماز پڑھتا ہی تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھی اور اسکو
 ترك كل منهما وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیتہ واما القری فان کان فیہا مسجد وکان فی ذلك
 دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اسکا حال ایسا ہی جیسی جی کہ میں نماز پڑھتا ہی اور کانگوین اگر او میں مسجد ہی اور اس مسجد میں
 المسجد اذان واقامة فحکمه من یصلی فیہ او فی بیتہ کما هو ان لم یکن فیہا مسجد کذلک فحکم المصلی فیہا
 اذان اور تکبیر ہی ہوتی ہی تو اسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد میں نماز پڑھی یا اپنی کہ میں چنانچہ گزر چکا اور اگر او میں ایسی مسجد نہیں ہی تو اسکا حال ایسا ہی
 حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بلا حن ولا تغیر لان المقصود منه دعوی الخلو
 جیسی حال مسافر کا یہ سمجھنا چاہی کہ طریق سنون اذان میں یوں ہی کہ ہر دن حن اور تغیر کی ہوا کری اسلی کہ غرض اذان سی نماز کی ہی خلقت کا بلانا ہی
 الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یکون علی وجه یفہم السامع الفاظہ حتی یظهر فائدة معنی فیہ
 یہ خبر جتنا کہ کہ وقت ہو گیا ہی اب غور ہی کہ اس وضع پر ہودی کہ الفاظ کا سننی والا سمجھ لی تاکہ اس قول کی معنی کا فائدہ ظاہر ہو دی کہ
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناها اسرعو الی الصلوة اسرعو الی ما فیہ نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة
 سی علی الصلوة سی علی الفلاح لیکنکہ معنی الی یہ ہیں جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ اور جیسے آگ سی تھما دی نجات ہی اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہی
 لکن قد عیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان حیث
 لیکن اس طریق سنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی نغمات اور الحان سی پڑھتی ہیں کہ
 لا یفہم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمعون منهم الا اصوات ترفع وتخفض کصوت المزمار وهي علی ما ذکر فی المد
 بد نہیں سمجھتیں تاکہ الفاظ اذان میں سی کیا کہتی ہیں اور کچھ سی جن نہیں آتا سوائے آواز کی کہ کبھی بلند ہوگی ہی اور کبھی جیسے آواز نماز کی اور یہ طرز موافق سید مدخل کی
 بدعت قبیحہ احد ثما بعض الامراء فی مدینتہ بناھا ثم سری ذلك منها الی غیرھا ثم اثم لم یحرمهم علی التغنی لم یکتفوا
 بدعت قبیحہ ہی اسکو بعض میٹھی الی مدینہ میں جاری کی تھی یہ یہ بدعتی ساری میں پہل گئی یہ وہی وہی فی تغنی کی حوصل کی مادی اذان کی الفاظ پر بس کیا
 بکلمات الاذان بل زادوا علیہا بعض الکلمات من الصلوة والتسليم علی النبی علیہ السلام فان الصلوة والتسليم
 بلکہ لہذا ہر اذان میں بعض اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی پڑھ لی بیشک درود اور تسلیم
 وان کان مشروعاً بنص کتاب السنۃ وکان من اکبر العبادات واجبا لکن اتخاذا عادیۃ فی الاذان علی المنار
 مشروع ہونا اگر یہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت میں سی ہی ہر اسکا اذان کی اندر مشارکہ کی اور عبادت کرنا
 لم یکن مشروعاً اذ لم یفعلوا احد من الصحابة والتابعین ولا غیرہم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العلام
 مشروع نہیں ہی اسکو سلی کہ یہ کہنی نہیں کیا نہ صحابی اور نہ تابعین فی اور نہ کسی ولیستوائیاں میں ہی اور کسی کو یہ اختیار نہیں ہی کہ عبادت کو اور کچھ ہی
 الا فی موضعہا التي وضعہا فیہا الشرع ومضی علیہا السلف لا تری ان قراءة القرآن مع کونها من عظم العبادات
 سوا دوس موضع کی جہاں اسکو شرع فی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اسکو کرنی چلی آئی ہی کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی ما وجود بلکہ عمدہ ترین عبادت ہی
 لا یجوز للمکلف ان یقرأھا فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلامہا لیس محل للتلاوة ثم انظر الی هذه
 سکھ کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھ کری اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسکو سلی کہ یہ فیقول مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں یہ اس بدعت کو دیکھ تو
 البدعة التي احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرما وھو اھم جعلوها فی الصلوة
 جو ان لوگوں فی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کی ہیں ایک اور حرام کی حرف کیسے پڑھ گئی وہ یہ ہی کہ ان لوگوں فی نغمات کو نماز کی اندر نہایت اسفالت میں
 حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك کلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوتہم فاذا بطلت صلوتہم میری
 داخل کیا ہی اور یہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سوا کی نماز باطل ہو جاتی ہی اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہ ہر خدا

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خيرا لا يام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
 جبرهشت کی تخلصی سی سوبین اس بیان کی موافق جموہان دن سب ملازمین بہتری اور بیشک اللہ تعالیٰ فی اس دن سی جیسا سو کو غفلت دی

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذي
 اور تمام خلق میں سی مسلمانوں کی ہی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا یہ وہ دن ہی

فرض عليهم واختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا تبع اليهود والنصرى بعد غد يعني انه تعالى
 جو اسہ تعالیٰ انہیں فرض کیا تھا اور انہوں فی اس میں اختلاف کیا سو اللہ تعالیٰ فی اسکی حکم پر دین کی اور دونوں کے ہمارے پیرو دین یہود تو انکی دن اور نصاریٰ اسکی ان مراد یہ کہ

امعباده ان بجمعتهم في يوم الجمعة ويعظمه بالضاعه ولم يعينهم بل امرهم ان يعينوه باجتراحهم
 کہ اللہ تعالیٰ فی اپنی بندوں کو یہ امر فرمایا کہ چلو دن جمع ہو کر ان اور طاعت سی انکی تعظیم کریں اور ان میں مقرر کر دیا تاکہ یوں حکم تھا کہ آپ اپنی انکی سی میں کریں

فاختلفوا فيه وهالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات وخلق نفعه
 سوا انہوں فی اس میں اختلاف کیا یہود کو کہنے لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسو علی کہ اللہ تعالیٰ شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہے یہی

فيه من الاشغال تدنيوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرى هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدأ في
 اس روز میں دنیا کی کاروبار چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہیں اور نصاریٰ کہنے لگی وہ یک شنبہ کا دن ہی اسو علی کہ اللہ تعالیٰ فی اس دن میں

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولى بالتعظيم فهدى الله تعالى هذا الاممة ووفقهم باصابة حتى
 مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تھا تو اسکی دن کی تعظیم اولیٰ ہی آخر اللہ تعالیٰ فی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صلوٰۃ کی دی یہاں تک

عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفعنا
 کہ حمد مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالیٰ فی تمام ایام میں تودہ چیزیں پیدا کیں جس میں انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن میں انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشكر على نعمه الوجود اقدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذا انودى للصلاة
 اور شکر کہہ کر اسی نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالیٰ اس دن میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی قربایا جب اذان ہو

من يوم الجمعة فاستعزوا الى ذكر الله وذكره البع فانه تعالى امر اوله بالسعي الى الجمعة ثم امر بترك الاشتغال
 دن جمعہ کی تودو اللہ کی باد کو اور چھوڑو بیچنا سو اللہ تعالیٰ فی اول واسعی سی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پھر واسعی ترک شغل کا بار

بالامور الدينية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبدالله بن عمر انه عليه السلام
 دنیا کی جو جمعہ کی طرف جان سی روکتی ہوں امر کیا اور عبداللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا

قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او يختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام
 البتہ بازوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالیٰ انکی دلوں پر مہر لگاویگا پھر وہ مہر سے غافل ہو جاوے گی اب نبی علیہ السلام فی

بين في هذا الحديث ان احدا من كاشن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم
 اس حدیث میں بیان فرمایا کہ دونوں بات میں سی ایک بالضرور ہونی چاہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا انکی دلوں پر اللہ کا مہر لگانا

ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امر من او امر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء
 پھر ہو جاوے گی وہ غفلت والی اسو علی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکون میں سی ایک باز ترک کرنا ہی تو اسکی دل میں ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغفل
 اور جب اتنی دوبارہ ترک کیا تو اس میں دوسرا داغ سیاہ بڑھ جاتا ہی ہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پھر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل العبود وينهمك في الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك
 تو اس پر غفلت چھا جاتی اور موت کو بھول جاتا ہی اور گور میں جانا یاد نہیں رہتا اور فسق و فجور میں کہیں رہتا ہی پھر اگر اسی توبہ کی اور فساد ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكته عن قلبه نكته نكته فيعرض عن ارتكاب المنهيات وليشتغل باداء المأمور
تؤده داغ او كدل پرسی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی بہر گناہ کرنی سی بہر ہیز کرتا ہی اوراد و مامورات میں مشغول ہوتا ہی
التي من جلتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
جنین جمعہ کی نماز ہی داخل ہی بیشک یہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو لی
فقله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذا اتوا في الصلاة فممن ومنهم تذاكروا للذكر العظيم فانها
بہر آیت ہی ای ایمان والد جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کا تو روضہ اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالیٰ فی
امر في هذه الامة بالسعي الى ذكر الله تعالى ولا امر للجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
اس آیت میں یہ لکھا کہ اگر لوگ ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی کا مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی
صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو
صحت کی شرط ہی بہر جب سنی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی توسعی واسطی مقصود اصل کی
المقصود الاصل وهو صلوة اولى واخرى ثم انه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
کود نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب نماز تراویح ہوگی بہر اللہ تعالیٰ فی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی لکھا فرمایا
وذكر البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما الشبهة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله
اور ترک کرو بیع کو واسطی کہ ایسا حکم ہوا امر واجب کی نہیں ہو سکتا اور حدیث میں ہی قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ فی
كتب عليكم الجمعة في يومى هذا في شهرى هذا في مقافى هذا فمن تركها اتها ونايها واستخفا
غیر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ میں اس مقام میں بہر صنی سکوترک کیا حقیق جان کر اور اسکا حکم ہکا سمجھ کر
بحقها وله امام جائز و عادل الا فلا جمعة شمله الا فلا صلوة له الا فلا نكوة له الا فلا صلوة له الا
اور حال میں ہی کہ اسکا امام ہی جائز یا عادل ہو خبر دار جمعہ نہ کر لو اللہ اسکی پیرانی خبر دار نہیں ہی اسکی نماز خبر دار نہیں ہی اسکی کونہ خبر دار نہیں ہی اسکا روزہ مسلم
ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه
اگر توبہ کر لی بہر جہتی توبہ کی اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت میں ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد ہی
الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظاهر ام الجمعة واياما
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کیسکو اس میں اختلاف نہیں ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض میں ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت
كان يسقط الفرض باداء احدهما وهما شرط نائمة على شرط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها
دونوں میں ہی ہر ایک کی ادائیگی ہی فرض نہ ہی ساقط ہو جاتا ہی اور اسکی لئی شرطیں تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطیں ہیں چہرہ و تنہی ہی
في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكوة فلا تجب على المرأة والثاني
مصلی میں ہیں یہ شرطیں تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہیں یہ شرطیں اول اور صحت کی نہیں ہیں بسا مصلی کا مرد ہونا سوغرت بہر واجب نہیں ہی دوسری
لاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خابرج المصريف في حكم المسافر والثالث الحربية
مقیم ہونا پس مسافر ہو واجب نہیں ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی بہر مسافر کی حکم میں ہی تیسری الزادی
فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والمأذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه
سوغد ہم کیسکی نزدیک واجب نہیں ہی اور مکاتب اور مأذون کی باب میں اور اس عہد کی حق میں جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا کہو آپکڑی کہہ رہا ہو
والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البريد بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
چوتھی صحت سالم ہونا جس پر واجب نہیں اگرچہ میں جانی سی بیمار کی بڑھیکا یا دیر میں چہا ہو نیکا خوف ہو اور ایسی ہی سیر فرقت

الضعیف عن السعی والخاص سلامة العینین فلا تجب علی الاعی عندانی جنیفة وعندہما تجب وجہ

چنی من ناتوان پانچمین آنکھوں والا ہونا پیر نہی پر نامہ ابو حنیفہ کی نزہت واجب نہیں اور صاحبین کی نزہت کی وجہ سے اگر

قالتا والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعدان وجد من یجلہ الی الجمعة والمريض والمریض علی الاصح

اہمہ پڑائی اور کسی چہرے دونوں کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میرے آدمی کہ چڑھی چڑا کو جو میں بجاوی اور بجاوار اصح قول پرانند بجاوی

ان بقی المريض ضایعا والمریض من جملة الاعتدال المبیحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و

اگر مریض چرمان بجاوی اور بجاوار کا ظالم غدرات میں ہی جس سے جو میں بجاوار مباح ہو جاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهو لا الذین لم یستكملوا الشرأ فلا تجب علیہم الجمعة لكنہم لو حضر وہا

بارش اور ادا کی اور کچھ وغیرہ پس یہ نہ کہ جن میں پیر نہیں ہیں ان پر جو واجب نہیں ہی لیکن یہ نہ کہ اگر جو میں چلی باور

وصلوها یجزیہم عن فرض الوقت تستغنی فی غیر المصلی وہی شروط لا داتها وصحتها الاول

اور پیرہ میں توفیق فرض غرضی بلا جاتا ہی اور چہرہ شریفین سوای مصلی کی ہیں اور یہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی

المصر فلا یجوز ادائها فی المغارة والقری لكن ان صلیت فی القرية وکنت فیہا یلزم ان تحضرها وتعمل لقل

شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جھک اور گناہین جائز نہیں ہی لیکن اگر کانو کی اندر جمعہ پڑھنی گئیں اور تو وہ ان موجود ہو تو جھکو جمعہ میں جانا اور علی بن علی

علی ایاء وایسبغ الی القلوب انکاره وان کان عندك اعتذار فلیس کل سامع تکس تطیق ان تسمعه عندك و

قول پر عمل کرنا لازم ہی بچتارہ ایسی بات میں جس میں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ جھکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر کیسا مع منکر ایسا نہیں ہی کہ تو اس کو اپنا عذر بنا کر

قد جاء فی الحديث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یقعہ موقع التهم واختلفوا

اور ضرور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو شخص اسدی اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ جھک جگہ نہ بیٹھا کری اور نہ کر

فی تفسیر المصر والصحیفة الموضع الذی یکون فیہ بیوت وسکاد واسواق وامیر وقاضی فغدا الاحکام

تقریف میں اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جس میں گھر ہوں اور کوئی اور بازارین اور حکام اور قاضی جو احکام جاری ملصقة

ویقیم الحدود وولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصر وهو ما اتصل به معلی

اور حدود وقائم کری اور شرط ادار میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اسوہی کہ فناء مصر میں ہی جو جائز ہی اور فناء وہی جو میلان مصر کی قریب مصالح کی

کر بض الخیل وجمع العسکر ودفن الموتی وصلوة الجنائز وشرها یجوز للمخليفة وامیر الحج اقامتها ہی

کہہ چہوڑا ہو جس میں کوڑوں کا باندھنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دابھا اور جنازہ کی نماز ہی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قائم کرنا سن میں موسم کی

فی الموسم لانها تكون مصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیہا من الامیر والقاضی والامین والسوا

دون میں جائز ہی اسکی کہ منی موسم کی دونوں منزلیں مصر کی ہو جاتی ہی اسوہی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمیں جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور حکامات اور بازارین

الا انها لا تبقى مصر بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصر الیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست

ان اتنا ہی کہ موسم کی گزرنی کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہی اور عرفات میں جو قائم کرنا جائز نہیں اسوہی کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائها بل هو فضاء ومفاضة وفي ظاهر الرواية عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موضع

مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جگہ ہی اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سے ہی کہ جمعہ قائم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی

واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریر وقیل فراغا وقیل فیہا جمیعاً وان لم یعلم

جائز نہیں ہی پیر اگر دو جگہ سے زیادہ جگہ جادوی تو جمعہ دونوں ہی جہنوں کی پہلی نیت باندھی اور بعض کہتی ہیں جو پہلی جگہ اور بعض کہتی ہیں دونوں میں اور اگر پہلی

ایہما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول یجوز اقامتها فی موضع متعدد وفي رواية

مسلم جو اول کون ہیں تو سب کی نماز باطل ہی اور اگر روایت میں ابو حنیفہ ہی اور یہ ہی قول امام جو کہ ہی کہ قائم کرنا جمعہ کا کئی جگہ جائز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما فتر عظیمه کدجلة و بغداد و فی رایت عنه لا یجوز
 بین قائم کرنا جمع کا دو جگہ پر نہیں

او صلتها اذا کان علیه جس حقی روی عنه انه کان یا هر یوم الجمعة برفع الجس وقت الصلوة لیکون
 قائم کرنا جو کہ یعنی دو جگہ طے نہیں اگر اس نہ پر پہل ہو بیان تک کہ روایت کی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت طے اصرار کرتے ہیں تاکہ وہ جگہ

کصر یوم فی کل موضع وقع لا شتاء فی فصل الجمعة تعددها لوقوع السبک فی لمصاردا قامها اهلہ یمسح لهم
 منہ و بخترون کی ہو جاوی اور جس جگہ صحت جمعہ میں بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہوئی کی پرستہ پڑی کہ ادا ہو یا نہیں توجہ وہ ان کی لوگ جمعہ میں

ان یصلو بعدھا و فی اربع رکعات قائل لا کواحد منهم لویت ان اصلی اخر ظہر در رکعت وقتہ ولم اصل
 تو ان کو سنہ دار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑھ لین ہر یک نیت کی وقت یہ کہی نیت کرنا ہوں کہ ادا کر دن پچھل ظہر جسکا میں فی وقت نماز پر اب تک پڑی

بعد و اصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهلہ ولما ابتلوا باقامة الجمعة فیہا مع اختلاف العلماء فی
 نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہ ہی کہ مروی لوگ متروکین

جوازہم امرہم بالثمنم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التي صلاھا
 تو ان کو ادا کرنا پیشواؤن فی فتویٰ دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سے ضرور پڑا کری

ان لم یخرج عن عهدة فرض الوقت یقیین وان جائزت فان کان علیہا ظہر فانت یسقط عنه ذلك
 اگر وہاں نہیں ہوا تو فرض وقت کی دوسری یقیناً پاک ہو جاوے گا اور اگر جمعہ طے ہو گیا تو یہ اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائت ہوگی تو اب وہ فائت اور ہو جاوے گی

القیات وان لم یکن علیہ ظہر فانت تكون تلك الاربع نفلا ولا احتمال كونها نفلا لایدان یقر فی الاخرین
 اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائت نہیں ہی تو یہ چار دن رکعت نفل ہو جاوے گی

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضاً فقرا السورة لا تضروا ان وقعت نفلا فقرا السورة واجبة والثانی
 بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورہ پڑھی اوسکی کہ اگر وہ فرض ہوئیں تو سورہ کی پڑھنی میں کچھ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہوئیں تو سورہ کا پڑھنا واجب ہی اور نہ

من الشروط التي فی غیر المصلی السلطان و نائبہ و المتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
 بشرط غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہیں رکھتا

الجمعة اذا کان سیرتہ فی رعبیة سیرة الافراء و کان یحکم بینہم بحکم الولاية اذ بذلک یتثبت السلطنة
 اگر اسکا معاملہ رعیت سی بطور امر کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکن کی طور پر کرتا ہو اسطرح کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جائی ہی

فیتحقق الشرط ولما صور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
 بہر شرط موجود ہو جائی ہی اور جو شخص جمعہ کی نئی مامور میں جسی قاضی وغیرہ اختیار رکھتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگرچہ اوسکو خلیفہ کرنا کی اجازت نہ ہو اور اس نیت کی

الغدر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس فلیس
 نہیں خواہ کچھ عند ہو یا بعد نہ ہو اور نہ کچھ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس ذالم یؤمر بها و کذا صاحب الشرطۃ لیس له ان یصلیہا بہم فان مات
 قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اگر اوسکو سلطان حکم نہیں ہی اور ایسا ہی محاسب کو جائز نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی

والی المصر قبل اتیان والی اخر لوصلی لهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرطۃ یجوز لان امر العامة فوض
 نزد دوسری حکم کی مقرر ہو فی ہی پہلی اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑاوی تو جائز ہی اسلی کہ انتظام علوم کا اوسکو سپرد ہی

لہم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلى بہم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
 اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو اور لوگوں کی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑا دیا تو بھی جائز ہی اور اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو تو اوسکی

اور اگر امام ہو

لا باذنه ولو شرع المأمور بها فيها ثم حضرا خروكانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شرعه
 بدون اذنه اذن في جازبهين اور اگر قاضی وغیرہ جو کچھ فرمایا اسکی اجازت تھی تاہم شرع کو چکا سو پہر اذنی جگہ پر دوسرا مقدم ہو کر کیا گیا تا کہ کوئی نہیں اور اگر شرع کو کر لی
 والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت النهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العتمة ولا
 پہلی گلیا تو شرع کیلئے صحیح نہیں اور تیسری شرط اذان مشروطین میں سے وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو وہ پہر تیسری سے پہلی جازبہ نہیں اور نہ بعد اذان والی وقت عصر کی اور اگر
 خرج الوقت وهو فيها يستألف الظهور ولا يبينه عليها الاختلافها كمينه وشروط والرابع من تلك
 نمازی کی اندر وقت ہو چکا فلا نہ شرط ظہر کو پڑھی اور سیکو بڑا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعا اور ظہر مقدسا اور شرطین میں مختلف ہیں اور چوتھی شرط اذان
 الشروط الخطبة ولها شرط ودكن وواجب وستة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
 مشروطین میں سے خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور دکن اور واجب اور سنت میں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کی اندر ہو دی یہاں تک کہ اگر پیش از وقت
 قبله لا تقم وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تقم وكونها جهر
 خطبہ پڑھیکے تو صحیح نہیں اور جماعت کی سامنی چاہی یہاں تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑھیکے اور ہم جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہیں ہی اور امتیاز پکار کر پڑھنا چاہی
 بحيث يسمعها من يكون عنده اذام يكن مانع واما ركها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
 کہ جو اوسکی پاس موجود ہوں سب سنلیں اگر کہیے مانع نہ ہو اور خطبہ کا رکمن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبہ کی نیت ہی یہاں تک کہ اگر خطبہ فی
 الحمد لله اوسبحان الله والا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عندنا في حنيفة اما لو قل لعطاس
 یا سبحان الله یا لا اله الا الله خطبہ کی نیت سے کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ثلاثین ان اگر چہ تنیک کر
 وتجب فلا يجزئ وعندها لا بد من ذكر طويل لیسعی خطبة وهو مقدار آيات وقيل مقدار التشهد
 تعجب سے کہیگا تو کافی نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضروری ہو جو خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہے کہ تشہد کی برابر ہو
 من قوله التحية لله الى قوله عبدة ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحية الواحدة
 لفظ التحیات لہ سے عبودہ ورسولہ تک اسو سفی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد بعد الیکبار
 والنسبحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تشتمل خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وسائر
 اور سبحان اللہ الیکبار اور لا اله الا الیکبار اور خطبہ کی واجبات با وضو ہونا اور کھڑی رہنا اور عورت کا
 العورة واما سنها فكونها خطبتين بجلسته بينهما يشمل كمنهم على الحمد والتشهد والصلوة على
 ڈھانچا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک مجلس کی فرق سے اور دونوں میں حمد اور تشہد اور درود
 لنبی صلی اللہ علیہ وسلم والا ولی علی تلاوة آية والوعظ والثانية علی الدعاء للمؤمنین والمؤمنات
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور پہلی خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پندھو اور دوسری میں سمان مرد اور عورتوں کی حق میں
 بدل الوعظ الخاص من تلك الشروط الجماعة واقلام ثلاثة سوى الامام ويشترط كونهم رجلا عاقلين
 بدل نہ ہندگی دھار ہونا چوبیس شرط اول مشروطین میں سے جماعت ہی کہ کسی کم تین آدمی سوا امام کی ہوں بشرطیکہ نیتوں مرد عاقل بالغ ہوں
 بالغین فزیتعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرا او مقيمين فتعقد بالعبيد
 پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سے نہیں ہوگی اور یہ شرط نہیں ہی کہ آزاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں
 والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابی حنيفة فلو نفر وبقاها او نقصوا عن ثلث ثم
 اور مسافروں سے ہو جاوے گی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلی سجدہ سے پہلی پہاگ گئی یا تین سے کم رہ گئی
 يستقبل الظهور وعندها لو نفر وابتعدا الخريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
 ظہر ادا کرنا اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی پہلی جاذب توجہ پورا کر لی اور چوتھی شرط اول مشروطین میں سے اذن عام ہی

وهو ان یفتقر یا بالجوامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجوامع واختلفوا بابه ووصلوا فیها الجمعة لا
 اسطوره کہ مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آتی کی اجازت ملی یہاں تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوسکا بند کر دیں اور جو کسی نماز مسجد میں داخل
 یجوز ویکذا السلطان لو اخلق باب قصره وصلی فیہ بحشمہ لا یجوز لہا من شعاثر الا سلام وخصائص
 تاجید نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کر کہ اپنی فوج کا ہر ایک جو کہ نماز پڑھتی تو جائز نہیں ہی اسلئے کہ جب سلام کی آیت نہیں اور دین کی خاص
 المدین فلا بد من اقامتها علی طریق الا شتم ہاروان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیہ یجوز سوا
 اردن میں ہی ہی سوا سوا خواہ غواہ بطور اشتہار کی قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آتی کی دیدی تو جائز ہی پھر پڑ ہی
 دخلوا ولا لکن یکبرہ لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها یجب السعی
 کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر کمرہ ہی اسلئے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہوا اور جب یہ تمام شرطیں پوری ہائی جاویں تو اصح قول پر سنی اور
 ترک السعی بالاذان الاول وهو الذی یکون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصل لانه المعترفی
 بیچ کر ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہو جاتی ہی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسلئے کہ یہ ہی اذان
 هذا الزمان وان کان حادثا غیر واقع فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما روی انہ علیہ السلام
 اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ لواحد ہی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں تھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
 والامامین بعدہ كانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن بین یدیم فلما کان زمن
 اور بعد حضرت کی دو زمانہ زوال کی بعد اذان ہی پہلی منبر پر جاتی تھی پھر مؤذن اوکی سامنی اذان پڑھتا تھا پھر جب زمانہ
 خلافة عثمان وکثر الناس رای ان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لینتہی الصوت الیہم فیخضع
 عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو اوکی ہی میں یہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی ہی پہلی اذان پڑھ کر تاکہ اوکو آواز جاوی اور شکر اچھوین
 وزاد اذانا ثانیاً علی دار فی سوق المدينة بقرب المسجد یقال لہ زوراء وکان هذا الاذان سنة ایض
 اور دوسری اور اذان پڑم دی ایک گھر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تھا اوسکا نام زوراء ہی اور یہ اذان ہی مسنون ہی
 لقوله علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين تبعدی واما النداء الذی یکون فی وقت
 اس حدیث کی موافق لازم کر لو اپنی اور پیری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی
 الضحی للتنبیہ علی ان هذا الیوم یوم الجمعة فیدعہ احدی الحجج کذا ذکر فی مجمع الفوائد والحاصل ان کل
 اطلاع دینی کو کہ یہ دن جمعہ کا ہی سو یہ بدعت ہی اسکو صحاح فی جاری کیا تھا کتاب مجمع الفوائد میں یہ ذکر کیا ہی مطلب یہ ہی کہ جو
 اذان یکون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذی یکون بعد الزوال اذ بہ یحصل افعالا
 اذان دوم پڑم ہی ہی پہلی ہودی سوا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی بلکہ معتبر ہی اذان ہی جو دوم پڑم ہی کی بعد ہوتی ہی اسنی کہ اس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی
 فان کل من یجب علیہ الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزمه السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصلی
 بیچ کہ جب جمعہ واجب ہی جب یہ اذان ہوگی اوسکو بعد جمعہ میں دوڑ جانا چاہی پھر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو پیش ہی پہلی
 قبل القعود رکعتین تحية المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الی صعود المنبر یجزم
 دو رکعت تحية المسجد پھر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑ ہی پھر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
 الصلوة والکلام عندی حنیفة حتی یتیم الخطبة وعندہا لا یاس بالکلام قبل الشرع فی الخطبة واذا
 نماز اور بات جبیت سب حرام ہی جب تک خطبہ تمام ہو جاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی ہی پہلی پہلی کا کچھ مصلحت نہیں اور جب
 جلس علی المنبر یؤذن المؤذن بین یدیه الاذان الثانی واذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینہما بجلسة
 امام منبر پر جانی ہی تو مؤذن اوکی سامنی دوسری اذان پڑ ہی اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کثرا ہو کر دو خطبہ پڑ ہی دونوں کی چین

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذى احدا والثاني ان لا يكون الامام في
 اس روایت کی موافق تخطی جائز ہونی کی لئی دوشہ طہین ایک تو یہ کہ کسی کو ایذا نہ ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان
 الہی حکم آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل لڑنا اپنی لطف اور کرم سی

المصافحة وبيان كيفيةها وقوائدها وبدعيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اور اوسکی کیفیت اور طرز اور قاعدی اور اسکا بدعت ہونا بی محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی فرمایا۔

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلها قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان
 نہیں کوئی دو مسلمان کر ملین اور مصافحہ کریں مگر دونوں جدا ہونے سے پہلے بخش جائیگی اور ایک روایت میں ہی جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمل الله واستغفر الله غفرلها هذا الحديث من حسان المصا بيه رواه البراء بن عازب
 اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ حمد کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اسے اون دونوں کو بخش دیگا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی برابرین عازب کی روایت ہے

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجه تحقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحيح البخاري
 اور فاء اس میں لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سے مصافحہ ملاقات سے بھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضبوط صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لآخيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
 مصافحہ کی کثرت شروع ہونا بروقت ملاقات ایک مسلم کی بہائی مسلمان سے ثابت ہوتا ہی اور ان دونوں سلام کی تمامی ہی اس واسطی کہ

روى عن ابى امانه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
 ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تمام تمہاری آپس کی سلاموں کی مصافحہ ہی یہ حدیث بھی دلائل کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات التحيات
 کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام نے مصافحہ کو تمام تحیات کا ٹکڑا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
 جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہیں اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہیں ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب مندرجہ ہے کہ

حيث وضعها الشارع وبراعى سنتها والسنة فيها ان تكون بکلتا اليدين واما في غير حال الملاقاة
 مصافحہ اسی جگہ ہوا کہ شارع نے وضع کیا اور اسکی طریقہ سنوں کی رعایت ہو اور سنوں اسطورہ پر ہی کہ دونوں ہاتھوں کی ہوا اور دونوں وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
 جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جواس زمانہ میں عادت جاری ہی سو حدیث سے ثابت نہیں ہی پس یہ

بدليل قد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرد ما روى عن
 بلا دلیل ہی اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوس میں تقلید جائز نہیں بلکہ یہ عارضہ کی روایت سنگین ہوتا ہی

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نیا پیدا کیا ہماری امر میں جو میں سے نہیں ہی سو وہ سب ہی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا
 سواء نبی علیہ السلام کی کسی کی نہیں ہی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو نبی تم کو رسولی سولی اور جس سے منع کی سو چھوڑ دو

وقل في آية اخرى فليحذر الذين يخافون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم
 اور ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرتے ہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی اول پر کچھ خرابی یا پہنچی اوکو کہہ کی مار

على ان الفقهاء من المخنفية والشافعية والمالكية صرحوا بکراهتها وكونها بدعة قال في الملتقطي كره المصاحفة
علاوة على ما في كونه بدعة في نفسه او شافعي او مالكي من يهون في ان مصاحف في كونه بدعة في نفسه او بدعت بتأیي من يهون في مصاحف في نفسه
بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولا تھا من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما
بعد نماز كرهه في اسوطة كرهه في بعد نماز كرهه في مصاحف في نفسه او بدعت بتأیي من يهون في مصاحف في نفسه
يقع له الناس من المصاحفة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية نبيها فاعلمها اولها
جولوگ چنگا نه نمازوں کی بجائی مصاحف کیا کرتی ہیں بدعت مکروهہ ہے مشرعت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں مصاحف کرنا کو پہلی جملہ ناجائز ہے
بأنها بدعة مكروهة ويعز ثانيا ان فعلها وقال ابن الحارث من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام ما أحدثه
که یہ بدعت مکروهہ ہے اور اگر ترک نہ کریں تو یہ تعزیر دینی جائز ہے اور ابن الحارث مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہے امام کو لازم ہے کہ مصاحف جو بعد نماز صبح کی
من المصاحفة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز جمعہ کی کیا نکال کر شروع کیا ہی منع کر دی بلکہ بعضی بڑا کر چنگا نه نمازوں کی بعد کرتی لگی ہیں
وذلك كله من البدع وموضع المصاحفة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم اخيه لا في اديار الصلوات فحيث وضعها الشرع
یہ تمام بدعت ہی اور شرع میں مقام مصاحف کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان ہی نمازوں کی بعد نہیں ہی پر چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی
یضعها ونهی عنها وخرجوا فاصحابنا ان من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعروا لاجتماع فلا يجوز مخالفة بل يلزم الاتباع
اسی حکم قائم کہنا جائز ہی اور مصاحف میں منع کرنا جائز ہی اور مصاحف میں منع کرنا جائز ہی اور مصاحف میں منع کرنا جائز ہی اور مصاحف میں منع کرنا جائز ہی
لعوله تعالى فمن لبثنا فوق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين قوله ما تولى ونصله جهنم
لازم ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی اور جبکہ رسول کی الفت کر دی رسول کی الفت کر دی رسول کی الفت کر دی رسول کی الفت کر دی رسول کی الفت کر دی
ونساء متصديرا وقاد كره النووي في الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصاحفة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصم عن
روز میں اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی
عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصاحفة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصاحفة
غير مشروع ہونا ٹھکانا ہی اسلی کہ مصاحف کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کر یہ یہ کہتا ہی اور وہ جو لوگوں کی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا بأس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له في الشرع وبعد
عصر کی مصاحف کی عادت کرتی ہی شرع میں اس طور پر اسکی کچھ اصل نہیں ہی لیکن اسکی کچھ مصافقہ نہیں اب دیکھ تو کیسی قرار کیا کہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں ہی
هذه الاعتراف لا يفيد ما ذكره بعد من قوله ولكن لا بأس به الى اخره قال ولولم يصرح الفقهاء بکراهتها بل كانت مباحة
پہر اس قرار کی بعد کیا فائدہ کہتا ہی لگی جا کر یہ کہتا ہی اسکی کچھ مصافقہ نہیں ہی آخر تک چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور اگر فقہاء اس مصاحف کو مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
في انفسها لحکمتنا في هذا الزمان بکراهتها اذ والخطب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجوزون تركها حتى وصل
ہوتا تو ہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتی اسلی کہ لوگ اس پر رحم گئی ہیں اور ایسی سنت لازم جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جائز نہیں کہتی یہاں تک کہ کہو
البيتا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظر دایا اهل الانصاف
یہ نہ کہتا ہی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہہ کہتا ہی یہ مصاحف اسلام کی نشانیوں میں ہی جو ایمان دلا ہی انکو کسی نہ کر چھوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والودیکہ تو

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العامة ما ا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افق بعض الفقهاء حين
جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور عوام مباح اس نوبت کہ پہنچ جاوی یہ رہہ ہی مکروہ ہی بیان تک کہ بعضی فقہاء کی جب
شاع صوم ايام البيض في زمانه بکراهيته لئلا يؤدي الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب ورد فيه اخبار
اسکی زمانہ میں ايام البيض کی روزوں کا دستور چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العامة ما ا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افق بعض الفقهاء حين
جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور عوام مباح اس نوبت کہ پہنچ جاوی یہ رہہ ہی مکروہ ہی بیان تک کہ بعضی فقہاء کی جب
شاع صوم ايام البيض في زمانه بکراهيته لئلا يؤدي الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب ورد فيه اخبار
اسکی زمانہ میں ايام البيض کی روزوں کا دستور چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی اور بدعت ہی چنگا نه نمازوں کی بعد نہیں ہی

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یومر بها واذ بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روى انه علیه السلام قال
 یجب صلات برسک ہر سکا ہرگز نہ پڑھی تو بار کڑھانا چاہی اسکی کہ رویت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
 مرد اولادکم بالصلوة وهم ابنا سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابنا عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا
 سکا کہ روایتی اولادکو واسطی نماز کی چھ صلات برسکی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھ واجب وہ دس برس کی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونہر نماز فرض نہیں ہی
 علیہم الا انہم عند بلوغهم عشر سنین یتحققون بتركها عقوبة الشرع فی الدنيا ليعتادوها ویستأنسوا بها فی صغرها
 پرچہ دس برس کی ہوتی تو نماز چھوڑنی بد دنیا میں سناوار شرعی سنز کی ہیں تاکہ نماز کی خوگر ہو جاویں اور توک میں اوس سی دل نگاری
 حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله ان الصلوة كانت علی
 تاکہ پیر جوان ہو کر ترک نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہ نماز ہی مسلمان پر

المؤمنین کتباً موفوئاً ای فرضاً موقتاً قل النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها
 وقت باند حکم ای فرض وقت بندی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہی بلا عذر وقت سی اور
 بلا عذر لما روى انه علیه السلام قال من ترك الصلوة حتی مضى وقتها ثم قضی حرقب فی النار حقبا والمحقثان سنہ
 ہرگز جائز نہیں اسلئے کہ روایت ہکا کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اتنی کہ ایک وقت نکل گیا پھر قصا کی تو دوزخ میں کئی عذاب عذاب کیا جاوگا اور حقہ ایسی برکات ہوں
 والسنة ثلاثمائة وستون یوماً کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیہ لتأخیر الصلوة عن وقتها ستة
 اور برس تین سو ساٹھ دنکا ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برسکی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹٹانا مباح ہوتا ہی چہ

الشیء أحدھا النسیان والثا النوم والثالث الاغناء والرابع الجنون والخامس الخیض والسادس النفاس وفيما عدا هذه الاعذار
 چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سولی ان عذرات
 المذكورة لا یجوز تأخیرها عن وقتها حتی فیکر فی الذخيرة ان امرأة اذا خرجت راس ولها وخافت وقت الصلوة تتوضأ
 مذکورہ کی نماز میں وقت سی دیر کرنی جائز نہیں ہی بیان تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سہ بیجا نکل چکا ہو اس وقت نماز کا وقت گذرنی لگا
 ان قدرت والا یتیم وتجعل لاس لدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعها اتو حی ایما یعنی
 تو وضو کری اگر کسی نہیں تو تیمم کری اور اس بجے کا سر ہڈیا میں یا گڑھی میں رکھ دی اور نماز بیہرہ کرکوع اور سجود سی ادا کری اور اگر یہ نہیں ہو سکی تو اشارہ سی ادا نہیں ہی

انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تنسقط عنها حاله تصرف فساء وذلك بخبر وجہ اکثر الولد ولدم ولذا
 کہ اس وقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور انکو نہ چھوڑی اسلئے کہ نماز ادا کی ذمہ سی ساقط نہیں ہوتی جب تک وہ صحت نفس میں ہیں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی
 من مقرر فی البحر علی لوح وخاف وخرج وقت الصلوة بدخل أعضاء الوضوء فی الماء بنية الوضوء ثم یصلی بالایمان ولا یترك
 جو دریا کی اندر تختہ پر بیٹھا رہ جائی ہو نماز کا وقت جائی لگی تو اعضا وضو کی وضو کی نیت سی پانی میں داخل کری پھر اشارہ سی نماز پڑھ لی اور نماز کو ترک
 الصلوة وکن من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیہ او یتیمہ یسمع وجهه وذراعیه علی الحائط بنية التیمم
 نہ کری اور ایسی ہی لگاؤ نہ ہتھ سنا ہتھ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کر ہی تو اپنا ہتھ اور ہتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی

ویصلی ولا یجوز له ترك الصلوة ولا تأخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التي یتینها الفقهاء هل
 اور نماز چھوڑ لی اور انکو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ دھنک کرنا وقت سی جائز ہی اب دیکھ تو ای عاقل اور سوچہ قرآن مسائل میں جو فقہاء فی بیان کی ہیں کیا
 تجر فیہا عذرا غیر العجز التام لتأخیر الصلوة عن وقتها فضلا عن تركها والحاصل ان المكلف لا وسوة له فی ترك الصلوة
 تجھکو تاخیر نماز کا ہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہی مکلف نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی
 ولا فی تأخیرها عن وقتها مع امکا اذا تھا فی وقتها بای وجهه کان هذا بیان كونها فرضاً موقتاً واما كونها خمساً فلقوله تعالى
 تاخیر کرنی کی یا وجود وقت ادا کی ہرگز غنائش نہیں ہی کوئی ہی عذر ہو اگر ہی یہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور ہر چھ گنا ہر اسلئے آیت سی ثابت ہی

اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹٹانا مباح ہوتا ہی چہ

احمد بن حنبل واسحق بن راہویہ وعبد اللہ بن المبارک والنخعی والحکم بن عنبۃ وابویوب السخیتی فی وابود اود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عنبۃ اور ابو یوب سخیتی فی اور ابو داود

الطیالسی وابوبکر بن ابی شیبۃ وغیرہم وذهب الخرون الی انہ لا یکفر وحملوا الاحادیث الی تبدل علی کفر تارکھا
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سواراکی اور اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی تازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تامل

علی ترکھا جاحداً وعلی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یتارکھا ومن ادلتہم علی عدم کفرہ قوله علیہ السلام
کرتی ہیں کہ بغور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر عمل کرتی ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور او کو دلیلوں میں سے ایک دلیل بی تازی کی کافر نہیں پر یہ قول علیہ السلام

خمس صلوات فی رمضان اللہ تعالیٰ من احسن وضوءھن وصلنھن لوقتھن واتم رکوعھن وسجودھن خشوعھن
کا ہی با پنج نماز میں اللہ تعالیٰ فی فرض کی ہیں جس سے غریب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیا اور رکوع اور سجود پوری پوری کئی اور خوب نکھار کیا

کان لہ علی اللہ عھدا ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھدا ان شاء غفر لہ وان شاء عذبه فقوله
تو ادا کیا یہ نہ ہی اللہ پر کہ او کو بخشے اور جس نے یہ نہ کیا تو اس کا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہی او کو بخشے اور چاہی عذاب کری سوا یہ قول

علیہ السلام ان شاء غفر لہ دلیل علی عدم کفرہ للاجماع علی ان الکافر لا مغفرۃ لہ وقد قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا
حضرت کا اگر چاہی او کو بخشے کافر بنوں کی دلیل ہی کیونکہ سپر مشفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی اللہ تعالیٰ

یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَاَیضًا فَاخْتَلَفَ الْفُقَہَاءُ فِی حَدِّ تَارَکْہَا عَمَلًا بِلا عذر فقال حاد
بخشتا کہ او کا شریک ہونے اور اس سے نیچی بخشا ہی جس کو چاہی اور یہ ہی کہ فقہاء فی اختلاف کیا ہی بی تازی کی سزا میں جو عذر بلا عذر ترک کری سوا حاد

بن زید وحمول والشافعی ومالک واحمد بن حنبل تارکھا عذر لا یقتل الا انہ عند احد یقتل کفرًا وعند غیرہ
بن زید اور حمول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بی تازی عذر بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ او کی نزدیک کافر سمجھ کر قتل کریں اور او کو

من هؤلاء یقتل حد الکفر وحملوا الاحادیث الدالۃ علی کفر تارکھا علی استحقاق جزاء الکفر ولبس الکفر فی الدنیا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے ہیں اور اول احادیث کہ جو بی تازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں عمل کیا ہی ان معنون پر کہ وہ سخت کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفۃ لا یکفر ولا یقتل بل یجسأ بذا وقیل یضرب ضرباً شدیداً حتی یمسک منہ الدم مبا
میں سوا قتل کی اور کچھ نہیں ہی اور امام الوحید کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور او کو قتل کریں بلکہ دایم الجسأ کیا جاوی او کو کئی کئی ہی او کو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگی تاکہ خوب

فی الزجر وقیل یضرب ضرباً حتی یمسک منہ الدم وقیل یغزو یاخذ المال لو ادای الحاکم فیہ مصلحۃ لا طمعاً اذ قیل فی کیفیت
زجر ہووی او کو کئی کئی ہی او کو ماری جاویں آخر یا تازی پر ہی یا ماری بعض کہتے ہیں مال کا نہ واپس اگر چاہے کہ اس میں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ سے نہیں اسطرح کہ کیفیت

انہ یاخذہ فیمسکہ حتی یتوب فاذا تاب یرد علیہ کما فی احوال البغاة وان اشن من توبتہ یصرفہ الی ما یری فعلی هذا
اسکی یہ بیان کرتی ہیں کہ او کا مال لیکر دیا کئی یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پھر دی جیسی باغیوں کا مال پھر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید نہ قطع ہو تو سب کچھ خرچ کری

یحجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس فیصلیہا کما امر باحسان وضوئھا ورعاۃ وقتھا وانما رکوعھا
بایس بیان کی موافق تو میں یہ واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت کری پھر او کو اس طرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچھی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت کری رکوع

وسجودھا وخشوعھا وان غفل عن شئ منها فلیجتہد فی سننہ ونوافلہ ولا تساهل فیہا حتی یکمل بہا فرضہ
اور سجود پوری پوری کی نہایت فروتنی ہی اور اگر ان میں سے کسی کی غفلت ہو جاوی تو چاہے کہ اس کی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نہ کری تاکہ اس کی فرض کامل ہو جاویں

لما روی انہ علیہ السلام قال اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ صلواتہ فان وجدت تامۃ کتبت تامۃ
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پہلی پہلی کہ بندہ سے قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری کھلی تو پوری کھلی جاویگی

وان نقص منها شئ قال اللہ تعالیٰ نظر اهل العبدی من تطوع فان کان لہ تطوع یکمل لہ ما ضیع من فرضہ
اور اگر اس میں کچھ نقصان لکھا تو اللہ تعالیٰ دیکھو تو اس بندے کی غفلت ہی میں پھر اگر اس کی غفلت ہو گئی تو اس کی فرض میں جو نقصان تھا

بہا

من تطوعه یعنی ان من صلی صلوٰتہ المفروضۃ ووقع فیہا نقصان یکمل ذلك النقصان بالتطوع ان کان تطوعہ وکن من
 نفوسہ پورا ہوا ہے کہ جس نے فرض نماز کی اور اس میں کچھ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفوس سے عوض ہو کر نکل جائیگا اگر نفعی ہوگا اگر
 لا یحسب الغرض کیف یحسب النقصان اشد لحفة النفل عند الناس عدم مبالا تہم لا تیشاہد کثیر من یظن
 شخص فرض کو درست نہیں کرتا وہ نفل کو کہہ سکتا ہے کہ کیا بکافورہ زیادہ تر خراب ہو گیا کیونکہ نفلین لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتے ہیں انکی کچھ پروا نہیں کرتی اور کچھ کثرت نہیں
 بہ العلم انہ فی نفلہ بل فی فرضہ بترک تعدیل الارکان وینقرض الذلک فکیف العوام الذین ہم کالعوام لا یعلمون الذین لا یشاہد
 پر ہی کچھ نہیں سمجھتے بلکہ فرضوں میں امکان کی تعدیل نہیں کرتی اور مرغ کی سی ہونک دیتی ہیں اب عوام کا جو جانہ کی مثال ہیں نہ دین کو جو حقیقی ہیں نہ اسلام کو کیا جانہ
 فان تعدیل الارکان عندابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوۃ بترکہ وعندابی حنیفۃ ومحمد واجب وفی روایۃ الکرخی
 بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخ کی
 لا یبطل الصلوۃ بترکہ بل ان ترک سہوا یلزم سجدة السہوان ترک عمد یلزم الاثم ویجب الاعادة کما ہوا حکم فی کل صلوۃ
 روایت میں ہی کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہوا لازم آتا ہی اور اگر عمد ترک کیا تو گناہ ہو جاتی ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نماز
 ادیت مع الکراہۃ التحریمۃ وسنة فی روایۃ الجرجانی فعلى هذه الروایۃ لا یلزم سجدة السہو بترکہ سہوا ولا یجب الاعادة
 کا ہی جو کدہ مخبر ہی ہوا فی ہی تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہی پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہوا لازم آتا ہی سہوا چھوٹی سی اور نہ اعادہ لازم آتا ہی
 بترکہ عمد بل یشتبہ مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان كذلك فمن یصلی النوافل بغير تعدیل الارکان
 عمد ترک سی بلکہ مستحب ہی سپر سنوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہ ہی تو جو شخص نفلین بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہی
 فعلى روایۃ الوجوب یشتبہ عاصیا مستحقا للعذاب بالنار ویجب علیہ اعادتها وان لم یعدہا یشتبہ معصیۃ اخرى مثل
 تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گناہ مستحق عذاب ووزخ کا ہی اور پھر اعادہ واجب ہوتا ہی اور اگر اعادہ نہ کرے تو یہ دوسرا گناہ ہو جائیگا جیسا
 الاولی ولتوکلنا الی السنة یشتبہ مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه
 پہلا ہوا ہی اور اگر مبنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو یہ مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پھر جب نفل کا یہ حال ہی تو ایسی نفلین فرضوں کی نقصان کو کیا پورا
 النوافل ما نقص من الفرض هیئات ہیئات بل لولم یصل تلك النوافل لم یکن مستحقا للعذاب لا للعتاب ولا لحرمان
 کریگی ای ہی بلکہ اگر ایسی نفلین نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی
 الشفاعة وقد روی انه علیه الصلوۃ والسلام رای رجلا یصل وهو لا یقر رکوعہ وینقر فی سجودہ فقال لومات هذا
 محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا کرتا تھا اور سجدہ میں ہونک سی مار دیتا تھا سو آپ فی فہما اگر شخص
 علی حالہ هذا مات علی غیر ملۃ محمد وقد اغتر بعض الغافلین بکلمۃ الجواز الواقع فی کتب الائمۃ لمن ترک القنۃ والجلۃ
 اس حالت میں مرجعاً تو برخلاف ملۃ محمد کی مرتا اور بعض غافل لوگ یہہل رہے ہیں جواز کی فقط پر جوامعہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہی اور کسی میں جو قوم اور حبشہ
 والطمانینۃ فیہما ولم یعرف ما ذکر فی اصول الفقہ من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیۃ القضاء لانه یجمل ولا
 دورا کی پیچیدگی طمانینۃ کو ترک کری اور یہ نہیں خبر کہ اصول میں کیا مذکور ہی یعنی عبادت میں جواز سی یہ مقصود ہی کہ فرضیت قضاء کی ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی یہہل وہ نہیں
 یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراہۃ ترک القنۃ والجلۃ والطمانینۃ فیہا وقال القرطبی فی تذکرۃ نفلہ عن شیخہ
 نماز نہیں ہوتا پہلا یہہل کہہ رہا ہی کہ قوم اور حبشہ اور اسکی بیچ کی طمانینۃ ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی نے ذکرہ میں ابنی اسنادی نقل کرتا ہی
 فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوۃ اقل ما یطلق علیہ الائم لان من اقتصر علی ذلك یشترک علیہ ان
 رکوع کی اس قبل کا کچھ اعتبار نہیں ہی کہ ارکان نماز میں کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اسکو ترک نہ کرے سبکین فقط اسوسطی کہ جو نماز اتنی ہی ہر اکثرا کرے تو اسکو کہتے ہیں کہ
 ینقر فی الصلوۃ ویدخل فی الذم المرتب علی ذلك بقوله علیه السلام تلك صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین
 نماز میں ہونک مارتا ہی اور اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ پہلے ہوا آفتاب کا منظر پہنچا تا کہ کچھ

قرنی الشیطان قام ففرقاذا كانت الصلوة بهذه الصفة بدخل صاحبها تحت قوله تعالى **تَحْلِفُونَ مِنْ بَعْدِهِمْ خِلَافٌ** شیطان کی سیگون میں چاہے چاہے شیطان کی جہ نماز کا یہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضبوطی میں داخل ہی ہے اور اسی جگہ یہ باخلف آتی جنہوں کی اصناف الصلوة والتبعوا الشیطان فیسوف یلقون عیثا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکها گناہی نماز اور پیچھے پڑی حروف کی سوا کی مینگی مگر یہی بیشک بہت سی علتیں ہیں کہ نماز صلیح کرتی ہی یہ راہ نہیں ہی کہ نماز ترک کردی بل ہوان لا یقیم حدودها بعد رعاية وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود بلکہ یہ راہی کہ نماز کی حدود کو قائم رکھی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی الا انصاری انه عليه السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود والاخبار في هذا المعنى كثيرة رواه شی ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہی جس میں نماز رکوع اور سجود میں کمر سیدھی نہ کری اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں وہی تین المراد من قوله تعالى **وَأَصْلَحُوا الصَّلَاةَ** فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها کرده اس آیت سی واصلاح الصلوة معنی مراوی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ کچھ شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضعیفها فهو لما ساء اذا حسن الرجل الصلوة کرتا تزوہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی محافظت کی تینیک نماز کو صلیح کیا سوا اور کو زیادہ ترک ہوئی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی

فاتم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فزفره واذ الساء الصلوة فلم يتم رکوعها وسجودها وساء رکوع اور سجود پورا کرتا ہی نماز یہ دعا دیتی ہی خدا تعالیٰ ہی محافظت کری جیسی تو ہی میری محافظت کی ہے نماز مقبول ہوئی ہی اور اگر نماز برکات طرح پڑی رکوع اور سجود پورا نہ قالت الصلوة ضعیفك الله كما ضعیفتني ثلثت کما یلک الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هريرة انه علیه السلام تو نماز کو مستی ہی اسے ٹھیکو صلیح کری جیسا تو ہی ٹھیک کیا ہے اور اس نماز کو پرائی پڑی کی طرح پیٹ کر اور کی منہ پر یاہی ہیں اور ابو ہریرہ سی رواہ ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا قال ان الرجل یصلی ستین سنة ولا یقبل له صاوة لعله یقیم الركوع وایة السجود او یقیم السجود ولا یتیم الركوع فرماہی کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑی ہوتا ہی اور نہ نماز کی تکبیر ہی مقبول نہیں ہوتی اس کی کہ یہی رکوع پورا کرتی ہی نہ سجود پورا نہیں کرتا اور وہ نماز کی رکوع پورا نہیں ان یعرف صلوة صحیبة ثم لا فلیظن الی قوله تعالى **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** فانہ ان کان یصلی الیہ ملوا سلام کیا جاہی کہ او کی نماز میں یا نہیں قرآن آیت میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی عیا نی سی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ بچا نماز پڑھتا ہی انکس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقیم منہ بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوة غیبا اور یہی اسکا حال رب کی سامنے درست نہیں ہی مگر آدمی سی کچھ کچھ فحش اور منکرات علی میں آتی ہیں تو چنانچہ ہی کہ او کی نماز میں

مقبولة بل هی وبال علیہ وہ بعداً من الله تعالى كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تاهره صلوة بالمعروف ولم تنهه مقبول نہیں ہی بلکہ نماز میں او پر وبال ہیں اور خدا سی در کر کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب نماز بالمعروف پر مشوق نہی اور بمنکرات سی

عن المنکر لم یزد فی صلوة من الله لا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوة عن الفحشاء والمنکر فیصلوة وبال منع نکدی وہ نماز اسے سی ہوا اور نہ کسی کچھ نہ بڑاوی کی اور حسن اور قتادہ کہتے ہیں جسکو نماز فحش اور منکرات سی بند نکری تو وہ نماز اس پر وبال ہی علیہ فان من یصلی الصلوة برعاية شرائطها وادائها وسننها وادائها یعصمہ الله تعالى عن الفحشاء والمنکر بیشک یہ شخص تمام نماز میں شرائط اور ارکان اور سنن اور ادائی کی رعایت کر کے پڑی گا تو اسے او کو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیں گے کہ او روی عن انس انه قال ان شقی من اذہ ما یصلی الصلوة انکس مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم لم یدع شیتا چنانچہ انس ہی کہ ایک جوان انصاری پہنچے نماز رسول صلی الله علیہ وسلم کی سامنے ادا کرتا تھا یہی جو فحش ہوتا تھا

من الفواحش الا مکرمہ فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال علیہ السلام ان صلوة تنهاه یوما فلما یلیث سو کر پڑھتا تھا یہ کہ نبی یہ حال رسول الله صلی الله علیہ وسلم سی بیان کیا آجہل فریاد بیشک او کی نماز کسی ان کو کو روک دے گی یہ کچھ دیر تک

لا یجوز الا ان یكون فی جبهته عذرا یمنع السجود بها ووضع الیدین والوکتین بفرض بل هو سنة وأما وضع
 جازین نہیں مگر اس صورت میں کہ اوکی پیشانی میں ایسا عذر ہو کہ سجدہ کر سکی اور دونوں ہاتھ اور دونوں کشتوں کا رکھنا فرض نہیں ہی بلکہ سنت ہی اور دونوں
 القدمین فقد ذکر القدوسی والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
 قدم کا رکھنا سو قدوسی اور کرخی اور خصاف کہتے ہیں کہ فرض ہی یہاں تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین پر نہ رکھا بلکہ
 رفعها عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولكن یکره وذكر القم تاشی ان وضع الیدین والقدمین
 دون زمین سی ادھائی تو اسکا سجدہ جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں ہی نگار دیا تو جائز ہی پر مکرہ اور قمر تاشی کہتا ہی کہ لگا دو دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کا
 مساوی فی عدم الفرضیة وقال کمل الدین فی شرح الھدایة انه الحق وذكر فی شرح المنبہ انہ بعید عن الحق والمراد بجمع
 عدم فرضیت میں برابر ہی اور کمل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منبہ میں یوں مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مرد دونوں پاؤں کی
 القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیكون الاعتماد علیها
 رکبتی سی موافق اس بیان کی جو خلاصہ میں ہی دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رکھنا ہی اور انگلیوں کی لٹکانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونچی پر نور ہی
 حتی لو وضع ظھر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احد لهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجوز حفظہ
 بیان تک کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت نہکدی اور دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی ہی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہکری تو سجدہ درست نہیں ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر من
 اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سی آدھ اونچی ہو تو سجدہ جائز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
 لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورھا متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
 توجیز نہیں ہی اور اگر بڑی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سے متصل ہی اور موٹا نہیں ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جائز ہی پر مکرہ
 ولولم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وكذلك لا یجوز السجدة علی
 اور اگر پیشانی سی متصل ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہیں ہو تی تو جائز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ
 کل شیء لا یوجد فیہ حجم الارض كالقطن المحلوج والنخل والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
 ایسی شیء پر جائز نہیں ہی جیسے سختی زمین کی معلوم نہ ہو وی جیسی ہنی ہو وی اور برف اور چٹان وغیرہ اسو سطح کی پیشانی زمین پر
 یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیھا فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
 قیام مقام زمین کی ہی نہیں ہر تی اور اگر کشتی کی پری پر سجدہ کیا یا زمین پر کدڑی پھیرا کر اوپر سجدہ کیا تو اسکی جواز میں کوئی تکرار نہیں ہی اور اگر تکرار ہی تو کرامت میں
 والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
 اور صحیح یہہ ہی کہ مکرہ نہیں ہی اسلئے کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ انہوں نے ان کعبہ میں نماز ہی اور سجدہ خرقة پر کیا کسی شخص کی کہا یہ جائز نہیں ہی
 فقال له لا طام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التكبير من وراءی بعض انکم تعلمون منائم تعلون بنا هل
 ایام نی پر چھا تو کہاں کا رہتی والای ہی اونی کہا خوارزم کا پیرام نی کہا پچھتی تعبیر ہو تی یعنی مفتی تعبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہ کر یہہ ہو سکتا ہی ہو کیونکہ ہم
 نصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
 اپنی ملک میں بر دی کہاں سے نماز پڑھتی ہو کہاں پیرام نی کہا تم کہاں پر نماز جائز رکھتی ہو اور خرقة پر جائز نہیں رکھتی اور چٹان فرض
 فرائض الصلوة القعدة الاخيرة سواء تقدمها قعدة اخرى او لم تقدم كما فی الثنوية وقد الفرض فیها مقدار
 نماز کی فرائض میں سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اس سی پہلی ہی قعدہ ہر جیسی راجعی نماز میں یا ہر جیسی ثنائی نماز میں اور اس میں مقدار فرض کی اتنی ہی
 ما یتکون فیہ من قراة التشهد الی قوله عبدة ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علیہ
 عبیدہ ورسولہ تک تشہد پڑھی اسو سطح کی نبی علیہ الصلوۃ والسلام لی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا و فعلت هذا فقد تمت صلواتك فانه عليه الصلوة والسلام علق التمام بالفعل قرأ اول
 تشهد كها في بعض يمينه فربما جازمه بركعة واحدة كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 يقرأ لان معنى قوله اذا قلت هذا اي قرأت التشهد انت قاعدا لم يشترع قراءة التشهد الا في القعود ومعنى قوله
 بركعة اسو على معنى اذا قلت هذا اي بركعة واحدة كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 او فعلت هذا اي قدرت ولم تقرأ شيئا فصار التحذير في القول لا الفعل لان الفعل ثابت في الحالتين والمعلق بالشروط
 او فعلت هذا اي بركعة واحدة كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 لا يوجد قبل وجود الشرط ووجه آخر ان الصلوة متناهية والتناهي لا يكون الا بالتمام والتمام لا يكون الا بالانتماء
 وهو شرط في بطلانها وانما هو شرط في بطلانها وانما هو شرط في بطلانها وانما هو شرط في بطلانها
 والانتماء لا يعلم الا بالمعرفة الشارعة فقد يتب به فيكون فرضا فان قيل الفرضية لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها
 او كما كان بدون ثبوت شاعري معلوم فثبت في نفسه بتدليس او كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به ليس على إطلاقه بل اذا ثبت به ابتداء واما اذا لم يثبت به ابتداء بل بين به الحمل فثبتت
 كما جاء في سوجاب يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 ببيان ان نفس الصلوة ثابتة بالكتاب ولما فيها من تمامها ثابتا به ايضا وهذا الخبر بين كيفيته
 اسهل تفصيل يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 فيكون فرضا ويظهر ثبوتها فرضا في مسائل الأولى من تلك المسائل ان من صلى الظهر او نحوها تحسبا بان قيد
 سوى فرض هوا او فقه في فرضية كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 الخامسة بالسجدة ولم يقعد على راس الرابعة تبطل فرضية صلواته وتحول تحسنا في حنفية والي يوسف و
 كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 عند محمد تبطل فرضيتها وتخرج من كونها صلوة وكذا لو لم يقعد على الثالثة المغرب او ثمانية الفجر والثانية من
 امام محمد كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدى بمقيم في فائقة غير ثنائية لا يصح اقتداؤه لان القعدة الاولى فرض في حق المسافر
 بين سمي يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 دون المقيم فيكون اقتداؤه به من قبيل اقتداء المفترض بالمنتفل وهو غير جائز عندنا وانما يجوز اقتداؤه به في القعدة
 مقيم كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 لان صلواته يصير اربعا باقتدائه به في الوقت لا بعدة والثالثة من تلك المسائل ان المصلي بعد القعود قدر التشهد
 اسهل كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 في اخر الصلوة لو تدكر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتى لو لم يقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة
 آخر نمازين اگر چه تلاوت كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 تقصد صلواته لغوات ما هو فرض منها وهو القعدة الأخيرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلي اذا نام في القعدة
 تروا كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه
 الأخيرة كلها فحين انتباهه يفرض عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تقصد صلواته لان ما حصل من
 توجب ده جاكي او سطر فرض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه

تجزي

فرضية

بلكل واحد من بيان حاله كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه

بلكل واحد من بيان حاله كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه كذا في بعض يمينه

الافعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها معها وهذه المسئلة بكثر
 افعال غائرين سوتى هوئى اوتاهو بين اوتاهو اعتبارا بينى كيونكوه بلا اختيار هوئى بين اوتاهو بانها بينا برابرى
 وقوعها الانسجام فى التزاما وخصوصا فى لمبا الى الصيف لكن الناس عنها عاقلون يسرنا الله تعالى عملا موثقا الرضا
 تراوح بين اوردوه بينى على الخصوص جو گرميون كى شب بين هوئى بين ليكن اس سى غافل بين انهى همسر اسان كر عمل ابنى رضا مندى كى موافق
 بلطفه وكرمه المجلس الثالث والخمسون فى بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها
 ابنى لطفه اودكر سى شنبين مجلس
 همچگانہ نماز كى فضيلت مين جو رنا كى

تفسیر للذنوب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرایتم لو ان نهر ابواب احدکم یغتسل فیہ کل یوم
 کفارہ ہوتا واسطی گناہوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا
 بناتو اگر تم میں سے کسی کی دروازہ آگ کی نہر ہوتی ہر روز اس میں
 خمساً اہل بقی من در نہ شئی قالوا قال فذلک مثل الصلوات الخمس بحوالہ اللہ بھذہ الخطایا ہذہ الحدیث من
 پانچ دفعہ نہایا کر کیا اس پر کچھ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان نمازوں سے خطایا کو مٹا دیتا ہے
 صحیح المصابیح رواہ ابوہریرۃ وقد بین فیہ ان من صلی الصلوات الخمس یعرف اللہ تعالیٰ ذنوبہ بیدکات تلک الصلوات
 مصلح کی صحیح حدیث میں ہے ابوہریرہ کی روایت سے اولو سمین یہ بیان ہے جس نے پنجگانہ نماز میں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سے بخش دیتا ہے
فلا بد للمؤمن ان یدلواوم علیہا فی اوقاتها تمام رکوعها وسجودها و سائر ما یفعل فیہا فانہ تعالیٰ وان امر
 سوئمن کو لازم ہے کہ نمازوں کو دو وقتوں پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی گناہ ہیں پورا پورا کر دے اور اس سے کہیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا
 بھا فی موضع من کتابہ لکن ذکر ارکانہا فیہا متفرقة حیث بین فرضیۃ تکبیرۃ الا فتتاح بقولہ تعالیٰ فی سورۃ الحمد
 کہی جگہ امر فرمایا ہے اس کی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہے چنانچہ تکبیر تحریر ہے کہ فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں

وَمَرْبِّكَ فَلْيَذْكُرْ وَفَرَضِيَّةَ الْقِيَامِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَنُتَبِّنْ وَفَرَضِيَّةَ الْقِرَاءَةِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي
اور انہی رب کی بڑائی پل اور قیام فرضیت سورۃ بقرہ کی اس آیت میں اور کھڑی رہو اس کی اگر ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورۃ
سورة المزمل فَأَقْرَأُوا مَا نُنشِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَفَرَضِيَّةَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْحَجِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مزل کی اس آیت میں پس پڑھو جتنا انسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورۃ حج کی اس آیت میں ہی ای اعلان والو
ارکعوا واسجدوا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تامرة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء
ركوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہے کہی تو آپ کی کرنی سی اور کسی آپ کی بنانی سی چنانچہ علماء نے

فی کتبہم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوة یکبر ویقول اللہ اکبر من غیر ادخال المد فی ہمزۃ اللہ وھمزۃ اکبر
پہلی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اور صلوات کہ میں ہر شخص کو شروع کیا چاہی تکبیر اس طو رکھی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور بار پر مد نہ کیجی
وبائتہ اذ لو حصل المد فی احدى الھزین لایصیر شارعا فی الصلوة بل لو وقع فی اثنا ثمانیۃ تنفس صلواتہ ولو تعذر
اس واسطی کہ اگر دو نو ہمزوں میں سے کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہوگی بلکہ اگر مد نہ کی بیچ کسی تکبیر پر آجگا تو نماز فاسد ہو جاوے گی اور اگر
یکفر لائے یصیر استغفاما ومقتضاہ الشک فی کبر یا اللہ تعالیٰ وقیل ان کان لا یتمیز بین المد وغیرہ یکون شارعا
تو کافر ہو جاوے گا اس واسطی کہ کلام استغفامی ہر جا لگی اور اسکا مضبوطی اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں شک پیدا کر لیا اور کوئی کہتا ہی اگر اسکو مد اور بار مد میں تمیز نہیں ہی تو نماز شروع ہو
فی الصلوة ولا تنفس ولو وقع فی اثنا ثمانیۃ والاستغفام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل هذا الجمل لا یصح
در فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مدح میں آجاوے اور استغفام میں احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اس واسطی کہ ایسی جہالت کا غرض ہونا
ان یکون علما والتقریر المستفاد من الاستغفام معناه حل الخاطب علی الاقرار بما یعرفہ والا انسان لا یصلح ان یحکم
ہی اور تقریر جو استغفام ہی حاصل ہوتی ہی اس میں یہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی افراط پر برا لکھنے کری اور انسان میں یہ بہ صلاحیت نہیں کہ

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزيادة الالف للمال بین الباء والراء
ابنی ذات کواس اقرار به بکلیتہ کرکے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر وہ اکبر کی ماہ پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدی الف کو مالہ کرکے
لا یصیر مشارعاً فی الصلوة ایضاً ولو وقع فی اثنا عشر تنفساً اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطن وقیل انه جمع کبر
تو ہی نماز شروع نہوگی اور اگر پچیس آجادیگا تو غار فاسد ہو جائیگی اسلی کبھی کہ یہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہ جمع کبر کی ہی
بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر مشارعاً فی الصلوة ولا تنفساً لو وقع فی اثنا عشر تنفساً ولا اول اصح لان
دو برسے نقادہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوتا ہی اور فاسد نہیں نہوتی اگرچہ مد پچس آجادی اسلوسی کہ یہ شباع ہی اور روایت اول اصح ہے
الاشباع انما یكون فی الاخر لا فی الوسط وحمل التکبیر القیام المحض حتی لو ادرک الا حاکم فی الرکوع وکبر بحال الخطا
اسلوسی کہ شباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی پچیس نہیں ہوتا اور تکبیر کئی کا محل خالص قیام ہی بیان تک کہ اگر اہم کو رکوع میں پایا اور حکمتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں پایا
لا یصیر مشارعاً فی الصلوة لان شرط الشرع فیہا وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفي الرکوع
تو نماز شروع نہوگی اسلوسی کہ شرط نماز شروع ہوتی کی یہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کہی ہوئی تو لنگہ اور رکوع میں اکبر کہتا
اکبر لا یصیر مشارعاً ایضاً ووقع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما اذ کما من غیر عز یا ثم ولا یأثم
تو ہی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونو تہ اوٹھانی سنت ہیں یہاں تک کہ اگر تہ اوٹھانی بلا عند حبشہ کو چوڑی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی
ان ترکہ احیاناً فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشرع فی الصلوة ان یرفع یدیه حتی یجاذی بابہا میہ شکم
ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس میں ان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونو تہ اتنی اوٹھادی کہ دونو لنگو ٹھکی کانون کی لو کی برابر ہو جاویں
اذنیہ بلا ضم اصابعہ ولا تفزیجھا بل ترکھا علی حالھا قال قاضیخان ویمس بطن فی الہامیہ شکم اذنیہ
اور اونٹھکیل کو آپس میں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چوڑی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگشتوں کی کانون کی لوسی نگاری
ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالاً لا لاقبال علیہا وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
اور ہینٹھلیان دونو تہ کی قبلہ کی طرف کر ہی تا ما اوجب قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہینٹھلی ہریک تہ کی دوسری ہینٹھلی کی طرف کر ہی پھر اللہ اکبر ہی اور یہ
الاصح لان فی فعلہ معنی النفی وفي قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو فعل الیدین یعنی اکبر بقاء
اصح ہی اسلوسی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سوسلی اپنی عمل سی یعنی تہ اوٹھانی سی غیر اس سی بڑائی کی نفی نہو ہی
عن غیرہ تعالی وبقرولہ اکبر ینبغی الہ تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہتا اور تہ نہ اوٹھانی
حتی فرغ من التکبیر لا یرفعھا الفوات محلہ وان ذکرہ فی اثنا عشر تنفساً التکبیر یرفعھا العدم قوال محلہ وان لم یمکنہ رفعھا
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھادی اسلوسی کہ اسکا محل ہو چکا اور اگر اثنا عشر تنفس میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھادی اسلوسی کہ محلی باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک اوٹھاسکی
الی الموضع المسنون یرفعھا قدر ما یمکنہ وان أمکنہ رفع احدھما دون الاخری یرفعھا وحدها لما روتی انہ علیہ السلام
تو جہان تک جسکی اوٹھادی اور اگر ایک ہاتھ ہٹا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھاسکتا تو ایک ہی کو اوٹھادی اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا مر تکم باہراً توامنہ ما استطعتم وان لم یمکنہ رفعھا الا بالزیادة علی المسنون یرفعھا لانہ یا علی المسنون
جب میں ٹھکو کوئی کار کھول تو اسکو اپنی مقدور بہر بحال و اور اگر اس سی دونو تہ نہیں اوٹھاسکتی بدین زیادت کی مقدور مسنون پر تو ہی اوٹھادی اسلوسی کہ سنت پر عمل
ولا یمکن ان یمس عن الزیادة والمرآة ترفعھا الی منکبھا هو الصیح لکونہ استرطاً واذا فرغ من التکبیر یضع
کرتا ہی اور یہ طاقنت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونو تہ ہونڈھن تک اوٹھادی یہ ہی صحیح ہی اسلوسی کہ عورت کی دوسری یہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی
بطن کفہ الیمنی علی ظاہر کفہ الیسری ویخلق بالخصر ولا یہام علی الرسغ تحت سرتہ وهذا الوضع سنة فی کل
تو پھر زہنی ہینٹھلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے کہ چھوٹکی اور اکھوٹھی سی ہینٹھلی پر ماف سی نیچی حلقہ باندھ لی اور یہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام فیہ ذکر مسنون واما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الارسال کما فی قومة الركوع وتکبیرات العیدین و
 قیام من ذکر سنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سوا سہین اتہم چوڑ دینا سنون ہی جیسی کوع کی بعد قومه من اور عیدین کی تکبیرات من اور
 المرأة تضعها علی صدرها لانه استزلها ثم یقول سبحانک اللہم وبحمک وتبلی العاصمک وتعالی جلالک ولا الہ
 عورت دونو تہا ہی سینہ پر رکھی کیونکہ یہ ہی ہندہ پوش ہی پہر یہہ پڑی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الہی اور تیری حکمت کا پورا پورا کثرت ہی تیرا نام اور تیری تیری عزتی اور
 غیرک ولا یقول وجل ثناء لک لانه لم یذکر فی الاحادیث المشہورہ و ذکر فی الکافی انہ لو سکت عنہ لا یؤثر بہ
 سوا تیری اور نہ ہی جل شانک اسو اسطی احادیث مشہورہ من وارد نہیں ہوا اور کا فی من میں مذکور ہی کہ اس کو ذکر نہ کریں تو اہم نہ کریں
 ولو اتی بہ لا ینع عنہ ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو تبع للقراءة دون الشاء عندی حنیفۃ ومحب
 اور اگر ہی تو منع ہی نہ کریں پہر یہہ پڑی پناہ مانگتا ہوں اسکی شیطان راندہ سی اور یہہ عبادت ہمراہ قرأت کی ہی شان کی سانبہ نہیں ہی نزکیا ابو حنیفہ اور محمل
 حتی بانی بہ المسبوق دون الموت ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی رواية ابی یوسف
 بیان تک کہ مسبق تو پڑی موت نہ پڑی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی اور بسم اللہ ہی کہت کہ اول من سنون ہی ابو یوسف کی روایت من
 ثم یقرء الفاتحة ویقول فی آخرها امن ثم یضم الیہا سورة او ثلث آیات من ای سورة شاء فان قرا معہا ایتہ قصیر
 ابو حنیفہ ہی اور اسکو مقتدی نہ پڑی پہر سورة فاتحہ پڑی اور اسکی آخر من آمین ہی پہر اسکی ساتھ کوئی سورة ضم کری یا تین آیتیں جس موت من ہی چاہی ہی اگر سورة فاتحہ
 او ایتین قصیر تین لا ینجز عن الکراهۃ التحمیۃ لتركہ الواجب لان الواجب فی الرکتین الاولین بعد قراءة
 ایک آیت چوٹی یا دو آیتیں چوٹی پڑی تو کر است تحریری ہی خالی نہیں ہی اسکی کہ واجب ترک کیا اسطی کہ واجب دونو ہی رکعت من بعد پڑی ہی
 الفاتحة ان یضم الیہا سورة او ثلث آیات قصار او ایتہ طویلة تعدل ثلث آیات قصار فہذا ینجز عن الکراهۃ
 سورة فاتحہ کی یہہ ہی کہ اسکی ساتھ کوئی سورة یا تین آیتیں چوٹی یا ایک آیت اتنی پڑی جو چوٹی تین آیت کی برابر ہو لادی سواتنی مقدار تین کر است تحریری ہی تو
 التحمیۃ لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ التزہیۃ لانه لا ینجز اما ان یتکون فی السفر والحضر
 بیج حاتا ہی ہر حد سنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کر است تنزیہی من آجات ہی اسکی کہ اس حال ہی ماہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
 فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الكتاب ای سورة شاء او مقدار سورة
 اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتاب ہی سورة فاتحہ پڑی اور ایک اور سورة جو سی چاہی یا بارہ کی سورة فی
 من ای محل تیسر فی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرء فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البرہم ونحوہا و فی الظهر
 جس جگہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہ ہو تو فجر کی نماز من بعد سورة فاتحہ سورة بروج اور اسکی مانند اور ظہر من ہی
 كذلك و فی العصر والعشاء دون ذلك و فی المغرب یقرء بالقصار جدا کما لعصر والکثر وان کان فی الحضر وخاف
 ایسی ہی اور عصر اور عشاء من اس کی جگہ کم اور مغرب من بہت چوٹی سورتین جیسی سورة عصر اور کوثر پڑی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
 فوت الوقت یقرء قدر ما لا یفقیہ الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرء فی صلوة الفجر فی الرکتین اربعین ایتہ
 گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑی کہ اسکی نماز فوت نہ ہو جاوی اور اگر وقت کی جالی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت من چالیس آیتیں پڑی
 وهو ادنی السنة اوستین ایتہ وهو اوسطہا او مائة وهو اعلاہا لما روی انہ علیہ الصلوة والسلام کا یقرء
 اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھ آیتیں اور یہہ بیچکار درجہ سنت کا ہی یا سواتین اور یہہ اعلا درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
 فی صلوة الفجر اربعین ایتہ اوستین ایتہ او مائة ایتہ واحیا نا کان یقرء والصفۃ واحیا نا کان یقرء سورة
 فجر کی نماز من چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سواتین پڑا کرتی ہی اور بعضی دفعہ سورة والصافات اور بعضی دفعہ سورة ق پڑتی ہی
 ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف و یؤمنا بالصافات فعلم من ہذا ان
 اور عبادت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرأت من تخفیف کی ہی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑتی ہی تو اس ہی معلوم ہوا

مسودہ کوی

مسودہ کوی

ساتھ

ويعرف ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
 اورا تندی کی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جزمین کی شل ہی نہیں بنتی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں کا زمین پر نہ ہونا سجدہ میں فرض نہیں
 بفرض بل هو سنة وأما وضع القدمين فقد ذكر القدروري والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدما
 ہی بلکہ سنت ہی اور دونوں پاؤں کا رکھنا سو قدروری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی یہاں تک کہ اگر سجدہ کو کیا اور دونوں پاؤں
 او احدهما على الارض بل دفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر القدر تاشي ان وضع اليدين
 یا ایک پاؤں زمین پر نہ رکھنا یا بلکہ دونوں کو زمین ہی اوٹھائی نہ تو جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں ہی ٹکائی رکھا تو جائز ہی ہے مگر وہ اور عمر تاشی کہتا ہی کہ دونوں ہاتھ کا
 والقدرين سواء في ضم الفرضية وقال اكمل للدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق
 اور دونوں پاؤں کا فرض نہونی میں برابر ہیں اور اکمل للدين شرح ہدایہ میں کہتا ہی یہ ہی حق ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ یہ حق ہی ہے سید ہی
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتناء
 اور دونوں پاؤں رکھنے ہی موافق بیان خلاصہ کی پاؤں کی انگلیوں کا ٹکنا نامرادی اور مراد انگلیوں کی رکھنے ہی انگلیوں کا متوجہ رہنا قبل کی طرف تاکہ اونپر نور ہی
 عليهما حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجدة وهذا ما يجب حفظه
 یہاں تک کہ اگر پشت دونوں پاؤں کی زمین پر رکھی اور انگلیاں دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی قبلہ کی طرف نہ کی تو اسکا سجدہ صحیح نہیں ہی اسکا لحاظ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع رأسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذييه فاذا اطمان جالسا وسكن
 اور اکثر لوگ اس امر ہی غفلت کرتی ہیں پھر تکبیر کہتی ہوئی سر اٹھا کر بیٹھ جاتی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی
 اضطراب اعضائه بان يملك مقدار تسبيحة تكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
 باقی نرمی اسطور کہ بائزہ ایک تسبیح کی زمانہ گزر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اس میں اختلاف ہی
 الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعبد
 کہ پہلی سجدہ ہی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا نیڑی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہ ہی کہ اگر سجدہ ہی قریب ہی تو سجدہ ثانی جائز نہیں ہی اسلی کھائیں و
 جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى المجلس اقرب يجوز لانه لا يعبد
 نہیں شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جوس ہی قریب ہی تو جائز ہی اسلی کہ اب بیٹھا ہوا
 جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع رأسه مقدار ما يمر الريح بين جبهة والارض يجوز لكن لا تقصر عليه
 شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہو جاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی فی اتنا سر اویار کہ ہوا اسکی پیشانی اور زمین کی بیچ میں گزر جاوی تو جائز ہی ہے اس پر کفایت کر لینا
 يكره اشد الكراهة لمخالفة ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
 سخت مذکورہ ہی اس واسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوۃ والسلام زندگی بھر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ ہی فارغ ہو چکی تو تکبیر کہی
 ويقوم ميسنويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عز بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
 اور سید کہتا ہو جاوی اور بدلے عذر کی اپنی ہاتھوں کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گھٹنوں پر سہارا کر کے کھڑا ہو جاوی اور دوسری رکعت میں وہ ہی عمل کری جو اولی
 الركعة الاولى الا انه لا يفتن ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع رأسه من سجدة الثانية يفتن رجليه اليسرى
 رکعت میں کہ چکای اتنا فرق ہی کہ پیچھے چھریں گے اور رخصت ہونے کا زمانہ اور نہ اٹھنا اور نہ ہاتھ اٹھانی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اسکی دوسری سجدہ ہی اوٹھی تو بائیں پاؤں بچھا کر
 ويجلس عليها وينصب جلها يعني ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذييه ويسط اصابعه ويوجهها
 او سپر بیٹھ جاوی اور دائیں پاؤں کو رکھی اور اسکی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھدی اور اٹھان کی انگلیوں کو سپر کر قبلہ کی طرف کر دی
 نحو القبلة لان السنة توجيهه لاجزاء الى القبلة ما استطاع والمرأة تتورع بان تخرج رجليها من جانب اليمين
 اسلی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہاں تک ہو سکے متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سر پہ اسطور بیٹھی کہ دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس على الميتا اليسرى لانه استرها ثم يتشهد ويقول التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها
 بائین سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوکلی ایسیں خوب پر دہ ہی پر تشہد پڑھی یہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام پھر ای
 النبی ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
 نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوکلی اور سلام پھر اور صلحا و بندگان الہی پر مین گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہوں
 محمد اعبدة ورسوله ثم ان كان ما يصلی فرضا زائدا على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد
 کہ محمد بندہ اوکلی اور رسول اوکلی پھر اگر وہ نماز فرض دو رکعت ہی پڑھتی ہی تو اتنی تشہد زیادہ قعدہ اولی مین کچھ نہ پڑھی
 فی القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتداد بيديه على الارض ان لم يكن له عذر ثم
 بلکہ نکبکہ کہ تیسری رکعت کی کئی کچھ ہوجاوی بل عذر نہ تہہ کا سہارا زمین پر نہ کری

انه في ما بعد الاولين متخير ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاولين
 اسکو پہلی رکعتوں مین اختیار ہی اگر چاہی فقط سورہ فاتحہ پڑھی یہ تو افضل ہی اسلوسی کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا پہلی رکعتوں مین
 سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها اوضح انهما سورة سهول لا يلزمه سجود السهو وان شاء سهو ثلث
 سنت ہی ظاہر الروایت مین یہاں تک اگر سورہ فاتحہ کو ترک کری باوکی ساتھ سورہی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین یا ستین سورہی
 مرات وان شاء سكت مقدارها الا ان كان سكت عدا يكون مسئيا لترك السنة وان لم يكن ما يصل
 اور اگر چاہی اتنی دیر چکا کچھ پڑھی ہر اتنا ہی کہ اگر عدا چکا کچھ پڑھی تو اجا نہیں اسلی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہی
 فرضا بل كان نفلا وسنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلاثة بل يتعين عليه
 بلکہ نفل ہو یا سنت ہو کہ وہ جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں نواب ان تینوں امر مین اختیار نہیں ہی بلکہ اوپر پڑھنا
 قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم آه في النفل يزيد على
 سورہ فاتحہ کا ساتھ ہی کسی سورت کی مقرر ہی اسلی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں مین قرات فرض ہی پھر مصلی نفلوں کی قعدہ اولی مین تشہد
 الشاهدان يصلی على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى وباقي بالشاء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون
 درود زیادہ کر دی اور سجا نک اللهم اور عوذ باللہ ہی پڑھی جیسی سورت رکعت پر کچھ ہوا سورہ

كل شفع صلوة على حدة وأما سنة الظهر والجمعة فكون كل منها صلوة على حدة لا ياتي فيها بالشاء والتعوذ
 کہ درود دو رکعت الگ الگ نمازی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلی کہ دونوں نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سجا نک اللهم اور عوذ باللہ

اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم
 جیسی ہی رکعت پر کچھ ہوتا نہ پڑھی اور پہلی قعدہ مین تشہد پر کچھ زیادہ نہ کری یہاں تک کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی

في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة
 قعدہ مین اگر درود نہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی مین دو قول ہیں پھر مصلی قعدہ اخیرہ مین اسطر پڑھ جاوی جیسی پہلی قعدہ مین

الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلی على النبي عليه الصلوة والسلام يقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
 بیٹھنا اور تشہد پڑھی اور عذر اللہ کی درود پڑھی اسطور اللہ صل علی محمد علی آل محمد علی آل محمد جیسی حجت نازل

على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد انه يستغفر لنفسه ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنات
 اور ابراہیم اور آل ابراہیم کی سنک تو صاحب حمد و برتری پھر استغفار کری اپنی اور جی جان باپ کی و ہم گروہ دونوں مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی

ادعوا ربهم فاعوذ ولوالدي المؤمنين والمؤمنات يوم يقوم الحساب ويدعوا بالدعوات الماثورة عن
 ادعای ربہوں کی اپنی بخشش کیجیو اور میری ما باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعاؤں پڑھی جو علیہ السلام ہی

النبي عليه الصلوة والسلام وما يشبه الفاظ القرآن مثل ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة
 حسنة وقينا عذاب النار ربنا الا نزرع قلوبنا بعدا في هديتنا وهب لنا من لدنك مرحمة انك انت
 الخالق الوهاب ^{مروى بهن} اور جو کہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہیں جیسی یہ دعا ای رب ہماری دی ہو دنیائیں خوبی اور آخرت میں
 اور بچا ہو دوزخ کی عذاب سے ای رب ہماری دل نہ بہر جب ہو کہ ہدایت دی چکا اور دی ہو کہ اپنی ان سی مہربانی تو ہی سب دینی والا
 الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القرآن ولا يكون
 قرا باحتی مجوز الدعاء بها مع الجنازة والمحیض ولا بدعوها ليشبه كلام الناس وهو لا يستحيل طلبه منهم
 بمان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض میں دعا مانگی درست ہی اور ایسی دعا مانگی جو آدمیوں کی گفتگو سی ملتی ہو جتنی چکا طلب کرنا اور کسی بحال نہ ہو
 مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم امر زقني جارية اللهم زوجني امرأة فانه اذا دعي بها تكون صلوة تامة
 جیسی یہ کہنی لگی اے نبی مجھ کو مال دی اے نبی مجھ کو لونڈی دی اے نبی عورت سی میرا بیاہ کر دی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگی تو اس کی نماز ناقص ہوگی
 لخروجها منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد اللهم يسلم ولا عن يمينه وثانيها عن
 اسلمی کہ نماز سی بدون سلام کی جو کہ واجب تھا باہر آیا پھر جب اول دعا مانسی جو تشهد کی بعد میں فارغ ہوا تو سلام پھیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بائیں
 يسارة ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجهال
 بائیں طرف اور ہیک میں یہ کہی السلام علیکم ورحمة اللہ اور برکاتہ دونوں میں سے کسی میں نہ کہی کیونکہ یہ جاہلون کی عادت ہی
 ولو سلم عن يسارة او لا يسلم عن يمينه عالم يتكلم ولا يعيد السلام عن يسارة ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يسارة
 اور اگر بائیں طرف پہلی سلام پھیرے تو داہنی طرف دوسری پہلی سلام پھیرے اور بائیں طرف دوبارہ نہ پھیرے اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائیں طرف پھیرے
 وهو مروي عن علي كذا ذكره الزيلعي في شرح الكنتروين في المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملائكة ولا
 یہ روایت حضرت علی ہی کی زبانی فی شرح کنزہن مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب میں اپنی ساتھیوں کی تمام فرشتوں کی نیت کر لی اور
 ينوي اعدا محصوا فيهم لا اختلاف الاخبار في عدد هم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملائكة وقيل ستون
 کسی عدد معین کی نیت نہ کر لی اسلمی کہ فرشتوں کی عدد میں مختلف خبریں آئی ہیں کوئی کہتے ہیں ہر مؤمن کی ساتھ پانچ فرشتے ہیں کوئی کہتے ہیں ساتھ ہن
 وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقاويل انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنات
 اور کوئی کہتے ہیں ایک سو ساٹھ ہن کوئی کہتے ہیں دو ہن کوئی کہتے ہیں کہ ہن سب میں صحیح قول یہ ہی کہ پانچ ہن ایک اپنی طرف جو حسنات کہتے ہی
 وواحد عن يسارة يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخمر وواحد وراءه يرفع عنه المكاره وواحد عنه و
 اور ایک بائیں طرف جو برائیاں کہتے ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک چپھی جو ایہ کو دور کرتا ہی اور ایک
 ناصيته يكتب على النبي صلى الله عليه وسلم ويلقنه واما ينبغي المصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حال
 پیشانی کی پاس جو روندو کو کہتے ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو برو پہنچا تا ہی اور مصلی کو قیام اور اب کی لائق یہ ہی کہ قیام کی حالت میں اپنی نگاہ
 قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى اربعة اناقه وفي حالة قعوده الى حجره وهو
 سجدہ کی جگہ پر کہی اور رکوع کی حالت میں پتاؤ کی پشت پر اور سجودہ کی قدر تاک کی تہنہ لہر اور حالت قعود میں اپنی گود پر جہات
 ما يكون على حجم فخذه من ثوبه وعند التسليمة الاولى الى متكبه لا يمين وعند التسليمة الثانية الى متكبه
 دون ذاك في جوف ركز ارجله واور برکاتہ برقی ہوئی داہنی موٹھی پر اور دوسرا سلام پھیرتی ہوئی بائیں موٹھی پر
 الا يسلك المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه
 اسلمی کہ غرض انکساری اور تحلف کا ترک کرنا اور یہ تمام باتیں انکساری میں اسلمی کہ مصلی جب تحلف کو دور کرتا ہی تو اس کی نگاہ اپنی ہاتھ

المواضع سواء قصد ولم يقصد وما ينبغي لها ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال القيام قلنا ربع اصابع مضمومة
 بركتي هي برابر هي قصدك يا نكري اور وصل كوي بهي چاہی کہ دونوں پاؤں کی پچیس پچیس قیام کی وقت برابر چاروں ہونے اور انگلیوں کی تفریق نہ کی

وبكرة له التمايل على يميناه مرة وعلى يسراه اخرى لانه من العبث المنافي للخشوع يسرنا الله عمل الخاشعين
 اور کدوہ یا کہ کھی داہنی پاؤں پر چمکاو دی اور کھی بائیں پر اس واسطے کہ یہ سبب عبث اکسار کی خلافی الہی چہر اسلک کر عمل خاشعین کا سا

المجلس الرابع والخمسون في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها قال رسول الله
 مجلس چوتھوں جماعت کی فضیلت میں اور جماعت ترک کرنی کی وعید میں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفرد بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح
 صلی اللہ علیہ وسلم فی نماز جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ برتری ہے یہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلوة المنفرد بسبع وعشرين درجة
 صحیح حدیث میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ جماعت کی نماز ثواب میں منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے

فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على اداء الصلوات الخمس بالجماعة لينال الثواب الموعود فان الجماعة فيها
 اس حدیث کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کی ساتھ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نماز میں جماعت

سنة مؤكدة غاية التأكيد في قوة الواجب حتى لو تركها اهل بلدة يجب قتالهم بالسلاح لكونها من شعائر
 سنت مؤکدہ بہت تاکید کی قریب واجب کی ہے یہاں تک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چھوڑ دیں تو ان کو ہتھیاری قتل کرنا واجب ہے اس واسطے کہ جماعت اسلام کی

الاسلام وخصائصه التي لم تكن في سائر الأديان وان تركها بعض منهم بغير عذر يجب تعزيره ولا يقبل
 انسانی اور ایسی خاص عبادت ہے کہ تمام دینوں میں نہیں ہے اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کر دی تو اس کو تعزیر دینی واجب ہے اور اس کی گواہی

شهادته وقيام الجيران بالسكوت عنه والمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة عذر وتكرار الفقهاء
 معتبر نہیں اور اس کی حسی گنتی ہوتی ہے اگرچہ کرہین اور مینہ اور کچھ کی کثرت اور چاروں کی شدت اور اندھیر کی زیادت عذر ہے اور فقہ کی بحث

ومطالعة كتبهم ليس بعذر وقيل عذر اذا لم يكن عن تكاسل وقلة مبالاة بها ولم يواظب على تركها واختلف العلماء
 اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ عذر نہیں ہے اور کوئی کہتا ہے عذر ہے اگر کسی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی ہی ہو اور ترک جماعت کی عادت نہ کر لی اور علماء کہہ کر

في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد لا في الفضيلة ومن فاتته في مسجده لا يجب عليه الطلب
 اند جماعت کرنی میں اختلاف کرتا ہے اصح مذہب یہ ہے کہ کہہ کر اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد میں ہوتی فضیلت نہیں ہے اور مسجد جماعت اور مسجد میں ہونے کی زیادتی تو اس پر واجب نہیں

في مسجد اخر بل ان جاء الى مسجد اخر وصل مع الجماعة فهو حسن وان صلى في مسجده فهو حسن وان دخل منزله
 اور مسجد میں تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد میں گیا اور جماعت کی نماز پڑھی تو بہتر ہے اور اگر اپنی مسجد میں پڑھی تو بھی بہتر ہے اور اگر اپنی گھر میں جا کر انی

وصل في باهله جماعة فهو حسن واولى الناس بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة وان تساوا في العلم فافقرهم
 اہل کی مانتہ جماعت ہی پڑھی تو بہتر ہے اور امامت کی واسطی وہ شخص اولیٰ جو مسائل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل میں سب برابر ہوں تو اچھا فاقہ

وان تساوا في العلم والقراءة فافقرهم وان تساوا في هذه الاوصاف الثلاثة فأكبرهم سنا وان تساوا في هذه الاوصاف
 اور اگر علم اور قرات میں برابر ہوں تو پڑھنے پر ہیکار اور اگر ان تینوں اوصاف میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو اور اگر ان چاروں اوصاف میں برابر ہوں

فاحسنهم خلقا وان تساوا في هذه الخمسة فاحسنهم دجها وان تساوا في هذه الستة فاشرفهم نسبا وان
 تو جس کا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچوں میں برابر ہوں تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چھوں وصف میں برابر ہوں تو جو نسب میں شریف ہو اور اگر

تساوا في هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساوا في هذه الصفات كلها يقرع او يكون الخياط الى الجماعة وبكرة تقدر
 ان سون وصف میں برابر ہوں تو جس کی پوشاک اچھی ہو اور اگر ان تمام اوصاف میں برابر ہوں تو قرع ڈالیں یا جماعت والوں کو اختیار ہی اور فاسق کو نام کرنا

القدح فرای بجلا بادی صدره من الصف فقال غدا لله تسبوا صفوكم اولی الخافن الله بین وجوهكم قبل المراد
 تیسرے ہو کر ہیں پھر ایک شخص کو دیکھا کہ سینہ صف سے باہر نکالی ہوئی تھا فرمایا ای بندے گاں تاہی انجی صفین سید ہی کرو نہیں تو اسے قالی تباہی چری بگاڑ دیکھا بعضی کہتی
 بالوجه القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث آخر لا تختلفوا فختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفنی
 چہرہ ہی مراد دل ہی میں دلیل سی کا ایک اور حدیث میں آیا ہی اگلی چچی نہوتا پھر تمہاری دل مختلف ہو جاوینگی بیٹھک دلون کی اختلاف سی
 الی اختلاف الوجہ باعرض بعضهم عن بعض لان تقدم الخاسر عن الصف لتفوق علی الداخل فیہ و تاخر الخارج عنه
 چہری مختلف ہو جاتی ہیں کیونکہ ہر ایک سے سر سی منہ پیرتا ہی اس واسطی کہ صف سی اگلی بڑھتی والا صف کی برابر والی سی باہر ہو جاتی ہی اور چچی کو ہٹتی والا
 ایداء لمن خلفہ و کلاهما سبب للبغض والعداۃ فکانہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاہ عند قامة
 اپنی ہی بچھلی کو ایڈ دیتی ہی اور یہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی یہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بر وقت قائم ہوئی
 الصلوۃ بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالى ورسوله فیما یقیم بینکم العداۃ والبغضاء وروی عن انس انه علیہ الصلوۃ
 جماعت نماز کی اتفاق نہ کرو گی اور مسین اصدا و رسول کی حکم کی اطاعت نہ کرو گی تو تمہاری بچھین عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائیگی اور انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ
 والسلام قال رصوا صفوكم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فولذی نفسی بیدۃ فی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف
 دوا باہی صفین ہستاد کرو اور دل مل کر رہو اور اگر دشمن بلکہ ہر یکہا رو قسم ہی اوسکی جکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکھتا ہوں کدہ صف کی جہاد میں ہستاد
 کانہا الخذف والمخزف بقفۃ الحاء للهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز کان الشیطن تبصر لیدخل
 گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور خذف طاء بی نقطہ اور ذال بالقطرہ کی زبر سی سیاہ بکریاں چھوٹی چھوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان سیاہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی
 فی خلل الصف ولیشوش علی المصلین ویقطع علیہم صلواتم ومن اتی الجماعة بیکرة له القیام خلف الصف وحده متى وجد
 چہاد میں کہہ کر غائب کی دل پریشان اور دل کی غارت خراب کردی اور جو شخص جماعت میں علی تو اسکو صف کی بچی کیلئے کھڑا ہونا مکرہ ہی جب تک صف میں
 فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینظر الی الرکع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الآخر یحذرا لاءا ماء
 جب تک علی اور اگر صف میں جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کھڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کھڑی ہو جاوین
 ولا یجذب واحد من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحده یحذرا لاءا امام لغلبة الجهل
 اور نہیں تو صف میں سی ایک کو اپنی پاس کھینچ کر اوسکی برابر کھڑا ہو جاوی پراس زمانہ میں اولی یہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کھڑا ہو جاوی کیونکہ لوگون پہچانتا غالب
 علی الناس فلو جرح احد یفسد الصلوۃ ومن یصلی مع واحد یقیمہ عن یمینہ ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی امام
 اگر کسیکو چچی کھینچ کر لودہ نماز فاسد کر دیکھا اور جو شخص ایک کی ساتھ نماز پڑھی تو اوسکو اپنی دہائی طرف کھڑا کر لی اور مقتدی کو جائز نہیں ہی کہ امام سی اگلی شہ کر کھڑا ہو
 والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامہ بحیث یقع سجودہ قدام الامام لکن قدمہ غیر متقدمة
 اور مسین اعتبار قدم کی جگہ کا ہی بیان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لمبا ہو دی کہ اوسکا سجدہ امام سی اگلی واقع ہوتا ہو پراسکا قدم امام کی قدم سی اگلی بڑھا ہو نہیں ہی
 علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمہ
 تو جائز ہی اور قدم میں ایڑ کا اعتبار ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی اگلی بڑھی ہوئی نہ ہو دی ہر قدم مقتدی کا
 اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعہ قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعہ
 امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگھیا امام کی اونگھیا سی بڑھ جاتی ہی ہر تو جائز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگھیاں
 عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنين یتقدم علیہما وعن ابی یوسف انه یتوسطہما فلو قام الواحد خلفہ او عن
 امام کی ایڑی کی پاس رکھی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتھ نماز پڑھی تو اوسکی اگلی ہر کدہ ہوا اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ دونو کی بیچ میں کھڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو عجمی
 یسارہ بیکرہ ولو توسط الاثنين لا یکرہ ولو توسط الا اکثر بیکرہ ومن دخل المسجد وجد الامام فی الجہر بالقراءۃ یقتدی
 یا نہیں طرف تو مکرہ ہی اور امام دو کی بیچ میں کھڑا ہو جاوی تو مکرہ نہیں ہی اور اگر دو ہی زیادہ کی بیچ میں کھڑا ہو تو مکرہ ہی اور جو شخص مسجد میں امام کو قرات جہری پڑھتا پاوی تو سخت

کذا
 صحیح

وہ دلائل بالشاء بل یسیر ویست وان وجہ فی رکوع یکبر لا فتاح قائما ثم یسیر لکن ان وقوف رکوعہ مع دفع الامام اور جہانک اللہ نہ رہی بلکہ چپ و کمرتا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو کسی طرح نیمہ کبڑی ہوئی کہ کپڑے میں چپ پر رکوع اگر امام کی سر اوٹا ہی ہوئی واقع ہوگا ماسے کہ ایکون مدرکات لتک الركعة بل یکون مسبوق لان ادراك الركعة انما یحقق اذا وجد المشاركة مع الامام تواضعاً و رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسلئے کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھ صادق رکوع میں

فی الركوع كله او فی مقدار التسبیحة ولم توجد وان کبر کمال کونه الی الركوع اقرب لا یصدیر شارحاً فی الصلوة لان الشرط وقوع
 یارب ارباب العظم کی شرکت پائی ہوا ی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر کسی تکبیر تحریر یہ حال میں کہی کہ رکوع سے نزدیک ہوتا تو اس میں غرض یہ ہے کہ
 تکبیرۃ الافتتاح فی محض القيام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر ولا فتاح
 یہ ہے کہ تکبیر تحریر میں خاص قیام میں ہو سکتا ہو نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہے کہ تکبیر تحریر میں قیام خاص میں کہہ کر
 قائم رہے اور الی متابعت الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
 بہر حال ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں محرم نہ ہو گا

لكن يلزمه ان يكبر لا فتاح قائما ثم يادى الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا يفعلون كذلك

بن يحيى أحدهم المسجد ويجعل الأحام في السجدة أو في القعدة فيقف منتظر الباب حتى يفرغ من السجدة أو القعدة ويعود
بذلك بعضا تنقص مسجد من أكرام كوسحه يا قعدة من باتاي قواتي در اهام كا منتظر كتر ارستاي كا سحه با قده سي فارغ سو كا كتر امبو

بہر اوسکا اقتدار ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو ابنا برای ثواب اور اجر عظیم گنہگاری
 الی القیام ثم یقدری به فمن یفعل کذاک فانه یضیع علی نفسه اجر کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر ولا یتساح
 وکول لازم یہی ہی کی کثرتی سولی انگیز خرمیم کہہ کر

فأثما ثم يسارع إلى متابعة الأحام في أي حال كان لما روى عن أبو هريرة أنه عليه السلام قال إذا جئتم إلى الصلوة
جلدئى امامكمى متابعت كرى امام كسى فى حال من هو اسوسطى كه ابوجهرى روى روى ابى كنى عليه السلام فى فرمايما كه جب تم نماز كى انجى آؤ

وخی سجود فاسجدوا لاتعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعل ولا یرفع راسه حتی یغفر
اوصیه من سجدت هی سجده کذا وادراکها کما یجوز ان یسجدوا اور ابن مسعود ہی روایت ہے کہ ایسی مسبوق کی حق میں کئی نہیں شاید کہ ابی سرزندہ و ثوابی جواسد سکون بخند

اور مقتدی کو مکروہ کی کرام سی پٹی رکوع اور سجدہ میں جلد سی چلا حاوی اور اس سی پٹی رکوع اور سجدہ میں سی سر لوٹنا سی
 لله ویکره للمقتدی ان یسارع الی الركوع والسجود قبل الاقام وان یرفع رأسه من الركوع والسجود قبل الاقام لما روی عن
 اسلم کہ انور ہرہ سی

ابن هريرة انه عليه السلام قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركعوا فاذا قال سمع الله لمن حمده

[illegible]

من الركون والسجود قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار ويجعل صورته صورة حمار وفي هذين الحديثين وعيد شديد
 لمراد ثانی تو اس عذاب سے اس کو کیا بچاؤ گی کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدی کا سا بنا دی اور اس کو صورت کر کے کبیرہ پیش دی

على ما ذكره الكرماني لان المسحة عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليعتق هذا الصنيع ويجزئها من
سائر المسحات كما ان المسحة عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليعتق هذا الصنيع ويجزئها من

وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ شَرَعُوا فِي الصَّلَاةِ يَكْرِهُ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي خِلَالِ الصَّفِّ وَيَصِلُ السَّنَةَ فَيُحَالِلُ الصَّفَّ فَيُجَالِسُ النَّاسَ مِنْ أَكْثَرِهِمْ كَمَا جَاءَتْ قَوْلُكَ مَا شَرَعُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يَدْخُلَ فِي خِلَالِ الصَّفِّ كَمَا أَنْكَرَكَ صَفٌّ مِنْ تِلْكَ السُّنَنِ بِطَرِيقِ الْكَلَامِ

فی القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیتہ وهو افضل او فی خارج المسجد وخلف اسطوانة فی
 اور قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ میں اونکی مخالفت کی جائے بلکہ ہر منیٰ کہ ستین اپنی کہ میں پڑھی بہت تو سب ہی بہتر ہی یا مسجد سی یا ہر پڑھی یا مسجد کی اوٹ میں
 اووا الشبہ بذلك فی کونہ جائز لان الامتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروہہ و فی خلال الصف اشد کواہتہ ویکوہ
 یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑھی اسکی کہ سنتوں کا پڑھنا صف کی بھی بدولن حایل ہونی کسی چیز کی مکروہہ ہی اور صف کی مانند مکروہت ہی مکروہ ہی اہم کو مکروہ ہی
 للامام ان یثقل علی القوم بالمطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والافکار علی وجہ یحصل الملل للقوم لان
 کہ قیام پر قرات اور الزکام میں کہ درجہ سنوں سی زیادہ پڑا کر اتنا بوجہ دلی کہ قوم کو ملالت آتی لگی اسلوسی کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگیں گی
 خلک سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی حرمان الثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبب وعشرہ درجۃ و
 اور جماعت نفرت کرنی میں اور اس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو انکی کی ہے پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور
 یكون مکروہا لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لا تم معة ذرین فیہ وسنة القراءة
 مکروہ ہو چکا لیکن یہ نہیں چاہی کہ قرات اور تسبیحات میں کہ درجہ سنوں سی کمشادی یا اہی شاید اسلوسی کہ اوکو اس میں کوئی عزیز نہیں ہی اور غریبی
 فی صلوة الفجر فی الركعتین ادناها بعد الفاتحة اربع اية واسطہ باستون اية واصلاها مائة اية لما روی انہم
 نمازیں دو رکعت کی اندر قرات سنوں ادنی درجہ بعد سورۃ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور ہر چکا درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلیٰ درجہ سو آیتیں میں اسلوسی کہ روایت ہی کہ چالیس
 کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدرا ربیعین اية او ستین اية او مائة اية واحیاتا کان یقرأ سو وثق واحیاتا
 صبح کی نمازیں بعد سورۃ فاتحہ کی تھین چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑا کرتی ہی اور بعض دفعہ سورۃ بق شہر میں ہی اور کہی
 کان یقرأ سورۃ الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفيف
 سورۃ دوم پڑھتی ہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تخفیف کی ہی فرمایا کرتی ہی
 ویؤصنا بالتخفيف ویعلم من هذا ان قراءة والصلوات من باب التخفيف الذی امر بہ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم وادنی ما
 اور آپ امامت میں والصفات پڑھتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصفات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی چکی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع
 یحصل بہ السنة فی تسبیحات الركوع والسجود ثلاث لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل
 اور سجدہ کی تسبیحات میں ادنی درجہ سنت کا تین یا ہی اسلوسی کہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی جب کوئی رکوع کری
 ثلاث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلاث مرات وذلك ادناه والمراد انی ما
 توفیق بار سبحان ربی العظیم ہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری توفیق بار سبحان ربی الاعلی ہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہ ہی کہ ادنی درجہ
 یحصل بہ السنة ولذلك یرکہ النقص عن الثلاث وان زاد علی الثلاث فهو افضل لان الثلاث اذا کان الادنی فلا شک
 جیسوں سنت او ہو جاوی اور اسی ہی تین یا ہی کہ کہنا مکروہ ہی اور اگر تین یا ہی زیادہ ہی تو افضل ہی اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ پڑا تو بیشک
 ان الزیادة علی الادنی تكون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلاث الا برضی الجماعة فاذا نراد برضاہم فالسنة ان یختم
 ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہو چکا پر امام تین یا ہی زیادہ بدولن مرضی جماعت کی نہ پڑا دی ہر جب اوکی مرضی ہی زیادہ پڑا دی تو ہم سنوں میں ہی کہ طاق پر
 علی وتروہو ما خمس او سبع لان الثلاث لما کان الادنی وكان المستحب لا یثا و فاسب ان یکون الا وسطا خمساً والا کمل
 ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنی پڑا اور ایثار بہر حال مستحب ہی تو مناسب ہو کہ ہر چکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ
 سبعاً ویکوہ للامام ان یجہلہم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الركوع والسجود وقراءة التشمید لکن لو رفع الامام لاسہ
 سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کر کہ قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں اور تشہید کی پڑھنی میں پڑا کر نہ دی لیکن اگر امام رکوع اور سجدہ میں سی
 من الركوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثاً فانه یتابع واما وقلم الامام من القعدة الاولى الی الركعة الثالثة قبل ان
 اس سی پہلی سے آخری کی کہ مقتدی تین یا تسبیح ہی تو مقتدی متابعت ہی کری ان اگر امام قعدہ اولیٰ ہی تیسرے رکعت کی ہی اس سی پہلی پڑا ہو جاوی

یتم المقصدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم وان قام قبل ان یتیمه یجوز وكذا لو سلم الا حام فی المقعدة الاخيرة قبل ان

کرمقصدی تشہد پورا کر لی تو اب مقصدی تشہد پورا کر لی بہر کھ اسوا اور اگر پورا کر فی کسی پہلی کھ اچھاوی تو بہی جائز ہی اویسی ہی اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس سی پہلی

یتم المقصدی التشهد فانه یتمه ثم یسلم وان سلم قبل ان یتیمه یجوز ولو سلم الا حام قبل التیان المقصدی بالصلوة

سلام بہر دی کرمقصدی تشہد پورا کر لی تو اب مقصدی تشہد پورا کر لی بہر سلام بہر دی اور اگر تشہد پورا کر فی کسی پہلی سلام بہر دی تو بہی جائز ہی اور اگر امام فی سلام اس سی پہلی

والدعاء یتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة

اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کر لی اس واسطی کہ یہ سنت ہی بخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہی مجلس پچھن نماز جنازہ

الجنائزہ وکیفیتها قال صلى الله عليه وسلم اذا صليت على الميت فاخصلوه الدعاء هذا الحديث من حسان

اور اسکی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اسکی ائی خالص دعا کرو یہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیر رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقول

حدیثوں میں سے ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور بیشک صحیح نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوس میں مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اسکی معرفت ضروری اور وہ دلیل اس آیت کی ہے

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ فانه تعالى امر بها في هذه الآية فتكون فرضا وانما كانت فرضيتها على الكفاية

اور نماز پڑھنے اور بیشک تیری نماز اسکی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہو گئی اور اسکی فرضیت علی الکفا یہ اس آیت ہی

لان في ايجابها على الجميع استحالة اوجرا فاكتمى بالبعض ولو كان لاحدا لکن لا فضل ان تكون بالجماعة ويقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنی میں تو بہت دشواری اور حرج ہی لا چار بعض پر اکتم کیا گیا اگر ایک ہی شخص ہو پر افضل یہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

كثرتم ملادوى عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال حاص من رجل بيوت فيقوم على جنازته اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اس واسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص مجاوی بہر اسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا يشركون بالله شيئا الا شفعم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

کچھ شریک نہیں کرتی ہیں کہ پڑھی ہوں پھر اللہ اسکی شفاعت اسکی حق میں مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی

قال ما من ميت يصلى عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلمة يشفعون له لا نشفعهم الله فيه وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ سب اسکی شفاعت کرن تو اسکی شفاعت اسکی حق میں اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنائزہ ونشرط صحتها اشرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته

اس نماز کا میت کی ائی اس واسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوة الجنائزہ کہلاتی ہی اسکی صحت کی ائی نماز کی ہی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وكونه امام المصل وركنهما القيام عند عدم العذر وارب تكبيرات والدعاء الا ان الا حام يتحمله عن المسبق

اور نماز پڑھنے کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہ ہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبق کی طرف سی کافی ہو چکا تا ہی

فانه اذا خشي ان ترفع الجنائزہ بترك الدعاء ويكتفى بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز

پر چوب یہ خوف ہو کہ جنازہ اٹھا لیگی تو دعا موقوف رہی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سے ایک کو بھی ترک کر دینا تو اسکی نماز

صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع كما ربيع الظاهر فحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد

جائز نہ ہو گی اس واسطی کہ اس میں ہر ایک تکبیر کا مقام ایک رکعت کا ہی اور پہلی کہا کرتی ہیں یہ چاروں جیسی طہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلث تكبيرات لكون البدايا بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجح

کی بعد ہو اس واسطی کہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ثناء بہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے درود دعا کا طریقہ اور پڑھنے کا

للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الشاء على الله تعالى كما في سائر الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة

قبولیت کا ہی اس آئی لازم یہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہو دی چنانچہ تمام نمازوں میں ہو تی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين
 درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑھتی ہیں اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق میں اور مردہ کی نئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه وان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي
 اور چوتھی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہیں ہے اسکی کرب وقت نمازی فارغ ہو چکا ہے سوئی فقط سلام ہی فارغ ہوتی ہیں اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وعائبنا وصغيرنا وكبيرنا
 سلام میں قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہ پڑھی اے اللہ بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چھوٹی اور بڑی کا

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا
 اور مرد اور عورت کو اے اللہ ہم میں سے جس کو زندہ رکھی تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دی تو اس کو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان مُحْسِنًا فزِدْ في احسانه وان كان مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ
 ساتھ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر اے اللہ اگر یہ نیکو کا رہی تو اسکی بہتری زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقِنْهُ الامن والبشرى والكرامة والرفعى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء
 اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سے عنایت کر اے سب سے زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور یہی دعائیں جائز ہیں اسکی کہ اس میں کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او عجزا لا يستغفر لها اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا
 معین نہیں ہے اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دلیرانہ ہو تو انکی نئی آمرزش کی دعا نہیں چاہی اس واسطی کہ انکی حق میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ اس قول کی بعد میں توفیتہ منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا قرطا اللهم اجعله لنا شافعاً ومشفعاً برحمتك
 فتوفہ علی ایمان اللہ اسکو ہماری نئی میر منزل بنادی اے اللہ ہماری نئی محنت کا پہل اور سامان بنادی اے اللہ اسکو ہماری نئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہو بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يحكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون
 رحمت سے سب سے زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریر کیے چکا ہو تو یہاں تکبیر شروع کری بلکہ اتنی شرابی کہ امام دوسری تکبیر کی پہل امام کی ساتھ تکبیر کی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنائز
 یہ تکبیر اسکی حق میں صحابی تکبیر تحریر کی ہوگی سو یہ شخص ملحوظ اس تکبیر کی مسبق ہوگا بلکہ امام پیروی تو اسکو جنازہ کی اوٹنی ہی پہلی قضا کر لی اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبیرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبقا بتكبیرتين فاذا سلم
 اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہے چکا ہو تو یہی اتنی تکبیر نہیں کہ امام تیسری تکبیر کی اب اسکی ساتھ تکبیر کی سب دو تکبیروں کا مسبق ہو چکا ہے چہر جب امام سلام پھیری

الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنائز وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير
 امام تقضیہا قبل ان ترفع الجنائز کی اوٹنی ہی پہلی قضا کر لی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر ہی فارغ ہو چکا ہو تو یہی تکبیر نہیں اتنی امام ابھی تکبیر کی اب اسکی ساتھ تکبیر کی سو یہ شخص

مسبقا بثلاث تكبیرت فاذا سلم الامام يقضيها متواليه بلا دعاء قبل ان ترفع الجنائز اذ لو دفعت قبل
 مسبقا بثلاث تکبیرت فاذا سلم امام تقضیہا متوالیہ بلا دعاء قبل ان ترفع الجنائز کی اوٹنی ہی پہلی قضا کر لی اس واسطی کہ اگر جنازہ تکبیر پوری ہوئی پہلی

انما هم تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاتته صلوة الجنائز بخلاف من كان حاضرا
 انما ہیں گے تو اسکی نماز باطل ہو جاوے گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر کہے چکا ہو تو اسکی نئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اسکی جو حاضر صرف ہیں

قاما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبیر الامام لانه
 کہتا ہو امام کی ساتھ سبب غفلت کی یا نیت کی مشغول سی تکبیر نہ کہنی یا یا سو یہ شخص تکبیر کی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہ شخص

منزلة المدرس لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بجر وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية
 ولما اس تکبیر کا مدرس ہی اس واسطی کہ یہاں تکبیر نہیں کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر ادا نہ کی اتنی کہ امام کی دوسری تکبیر کہی

ولو وضعوا راس الميت متناهي إلى يسار الإمام يجوز لكن لو تعدده يكونون مسيئين وليستخبان يصفوا ثلاثة صفوف
 اور اگر قوم فی میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا جائے یا اگر سب مقدس ایسا کیا تو بظاہر عطا و ابرین اور تخب ہی کہ تین صفین بنا دیں۔

حق لو كانوا سبعة يتقدم احدى الامامة ويقف ثلاثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وفضل
 یہاں تک کہ اگر چہ ای نوک سات ہوں تو ایک شخص امامت کی آگے بیٹھی اور تین آدمی وکی بیٹھی کہ تین اور دو وکی بیٹھی اور ایک وکی بیٹھی اور

الصفوف في صلوة الجنائز اخرها وفي سائر الصلوات اولها ولوجه الميت صحيحة يوم الجمعة يكره تأخيرها الى
 نماز جنازہ کی تمام صفوں میں پہلی صف ہونی ہی اور تمام نمازوں میں اول صف ہونا اور اگر جنازہ جمعہ کی دن صبح کی وقت یا رات کی کو بیٹھ کر رکعت کی وقت تک تاخیر نہ کرے

وقت الجمعة ليصلي عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس وعند استوائها
 تا کہ او سب جمع کی بعدانہ کثیر نماز پڑھی کر دہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تؤدى كما وجبت لان
 اور جو کچھ وقت جائز نہیں ہی اگر جنازہ اون اوقات میں پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان میں سے دو یا تین یا کوئی ایک کراہت جائز ہی اسلی کہ جیسے واجب ہوئی ہی اور اگر پہلی

الوجوب بالحضور وهو افضل والتأخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرن وذكر منها الجنائز ولو حضر بعد
 کہ جنازہ کی موجود ہونی ہی تو چاہے ہی ہی افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی اسلی ارشاد نبوی علیہ السلام کی دیگر کثرت اور لو میں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنائز ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب أيضا ويكره الصلوة على
 غروب آفتاب کی موجود ہونی تو پہلے مغرب کی فرض پڑھنا ہی اور پھر پڑھنا اور کوئی کبھی مغرب کی ستین ہی پہلی پڑھنا اور جنازہ کی نماز مسجد میں

الجنائز في المسجد ان كانت الجنائز فيه وان كانت الجنائز والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
 مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
 تو مکروہ نہیں اور اگر امام طہارہ و وضو ہو اور تمام قوم با وضو ہو تو نماز دوبارہ پڑھنا ہی اسلی کہ وہ نماز صحیح نہیں ہو اور اگر امام با وضو ہو

والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنائز لعدم
 اور قوم تمام ہی وضو ہوں تو اعادہ نہیں اسلی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اس میں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرض نماز جنازہ کی ذمہ داری ختم ہو گئی

كون الجماعة شرط فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدثن جماعة يجوز
 کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں سے کوئی نماز پڑھنے والا نہیں ہوا اور نہ ہی حورتوں میں جماعت کر کے نماز پڑھی تو جائز ہے

وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلواتها صحيحة وبها يتم حق الميت
 اور اگر حورتوں میں نماز جنازہ میں مردوں کی ہمت نہ ہو تو اعادہ نہیں ہو سکتی اور اگر مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی اور بھی ختم کی نماز صحیح ہوئی اور جماعت میت کا حق پورا ہو گیا

ويتأدى فرض صلوة الجنائز فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد او ظهر منه عند ولادته
 اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر اعادہ نہ ہوگا اسلی کہ اس کا کرار مشروع میں جاری نہ ہوگا بلکہ بتائیم اور جو بچہ پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته لا يصلي عليه واختلف في تشييمته وغسله واختار انه يسمى ويغسل ويدلج في خرقه
 کوئی نشان زندگی کا معلوم ہو تو جیسے روئیکل واز یا کسی عضو کا ہلانا تو اس کا نام مقرر کرنا اور نہ دیکھا جائے یا نماز جنازہ پڑھنا اگر پیدا ہوتے ہوئے

ويفن نكروها البني آدم ولو سبي صبي ومات ان لم يسب معه احد ابويه يصلي عليه لكونه تبعاً للسابع
 کوئی نشان زندگی کا فاسد ہونا تو او سب نماز جنازہ پڑھنا ہی اور اس کی نام مجین کہ نہیں اور بنانی میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ نام کہیں اور نہ دیں اور اگر کسی میں لپٹ کر

وغيره من بني آدم في ذنوبه او لو لم يذنب احد ابويه يصلي عليه لكونه تبعاً للسابع
 اور باقی بنی آدم کی ذنوب کہیں اور اگر کوئی آدمی اور نہ ہو تو اگر کوئی اس کا باپ یا والد پڑھنا ہی یا تو اس کا باپ یا والد پڑھنا ہی یا تو اس کا باپ یا والد پڑھنا ہی

وان كان مرثيا ينقص منه مراعاة للسنة ولا يصلي على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد اكثر الميت او
 اور اگر مرثی ہو تو اسکی رعایت سنت کی کم کر دیں اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں ہے جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اسطور کہ آدمی ہی زیادہ ہو
 نصفه مع راسه بخلافه والوجود راسه ونصفه مشقوقا بالطول فانه لا يغسل ولا يصلي عليه والصلوة
 سر میت آدمی ہو بخلاف او سر مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہوتا ہے وہی یا اگر باطل کی جانب سے چڑھا ہو یا کسی کی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہو
 يترك على خشبته ثلثة ايام عقوبة له وزجر الغيرة ثم لما تم له ثلثة ايام يغسل بدينه وبين اهله ليدفنه ولو
 تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اسکی ہی سزا ہی اور اورون کی لٹی خوف میر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اسکو دفن کریں اور اگر
 مات كافرا ولم يكن له ولي من الكفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه كما روى ان عليا لما مات ابو
 کوئی کافر جاوای اور اسکا کوئی کافر وارث نہ ہو اور اسکا سکا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اسکو غسل دی کر دبی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اسکا باپ مر گیا
 جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
 تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ
 اذهب فاغسله وكفنه وواسره لكن لا يغسل كفصل المسلم بل يصب عليه الماء ويغسل غسل الثوب النجس من
 جا اسکو نہا اور کفنا کر دے یا اسکو مسلمانوں کی طرح نہ سلاوین بلکہ اسپر پانی بہا دیں جیسی گندے کپڑے کو دھوتی ہیں

غير وضوء ولا بداية من التيامن ويلف في خرقه من غير مراعاة سنة الكفن ويجفر حفرة من غير لحد ويلقى فيه
 نہ تو وضو کرانیں اور نہ ہی طرف سے شروع کریں پہر کپڑے میں پیٹھیں کفن میں کچھ رعایت سنت کی نہ کریں اور اگر لحد نہ ہو تو لحد کی جگہ ڈال دیں
 ولا يوضع ويجوز دفنه الى اهل دينه وان كان له ولي من الكفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يخلى بينه وبينهم
 اور مرثیہ کی طرح نہ دوتا رہیں اور جا بڑھی کہ اسکا لاشہ اسکی ملت والوں کو حلالہ کر دیں اور اگر کفار اس کی کوئی اور کفار وارث نہ ہوں تو اسے مسلمانوں کو نہیں چاہی کہ اسکی کار و کا کا ذکر کریں
 ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذ لم يكن كفنه بلا لحد واما اذا كان كفنه بلا لحد فلا بد من اهل
 وہ جطور ایسی مردوں کو کر تی ہوں سو اسکو کریں یہ جب ہی کہ اسکا کفر ارتداد کا ہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو ہی تو اسکی ملت والوں کو چنگی دیں میں
 الدين الذي انتقل اليه بل يلقى في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسيرنا الله تعالى الحاجة من زوال الايمان و
 ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کئی کی مثال ہی غسل اور بلا کفن کپڑے میں ڈال دیں الہی ہو کر زوال ایمان سے بچنا اپنی لطف و کرم سے آسان کر

المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان اخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان اخر كلامه لا اله الا الله
 لا الہ الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا پچھلا بول لا الہ الا اللہ ہو
 دخل الجنة هذا الحديث من حسان المصابير رواه معاذ بن جبل ومعناه ان كل من كان اخر كلامه عند الموت
 وہ جنتی ہی بہ حدیث مصابیح کہ حسن حدیثوں میں ہی معاذ بن جبل کی روایت سے معنی یہ ہیں کہ جسکا آخر کلام مرئی وقت تک توحید ہو
 كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعقوبته او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعلى هذا كل من
 دہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بلا عذاب اگر خطائیں معاف ہوں یا اگر انہوں کی مراب عذاب ہوتی کہ اس بیان کی موافق
 يعيش من حياته ينبغي له ان يكثر الاستغفار ويتوب عن ذنوبه وليس يتحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقات
 جسکو توفیق زیست کی نہ ہی تو اسکو چاہی کہ استغفار بہت کیا کری اور اسی گناہوں سے توبہ کرے اور بس دلوں ہی خیال کہی کہ دنیا میں ہی میر یہ ہی وقت آخری السلام
 من الدنيا ويحتمل ان يختمها بخير ويسارع في قضاء دينه لا يبقی في قبره مرتعنا بدينه كما اخبر به النبي عليه
 اور یہ بہت کڑی کہ اسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی ہی اپنا فرض ادا نہ کرے تاکہ قبر کی اندر فرض میں الجھانہ نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے

[illegible]

البدن من الدنك والنجاسة ثم بماء السدر والخش ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم بماء فيه
 سيل كحبل غياست ہی سو پہیگ کہ پہل جاوی پھر پیری یا اشنان کی جوڑ دی ہوئی پانی ہی تاکہ جو بدن پر ہی سو چڑھ جاوی کیونکہ اس میں نفاذت خوب ہوتی ہی پھر کافور
 کافور ان وجد تطیبا لبدن المیت ثم یغسل رأسه ولحيته بالخطمي لانه ابلغ في الاستحسان الوضوء لكونه مثل الصابون في التنظيف
 مل ہوئی پانی ہی اگر مسیخہ تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پھر اسکا سر اور ڈاڑھی گل خرویں دھو دیں کیونکہ اس میں میل خوب چڑھتا ہی اسکی کھلم صابون کا مانند صابون ہی
 وان لم يوجد فبالصابون ثم یضجم على ساره ویغسل حتى یصل الماء الى ما يلي الخت منه ولا یکت علی وجهه لیغسل ظهرا
 اور اگر یہ نہ ملے تو صابون ہی پھر پانی میں کرکٹ پر لگا کر اشنا نہ دیں کہ پانی نیچے کی طرف تختہ تک پہنچ جاوی اور پیٹھ دھوئی تاکہ کئی ہتھ کی بل اوند نہ کر دیں
 ثم یجلسه الغاسل ویستندہ الیه ویعسم بطنه برفق وان خرج منه شئ یغسله ولا یعيد غسله ولا وضوءه لان غسله
 پھر اسکو بند نہ کرے اپنی سہا رسی پیٹھا کر نرم پیٹ کو مددی اور اگر پیٹ میں سی کچھ نکلی تو دھوئی اسنی غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضوء کا اسوسل کا وسکا غسل
 عرف بالنص وهو حق علیه الصلوة والسلام المسلم علی المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا بد
 جو نص ہی اس حدیث میں ثابت ہو ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چھ حق ہیں اون میں غسل میت کو ہی ذکر فرمایا سوئی اکبار ہو گیا پھر اعادہ فرمایا
 ثم ینشف بثوب لئلا یبتل کفانه ویجعل علی رأسه ولحيته الخوط وهو عطر مرکب من اشياء طيبة ولا یاس لیسان الواع
 پھر کڑی ہی پونچ دیں تاکہ کفن نہ ہو جاوی اور اسکی سر اور ڈاڑھی پر اگر کچھ خوشبو مرکب لگا دیں حوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزوں کی مرکب ہوتی ہی اور سب کچھ کی خوشبو دلی
 غیر الزعفران والورد فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهي جبهته واذنیه ویداه و
 سوا زعفران اور ورس کی کچھ ڈر نہیں ہی یہ دونوں مردوں کی حق میں مکروہ میں عورتوں کی کئی مکروہ نہیں اور مساجد پر کافور لگا دیں اور مساجد اسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونوں ہاتھ
 رکبتاہ وقد ماہ لانہ کان یسجد بہذہ الاعضاء فكانت ولی زیادة الکرامة ولا یسرج مشعره ولحيته ولا یقصظ
 اور دو کھنڈی اور دھرم اسکی لگان اعضا پر سجده کرتا تھا واسطی زیادتی تعظیم کی یہ ہی اعضا لائق تر ہیں اور بالون میں اور ڈاڑھی میں لگائی نہ کریں اور نہ ناخن تراشیں
 وشعره لان هذه الاشياء إنما تفعل للزينة وقد استغنی عنها واروی انه علیه الصلوة والسلام قال صنعوا عراکم
 اور نہ بال کترین کیونکہ یہ مسلمان نہایت کی ہیں سوا اسکی کچھ حاجت نہیں رہی اور یہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موت کا
 كما تصنعون بعروسمکم حمل علی التطیب والتطهارة علی التفتیص وازالة الخرج لكون ذلك غیر مستحب فی المیت وروی
 جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دہنوں کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کر فی بر اور جن کی دور کر فی نہیں کیونکہ یہ امور میت کی حق میں غیر مستحب ہیں اور
 عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسر فلا یاس باخذہ ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیم ویصلی علیہ ثم
 ابو حنیفہ اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اسکی کتر نیچا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ملتا ہو تو اسکو نیم کرا دیں اور غار میں پھر
 ان وجہا لیغسل وتعاد صلواته وقیل لا تعاد وان جرى الماء علی المیت او صابا به مطر عن ابی یوسف انه لا یغسل عن الغسل
 اگر پانی مل جاوی تو نہلا دیں اور غار دوبارہ پڑھیں اور کوئی کہتا ہی کہ پھر پڑھیں اور اگر میت پر غر بخور پانی بہ گیا یا مینہ میں پہیگ کیا تو ابو یوسف ہی روایت ہی کہ قائم مقام نہیں
 لانا اخرنا بالغسل وجریان الماء وصابا المطر لیغسل والغریق لیغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی رواية ان
 ہونا کیونکہ حکم غسل دینی کا ہی اور یا نیچا بہتا ہو مینہ میں پہیگنا کچھ غسل نہیں ہی اور ڈوٹی ہوئی کہ ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دیں اور محمد کی قول کا موافق ایک ہی ہے
 نوبی الغسل عند الاخراج من الماء لیغسل مرتین وان لم یغسل ثلاثا فی رواية عنه لیغسل مرة واحدة وغاسل المیت
 پانی میں سی لگاتی ہوئی غسل کا نیت کی ہو تو پھر دوبار نہلا دیں اور اگر نیت غسل کی نہیں کی تو تین بار نہلا دیں اور اگر یک روایت میں انہی کی ایک ہی دفعہ نہلا دیں اور میت کا نہلا دینا
 ینبغي ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الوعر والصلاح واذا تم غسله یکفن وکل واحد
 چاہی کہ با وضوء ہو اور میت کا سب سے زیادہ قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی خدا ترس اور پیر گار ہو اور جب نہلا چکیں تو کفن پہنا دیں اور ہر ایک
 من الرجل والمرأة کفن السنة وكفن الکفاية وكفن الضرورة فی حقها ما یوجد وكفن السنة للرجل قميص وازار ولغافة
 کی کئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفا بیت ہی اور لا چاری کا دھون کی لٹی وہ ہی جو میسر آ جاوی اور کفن سنت مرکب کا قمیص ہی کفنی اور نہ بند اور چادر

فالقیمص من المنکین الی القدمین بلادخریص ولاجیب ولاکمین وکل واحد من الازار واللفافة من الفرق الی

پس قمیص دو نو موڈیوں سی ہا نوون تک بنی کلی اور گریبان اور لی ہمتیڈنگ اور وہ ونو لیغے تہند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا رید تکفینہ ینبسط اللفافة اولاً ثم الازار ثم القیمص ثم یوضع المیت فیہ ویقیمص ثم یعطف

بانو ٹنگٹن جب کفن پہنا دین تو پہلی پوٹ کی چادر بچا دین پہر او سکی اور پھیند پہر او سکی اور قمیص پہر او سکی اور پوٹ کو لٹا کر قمیص کفن پہنا دین پہر تہند

الازار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن یعقد صیانة عن

پہلی بائیں طرف سی لپیٹیں پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر سہی طور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگا دین مبادا

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة وبكرة اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کھس بنادی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہند اور پوٹ کے چھاتی کم نو کو دیکھ مگر لا جاری کو اور کفن سنت عورت کی ٹی پیرا بن اور اوڑھنے

ولنزار ولفافة وخرقة تربط علی ثديها فانها تلبس الدرع ولا تترك جعل شعرها ضعيفتين علی صدرها فوق الدرع

اور تہند اور پوٹ کے چادر اور دانسی جس میں اوکی بیتان چھا دین پس عورت کو پہلی پیرا بن پہر او سکی بانو ٹکی دو ٹنگٹن کر کر پیرا بن کی اوڑھنو وٹوٹو سی

ثم یوضع الخمار علی راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم یعطف الازار واللفافة كما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقۃ

پہر اوڑھنے او سکے سر پر تنق کی طور پر درج کی او پر پہلا کر اوڑھا دین پہر ازار اور لفا فہ کو او سہی طور پر جو مرد وکی حق میں مذکور ہوا الیٹ میں پہر اوڑھنے

فوق الکفان وعرضها ما بین الثدي الی المسرة وكفن الكفاية لها ازار ولفافة وخمار وبكرة اقل من ذلك الا عند

سکٹون کی اوڑھلیٹ دین اساعض بیتان بنی فیکسچا ہے اور کفن کفایت عورت کا تہند اور پوٹ کی چادر اوڑھنے اس کی کمر کردہ ہے مگر

الضرورة ويجعل الکفان قبل ان یدلج فیها المیت وتزاولا یزاد علی خمس علی ما ذکره الزبلی وقال المرغینانی علی ما ذکر

لا جاری کو اور کفن کو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہنچون طاق اور ہانچ باری زیادہ موافق بیان بطبی کی تیر اور رغبتا موافق او سکے جو فیک کے

فی شرح المنبہ ان کان فی المال کثرة وفی الورثة قلة فکفن السنة اولی والا فکفن الكفاية اولی مع جواز کفن

شرح میں مذکور سی کہتا ہی اگر ترک بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولی ہی اور نہیں تو کفن کفایت اولی ہے اگر چہ کفن سنت تو بہی

السنة والمراہق فی الکفن بمنزلة البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

حاضر ہی اور مراہق کفن کی باب میں بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچا تو بہر پہر کہ او سکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوة علیہ فرض کفاية ہی اگر کوئی ہی او اگر دی اگر چہ ایک ہی مرد یا

او سکو ایک کٹر کا کفن یوین تو ہی جائز ہی اور کفنا کر او سپر غاڑ ٹرین اور غاڑ جازہ فرض کفاية ہی اگر کوئی ہی او اگر دی اگر چہ ایک ہی مرد یا

او امرأۃ واحدة تسقط عن الباقرین والا یاتر کل اذا حمل علی سریرۃ فالسنة ان یحملہ امریۃ فتنقر من جوانبہ الاربعۃ

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہیں تو سب گنہ گار موتی ہیں اور چیل و سکو جنازہ پہر اوٹھالی چلن تو سب کو چیم کہ جاتا دھارون طرف سی اوٹھا دین

ان فیه تخفیف للحامدین وصیانۃ للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یتبعہ احد لکن هو کلام

کہو کہ اس میں اوٹھانی والو کو تخفیف ہی اور میت کی کرنی ہی اور اوٹھانی چٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو چکا ہے بیان تک کہ اگر او کوئی ساتھ نہ چلے تو

جماعۃ وتیسر عون بہ فی الشی بلا خبب وعند کثرة الناس وتناوبہم فی حملہ یستحب کل من یحملہ ان یحملہ من کل جہ

جماعت ہے اور چلنی میں چلیری کریں وٹرین نہیں او کثرت بانوہ میں اگر باری باری او سکو چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقوله علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبیرۃ وکفیفۃ حملاہ

دس قدم میں حملنا مستحب ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم کی چلتا ہے تو او سکے چالیس کبیرہ کناہ معاف ہو جاتی ہیں اور چلنی کی طہیت

ان یدتری بالمقدم الامین ویضعہ علی عاتقہ الامین ثم بالمؤخر الامین ویضعہ علی عاتقہ الامین ثم بالمقدم الامین

پہر سی کہی اگلی داہنی جانب اوٹھا کر اپنی داہنے موڈ سے بر کبھی پہر چپے داہنے جانب اپنی داہنی موڈ سے بر کبھی پہر اگلی بائیں جانب اپنی

ویضعه علی عاتقه الایسر ثم بالموخر الایسر ویضعه علی عاتقه الایسر فالأفضل لبقية الناس مشبههم خلفه لأنه اسلخ
 باین موندی بر یکی بر یکی باین جانب اپنی باین موندی بر یکی اور باقی لوگو کو یہ افضل ہی کہ جنازہ کی سچی سچی چلن کو نہ کہ صرف
 فی الاعتاط واذ بلغوا قبره بیکره لهم الجلوس قبل وضعه علی الارض ولا یکره بعد وضعه هذا فی حق من یشوق مع الجنائز
 کی طبیعت خوب ہی اور جب قبر کی بارخیزن تو اوکو کو وہی کہ جنازہ زمین پر اوتا ہے چلے بیٹھ جائیں اور جن میں پراوتا کر کے نہ ہوں تو انکی حق میں ہی جو جنازہ کی سچی چلن
 واما الذی یرجع الی المصلی وجلسوا ینظرونها فی مہما فالصمیم انما یقومون قبل الوضع وکذا من کان قاعدا علی
 اور اگر کسی قوم آگے جا کر جنازہ گاہ میں اسکی منفرتی سے ہوں پراوس جنازہ کو ان لیکر آویں تو صحیح ہے کہ یہ قوم جنازہ میں نہ لگتی ہیں بلکہ اگر چاہیں سترہ بیٹھیں
 الطریق فمرت به الجنائزۃ الا ای المراد ان یتبعها یا یرد فی الاحادیث من القیام لها منسوخ ولا ینبغی لمن یتبعها
 اور وہ ان کو جنازہ آجادی ان کو جنازہ کی ستمہ جانیکا ارادہ کرتی ہے چاہا اور وہ جو حدیث میں جنازہ کی لگی کہ اسکا آباہی سنو سچ، اور ساتھ جانیکا اوکو جن میں جنازہ
 ان یرجع قبل ان یصلی علیها وبعد ان یصلی علیها قالوا لا یرجع الا باذن اهلها وذاکر فی الحیط ان الرقیق یسعد الرجوع
 کہ جنازہ کی پہلی ہر گز چل آویں اور بعد نماز کے ہی کہتی ہیں کہ بدون عازتہ فی جنازہ کے جانوں اور عین کو سچ کہ غلام کو مصافقہ نہیں کی جائے
 بغیر اذنہم وهو لوجه والا ولی علی ما ذکر فی شرح المنیۃ ویحقر القبر واختلف فی مقدار عمقه فقیل قدر نصف القامة
 علی میت کی جلا عادی اور موافق مذکور شرح منیہ کی یہی ہیکل راوی ہے اور قبر کو دین اور اس کے گہرا زمین مختلف ہے کوئی کہتا ہی بقدر زمین قد آدم
 وقیل الی الصدور ان زادوا الی القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فیہ الحد وهو ان یحفر فی جانب القبلة منہ
 اور کوئی کہتا ہی عیسے اور اگر گہرا بر قد آدم گہری کرن تو افضل اور حسن ہے پراوس میں اگر حد نبی بیان میں نہ ہے تو حد نبی حد نبی ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبر کی طرف کل
 حفرة ویوضع المیت فیها وان كانت الارض رخوة فلا یاس بالشق وهو ان یحفر فی وسط الارض حفرة کالذہر ویبني جانباً
 کہو کہ اوکی اندر وہ کو کر دین اور اگر زمین پس ہی کرور ہو تو شق کا کچھ مضامین شق یہی کہ قبر کی چون چ نہ کی مضامین کہو دین اور اوکی کو نو پہلو
 باللبن ویوضع المیت فیها وتسقف باللبن ولا یسلسق المیت والسنة ان یوضع المیت فی قبره من جانب القبلة
 کہو ایت میں جن کو اوکی اندر وہ کو کر دین اور کچھ ایت میں چہا نہیں اور چہت بیت ہی در ہے اور طریق سنو نہیں کہ میت کو قبر میں قبلہ کی طرف سی اوتار دین
 ولا تعین فی عدد الواضعین بل المعتبر حصول الکفایۃ وتراکانوا وشفعوا ویقول جمیعہم عند الوضع بسم الله و
 اور اوتار دینی والوکی کئی مقرر نہیں ہی بلکہ یہی متعبر ہے کہ جعفر کفایت کریں طاق ہوں یا جفت اور اوتار دینی وقت کے سب یہی ہیں بسم الله و
 علی ملۃ رسول الله ویوجه الی القبلة ولا یلقی علی ظہره وتحل العقدۃ لانہا كانت لحق انتشار الکفن وقد حصل
 علی ملۃ رسول الله اور میت کا منہ قبلہ کی طرف بہترین جہت نہ پراویں اور اگر کہو دین کہ چونکہ کہ وہ تو اسکی تہی کہ کفن نہ کھل جادی سوئی
 الا من منہ ویلبسوی اللبن والقصب علی الحد بیکره الاجر والخشب لانہما لا یحکم البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذا
 میں نہایت ہو اور حد بر کچھ ایت یا باب پہل دین اور کچھ ایت اور کچھ بیان کو دین کہ چونکہ یہ دونوں چائی شخص کو طے کے واسطے ہیں اور نہ کچھ اور نہ کچھ جگہ ہے اور
 الرحم الحرّ والولی یوضع المرأة فان لم یکن فاهل الصدام من الاجانب ویسجی قبرها بثوب حال الوضع حتی یجعل اللبن
 حور کو دانا کی لگی محمد شخص لگی اگر موجود ہو تو اجنبی بر پیر کار اور عورت کی قبر پر اوتار دینی ہوی جب تک کہ کچھ چکن کچھ نہ ہی
 ونحوہ علی الحد لان مبنی حالہن علی الستر ولا یسجی قبر الرجل لان مبنی حالہن علی الکشف ثم یہال علیہ التراب لیسلم القبر
 پر وہ کئی برین اسکی کہ عورتوں کی حال ہی سب سے ہے اور مرد کی قبر پر وہ نہیں چاہا اسلے کہ مرد و عورت کے حال میں یہو مناسب ہے پراوس میں دیکھیں دین اور قبر کو بالستر پراویں
 قدر مشہور ولا یسطر ولا یزاد علی التراب الذی خرج عن القبر ولا یاس برش الماء علیہ کیلا ینتشر التراب بالریح ویکره ان یمس
 اور کسی شہ جانوں اور عورتوں کی اور بری ہی سوئے قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اس پر پراویں کہ کچھ مضامین تاکہ مٹی ہوئے اور چاہا اوکو کہ وہ پراویں
 علیہ بیت اوقۃ ونحو ذلک وکذا یکره وطوءه والجلوس علیہ والنوم لادیہ والصلوة الیہ لما روی عن مرثد الغنوی
 یا صبح وغیرہ ناویں اور ایسی ہی یا بایا کرنا اور سپریشن اور اس کے پاس سونا اور اس کے طرف کو نماز پڑھ کر کہ وہ اب ہی نہ غنوی ہی

نهی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور بسند الذریعة الشریک لکن ہم حدث العهد
تونی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ابی یارونکو او اہل اسلام میں زیارت قبوری منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ نہ ہو جاوی کیونکہ اوکو کفر چھوڑی ہوئی تھی
بالکفر تہ لما تمکن التوحید فی قلوبہم اذن لهم فی زیارتہا وعلیہم کیفیتیہا قاسرة بفعلہ و تاسرة بقولہ وذلك فی الاخذ
تہوذا القدر تہا بہر جب توحید اوکی دلون میں جم گئی تو اوکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوکی کیفیت سکھایا کہی کہا کہ کہی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں
الکثیرہ بعضہا فی الاذن وبعضہا فی التعلیم وفي ضمنہا بیان الفائدة اما التي فی الاذن فمنہا ما روى عن ابی سعید
ہی بعضی در باب اذن میں اور بعضی در باب تعلیم اور او کے ضمن میں جو ایہ لکھایا ہے ہی بہر جو کہ در باب اذن میں اون میں ہی ایک یہی ہے ابی سعید روایت
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی كنت نهيتکم عن زیارة القبور فزوروا فان فیہا عبرة ومنہا ما روى عن علی بن
کعبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں عبرت ہے اور ایک یہی ہے علی بن ابی طالب
الی طاہر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی كنت نهيتکم عن زیارة القبور فزوروا فانہا تذکرکم الاخرة ومنہا ما روى
روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلائی تاکہ اس میں عبرت ہو
عن ابن مسعود انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال كنت نهيتکم عن زیارة القبور فزوروا فانہا تہد فی الدنیا واما
ابن مسعود روایت میں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہم نیا چھوڑا ہے ہی اور ایک یہی ہے
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال زوروا القبور فانہا تذکر الموت ومنہا ما روى عن ہریرۃ انہ علیہ السلام
ابی ہریرہ کی روایت میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلائی تاکہ اس میں عبرت ہو اور ایک یہی ہے ہریرہ روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال كنت نهيتکم عن زیارة القبور فمن اوردان يزور فليزور ولا تقولوا هجرا واما التي فی التعلیم فمنہا ما روى عن ہریرۃ
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کری تو زیارت کری اور بیوقوف نہ کہو کہ وہ حدیثیں جو تمہیں بائین میں سوائے یہی ہے ہریرہ کی روایت سے
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یعلمہم اذا خرجوا الى المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین والمؤمنین
کہ نبی علیہ السلام سکھاتے تھے ہی جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم ای اہل قبور مومنین اور مسلمین
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون انتم لنا سلف ونحن کم تبع نسئل اللہ لنا ولكم العافیة ومنہا ما روى عن ام المؤمنین
اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں تم ہماری پیشوا ہو اور ہم تمہاری تابع ہیں یا علی بن ابی ہریرہ عافیت لکے ہیں اور ایک یہی ہے ام المؤمنین
عائشہ انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف اقول یا رسول اللہ فی زیارة القبور قال قولي السلام علی
عائشہ روایت سے کہ نبی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام
اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقرین منکم والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ومنہا
اہل دیار مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کری انہوں میں ہم میں آئیں میں ہی اوچھوٹوں پر اللہ انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں اور ایک یہی ہے
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ
ابو ہریرہ کی روایت میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لی گئی سو آپ نے فرمایا سلام تمہاری دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ
عن قریب صحتہم لاحقون ومنہا ما روى عن ابن عباس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج بقبور المدینۃ فاقبل علیہم فقال
علیہم السلام ہی ابن عباس کی روایت میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر گئے گئی سولہ ہزار صحابہ ہو کر فرمایا
السلام علیکم یا اهل القبور یرحم اللہ لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالانوار فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین فی ہذا لاحاد
سلام نمبر ای اہل قبور خدا بخش ہو اور تمکو ہماری اہل سواد ہم تمہاری جہی میں ہی تمہیں ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان حادیث میں
فائدة زیارة القبور وہی احسان الزائر الى نفسه والی اهل القبور اما احسانہ الی نفسه فتذکر الموت والاخرة والیہ
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرتے ہی کی حق میں اور اس قبور کی حق میں پہلا ہی ہے اپنی حق میں تو یہ پہلا ہی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور تشریف

فی الدنيا والاغلاظ والاغتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والغفران وسؤال العتق
 ویناکی اور پیغمبری اور صحت اور اہل قبور کی حق میں پہلائی یہی اور سلام پہنچانا اور وہی اسی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور دعا کا سوال کرنا
 قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یجوز لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی ہریرة انه علی الصلوة
 عامرہا کہتی من یہ مروی کی حق میں ہی اور یہی عورتیں سوائے کوحلال نہیں کہ مقابر میں جایا کریں اسلمی کہ ابو ہریرہ صریحاً فرماتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 لعن زوارات القبور وذكر فی نصاب الاحتمساب ان القاضی مسئل عن جواز خروج المرأة الی المقابر فقال لا ینسئل
 فہوین بن سجا والی عورتوں پر لکھا ہے اور نصاب الاحتمساب میں لکھا ہے کہ قاضی کی سنی پوچھا کہ آیا عورتوں کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا یا تم نے
 عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقھا من اللعن فانھا لما نزلت الخروج كانت فی لعنة الله تعالی
 جواز کو کیا پوچھتا ہے یہ پوچھ کہ عورتوں پر کتنی لعنت برستے ہے یہ ایک حسب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اسی لعنت اور لعنت
 وملثکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا انت القبر یلعنھا روح المہیت واذا رجعت تكون فی لعنة الله تعالی
 فرشتوں کی لعنت میں ملے گی ہی اور جب جہیزتی ہی تو شیاطین اس کی ہڈیاں پھینکاں اور جب قبر پر جا پونگی ہی تو شیخ روح نکلتے ہے اور جہیزان ہی ہوتی ہی تو خدا اور فرشتوں کی لعنت
 وملثکته حتی تعود الی منزلھا وقدر روی فی الخبر ایما امرأة خرجت الی مقبرة یلعنھا ملثکة السموات السبع والارضین
 رشتی ہی جب تک اپنی قبر میں آوی اور روایت ہی حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی لعنت
 السبع وایما امرأة دعت للمہیت بخیر ولم تخرج من بیتھا یعطیھا الله تعالی ثواب حجة وعمرہ وروی عن سلمان البہرقی
 کہتی ہیں اور جو عورت میت کی الٹی قبر میں پڑتی ہی پھر نکرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ صریحاً فرماتے ہیں
 انه علیہ الصلوۃ والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب دارة فالت بنتہ فاطمة رض فقال لها من
 کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک درس مسجد سے باہر اگر اپنی قبر کے دروازہ پر پڑ گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہیں آپ نے پوچھا کہ کیا
 ابن جثث فقالت خرجت الی منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرھا فقالت معاذ الله ان افعل شیئاً بعد
 آتی ہی عرض کیا فلائی عورت کی قبر گئے تھے وہ جو مر گئی ہے فرمایا کیا اس کے قبر پر گئی ہی عرض کیا خدا بناہ میں کہی است کہ میں ایسا کام کروں بعد
 ما سمعت منذ سمعت فقال لو ذهبت قبرھا لم تریحی بالثألة الجنة فعلم هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
 کہی کہیں میں بھی ہوں آپ سے پوچھتا آپ نے فرمایا اگر تو قبر پر جاتا تو جنت کے خوشبو سنو گیتے اس میں ان کی مطابقت بخیر بارت نور کا سارا طرہ کر گیا
 ینبغی ان لا یكون خطہ من زیارته لھا الطواف علیھا کالبھا ثم یل ینبغی لھ اذا جاءھا ان یسلم علی اھلھا ویخاطبھم
 تو اس کو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبر میں ہی پہنچا کہ خطہ فرما لھوای ہی نہیں پڑے بلکہ یہ چاہئے کہ جب قبر پر آوی تو مغفور پر سلام پہنچی اور حاضرین کے
 خطاب الحاضریں ویسألھم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتمرھم کان تحت التراب انقطع
 خطاب کری اور وہی اسی خدا ہی رحمت اور مغفرت اور عافیت ملے گی چنانچہ اوپر احادیث میں آچکا ہی ہے ہر اس کی حال ہی جو مٹی تلے دب کر اٹھ اچا ہے
 عن الاہل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وكان قبرہ مروضۃ من ریاض الجنة
 حدیث ہو گیا ہے عورت پکڑی کہ یہ جو قبر میں داخل ہو کر سوال جواب میں گرفتار ہوا آیا اچھا جواب دے یا کہ اس کی قبر مشیت کی بارخ کا ایک چمن ہوئی ہو
 او اخطأ فی الجواب وكان قبرہ حفرة من حفرة النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
 یا جواب میں جو کہ گیا کہ اس کی قبر ایک گڑاؤں کی گڑ بھونچ گئی ہو یا پانی کی گڑ بھونچ گئی ہو کہ گویا میں مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال و اہل اور
 ولہ ومعارفہ وبقی جیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب ماذا ینبغی حالہ ویکون مشغولاً بهذا الاعتبار فادام
 اولاد ووردت چوٹ گئی اور میں اکیلا تنہا رہ گیا اور اگے یا مجھے سوال ہو رہا ہی اب کی جو پٹن اور میرا کیا حال ہو گیا اسہی عورت میں مشغول ہی جب تک
 هناك یتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیہ واما قراءة القرآن هناك فجوزھا بعض
 ان مور نہایت خوف کے ساتھ ہی کہ وہ بھی عذرا کرے کہ اس کی کثیر التجا کرے کہ قبر پر قرآن پڑھنا بعض علماء جانتے ہی ہیں

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولاً بالاعتبار وقرارة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر
 اور بعض نے منع کرتے ہیں کہ کسی کو چاہئے کہ جنت میں جا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں حور اور
 واحضار الفکر فیما يتعلق بالاعتبار والفکر لا یجتمعا فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل فیما اعتبر فی وقت
 فکر فلا جدید ہو جڑ سنا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک ل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہو سکتے اور کوئی حقیر کو ایک وقت میں نہ ہو
 وافر فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنہ
 اور فکر وقت قرآن پڑھنا ہون اور حال ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اس کے رحمت و توفیق ہی بامید ہی کہ اس رحمت میں ہی کہہ لیں جو کہ ہر ایک فائدہ بخشی تو اس کے جواب کے
 من وجہ الاول ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولاً بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسؤال
 میں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوجہ وقت صحیح میں اور موت کی خوفین اور فکر بیکر کے سوال غیر میں
 المکین وغیر ذلک عبادۃ ابصار والوقت لیس محلاً لالھدۃ العبادۃ فقط فلا یخرج من عبادۃ الی عبادۃ اخرى لاسیما
 مشغول رہیں ہی عبادت ہی اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسرے اختیار کر لیں تو چاہئے خاص کر
 لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیتہ و اھدی ثوابہ الیہم بان قال بلسانہ بعد فراغہ من قراءتہ اللہم اجعل ثوابی
 دوسری کی کوئی دوسرا جواب ہے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھ کر ثواب بل جو کہ ہر ایک کو اس طور قرآن پڑھنے سے خلیج ہو کر زبان کے الہی اس قرأت کا ثواب
 قراتہ لاهل القبور لوصل الیہم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیہم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورہم
 بل جو کہ ہو چکا دی تو البتہ یہ ثواب و کو ملے گا کہ ہر ایک قبور کو ثواب ہی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف ہو جاتی ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن غیر پڑھا جائے
 والثالث ان قراءتہ علی قبورہم قد یکون سبباً للعذاب بعضهم اذ کلما مرت ایۃ لم یعمل بہا یقال لہ اما قرأتہا معہما
 تیسرا جواب یہی کہ قبروں پر قرآن پڑھنے ہی کسی مردہ کو عذاب ہی ہونی لگتا ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن پڑھا جائے
 فکیف خالفتمہ ولم تعمل بہا فیعذب لاجل مخالفتہ بہا والرابع ان السنۃ لم تزد بہا وکفی بہا صنعاً فاذا کان كذلك فلا
 پہلی مخالفت کی گئی اور ہر ایک کو یہ کیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوگا اور جو جواب ہے کہ چھوٹے بن نہیں آیا اور منع کر کے بھی کیا ہی عبادت ہو تو زائر کو
 بالزائر ان یتبع السنۃ ویقف عند ما شرع لہ ولا یتعدہ لیکون محسناً الی نفسہ والی اهل القبور لکان زیارة القبور
 لای ہی کہ سنت کا اتباع ہی اور شروع ہر توقف کری تجاؤز کری ناگہا اور اہل قبور کا محسن ہو دی ہستی کہ زیارت قبور کے
 نوعان زیارة شرعیۃ و زیارة بدعیۃ اما الزیارة الشرعیۃ التي اذن فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمقصود
 دو طرح کی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہی حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جازت ہی اس مقصد
 منها شیئان احدهما مراجع الی الزائر وهو لا تعاض والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیہم الزائر ویلے عن
 اور ہی وہی بن ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی نہ بدیوری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر کو سلام ہو چکا دی اور اس کی فی حق
 لهم واما الزیارة البدعیۃ فہی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطرف بہا وتقبیلہا واستلامہا وتغفر الخیر
 کری اور زیارت بدعی یہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو چاہی اور اس کی طواف کر لیں اور قبروں کی ہوسہ اور چوٹی کو اور سونہر قبروں
 علیہا واخذ ثوابہا ودعا عاصیہا والاستغاثۃ بهم وسؤالہم النصر والرزق والعافیۃ والولد وقضاء الدین وتفریح
 فنی کو اوفہ ان کی بھی لیں کو اور اہل قبور کو بکار کر اوت ہی مدد مانگنی کو اور اونی باری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور دای قرض اور کہنا
 الکریات واغاثۃ اللھفان وغیر ذلک من الحاجات التي کان عبادا الاصنام یتساءلون من اصنامہم فان اصل
 ستموٹھا اور اولاد بھاروں کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جو بہت پرست اپنی بنوں سی مانگتی ہیں بیشک اس میں
 هذه الزیارة البدعیۃ الشریکۃ ما خوذ منہم ولین شیء من ذلک مشروفاً باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعلہ مرسل ولا
 زیارت بدعی شرک کی بت بیستوں کی ہی ہوئی ہی اور کوئی امران میں باتفاق تمام علماء مسلمین جائز نہیں ہے سو اس کے کہ تو یہ رسول کا

وہی ہے کہ قرآن پڑھنے سے خلیج ہو کر زبان کے الہی اس قرأت کا ثواب

صلیہ فی الدعاء للخی فانما لکننا اذا قمنا الی جنازة ندعواله ونستغفر لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعواله ونستغفر لانه
 دعاء له فی اولی جنازہ نہیں سو ہم لوگ جہاں کے سب سے پہلے کڑی ہو کر اویسے دعا کی تھی کہ اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس کے لئے دعا مانگ کر اور اس کے
 بڑے قبیرہ بعد الدفن اشدا احتیاجا الی الدعاء لہ منہ علی نعشہ لانہ حیثین معرض للسؤال وغیرہ علی ما روی عن عثمان
 بن عفان انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفر ولاخیکم واسالوا لہ
 التبتیت فانہ لان یسئل وروی عن سفیان الثوری انہ قال اذا سئل المیت عن ربک یأثر لہ الشیطان فی صوۃ
 کرمہ ثابت رہی کیونکہ البعض سوال ہوگا اور سفیان ثوری ہی روایت ہی کہ وہ کہتا تھا جب میت سے سوال ہو جائی تو رب کو کہہ دے اور اس کو شیطان صوفی نہ کر
 ویشیر الی نفسه انی انارک قال الترمذی ہذا فتیۃ عظیمۃ ولذلك کان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یدعو بالنسب
 نظر تھی اور نبی طرق اور تہا کی تہا رب بن ہون ترمذی کہتا ہی یہی ہوتا تھی بسبب ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کی دعا مانگا کرتی تھی کہ
 اللہم ثبت عند المسئلۃ منطقہ وافترابواب السماء لروحہ وكان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللہم
 ائیی سوال کی وقت اس کی بات کو ثابت رکھی اور اس کی روح پر آسمان کی دروازہ کھول دی اور یہ ایک عباتی تھی کہ میت کو لحد کی اندر رکھ کر کہہ کرے عاتین ائیی
 اعذہ من الشیطان الرجیم قہذہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اہل القبور بضعا وعشرین سنۃ
 اس کو شیطان راندہ ہی مجھ بس یہی طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق میں کئی اور پچیس سال رہا
 وھذہ سنۃ الخلفاء الراشدين وطریقۃ جمیع الصحابة والتابعین فبدل اہل البدع والضلال قولہا غیر النبی قیل
 اور یہی ہی تہذیب خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی یہ گراہ ہے جتنوں نے وہ بات جوادہ ہی کہی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لہم فانہم قصدوا بالزیارة التي شرعها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالہم بالمیت و
 انکی مراد زیارت ہی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت اور زائر کی حق میں ایک عبادت کرنا ہے ایسے کہ میت کے پاس سے
 الاستعانة بہ ولیس هذا الفتۃ التي قال فیہا عبد اللہ بن مسعود کیف اذ البستکم فتۃ یہرم فیہا الکبیر
 اور استعانت کرنا اور یہ وہی فتیہ ہے جس میں عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہے کیا حال ہو گا جب تکو فتیہ ذیاب لیجاہمین بڑا بڑا ہو جاوے
 وینشأ فبیہ الصغیر یخیر علی الناس تتحد ونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ قال ابن قیم فی اغاثتہ ہذا بدل
 اور یہ جوان ہو جاوے تو کون بوجہ گداری کا اس کو سنت پھر لینے اگر اس کو بدین تو یہ کہیں سنت بدلے ابن قیم اغاثتہ میں کہتا ہے ابن مسعود
 علی ان العمل اذا جرى علی خلاف السنۃ فلا اعتبار ولا التفات الیہ وقد جرى العمل علی خلاف السنۃ منذ زمن طویل
 اس قول سے معلوم ہوتا کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو وہ کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کو کچھ توجہ اور مدت دراز سے عمل خلاف سنت ہو گیا
 فاذا ان لا بد ان تكون شدید التوفی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الحکم ہور فلا یغرنک ا طباقہم علی ما حدث
 سب سے خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات ہی بہت ہی بجا جا رہے اگرچہ وہ سب مجہو متفق ہوں انکی اتفاق برہ ہو لیا کہ بدعات پر جو
 بعد الصحابة بل ینبغی ان تكون حریصا علی التفتیش عن احوالہم واعمالہم فان اعلم الناس واقربہم الی اللہ اشبہہم
 بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہیں کہ کچھ کو بدعت ہی کہ انکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑا عالم اور اللہ کا بڑا مقرر ہی جو انکی ساتھ
 واعلمہم بطریقہم اذمنہم اخذ الدین وھم اصول فی نقل الشریعۃ من صاحب الشرع فلا بد ان لا تكثر بحال الفتۃ
 خوب لیا ہو انکی طریقہ خوب تفتہ ہو اسو علی کہ دن انکی ہی حال ہو ہی اور ہی صاحب شریعت نقل کر نہیں اس میں سوچنا لازم ہی کہ انکی اصل عمر کی مخالفت
 لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیہ السلام اذ قد جاء فی الحدیث ان اختلاف الناس فعلیکم بالسواد الام
 صحابہ کی موافقت میں کچھ فکر کری کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اس دورہ ہو جاوے تو بڑی انہ کو

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان
 عبد الرحمن بن اسمعيل جابوت مشهور في كتابي جس بگير لزوم جماعت کا حکم ہے مگر ادا کے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
 المتسك قليلا والخالف له كثيرا الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل
 حق مال تھوری اور اس کی مخالف بہت ہوں یا درہی حق وہ ہی ہے جماعت اولیٰ رہی ہے یعنی صحابہ اور ان کی بعد جو باطل بہت پھیل گیا اور
 بعدہم وقد قال الفضيل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين وايضا وطرق الضلالة
 کچھ اعتبار نہیں اور فضل بن عياض فی ایسی بات کہی ہے کہ مغازی میں ہیں راہ ہدایت پر نگارہ اس کی جلیق والوں کی کمی سے بھگوان کے خلیہ ہو گا اور اگر ایسی کمی ہو تو نہ ہی بچا رہ
 ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسبب اني زمان بعدكم
 اور ان کے کچھ کثرت سے ہو کر میں نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہے تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں بہتر وہ شخص ہے جو عمل میں جلدی کری اور تمہارا بعد ایسی زمانہ آنا ہی
 خيركم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان بل
 کہ تمہارا وہی شخص ہے جو ثابت رہے اور توقف کریں بہت شہادت کے امام غزالی کہتے ہیں کہ ایک بچہ کہتا ہے کہ جو شخص میں زمانہ میں ثابت نہ رہے بلکہ
 وافق الجاهير فيهم فيه وخاض فيما خاض فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدة وقوامه ليس بكثرة
 جمہور کا ساتھ دی ہو وہ کر رہی ہوں ان کی فکر میں غور کرنے لگی تو ہلاک ہو دیکھا جیسے وہ ہلاک ہو گیا کیونکہ دین کی اصل اور محکمگی اور ہستواری۔
 العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجمع وغيره وانما هو باحترازة من الافات والعاهات التي ياتي عليه من البدع و
 مہادت اور تلاوت کی کثرت سے اور یہ ہو کہ ہم ایسی رہ کر عبادہ کرتے ہیں جو دین کی استواری صرف اوقات اور صدقات کی کمی سے ہو جائے اور بدعتوں سے
 المحدثات التي تؤدي الى تبدله وتغيره كما تبدل وتغير اديان الرسل عليهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا
 نئی نئی باتیں گزرت ہیں جس میں دین تمام بدل جاتا ہے جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اس ہی سے بدل گئے ہیں ان کی موافق
 ينبغي المؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شيء وكثرة عبادته انه على الحق فان تصميمه بخدم ربه وعنه
 مومن شخص کو چاہی کہ قریب میں آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی ثنوت عبادت سے یہ استدلال نہ کری کہ وہ حق ہے کیونکہ اس کا تصمیم کسی بدعت اور اس سے قطع نہ کرنا
 ولو نشتر بالمناشيد لا يدل على كونه على الحق فيه لان جوفه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث
 اگرچہ وہ دشمن میں پہل جھاکر پریم لالت نہیں کرنا کہ اس باب میں حق ہے کیونکہ اس کا جزم اور تصمیم دوسرے راستے نہیں ہے کہ وہ حق ہے بلکہ اس جہت سے ہے
 نشأته بين قوم يدينون به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم بشئ حقا كان او باطلا لا ترى ان مثل هذا
 کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ وہ اول کر دیکھتا ہے جانتی ہے کہ وہ بدعت اور اپنی غلطی اور حق کی تصمیم ہو یا باطل بلکہ اپنی غلطی ہو یا درست کیا دیکھتا نہیں ایسی ہی
 التصميم يوجب عامة من ذوى الجمل المركب كاليهود والنصارى ومن في معانهم وان كان كذلك فالواجب على كل
 تصمیم تمام عام لوگ جمل مرکبوں میں جیسے یہود اور نصاریٰ اور جو انکی مثال ہیں یہ ہیں موجود ہی جب یہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس میں تاثر
 مسلم في هذا الزمان ان يجتزعا الاختار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي
 واجب ہی کہ ایسے شہادت اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے بچتا
 استانس بها وترى عليهم افاغتها سم قاتل قل من مسلم من افاغتها وظاهره الحق مع ما لا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي لفظها
 مالف ہو رہا ہے اور سہی میں پرورش نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ قاتل ہی کیا ہے بلکہ یہی حال میں حق کو نظر ہو رہا ہے کیا دیکھتا نہیں کہ فرض نہیں آئے تاکہ کسی بدعت
 نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطفغيا منهم ولذلك
 ان کی جان لگی ہوئی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی ہدایت اور بیان کو منانا اور اس ہی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور سہی لگے
 كان ابن مسعود يقول اياكم وما يجرت من البدع فان الدين لا يدن هب بكرة من القلوب بل الشيطان يجرد لك
 ابن مسعود کہتا کرتے تھے تمہاری بدعات بھجو کیونکہ دین ایک بارگی دلون میں سے نہیں جاوے گا بلکہ شيطان تمہاری لئے چھین لگاتا جاوے گا

بدعالحق ینذهب الایمان من قلوبکم نسل الله بقلی ان یرزقنا الحق حقاً ویرزقنا اتباعه ویرزقنا الباطل بالباطل و
 آخره یوتی موتاً تمهیداً و لو فی حق ایمان یحل جاد یجاء بهم خدای من کثیر یخرجون حقاً ظاهر کریم و ادوا کما اتبع ناصیب کریم و هم بر باطل کو
 یرزقنا اجتنابه المجلس الثامن والخمسون فی بیات ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
 باطل ظاهر کریم و ادوا کما اتبع ناصیب کریم انما یومن بجلوس موت کی یاد گاری اور اسکی تیاری کی لزوم من رسول الله
 الله صلی الله علیه وسلم اکثر و اکثر هانرم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابیة رواه ابو هريرة
 صلی الله علیه وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یاد گاری شی لذت شکر کی یعنی موت کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث نہیں ہے ابو ہریرہ کی روایت
 ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاكثر و اذکره حتی تستعد له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثر و اذکره
 سی اسکی یہ معنی ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہے سو اسکو ہر وقت یاد کرو تاکہ اسکی سامان میں لگو بیشک قول علیہ السلام کہ اکثر و اذکرہ
 هانرم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیہا جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقيقة ینقص علیہ لذة الحاضرة
 لذات توڑنی والیکہا کلام نہایت مختصر ہے پر اس میں تمام مواعظ ہر وی میں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد کرے گا تو اس پر لذت حالیہ
 ویمنعہ من تغلب فی المستقبل ویزہد فیما کان یوصلہ منها لکن النفوس الراكدة والقلوب الغافلة تختلج فی التثیر
 کمتر جو ادگی اور اسکو آئندہ کی آرزو سے بند کر دیتی اور جو امیدیں بجاتا ہوگا سب چھوڑ ادگی بر نفوس سستہ اور غافل ہو کر کو یہ حاجت ہے
 اللفظ و تطویل الوعظ ولا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثر و اذکره هانرم اللذات الموت مع قوله تعالی کل نفس ذائقة
 کہ عبارت دراز اور غلط طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جگہ میں زیادہ کر دیا گاری لذت توڑنی والیکہ حقیقت میں ہمارے اس کے
 الموت ما یکفی السامع لہ والناظر فیہ لان ذکر الموت یؤثر استشعاراً لا یرتجى عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
 بر جان چکنی والی ہی موت کو اس قدر صمیمانہ ہی کہ سمجھنے والیکہ اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلی کہ موت کی یاد کرنا ہر اس ارغاف میں ہی لگتی ہے اور
 لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدہ محض رضاء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة
 ہر لحظہ در باقی کیطرت متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہے سو اسلی کہ علم کہتے ہیں کہ موت فرا عدم اور صرف فنا ہی نہیں ہے بلکہ موت کیا ہی
 عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حدث قال
 تعالی روح کا بدن سے جھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گہری دوسری گہری میں جلا جانا الموت
 فاصابتکم مصیبة الموت فالتموت هو المصیبة العظمی واعظم منہ الغفلة عنه وعدم ذکرہ وقلة التفكير فیہ مع
 بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالیٰ فی ہی اسکا نام مصیبت کہتا ہی جہاں فرمایا ہو گا تو یہ مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور وہی بڑہ کر موت ہی غفلت
 ان فیہ وحده لعلہ لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامامة اجتمعت علی ان الموت لیس لہ من معلوم ولا زمن
 یاد کرنا اور اس میں فکر نہ لگانا اور جو بکرمٹ اور میں ہجرت لانی والیکہ بڑی ہجرت ہے اور قرطبی فی ہی تذکرہ میں کہتا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال نہیں ہے نہ
 معلوم ولا فرض معلوم وانما کان كذلك لیکون المرء علی هیبة منہ مستعداً لہ لکن من غلب علیہ حب الدنیا والافہا
 زمانہ معلوم اور نہ کوئی فرض مقرر اور ہم اسلی ہی تاکہ آدمی ہر دم اور سے ڈرے اور سامان کرنا ہی لیس کہ جبر دنیا کی محبت غالب ہو اور اسکی تذکرہ نہیں
 فی لذات ہا لا محالة یتغفل عن ذکرہ ولا یدکرہ بل اذکر عندہ بکرمہ و ینفر عنہ طبعہ لان غلبۃ حب الدنیا فی قلبہ
 کہتے ہی بیشک اسکی یاد سے غافل ہے کہی یاد دہین کرتا بلکہ اسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو اسے اتنا ہی اور اسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسکی کہ اسکی دل میں نہاکی
 ورسوخ علائقہا فیہ یمتنع عن التفكير فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکرہ وان ذکرہ ینکرہ للتأسف علی الذل
 محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقہ موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اسکا ذکر اچھا نہیں لگتا اور اگر موت کو یاد ہی کرے ہی تو دنیا کی تأسف پر
 و ینشتغل بذمہ و بزیادہ ذکرہ بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کرہ لقاء الله تعالی کرہ لقاءہ ومعہ هذا
 موت کی برائیوں کو یاد ہی اور موت بالیسا کر اللہ تعالیٰ سے اور ہی وہ کر دیتا ہی سو اسلی کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جانتا اللہ تعالیٰ کو صورت دینی

فتذكر الموت خيره لان تذكر الموت ينقص عليه غفيمه ويذكر عليه صفوة لذته على الانسان لذته وينقص
 مكره كبتا به شهيد موت كما يذكروا بهر هي اسلم الموت كما يذكروا بهر هي اسلم الموت كما يذكروا بهر هي اسلم الموت
 عليه شهيدته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبي عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هان من اللذات لان الانسان لا ينفك
 كروى و هم اسباب سعادت من هي اسلم الموت كما يذكروا بهر هي اسلم الموت كما يذكروا بهر هي اسلم الموت
 عن حالتين اما في ضيق ومحنة او في سعة ونعمة فان كان في ضيق ومحنة فذكر الموت يسهل عليه ما هو فيه بان
 ينهين موتا يا تنكح اور محنت من با فراحي اور نعمت من پس اگر شخص تنگي اور محنت میں ہی تو موت کا یاد کرنا اس پر تنگی اور محنت کو تباہی
 بزل ولا يدوم والموت اصعب وان كان في سعة ونعمة فذكر الموت يمنعه عن الاغترار بها والسكون اليها كما
 كبريه فنبأ هو لا اله الا هو شهيد كونه من هو اور موت اس پر محنت ہی اور اگر فراخی اور نعمت میں ہی تو موت کا یاد کرنا اس پر فراخی اور نعمت کو تباہی
 روي انه عليه الصلوة والسلام قال كفى بالموت واعظا وقال للفاط من اكثر ذكر الموت اكرم بثلاثة اشياء تفعل
 روايت به كبري عليه السلام في منرا يا موت نصوت كرسيك كفايت كرتي هي لغاف كبتا بهر هي جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا تو اس کو تین باتیں حاصل ہوں گی جلد
 التوبة وقناعة القلب نشاط العبادة ومن نسي الموت عوقب بثلاثة اشياء تسويق التوبة والحرص على الدنيا
 توبہ اور دل میں قناعت اور عبادت میں سرور اور موت کو بہر لا رہے گا توبہ میں باقونین مبتلا رہے گا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
 والتكاسل في العبادة وقالت ام المؤمنين عائشة رضي الله عنهما ما يرضون الله هل يحشرهم للشهداء احد قال نعم من بين ذكر الموت
 عبادت میں سستی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بوجہ یا رسول اللہ کو ملی شہداء کے ساتھ ہی اور یہاں فرمایا مان جو ہر روز
 في اليوم واللييلة عشرين مرة وسبب النبل الى هذه الفضيلة ان ذكر الموت يوجب التجافي عن الدنيا والاستعداد
 رات دین موت کو چوبیس دفعہ یاد کر لی اور سبب قبول اس وجہ کا یہ ہے کہ موت کی یاد کاری دنیا سے الگ کر دیتی ہے اور آخرت کے سامان میں صاف ہے
 لاخرة والغفلة عنه تدعو الى الانهماك في الدنيا ولذا انها ونسيان لاخرة وقد قال النبي عليه الصلوة
 اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات میں ڈکودیتی ہے اور آخرت کو پہلا دیتے ہے اور بیشک بنی علیہ السلام نے
 السلام لا ينعمون في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل فكانه عليه الصلوة والسلام قال له انك مسافر مستأجر الى
 ابن عمر کو فرمایا دنیا میں ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ جتا پس گویا بنی علیہ السلام نے اس سے یہ کہا تو مسافر ہی اچھے جلد آخرت کا
 الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تميل الى حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها في طاعة الله تعالى و
 سفر کرنا ہی سود دنیا کو وطن نہ بنا اور دنیا کی لذت اور مال اسباب پر رغبت نہ کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں صرف کر
 اجتهد ان تقدم في حياتك ما تقر به عينك يوم الحزاء وذلك انما يحصل بذكر الموت فلان لك كان ذكر الموت
 اور کوشش کر کہ اپنی زندگی میں پہلے ایسی اعمال کر لی سمیع نیامت کی دن پہلے انکبہ چھند ہی رہے اور بہت جلد دن کا ذکر محسوس کی حامل نہیں ہوتی اسلیٰ یہ کہ یاد کرنا
 افضل فانعم وغفلة الناس عنه لقلته فذكرهم فيه وعدم ذكرهم له ومن يذكرك لا يذكرك بقلب فارغ بل بقلب
 بہت افضل اور نافع ہی اور لوگوں کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نہ کر لی ہی ہے ورنہ یاد کرنا ہی تو صفائی دلی سے یاد نہیں کرتا بلکہ دل میں
 مشغول باشغال الدنيا فلا ينفق ذكره في قلبه مع ان الواجب على العبد ان يفرغ قلبه عن كل شيء الا عن ذكر الموت
 دنیا کی خیالات بہر ہی ہوتی ہیں وہیں بہت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہیں کرتا جو وہ دنیا سے بڑا جب یہی ہے کہ اپنی دلوں سے خیالات ہی سوائے ذکر موت کے
 الذي هو بين يديه فانه اذا ذكره بقلب فارغ يؤمنك ان يؤثر فيه وعند ذلك يقل فرجه وسروره بالدنيا وبينك وبين قلبه
 جو سامنے کھڑی ہی تعالیٰ کی رسی بیشک انسان اگر فارغ دل ہو کر موت کو یاد کرے تو وہیں تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کتنی ہوتا تھا اور جلد اڑل جاتا تھا
 فان من كان اسير النفس مصرا على الذنوب يجب عليه ان يجتهد في اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداواة
 پس جو شخص نفس کا سیریدہ ہو کر دنیا پر دھما ہو رہا ہو اس کو وہ جب کہ اپنی دل کی علاج کی دسلی اصلاح نفس کے سخت صانع کرے کیونکہ دل انسان کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها بأربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
 يكون دواءها في دوكرني واجبة خاص لیس وقتین کہ وہ سخت ہو جائیں ہر دوا کا علاج چار چیزیں ہی اصلی کہ علامتیں ہیں کہ جبل سخت ہو جائیں تو ایسی
 فعلی اصحابها ان یلزموا بأربعة الأول حضور مجالس العلم التي یکثر فیها دعوة الخلق من الدنیا الی الآخرة ومن
 لوگون کو چاہی کہ چار چیزوں کو لازم کر لیں اول علم کی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق کی رہنمائی دینا ہی آخرت کے طرف اور
 المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلین القلوب ویجتمع فیها والثانی ذکر الموت الذی هو هازم للذات ومفرق
 معصیت ہی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس میں لوگوں میں غلبہ ہو رہا ہو تو ایسی اور دوسری موت کا یاد رکھنا جو کہ تذکرے کو توڑ دیتے ہی اور
 للجماع والموت للبنین والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزاعاته
 جماعت کو بگاڑ دے کر انہی اور بیٹا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہی اور تیسری مرقی ہو رہا ہو حالت میں کہ کھانا کھانہ کھا رہا ہو اور دیکھنا اس کے بھگوان اور نزاع کا
 وتامل صورته بعد موته یقطع عن النفس لذاتها وعن القلوب صراطها ویمنع الاجفان من النوم والابدان
 اور غور کرنا اس کی صورت کا بعد موت کے فنوس کو لذات ہی اور قلوب کو صراط ہی اور بھگوان کو نیند سے اور بدن کو
 من الراحة ویبعث علی الطاعات فهذه ثلاثة امور ینبغي لمن كان قاسی القلب واسیر النفس صدرا علی الذنوب
 ادا ہی اس کے لئے کہ وہ تین ہی اور طاعات پر ادب کرنا ہی سو بہترین طریقہ ہیں چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب نہ ہوں پر لگا ہو ان ہی
 ان یستعین بها علی دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم علیه ذین القلوب واستحکمت دوائی الذنوب
 اپنے دل کا علاج کرے بہر اگر فتنہ ہو تو پس اور کیا چاہی اور اگر دل کے عیب بہم لگی اور سبب گناہوں کی جڑ پکڑ گئے
 فزیارة القبور یؤثر فی ذلك ما لیس یؤثر الاول والثانی وكذلك قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زوروا القبور
 تو بہر اس میں سے کہ زبارت ایسا اثر کرتی ہے جتنی اول اور ثانی اثر نہیں کرتا اور اس میں ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو
 فانها تذکر الموت والآخرة وتزهد فی الدنیا فان الاول سماع بالاذن والثانی اخبار بالقلب بما لیس المصیر
 کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چھوٹتی ہے کیونکہ دوز طریقہ کا دوشی سنی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل ہی انجام کی سمجھ کا ہی اور
 فی مشاهدة من احتضر فزیارة من قبر معائمة ولذا لک کا نا ابلغ من الاول والثانی وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سکتی کہ دیکھنی میں اور قبر کے زیارت میں انجام کا سنا نہ ہوتا ہی اور اس میں ہی یہ دو نواں اور ثانی ہی بہت نافع ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 لیس الخبر بالمعائمة لکن الاعتبار والاقتضای بحال المحتضر غیر ممکن فی کل وقت من الاوقات ولا یتفق لمن یرید علاج
 سنا ہو دیکھی ہوئی کی برابر نہیں ہوتا ہے بہر حال کی حال ہی بہت سیر ہو سکتا ہے اور نہ ہی سکتے ہی اور جو اپنی دل کا علاج
 قلبہ فی ساعة من الساعات واما زیارة القبور فوجودها اسرر ولا انتفاع بها اوسع لکن ینبغي لمن یقصد زیارة
 کیا چاہی تو گہری گہری اور کو نہیں ہوتا ہی زیارت قبر کی تو اس کا تاہم آنا جلد ہو سکتا ہی اور نفع اس کی بیشیم ہر لائق یون ہی کہ قبور کی زیارت کری
 القبور ان یحترز من زیارة البدعیة التي یفصدها اکثر الناس فی هذا الزمان وهي زیارة قبور بعض المتبکین
 تو زیارت بدعیہ ہی بہر گہری جو کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کو قصہ ہی بیٹے متبرک لوگوں کی قبر پر جا کر
 لاجل الصلوٰۃ عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعقیر الخرد علیہا واخذ ترابها ودعاء اصحابها
 ناز بڑھنا اور قبروں پر طواف کرنا اور جو سنا اور بوسہ دینا اور اس پر گال ملنے اور دان کی ٹیپنی اور دوشی دعا مانگتی
 والاستقامة بهم وسواهم النصر والرزق والولد والعافیة وقضاء الديون وتفريج الکربات واخاتة اللفاف وغیر
 اور اون پر ہر دوسہ کرنا اور ان سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں کا ادا اور سختیوں کی کنایش اور نانوٹوں کی مدد مانگنے وغیر
 ذلك من الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم اذ لیس شیء منها مشروعاً باتفاق علماء المسلمین
 سوا انکی او حاجتیں جو بہت بہت لوگ سب نے بتو سنی مانگا کرتے ہیں اسو اصلی کہ اس میں سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی ترویج جائز نہیں ہے

اذ لم یفعله رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بآدابها ویكون حاضر
 کیونکہ رسول رب العالمین کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبر کی سبکدوش نہ کیا بلکہ
 القلب فی اتیانها و لیکون حفظه منها الطوان علیها فقط لانه حالة تشاركه فیها البها اثر بل یقصد بزیارتہ وجه الله
 ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبر سے اسکا صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہ بات جو باؤ کل سے ہی کہنے بارت سے صرف مقصود و اسطہ خدا کا ہو
 واصلا من نفسه ودواء قلبه و یجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها و یخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
 اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر بہر گری اور نہ اوپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جاتی اور تارلی چنانچہ حدیث میں آیا ہے
 ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
 اور مردوں پر سلام بھیجے اور ان سے مخاطب ہو کر کلام کری یہ کہ سلام تمہاری دار قوم مؤمنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کان یقول كذلك واذ وصل الی هیئت ینفی لہ ان یتبعہ من تلقاء وجهہ ویسلم علیہ ایضا لکن اذ المراد ان یدعو
 یہ ہی کہا کرتے تھے اور جب کسی مردہ کی پاس عادی تو جا ہی کہ اس کی منہ کی سامنی سے جاؤ اور اس پر ہی سلام علیکم کہیں اگر دعا مانگیں کہ قصہ کری
 یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیہ الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
 تو رو قبلة کھڑا ہو کر مانگی اور ایسی ہی گفتگو بنے علیہ السلام کے زیارت میں ہے بہر اسکی حال سے جو مٹی ملی دیکھا
 وانقطع عن الادل والاحباب بعد ان ناقس الاصحار والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحسبہ
 اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عورت نہ رہی جو ایک تنہا کہ یاروں اور کئی میں ملا جلا تھا اور مال اور ذخیرہ جمع کر رہا تھا اور اسکا یہ وقت موت لگی جو
 وفی حال لم یرقبہ فانه حین دخل المقبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وكان قبره مروضه من ریاض الجنة
 اور ایسی حال میں جو توقع کرتا تھا پر یہ سب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اتر کہ اسکی قبر بہشت کا جنم ہو گئی ہو
 او اخطأ فی الجواب وكان قبره - فرقة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهلہ وولده
 یا جواب میں پورا نہ اتر کہ اسکی قبر ایک مڑا دو رخ کا ہو گیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کری گویا مر گیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
 ومعارفہ وبقی وحیداً فریداً وھولاً ان یسال فماذا یجیب وماذا یدیکون حالہ ثم یمتثل حال من مضی من اخوانہ واقوانہ
 اور جان پہچان جدا ہو گئی کیلئے تنہا رہا اب مجھے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دے وں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بیانی بند دیکھو کہ عالمین تامل کریں
 الذین اصلوا الال مال وجمعوا الاموال کبف انقطعوا اھلہم ولم یغن عنہم اموالہم وغیر التراب محاسن وجوہہم واقترقت فی
 جو کہ پیری پیری اسیدین رکھتی تھی اور خوں بال سے کیا تھا کیونکہ انکی اسیدین لوٹ گئیں اور مال تنوع کی کچھ فائدہ نہ دیا اور مٹی کی اونکی اچھی اچھی چھری بگاڑ دی اور
 القبروا اخر اھلہم وارملت بعدہم نسائہم وشمل الیتیم اولادہم واقسم غیرہم اموالہم ولیعلم ان میلہ الی الدنیا کیلئے
 گور میں اونکی اجزاء بکھر گئے اور اونکی جردین لائے ہوئے کھیر لے کر اونکی اولاد میں تقسیم ہو گئی اور اونکا مال و دولت بے باقی بنا دیا اور ان یقین کری کہ سیر غیبت دنیا میں غم غم
 وغفلتہ کففتہم وانه لا شک صا تو الی مصیرہم ولیتحقق ان حالہ کحالہ وان الموت الفظیم والھلاک السریع ین یدریہ
 اور کچھ غفلت اور کبھی غفلت میں بے شک ہے بلکہ جائز تھا کہ وہ کئی میں رہا حال ہی میں اور کمال سال ہو والا ہی اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سلسلے موجود ہی
 وعندھذا التذکر والاعتبار یدلین قلبہ ویخشم جوارحہ ویذول عنہ جمع الاعیال الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخریة
 اسطرح کی یاد اور اعتبار سے التبدل نرم ہو جاوگا اور ماتہ بظن کا پناہ دینے اور دنیا کی تمام ریلے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا سر
 ویترک ہواہ ویتوجہ الی طاعة مولاه ثم یدبغی لہ فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانہ وامثالہ الذین مضوا قبلہ فیتذکر
 اور ہوا جو س ترک کر کے مولیٰ کی طاعت اختیار کرے پھر اسکو جا ہی کہ دم بدم اپنے اقراں اور امثال کا جو کس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کری
 سرورہم ونشاطہم وعیشہم وعشرتهم وطول اھلہم واعتمادہم الی المقوة والشباب ومیلہم الی الضحک والتعاب
 اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور کچھ پیری اسیدین اور اونکا ہر دم قوت اور جانی کا اور غیبت ہستی اور کھیل کی یاد کیا کرے

ثم يتامل كيف كانت حالهم فخلت منهم مجالسهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت أموالهم ثم ينظر في نفسه فانه
 بهر چه سوچی کینا او کما حال او این کی مجلس او کبریا و نسی خالی و گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اون کے مال تباہ ہو گئے بہر اپنی طرف خیال کری کہ میری بھی
 سیکون عاقبہ امرہ کما عاقبہ امرهم فیسعی فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
 انجام بہر ہی ہوسے والا ہی جو او کما ہوا بہر اپنے حال کو درست کری جو جو اسکی ذمہ ہر سرائض اور واجبات باقی بخلی ہیں و اگر ہی
 عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسرن الله التوبة والاستغفار اناء الليل واطراف النهار
 اور محرم اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برائی کار سے توبہ کرے اپنے ہر کمورات کو اور صبح شام اور استغفار کی توفیق دے
 المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماہیۃ الطاعون وعدم التقدم علیہ وعدم الفرار منه
 اسٹھون جلسہ و باکی حقیقت میں اور نہ اس کے اندر جاننا اور نہ دامن سے بہکانا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجس ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به باسرض فلا
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون بھنے و با مذہب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں دبا سوتو
 تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منه افراد منه هذا الحديث من صحيح المصاحم رواه اسامة بن زيد
 اوسین بخاؤ اور جب دبا آجادی اور تم دامن ہو تو داسنی باکی ماری مت بخلو بہر حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ہی اسامہ بن زید کی روایت ہے
 والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين
 اور مراد گروہ مذکورہ سی وہ قوم ہے جسکو اللہ کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ پر
 حطت فدخلوا فلما ارسل الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
 حطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اور انہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دبا بھیجے سو ان میں سے اچھڑے بہر کی عدد میں چوبیس ہزار
 شيوخهم وكبراہم فذل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو مخالفة الامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
 بڑی بڑے آدمی مر گئے اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب محو و بایز بیکارہ الہی کی مخالفت اور اس میں شیخین دامن نبی و باکی جگہ میں جانی کی ممانعت
 القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحد عن التعرض للتلغ اذا لا يجوز للعبد ان يلتقي نفسه الى
 اور دامن سے بہا گئی کی پہلی ممانعت ہی تو اس لئے کہ کسی تلغ میں بڑی سی بچو اسلئے کہ بندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالی
 التهلكة لقوله تعالى ولا تلقوا يا ايديكم الى التهلكة والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضا بقضاء الله تعالى وقدره
 اسلئے ہی اور نہ دالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا
 وبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
 اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب سبب گناہ کی نازل ہوتا ہی وہ بہا گئے سے نہیں دفع ہوتا او سکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس سے پہلے
 فقال القاضي تاج الدين السبكي من هبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتخير وقال بعض العلماء
 سواقضی تاج الدین سبکی کہنا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہے کہ اگر عمار میں کہہ دیا کہ سے بہا گئی کی نبی تحریری ہی اور بعض علماء کہتے ہیں
 هو للتنزيه والتفوق على جواز الخروج لشغل عرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منه افراد منه
 کہ نبی تنزیہ ہی اور بالاتفاق کہتی ہیں کہ داسنی جلا حاتا واسطے کسی کار کی ہوا ہی بہا گئی کے جائز نہیں ہیں دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرمائی ہوا ہے
 ويكفي على التخيير ما روى عن امر المؤمنين عائشة رضي الله عنه عليه السلام قال الفارس من الطاعون كالفارس من الزحف واخرج
 اور حرمت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوئی ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ باکی والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بہا گئی والا اور
 ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبار والله يعاقب عليه ان لم يعرف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي
 ابن خزيمة نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ و باکی گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالیٰ اسے عذاب کرے گا اگر نہ سنا گیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت میں اختلاف ہے

كما یسلط علیهم اعداءهم من الانس جین افسدوا فی الارض ونیندوا کتاب الله تعالی ولاءهم فهذه الحاربة طحمة من
 جیسے کہ اونہر اوکلی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کر دیتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہیں پس یہ محارب صف جنگ
 الانس والطاعون طحمة من الجن وكل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة لهم لمن یستحق العقوبة وشهاد
 انساکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہ دونوں انہر العزیز حکمت والی کی تقدیر سے علی طاعون جن جناب کے اور وہ علی شہادت سخن
 لمن هو اهل لها فقهه سنة الله تعالی فی العقوبات التي یقیم عامة فیکون طهر المستقین وعذابا للفاخرین وقد ثبت
 شہادت کے سلسلہ میں یہاں یہ عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادات انہی پہ بھی ہمارے ہی سونے ہوگی اور یہی طہارت اور بدکاروں کی بھی عذاب ہی اور وہ
 فی الحدیث ان سبب فزع الطاعون ظهور الفاحشة وعلان المنکرات علی ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام فی النظم
 میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ بڑا نیکیا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بظاہر ملنا ہے کہ موافق روایت ابن عمر کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
 الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیهم الطاعون واخرج مالک عن ابن عباس موقفا والطبرانی مرفوعا ما فشا
 کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کر پلا جو ان کی اور وہ نہ بڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوف اور طبرانی فی مرفوع نقل کیا ہے یہی ظاہر
 الزنا فی قوم قط الا کثر فیم الموت قال ابن حجر الحکمة فی ذلك ان حد الزنا فی الحصن اذهاق الروح بصفة مخصوصة هی
 زنا کہی کسی قوم میں اگر وہ میں موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اس میں یہ ہے کہ زنا کی حد حصن کے حق میں جان کا نجات دینا ہی بطور خاص
 الزم فاذا لم یقر فیہ الحد یسلط علیهم الجن لیقتلهم قال السیوطی ومن تمة ذلك ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال
 سنگسار کر کے ہر حال میں یہ حد قائم نہ ہوئی تو جن اونہر تعینات ہو تاکہ او کو قتل کریں سیر علی کہتا ہی اسکا بقیہ یہ ہے کہ زنا جو ہمہ اکثر اوقات
 یقیم بسرا یسلط الله علیهم عدا ویقتلهم بسرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیره
 پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالیٰ ہی اونہر الباس دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی لیا کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور خدا کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی قوم پر نازل ہونے پر ہی سبب
 ثم یجشون علی نیاتہم کما روی عن علی بن عمر رضی اللہ عنہما علیہ السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم
 پھر وہ اپنی اپنی نیات میں ممانعت ہوتی ہیں چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہی تو جو وہاں ہوتا ہی سبب ہوتا ہی
 ثم یبعثون علی نیاتہم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظهور المنکرات ولا اعلان بہا لان انکارها وتغیرها
 پھر وہ اپنی اپنی نیت پر ہوش ہوتی ہیں علماء کہتی ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب سبب ہوتا ہی کہ منکرات ظاہر اور بر بلا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا نیک کرنا اور بد کرنا
 یصیر وجبا علیہم فمن لای ولم ینکر صار کمن فعل فاستحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انه قبل یارسول الله
 اونہر واجب ہو جاتا ہی پھر جو کچھ انکھنوں کا حق نہ کرے تو وہ استحقاق عقوبت میں لیا گیا گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 انہک للقریة و فیہا الصالحون قال نعم قبل یارسول الله قال بنتها و انہم وسکوتہم عن معاصی الله تعالی قرآن
 کیا تم کا قریہ ہو جاتا ہی اور اس میں صلحا ہوتی ہیں فرمایا ان عرض کیا کہ خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی ہے اور انکی سنتے اور جپ نہی ہے
 الطاعون وان کان یقع عذابا لہم بسبب سکوتہم عن المنکرات عند ظہور ہا لکن لما جعل لهم کفارة وطہرة کان لهم
 وہا اگر ہو اوکلی لئے منکرات کی ظہور پر جپ رہنے کی سزا میں عذاب آتا ہی پھر چونکہ اوکلی انکی کفارہ اور طہارت ہے تو اوکلی حق میں
 رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا علیہ الصلوۃ والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرها ابتلاہ
 رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی گتے ہیں اور کفارہ او کا کچھ نہیں ہوتا
 الله تعالیٰ بالحنن لیکفرها ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیماء وجب علیہ من الامر بالمعرفۃ النہی عن المنکر لزيادة
 تو اللہ تعالیٰ کفارہ کی سزا علی او کو غم میں مبتلا کر دیتا ہی اور احتمال ہے کہ اوکلی حق میں جو مقام واجبات میں امر بالمعرفۃ والنہی عن المنکر میں قصور نہ کرے اسلئے افزائش
 حسناتہ کما جاء فی الحدیث ان الرجل لیکون لہ عند الله تعالیٰ منزلة فما یبلغها لعلہ فما یرزأل الله یتلیہ بما یکفرہ
 حسنات کے ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ کوئی شخص تقدیر الہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ او کو عمل کی برکت سے تیز حاصل کر سکے تو اللہ تعالیٰ او کو ہر گناہ سے تیز بخشا دے

حتى يبلغه آياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وجر على الكافرين وهو صريح في ان
آخوه اوس مرتبه برہن ہوتا ہے اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان کی حق میں شہادت اور رحمت ہے اور کفار کی نفی عذاب ہے اس کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
کو نہ شہادۃ ورحمۃ خاصۃ بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیہ فی الدنیا ولہ فی الآخرۃ اشد
عذاب صرف مؤمنین کی نفی شہادت اور رحمت اور کفار پر عذاب ہے تو وہ عذاب ہے
کہ اس پر جلدی سے دنیا میں لایا گیا اور آخرت میں اس کے لئے

العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرۃ من ہذہ الامۃ اذا کان عاصرا علیہا ولم یتب عنہا فکون الطاعن شہادۃ
اور یہی عذاب ہے اور اگر کبیرہ گنہگار ہو
اس امت میں سے اگر وہ کبیرہ گنہگار ہو یا اور تائب نہیں ہوا تو وہ اس کے معین شہادت ہی نہیں
لہ محل نظر اذ یحتمل ان یقال انہ لا ینال درجۃ الشہادۃ لشورہ ما کان متلو ثابۃ من الذنوب وقد قال اللہ تعالیٰ
اس میں تامل ہی اس واسطے کہ ہر مسلمان کو کوئی مکہ بہ شخص نہ ملے کہ وہ اس کی ذمہ داری نہ سنبھالے یا نہ ہو
اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اَمْ حَسِبَ الَّذِینَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاِیضًا قَدْ سَبَقَ اَنْ الطَّاعُونَ
کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کما فی بین برائیوں کے جسم کر دیئے اور کوئی براہ راست جو یقین لائے ہیں اور کئی پہلے کام اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ وہ

یشتاعن ظہور افعالہ و یقع عقوبۃ بسبب المعصیۃ فکیف یكون شہادۃ محتمل قال فیہ ینال درجۃ الشہادۃ لعدم الاحبار الاولیاء
فاسئلہ عن ظہور ہر عمل ہی اور گناہ کے سبب ہی عقوبت ہوتی ہے
بہر شہادت کو نہ کر سکتی ہی اور یہی احتمال ہے کہ کچھ کہ شہادت کا درجہ ہر ایک
فیہا لایسما الحدیث الواضح عن اشرانہ علی الصلوۃ والسلام قال الطاعن شہادۃ لكل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس

زیر عمل کہ حدیثوں میں حکم عام ہے حاصل میں حدیث میں جو اشرادیت کرتا ہے فی الصلوۃ والسلام فرماتا ہے ہر مسلمان کی نفی شہادت ہے اب یہ مضمون صاف علی العموم ہے
علی شخصہ المعرفۃ ان یمکن لہ بالشہادۃ ولو کان لہ ذنوب کثیرۃ لم یتب عنہا لا تتبعات الا دہین للحدیث الواضح
اور معرکہ کے مشہد ہر قاس کر کہ شہادت کا کر سکتی ہیں اگر جو سوا حق امدا کی اور کسی نہ کر سکتی ہی گناہ فی توبہ بانی ہی ہوں بدلیل احمدیت کہ کہ
ان الشہید یغفر لہ کل ذنب الا الذین و سائر التبعات فی معنی الذین ولا یلزم من حصول درجۃ الشہادۃ لمن اکتسب السیئۃ
شہید کی نام گناہ پر قرض کے شہادہ جاتی ہیں اور عام حقوق بنظر فرض کے میں اور یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرنا شہادت کا درجہ ہر ایک
ان مساوی المؤمن الکامل فی المنزلۃ لان درجات الشہداء متفاوتۃ نعم لیس تفاد من الحدیث ان الشہادۃ لا تکفر
مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جائے اس واسطے کہ شہادت کی مرتبہ کتنی بڑھتی ہوئے ہیں السبۃ احمدیت ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت ہی حقوق
التبعات لکن التبعات لا تمنع الشہادۃ اذ لیس للشہادۃ معنی الا انہا اذا حصلت لشخص یشہہ اللہ تعالیٰ ثوابا مخصوصا
ہمیں معاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی ہی سے کچھ شہادت میں سرق نہیں آتا اس واسطے کہ شہادت کی یہ ہی معنی ہیں کہ جب خدا کی قسم کرنا ہی ہوا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ
ویغفر لہ ذنوبہ غیر التبعات ثمر ان کان لہ اعمال صالحۃ ففی تنفعہ فی موازنۃ ما علیہ من التبعات وتبقى لہ درجۃ الشہادۃ
اگر خاص ثواب یا نیکوئی ہر ایک تمام گناہ سوائے حقوق کی معاف ہو جاتی ہیں ہر گز اس کی اگر اعمال صالحہ میں توبہ اور جو کچھ مقابلہ میں غائدہ کر لیں اور درجہ شہادت کا اس کے لئے ہر ایک ہر ایک
وان لم یکن لہ اعمال صالحۃ فالشہادۃ تکفر اعمالہ السیئۃ غیر التبعات وهو فی حق التبعات یشہہ اللہ تعالیٰ
اور اگر کچھ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اس کی گناہوں کو سوائے حقوق کی تو محو کر دیتی
اور یہی حقوق اللہ تعالیٰ کی نسبت میں رہے گا

فانہ تعالیٰ اذا اراد ان لا یعذبہ یرضی علیہ خصۃ کا وہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام یدینا ہو جالس اذ ضحك حتی
بیشک اللہ تعالیٰ اگر چاہا ہے کہ اس پر عذاب نہ ہو تو وہ جو کچھ راہی کر دیتا
خدا پر راضی ہے کہ نبی صلی السلام ایک وقت بیٹھتی ہوئی ایسے ہنسی
بدلت شبابا و فقیل لہ لم تضحک یا رسول اللہ قال اجلان من اصتی حیثا بین یدی رب العزۃ فیقول احدهما یا رب خذ
کہ وہ ان مبارک پیش نظر آئے گئے ہر کسے نے ہر جا یا رسول اللہ کیون نہیں میں فرمایا میری ہر ایک شخص بہ العزۃ کی سانس آئی ایک کہتا ہے ای رب میری ہر ایک
لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول اللہ تعالیٰ اعط اخاک مظلمتہ فیقول یا رب لم یبق من حسناتی شی فیقول اللہ تعالیٰ
اس بہائی ہی ولا دی ہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا اکیس ہی پاس تو کوئی پہلا ہی باقی نہیں میری ہر ایک شہادت ہی کہتے

للطالب ان تصنع باخیک لم یبق من حسناته شیء فیقول یارب فلیجعل عفی او نراى ففاضت عینا رسول الله
 صلی الله علیه وسلم قال ان ذلک الیوم لیوم عظیم یمتلیح الناس فیہ ان یحمل عنهم او تزلهم ثم قال فیقول الله تعالی
 صلی الله علیه وسلم کی شکستہ ترین اور فرمایا دیکھو وہ دن بڑا سخت ہے کہ کوئی کوئی اور اس دن سے بڑھ کر گناہ اور دن بڑھ کر جادوین پہرے فرمایا ہر انسان
 للطالب حقہ ارفع بصرک فانظر الی الجنان فیرقم بصرہ فیرى ملائک من فضة وقصورا من ذهب مکلة باللؤلؤ فیقول
 دعی سی فراویگا نگہ اور نگاہ کر سخت کی طرف تو دیکھو ہر وہ انکسار و شہادت کیا دیکھتا ہے شہر کی شہر کی اور محل کے محل کی تمام موتی جڑی ہوئے ہر شخص کی
 لمن هذا یارب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطی ثمنہ فیقول فمن یملاک ثمنہ یارب فیقول الله تعالی انت تملکہ فیقول
 انہی یہ کہی ہیں ہر وہ تعالیٰ فرماویگا جو کوئی ان کی قیمت ادا کری ہر عرض کرے گی اس کی قیمت کی پاس ہے ہر انسان کی قیمت تیری پاس ہے ہر شخص کی
 بماذا یارب فیقول الله تعالی بعضک عن اخیک فیقول یارب قد عفوت عنه فیقول الله تعالی خذ بید اخیک وادخلہ
 کسجہ کی بدد ہر انسان فرماویگا تیری اس کی کی معافی کی بدد ہر عرض کرے گی انہی میں نے بیشک سکون کیا ہر وہ تعالیٰ فرماویگا اپنی بہائی کا ماتہ بڑا سخت ترین
 الجنة ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین
 ہر رسول اللہ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا اللہ کی ڈرو اور آپس میں ملاپ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنوں میں
 بوم القیمة قال القرطبی نقل عن شیخہ ہذا بعض الناس من امر الله تعالی ان لا یعد بہ وکذا ما روی عنہ علیہ الصلوٰۃ
 ملاپ کر دیگا قرطبی نے اپنی اسناد سے نقل کرتا ہے ہر حال کسی کسی کا ہی حکم اللہ تعالیٰ عذاب سے بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 والسلام ان منادیا ینادی بوم القیمة من تحت العرش یا امة محمد اما کان لی قبلکم فقد دھبتہ لکم فقیل للاتباع
 سے روایت ہے کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے نیچے ہی آواز دیگا اے امت محمدی جو میرا حق تمہاری ذمہ تھا میں نے تم کو بخش دیا اب حقوق عباد باقی ہیں
 فتواھبوا فادخلوا الجنة یرحمق ہذا ایضا بعض الناس ان لو کان فی جمیعہم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحیحہ
 سیر کر کے دیکھو کہ تم کو کس سے رحمت ہے جنت میں جلی جاؤ جنت کی کسی کی کوئی ہی کیونکہ اگر کسی کی یہ سب ہو تو کوئی ہی دوزخ میں جاوی اور بیشک مجمع حدیثین
 نقلہا اثقات ولا بد من الایمان بہا من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار سبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین
 جو ثقات کی روایت آئی ہیں انہی میں سے ہر ایک ایمان والا گناہوں کے سبب سے دوزخ میں نہیں پڑتا ہی گا بلکہ دوزخ سے نکال دیا کرے بعد از قیام
 وزمان والخروج منها لا یكون الا بعد الدخول فیہا عصمنا الله تعالی عن الدخول فیہا المجلس السنون فی بیان فضیلة الصبر
 بازمانہ و رازکی اور دوزخ سے اہرانا بدون داخل ہونے میں نہیں ہو سکتا انہی کو دوزخ میں جانے سے بچائی ساتھ میں جس کی فضیلت کا بیان
 مضمون الطاعون وعدم مجاوز الہکاء لرفعة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس من احد یقع الطاعون فی مکث
 موضع مہینین اور اس کے دفع کرنے کے لئے دکانہ جائز ہوتا رسول اللہ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہیں کہ طاعون واقع ہو وہ ہر سیر
 فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب الله لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید ہذا الحدیث من صحاح الصحاح
 اس شہر میں صبر کر کرنا جس کے لئے یہ سبب ہے کہ اگر وہی کہ جھکودہ ہی نہیں جھکا جھکا ہی گمراہ کی دہلی برابر جو شہید ہوگا یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیث
 رو بہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قال ابن حجر مقتضی ہذا الحدیث ان اجر الشہید یکون لمن لا یمیز من البلد الذی
 ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ابن حجر کہتا ہے مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ شہید کا اجر اس کو ہوتا ہے جو اس شہر میں ہی رہا
 وقع فیہ الطاعون ویكون فی حال قامتہ قاصدا ثواب الله تعالی راجیا موعده عارفا بان ما یقملہ فهو بتقدیر الله تعالی
 طاعون واقع ہو ہی چلا جاوی اور ان تہرا ہوا اللہ ہی ثواب کا ارادہ کرے اور اس کے وعدہ کا امداد رہی یہ سبب ہے کہ اگر وہی جھکودہ ہوگا سو تقدیر الہی ہے
 وما یفخر عنہ فهو بتقدیر الله تعالی غیر متضرر بوقوعہ معتدا علی ربہ فی کل حال فمن اتصف بهذه الصفات فانت
 اور جو مل جاویگا سو تقدیر الہی ہے اس کے دفع ہونے سے دل تنگ نہ ہو اپنی رب پر ہر حال میں ہر سبب سے ہر شخص میں ہر وقت موجود ہوں ہر وہ

وہی کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاد سے سنا ہے کہ

دعاء علیہم بالہلاک وان کان من کوازمہ الہلاک بل المراد منہ حصول الشہادۃ لہم بکل من الہامین لان الموت
مگر یہ بات اس کے لئے ہے جو ایک ہی دعا سے دو سو سال تک اس کا سبب ہے اور اس کے لئے شہادت مطلوب ہے جو کوئی موت تو اس کے لئے ہے جو کسی سے
اگر ہم اس کا خلاصہ منہ فکان محط الدعاء علی جعل کل منہما سبباً للموت الذی قدرہ اللہ تعالیٰ ولا مفر منہ حتی
کہ وہ سے اس کا خلاصہ نہیں ہے جس میں طلب دعا کا یہ ہے کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کرتی جو ہر سال ہر مقرر کے ہی اور اس میں کوئی ہمارا نہیں ہے
یجصل بکل منہما الشہادۃ اما حصولہا بالطعن الذی ہوا القتل الحاصل فی الجہاد والفتن فظاہراً ما حصولہا
ناکران دو وجہ سے شہادت ہر اکری ہر حصول شہادت طعن سے جو عین جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے یا حصول شہادت
بالطعن فلما ثبت بالحديث انه وخرنا لثان من اجن فيكون شہادۃ بلا سبب وهذا كان الدعاء برفعه غیر
طاعون سے اس کے لئے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ طاعون کو ہمارا ہی دشمنوں کی جات کہ ہے جس میں شہادت ہے اور اس میں کوئی ہمارا نہیں ہے
مشروع قال النبي بکرة لان معاذ انتقم منہ واعتل بان الطاعون شہادۃ ومرجة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
شیخ کہتا ہے کہ وہ ہی اس کے لئے کہ معاذ نے دعا کی اور یہ جہت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا
علی ماروی عن عبد الله بن رافع ان ابا عبیدہ بن الجراح لما اصیب فی طاعون عواس استخلف معاذ واشتد لاهل
سوفی روایت علیہ بن رافع کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عواس میں مبتلا ہو کر معاذ سے فرستے اللہ کو اپنا نائب کیا اور اس سے دعا کی

فقال للناس اعاد الله برفعه هذا الرجل فکان انه ليس بجرح ولكنه دعوة تبیکم وصوت صالحین قبلکم وشہادۃ
معاذ سے کہہ کہ اس دعا کا کوئی کبیر عذاب دور ہو جائے معاذ نے کہا یہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے نبی کی دعا ہے اور اس کے صلہ کی موت اور شہادت ہی
یحض الله تعالیٰ بہا من شاء منکم اللهم ان ال معاذ نصیبہم الا فر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صریح بان
تم میں ہی جس کو چاہے اللہ عطا فرمادی کہ معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں ہی عطا کر اور معاذ کی یہ تفسیر صریح ہے کہ

الدعاء برفعه غیر مشروع وقد صرح ان معاذ العلم الامۃ بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء بیوم القيمة فلو کان مشروعاً
اس کے دور میں نہ کہ دعا جائز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں علل اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز نام فقہا کا شیوہ ہو گا اگر دعا
لما اوجہم ان لیسلوہ بل کان یفعل من تلقاء نفسه بل لو کان مباحا لبادر بفعله عند رسول الرعبۃ عنہ ما ظنوا
جائز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کوئی نائب لوگوں کی اس سے عرض کیا تھا ہر خیال ہی کہ ہر حق میں
انہ مصلحتہ لہم وقد صرح الخنا بلۃ المسئلة وقال صاحب الفروع منہم لا یقنت لہ لانہ لم یثبت القنوت فی طاعون
بنیہم اور جب لوگ اس مسئلہ کو مراعت میں بیان کیا ہی اور صاحب فروع اور میں ہی کہتا ہی اس کی دعا میں سنی کہ طاعون عواس میں دعا ثابت نہیں ہے بلکہ
عموم غیرہ وابن الجوزی مال الی مشرق عیتہ فرادی الا انہ منہم لا اجتماع لہ وقال واجتماع الدعاء برفعه کافی
اداب ہر اگرچہ پسند کرنا ہی کہ الگ الگ جائز ہی پرا اجتماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنا ہی دعا کی ہی جیسے

الاستسقاء قد رتۃ حدثت بد مشق فی الطاعون الکبیر سنة تسع والربعین وسبعائة ولم یفد شیئاً بل اورد الافر
نماز استسقاء ہوتی ہی سبب ہی دشمن میں جاکر ہوتی ہی طاعون سے سات سو انجاس میں اور کچھ فائدہ ہی ہوا ہوا ایک مال اور ہی
شدة ثم قال ولوانہ کان مشروعاً لم یجف علی السلف ولا علی فقہاء الامصار واتباعہم فی الاعصار الماضیۃ فلم یبلغنا
تباہ ہو گیا یہ کہ اور اگر دعا جائز ہوتی تو سلف پر تہنید نہ رہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ او کی ملائکہ نہ گذشتہ میں سو اس باب میں کوئی کوئی روایت ہی
فی ذلک خبر ولا اثر عن الحدیث ولا فرغ مسطور عن احد من الفقہاء وائمة الدین وقد تمسک قوم علی مشرق عیتہ بقول
اور نہ محدثین ہی کوئی اثر اور نہ کسے کوئی فقہاء اور دین کی امام کی کوئی ہوش ہے اور ایک قوم فی جواز دعا پر بعض فقہاء کے

بعض الفقہاء ان القنوت فی الصلوات کلہا مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الافر اض جائز وقال ابن تہیم
اس قول ہی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نماز میں ہر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور حاجت کرنی اور دعا مانگنی عموم امر ہے اور کوئی ہمارا زیادہ قوم میں ہوا

فهي بسبب معاصيكم التي التستمروها والله تعالى يعفو عن كثير من الذنوب فلا يعاقب عليها في الدنيا وقال صلى الله عليه وسلم
سورة تبارى ما قرأت في شامت من شيء من كتابي الا عرفت اني قد كتبت له من الدنيا ما يغنيه اور علی نے کہتی ہیں کہ اگر
عند الله تعالى خمس نقات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اكثر يعذب في قبره فان كانها اكثر من ذلك
الصدق ان بيان بلوغ عقوبة من يهمل ما يري بهر مصيبتين بهر اگر افسوس گناه بر تہی ہوئی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی بہر اگر اس سے زیادہ ہوئی ہیں
يجس على الصراط وان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمين واما
توصیر طبرکتی اور اگر اس سے بڑھتی ہوئی ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی بہر اگر اس سے کم ہوئی ہیں تو گناہوں کی موافق جہنم میں عذاب ہوتا ہی اور اگر اس سے زیادہ ہوئی ہیں تو گناہوں کی موافق جہنم میں عذاب ہوتا ہی
غير المجرمين من المؤمنين فانما يصيبهم المصائب في الدنيا ليرفع درجاتهم في المعقب كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون
سے گناہ مومن اور غیر مصائب دنیاوی اسہی ملے آتی ہے کہ اس کے درجات عقیبت میں بلند ہو جائیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جس نے شخص کا ایک نیکو
له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله فمايزال الله تعالى يبتليها بما يكرهه حتى يبلغها اياها والاحاديث في هذا المعنى
الصدق کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سودہ عمل کی برکت ہی ممل نہیں کہ سکتا ہے بل اللہ تعالیٰ اس کو کرات میں تاسمیل کرتا ہی کہ وہ مرتبہ پائتا ہی اور اس میں بدرجہ ہیں
كثيرة لكن ينبغي ان يعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاد في هذه الاحاديث وغيرها منوط بالصبر لا على نفس المصيبة
بہت ہیں لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جوان صدیقوں میں اور اور جگہ آیا ہی اس کا مدعا ہے کہ میں صلیت برہن ہے
على ما روى عن سفيان الثوري انه قال انما الاجر على قدر الصبر والصبر خلق كسبي يتخلق به الانسان ويختص به ولا
سوائے روایت سفیان ثوری کی وہ کہتے ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسی ہی جو کہ انسان ہی ممل کر سکتا ہے انسان ہی جو کہ
ينتصرو في الملئكة واليهائم وهو ثبات القلب على احكام القدر والشرع وحسن النفس عن الجزع واللسان عن الشكوى
فزیستے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی قدر پر اور شرع کی احکام پر دل کا قابو کرنا اور نفس کو برصبری سے اور زبان کو شکوہ و شکایت سے
والجوارح عن فعل ما لا ينبغي قال الشيخ الامام عز الدين بن عبد السلام قد رظن بعض الناس ان المصائب ما جرد على مصيبة
اور بعض کو یہودہ کار و باری نہ کہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعض لوگوں کا یہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر جبر ہوتا ہی
وهذا خطأ لان المصائب ليس من كسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالى انما تجزون ما كنتم تعملون
اور یہ گمان غلط ہی ہے کہ مصیبت انسان کی اختیار ہی پر نہیں بل اعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ ہی بدلہ پاؤ گی جو کرتے تھے
فمن مات ولده وتلف ماله واصيب ببلاد في بدنه فهذه المصائب ليست من كسبه ولا من تسببه حتى يوجد
برس بھائی مرچھا اور مال لٹ جائے اور بدن پر آفت آجادی تو یہ مصیبتیں اس کی اعتبار سے نہیں ہیں اور نہ اس کے سبب پیدا کرنے سے نہ اگر ہر ثواب
عليها بل ان صبر عليها يكون له اجر الصابرين وان رضى بها يكون له اجر الراضين لكن قد ورد في الحديث انما الصبر
بلکہ اگر اس پر صبر کر لیا تو اس کو صابرين کا سا ثواب ملے گا اور اگر اس پر رضا مند ہوا تو رضا مندوں کا اجر ملے گا لیکن حدیث میں بیشک یہ آیا ہی کہ صبر
عند الصدمة الاولى كما روى عن انس انه عليه السلام مر بمارة تنكي عند قبر فقال لها اتقي الله واصبري فقالت اليك
پہلے صدمہ پر جو اگر آجی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس قبر پر رد فی بھی گئی آپ نے فرمایا ای عورت خلاصی تو نہ دوسرے جواب دیا اگر تھم
عني فانك لم تضرب بمصیبتی ولم تعرفه فقيل لها انه النبي عليه السلام فانت النبي عليه السلام فقالت له اعرفك يا رسول
ایسی مصیبت نہیں پڑھی ہی اور اگر کو اس نے پہچاننا کسی نے کہا کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گئی اور عرض کیا میں نے تجھ کو پہچان لیا
الله فقال النبي عليه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضى عليه زمان يحصل الصبر
پہچانا نہیں تھا پھر نبی علیہ السلام فی زمانہ صبر حاصل ہوتا ہی اور یہ مسئلہ غما یا کہ جب اس پر کچھ دیر گزر جائے ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجادی
لكل مصاب شاء امر ابی وقال ابن مبرك المصيبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتين احدهما المصيبة نفسها
جائے یا غما ہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پھر اگر وہ برصبری کرتا ہی تو دوسری مصیبتیں ہر حال میں ایک تو وہ ہی مصیبت

للملکة اقضت ولد عبدی فیقولون نعم فیقول اقضت ثمرة قلبه فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی
فشئون ی بریء من یسیر بیده کی بکری جان نکالے دھڑکے کی تیران پر فرما تا ہی کیا جانے لے او کی کل ٹہری کی عرض کی تیران پر رہتا ہی سیر نہ کی کیا کہا
حمدک واسترجع فیقول الله تعالى ابنو العبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الجن قد ذکر ان اهل الاعمال
ہر روز عرض کرتی ہیں میری دعا اور دعا ایسا جو کہ بہر وقت دعا فرماتا ہی سیر نہ کی کی جنت میں گھر بنا کر بیتا محمد نام رکھ دو اور مذکور ہے کہ نماز سے

من الصلوة والزکوة والصوم والحج یوتی یوم القیمة فیوفی الیہم اجورہم بالمیزان ثم یوتی باهل البلد فلا یصلب
اور زکوۃ دینی والے اور روزہ دار اور حاجب قیامت کے دن حاضر کئے جائیں گے تو ان کا ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جائیگا ہر مصیبت سے بچے گا
لہم المیزان ولا یشتر لہم الدیوان بل یجب الاجر صبا فیؤد اهل العاقبة لو ان جلودہم كانت قرضت فی الدنیا
بلای جاوگی سوا کی لہی نہ تر از د کھڑی ہو گے اور کچھ دفر موجود ہو گا بل کا اجر بے اندازہ بڑا یا جائیگا ہر عاقبت والی آرزو کرے گا کہ کسی دین میں ہمارے کیا ہیں کسی تری
بالمقاریض یرون ما یعطی لاهل البلد من الثواب بغیر حساب فذلک قوله تعالى لنما یوفی الصابرین اجرہم بغير
حساب کیونکہ دیکھیں گے کہ اہل بلا کو کتابے حساب ثواب عطا ہوا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ثمرن والوجہ کو مٹا ہی اور تمنا نیک

حساب ولهذا کان السلف الصالح یموتون بالبلاء فی الدنیا لما تحققوا ان فی الصبر علیہ اجر جزیل لا لہایة فان
ان گنت اور اسی لئے متقدمین صلحہ دنیا میں

فیل ان کان المراد بالصبر علی البلاء الرضی بہ وعدم الکراہة فلا قدرة للادھی علیہ وان کان المراد بہ الفرح بوجہ
اعراض کری کہ بلا بر صبر کرنے سے اگر وہ مراد ہی کہ بلا بر راضی ہو اور نا خوش نہ آوی تو یہ آدمی کی اختیار میں نہیں ہے اور اگر وہ مراد ہی کہ بلا بر خوش ہو
فہو بعد من الاول فالجواب ان الشارح لہ ینہ عن شیئ لا یدخل تحت الوسع وانما لہی عن المكتسب لکن الجواب وضرب
تو یہ اور اس ہی بعد تر معلوم ہوتا ہی جواب پہلے کہ شارح فی البی شئی ہی کہیں منع نہیں جواز کی اختیار میں ہو ممانعت اس کی ہی جسکو کر سکتا ہی ہمیں کر بیان جزیرا
الحذر والقول باللسان کا اللذی والنیاحۃ واما ما ذکر من فرح الصالحین بہ فذلک فرح شرعی مکسب من قوۃ الایمان
کے جیتنے اور زبان سے کہنا جیسے جینا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے جینے بلا بر صلی کی فرحت سوہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے

والیقین مثالہ مثال رجل قال لہ الملک کما اضربک سوطا اعطیک مائۃ دینار فان ذلک الرجل کما یفرح بکثرة فخر
حاصل ہوتی ہی او کی مثال ایسی ہی کسی شخص کو بادشاہ کہی میں تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو شہری دوں گا سو پہ شخص باوجود الملکی جیسا

الملک لہ مع وجود الم اضرب لما یرجو من جزیل العطاء فذلک الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما یوفی الصبرون اجرہم
بادشاہ کی کثرت مزے سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امید واری قوی ہے لے جب یہ آیت سنے ٹہرنے والوں ہی کو ملتا ہی ان کا نیک

بغیر حساب وقوله تعالى وکجزئہم بما صبروا جنة وحریرا وتیقنوا بحصول جزیل الثواب ہان علیہم ما اصابہم فی
ان گنت اور بدلہ دیا او کو کہہ کر وہ ٹہری رہے باغ اور بوشاک رہیں اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اور نہ دنیا میں جو

الدنیا من المصائب کا حکم عن بعض النساء الصلحت انہا عثرت یوما فانقطع ظفرہا فضعفت فقیل لہا اما تجدین
مصیبت گذری سب سان ہو گئی چنانچہ کسی صاحبہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز یہ سکر کر پڑی تو اس کا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ نہی لگی کسی نے کہا کیا جھگو

مراۃ الوجه فقالت ان لذۃ الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضی الت عن مرارة الوجه قال العلماء حقیقتہ ال
اسین کہہ نہیں ہوتا جواب یا ثواب کی لذت ہے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملے گی کہہ کی طمعی کو میری لسی دور کر دیا ہی ملا کہتی ہیں حقیقت میں

ما علمہ اللہ تعالیٰ ان نقولہ عند المصیبة ان الله وانا الیہ راجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند ابتیانہ
وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے ہو کر تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہ کہیں ہم ال اللہ کا ملٹی ہو کر او کی طرف پیر جائیگا اور یہ تو ہر طالع زبا ہی ہوا ہر مافل کو لازم کی سکون دینا کہیں ہو

بہ ان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسہل علیہ المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبلہ یوم القیمة یتوکلون جمیع
مصیبت کی فوائد تصور کرنا تاکہ اس پر مصیبت سناں ہو جائے بلکہ مصیبت کا ثواب قیامت کے روز سناں آدینکا تو یہ آرزو کرے گا کہ کسی میرے ساری اولاد

و اقربائه ما توافقه فی الدنيا لیسال ثواب مصیبتهم وقد عذله تعالی فی المصیبة ثم ان اعطیا حيث قال ولعلکم
اور تمام ہنگام دنیا میں کسی سے ملے گا کہ وہ کسی مصیبت کا ثواب دے اور تم کو اس سے کچھ نہ ملے گا۔ اور یہ کہ اگر کسی نے کسی مصیبت میں صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو
بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والموت ونشر الصدين الذين اصابهم مصیبة قالوا ان الله و
کہا کہ میں نے کسی اور سے نہیں سنا کہ کسی نے کسی مصیبت کا ثواب دے اور تم کو اس سے کچھ نہ ملے گا۔ اور یہ کہ اگر کسی نے کسی مصیبت میں صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو
انا اليه رجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم واولئك هم المفلحون یعنی ان کا صلہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مصیبت میں صبر کرنے کا ثواب دیا ہے اور
ہو گا کہ کسی نے کسی اور سے نہیں سنا کہ کسی نے کسی مصیبت کا ثواب دے اور تم کو اس سے کچھ نہ ملے گا۔ اور یہ کہ اگر کسی نے کسی مصیبت میں صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو
وانفسه وعرضه كالكلمة القليلة التي يسمعها في حقها والهم الذي يهتبه والغم الذي يغمه من ضيق معيشته او
یا جان میں یا آبرو میں جس سے میری بات سنی ہی نہ ہو یا میری یا اس اندوہ میں جس سے میری جان بچے یا غم میں جس سے میری جان بچے یا غم میں جس سے میری جان بچے
قللة قوته او تعدد كسبه او عدم نبات ذرعه او غير ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصیبتہ التي اصيب بها يعطيه
یا قلت روزی کا یا بیشتر غنیمت کا یا کثرتی مادی جائیداد کا یا کچھ اور سوا اس کے اس پر جو میری جان بچے اور مصیبت کی ثواب کا جو اسے گزری ہو یا میری جان بچے اور مصیبت کی
الله تعالی ما وعدہ فی کتابہ من الصلوة والرحمة والهداية لانه تعالی لا يخلف الميعاد وروى عن عكرمة انه عليه السلام
وہ ہی عطا کرے گا جو اس کی اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے شایاں درجت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کو خلاف نہیں کرتا اور اگر کسی نے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طفي سراجہ فقال انا الله وانا اليه رجعت فقل له مصیبة هي يا رسول الله کیا یہ مصیبت ہی ہے یا رسول اللہ جس میں میں نے فرمایا ان میں نے تو کو ایسا ہونے کا وعدہ کیا
مصیبتہ کی حدیث آخرانہ علیہ السلام قال اذا انقطع ششم احدکم فلیسترجع فانما من المصائب وروى عن أم سبله
مصیبت ہی اور ایسا کہ حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسی کو جرح کا قسم ٹوٹ جائے تو اسے پڑھی کیونکہ یہ ہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سے روایت ہے
انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه مصیبة فيقول انا لله وانا اليه رجعت اللهم اجرنی فی مصیبتی وخلف
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھ مصیبت گزری ہو وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہر کچھ اس کی طرف سے ہوتا ہے اہی مجھ کو میری مصیبت کا اجر دے اور مجھ کو اس
خير امنها الا اجرہ الله فی مصیبتہ وخلف له خيرا منها وروى عن ابن عباس انه عليه السلام قال من استرجع عند المصیبة
بشرع من فی اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مصیبت کا اجر دے گا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسی مصیبت پرانا نہ ہو
جبرہ الله مصیبتہ واحسن عقابه وجعل له خلفا صالحا يرضاه وروى عن الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه
تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو رخصت کرے اور اس کا انجام نیک کرے اور اس کا اجر دے اور اس کا بدلہ دے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اجر سے زیادہ عطا کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اجر سے زیادہ عطا کرے
بمصیبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها استرجاعا الا كتب الله له مثلها من الاجر یعنی نہ تعالیٰ دے گا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے
مصیبت گزری ہو وہ اس کو یاد کرے اگرچہ مدت گزر گئی ہو ہر روز اسے یاد کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اجر سے زیادہ عطا کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اجر سے زیادہ عطا کرے
مثل الاجر الذي اعطاه يوم اصيبها وروى عن سعيد بن جبیر ان الاسترجاع لم يعط الا من الامم الا هذه الاخرة ولو اعطى
برابر اس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تھا عزائم کرے گا اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ہر جامع سوا اس کی اور کسی ہی کو عطا نہیں ہوا اگر کسی کو
لا حلا اعطى يعقوب النبی علیہ السلام لا تری انه حين اصابه لم يسترجع بل قال يا سفي على يوسف وروى عن ابن عباس
تو اسے یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام مصیبت کے وقت نادم نہیں ہوا بلکہ یہ کہا کہ ای سوسوف یعقوب اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نفي اليه صابرة له وهو في السفوف استرجع ثم نزل فصلي لكتين ثم قال قد صنعنا امرا لله تعالى فانه تعالی قال استعینوا
کہا کہ اس سفر میں بھیجی کی سنادی آئی تو انا نادم ہوا ہر روز کرو کہ تیرے بڑے ہیں یہ کہ اس کا حکم تھا سو کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر وقت کہ کرو
يا الصابرين الصلوة فينبغي للمؤمن ان يفعل كذلك فانه عليه السلام كان اذا حزته امر فزع الى الصلوة لكونها ام العبادات
تائمت نہ تھی ہے اور نماز ہی اب سون کو لازم ہے کہ یہ ہی کیا کری کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسی بات سے غلجے تو نماز شروع کرے اس لئے کہ نماز عبادت کی اصل

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان في جوف قارة لقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفات
النفس من غير رقابة اي اگر مؤمن جوی کی پہر میں ہو تو تو اسے ہی بگاڑے اور کماؤسی جامو موجود ہوتا ہی اور اسے کھینکتی ہی کہ بلا صفت بشیر کو لاکر صاف کرتی ہی
العبد فکانه تعالى يسبك نفس عبده المؤمن بئنا المحنة والبلاء ليصفيه من كدورات اخلاق بشرية ليصلح لولايته
گويا اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کی نفس کو صحت اور ملائی لگے مین لگا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشری کی کدورت سی صاف ہو کر ولایت اور محبت کے لائق ہو جاوے
ومحبته المجلس الثالث والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام اغتتم خمساً قبل خمس
بستون مجلس اس حدیث کے تحقیق میں کہ غنیمت جان بانی کو پہلے پانچ سے آخر حدیث تک

الحديث وما يفرغ عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتتم خمساً قبل خمس شاباك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے چند دینی ہوشی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرك وصحتك قبل سفرك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث
پہلے بڑائی سے اور صحت کو پہلے بیماری سے اور تو اگر کچھ بچے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندگی اور زندگی کو پہلے موت سے یہ حدیث
من حسان المصابيح رواه صيون بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه لا يقدر على
مصابيح من حدیثوں میں سے ہے بیرون بن مهران کی روایت سے بیٹک بنی علیہ السلام فی حدیث میں یہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی میں نہ کار کر سکتا ہے

الاعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلا بد له ان يغتتم الفرصة وليشتغل بالطاعات في حال شبابه قبل هرومه لانه
جو حالت بڑی میں نہیں کر سکتا سوا سکول لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی میں ہمیری سے پہلے عبادت میں مشغول رہی کیونکہ
في حال شبابه ان ترك العمل والتعب هو له وتغلب بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغي له ان يترك
جوانی میں اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہوس میں نہیں اور معصیت کی عادت کرسے تو بہر کیا طاقت ہی کہ بڑائی میں چھوڑ دے تو لایق یہ ہی کہ صاحب کو
المعاصي في حال شبابه ويعود نفسه باعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وتبين ايضا انه في حال صحته يقدر
جوانی میں ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ٹھانی تاکہ ہمیری میں جاکر آسانی رہی اور یہ ہی بیان فرمایا کہ ان اپنی صحت میں لایق

على كسب الخيرات بما له وبدنه فينبغي له ان يغتتم صحته ويجهد في كسب الخيرات بما له وبدنه لانه اذا مرض يضعف
مال اور بدن کی ثواب حاصل کر سکتا ہی بہر او سکول لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جان کر لے مال اور بدن کی کسب خیرات میں کوشش کری کیونکہ بیمار ہو کر بدن ناتوان ہوتا ہے
بدنه فلا يقدر على الطاعات وبدنه ويقصر بده عن ماله فيأثر على الثالث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقدار
پہر بدن میں طاقت کی طاقت کہاں رہتی ہی اور اتہر ہے تہا ہی مال کی زیادہ سی ٹنگ ہو جاتا ہی بہر یہ قدرت نہیں کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وتبين ايضا انه في حال غناؤه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بالشغل

اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی تو اگر ہی اور فرصت میں بلا سوانح طاعات کر سکتا ہی اور جب تو اگر ہی کی بد رفتاریا اور فرصت کی جگہ دہندگی
يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشغولاً بامر المعاش فينبغي له ان يغتتم غناه وفراغه في تصبيل الاعمال
تہر سوانح پیدا آجائے مین چڑھا کے قیام کہاں بلکہ اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سو لایق یہ ہی کہ تو اگر ہی اور فرصت کو مصالح اعمال کی غنیمت سمجھے
الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وتبين ايضا انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات
اسے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندگی ہوتا ہے اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہی اور جب ہوا

ينقطع عن العمل فينبغي له ان يغتتم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العمر جوهرة نفيسة لا
تعمل تام ہوئے ہیں لازم یہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر لے باتوں میں عمر بکھوئی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس ہے ہر ہر ہے
قيمة لها اذ يمكن ان يشتري بها كنز من كنوز الجنة التي لا ينكح نعيمها ابداً بارداً فاصاعة تلك الانفاس واشترائها
اسے کہ ہر ایک خزانہ حیات کی خزانوں میں سی ہاتھ آسکتا ہی جسکی نعمتیں کہیں نام نہونگے بہر ایسی انفس کو منلج کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یكون سببها لکسب اتباع هواه غایة الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما یضربه او یهدله
 کہ ہوا ہوس میں پہنسا کر لاک کر ڈالے بڑا ہی زبان اور نہایت نقصان دہی سو جو شخص ہوا ہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی نہیں
 حالا او لا وهو لا یسیر او یشعر لکن لحقة عقله یرجع الذلة للحاضرة التي لا یبقا لها علی العقوبات الاخریة
 حال اور حال کا منظر اور رہتا ہی ہو پر وہ بیکہ ہی یا جانتا ہی برقی و توفی سی حال کہ نا پا کمدار لذت کو
 اخروی عقوبات سے جسکی

التي لا نهائيتها و یبطن لعی بصیرتک وتناهی حماقتک انه ظفر بشئ من اللذائذ لا یعلم ذلک لاحتماله
 کچھ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندھا ہو کر کمال برتری سے خیال کرتا ہی کہ کچھ عیش اور آسائے
 ینخرج من الدنيا و یری انه لم یظفر بشئ من اللذائذ فاصلا من اللذائذ لدنيا لانها عنه نزول ولا من اللذائذ
 ابھی ٹھکر دیکھ لیگا کہ کچھ ہی عیش نکلیا نہ تو دنیا کی عیش و لذت کیونکہ سب ہو چکیں گی
 اور احمق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے

الاخریة اذ لیس الیها الوصول فبقی فی حسرة و ندامة حین لا ینفعه الندم وقد روی انه علیہ السلام قال
 آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ما تہ آگے ہیں پھر حسرت اور ندامت اٹھتا ہوگی اور سوت نہایت سی کچھ فائدہ نہ ہوگا اور روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 ما من احد یوت الا ندم قالوا و فاذل منته یا رسول اللہ قال لکان محسنا ندم ان لا یكون ازداد و ان کان
 جب کوئی مرتبہ ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ نہایت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکو کار ہوتا ہی تو یہ نہایت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیون گئی اور اگر

مستیاندم ان لا یكون تلذع فی الیها العاقل لا تصیغ عمرک فی الغفلة واجتهد فی تحصیل متعة الاخرة قبل
 بدکار ہوتا ہی تو یہ نہایت کیون نہ ہوتا یا سودا ہونا ہو کر اپنے عمر غفلت میں کیون کہوتا ہے آخر وہی سامان حاصل کر نہیں کوشش اس سے بہتر
 ان یحیی یوم لا یقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم علی
 کہ ایسا دن آج آوی کہ اس روز تو ہرگز حاصل نہ کر سکے بیشک تو اس دن کو حلو دیکھ لیگا
 بہر تو لگدشتہ عمر پر

ما فان من عمرک فی غیوط عتہ ربک لا یتفکر الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا و
 ہر دن عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور نہایت سی کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمی سب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے
 کان شغله ینع من العلم احوالک العمل علی فراغہ وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقتک
 اور وہ شغل اسکو عمل نیک سی باز رکھتا ہی تو اس عمل نیک کو فرصت کی وقت نکال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت میں تو کرونگا سو یہ صرف جو فوج ہی

و ھین احدهما ایتار الدنیا علی الاخرة و لیس هذا من شان العاقل وقد قال اللہ تعالیٰ بل تو ترون
 دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بلکہ تم پسند
 الحقیقۃ الدنیا و الاخرة خیر و ابقی و التانی تسویفہ العمل لی وان فراغہ فانه قد لا یجد مھلة بل یخطفہ
 کرکنتی ہو دنیا کا جینا اور بھلا کر بہتر ہے اور نہی والا اور دوسرے وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھنا کیونکہ بھٹے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغہ او یزاد شغلہ لان اشغال الدنیا استنزہ بعضها بعضا فبقی بلا زاد لیوم المعاد قالوا
 موت فرصت کی وقت سی پہلی آکر لیتے ہی یا وہ دنیا کا دھندلا بڑکا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک ہی ایک لگا ہوا ہی ہر آخرت کے توشہ سی خالی و بجا ہوتا
 علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی حال کان قبل حصول الموت وحصول لغوت لقول
 سو آدمی پرینہ واجب کہ جلد ہی اعمال صالحہ کو کئے حال میں ہو موت سی پہلی اور فوت سی بیشتر امتیاز کر سی اس کے

تعالیٰ سارعوا الی مغفرة من ربکم و حجة عرضہا السموات و الارض عدت للمتقین فان من تغلق قلبہ
 مطابق اور دوسرے بخشش پر انہی رب کی اور حجت برحسب میلاد ہی آسمان اور زمین تیار ہو ہی ہی واسطی بہرہ کار نکلی بیشک بکا دل
 بالدنیا و اخذ منها القدر الزائد علی حاجتہ من الطعام و الشراب و اللباس بکون مضرة علیہ لان استغنی
 دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں سی کچھ مقدار حاجت سی بڑھ چکا اور دنیا اور پوشاک حاصل کرنا ہی تو اسکی حق میں مضری ہاں اگر اسکی طاعت ہی میں لگے

علی طاعۃ اللہ تعالیٰ لان کل ما احببہ الانسان وظفر بہ لا بد ان یفارق فان کان احبہ لغير اللہ یعذب بہ
 اسلمی کہ آدمی میں بڑی محبت کی راہ ہی پیدا کر ہی تو بالضرر اس ہی جدا ہو چکا ہو اگر اس کی محبت درسطی غیر اللہ کی تھی تو اس کی
 بقواتہ ان یحصل من الالہ قدر ما تعلق بہ قلبہ و لہذا قال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسہ علی
 سے دل کو چسپاں اور اتنا ہی الم جدا ہو چکا ہو جقدر اس سے دل تعلق تھا اس ہی میں بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے جیسے کہ اپنی جان کو
 تحمل المصائب فان محبتہا لا ینفک عن ثلث مصائب ہم لازم و نقب اثم و حشر لا تنقضی فلو لم یکن لمحبتہا
 مصیبت کا گہرائی کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت غلہ نہیں ہوتی منکر دائمی اور سچ ہمیشہ کا اور امان ہے اتنا اور اگر دنیا دار کو تیرت کوئی
 العذاب لعلہ لا یفک عن مصیبتہ فکیف اذا حیل بینه و بین محبوباتہ و لذاتہ کما بالموت و صلا
 عذاب سوا کے ہوتے ہیں مصیبت ہی اس کی لٹی کثافت کرتی ہی ہرگز کیا حال ہوگا جب موت اوسین اور اس کی محبوبات اور لذات کی دھج میں عبادی اور عجمی کے
 معذب بانفسہ کان منلذا بہ علی قدر لذتہ المتی شغلہ عن سعیدہ فی طلب لادہ لیوم و معادہ اذ لو کان
 عذاب میں وہ جا رہی ہو جس سے فری اور اتنا تھا سوائے اس لذت کے جس کے لئے قیامت کی راہ در راہ کی گئی ہو اس کی
 لاجل الف محبوب ینزل بہ عند الموت فی وقت واحد الف مصیبتہ لانہ کان یحب جمیعہا و یسلب
 ہزار محبوب ہر دن تو موت کے آگے ہی اوس ہزار مصیبت ایک بار کی بڑ جاتے ہیں اس لئے کہ اس کو سب ہی محبت تھی اور وہ سب کی سب
 عنہ فی لحظۃ واحدۃ کما وبقی فحشر و نل ماتہ بعد موتہ و هذا اول فلیقاہ عقیب موتہ من الالہ فضلا
 ایک دم ہر میں جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
 عما وعدہ اللہ تعالیٰ للذین اسحبوا الحیوۃ الدنیا و رضوا بہا من عذاب لاخرۃ و الحاصل ان من احب
 اس کو تو کیا کہنے عاتقہ لے لے لے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رہتی ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص
 شیئا سوا اللہ تعالیٰ ولم یکن محبتہ لہ للہ تعالیٰ ولا لکونہ معبدا علی طاعۃ اللہ تعالیٰ یحصل لہ بہ
 سوا ہی دنیا کے اور چیز کی محبت پیدا کر لی درود محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پروردگار ہو تو اس کے حق میں
 المضل سوا ظفر بہ اولہ یظفر فانہ ان لم یظفر بہ یعیش بفضلہ ولا یستلیم من التعب وان ظفر بہ یکن
 سفر ہی یہ کہ وہ شئی اس کو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں لگا رہتا ہی بیخ سی کر نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
 ما حصل لہ من الالہ قبل حصولہ و من الحشر علیہ بعد فواتہ اضعاف ضعاف ما حصل لہ من اللذۃ
 کے حصول ہی پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اوس پر فوٹ ہونے کے بعد چند در چند اس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
 ولونال لعبد کل حظ من حظوظ الدنیا و کل لذۃ من لذاتہا و مضی عمرہ علیہا و لم یسع فی تحصیل
 اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اس نے آخرت کی سعادت میں
 السعادۃ فی لاخرۃ ینال عند الموت کانہ لم یظفر بشئی من حظوظہا ولذاتہا و تعوی تلك المحظوظ
 کچھ سے نکلے تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچھ بھی نہ ملا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
 واللذۃ عذابا لہ و ینال معذب بانفسہ ما کان متعابہ من جہتین من جہتہ فوتہ مع شدۃ تعلق
 اس کے حق میں عذاب ہو جائیگی اور وہ ہی عیش کی چیزیں درود ہی عذاب کا سبب بن جائیگی ایک تو اس کا جو دنیا اور
 قلبہ بہ و من جہتہ عدم حصولہ ما ہولہ انفع وادوم فالعجب بالکمال فی موت عنہ و المحبوب لا
 دل اور دنیا کا جو بوی وہ سے حاصل ہوتا تھا جو اس کے لئے ہمیشہ کو معین ہوتا اب حال کا محبوب تو اتنا ہر سے جاتا رہا اور محبوب غم
 لا یحصل لہ و هذا اول ما یلحقہ من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال لعلماء لیس الموت لعدم
 اس کو پسند ہوگا اور یہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب ہی پہلے اس پر گذر چکا اس واسطے کہ علمائے دین کہ موت عدم محض

ولا فناء صفت وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال الى حال انتقال من
 اور مری فنا ہی نہیں ہی کھت کیا ہی روح کا حلا قہ بدن ہی جھوٹ جاتا اور بدن ہی الگ جوتا اور ایک حال ہی دوسرا حال بدل جاتا اور ایک جگہ
 دار الحیاء اور هو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبتة الموت
 دوسری جگہ نقل کرتا اور یہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ فی موت کا نام مصیبت رکھا ہی چنانچہ فرمایا ہے ہر بڑی مصیبت موت کی
 فالمتى هو المصيبة العظمى اعظم من الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع
 سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اس ہی بڑی کفر کا فضل رہنا کہ نہ اس کو یاد رکھی اور نہ اس کا کچھ نہ کر کری اور نہ اس کی کوئی کچھ عمل کرے اور
 الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفسه لا يمان
 ہوا ہوس میں پڑا ہی بیشک ہوا ہوس کی اعانت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دے ایسا باوجودیکہ مومن صرف بواضع ہوا
 قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول التزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
 اللہ تعالیٰ ہی ہم ہمہ گیر گیتا ہی کہ تا زمانہ نیکوئی کا اور ہمہ گیتی کا ایمان قبول اور مانتے کو کہتے ہیں ہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گو باوہ بیگناہی
 يقول انى علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظن في العالم شئ الا
 کہ میں نے یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں بیگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئی اس کی اور اللہ اور
 بعلمه وارادته وخلق ولا يستحق العبادة الا هو وانى لزمتم عبادته ولا عدا الا اياه فبعد هذا
 ہر بات کی بدون ظاہر نہیں ہوسکتی اور کوئی سوا اس کی سخی بندگی کا نہیں اور میں نے اس کی بندگی اپنی ذمہ لی اور اس کی سوا کسی عبادت نہ کرونگا البتہ
 المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى الفضيحة عهد مولاه
 عہد کہ بعد اس کو تا زمانہ کوئی نہ کرے نہ حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہاں تک کہ اگر اس کی جے میں مولیٰ کی عہد توڑنے کا خیال آوی
 يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف لنبى عليه السلام لا امرأة العزيز حين دعتة الى نفسها معاذا الله
 تو اس کے لازم ہے کہ جے میں یہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جو رو سے کہا تھا جب اس نے اپنی طرف طلب کیا خدا کی ناپا
 انذرتني احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليها
 وہ عزیز ہلاک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہی جھکو اتنے ہی سلا نہیں جاتی جو لوگ بے اعتدال ہیں بیشک بجا دل شہ پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
 في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ليدل على صحته معاھد تہ مع ربہ فی ایمانہ فان المؤمن اذا علم
 جیسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالیٰ کی کوئی سطح نہ ہو سکے ترک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اس نے اپنی ایمانی عہد کو رکے ساتھ پورا کیا بیشک مومن جب یہ سمجھتا ہے
 ان يرضى مولاه في تركه هواه يقدر رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
 کہ مولیٰ کے خوشی ہوا ہوسکے ترک میں ہی قرابتی ہوگی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکھتا ہی اور اس کی لذت اور صفات مولا کی رضامندی میں ہوتی ہی اگر نہ خواہش کے مخالف
 هواه ويكون له جفاه فيما يرضى مولاه وان كان موافقا هواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى
 اور اس کا الہا اور جفا مولا کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگر جہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اس کو ترک شہوات میں لذت اس ہی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو
 اعظم من لذته في تناوله ابل يكون كراهته تناوله اعذده في خلوته اشد من كراهته لا لم الضرب و
 حاصل کرے بلکہ اس پر لذت کی بیزاری میں خلوت میں مارا اور قید کے الم سے زیادہ ہوسکتے ہے
 الحبس لا ترى ان يوسف لنبى عليه السلام حين قالت امرأة العزيز في حقته وان لم يفعل ما امره بالسجن
 کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہ کہا اور اگر نہ کرے گا اور اس کو میں کہتے ہوں البتہ قید پر
 وليكون من الصاعين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امرأة العزيز لما كان قلبها
 اور ہر کا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہ ہی کہا ہی رب جھکو قید پسند ہی اس بات ہی سب سے جھکو بلاتیان میں کہ نہ زلیخا عزیز کی بیوی کی دل

خالیاً عن الایمان مالت الی السوء والفحشاء مع کونها ذات زوج و یوسف النبی علیہ السلام لما کان
 یوحی الیہ فی غایتہ ^{تو بدی اور خوشی کی طرف پہنکی} اور جو کہ شہاکی ہی ^{اور یوسف نبی علیہ السلام کے}
 قلبہ غالباً بالایمان اعرض عما ارادت منہ مع کونہ شایعاً عن باقان من یعمل مقتضی الایمان بیکون لذت
 حل پر جو کہ ایمان غالب تھا ^{خود کا کیا ٹھانا} اور جو کہ جو ان ^{اور جو کہ جو ان} جو شہاکی ہی ^{اور یوسف نبی علیہ السلام کے}
 فی الصبر عما یمیل لہ فی نفسه اذ کان فیہ ^{نفس کی آرزو پر اگر وہیں مضبوط رہتا ہے تو مزاحمت میں آتا ہے} اور اپنی خواہش کے حساب میں نگار رہتا ہی تاکہ کل کو اس پر حساب
 اھون غداً وطریق المحاسبۃ ان ینظر فی احوالہ هل لہ من حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق الناس شیئ
 آسان ہو جاوے اور طریق حساب یعنی کا یہ ہے کہ اپنی حال کو دیکھتا رہی کہ اور کون حق اللہ تعالیٰ یا حقوق عباد میں سے کچھ باقی ہے
 اصلاً فیندرک ما فاتہ من فرائض اللہ تعالیٰ فی قضیہا و یرد المظالم حبتہ حبتہ و یستغل کل من تعرض
 یا نہیں ^{پھر اگر فرائض الہی سے کچھ مضامین ہو تو اس کو ادا کر کے محض کر دے} اور داندہ و دعویٰ کا چھوڑ دیوے اور کبھی
 یمین ولسانہ و یطیب قلوبہم بالاحسان الیہم حتی ذامات لا یبقی علیہ فریضۃ ولا مظلمۃ و
 تاہم باز ان سے ستا یا ہو تو معاف کرائی اور جان کر اور بخدا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اس پر کوئے فریضہ اور دعویٰ باقی نہ ہو
 یدخل الجنة بغیر حساب لک ان مات قبل دالمظالم یحیط بہ خصماً وکے و ینشہون فیہ فخالہم فضل
 ہے صابہ کتاب بہشت میں جلا جادی کیونکہ اگر حقوق ادا کیے بغیر گیا تو اس کے مددے ^{کبھی کر دینے کے} یہ
 یقول ضربتہ فی ہذا یقول شتمتہ فی ہذا یقول استخذ منی و ہذا یقول خذت مالی و ہذا یقول جحدت
 کبھی کوئی چھوڑا یا تھا وہ کبھی جھگڑا لایا ہی نہی کبھی کبھی جھگڑا کام لیا تھا کبھی کبھی میرا مال چھین لیا تھا کبھی کبھی تو نے مجھ کو
 مظلوماً و کنت قادراً علی فہ الظلم فہا دفعت عنی الظلم و ہذا یقول رائتہ علی منکر فہا نہیتہ
 مظلوم بنایا اور جھگڑا یہ قدرت ہی کہ ظلم سے بچا دیتا ہو تو ہی جھگڑا نہ بچایا اور کوئی کبھی تو نے مجھ کو گناہ میں مبتلا کر دیا اور مجھ کو نہ نکلیا
 عنہ فہما ہو کذا لک بہوت متخیر من کثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتہم و مد غنق الرجال
 اب اس حال میں مدعیوں کی کثرت سی بھواس اور حیران ہو کر ادنیٰ جواب دے اور غافل سے تنگ کر
 المولیٰ لفقار لعلہ ینجیہ من ایدہم اذ یقرع سمعہ نداء الجبار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم
 مولیٰ غفار کی طرف اسید وار ہو دیکھا شاید کہ انکی باتہم سے یا بلوی تاکا ہو سکی کا نہیں آواز آوے کج بلا پاویگا ہر جے جیسا کا یا ^{ظلم نہیں}
 الیوم فخذ لک ینخلع قلبہ ویوقن بھلاک نفسہ متفکراً یھا الغافل ما نزل اللہ تعالیٰ فی کتابہ
 آج ^{اب اس کا دل چھوٹ جاوے گا} اور یقین کر لیا کہ مر لیا ^{اب سچ تو او غافل اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا نازل کیا ہے}
 حیث قال ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون ولا تتبع و سوسۃ الشیطان لانه عدو
 جہان فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاوشی جو کرتے ہیں انہما اور شیطان کی وسوسہ کی پروا ہی مت کر کیونکہ شیطان ہی آدم کا
 لہنی آدم یرید ضلالتہم لیمحقہم مع نفسہ الی لنا رفیع علی المومن ان یدفع و سوسۃ الشیطان یتخذ
 دشمن ہے ^{راہ سے بھلاتا ہے تاکہ اپنے ساتھ دو بیخ میں کچ لے جاوے} اب سوسن پر واجب ہی کہ اس کا خیال دور کرے اور اس کو دشمن سمجھے
 عدو کما قال اللہ تعالیٰ ان الشیطان لک عدو فاتخذ وکے عدو و کما قال ابو اللیث فی التنبیہ
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم مجھ پر کہو اس کو دشمن اور رفیقہ ابو اللیث نے تنبیہ میں کہا ہے
 ان لک ربعة من الاعدا یحتاج ان تجاہد مع کل واحد منهم الدنیا و ہی عداؤہم مکا رة
 کہ تیرے چار دشمن ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ لڑنا ضرور ہی ^{ایک تو دنیا کہ جہد شکن اور فریب باز ہے}

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا یفرنکم ظاهراً قوله علیه السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا
 کرمی علی السلام لایزال آدمی ساتھ محبوب کی ہوگی حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کی ظاہر معنوں پر نہ ہوں کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہوگی بیٹیک تم بدوں لہذا
 الا بلز الا باعمالکم قال الیہود والنصری یحبون الانبیاء ہم ولا یكونون معهم یوم القیمة وهذا القول منہ
 ایراسی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہود اور نصاریٰ اپنی انبیاء کو محبوب کہتے ہیں اور قیامت کی دن اوکی ساتھ نہوگی اوکی اس بات میں یہ
 یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء وصحبہم انما
 اشارہ ہی کرتی محبت بدون موافقت اعمال کی نفع نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلی کی تعظیم اور محبت واجب ہوتی ہی
 یكون باتباعہم فیما دعو الیہ من العلم النافع والعمل الصالح واقفاء اثارہم وسلوک طریقہم لان من اتبعہم
 کہ اوکی اطاعت کری جد ہر وہ بتا ہی ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اوکی پیروی کری اور اوکی کا طریق اختیار کری اسکی کہ جو شخص
 اقتفی اثارہم فیکون سبباً لتکثیر اجورہم بمقتضی قوله علیہ السلام من دعی الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجلی
 اوکی اطاعت اور پیروی کرے گا تو باعث اوکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوکو برابر ہدایت ہونی والوکی ثواب ہوگی
 من تبعہ لا ینقص فذلک من اجورہم شئاً واما من لم یتبعہم ولم یقتف اثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقیل
 اور اوکی ثواب میں سی کچھ کم نہوگی اور جتنی اطاعت نہی اور نہ اوکی پیروی کی بلک عمل میں تو اوسکی مخالف اور اوکی ہاتھ پاؤں چستا
 ایدیہم وتقلیل نفعہم والتملق بین ایدیہم والقیام عند ریتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلہم
 اور جیتان سیر ہی تا اور سامنی خوشامد اور دیکھ کے تعظیم کی کئی کڑا ہوتا رہا تو یہ کچھ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی ساتھ
 مع نفسه ضرراً من الاجر فای تعظیم ومحبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة
 اوکی ہی ثواب سی محروم کرے پھر اس میں کیا تعظیم اور محبت ہوتی تزیہو میں محاسب بندہ کی محاسبہ کی بیان میں
 العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزول
 قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں ہل سکتی دونو
 قدراً عید یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افناہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن
 پاؤں کی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچھا جاوی چار جزو نشی عمری کیونکر ہوئی اور بدلی کیوں کر بڑا کیا اور
 حالہ من این الکسبہ وفیما انفقہ وعن عملہ ما عمل فیہ هذا الحدیث من حسان المصابیر مرآة ابن
 مل سی کہانی لایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سی اوسیر کیا عمل کیا یہ حدیث مصابیح کی حسن حشون میں ہی ابن مسعود کی
 مسعود والعبد المذکور فیہ وان کان عامالکونہ مذکرة فی سیاق النفی لکنہ مخصوص بقوله علیہ السلام
 روایت سی اور عبد جواس حدیث میں آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ کونہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بریل اس حدیث کی
 یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا یكون السؤال المذکور فیہ لغير هؤلاء السبعین
 میری امت میں سی ستر ہزار بی حساب جنت میں جاویگی اس حدیث کی موافق یہ چاروں سوال سوا ان ستر ہزار کی اور دل ہی ہوگی
 الفا فلا بد لكل من یؤمن بالله والیوم الاخر ان یعلم انه یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب
 ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکھی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب میں جبراً پھیلے گا اور ذرہ ذرہ
 بمقابل المذم من الخطرات والمخاطر ویتحقق انه لا ینجیہ من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
 سی خطو اور نگاہ کا مواخذہ ہوگی اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی
 فی تجارتہم الاخرتہا ومطالبتہا فی انفسہا وسلطانہا وحرکاتہا وسکناتہا فان من حاسب نفسه قبل ان
 اوکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور ان کا مطالبہ حرکات اور سکانات میں دم دم اور کڑی کڑی کیسی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب بحیف علیہ یوم القیمة حسابه ویحضر عند السؤال جوابه ویحس منقلبہ وعباہ ومن لم
 دعت کیا تو اس پر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہو گیا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاوے گا اور اسکا مال اور انجام نیک ہو گیا اور جسکی حساب
 بحاسبہ ایدم حسرتا ویطول فی عرصات القیمة وقفاتہ ویعود الی الخزی والمقت سیاتہ فاذن
 دعت کیا تو ہمیشہ کو همان رہی گا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کھڑا رہی گا اور اسکی تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور عار کا ہے ^{سواب}
 لا بد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارته لاخرتہ عن مراقبۃ نفسه فی حرکاتہا وسکناتہا ولحظاتها وخطراتہا
 مؤمن کو ضرور ہے کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اسکی حرکات اور سکناات اور طاقات اور خطرات کو دیکھتا رہی
 لان هذه التجارة رجحان الفردوس الاعلی وبلوغ سدة المنتهی مع النبیین والصالحین والشهداء قد قیق
 کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدرۃ المنتقی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہے ^{سواب} سواس تجارت کی
 المحاسب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان ارباب تجارة الدنیا بالقیاس الی النعم المقیم فی
 حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضروری اسلی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپا اندازی
 العقبی قلیلة سريعة الزوال والاخیر فی خیر لا یدوم بل بشرا لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشرا الذی لا یدوم و
 اور عیش ناپا انداز میں کچھ خوب ہے مگر بیکہ تکلیف ناپا انداز عیش ناپا اندازی بہتر ہے اسلی کہ تکلیف ناپا انداز جب ہو چکی
 زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فلی هذا یبغی المؤمن من اذا صبح فرح
 تو پھر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپا انداز جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ صبح ہوتی ہی
 من فریضة الصبر ان یدفع قلبہ ساعة فیقول لنفسہ یا نفس لیس فی بضاعة الا عمرک فاذا فنی یفنی
 فکر نمازی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سے کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرفایہ نہیں ہے جب میری ہو چکی تو
 راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الریح وهذا الیوم یوم جدید قد املنی اللہ تعالیٰ فیہ و
 راس مال ہو چکا پھر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہے اور آجکا دن نیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی مجھ کو اس میں بہت عطا کی ہے اور
 آخر فی اجل ولو کان تو فانی لکنتم اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیہ صالحا فاحسب
 اجل میں تاخیر کر دی ہے اگر وفات دیدیتا تو مجھے آنسو کرتا رہتا کہ اب کون کی لئی مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دی تاکہ اس دن نیک عمل کروں ای نفس تو یہ بھیج دے
 یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایا اذ ثم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعا العز
 کہ مر کر پھر دنیا میں آیا ہے سو جو کس رہے پھر جو کس رہے یہ دن صالح ہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بیکہ عمر کا
 کل نفس من انفسہ جھرة نفیسة لا بد لہا یمن ان یشتزی بہا کثر من کنوز الجنة لا یتناہی نعيمہا ابدا
 ایک ایک دم ایسا جو ہر نفس کی نظیر ہے کہ اسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کہی تمام نہوں کی سو ایسی انفس کا
 الابد فانقضاء هذه الانفس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایۃ الخسران ونہایۃ الخذلان فان عمرک انفسا
 بیکار گذرنا یا معاصی میں لگا رہنا ^{طراہے خسارہ} اور نہایت بی ہمتی ہے کیونکہ انسان کی زندگی
 زمان لا عملہ الصالحة المقربة لہ الی اللہ تعالیٰ والموجبة لہ جزیل الثواب فی یوم الحساب هذه ہی
 اعمال صالحہ کی واسطی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن ^{طراہی نواب علی} اور یہ ہے
 السعادة التي یبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلہا اذ لیس لہ منها الا ما سعی کما قال اللہ تعالیٰ وان لیس
 سعادت ہے جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہی ^{سواب} اس واسطی کہ انسان کو وہی ملے گا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما ہی اور یہ ہے
 للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیاً من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بفقدہ وھذا
 کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کما یا پھر عمر کا جو دم عمل صالح سے خالی گشتا ہی دینی ہی سعادت اخروی گشتا ہی ^{اور اسہی لئی}

عظمت مراعاة السلف لانفسهم ولخطاتهم وبادتوا الى اغتنام ساعاتهم و اوقاتهم ولم يضيعوا عملهم في
 متقدمين اين الفاس اور لحظه لحظه کی بہت ہی خبر داری کرتی تھی اور ہر دم اپنی ساعت اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی
 البطالة والتقصير قال الحسن البصري ان كل من كثر قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنائكم و دراهمكم
 بیکرا اور تقصیر میں نہ کہوتی تھی حسن بصری کہتے ہیں میں نے ایک قوم کو دیکھا ہی کہ وہ اپنی ساعت کو اس سے زیادہ سنبھالتی تھی کہ تم اپنی اسشر فی دہریہ کو سنبھالتی ہو
 فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
 کیونکہ جیسی تم میں سے کسی خوش نہیں ہوتا کہ وہ پیسہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوے کہ کچھ فائدہ نہ ہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تھی کہ او کی عمر میں سے ایک ساعت
 ان يخرج من عامهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلا اربع وعشرون ساعة وقد مر
 بیغائدہ گذر جاوے بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ
 في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيامة لكل يوم وليلة اربع وعشرون
 آدمی کو قیامت کی دن ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
 خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيرأها مملوءة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فينالها
 خزانہ کی تطاریش آویگی پہر او سکی ہی اور میں سے ایک خزانہ کہو لیگی نوز کہیں کہ حسنات کی نور سی بہی جو اوقاس ساعت میں کیا تھا پہر او سکو
 من الفرح والسرور ما لو زرع على اهل النار لادهمهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار و يفتح له
 اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخ میں یہ تقسیم کر دیں تو بی حواسی سے دوزخ کی الم کا ادراک نہ کر سکیں پہر او سکی ہی اور خزانہ کہلیگا
 خزانة اخرى فيرأها سوداء مظلمة يفرح نثرها ويتعشاها ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها
 او سکو سیاہ تاریک و کیکیگا کہ بد بودہ پہل بہی ہی اور اندام میرا جہار ہی بہر وہ ساعت ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہی
 فينالها من الحزن والغم والقسم على اهل الجنة لتعص عليهم نعيمها و يفتح له خزانة اخرى فيرأها فارغة
 پہر او کو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنت میں یہ تقسیم کر دیں تو وہ نہر جنت کی تمام نعمتیں بی فز تھ جو جاویں پہر او کو اتنا خزانہ کہلیگا او سکو خالی پاوے گا
 ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها واشتغل بشئ من مباحات الدنيا فيقتصر على خلوها
 نہ وہیں کچھ خوشی ہی اور نہ کوئی غم بہر وہ ساعت ہوگی جس میں سورا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہو گیا پہر او سکی خالی ہوتی پر
 ويزال من الام ما ينال من قدر على الرجاء الكثير والمالك الكبير و تساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض
 اتنا ازلان کر کے الم او مل و بیک جیسی کہو کہ ہی فائدہ اور بڑا ملک آتہ آسکتا تھا مگر اس نے سہی اور دیر کی کہ وہ ہاتھ سے جاتا ہا اس ہی طرح خزانہ
 عليه خزانة اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب
 عمر کی ساعت کی بیش آتی جائیگی اب او کو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانہ کی خالی چھوڑی جو کہ باعث کلی سعادت اور ملک کا ہیں
 سعادته وذلكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والقدرج اليد
 اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آگہ بہی اور زبان اور کان اور پیٹ اور شہرہ نگاہ اور ہاتھ
 والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافرا للنعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها
 اور پاو کیونکہ ان میں سے اگر کسی ہی بھی گناہ کرے گا تو اس کی نعمتوں کا تمام اسباب میں مندر ہے کہ جن میں سے اس کی ضرورت ہوتی ہی ہستی
 في اقدمه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى
 کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی بددش سی ہی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت پر پہرہ حاصل کری
 ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا ما الغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء
 اور طاعت اللہ کا میسر ہونا بدو قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدو غذا کی قایم نہیں رہتا اور غذا بدو پانی

والله اعلم ولا یقیم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شیئاً من اعضائه فی غیر طاعة الله تعالى یكون كافراً
اور ہر کس کی بیباکی ہو تو اوپر سے یہ بدوں پیدا ایش زمین آسمان کی پورائیں ہوتا ہے جس کوئی سے اعضا ہو ای عبادت کی کسی کار میں لگائی رکھا تو وہ اسے کہ ان تمام
لنعمۃ الله تعالى فی جمیع ذلک فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو اصل المال والربح بعد ذلک فمن لم یکن له اصل
نعمتانی منکری اب حفاظت اعضا کی ضروری کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو ویکجا ہر جسکی پاس اصل مال ہی ہیں
المال کیف یحصل له الربح وهذه الجوارح السبع الة للهداک والنجاة فمن یهلك بهاها لھا وادم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکہ اگر کسکنا ہی اور ان ساتوں اعضا ہی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات ہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اوکی چھوڑ دینی اور حفاظت کرنی ہی
ومن یخون یخون بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس کل خیر واهمالها اساس کل شر ولجمہم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اوکی حفاظت اور نہ چھوڑنی ہی اب اعضا کی حفاظت تمام خیر کی جڑ ہی اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور روزخ کی سات دروازے ہیں
وانما یتعین تلك الابواب لمن عصی الله تعالى بتلك الجوارح فیلزم حفظها عن معاصيها اما العین فیحفظها
اور وہ دروازے ناظران کی واسطی اولی اعضا کی نام سے مقررین تو تمام اعضا کا معاصی ہی بجانا ضروری
عن النظر لما یحرم نظره بل عن کل فضل مستغن عنه لان الله تعالى یبذل العبد عن فضل النظر كما یبذل عن
بجائی ہرگز نہ پائی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ کی فضول نگاہ کا ہی مواخذہ کر لگا جیسی بیہودہ کلام سہی مواخذہ کر لگا
فضل الکلام فاذا حفظها عنه لا یقنع به بل یصرح فی ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى المستن
اور جب نگاہ کو نگاہ سہی محفوظ رکھا تو اسی پر نہ بیٹھ رہی بلکہ نظری نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکھ کر اوکی
به علی وجده وقد ربه ورحلته وقرنته وایر دتہ وعلہ وحبیته والنظر فکتابہ وئسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوکی کتاب اور اوکی رسول کی سنت اور تمام
کتب الدین لیتعلم امر دینہ ویتعظ وھکذا یفعل فی کل عضو لا سیما فیما هو مریئ الاعضاء وهو القلب الذی یلزم
کتب دین کو دیکھی تاکہ امور دینی سیکھی اور چند پر ہر ہر عہد کو کام میں لاوی خصوصاً تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تظہیر من الاخلاق الذميمة وتزینہ بالاخلاق الحميدة وتکمیلہ بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بدی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم حاصل سی کامل بنانا ضروری کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدین ینبغی له ان یكون عالماً بها ولا یستل یوم القیمة عنہا یدک علیہ قوله علیہ السلام عن علم ما
مسائل دینی میں سے کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہی کہ او سپر عمل کری اور نہیں تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہو ویکجا اس حدیث سہی معلوم ہوتا ہی اور اوکی علم ہی پر چھوڑی
عمل فیہ فانه محض لانه علیہ السلام یقول قال فیہ فلینظر العبد فیما علم هل عمل به وکان من الصّديقین الذین اتقى
کہ او سپر کیا عمل کیا بیشک یہ خوف کا جب ہی اتقی کہ نبی علیہ السلام فی یہ نہیں فرمایا او میں کیا بحث کر اب انسان کو غور کرنا چاہی اپنی علم میں آیا او سپر عمل کیا یا کما صوفی
الله تعالى علیہم بقوله اولئك الذین صدقوا وخالفوا فاعلم به ففعله ودخل فی قوله علیہ السلام انشد للناس علاناً
میں داخل ہو جسکی اللہ تعالیٰ بہرہ ناکر تائی یہ وہ قوم ہی جنہوں کی سچ مانیا عمل اپنی علم کی برخلاف کر کی اس حدیث کی مضامین میں داخل ہوا سخت تر عذاب
یوم القیمة عالم لم ینفعہ الله بعملہ وروی عن ابن مسعود انه قال طمأنینہ من اجل ان لا یسئلوا الله به کما یخلو احکم
قیامت کی دن عالم کو جسکی علم اللہ تعالیٰ فی نفع نہ دیا اور ابن مسعود ہی روایت ہی کر کہتی تھی جو ہی تم میں سے سو کہیلا دیکھیگا اسکو جسکی بکیتی ہوئے اکیلی
بالقبر لیلۃ الدرد ثم یقول ما غرت لی یا ابن ادم ما علمت بما علمت یا ابن ادم فاذا اجبت المرسلین یا ابن ادم الم ان رقیباً
چود ہو یں رات کی چاند کو پر فرما ویکجا تو فی ای شخص میری حق میں کیا دہوکا کہا یا ای شخص تو فی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو فی مریدین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا میں تیرے
علی عینک وانت تنظر بها الو لا یحل لك الم ان رقیباً علو اذ ذلک وھکذا اسلی ہا اثر لا عشاء فقندو یا مسکین فی عظیم
انگہر کا گھسان نہتا اور انکسہ سہی حرام کی طرف نظر کرنا تاکہ کیا میں تیری کان کا کبیرہ ان نہیں ہما اسی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین نیری کتنی بڑی ذخا ہی

خیانتک اذا ذکرک الله تعالی ذنوبک شفاها اذ یقول لک یا عبدی اما استخیت منی فادرتنی بالقیمة
 بحسب الله تعالی تیری خطاؤک کو منہ در منہ دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تو نے مجھ سے حیا کی جلدیسی خطا کر بیٹھا
 واستخیت من خلقی واظهرت لهم الجمیل انک انت اهلک من سائر عبادی استخففت بنظری
 اور میری خلقت سے حیا کر اور کسی سامنے ایچ نیکی کا رکھا ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سے ہلکا ہوا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر تیرا سنی
 الیک ولم تکن تربہ واستعظمت نظر غیری فکیف یکون حالک وخجالتک اذا عدل علیک
 اور اردن کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اور سوت تیرا کیا حال ہوگا اور کسی شرمساری ہوگی جب تجھ پر آدمی
 نعماء ومعاصیک ولاؤہ وصاویک فان انکرت شیئا یشہد علیک جوارحک فتفتضم علی ملاء
 نعمتیں اور تیری گناہ اور آدمی خوبیاں اور تیری خطا شہادت ہوگی پہر اگر تو کچھ کہے تو تیری اعضا تہہ پانہ گواہی دیگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنے
 الخلاق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیہ ذنبہ ولا یطلع علیہ غیرہ
 اعضا کی گواہی کارسوا ہوگی ہن بیشک اللہ تعالیٰ فی مومن سے وعدہ کیا ہی کہ آدمی خطا چھپا دی اور غیر کو اس پر خبر نہ رکھو
 کما روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال یدعی اللہ العبد من یوم القیمة ویضع علیہ کنفہ
 جسدی اور میری روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوپر پردہ ڈالے گا
 ویسترہ من الخلاق کلہا ویدفع الیہ کتابہ فی ذلک السرف یقول لہ اقر کتابک فیمر بالحسنة فیبضها
 تمہ خلائق سے چھپا لیگا پہر اوس پردہ کی اندر اسکو تمام اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑھو سہی پہر یہ حسنت کو دیکھ کر خوشی ہی کھل جاویگا
 وجهہ ویبر السیئة فیسودہا وجمہ فیقول اللہ لہ اقر فی عیدک فیقول نعم یا رب یعرف فیقول انی اعتر
 اور گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پہر اللہ تعالیٰ فرماویگا کچھ جانتا ہی ہی عرض کریگا ان ای پروردگار میں تو جانتا ہوں
 بک منک قد غفرت لک فلا یرال بمر بحسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلاق منہ
 پہر اللہ فرماویگا میں تجھ سے سزا دہ جانتا ہوں کہ تجھ کو معاف کر چکا ہوں پہر ہی طر رہی گا کہ حسنت کو مقبول دیکھ کر گناہ کو خطا کو مٹا پاویگا پہر سجد کرے گا تو غفر
 الا ذلک حتی ینادی الخلاق بعضہا بعضا طوبی لہذا العبد الذی لم یعص قط ولا یردون ما جری بینہ
 اسکا ہی حال نظر آویگا یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسی گناہ کہی نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں
 وبنی اللہ تعالیٰ فیما وقفہ علیہ والایخبار ہذا المعنی کثیرہ وذلك بفضل منہ فانه یخاطبہ خطا
 اور انہیں دن کھڑی کھڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیث میں بہت ہیں اور یہ اسکا فضل ہی فضل ہی کہ اسکو تیری ہی مخاطب ہو کر فرماویگا
 الملائكة فیقول لہ هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول مننا علیہ ومظہر فضلہ لدیہ
 ای شخص جانتا ہی ہی عرض کریگا پروردگار میں جانتا ہوں بہر منت رکھ کر اور اوپر اپنا فضل ظاہر کر کر فرماویگا
 فانی سترتہا علیک فی الدنیا ولم افضحک بہا وانا اغفر ہذا الذنوب قیل ہذا ذنوب تاب عنہا کما ذکرنا
 میں دنیا میں تیری پردہ پوشا کی اور عزت رکھتی آج ہی تجھ کو معاف کرتا ہوں بعض کہتی ہیں یہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ نبی نعیم
 عن کوزاعی عن ہلال بن سعید ان اللہ تعالیٰ یغفر الذنوب لکن لا یحوها عن الصیفة حتی یوقفہ علیہ یوم
 اور عیسیٰ امود ہلال بن سعید روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتی ہی پر نامہ اعمال سے نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اس سے آگاہ کر دی
 القیمة وان تاب عنہا قال القرطبی فی تذکرۃ زفلا عن شیخہ ولا یعارض ہذا ما فی التذکر والحدیث من
 اگر توبہ کر کچھ ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں ایچ استاد سے نقل کرتا ہی اور یہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سے مخالف نہیں ہی
 ان السیئات تبدل بالتوبۃ حسنات فلعل ذلک بعد ما یوقفہ علیہا ویبدل علی ہذا ما روی عن ابن مسعود
 یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنت ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کر دیتی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ينظر الانسان يوم القيمة في كتابه فيرى في اوله المعاصي وفي آخرها حسنات قلنا رحم في الم
 كونه كبتى بين ك انسان قیامت کی دن
 اینی نامہ اعلیٰ میں لکھا کر لگا تو اعلیٰ معاصی نظر آویں گی اور آخر میں حسنات بہر جب ابتداء نامہ پڑھیں گی
 رای كل حسنات قد روى عن ابن عباس انما قال اذا تاب العبد تاب الله عليه وانسى الحفظ ما كانوا يصلون
 ترکیا دیکھتا ہی کہ سر سر حسنات میں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کبھی میں جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ ہی کو سپر رحمت کرتا ہی اور کہ ہم کہتے ہیں کہ ہلا دیتا ہی جو اس کی گناہ
 عمله وانسى جوارحه ما عملت من الخطايا وانسى مقامه من الارض ووابه من السماء ليجي يوم القيمة وليس
 رکھ کر کبھی ہی اور اس کی اعضا کو ہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تھی اور زمین پر کا بہتر دیکھنا اور آسمان کی تکی کس جگہ سب ہلا دینگے آخر قیامت کی دن ایسا صاحب
 من المحن قاشى يشهد عليه قيل هي ذنوب كانت بينه وبين الله تعالى واقاما كان بينه وبين العباد فلا
 آویں گی کہ مخلوقات میں سے کوئی اور سکا ہر کبھی والا نہ ہو گا بعضی کبھی میں یہ وہ گناہ میں جو صرف حقوق امراء میں تھی وہ گناہ جو حقوق العباد میں سوائے میں ضروری
 فيها من القصاص بالحسنات ما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من كانت عنده مظلة لاختيه من
 حسنات میں سے یا بدلہ ہر وہی چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسی کا ہو آہرہ کا
 عرض اومال فيقتل منه اليوم قبل ان يوخذه منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ
 یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اس دوزخ کی مواخذہ سے پہلی کہ نہ دینار ہر گنا اور نہ درہم معاف کر لی اگر کوئی پاس عمل صالح ہو لگی
 منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه وروى عن ابي هريرة
 تو بقدر حقوق کی لیلیگی اور اگر کوئی پاس حسنات نہ ہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اسپر ڈالی جا دیگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے
 ايضا انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لادرهم معه ولا مئاع قال ان المفلس من
 کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم نہ ہو اور نہ کچھ سامان فرمایا مفلس میری امت میں
 امتي من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وياتي قد شتم هذا وقت هذا وضرب هذا واكل مال هذا فيعطى
 وہ ہو گا جو قیامت کی روز نماز اور زکوٰۃ لاویگا ہر کوئی آویگا کہ کوئی پر کہا ہوتا اور کوئی گالی دی تھی اور کوئی مال کہا گیا ہوتا
 هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطاياهم
 پہر نیکیاں کچھ نہ ہو دی جا دیگی اور کچھ اوکو پس اگر کوئی حسنات اور حقوق سے پہلی ہو چکیں تو اوکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑیگی
 فطرحت عليه ثم طرح في النار فاذا تقر بهذا يجبر على كل مسلم اللد الى تدارك حاله فينظر هل عليه من
 پہر او کو دوزخ میں پہنچے گی جب یہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سے ہی اپنی حال کا تدارک کری عورت کی کہ میری ذمہ حق اسہ
 حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء ام لا فيتدارك ما فات من فرائض الله تعالى في قضيتها ويرد المظالم
 یا حق العباد کچھ ہی یا نہیں پہر اسکا عوض کر دی جو فرائض الہی میں سے فوت ہوا ہو اور اگر دی اور تمام حقوق وادانہ واپس کر دی
 حبة وليست حل من تعرض له بيدة ولسانه وسائر جوارحه وبطيب قلوبهم حتى يموت ولم يبق عليه
 اور جسکو اتھنسی یا زبانسی یا اور اعضا سے ستا یا ہو اسکی معاف کر لی اور ادھکا دل خوش کچھ آخری تو ایسا لگاوسکی ذمہ نہ کوئی
 فريضة ولا مظلة ويدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصامه وينشئ
 فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب جلا جاوی اسکی کہ اگر حقوق ادا کر فی سے پہلے مر گیا تو مدعی کچھ کرنا حق ہی تو چھینگی
 فيه محالهم فهذا يقول ضئني وهذا يقول استخدت مني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استمترتني
 ایک کہیگا تجھکو مارا ہوتا کوئی کہیگا مجھ سے خدمت کی تھی یہ کہیگا مجھکو گالی دی تھی وہ کہیگا مجھ سے چل کر گئی تھی
 وهذا يقول اغتبتني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول بايعتني واخفيت عني عيب متاعك وهذا
 کوئی کہیگا میری غیبت کی تھی کوئی کہیگا تو فی میرا مال چھینا ہوتا کوئی کہیگا تو فی میری اتھال بچھا اور اسکا عیب ظاہر کیا کوئی

يقول كن بتي تسرمتا عك وهذا يقول وجدني مظلوما وكنت قادر على دفع الظلم فمادفعت عنى الظلم
 سبكا مالي كي بها فبين تولى مجبى جروط بلا اور كوي كينكا قوت مجبى ظلم هو قوت كينكا اور توفع كرسكا تها
 وهذا يقول لايتنى على منكر فما نهيتنى عنه فبيدنا هو كذا للعصبيوت متخير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
 اور كوي كينكا مجبى قوت كناه مين ميتا كينكا پر مجبى منع كينكا ليس وه لومى حالت مين مدعيون كى كرسكا تها حيران پر ميتا هو كا اسلوسى كى كوي باقى تها كا
 احد من عامله بدرهم او جالساه فى مجلسه وقد استحق عليه مظلة غيبية او استمر ازا وخيانة او نظر
 تام عزمين جس سى كچه معامل كيا هو درهم سى يا ميتا هو مجس مين مكره مستحق هو كا اور سكرسى دعوى كا غيبى كا يا خوش طيس كا يا خيانت كا يا
 بعين حقايرة وقد عجز عن مقاومتهم ومدعنى الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيهم من ايديهم اذ يقرع
 حقايرت سى ديكين كا اور بيك اذ كى مقابله سى تيك سى كا اور سولى عفاير كى طرف اميد وار هو كر سوا ويا ويا كى كرسكا تها دم سى اكى تها سى بجاوى كا اسكى
 سمعنا نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
 كان مين به آماز آوى كا آج بلا با ويا كى هر جى جيسا كا يا ظلم مين آج
 يا الفاعل ما اندرك الله به فى كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمين فما اشد فيرجح
 يا ككر جو انده تعالى فى اينى كتاب مين ذرا يا كى كرفا يا اور مت خيال كر كا انه بى خير سى ان كا موسى جوكى مين بى انصا سواب قو لوكون كى
 اليوم مكرس عرض الناس وتناول امولهم وما اشد حسرتك فى ذلك اليوم اذا وقعت على بساط العدل وشوفت
 آبرو ويا ككر اور انكا مال چين كر كيسا خوش هوتاى اور مجبى كواوس اور كرسكا حسرت هو كى جب توعالت كى فرش پر كرا هو كا اور سياست كا
 بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك توخذ من حسنة اذك
 حكم سينكا اور قو مفلس فقير هو كا طاقت هو كى حق ادا كر كى يا عذر بيش لافى كى سوا ووقت تيرى حسنة تمام عمر بهر كى ليكر
 التى صرفت فيها عمر او وقطع الى خصمك غرضاعن حقوقهم كما ورنم فى الاحاديث فانظر الى مصيبتك
 حقوق كى بدله مين تيرى مدعيون كودى جادى كى چنانچه حديثون مين آيا سى سوا بى مصيبتك
 فى مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة تسلمت من افات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
 ايسى دن مين مخور كر اسلى كى بهت كم هو كا نيك عل كر يا كى آفت اور شيطان كى مكرسى سلامت بجا هو اور اگر مدت دراز مين
 واحدة فى مدة طويلة يمتد بها خصمك ويأخذ منها وقد قيل لو كان ثواب سبعين تدبا وكان له خصم احد
 كوى ايك آرا بجا سى قودمى ترت چين چيشت لينكى اور كين مين اگر كسى شخص كى پاس ثواب ستر نبيون كى برابر هو دى اور انكا ايك سى مدعى
 بنصف دالو لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدنانق فيسطر سبعائة صلوة مقبولة فتعطى
 قيم وانك كا هو لى رضامندى مدعى كى جنت مين مين جاسكا اور كين مين كى ايك وانك كى بدله سلامت تومناون كا ثواب ليكر مدعى كوديا جادى كا
 للخصم ذكره لتشير فى التجرد وقال الامام الغزالى فى الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
 بهر بيان قشيرى كا بى تير مين اور امام غزالى احياء مين كين مين اور كاسكى قوا بى ناست كا حساب كيا كرى اور رات كى قيام
 الليل وصيام النهار لعلك لا ينقض عليك يوم الا ويجزى على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفى جميع
 اور دن كى صيام به ماومت كرتا سى تب تو بيك معلوم كر ليكا كى تبه پر كوى دن ايسا مين گذر تا كى تيرى زبان پر مسلمان كى غيبى نه آتى هو جو كه تمام
 حسنة لك فكيف بقية الستات من اكل الحرام والشبهات والتقصير فى العبادات وكيف الخلاص من المظالم
 حسنة كى بدو كر كين بى برابر باقى كين سونى كيو مكر كى كمال حرام يا مشيت كيا يا هو اور عبادت مين كوتا سى كى هو اور حقوق سى كيو مكر شكارى هو كى
 يوم يقتصر فيه الحجاج من القرناء ويقول الكافر يليتنى كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين فى مظالم العباد فان
 جس روز مندى جانو كاسيك دالى سى بدله يا جاد ويا كى اور كينكا كافر كى مكر مين ملى هوتا سولى مسكين حقوق العباد مين خدا كا خوف كر كيو ككه

ما کان بینک وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه باسرع وأما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
 جبرک صرف حقوق الہی بین تو او کسی مغفرت جلد ہو سکتی ہے اور جو تجھ پر حقوق العباد ہیں تو آدمین ماکونسی ضرور
 استحوال اربابہا فمن عسر علیہ الاستحوال فعلیہ ان یکثر ما قدر علیہ من الاعمال الصلحت ولست تغفر
 معاف کرنا چاہی اور جسکو معاف کرنا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی نفی تمام اوقات
 لمن ظلم من المؤمنین والمؤمنات فی عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك یوحى من فضل الله تعالى وکرمہ
 مغفرت کیا کری بیشک اگر یہ تدبیر کر لگا تو اللہ کی فضل و کرم ہی امید ہی
 ان یرضی خصمه یوم القیامۃ لما روی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم القیامۃ یوم
 کرمیامت کی دن او کسی مدعی کو راضی کر دی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھی ہوئی تاکہ اتنا ہنسے کہ دندان مبارک
 ثنایا فیقالہ لم تضعک یارسول الله فقال رجلان من اصحابی ابی بن ہریرۃ یارب العزۃ فیقول احدهما
 ظاہر ہو گئی کسی پوچھا یا رسول اللہ آپ کیونہ ہنستی میں فرمایا میری امت کی روح شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی ہر ایک کہنی لگا
 یارب خذ مطلق من هذا الاخر فیقول الله تعالى اعط اخاک مظلمتہ فیقول یارب ما بقی من حسناتی
 یا الہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی بہائی کا حق تو اکر دی عرض کیا الہی میرے پاس کوئی حسنہ باقی نہیں ہے
 شئ فیقول الله تعالى ما تنصم باخیک لم یبق من حسناتہ شئ فیقول یارب فلیعمل عفی من فضائل
 پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاہدہ کر لگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں ہے عرض کیا یہ میری گناہی او سپر رکھی جاویں
 ففاضت عینا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان فیک المیوم لیوم یحتاجر الناس فیہ ان یحل عثم
 پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روٹری پھر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگوں کو یہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اور دن پر چڑھیں
 من اوتارہم ثم قال فیقول الله تعالى للطالب حقہ ارفع بصرک الی الجنان فیرفع بصرہ فیری ما اعجبہ
 پھر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے حق دار سی کہا دیکھ تو جنت کی طرف وہ نگاہ دو گئی ہے کیا دیکھتا ہے کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت
 من الخیر والنعمۃ فیقول لمن هذا یارب فیقول الله تعالى هذا لمن یعطینی ثمنہ فیقول ومن یملاک ثمنہ
 موجود ہے پوچھا الہی یہ کس کا ہے اللہ فرمادینگا یہ اسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الہی اسکی قیمت کون دے گی کتابی
 یارب فیقول انت فیقول بماذا یارب فیقول بعفوک عن اخیک فیقول قد عفوت عنه یارب فیقول
 اللہ فرمادینگا تو ہی دے سکتا ہے عرض کر لگا الہی کیا تنسی اللہ فرمادینگا اپنی بہائی کو معاف کر دی عرض کیا الہی میں نے تو اسکو معاف کیا پھر اللہ تعالیٰ
 الله تعالى خذ بید اخیک وادخل الجنة ثم قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم القیامۃ یوم
 فرمادینگا اپنی بہائی کا ہتھ پکڑ کر جنت میں لے جا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلہ رکھو
 فان الله تعالى یصلح بین المؤمنین یوم القیامۃ قال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ ہذا البعض الناس
 بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کی دن سے مسلمانوں میں صلہ کر لگا قرطبی اپنی تذکرہ میں شیخ سی نقل کرتا ہے ایسی وہ لوگ ہیں
 ممن اراد الله تعالى ان لا یعذبہ بل اراد ان یعفو عنہ ویغفرلہ ویرضی خصمه وکذلك ما روی عنہ علیہ السلام
 جسکو اللہ تعالیٰ کو عذاب کرنا منظور نہیں ہے بلکہ یہ مرضی ہے کہ او کو معاف کر کر بخش دی اور مدعی کو راضی کر دی اور ایسی ہی یہ حدیث
 ان صناد یا بنادی من تحت العرش یوم القیامۃ یا امۃ محمد اما ما کان لی قبلکم فقد رھبتہ لکم فبقیت الیتبعات
 کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تالی سی اٹھ دینگا اسی امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ ہے پر باقی تھا سو میں معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہیں
 فتواھبوا وادخلوا الجنة برحمتی فانه ایضا لبعض الناس لا لکل احد اذ لو کان ذلك لکل احد لادخل احدنا الجنة
 سو تم متنا کر میری رحمت ہی جنت میں چلی جاؤ یہ بھی بعضی شخصوں کی نفی ہی کیونکہ اگر ہر ایک کی نفی ہوتا تو کوئی ہی دوزخ میں نہ جاتا

والله اعلم بآداب الدنيا والآخرة ^{اور بدل بہ سب پر چھ جاوے گی} ^{آب آدمی پر واجب ہے کہ اپنی حال کو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑنا لے تاہی کیونکہ آدمی آخرت کی}

فی طریق الآخرة وبضاعته عمره ورجله عمره ^{اور عبادات میں صرف کرنا اور عمر کا معاملہ میں صرف کرنا} ^{اور عمر کا معاملہ میں صرف کرنا}

شربہ فی هذه التجارة هي وان كانت تصلي للخير والشر لکنها للمعاصي قبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ^{خسارہ ہے اور اس تجارت میں نفس اسکا سامجہ ہی اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی بری دونوں ہی پر وہ معاصی کی طرف بہت مستوجہ اور شہوات کی طرف بہت جکتا ہے}

لانه ان اهلها لحظة تسرع في الخيانة وان تهادى في الاهمال تنل في الحياة حق دين هب راس المال كل ^{سود آدمی کو لازم ہے کہ اسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہے کیونکہ اگر ہم بہرہی حفاظت نہ کریگا تو وہ تیرت خیانت کریگا اور اگر گدست دراز تک چھوڑی رکھا تو ہمیشہ خیانت کریگا}

واما من لم يجهلها بل مراقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان ^{آخر وہ اصل مال تمام ہو چکا اور چھٹی غلطی ہو چکی ہوگی اور حساب لیتا ہے تو اسکو نفع نقصان اور گھٹا بڑھ معلوم ہوتا ہے}

ودليل وجوب محاسبته قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتتنظروا ^{اور محاسبہ ہونیکی دلیل بہرہ آیت ہے} ^{ای ایمان والہ} ^{دورٹی نہ ہو اسدہی اور چاہی دیکھلی ہو چکی کیا}

قد كنت لغف في هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر ^{بہرہی ہر کل کبر اسطی سوا ساریت میں بہرہ اشارہ ہے کہ گزری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہے گویا اللہ تعالیٰ بہرہ فرماتا ہے کہ ہر ایک تم میں سے بہرہ نکالے کہتا ہے}

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال هي من الصالحات التي نتيجه من الطاعات التي تدرية فان الحسنات يرفع ^{کہ قیامت کی دن کی نئی کیا عمل کرکے ہر ایک ہی ایا وہ عمل نیکی ہی جس سے نجات ہوتی یا وہ عمل بری کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب}

انما يخفف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يثقل على من يجهلها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في ^{اور ہر شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا میں لیتا رہتا ہے اور اسکو سہر دشوار ہوگا جس نے نفس کو جھوٹ کر کہا یا اور حساب نہیں لیتا کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا حساب}

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يجهلها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان ^{سختی کی حساب سے پہلی لیتا ہے تو اسکا انجام رضا مندی اور آمیز و منہ کی طرف ہے اور جو چھوڑی رکھتا ہے اور اسکا حساب نہیں لیتا تو اسکا انجام ہمت اور سختی}

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت عالم يكن مكشوف في حيوته كما ينكشف المستيقظ عالم يكن مكشوف في نومه ^{ہر شخص انسان کو مرنے ہی موت کی قوس سے بائیں معلوم ہو جاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تھیں جیسی نیند کی جاگتی ہے وہ معلوم ہوتی لگتا ہے حوسوتی میں}

والناس بنام فاذا ماتوا انبهروا فيكشف له اولا ما يرفع من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئاته ^{معلوم نہتا اور آدمی اب سوئی ہیں مریگی تو جاگتی ہے اور اسکو پہل پہل حسنات نفع رسان اور بدیایں ضرر رسان معلوم ہونگی بہرہ بدیوں کی طرف کال حسی}

يتحسب علمها تحسرا يجتار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه مادام في الدنيا كان يشغل شواغل الدنيا عن ^{دیکھ کر زیادہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا میں ڈولوں کھینچ کر خلاص ہو کہونکہ جب تک دنیا میں رہا تو دنیا کی کار بار میں اسکی خبر نہ لی}

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل المدفن وتشتعل فيه ^{اب موت سے وہ کار بار چھوٹی تو اسکو تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہے دن سے پہلی ظاہر ہونگی اور جہانم کی آگ دنیا فانی کی لذتوں سے}

نار الفرقه عما كان يطمن اليه من لذات الدنيا الغانية وهذا نوع من العذاب يحجم عليه قبل المدفن وبعد ^{جن سے رنجی نکالے جہانم کی آگ بہرہ اسکی} ^{اور بہرہ ہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سے پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد}

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك ^{اللہ وراجہ بہرہ کہ اسطی اسکی بدینہ ۳۷ حال ڈالی جاوے گی اور اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی کمر میں}

الملك وراجہ بہرہ کہ اسطی اسکی بدینہ ۳۷ حال ڈالی جاوے گی اور اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی کمر میں

جاسعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحق وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان بالسلا
جسایا اور تو اس میں ایسی ہی ہوا کرتا جیسی مشرور حقارت کرنا اور اس میں ہنر نہیں ہوتا ہے اور بانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہے پس اگر ایمان کا بانی دعوی
یکف فلما ذا يكون المناقصة في الدرك الاسفل من النار فما جرأتك على محبة الله تعالى ان كان مع عقاب
کفایت کرتا تو منافق ہوگا روزِ خ کی تہ میں کہوں جاتی پس خدا تعالیٰ کی محبت پر تیری کیا ہی جرأت ہے اگر تو یہ اعتقاد کرتا ہے
انه تعالى لا يتركك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يترك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك
کہ اندھ تعالیٰ چھوڑ نہیں دیکھتا تو نہیں کرتا بڑا کفر ہے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ اندھ تعالیٰ دیکھتا ہے تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہے اور کبھی سخت حماقت ہے
فباي جسارة تتعرض لمقته و غضبه وشد يد عقابه واليم عزابه افطن انك تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب سے یہ اور دروہاک عذاب کی سامنی آتا ہے کیا تو یوں جانتا ہے کہ تو کی عذاب اور عقاب کو
هيئات هيئات كانتك لا تقم من بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذاطعنا انه يضرك في مرضك
سیکھا افسوس افسوس تو تو گو یا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھے مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدے اس مرض میں یہ چھو نقصان
لصبر عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كنه المنزلة وقول الانبياء المويدين بالمعجزة اقل عندك
دیگا تو البتہ کو سپر صبر کری اور کہا نا چھوڑ دی پس گو یا اندھ تعالیٰ کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد جسکو معجزہ سی تا سہ ہوتی ہے تیری نزدیک
تاثير من قول يهودي يخرجك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گمان اور انکلی سی کہتا ہے تاثیر میں کتری باوجودیکہ نہ اسکی عقل درست ہے اور نہ دین بلکہ اگر تجھے ایک بچہ کہدے کہ
في ثوبك عقر بالرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سوال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
تیری کتری بن بھوئی تو تو تڑپ لی تامل اپنی کتری پیسکی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیاء اور علماء کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کتری
قول صبي وصار نار جهنم واخلاها وافاعيمها وعقاربها احقر عندك من عقر بالرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سوال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
یا اور خ کی آگ اور نہ بھیرن اور سانپ اور بھو تیری نزدیک ایسی بھوئی جتنی ہر غایت ایک دن
واقول منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشغل بالشهوات وتسوف العمل والموت الك بالمرصا
یا کتر ہوتی سی تیر میں اب اگر تو یہ تمام باتیں جانتا ہے اور یقین کرتا ہے نہ تجھ کو کیا ہوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہے اور ایک عمل میں تاخیر کرتا ہے اور موت کی
فعله يخطفك من غير مل فماذا امنت من استعجاله فكمن مستقبل يوم لم يستكمل وكمن ممل غدا لم
داؤ میں سی غدا کہ وہ مجھ کو بھی اچک لی یہ تجھ کو اسکی جلد سی کیا جاؤسی سو اکثر صبح کر نیولی دن پورا نہیں کرتی باقی اور اکثر کھانے کی امید دھوہ
يبغاه وعلى تقدير انك وصرت بالاممال مائة سنة واخترت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم لذاته
دن نہیں بیکسکتا یا تا کہ تجھ کو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہے کہ جو شخص اپنی شوگو کھا نادان
الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل الممانعة عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
کبھی نہ ہوئی سو ہی دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکھتا ہے کہ اس ٹو پر ہمارے چہرہ جاوی اور زنت عمل کرتی سی یا نہ ہستی کا اور آج کل کرتی رہتی گا اور کیا سبب ہے سو اس کا
عجز عن مخالفة هواك في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما يا نيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کہو کہ اس میں دشواری اور مشقت ہوتی ہے کیا تجھ کو ایسا دن معلوم ہے جس میں ہوا سو کی مخالفت دشوار نہ ہوگی ایسا دن تو
لم يخلف الله تعالى ولا يخلفه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكسرة والمكسرة لا تكون خفيفة على النفوس
اندھ تعالیٰ کی کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ بیدہ کر لیا سو ہی جنت کی اور جنت کی جا طرف مکسہ ہیں اور مکسہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی
قط هذا حال وجوده فان كنت لا تقم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاني حقاقتا تزويد على هذه
یہ حال ہی ہرگز نہیں ہو سکتا یہ اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کی جانتا ہے اب کوئی نادانی سن نادہی نہادہ ہوگی اور اگر

الحق اقمه وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امر دينك اما
 تجبوا صدق كرم اور فضل پر بہو سہی تو کیا وجہی کہ دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہو وسائیں کرتا ہے
 تستعد للشتاء بقدر طول مدة ففتحتم القوت والمحط والمكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله
 کیا تو جہی کی کئی بقدر موسم کی تیاری نہیں کرتا کہتا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہو
 کرم حتی يدفع عنك برد الشتاء من غير حجة وخرها فانه قادر على ذلك اقتض ان برد زهمه بر وجههم
 نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ پر ان کی سردی بظہر جہہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالیٰ کہ بہی ہی قدرت ہی کیا جو کہ خیال ہی کہ خصل نہمیرہ کی جڑی کی
 اخف بردا وقل مدة من برد زهمه الشتاء ام تظن انك تجوز منها من غير سعي هيها تهيها فان برد الشتاء
 ہر ہی کچی ہی اور تھوڑی دیر ہی ہوگی یا جو کہ یہ خیال ہی کہ اس کی ہی محنت ہی ہر ہی کا
 كما لا يندفع عنك الا بالجملة والخطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حرنا من وجههم وبرد زهمه برها الا بالتحصن
 حسی بردن جہہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دفع کی گئی اور زہمیرہ کی ہر ہرگز نہیں جاتی ہوں پہلے بینی
 بحسن الطاعة والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التخصيص لا في ان يدفع
 طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہی ہی کہ جو کہ طریقہ پناہ کا بتا دیا ہے نہیں ہی کہ اس کی تکلیف
 عند العذاب بل ان التخصيص فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عندك ان يخلق لك النار
 بردن پناہ کی ویر کردی بیگ اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل جہاں دفع کر دے گی باپ میں یہ ہی کہ تیرے کا دیا آگ چہہ کردی اور
 يهديك طريق استقراجه من بين البحر والمجدي حتى ترفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والخطب
 اس کو چھٹا کر ہی تو کہ کئی طریقہ ہدایت کر دیا کہ اپنی جان سی خصل جڑی کی دفع کردی پر جیسی جہہ اور ایندہن
 وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاسترخاك كذا لك
 اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولیٰ کو کچھ پردہ اور غماز مند کا نہیں ہی صرف قوی اپنے جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ انہیں تیرا کرم ہی ایسی ہی
 طاعتك وجهادك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق مجاهدك من عذاب اليم ووصولك
 تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولیٰ کو پروا نہیں ہی عذاب الیم سی نجات کا یہ ہی طریقہ ہی اور عیش ودامنی کا وسیلہ
 الى التعميم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العالين واعلمك تقول لا يمنعني
 جہنی ہدایت کی سوائی جان کی کئی اور جہنی بر کیا سوائی نقصان کو اور اللہ ہی پرواہی عالین ہی اور شاید تو کہی ہی جو کہ راہ راست ہی
 عن الاستقامة الا حرص على لذة الشهوات وقلته صبر على الكاهم والمشقة فان كنت صادقا في ذلك
 بحر حرص مزہ داری شہوات کی اور سوائی بصبری الم اور مستقیم کی اور کئی نہیں روکنا اب اگر تو اس میں سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
 فما اشد حمقك وما اقم عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالصة عن الكدر تربت في
 آدوی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو قالی ہی ایسی ہو چکیں گی اور کئی کسی وقت میں کدورت ہی خالی نہیں ہیں
 حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
 سب تیرا کیا عجیب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اس میں عیش کیا کر شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت ہی ہمیشہ کو صاف
 الكدر تربت في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بصاعتك
 کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی دلی ہی اب تو آخرت کا سامان جب تک کا کہ تو وہاں ہی تیار کر بیٹھ تیرا سرمایہ
 ايام عسرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلان التجرت فيما تترجى وان ضيعت البا
 دنہ کی کتنی ہیں سوئی تو اکثر کو بچا ہی اس میں ہی چند روزہ ہی ہی ہیں پھر اس لئے بین اگر تجارت کر گیا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو ہی کہو دیا

ولست مرت على عادتك القديم خسرنا ضيقنا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت ^{اورايجي قديم علوت بر چلتا سا} ^{تو خوب ظاہر ٹوٹا ہو گیا} ^{پس ای مسکین غفلت کی نیند سی انگین کھل بیٹک موت تیرا وعدہ ہی} ^{والقبر بیتک والزار فرشتک والفرع الاکبر امامک وعسکر الموتی فی خارج البلد یتظر ونکدکم}

الرب لا یجان المغلظة ان لا یرجعوا من مکانهم حتی یاخذوا ویضمنون الی انفسهم اما تعلم انهم یتبنون ^{اور کو تیرا کہ ہی اور شی تیرا بھوتا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی} ^{اور مردوں کا لشکر شہر ہی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب}

الرجعة الی الدنیا یوم الیشتغلوا فیہ بتداریک ما فرط منهم وانت تضیع ایامک وتظن انهم دعو الی الاخیر ^{تاکہ اپنی توفیق کا عوض ملے میں اور تو اپنی اوقات ضائع کرتا ہی} ^{تو یہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت میں ملایا گیا ہیں}

وانت من الخلدین ہیما تھیما ت فانتک فی ہدم عرک مندر خرجت من بطن امک تبی علی ظہر الارض ^{اور تو ہمیشہ یہاں رہتا گا کبھی نہیں کہی نہیں کیونکہ تو اپنی عمر جیسی مکی بیٹ سی پیدا ہوا ہی بر باد کی جاتا ہی زمین پر محل جوتا ہی}

قصر وعن قریب یكون بطنها قبرک تفرج کل یوم بزیادة مالک ولا تحزن بنقصان عمرک تعرض عن الآخرة ^{اور عمر قریب زمین کا گڑھا تیری قبر ہو گی ہر روز مال بڑھتی سی خوش ہوتا ہی اور عمر کسی کا جھکو کچھ غم نہیں ہی آخرت سی منہ پھرتا ہی}

وهی مقبلۃ علیک وتقبل علی الدنیا وهی معرۃ عنک فما اعجبک انک مع کونک مرتکبا لانواع ^{اور وہ سامنی جلی اتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجھی آف ہو جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سبب کی گناہ کی جاتا ہی}

الخطایا لا تجتہد فی عمارۃ اخرتک بل تشتغل بعمارة دنیاک کانک غیر مرتحل عنہا فاحذر یا مسکین ^{آخرت کی درستی میں ذرہ کو شمش نہیں ہی بلکہ دنیا کی درستی میں ایسا لگا ہوا ہی گویا کبھی نہیں مرتکب} ^{سوڑا اپنی جان پر ای مسکین}

یونہی اللہ تعالیٰ علی نفسه ان لا یتزک فیہ عدا امرہ فی الدنیا ونہاہ فیہا حق یسلہ عن عملہ قلیلہ و ^{اوسلہ کی کجاویگ تو خدا کی طرف کہ وہ اس دن میں کسی آدم مکلف کو باقی چھوڑی کا بیان تک کہ اوشی تمام اعمال کی پریشش کر گیا تہوڑا ہو}

کتیرہ دقیقہ وجلیلہ خفیہ وجلیہ فانظر ایہا الغافل بای قلب تقف بین یدیه وبای لسان تجیب ^{یا بہت ارہی ہو یا اعلیٰ پوشیدہ ہو یا ظاہر سودیکہ تو او غافل کیا منہ لیکر سامنی کڑا ہو گا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا}

عن سوالہ واعد للسؤال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقیتر عمرک الی العمل الصالح فی ایام قصایر الايام ^{جواب دینکا سوال کا جواب تیار کر رکھ جواب با صواب اور بچتی عمر چھوٹی چھوٹی دنوں میں بڑی بڑی دنوں کی}

طوال فی دار الفناء لدر البقاء فان قلت ان نفسی لا تطاوعنی علی المجاہدة والمواظبة علی الطاعات فما سبیل ^{دراستی دار فقا میں دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام میں صرف کر اگر تو بہ کسی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور داعی طاعت کو نہیں مانتا پھر سکا}

معلجتہا فاعلم ان انفع اسبیل علاجہا علی ما ذکرہ الا قام الغرالی فی الاحیاء ان تختار صحبة تعبد یتجاہد ^{کیا علاج تو سمجھ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم میں یہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی میں مجاہدہ}

فی طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقترک بہ لکن هذا العلاج متعذر فی هذا الزمان لفقد من یجتہد ^{کہ تیار ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر اوسکی پیروی کری پر یہ علاج اس زمانہ میں دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص}

فی العبادة اجتهاد الاولین فلا علاجہ انفع لک فی هذا الزمان من سماع احوالہ ومطالعة اخبارہم وما کانوا ^{جو متقین کی وضع پر عبادت میں مجاہدہ کرتے ہو نہیں ملے سبب تیری نئی مفید علاج اس زمانہ میں اونکی حالات سننے کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی بلکہ کوئی نہیں ہی}

فیہ من المجد الجہدک قل انقصی تعبہم وبقی ثوابہم ونعیمہم لا یفقط ابدا لا بادر وما اشد حسرة من لا یقتدی ^{کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تھی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور نعیم باقی رہ گیا جو کبھی تمام ہوا گا اور کتنی بڑی حسرت اوٹھاویگا جو اونکی پیروی نہیں کرتا}

ہم فیہم نفسہ ایما قلا تکل شہوات تکدر حق ثم یاتیہ الموت ویحال بینہ و بین ما یشتمیہ فخلی ان تط
 ناپنی نفس کو چند روز تک شہوات سی باز رکھی یہ واسکو موت شہوات سی روک دینی سو بھگو صحابہ

حوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المجاہدین وبالوقوف علی احوالہم یستبین لک بُعدک وبُعْد
 اور تابعین اور انکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ ہر ضروری اور انکا حال دیکھ کر تجھے یہ یہ کہل جاوے گا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اہل عصرک عن اہل الدین فان حدثک نفسک وقالت انما یتسر الخیر فی ذلک الزمان لکثرة الاعوان
 دینداروں سے کہتا الگ ہیں بہر تیرہ نفس اگر سو سو سی یہ کہی کہ خیر اور عبادات اور ہی زمانہ میں ہو سکتی تھی کیونکہ اسباب بہت تھیں

واما فی ہذا الزمان فان خالفت اہل عصرک یسغرون بک ویقولون انہ معنون فوافقہم فیما ہم فیہ فلا
 اور ہا یہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کرے گا تو وہ مسخرہ بنا کر باؤ لا کہہ دیں گے سوا و کئی موافق جو وہ کرتے ہیں کئی جا

یسرک علیک الا یجری علیہم والبلیۃ اذا حمت طابت فایاک ان تتدلی بحیل غرورها وتتخدر
 جو اونکا حال ہوتا حال مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی سوا و بھتی رہنا مسدا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زور میں آجادی

بتذیرہا وقل لہا امریت لوجہ سبیل غرق کل من صادفہ وثبت اہل البلد علی مکانہم ولہم یاخذوا حذرہم
 تو انکو یہ جواب دی کہ اگر باتیں ایسی ہو چڑھ آوی کہ جو سامنی آوی سو بھولی اور ایک گا تو دلی اپنی جگہ پر بٹری رہیں اور اپنا بچاؤ لکھیں

ولنت تقد علی ان تفارقہم وترکب سفینتہ وتخلص من الفرق فہل یختل فی قلبک ان المصیبة
 اور تجھ کو اتنی قدرت ہوئی کہ اونی الگ ہو کر کشتی پر سوار ہو کر دوئی سی بچ جاوی اب ہی تیری دلیں یہ خدشہ آوی گا کہ مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی

اذا حمت طابت ام تترک موافقتہم وتستجملہم فی صنیعہم فتاخذ حذرک عما دھاک فاذا کنت لتوافقہم
 یا اونکا ساتھ چھوڑ کر اس حرکت سی لکھو نادان بناوے گا اور اس روسی اپنا بچاؤ کرے گا یہ اگر تو ڈوئی کا مارا اونکا ساتھ چھوڑتا ہی

من الفرق من الشرف لا یتما دی الا ساعة من لیل او نهار فکیف لا یقرب من عذاب الابد وانت متعوض لہ فی کل
 اور حال یہ ہی کہ ڈوئی کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی پھر داعی عذاب سی کیوں نہیں بچتا اور تو ہر وقت اونکی سامنی چلاتا ہی

حال ومن ابن طیب المصیبة اذا حمت فان الکفار لم یصلکوا الا بموافقة اہل زمانہم حیث قالوا
 اور مرگ بانوہ کسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اپنی زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوتی ہیں کیونکہ یہی ہوتی تھی

انا وجنا اباعنا علی امۃ وانا علی اثارہم مقتدون فایاک ثم یاک ان تنظر الی اہل عصرک ومن مضی
 ہمیں اپنی باپ دادی کی طرح رہنا ہی اور ہم انہیں کی قدموں پر چلتے ہیں سو بچنا یہ بچنا اپنی زمانہ پر اور جو پہلی گزرتی ہیں نگاہ نہ کرنا

قبلا فانک ان تطعم اکثر من فی الارض یضلک عن سبیل اللہ نسال اللہ ان یعصمنا من الضلال
 بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کرے گا تو اس کی راہ سی بھلاوے گی خداسی دعا ہی کہ بھو گرا ہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون فی بیان حث الامۃ علی التوبۃ ووجوبہا علی الفور وتحققہا
 بیستون مجلس امت کو توبہ ترعت دلائی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعانی الثلاثۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ
 باعتبار تینوں معانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فی الیوم مائۃ مرتۃ ہذا الحدیث من صحیح المصائبیم رواہ الاعز المزنی و فیہ حث الامۃ علی التوبۃ کائے علیہ
 ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اعز مزنی کی روایت سی اور اس میں امت کو توبہ ہر ترغیب ہی اسلی کہ نبی علیہ السلام

اذا کان یتوب فی الیوم مائۃ مرتۃ مع عظم شانہ وکونہ معہ وفاقہ فکیف لا یشۃ فی التوبۃ لیل او نهار
 اگر وہ روز سو بار توبہ کرتی تھی باوجود اس شوکت کی عظیم ہونے کے ساتھ وفاقہ کے تو کونہ معہ وفاقہ کیسے نہ توبہ لیل او نهار

من بدلت حریة اعماله بالتنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلاثة امور
 جسکا نامہ اعمال کی درہلی گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنی کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہے

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
 علم اور طلال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہی چوتھا مرتبہ علم ہی جب یہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ کی بڑائی

وكونها اجابا ليلينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تألمه هذا ندما
 نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی چھین مثال پر تہ کی جو جادگیا تو اس معرفت سے اوسکی طین الم پیدا ہوتا ہے اور اس علم کو ندامت کہتی ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له
 پس یہ معرفت تو علم ہی اور یہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے یہ یہ ندامت جب طرغ غالب ہوتا ہے تو طین ایسی کام کا ارادہ آتا ہے

تعلق بالحال والاستقبال ولماضى فالتعلق بالحال فترك الذنوب والتعلق بالاستقبال فبالعزم
 جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے یہ زمانہ حال سے یہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ کی باز رہتا ہے اور استقبال سے یہ علاقہ ہے کہ غم کرتا ہے

على تركها الى اخر العمر والتعلق بالماضي فبتترك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء
 کہ عمر بھر پہ لگنا نہ کر دینا اور زمانہ ماضی سے یہ علاقہ ہے کہ جوبات فوت ہو گئی ہے اوسکا عوض اور قصا کرے اگر قابل عوض اور قصا کی ہو

وهذا الفعل على حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب مسموم
 اوسکا یہ فعل عمل ہے لہذا اس سے حاصل ہوا اور ندامت سے یہ علم ہی مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں ذبح قاتل ہوتا ہے

مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرى على القلب فثمر نار الندم لانه مبصر باشرق نور الايمان عليه
 اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ ہر جگہ اوشی ہو جاتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو آگ پر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ ہو گیا

صاخر محجوب عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار اداة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر
 اب محبت کی حرارت شعور زن ہوتی ہے تو اس حرارت کی نور سے اس فعل کا اڑا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے

من الحال والاستقبال ولماضى فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور تلكه معوان يطلق اسم التوبة على مجموعها
 متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہیں

فلا ان تحققت هذه المعاني الثلاثة يتحقق التوبة ولكن لا يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة
 جب یہ تینوں امور موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اگر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہہ دیتی ہیں اور علم کو اس مقدمہ ہوتی ہیں

والفعل المذكور كالثمره وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبتا اذا لا يخلو الذر عن علم يوجب به وثمره
 اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہیں اور اس سے اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہی اسلئے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور وجہ ہی اور

وعن عن صبيته وبتوبه فيكون الندم مخفوقا بطريقه احدها ثمرة والاخره ثمرة ثم ان التوبة واجبة على جميع
 بغیر غم کی کہ اوسکی بچی لارم ہونا ہی نہیں ہوتی سواب ندامت دو طرف سے کہی ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور وجہ ہوتا ہے یہ بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على جميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين
 مسماؤن یہ بالفعل ترت وجوب ہی وجوب تر سبکی اور اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کو اس کے طرف سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سے ای ایمان والو

اصنعوا فوبوا الى الله التوبة نصوحا وظاهرها تين لايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين
 توبہ کرو اوسکی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہے ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر شخص مؤمن پر واجب ہے

لورد الا امر فيهما على الصوم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى
 کیونکہ اسراں دونوں آیتوں میں صوم عام ہی اور دل کی روشنی ہی یہ ہے کہ گواہی دیتی ہے اسو اسلئے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالیٰ کی نارضا مندی سے

الی ما یرضاه وذلک لا یتصور الا من العاقل والعقل لا یکمل الا بعد کمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة
 رمتا من ذی کی طرف جرح کرنا اور یہ امر صرف عاقل ہی سے ہو سکتا ہی اور عقل کمال نہیں ہوتی بدین کامل ہوتی قوی نہیں ہوتی اور غصہ اور کلام اور صاف ہونے کی
 التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملائكة وليس
 ہو جو وہی ہو سکتا ہی انسان کی شیطان کی وسیلی میں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتوں کا لشکر ہی اور ایسا
 في الوجود انسان الا وشهوته التي هي علة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو علة للملائكة فيكون الرجوع
 انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطان کی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہیں ہو سوا بس امور سابقہ سے جو شہوت کی
 عما سبق من مساعدة الشهوة ضاربا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافر اجاهلا لدين الاسلام يجب
 مدد گاہ میں باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دونوں ضروری اسلی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سے نا واقف بالغ ہو گیا تو اس پر
 عليه التوبة عن كفره وجعله يتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما اتبعه ابويه خافلا عن حقيقة الاسلام
 توبہ پر کفر اور جہالت ہی واجب ہی کہ وہ با تین سیکھی جن سے اسلام حاصل ہووی اور جو شخص باپ کی ساتھ حالت اسلام میں بالغ ہوئی بجز اسلام کی حقیقت سے
 يجب عليه التوبة عن غفلته يفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيد الاسلام ابويه شيئا طام ليسلم بنفسه
 تو اس پر توبہ اس غفلت سے واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلی کہ بالغ ہو کر باپ کا اسلام اسکی حق میں کچھ مفید نہیں ہی جب تک خود مسلمان ہووی
 فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادة والفة بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق
 پھر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجھ چکا تو اس پر باز اپنی عادات اور الفت سے شہوت وغیرہ عادات میں بی ہمار ہو رہی ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ
 ابواب التوبة وفيه هلاك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبي قبل البلوغ وكما العقل فيكون
 سبب حصول کی نسبت دشواری اس میں اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلی کہ شہوت بزرگین میں بلاغت اور کمال عقل ہی پہلی مستحکم ہوجاتی ہی سو
 جند الشيطان في لا بداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب النش والفت بمقتضيات الشهوات والعادات
 شیطان لشکر پہلی ہی دکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی
 ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوم العقل الذي هو من حزب الله تعالى جنده فان كان كاملا
 اور اس حالت سے لو کہ کلک دشوار ہوتا ہی پھر عقل کہ اسد تعالی کا جنتا اور لشکر کی ظاہر ہوتی ہی بہر اگر وہ کامل
 قويا يتهصل لا تقاد عباد الله تعالى من ايدى أعدائه شيئا فشيئا على التدرج فيكون اول شغله قمع جنود
 اور قوی ہی تو واسطی چھوڑی عبادت کی دشمنوں کی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پھر شیطان لشکر کا اوکھاڑنا شہوتوں کو توڑ کر
 الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات والطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للمنفعة الا هذا وان لم يكن
 اور عادات کو چھوڑنا اور طبیعت کو بزور قہر عبادت پر لگانا اسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی ہوا اسکی اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل
 اكاه لا قويا تسلطه مملكة القلب للشيطان ويمنع اللعين وعدة حيث قال لن اخرجن الى يوم القيمة لاحتكن ذممتي
 اور قوی نہووی تو دل کی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی جہاں کچھ کہتا ہی اگر تو کچھ وسیل دی قیامت کی دل تک تو اسکی اولاد کوڑا ہتی ہی
 الا قليلا والمعنى انك ان اخذتني حيا الى يوم القيمة لا قود تفهم حيث ما شئت
 اگر تھوڑی سی اور مراد یہ ہے کہ اگر تو کچھ جیتا چھوڑ دیکھا قیامت تک تو بیشک اوکو جدہر چاہو گکا کینچہ لچھاؤ گکا
 ولا ستولين عليهم استيلاء قويا لا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله المسلمين
 اور بیشک انہیں غالب رہو گکا گناہ میں سے بعضوں پر کہ وہ غلبہ مندی دے گی اصحاب دین
 وهذا القول للعين لا تتركهم في الارض ولا غيبتهم اجمعين وانما عروا للعين حصول ذلك المطلبه مع انه لا
 اور یہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ میں اوکو نیاری دکھاؤں گا زمین میں اور راہ ہی کہو دو گکا ان کو روئے زمین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی

يعلم الغيب يستدل بالامار فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا في نفس الانفسات قوة بغير مبدء
 اسد ليل سي سحر كيك او سني وكيكما كادميون كي اندر بدى كي اسباب توبت بين اور تملاني كاسبب كيك هي كي كيك انسان كي ذات من قوت بهيم
 شهنائيت وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلاثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
 شهواني اور قوت سبسي غضبي اور قوت وهمية شيطاني هي اور تينون قوتين ابتداء ببدن البش هي اسير غالب على آي تين شر كي طرف
 له على الشر وتجد هذه الثلاثة فيه قوة عقلية ملكية وهي ان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
 متوجر كيتي بين اور ان تين قوتون كي بعد او تين قوت عقلية ملكية هي اور بهر كچه او ميكو خير كي طرف طاني هي پير قوت جب كامل هوني كي
 الثلاثة الاولى على القلب فلما راي العين فيه ذلك علم ان ما يريد يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين
 وههيلي تينون قوتين دل بر غالب هوجاوين جب شيطان ملعون في انسان من بهر قوتين ويكيين توجان كيا كير اراده هوسكتا هي اب اس بيان كي موافق بهر شخص
 على كل شخص ولا يتصور ان يستغنى عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
 فرض عين هي اور معلوم تينون هوتا كافر انسان بين سي كوي هي اسكا حاققته هور اور توبه كارت في الحال واجب هونا سوسني كوتا خير كني من اصرار
 الحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنبا اخر ووجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير المتعاقبات
 حرام لازم آتا هي يعني بهر كرتا كجس سي كنه در كنه برهني جلي جاتي بين كيونكه توب سي ايك دم بهر تاخير كني من ايك كور كنه واجب التوبه پند هوجا تاري
 عن كبرية زمانا واحد كير تان الاولى وترك التوبة عنها وازمانين شرع كباثر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما
 اتنا كيتي بين كنه كير كي توبه سي ايك دم بهر تاخير كني من دوكير هوجا بين ايك هي پيل او دوس توبه كني اور دوم من چا كير هوجا بين دوجو پيل اور دولون توبه كني
 وقلت ازمنة ثمان كباثر واربعة ازمنة ستة عشر كبرية وخمسة ازمنة اثنان وثلاثون كبرية وهكذا
 اور تين دم من ايك كير هوني بين اور چار دم من سوله كير هوني بين اور پنج دم من تيس كير هوني بين اس طرح كنه برهني جاوگي
 يتضاعف الذنوب ههنا زاد تاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب مسموما مهلكا من نفس الايمان فاذا ثبت
 جسد قدر تاخير هوني جاوگي اور او پر مذكور هوجا هي كنه كونه توبه قاتل سمجنا عين ايمان هي جب بهر ثابت هوا
 ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعشا على ترك الذنوب نفس لم يتركها فهو قادر لهذا الجزء من الايمان
 كيه علم عين ايمان هي تولا زم آتا هي كيا ايمان واسطحي ترك ذنوب كي باعث هوكري بهر جو شخص كنه كوتر كني كرتا تولا زمين ايمان كيه جزه نين هي
 وهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفى الايمان الذي هو العلم
 اور اسهي نبي نبي عليه السلام في فرماي كنه زاني زمان نين كرتا كنه زنا كرتا هوجوه مسلمان هي جو بيشك نبي عليه السلام كي بهر دونهين هي كنه وهه ايمان جو خدا كا چنانا
 بالله وملكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافي الزني وسائر الذنوب بل المراد به نفى الايمان الذي هو العلم
 اور او كي فرشتون كا اور كرتا بون اور انبيا كا هي جاتا كير كونه زنا اس ايمان كا صفاي نين هي اور نه اور تمام كنه بكو اس هي بهر مادي كنه وهه ايمان صميم بهر سمجنا تاتا
 بكون الزني مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقته فعلى هذا لا يكون المصير على المعاصي كلاف ايمان بل يكون ناقصا فيه
 كونه خدا سي دور كر ديتا هي اور هلاك كر ديتا هي باقي نين بهتا اس بيان كي موافق جو شخص معاصي بر جا هوي ايمان كامل نين كرتا ملكه ايمان كي باس مين ناقص هوتا هي
 وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
 اسني كنه ترك ذنوب بدون صبر كي خيال من نين آتا اور صبر بدون خوف كي ميسر نين خيانتا اور خوف ميسر نين هوتا جيك كنه هون كا بڑا هي ضرر يقين كني
 والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصدقين الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب فاصبر بغير ايمان بهر كنه
 اور كنه هون كي ضرر يقين بدون تصديق خدا اور رسول كي نين هوتا بهر جو شخص كنه هوشي باز داوي هون بهر جامي هي دولا بوش خدا اور رسوله
 الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ لم يكن موته على الاصل سببا لروال ايمه ركه نين
 نين كي تولا بهر مرق دم بڑا هي خوف هي اسني كنه هوسكتا هي كونه موت اسني بچ پر ايمان كونه كاوي بهر وسكا انعام

الخاتمة وبقي في جهنم أبدا لا يلدوان لم ينج منه بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشيئة الله تعالى ان
 خاتمة پروردی اور جہنم کو درخیزن پروردی اور اگر انجام خاتمه پروردی بکلیت پیرا تو ب تاج مرتضی کا ہی چاہی اور کو روز زمین ڈالکر

مشاء یدخله جهنم ویعذب به فیما یقدر ذنوبه ثم یخرج منه ویدخله الجنة ولولید حین وان مشاء یعفو عنه
 بمقدار معاصی کی عذاب دیکر ہر طرح میں ہی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بیکہ عرصہ کی ہو اور چاہی اور کو معاف کری

ویدخل الجنة بلا عذاب الا یتستحل ان یشمله عموماً العفو بسبب خفی حتی لا یطلم علیه احد غیر الله تعالى
 اور بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اسلی کہ کیا محال ہی کہ کوئی عنایت عام اور سچہ ہی ہو جاوی کسی پریشیدہ سبب ہی جو کہ بجز اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ جانتا ہو

کما لا یتستحل ان یدخل احد خرابا الطلب کذا فانق ان یجده لکن من خوب بینه وضیم ماله وترك نفسه وعباله
 جیسے کہ کوئی کوئی اللہ خزانہ کی تلاش میں جاوی بہر اتفاقا خزانہ پا لوی لیکن جیسی اپنا کھربا کر دیا اور مال تلف کر گئی چلن کو اور اولاد کو

جما علیہ نعم انه ینظر من فضل الله تعالى ان یزفه کذا تحت الارض فی بینه فانه کما یعد من المحقق المغرورین وان
 بہر کا مارا ہی کہیں اللہ کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری کبریا اللہ زمین میں ہی خزانہ عنایت کر دی سو یہ شخص حق ہی وقوف سمجھا دیا اگرچہ اوکی خواہش

کان ما ینظره غیر مستحیل فی قدرة الله تعالى فضل کذا من ینظر المغفرة من فضل الله تعالى مع کونه مصرا
 بلا طاقت اور فضل اللہ کی کچھ نہایت ہی ہر کسی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امید والہی اللہ تعالیٰ کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غیر سالک طریق المغفرة یعد من المعنویین فبعض من هؤلاء المحقق المغرورین یزوجه حاقته بکل امر حسن
 گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا یہ قوت کہلاو لگا پیر بعضی انہیں ہی احق بہولی اپنی حاقہ کی ساتھ اس خوبی سے کلام کرتی ہیں

ویقول ان الله کریم لا تضیق جنته عن مثل ولا تنزہ معصیتی ثم ینزلک الاحق بکرب البوار وینتاز مشاق الاسفا
 اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اوکی جنت مجھ سوال ہی تنگ نہیں ہو جاو گی اور میری معصیت ہی او کا کیا ضرر ہی پیر تم اس احق کو کہتی ہو کہ دیکر کا سفر کرتا ہی اور

فی طلب الدرهم والدينار واذ اقبل له ان الله تعالى کریم وخزائن دراهمه ودنا بیره لا یقصر عن مثلك ولا یضرة کساک
 واسطی طلب درہم اشرفی کی سفر کی مشقت کچھتا ہی اور اگر یہ کہی کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اور اوکی خزانہ میں روپیہ اشرفی کی تجھے سوال کی لئی کچھ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیرا

یترک التجارة فاجلس فی بیتک عساک ان یزرقک من حیث لا تحتسب فانه یستحق من یقول هکذا یمتد
 سستی ہی او کا کیا نقصان سوتا ہی کہ یہ بیٹہ اپنی چھک روزی دیو لگا جہاں ہی تیرا مکان نہوا پس تقریر والی کو احق بتا ہی اور چیل کی راہ ہی کہتا ہی

به ویقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهباً ولا فضة وانما یحصل ذلک بالکسب هکذا اجرت عادة
 یہ کیا واپسیت ہی آسمان میں اشرفی روپیہ کہی نہیں برستا بہر تو بدوں محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اس طرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبدل لسنة الله ولا یعلم هذا الاحق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبدل
 اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ان قاعدی نہیں ہر دفعی اب یہ احق نہیں سمجھتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سوا کی قاعدی دونو

لسنته فیہما جمبعاً وقد اخبر ان لیس للانسان الام ساعی فیکف یعتقد بکونه کریم فی الاخرة ولا یعتقد بکونه
 جہا نہیں نہیں بدلتی اور بیشک بہر فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کا یا اب کیونکر او کو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

کریم فی الدنيا فان من یخاف من الهلاک فی هذه الدنيا الفانیة اذا کان یحجب علیه الاحترار عن السموم و
 کریم نہیں سمجھتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب وہ سموم سے بچا ہو جب ہی کہ نہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیاء سی

یضره من المهلکات فکمال حال فالحاق من الهلاک الا یدری اولی ان یحجب علیه الاحترار عن المعاصی التي هی سموم
 ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیش کرتا ہو او سپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں نہیں احتراز کرتا ہی

الدين فان الخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي لیسست اضعاف اعمار الدنيا عشر عشرین اذا
 کیونکہ اس نہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمریں سو تین حصہ کو نہیں پہنچی کیونکہ

لیس عندہا غایۃ ولا نہایت و فیہا النعم المقیم والمملک العظیم فی قوتہ ان اللہ تعالیٰ العبد المذنب

والمستون فی بیان قولہ ان اللہ یقبل توبۃ العبد لم یفرغ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقبل توبۃ العبد
سیدہ کرمیہ میں بیٹھ کر اسے تعالیٰ منہ کی توبہ قبول کرتا ہی جسکے بعد ان کے بعد نہ الکی توبہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہی

الم یفرغ هذا الحديث من حسان المصابير رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشئ في الحلق ولستع في تردد الروح
جنتک میں کھینچ کر یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت ہی اور اصل میں قرآنہ کسی چیز کا حلق ہی اندر آنا جانا اور حلق میں روح کی آمد رفت کا

وهو المراد منها والمعنى ان توبۃ المذنب مقبولة ما يبلغ الروح المحلوم اذ عند الغرغرة ويلوغ الروح المحلوم
میں استعمال کیا جاتا ہی اور بیان ہی وہی ہو کہ گناہ کی توبہ مقبول ہوتی ہی جسکے بعد گناہ میں نہ آجائی اسلی کہ غرغرة کی وقت جب روح حلق میں آتی ہی

يعاش ما يصير اليه من رحمة اوهوان ولا ينفعه حينئذ توبۃ ولا يمان كما قال الله تعالى فيما نزل من القرآن
تو انی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خوری اب اسکو نہ توبہ کی فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن منزل میں فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما رواه اسنا وقال في آية اخرى وليست التوبۃ للذين يعملون السيئات حتى اقلض
پھر نہ ہوا کہ کام آوی لوگو یقین نہ آنا اور نہ کہ جب دیکھ سکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت میں فرمایا اور انکی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں برے کام اور جب سامنے آوی

احد هم الموت قال اني ثبت ان لا من شرط التوبۃ العزم على ترك الذنب الذي ثبت عنه وعدم المعاودة
ایسی کسی موت کہی لگا میں ہی اس توبہ کی اسلئے کہ توبہ میں عزم کرنا ترک گناہ کا جس کی توبہ کی ہی اور اسکو کسی عمل میں نہ لانا سترہ ہی اور یہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكنت التائب منه وبقی وان الاختيار فما لم يبلغ الروح المحلوم لا ينقطع الرجاء فيهم
جس ہی ہو سکتا ہی کہ تائیت کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جسکے روح خلق میں نہیں آتی تو امید منقطع نہیں ہوتی پس تائب ہی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبۃ مبسوطۃ للعبد حتى يعاش قابض الا وراحم وذلك
اندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس ہی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی توبہ کا وقت فراخ ہی جسکے کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح المحلوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاشنة
کہ دم لگتی لگی اور روح خلق میں نہ آدی پس اس بیان کی موافق بندہ ہر وہ جب ہی کہ اپنی تمام معاصی کی معاشنہ اور غرغرة ہی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا يأس من رحمة الله تعالى قال لا يأس من روح الله الا القوم الكفرون وقال في آية اخرى
اور اللہ تعالیٰ رحمت ہی نا امید نہ ہو اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی نا امید نہیں اسکی بغض ہی مگر وہ ہی لوگ جو منکر ہیں اور ایک اور آیت میں فرمایا

وهو الذي يقبل التوبۃ عن عباده ويعفو عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على
اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندہ نسی اور معاف کرتا ہی برائیاں سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ ہر بار نہ آجائی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه
کیونکہ گناہ ہی توبہ کرنا لا گناہ کا مص نہیں ہوتا اگرچہ دن بہر میں ہر بار ستر مرتبہ کری اور دیکھ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ومرتقة من حيث لا يحتسب
ہی جو شخص استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو ہر تنگی ہی رستگاری دے گا ہر غم ہی کٹا دی اور ہر غم ہی کٹا دی اور ہر غم ہی کٹا دی

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال لا
ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا تمام ہی آدم خطا دار ہیں اور اچھے خطا دار وہ ہیں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا قسم ہی اسکی

اني لا استغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس
کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ ہی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا ای لوگو

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه
ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا تمام ہی آدم خطا دار ہیں اور اچھے خطا دار وہ ہیں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا قسم ہی اسکی

اني لا استغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس
کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ ہی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا ای لوگو

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه
ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا تمام ہی آدم خطا دار ہیں اور اچھے خطا دار وہ ہیں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا قسم ہی اسکی

المجلس السادس والستون في بيان قول علي السلام ان الله يقبل توبة العبد

وتوبوا الى الله فان اتوب اليه في اليوم ما ترة فانه يظن يا اهل الانصار ان كان النبي عليه السلام يستغفر
 انك انك توبك في كل يوم فانه يظن يا اهل الانصار ان كان النبي عليه السلام يستغفر
 بتوبه عن خطيئته ما تقدم من ذنبه وما تأخر قال الذي لم يظفر حاله اعظم له امة كيف لا يتوب الى الله
 في كل وقت وكيف لا يجعل لسانه ابدا مستغفرا وقد روي عن ابن عباس انه عليه السلام في هلك
 المسوفين والمسوف من يقول استغفر الله وهو بالك لا يبيح له التوب وهو بالك لا يبيح له التوب
 فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن التوب في الحال ليس الا
 لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقاوم غدا بل تتضاعف وتتأكد بالاعتقاد فليست الشهوة التي اكدها
 الانسان بالاعتقاد كالتقوى كذا وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتأولين فراق ولا يدرون
 ان لا يام متشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الامثال من يجتالج الى قلم شهوة فيراها
 قوية لا تنقطع الا بمسقة شديدة فيقول اخرها سنة ثم اعو اليها فاقلمها ومن المعلوم قطعوا الشجر
 كلما بقيت في الارض اذ ادر سوخها فلاحماقة في الدنيا اعظم من حماقة لانه عجز عن قلمها قبل ان ياد
 رسوخها ثم اخذت نظر القدرة على قلمها بعد ان ياد رسوخها اذ تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة
 في وقت من الاوقات حتى ياتي الموت وهو نائب فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى
 وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمة الله
 ورافقة على عباده كيف دعلم الى التوبة واهم بها وسماهم مؤمنين بعد الذنوب ثم بين فاهم من الكلمة في التوبة فها
 عسى ان يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنات تجري من تحتها الانهار واخبرانه غفارا لذنوبهم وقال و
 للذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصرف
 الله عنكم ان يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنات تجري من تحتها الانهار واخبرانه غفارا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصرف

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهار خلد فيهما وهم يحرمون
 العملين ونقص على انه يحرم بعد التوبة فقال ان الله يحب المتوابين ويحب المتطهرين وأشار الى ان التوبة تطلبها
 لهم عن اجناس الاقرار فلا بد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اخلا شرط منها لا يتحقق التوبة الا بالندم
 بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي فعصو الذم تعزير وتوجع على ما فعل وقمى كونه لم يفعل والثاني ترك
 المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خفيا من الله تعالى
 لا امل اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركها فافيد من الصدق وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تابيا
 شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه عصم على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار
 مقارن بالندم كما روى عن علي انه رأى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اني استغفرك واتوب اليك سرعا فقال
 مقارن بالندم كما روى عن علي انه رأى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اني استغفرك واتوب اليك سرعا فقال
 عليه هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال
 استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قول في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكيا
 على الظلم حريصا عليه لا يتقلم عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استغفاره واستغفارا لماروي
 انه على السلام قال المستغفر باللسان المصير على الذنب كالسهم يرمى برية وانما التوبة ان يستغفر بلسانه ويبنى
 بقلبه ان لا يعود الى الذنب صلافا فافعل ذلك يغفر الله له ذنبه ان كان عظيما اذ ليس ذنبا عظم من الكفر
 وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل الذين كفروا ان ينتموا يغفر لهم ما قد سلفوا فظنك فيما دونه من المعاصي
 وقدره ان الله عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى صلا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه في حديث
 اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اقر بكونه مذنب تابا ثم تاب وندم
 في كونه مذنب عليه السلام في قوله اني خطا واهم بكوني اقرار بكوني مذنب

علیٰ ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله یقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
 کئی بڑی گنہ اور کئی بڑی برائیوں سے نادام ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پھر نہ کرونگا تو اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اوسکی گناہوں سے درگزر فرماتا ہے
 سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد
 لیکن سمجھنی کی بات ہے کہ گنہ دو قسم کے ہیں ایک گنہ تیری اور خدا کی سمجھیں یعنی حق اسدی اور ایک گنہ تیری اور بندہ کی درمیان میں یعنی حق العباد کی
 فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود
 پھر جو گنہ صرف حق اسدی تو اس میں صرف زبانی استغفار اور دل سے ندامت اور پھر تیری کی نیت کافی ہے

فاذا فعل ذلك لا يبرئ من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه
 جب یہ حال بنایا تو اپنی جگہ سے نہیں مٹتی یا تاکہ اوسکی گنہ معاف ہو جائے ہیں ان اگر کوئی فرض نہ ترک ہو اس کی توبہ شرع فی اسباب میں توبہ پر اکتفا نہیں کیا
 يخرج التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلاة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
 بلکہ اوس توبہ کی ساتھی بعض جگہ قضا لگا کر ہے جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعض جگہ کفارہ ہے لگا کر ہے اور یہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقها فان لم يوجدوا يلزم تصدقكم عنهم بنية ان تكون ودیعة
 العباد پس پہنچانا حقوق کا مالکوں کی پاس ضروری ہے اگر وہ لوگ نہ ملیں تو دینا اوسکی طرف سے اس نیت سے خیرات کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی یہاں ودیعت
 عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لا عساره
 رہی قیامت کی روزہ مالکوں کی حوالہ کری پھر جسکو ماری مظلومی کی حقوق ادا کر نیکی کوئی راہ نہ ملے تو اسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحة ويستغفر لمن ظلم من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
 یہ لازم ہے کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کری جسک حب یہ عمل کر گیا
 كذلك يرحى من فضل الله تعالى ان يرضى خصاؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سے امید ہے کہ قیامت کی دن اسکی مدد ہوگی اور راضی کر دی کسی ایک عالم سے پوچھا آیا تائب کی وہی کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن صحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن
 کہ توبہ قبول ہوئی کہا ان کی چار علامتیں ہیں اول یہ کہ بدکاروں سے بیزار ہو جائے اور دوسری یہ کہ ہر گنہ سے نفرت کری
 كل ذنب مقبلا على الطاعة والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الآخرة دائما في قلبه ولما
 اور طاعات کی طرف متوجہ ہو دی اور تیسری یہ کہ اوسکی دلیں دنیا کی فرحت نہ رہی اور آخرت کا فکر دلیں ہمیشہ لگا رہی اور چوتھی یہ

ان يرى نفسه فارغا مما ضمن الله له من الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات
 کہ اپنی جان کو ایسی چیزوں کی فکر سے جسکا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہو چکا ہے فانیغ یاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری میں مشغول رہی جب اوس میں یہ علامتیں موجود ہوتی ہیں
 يكره الله تعالى باسرع كرامات احوالها ان يخرج من الذنوب كان له لم ينقطع والثاني ان يحببه والثالث ان
 تو اسکو اللہ تعالیٰ چار لامتناہی عنایت کرتا ہے ایک یہ کہ گناہوں سے البصاف کر دیتا ہے گویا کہی ہی گنہ نہیں کیا اور دوسری یہ کہ اسکو دوست رکھتا ہے تیسری یہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلط عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال
 کہ اوسکو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے شیطان کو اوس پر تسلط نہیں دیتا چوتھی یہ کہ خوف سے مامون رہتا ہے اسی سے پہلے کہ دنیا میں ہی روانہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 تنزل عليهم الملكة الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويحببه على الناس اربعة اشياء
 اُن پر اور تیری میں فرشتہ کی تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سوا اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور اور لوگوں پر اوسکا چہرہ حق واجب ہو جاتی ہیں

اولها ان يحببه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعواله بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من
 اول یہ کہ اوس سے محبت کھا کر کہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اوس سے محبت لایا ہے دوسری یہ کہ اوسکی حق میں توبہ پر قائم رہی کی دعا کیا کریں اوسکی توبہ پر قائم رہنا توبہ پر کوشش

وخلقته من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالى للذين اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اوستو بنایا خاک سی اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہوں نے خریدی دنیا کی زندگی آخرت دیگر سونہ ہلکا ہوگا اور پھر عذاب
ولاہم ینصرون وعلمہم هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرہان اما التصدیق بمجرد الایمان
اور نہ انکو مدینہ کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی یا تصدیق برہانی سی پھر نری تصدیق ایمانی کی
فہو ان یصدق الایات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالى ما عندکم ینقذ و ما عند اللہ باق وقوله تعالى
توبہ ہی کہ آیت کی جو کہ قرآن میں آئی ہیں تصدیق کری جنہیں سی ایک یہ آیت ہی جو نہ پاس ہی پڑ جاوے اور جو اس پاس ہی سوچ جائی اور ایک یہ آیت
والآخرة خیر وابق وقوله تعالى وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فأنہ علیہ السلام قد أخبر بذلک طوائف
اہل کجہلا کہ بہتر ہی اور رہنی والا اور یہ آیت اور دنیا کا جینا یہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام فی بہت کھانکلا اسکی خیر سنائی
من الکفار فصدقہ وامنوبہ ولم یطالبوہ بالبرہان وهذا ایمان یخرجه العامة من الغرور واما التصدیق
پس انہوں نے سچ مانا اور اوستو ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب کی یہ ایمان ہی کہ حوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہیں اور تصدیق برہانی
بالبرہان فہو ان یعرف وجہ فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبہ فان کل مغرور فغرورہ سبب و
یہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نے اپنی دلیں میں مرتب کیا تھا کیونکہ جو شخص دہوکہ میں آتا ہی تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہی
ذلک السبب ہو دلیلہ وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب ویورث السکون الیہ وان کان صاحبہ لا یشرعہ
وہ ہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلیں میں پیدا ہو کر دکھولتے ہیں دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خیر نہ ہو
ولا یقدر علی نظمہ بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین أحدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی سپرہ قیاس جو شیطان نے بنی ہوئی کی دلیں مرتب کیا تھا دواصل ہی مرکب ہی ایک توبہ
الدنیا نقذ والآخرة نسئہ وهذا صحیح والثانی النقذ خیر من النسئہ وهذا محل التلبیس اخیس الامر کذلک مطلق
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اودہ ہی یہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہ سی یہ جگہ دہوکہ کی کیونکہ کلیہ یوں نہیں ہی
بل اذا کان النقذ مثل النسئہ فی المقدار والمقصود یوخیم منہا واما اذا کان اقل من النسئہ فالنسئہ خیر منہ
بلکہ نقذ اور اودہ دو اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار میں اودہ سی کتر ہو تو پھر نقد اودہ بہتر ہوتا ہی
فان هذا المغرور یبدل فی تجارتہ درہما نقذا لیاخذ عشرة نسئہ ولا یقول النقذ خیر من النسئہ وکن اذا
کیونکہ یہ مغرور ہی اپنی تجارت میں ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اودہ یعنی انجام کو حاصل کری اب نہیں کہتا کہ نقد بہتر ہی اودہ سی اور اسی ہی اگر
حاضر الطیب من الفواکہ ولذا ائذ لا طعمہ یتزک ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلام
طیب میوہ اور لذہ کہا خوشی منہ کر دی تو آئندہ کو خوف کا ملا فوراً چھوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ
یرکبون البجائر یتجارتون مشاقق الاسفار فی الحال لاجل الرج والراحة واللذ فی الاستقبال فاذا کان العشرہ فی
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفعل کو اگر لیتی ہیں آئندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی دماغی پھر جیسے ہی دس
الاستقبال خیر من الواحد فی الحال وکن اذا کان الرج والراحة واللذ فی الاستقبال خیر من الالم والمشقة فی
حال کی ایک سی اور اسی ہی آئندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو
الحال ففس لذہ الدنیا وراحتہا من حیث مدتها بالنسبة الى مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کا نسبت قیاس کر کیونکہ انسان کی بڑی سی ٹری عمر سو برس کی ہوتی ہی
قلما یتجاوز عنہا وهو لیس عشر عشر من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فکانہ ترک واحد الباء خذ الف الف
اس سی بہت کہ مہینہ یا تا ہی سو بہ ستواں حصہ ہی نہیں ہی ہزار دین حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سی گویا اسی ایک کو دس کہہ یعنی کی دماغی ترک کیا

بل لیاخذ ما لا نهاية له هذا من حيث المدة وأما من حيث النوع فلذات الدنيا مكدرة مشوبة بانواع الآلام

بكلية نهيت كي واسطی یہہ فزایش تواعتبار مدت کی اور باعتبار خوبی قسم کی سودنیکی لذتین طرح طرح کی ام سی مکدر اور سختیوں سی الودہ ہیں

والشدائد ولذات الآخرة صافية خيرة مكدرة فاذن يظهر غلطه في قوله التقدير خير من النسبة وعند ذلك

اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اسب اسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور ام سی اور اسوقت

يرجم الشيطان الى قياس اخر وهو ان اليقين خير من الشك والدنيا يقين والآخر شك فلا يترك اليقين وهذا

شیطان ایک اور قیاس منظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی حریفین کو ترک نہیں کر سکتی اور یہہ

القياس اكثر فسادا من الاول لكون كل من اصله باطلا لان كون اليقين خيرا ليس الا اذا كان مثله لا مطلقا

قیاس پہل قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہیں پہلی کہ یقین جیسی ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہودی کچھ کلیہ نہیں ہی

الآثر ان التاجر في تعبته على يقين وفي حصول ربحه شك وكذا المريض يشرب الدواء البشيع الكريه وهو في

کیا تو نہیں دیکھت کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقین جانتا ہی اور فائدہ ہونی میں شک ہی اور ایسی بیمار طوی بد مزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء على يقين وفي حصول الشفاء على شك لكن يقول الم مرة الدواء قليل بالنسبة الى الم امتداد المرض

اور صحت ہونی میں شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑی دوا کا نسبت الم زیادتی مرض کی کتر ہی جس میں

الى الهلاك فمن كان على شك في امر الآخرة يجب عليه ان يقول الصبر في أيام قلائل وهو صنتي الامر قليل بالنسبة

م رہی جاتی ہیں بہر جہ کو آخرت کی باب میں شک ہو تو واسپہر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک رہنیت

الى ما يقابل من امر الآخرة فان كان ما يقال فيه كن بافنا يفوتني الا التمتع أيام حياتي وقد كنت في العدم من الان

ابنی مقابل یعنی آخرت کی کتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہوری اگر جھوٹ نکلا تو میرا سوا عیش زندگی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک میں ان کی

الى الآن واحسب اني بقيت في العدم ولم اتعمم ان كان ما يقال فيه صدقا باقيا في الزاد هراطوبلا وهذا ما

اب تک ناہودی ہنس میں سمجھو کہ معدوم ہی ہم عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سمجھو ہوا تو میں زائد دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا يطاق به وكذلك قال على بعض المحررين المنكرين للآخرة ان كان ما قلتم حقا فخلصتم وتخلصنا وان كان

ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ فی ایک حدیسی جو آخرت کا منکر تھا جواب میں یہہ فرمایا جو کہتا ہی اگر سمجھو ہوا تو تم ہی بھی اور ہم ہی بھی اور اگر

ما قلنا حقا فخلصنا وهكذا وليس هذا القول منه على شك في الآخرة بل كالمحور على قدر عقله ودين له

ہمارا قول حق ہوا تو ہم ہی اور تم مدی گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ ہی نہ تھا بلکہ حدیسی اسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اسکو ظاہر کر دیا

انه وان لم يكن متيقنا فهو مغرور وأما الأصل الثاني الذي هو ان الآخرة شك فهو باطل ايضا لان ذلك يقين

کہ بلا مضہ اگر وہ نہیں یقین کہتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ ہی باطل ہی اس لئے کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وإيمانه يدفع غرور الشيطان الا انه اذا انزلنا أو امر الله تعالى وضميع الاعمال الصالحة ولا بس المعاصي

یقینی بات ہی ایمان کا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پراستا ہی کسا سی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضائع کیا اور معاصی

والمعكرات يكون مشاركا للكفار في هذا الغرور لانه وان كان معترفا بكون الآخرة خيرا من الدنيا لکنه ظل

اور معکرات میں مبتلا ہوا تو اس دہوکہ میں کفار کا شریک ہو گیا اس واسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اتار کرتا ہی پر دنیا کی طرف رغب ہو کر ن

الى الدنيا واترها على الآخرة واستحق ان يكون من اهل النار كالکفار الا ان امره يكون اخف لان اصل الایمان

دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہی اور سناوا رہی کہ کفار کی طرح نادہودی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ينجيه من العذاب الابدی ويخرجه من النار ولو بعد حين وهذا هو فائدة مجرد الايمان وحده وأما

ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ میں سے نکال دینگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور

وان يخاف عدم حصوله كذلك ان من عمل الصلوات وترك الصلوات ينبغي له ان يبرح حصول
اوراداد نہونی کا بھی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعلان نیک کنی اور برائیوں چھوڑ دین تو اس کو لایق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان يخاف عدم حصوله فالواجب على المؤمن ان يتوب عن السيئات ويذكر م على الطاعات

ثم يكون بين الخوف والرجاء ولا يقنط من رحمة الله تعالى ولا يأس من عذاب الله تعالى فإن المنتهى في العا
 به خوف اور رجاء دون هرې اور اللہ کی رحمت سے نا امید اور عذاب الہی سے بے خوف نہ ہو بیشک جو شخص گناہوں میں مبتلا رہے

قد يخطر له التوبة فيقول له الشيطان أني يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند
ذلك ان يتركها و لا يخطر له التوبة فيقول له الشيطان اني يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند

ذلك قمع القنوط بالرجاء يقول ان الله كريم رحيم يغفر ذنوب التائبين لانه تعالى قال وَاِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن يَرْجُو
 ناهنا امیدوار که دفع کر امید و استرجاعنا چاهای اوست که بیشک الله کریم و رحیم است توبه کنیز الون کی گناه معاف کرتا ہی اسلئے کہ الله تعالی فرماتا ہی اے نبیؐ بخش دے یہاں جو

کتاب و وعد قبول التوبه وقال وهو الذي يقبل التوبه عن عباده فان التوبه طاعة تكفر الذنوب كلها
 بیکوی اور توبہ قبول کر لیا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہے جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سے بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب مٹا دے

بغلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صلیہ کو اوتار دیتی ہیں یہ ہر جو شخص ذیہ لکڑی بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج ورتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغفور وكل توقع يورث التوبة والتشمر على العبادة فهو راجاء وكل توقع
 جزئی اور گناہ پر اصرار یا بخشش کی توقع کرے تو وہ مغفوری جس توقع میں توبہ اور عبادت کاظم حاصل ہوئی وہ ہی راجی اور جس توقع میں

وجوب الفتور في العبادة والركون الى البطالة فهو غرور فان من خطر له ان يترك الذنوب وليشتغل بالعبادة

شطان کو برسر دست تیا ہی جھجکایا ہوا اپنی جان کو تکلیف دہو غداں دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی مسوس فریب میں آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی

یہاں پر فرمایا کہ اگر آدمی خوفِ خدا سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور اپنے نفس کو غضبِ الہی اور اس کی بڑی عذاب سے ڈراوی اور کوسیدھے سبھاوی

یقول لہا ان اللہ تعالیٰ کما کان غافر الذنوب وقابل التوبۃ فهو شدید العقاب ایضا وآنہ مم کونہ کریم

چہاں خلد الکفار فی النار بدلہ لہا دھرم ان کفر ہمہ لایضرة بل یسلط العذاب والحق والاعراض والعلل والفقیر
قدیم کی لئی ڈال کہاری باوجودیکہ اوکی کفر سی اوسکا کیا ضرر ہوتا ملک ایمانی کی اندر ایسی بدولت پر عذاب کی سخت اور مکہ اور ہجاری اور فقیہی

لجوع علی عبادہ فی الدنیا مع کونہ کریمیا قادرا علی انزل الملائق من کان سستہ فی عبادہ کذلک کیف یغتر بہ
 ۱۔ حال یہ کہ ۲۔ محمد عی ۳۔ اور عیہ قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی ہر جسا بندوں کی حق میں ہم پر زہر تو آدمی کب فرہیت

عبد ولا یخافه وقد خوفه عقابہ و سر جاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سلب فتورهم عن العمل واقبالهم علی التسلی کما و سکا خوف او ظہار کبی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو کڑکجای کہ عمل میں مست رہنا پر متوجہ

علاؤهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم للسعي للآخرة وهما لا يعلمون انه غرور وليس برجاء وقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم
آخرت کی سعی میں چست کو ضعیف کر دیتی ہے اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطان کی ہجو کہ ہے۔ یہ جانیں ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خردی
معت آئی ہی سی پر واه

ان الغرور یسلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان
 یکی ہیں کہ غرور آکھوس اسکا جلد زور پکڑ جاوے گا امام غزالی کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام فی جو خبر دی تھی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ
 الاول کانوا یأثمون علی الطاعات والعبادات ویبذلون فی الاحترار عن الشبهات والشہرات ومع ذلك کانوا
 طاعت اور عبادت میں مشغول رہتی تھی اور شہات اور شہوات سے خوب بچتی تھی اور پھر یہی اپنی حال پر

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوۃ وآما الان فترى الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصحابہم علی
 ڈر رہتی تھی اور تنہائی میں رویا کرتی تھی اور اب اس زمانہ میں دیکھتی ہو کہ خلقت امن کی اندر غش و غورم لی خوف و ہراس معاصی پر ابھی ہوئی
 المعاصی فانہما کم فی الدنیا واعراضہم عن طاعة الله تعالى ویزعمون انہم واثقون بکرم الله تعالى وفضله و
 اور دنیا میں کہیں ہوئی طاعت آگے ہی لی پر دای اور کہتی ہیں کہ ہم اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہرہ و سہہ ہی اور اس کی

سراجون لعقوة ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته یسبون
 دگر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہیں کہ اس کی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندوں کی معاصی کی اس کی درازی مغفرت میں کیا اصل ہی اور اس تمنی
 تمہیں ہم واغترارہم رجلہ ویقولون ان الرجاء مقام محمّد فی الدین فکانہم یزعمون انہم عرفوا من کرم الله تعالى و
 اور اغترار کا نام رجاء کہہ چکے ہیں اور کہتی ہیں کہ رجاء میں پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہ کہتی ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله مالم یعرفہ الانبیاء والصحابۃ والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی
 ایسا جانتی ہیں کہ انبیاء اور صحابہ اور سلف صالحین نہیں جانتی تھی اہلسنیہ میں مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہے جو جنت میں لوگوں کو زیادہ لجاوے گی بہتر نگاری اور عادت نیک یہ حدیث

من حسان المصابیہ رواہ ابوہریرۃ ومعناہ ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین ہاتین الخصلتین
 مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدوں جمع کرنا ان دونوں خصلتوں کی حاصل نہیں ہو سکتا
 فان التقوی اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا یتبیخ
 کیونکہ تقوی ہی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتھ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سے اسکی موافق دین ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الآخرة باقیة فان یجتار سعادة الآخرة علی سعادة الدنیا وسعادة
 اور جو یہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونے والی ہی اور سعادت اخروی رہتی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت
 الآخرة لا تحصیل لا بتقوی الله تعالى لان حسن الخلق وان ذکر معها اہتما ما بشأنہ الا انہ داخل فیہا لانہا عبارة عن
 اخروی بدوں تقوی الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اسکی ساتھ عظمت شان کی ہی مذکور ہی ہر وہ تقوی ہی میں داخل ہی اسکی کہ تقوی ہی

اجتناب المنکرات والمنہی عنہا واتبان المعرفات والمأمور بہا وہا تحصیل خیرات الدنیا والآخرة اما الخیرات الدنیویہ
 منکرات اور ممنوعات سے بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمودہ کو بجالا اور ہی میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں ہر خوبیاں دنیا کی
 فمنہا الحفظ والحراصة كما قال ولان تصیروا وتفقوا لا یضرکم کیدہم شیئاً ومنہا الفجاء من الشدائد والرزق من
 ایک ہی میں حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور اگر تم ہری رہو اور بچتی رہو کچھ بگڑے گا اور ایک فریب ہی اور انہیں ہی سختیوں سے نجات پائی اور حلا ریزی

الحلال كما قال الله تعالى ومن یقن الله یجعل لہ فوجاً ویرفعہ من حدیث لا یحسب واما الخیرات الآخرویہ
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کروی اور اسکا گزارہ اور روزی ہی اور جو جہان ہی اور کو خیال نہ ہو اور آخرت کی خوبیاں ہی یہ ہی
 فمنہا اصلاح العمل كما قال الله تعالى یا ایہا الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سلیداً یصلحکم افعالکم ومنہا
 درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سوار دی تمکو تمہاری کام اور انہیں ہی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم
 قبوليت عمل كى چنانچه الله تعالى فرماتا ہى الله قبول کرتا ہى سوادب والوں ہى اور انہیں سى اكرام اور عزت چنانچہ الله تعالى فرماتا ہى بیشك عزت اسكى ہاں
 عند الله اتقنكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشرى فى الحياة الدنيا
 اسى کو برسى چكوادب بڑا اور انہیں سى شردہ چنانچہ الله تعالى فرماتا ہى جو لوگ يقين لائى اور ہى پر ہى كادى كرتى او كوى خوشخبرى دىنيا كى جيتى
 وفى الآخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجى الذين اتقوا ونذر الظالمين فى جحشهم ومنها المخلو
 اور آخرت ميں اور انہیں سى دوزخ سى نجات چنانچہ الله تعالى فرماتا ہى پھر بچا ليں گى ہم او كى جو بڑى سى اور پھوڑ ليں گى گنہگاروں كو اور انہیں سى جنت
 فى الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ومنها الدرج
 ميں ہميشہ كو رہنا چنانچہ الله تعالى فرماتا ہى ليكن جو لوگ ڈرتى ہى اپنى رب سى او كى باخ ہيں جكي بچى ہيں ندياں رہ پڑى اور انہیں سى درجہ بلند
 العليا والمرتبة القصوى التقوى محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولولم يكن فى
 اور انہا كا مرتبہ يعنى محبت الہى چنانچہ الله تعالى فرماتا ہى اسكو خوش آتى ہيں احتياط والى اور اگر تقوى ميں
 التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد فى تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
 سواى كى كوى خصلت نہوتى تو ہى كافى تہى پھر آدى كى كى نہ نہ سعى كى كى حاصل كرى باوجود كى او ميں اسكى سواى بہت فضيلت ميں اور
 القرآن مملو بذكر فضائلها فان الله تعالى قال فى آية الله ولى المتقين وقال فى آية اخرى والعاقبة للمتقين
 قرآن اسكى فضائل سى پرى بیشك الله تعالى اليك آيت ميں فرماتا ہى الله رفيق ہى ذرئوا لول كا اور دوسرى آيت ميں فرمايا اور آخر ميں ہى ذرئوا لول كا
 وقال فى آية اخرى وائرلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد صو
 اور اليك اور آيت ميں فرمايا اور نذر ديك لائى گى بہشت ذرئوا لول كى اور سوا اسكى اور آيت ميں جو تقوى كى فضيلت پر دلالت كرتى ہيں اور الله تعالى كى بیشك
 بها الاولين والاخرين من حيث قال ولقد وصىنا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله فاحص
 پہلوں اور پچھلوں كو وصيت كى ہى چنانچہ فرماتا ہى اور ميں كہہ رہا ہى پہلى كتاب والوں كو اور كہو كہ ڈرتى رہو الله سى حاصل يہ ہى
 انما اجماع كل خير وهى فى اللغة فرط الصيانة وفى عرف الشرع عبارة عن التوقى عما يضر فى الآخرة من فعل
 كرا ميں تمام خوبان جمع ہيں اور تقوى لغت ميں خوب احتياط كرتى اور عرف شرع ميں اسى اعمال سى بچنى كو كہتى ہيں جو كرتى سى چھوڑتى سى آخرت ميں ضرر
 ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق فى تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا
 پچھناوى سوا سلى حصول تقوى كى كہا يرسى بچنى رہنا بالاتفاق لازم ہى اور بعضوں كى نزديك تقوى كى كہا صغائر سى بچنا ضرورى
 فى تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتناب الكبائر
 اور ہى قول حق ہى اور كوى كہتا ہى صغائر سى اجتناب ضرورى نہيں كيونكہ صغائر اسكى اور جاتى ہيں جو كہا يرسى بچتا ہى
 فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان يجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ
 سويندہ صغائر كى بدلہ سزاوار عقوبت كا نہيں ہوتا اس آيت سى اگر تم بچتى رہو گى بڑى چیزوں سى جو تمكو منع ہوئیں تو ہم او تار ديں گى تسى قصيرين تمہارى ليكن يہ لائى
 مخالف لقواعدها لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولومع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
 خطا اور اہل سنت كى قواعدى خلاف ہى كيونكہ اہل سنت كى نزديك صغائر پرى عذاب كا جائز ہى اگر كہا يرسى بچتا ہى كہ بعض مفسرين فى اس آيت ميں كہا يرسى مراد
 حملوا الكبائر فى الآية على انواع الشرك كشرک اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة
 اقسام شرك لئى ہيں جيسى يہود اور نصارى اور مجوس وغيرہ كا شرك كيونكہ مطلق سى بدون قرينہ كى فرد كا مل مراد ہوتا ہى اور
 ينصرف الى الكامل وهو الشرك ولا يتبعين تكفير غيرہ بل يبقى فى مشية الله تعالى ان الله لا يعفى ان
 فرد كا مل شرك ہى اور شرك سى بچنى ميں اور كہا كا اور تا مقرر نہيں ہوتا ككشيت الہى ميں رہتا ہى اس آيت سى بیشك الله يہ نہيں بخشتا

يُشْرِكُ بِهِ وَيَعْقِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ كَيْشَاءَ مَعْرَانِ الْأَصْرَارِ عَلَى الصَّغَارِ كَثِيرَةٍ فَلَا يَكُونُ مَكْفَرَةً بَلْ لَا يَدُ مِنْ اجْتِنَابِهَا
 كذا وشك شريفي اوراوس ہی بھی بختنا ہی جگو چاہی باوجودیکہ صغائر بھی یہنا کبیرہ ہوتا ہی پر کفار کب ہو سکیگا بلکہ اوی بھی اجتناب ضروری ہی
 وَقَدْ رَوَى عَنْ عَطِيَّةٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَبْلُغُ الْعِبْدَانِ يَكُونُ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَبِيعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا
 اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا آدمی اور جہ لہو کی کا نہیں پانا جب تک لا یا س کہ بچہ ہی بخوف ابتدا اونی نہ کی
 عما به بأس في هذا الحديث نص في لزوم اجتناب الصغار في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن محبتنا
 اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبار کی بچھی دالی سی اور جاتی ہیں
 الكبار فيكون مما لا بأس به فيلزم اجتنابها مع ان المعنى التقوى الذي هو شرط الصيانة يقتضي اجتناب الكبار و
 پر لا باس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہ ہی کہ کبار سی اور
 الشهوات ايضا لكن لا حتر از عن جميع الشهوات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيان في فتاواه ليس ما تنتر زمان
 شہواتی ہی بھی لیکن اس زمانہ میں تمامی شہوات سی حتر از نہیں ہو سکتا چنانچہ قاضیان ابنی فتاوی میں کہتی ہیں ہمارا زمانہ شہوات کا زمانہ نہیں ہی
 الشهوات وعلى المسلم ان يتقى الحرام العاش. وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس وزانها ما قبل ستمائة سنة وقد بلغ
 مسلم کا بھی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکھی اور لیبائی ہادیہ والا تجنیس میں کہتا ہی اور ان دونوں کا زمانہ چہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو
 التاريخ لان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب في عدم امكان
 زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اس میں کچھ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑھتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شہوات سی
 الاحتراز عن الشهوات في هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن انتظام المعاش ليس الا بالنقود والحبوب ونحوها
 احتراز نہ ہو سکتی کی کئی سبب ہیں اہل یہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی
 مما يخرج من الارض الغالب المستعمل في النقود والفسوخ ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها ما بلغ قدر
 جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن ہوا ہی درہم کی نہیں ہی سوا ان کو تاکہ کم کر ڈالا ہی کراصل معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں سی کی
 وزن درهم واحد شرعي بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع في الدرهم
 درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہو سکتی ہیں بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ درہم کو کترتی جاتی ہیں یہاں تک کہ کتر ہو جاتی سی
 غالباً على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدودات في التباين والاستقراض والفضة وزينتها بدل
 ہو گیا ہی اسکا باعث یہ ہوا ہی کہ درہم کو تو لٹا جھوڑ دیا ہی اور ان کو ہر جوع اور فرض وغیرہ میں معدود ہمارا کہایا اور چاندی ہمیشہ کی کئی وزنی ہی
 لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتبارها عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة
 شارع او کو صاف فرمایا ہی کہ سوغت کی برتاؤ سی بدل نہیں سکتی اسکی کہ عرف وہاں معتبر ہوتا ہی چنانچہ نص موجود ہوا اور یہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہ ہی ہی
 عن ابي يوسف وفي رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا اذا كانت الفضة وزينتها ابدال يلزم بيان وزنها في
 ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو ان کا وزن بیان کر دینا جوع
 التباين والاستقراض لان بيان مقدار الثمن بشرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم
 اور قرض میں ضرور ہوا اسکی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی جوع وغیرہ کی صحت کی کئی شرط ہی اور وزن کی مقدار کتنی سی معلوم نہیں ہوتی جیسی توفی ہی
 مقدار العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشترى بالقياس
 کتنی معلوم نہیں ہوتی پر جب ان کا وزن معلوم نہ ہو تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بیع فاسد کی خریدیا
 من الطعام والجارية فليكن المشتري بعد القبض لكن لا يجعل له اكل الطعام ولا وطى الجارية ولا فحلص منه و
 کہانا بالونہ ہی یہ سب بعد قبض کی خریداری کی ملک ہو گئی ہر اکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لہو کی کی اور اس کی کوئی تخصی نہیں ہی

معمول بین جوان تک بزرگی کی ضرورت ہی اور خوب احتیاط کی

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدل والوزن خصوصا
اور نہ آئین کوئی حیلہ بجز تمسک اویسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف ہی ہی کیونکہ گنتی اور قول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقر بان الضرورات تلزم المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری كثيرا
فقراء کی حق میں اور ہمیشہ کم ہونے کی وجہ سے ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے اور سبب لوگوں پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہی

منهم لا یرضون بحقوقهم ولا یقنعون بمحظوظهم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق
کہ انہی اپنی حق پر راضی نہیں ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہیں کرتی بلکہ حرام تک چڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا پسینا

من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل علی التجار والصناع والاجراء والشركاء
جہین لینا چھوٹا خیانت کرنی دغا کرنی اور گھٹا سکی چوتھی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سودا گروں اور کارکنوں اور مزدوروں اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتهم فاذا لم یحفظوا ما ان تبطل فیکون
سویہ لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ میں نہیں کرتے پر اب لو کی معاملات اس سے خالی نہیں یا باطل ہوگی بہرہ تو

مکسور وہم حراما او تفسد فتنه فتکون مکسورهم حیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد
لو کی کا کسی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہوں کی اب لو کی کا کسی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سے ملک نہیں ہو جاتی بلکہ اگر لو کی مالک تک

الی صاحبه یجب الرد الیه ویحصل الاثر بغيره ولا یجوز لاحداخذہ بشراء او جارة او هبة او صدقة او
بہتادینا ممکن ہو تو بہتادینا واجب ہوتا ہی اور ردوں کی گنجگار ہوتا ہی اور کیس کا وسکا لینا جائز نہیں خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوها اذ لا یصدر بها احلا الا وان تعذر الرد الی صاحبه فسیبیلہ التصدق لا غیر الخبیث وان کان ملک
کسی اور جس سے لے لیا گیا کیونکہ کوئی وجہ ملت کی نہیں ہی اور اگر مالک تک پہنچا تا دینا ہو تو اس کی راہ بجز صدقہ دینے کی کوئی نہیں اور غیبت مشکوک اگرچہ قصہ کرنی سے ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکہ التصدق ویانہم بغيره ولا یجوز لاحداخذہ الا ان یتصدق علیہ وهو فقیر فاذا
تو ہو جاتی ہی یہ مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنجگار ہوتا ہی اور کیس کا وسکا لینا جائز نہیں ہی ان سے صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان كذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی هذا الزمان مع الاحترار عن الشبهات فان كثيرا ما فی ایديهم
حال یہ ہی تو اس زمانہ میں لوگوں سے شہادت ہی بچ کر معاملہ کرنا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال لو کی قبضہ میں ہیں

من الاموال اما حراما وخبیثا بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپ کی ظلم سے بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

و بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتهم فالأخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات فی هذا
یا اپنی معاملات میں شرعی شرائط کی رعایت نہ کرنی سے پس محتاط قول کو لینا اور شہادت سے بچنا اس سے

الزمان یمکن علی لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنهم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات ویطون الاودية
زمانہ میں یہ چاہتا ہی کہ لوگوں کیساتھ کوئی معاملہ نہ کیجی اور ان سے سراسر الگ ہو کر پہاڑوں میں بھاگ جائی اور غاروں اور نالوں کی اندر رہ کر ہی

ورقم العشب الکلاء فی هذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وكلاهما منفيان فی الشرع بالنظر لان الانسان
اور کھانسی سپوش کھا لیا کر ہی اور اس میں بڑا ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہ دونوں بولالت نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنه ان یعیش وحده بل لابد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی هذا الزمان لا محالة الاخذ
ملن سار ہی یہ تک ہو سکتا ہی کہ کیا گذران کری بلکہ بالضرورت کی گذران آدمیوں میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرورت اور ادوی و انتہی یعنی چاہی

بما قال محمد بن جریر من المتأخر من جوار اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعض وبغير عوض ما لم یعلم کونه
جو امام محمد ہی ہیں اور ان کی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اس کی اجازت اور رضائی سے لینا بدلہ میں اور بی بدلہ جب تک صاف معلوم نہ ہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقربة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وأن الاصل فی الاشیاء الاباحة وأن

جائز بقایا بین قواعد مقربہ ہی تمسک کر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی اور

الیقین لا یزول بالشک وإنما یزول بیقین مثله وأن الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین

یقین شک ہی دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جائز ہی تب ویسا ہی یقین ہوا ورش عقد اور فسخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو یقین کرنی ہی

بالتعین بل یشتب بالذمۃ حتی لو اشیر الی الثمن بالنقد ودفع غیره یجوز بخلاف المسبیع فانه یتعین بالعقد حتی

متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی بیان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ ہی متعین کری اور وہ اور وہ دیر ہی تو جائز ہی بخلاف مسبیع کی پس مسبیع عقد کرنی ہی متعین ہوتا ہی

لا یجوز استبدالہ باخری قامتہ مقامہ الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بیکون الفسخ کالمبیع

یہ کہ ایک کو اور مسبیع ہی بدل دینا اور بدلہ کو اس کا حکم ٹھہر دینا جائز نہیں ہی جب تک فسخ اور دوبارہ عقد کیا جاوی اور تمسک نامہ کرخی کی قول ہی کہ مبیع ہی نہیں

فی هذا الزمان ان المشتري بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشترک الیہ حین العقد ثم سلم فحرم یكون ملکا خبیثا

کہ اس زمانہ میں فتویٰ ایسی ہر ہی کہ شے خریدی ہوئی ثمن میں حرام ہی حال پاکیزہ ہر ہی کی مگر اس صورت میں کہ عقد کرنی ہوئی اس ثمن حرام کی طرف اشارہ کریں پھر وہ ہی ویدین

واجب التصدیق ویما ذہب الیہ اوحیفة من ان الخلط الرافع للتمیز استہلاک موجب للمتلاک والضمان وبما صری

ہے شے خبیث ہوگی اور کاظمہ کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی ذمہ ہی کہ ملا دیا دو چیز کا جس میں امتیاز باقی نہ رہا ہاک کر دینا ہی اس میں ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اذا وہ نعم ما لا یدرک کلہ لا یدرک کلہ فان الاحترار عن جمیع الشبهات لما

اور تمسک کرنا جو ایسی ہر ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آئی اس کا اگرنا نہیں ان جو چیز سراسر سیر نہ آوی تو سراسر چھڑنا نہ چاہئی یہ ایک احتراز تمام شہادت ہی چونکہ

لم یکن ہمکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي تمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة

اس زمانہ میں ہمکن نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شہادت ہی جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اس واسطی کہ اطاعت موافقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاعة فمن اتقى عما فی وسعه من الشبهات یرجى من فضل الله تعالى ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه

پھر جو شخص اپنی مقدرہ پر شہادت ہی بچتا ہی تو اس کی فضل ہی امید ہی کہ اس کو وہ معاف کردی جو اس کی طاقت ہی باہر ہی

ویجعل له ثواب المتقین وأما اطعام اهل الوظائف فمن الاوقاف اودیت المال فهو کسائر المكاسب فان الکسب

اور اس کو ثواب متقین کا عنایت کری اور یہ کہنا وظیفہ داروں کا اوقاف میں سے یا بیت المال میں سے سو وہ ایسا ہی جیسی اوقاف نامہ کی کہ فائدہ لینا

بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روعی فیہما شرائط الشرع كما یرى حلالا طیباً کذلک الوقف اذا روعی فیہ شرائط

بیع اور اجارہ وغیرہ ہی اگر اس میں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی اس میں

الوقف یرى حلالا طیباً وکذا بیت المال یجوز لمن کان مصرفاً له وأخذہ بقدر الکفاية وتقصیل الکفاية علی ما

رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اس کی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

فی الاحباء وغیرہ من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف و بین بیت المال و بین غیرہما من المكاسب فی کون

احباء وغیرہ کتب کی اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیوں کی اس باب میں یکجہ فرق نہیں ہی

کل منها حلالا طیباً اذا روعی فیہ شرائط الشرع وفي عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع و ذکر فی الوقفات

کہ یہ سب حلال طیب ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت کی جاویں اور مردار خبیث ہو جن اگر ان میں شرائط شرعی رعایت نہ ہوں اور وقفات میں مذکور ہی

ان الذين یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاطلین بالاجرة بل هم عاملون

کہ جو لوگ حکم کرتے ہیں اور فتویٰ دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتے ہیں اور بیت المال میں سے کھاتی ہیں سو یہ لوگ بھلا قاضی مفتی مدرس مزدور نہیں ہیں

لله تعالى واجرهم علی الله تعالى وکذا ما یعطیه الامراء والسلطانین من اموالهم الی رجل حلال عالم یعلم انه حرام

بلکہ خدا کا بار کر رہی ہیں اور ان کا اجر خدا ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور سلطانین اپنی مال میں سے کسی کو کچھ عطا ہی ہیں سب حلال ہی جب تک معلوم ہو کہ شے خاص حرام ہی

بعینہ تعم درجات المحلول کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
 ان مرتبة حلال کی است بین ایک ہی ایک مالہ
 التقوی لان الاستقصاء المبالغ فی المحلول علی قانون الوزع الاعلی فی زماننا اما یدفع الی الحرج وهو مدفوع فی الدین
 کیونکہ حلال کی باب میں ہدایت درجہ کا مبالغہ کفر سی موافق قواعد اعلیٰ مرتبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی
 بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا ینہی عنہ الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسک احد الشرع
 بلکہ شرع سید ہی تزلزل ہی جسکو شرع ابراہیمی وہ سب حلال ہی ہی یہ اسکی طرف سی بندہ کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سنائی
 فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان النکار علیہ استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیہ نزول الایمان
 پر یہ کہ کما تقدروہ کی کراوی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری او سپر کفر کا خوف ہی
 اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکاً له مالم یتقرر بانه بعینہ مغبوب
 جب یہ امر ثابت ہو اور تورع اور تقوی اس زمانہ میں یہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اسی کی ملک مانی جاوی جتنکی یقینی معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز چھپی ہوئی
 او مسروق وان علم یقیناً ان فی ماله حراماً اذ قد قال قاضیتان فی فتاواہ رجل دخل علی سلطان فقدم الیہ شیئ
 یاچورائی ہوئی ہی اگر یہ یہ بات یقینی معلوم ہو کہ اکی مال میں حرام ہی ملاجای اسکی تو قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوی کوئی چیز
 من الماکولات ان لم یعلم انه بعینہ غصب یحل له ان یأکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الانشیاء الاباحۃ
 کہا نیکیو دی اگر یہ یہ معلوم ہو کہ یہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اسکو کھا لینا حلال ہی اسکی کہ اسکی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل شیان میں اباحت ہی
 وان علم انه بعینہ حرام لا یحل له ان یأکل منه لانه علم بالحرمة وتسل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ
 اور اگر معلوم ہو کہ یہ خاص چیز حرام ہی تو کھانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچھا کہ اوسنی اگر
 جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصباً یحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدرهم
 عطیہ سلطان کا منصوب جان بوجہ کر لیا تو کیا او سکو یہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان فی درهم ایک قسم کی دوسری
 بعضها ببعض فلا بأس باخذه وان دفع الیہ من الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیہ ابواللیث
 قسم میں ملائی تو یعنی میں کچھ خوف نہیں ہی اور اگر اوکو منصوب درہم دے کی وہ ہی بدول ملائی کی دیدی تو لینا جائز نہیں ہی فقیہ ابواللیث کہتی ہیں
 هذا الجواب يستقیم علی قول البیہقی اذ عنده من غصب الدرهم من قوم و خلط بعضها ببعض ملکها الغنا
 یہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسکی کلام کی نزدیک اگر کسی درہم کسی سی چین کر ایک کو دوسری میں ملائی تو غصب مالک
 ویكون مدیوناً لهم و ذکر فی بستان العارفين ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما
 اور اسکا قرضدار ہوتا ہی اور بستان العارفين میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جائز ہی
 لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازہ فقد ذهب الی صاروی عن علی بن ابی طالب
 جینکہ معلوم ہو کہ یہ حرام کا مال دی ہی اور کوئی کہتا ہی جائز نہیں ہی پر جو شخص جائز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جرم علی بن ابی طالب سی روایت ہی
 انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال وروی عن عمر بن الخطاب
 کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پر جو تجھ کو دیتا ہی سو لے کیونکہ تجھ کو حلال ہی دیتا ہی اور عرس روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی
 قال من اعطی شیئاً من غیر مسئلة فلیأخذہ فانما هو من حق رزقہ الله تعالی وروی عن حذیب بن ابی ثابت انه قال
 فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچھ دیوی تو لی لینا چاہی کیونکہ وہ اسد تعالیٰ فی رزق پہنچا ہی اور حذیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی
 راوی ابن عمر بن عباس بایتہما هذا المختار فی قبل انہما مع کونہ مشہور بالظلم وروی محمد بن الحسن عن البیہقی
 کہ سنی ابن عمر اور ابن عباس دو کو کو کہا ہی کراوئی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونوں بیلی باوجودیکہ مختار ظلم مشہور تھا اور محمد بن الحسن پر حنیفہ اور وہ حادی

عن حماد بن ابی وهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الانزلی وكان عامدا علی حلوان یطلب جائزته هو وابو نزر
 مدایت کرتین کہ برہم نخعی زہیر بن عبد اللہ انزلی کی پاس جبے حلوان کا عامل تھا اپنا جائزہ لینے گئی وہ اور ابو نزر ہدی دوتو
 الیہما فی قال لجزوبہ لآخذن مالہم تعرف شیئا من عطاءہ حراما بعینہ وھذا قول ابی خیفۃ المجلس التاسع والستون
 محمد کتبای ہمارے ہی سند ہی جہتک معلوم ہو کہ کوئی قطعہ زمین بعینہ حرام ہی اور سبہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اور شریون مجلس وسم
 فی بیان لزوم طلب کسب الحلال ولے طیب من المکاسب واقرب منها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 بیان میں تلاش حلال کا بھی اور کونسی کائی پاکر ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا
 ان اطیب ما اکلتہم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ھذا الحدیث من حسان المصابیر ورتہ ام المؤمنین
 بیسکے پاکیزہ تر تمہارا کھانا تمہاری کائی کا ہی اور تمہاری اولاد ہی تمہاری کائی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن صدیخون میں ہی ام المؤمنین عائشہ کی
 عائشۃ وکیہ تحریر علی کسب الحلال لان المراد بالطیب ھما الحلال ومعنی الکسب الطلب السعی فی تحصیل
 روایت سی امین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلمی کہ طیب ہی مراد یہاں حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی
 الرزق واتما جعل الولد کسبا لان الولد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملة آکسایہ فیجوز لہ ان یأکل
 اور اولاد کو کائی اسلمی شہر یا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اس کی لئے سعی کرتی ہیں پس تو اولاد کو کائی میں داخل ہی اب اس کو جائز ہی کہ اگر
 من کسبہ اذا کان محتاجا ولا فلا الا ان یطیب بہ نفسہ قال الفقیہ ابو اللیث بستان العارفین کرہ
 محتاج ہوتی تو اولاد کی کائی میں سی کھالی اور نہیں تو یکہادی ہاں اگر وہ دل ہی خوش ہوتا ہو فقیہ ابالیث بستان العارفین میں کہتا ہی بعض لوگ
 بعض الناس لا اشتغال بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادۃ اللہ والتوکل علیہ وحجتہم
 کسب اختیار کر لیکر کھوتی ہیں وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص بہ شغل عبادت الہی کا اور اس پر ہر دساکرنا واجب ہی اور اس کی دلیل
 قوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیسجدن وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التجار
 یہ آیت ہی اور یہی جو بنائی جن اور آدمی سوا پنی بندگی کو اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ مال جمع کر تجارت کیا کروں
 ولكن اوحی الی ان تسبح بحمد ربک وکن من السجدين واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامۃ اھل العلم الکسب
 نیکن یہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خویان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کر نہ الوضو اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچے بھگت موت اور عام اہل علم کہتے ہیں کہ اتنی مزدوری
 بمقدار ما یکفیہ ولعیالہ واجب ان تراد علی ذلک فھو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراما اذا لم یزد
 کہ اس کو اس کی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس ہی زیادہ ہوتی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر ضروری منظور ہو تو حرام نہیں ہی
 بہ الفخر والریا وحجتہم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اذا وھا الا بستر العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة
 ان لوگوں کی یہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ فی بیسکے فرائض ذمہ پر مقرر کی ہیں اور وہ فرائض بدن ستر عورت اور قوت بدن کی ادائیگی ہو سکتی اور ستر عورت
 الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال اللہ تعالی وما جعلنہم جسدا الا یأکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس
 بدن پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کھائی پیتی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہی بدن نہ جائی تھی کہ کھانا نہ کھاویں اور سیرانا قوت اور لباس کا
 لا یکون فی الغالب الا بالکسب ما ذکر فی انکارہ من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارۃ اما ان یکون
 اکثر اوقات بدون کسب کی نہیں ہوتا اور جو دلیل کی انکار میں مذکور ہوئی ہی تو اس کا یہ جواب ہی کہ کہیں تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی
 لطلب الکفایۃ او لطلب الزیادۃ علی الکفایۃ وان کانت لطلب الکفایۃ فھو واجبۃ ما جو فراہم کیا فیکون الاشتغال
 یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جائی ہی پہر تو یہ دہندہ
 بہا اشتغالا بالعبادۃ وان کانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلك الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لا لطلب
 بچائی خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور غرضانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات میں کام نہ لوی

توبہ توحید دنیا کی ہر جگہ محبت تمام گناہوں کی سردار ہے

تو فسق اور ظلم ہے اور اگر یہ مطلب ملتی ہے کہ اس راہ سے فقرا اور ضعفاء کی سہولت و مرمت عمل میں آئے

توسیع شغل عبادت بدینہ میں سی لغویں کی بدستوری سے اصل ہی پہر یہ شغل کیوں طر عبادت کا شغل ہو گیا

در کتب معتبره

السلام

عالمه منك في الصلاة انما هو الاستقامه والركن ايمته ون في الله والله ويعلم في خفاياهم

هذه التوبة والاعتذار لا يلتفت اليها احد. فذلك وقت وفي المساحد رفعهم طائفة الى ما

فأبدى الزناد فسمن أنفسهم متوكلاً . وليسوا كذلك بل خرجوا عن حدود الشرع فأنهم قرئوا بقوله تعالى

وَفِي السَّمَاءِ رِجْجُكُمْ وَمَا تَوَعَّدُونَ لِلَّذِينَ نَعْنَاهُ وَتَابُوا إِلَيْهِ جَاهِلُونَ فَإِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمَطْرَ الَّذِي هُوَ سَبَبُ أَنْبَاءِ

المرزوق ولو كان المرزوق يئز من السمااء بعير يسبب لنا امرنا بالانفساء والسعي في الأسباب وقد قال الله تعالى

خامس بر حکم غلام اور دس روپے فیض الہیہ اور ایک اور ست مہینہ کے گناہ نہیں غفر کہ تھیں کہ فیض

اپنی زندگی اور اوجھڑی سے بدستور رہی کہ علیہ السلام نے فرمایا: گناہوں میں سے بعضی گناہ ہیں کہ ان کو کبھی اور گناہ نہیں سوائے مشقتِ حلقہٴ معیشت کی اور اس سے

سن، حال سچ، تاجر کا پوچھا باوہ تنکو محبوب سی

یا زرا حادہ

جواب دیا تنکو سچا تاجر محبوب سی

اسلمیہ کردہ جہا کرتا

وسکی یاس شیطان دوسرے کو اتای ایمانہ اور ترازو کی ماہسی اور بسنی اور دینی کی طرف سی سو بہت تاجر اور سپرد کردہ تھی اور بوقہہ بی ایک شخص کو کہا اگر

من جبکہ معاش کی طلب میں دیکھوں تو بہت بھرتی کی کہ جبکہ مسجد کی کوئٹہ میں دیکھوں برتہ جو کہ یہاں چاہی کہ معاش کی بہت میں معاش کو پہلے ہاؤس پر ہاؤس

صانعا و صفتها خسارة لان ما يفتقره من الربح في الآخرة لا يفيده ما يناله في الدنيا فيكون ممن اشترى
 برابره و هو اور تجارت مين ثوابه كيونك جت اخوي فانه اسكانت هوگا اور اسكانت جو دنيا مين پيدا كيا نهيں ہو سكتا سپر دشمن ہی ہوگا كذا في
 كسبة الدنيا بالآخرة بل ينبغي له ان يشفق على نفسه في تجارته ولا يفسد نصيبه من الدنيا والآخرة كما
 دندگی بعض آخرت کی مثل لی بلکہ اسکا کون چاہی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ پہولی اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی ہی جیسا
 قال الله تعالى ولا تنس نصيبك من الدنيا كان الدنيا من رعة الآخرة وفيها تكتسب الحسنات والسجود
 كفرایا اسد تعالیٰ فی اور نہ پہولی اپنا حصہ دنیا میں سی فل كيونك دنيا آخرت کی كہتی ہی اس میں حسنات حاصل ہو سکتی ہیں اور سجد
 والبيت والسوق له حكم واحد وانما النخاة بالتقوى وهي تحقق في جميع الاحوال وقدر من عن ابی ذرارة عليه السلام
 اور کہ اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور تجارت تقریبا ہی ہوتی ہی اور تقویٰ ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابو ذرری روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا
 قال اتق الله حيث ما كنت فان وظيفة التقوى لا تقطع عن المجردين للدين كيف ما تقلبت بهم الاحوال
 اس میں ڈرنا جہاں رہی بیفک لازم تقویٰ کی دین کی عزت نشینوں ہی کہی دور نہیں ہوتی اور کمال کیسای بدلتا ہی
 اذ فيهم ابرون نجاتهم و ربحهم و ما يكون حيا تم وعيشهم و انما يتم شفقتهم على نفسه في تجارتهم بما راحة
 كيونك وہ لوگ اوس میں ہیں اپنی نجات اور فائدہ دیکھتی ہیں اور اوس میں اوکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی
 صدق ما رواه الاول ان ينوي مما اكتسبه الاستعفاف عن السؤال وكف الطمع عن الناس واستعانة على
 اعل یہ کمال نیت سی فادی کہ کلفتی تا کلفتی سی چلتا ہی اور لوگوں کی طرف طمع نہ دیتی اور دین کی مدت کری
 الدين وقيامه بكفاية عياله ليكون من المجاهدين لما روى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال من سعى
 اور اپنی عیال کی ذمہ داری بخا لاری تاکہ مجاہدون میں داخل ہووی کيونك ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی
 على عياله من جاهد فهو مجاهد في سبيل الله فاذا اضم في قلبه هذه النيات يكون عاملا في طريق الآخرة
 خبر حلال مالی ہی لی پس ایسیا جیسی اس کی راہ میں مجاہد جیسا ہی دین یہ نہ نیتیں کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہووگا
 فان استفاد ما لا فقدر ربحه في الدنيا والآخرة وان لم يستفد ما لا يربح في الآخرة والثاني ان يقصد في صنعة
 سپر اگر کوں انتہا کیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دو کا پید کیا اور اگر مال حاصل نہ ہو تو آخرت ہی کا فائدہ پورا دوسرا یہ کہ اپنی پیشی
 وتجارة القيام بفرض من الفروض الكفائية اذ لو تركت الصناعات والتجارة كلها البطلت المعاش و هلك
 اور تجارت سی یہ قصد کری کہ فرض غایہ اندا کرتا ہی اسلی کہ اگر تمام پیشی اور تجارت ترک کریں تو کڈان مشکل پیشی جاری اور خلقت
 الخلق لان انتظام امر الكل يتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمل اذ لو قبل كلهم على صناعة واحدة لتعطلت البوق
 مہر ہی کيونك سب کی حال کی درست سی سب کی امدادی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کریں تو بانی کی پیشی بیکار
 و هلكوا لكن الصناعات منهم ما هو مهم ومنها ما هو مستغنى عنه لرجوع الى طلب التسعة والتزين في الدنيا فينبغي
 ہو جاویں اور مہر میں لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اور کمال عیش طلبی ہی اور دنیا کا سجا لورا لیش ہی ایسی ہوتی
 لمان يشغل بصناعة مهمة ليكون في قيامه بها كافيا عن المسلمين في فهم في الدين ولا يشغل بصناعة
 ہی کہ ضروری پیشہ کا اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضرورت دین میں سب سامان کا حاجت و اہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ
 النقش والصباغة وجميع ما ترخف به الدنيا وذكر في الاختيار ان افضل اسباب الكسب التجارة ثم الزراعة
 اور تمام پیشی جین دنیا کی زیب و زینت ہی اختیار کری اور اختیار میں مذکور ہی کہ عمدہ سبب کا کئی تجارت ہی ہر اکیتہ
 ثم الصناعة لما روى انه عليه السلام قال الحرقة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة على التجارة لكونها
 سپر ہمسکی کاری کرے کيونك روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ہی فرمایا کہ حرفہ فقیری ہی چاہا ہی اور بعضی تجارت سی کہتی کو بہتر کہتی ہیں کيونك ہمسکا

فصل
 کہ وہ
 کی ہیں

اعرفنا اذ قد روى انه عليه السلام قال ما من رجل مسلم من طواغيت فخره ففتاوا منها انسان او دابة
 نفع عام يربو في اسلامه كرويت في كسبه عليه السلام في فرمايو مسلمان كسب كرتا بهي اور درخت لگاتا بهي بهر اوسمين كوي انسان يا چوپا به
 او طير الا كانت له صدقة والثالث ان لا يمنع من سوق الدنيا من سوق الاخرة وهو المسجد فينبغي له ان
 يا پند كهاوي تواو كوي في صدقه بهرگا اور تير ي بهرگا كه دنيكا كاتار آخرت كي بازار سي ندرك بهي كروه مسجد بهي سويل چاهي كه
 يجعل اول النهار الى وقت دخول السوق الاخرته فيلازمهم المسجد في ذلك الوقت ويواظب على الاذكار والصلوات
 اول روز يني صبح كي وقت جهنگه كاين كهل كر بازار جاري هو آخرت كي نئي مقرر كي اوسوقت مين مسجد كي تيشا بهرگا ذكر او خفيه مين مشغول بهي
 ليكون من الذين قال الله تعالى فيهم في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يسجد له فيها بالغدو و
 تاكه و من زمره مين داخل هو چكي حق مين الله تعالى فرما تا بهي اول كهرون مين كه الله كي حكم ديا او توكو يند كرتيكا اور دوان او ككانام پو بهي كا يا كرتي مين او كي دوان صبح اور
 الاصل رجال لا تلهمهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ثم انه فهم اسمع الاذان للظهر والصلاة فينبغي له ان يفرغ
 شام وه مردكه بهين خاف هو كي سوداگري مين نه بيجي مين اسكي يادسي بهر جبهه ظهر اور عصر كي اذان سنكري قولاي بهي كه دش بهي سي فارغ هوكر
 عن شغله ويبرز من مكانه ويدع كل مكان فيه لان ما يفوته من فضيلة التكبير مع الامام في اول الوقت
 بهي بهي كه كها هو جادي اور سب كار يا چو روي اسكي كه اول وقت مين امام كي ساهت بهي كير اولي كا ثواب جو وقت هو جادويكا
 لا يواخر بها الدنيا بما فيها وقد جاء في تفسير قوله تعالى رجال لا تلهمهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله انهم كانوا
 او كي برابر دنيا اور چو دنيا مين بهي كچه مين بهي كشتا اور اس آيت كي تفسير مين آيا بهي وه مرد غافل بهين هو كي سوداگري مين نه بيجي مين الله كي يادسي كه وه لوگ
 حذاب بن و خرازين وكان احدهم اذا رفع المطرق او غزا الاشقي فسمع الاذان لم يخرج له الا شقي ولم يوقع المطرقة
 لو بار اور موچي بهي اور بهيك كا بهي حال تاكه اكر متوژا او دهايا يا ستارا كروي بهر اذان سن پاي تو بهي در قش نه كالتا اور وه بهتوژا اندوتا
 بل رحي بها و اقام الى الصلوة وهكذا يكون تجارة من يقرب لطلب الكفاية لا للتعم في الدنيا فان مثله يخرق في الدنيا
 بلكه سب بهي كچه بهي كرتا كوجلي جاتي حواك كفايت كي طالب هو كي مين او كشتن و نيكامه قمع بهين بهي او كي بهي كفايت بهي كي كير او كسي لوگ دنيا كي تجارت كرتي بهين
 ولا يضيع دينه في تجارة تعلمه بان سراج الاخرة اولى بالطلب من سراج الدنيا فان من يطلب الدنيا للاستعانة
 اور اس تجارت مين دين ضايع بهين هو تا اسكي كه جاتي بهين كه آخرت كا فائده طلب كرتا دنيا كي فائده سي بهتري بيك جو شخص دنيا آخرت كي انداوكي واسطه حاصل كرتا بهي
 بها على الاخرة كيف يدع سراج الاخرة بل ينبغي له ان لا يكون شديدا لحرص على السوق والتجارة بان يكون اول داخل
 وه آخرت كا فائده كيونكه چو رويكا بلكه او كويون لازم بهي كه بازار اور تجارت پر بهت لاي كوي كه بازار مين سب سي بهي جادويكا
 فيها واخر خارج منها اذ روى عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابليس يقول لولده من اين ولد سربكتا بله فالت
 اور سب سي بهي كرتي كيونكه معاذ بن جبل اور عبد الله بن عمر سي روايت بهي كه ابليس اپني بچي را نير سكي كها كرتا بهي اپني كتاب بازار مين لوجا
 الاسواق ومن لهم الخلف والكذب والخديعة والمكر والخيانة وكن مع اول من يدخل فيها واخر من يخرج منها
 اور او كوي بهي كها كرتا خلاف اور جهوشه اور غريب اور كر اور چوي اور او كي ساهت بهي جو بازار مين سب سي بهي اولي اور سب سي بهي جادويكا
 وفي الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطريق الاحترار عنده ان يراقب
 اور حديث مين بهي كه سب سي بهي كچه دنيا مين اور سب سي بهي براوه بازاري جو بهي او كي او بهي جادويكا اور طريقه احتراز كا بهي بهي كفايت كي وقت كو كرتا بهي
 وقت كفايته فاذا حصل له كفاية وقته ينصرف ويشتغل بتجارة الاخرة هكذا كان يفعل صلحاء السلف
 اتريك جادويكا او كوي اور آخرت كي تجارت مين لاي صلحا بهي زمانه كي بهي كها كرتي بهي
 فمنهم من كان ينصرف بعد الظهر ومنهم من كان ينصرف بعد العصر ومنهم من كان لا يعمل في الايام الا
 او مين سي بعضي بهي بهي كه ظهر كي بعد چلي آتي بهي او كوي ايسا تاكه كهر كي بعد چلا آتا تاكه او كوي ايسا تاكه كه هفته بهر مين

یوما و یومین و کانوا یکتفون بذلك ثم یدنبی للمکسب ان یراعی فی معاملته العدل و یجتنب المظلم لان
 ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اس سے پر التفکر کرتی پر سپیش و سکر لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سے بچتا رہی اسنی
 المعاملة قد تجر علی وجه حکم المفتی بصحتها و انعقادها لکنها تشقل علی ظلم یتعرض به العاقل لسطط
 کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر پہنکت جاتا ہی کہ مفتی کو کو جائز بتا دی اور عقد کو ٹھیک کی پر او میں ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب
 الله تعالى اذ لیس کل شیء مقتضی الفساد للعقد والرد من الظلم ما یستتضی به الغیر فکل ما یستتضی به الغیر
 الہی آجادی کہہ کہ ہر شیء ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور اور ظلم سی یہہ ہی کہ جسین غیر کا نقصان ہو جادی پر جسین غیر کا نقصان ہوتا ہو
 فهو ظلم و انما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لاحد و الضابط فیہ ان لا یجبت لاحد الا ما یجبت لنفسه فکل ما
 وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی جسین کسی کا کچھ نقصان نہ ہو اور قاعدہ کلیہ اسین یہہ ہی کہ ہر ایک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جانی لئی پسند کری ہر شیء
 عول به لو کان یشق علیه و یثقل علی قلبه یدنبی له ان لا یعامل به غیرہ بل یدنبی له ان یستوی عندہ در
 معاملہ سپرد شوار اور کو کی دل پر بہاری گذر تا ہر تو چاہی کہ ویسا معاملہ غیر ہی نہ کری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پر لیا رو پیہ یکساں ہو دی
 و درہم غیر ہذا هو الاجل و اما التفصیل ففی حرة اصول الاول ان لا یثنی علی السلعة فانه ان وصفها
 یہہ تو قاعدہ ہل ہی اور ہی تفصیل سوئی باتون میں ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر کسی تعریف کی
 بما لیس فیہ فان لم یقبلہ منه فهو کذب محض وان قبل منه فهو مع کونه کذب بالتبیس و ظلم و ان وصفها
 جو اسین نہیں ہی اگر خریدار غمانی پس وہ زاجو نہ ہی اور اگر خریداری مان لیا تو اب وہ جھوٹ کا جھوٹ اور دھوکا اور ظلم ہی اور اگر اسکی ایسی تعریف
 بما فیہا فان علم به المشتري فهو هذیان و تکلم بما لا یعنیہ و یجاسب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان
 کی جو اسین ہی یعنی یہی پر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف یہہ دیک ہی اور کئی بات اور کا حساب لیا جاوے گی اسنی کہ جرات انسان کی منہ سی نکلتی ہی
 فانه یجاسب علیہ القولہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لریہ رقیب عتید و ان لم یعلم به المشتري فانه یدکر
 اسپر محاسبہ ہو نیوالہی اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکھتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہ ہو جیتک یہہ ذکر کری
 فلا یاس بدکر القدر الموجود فیہ من غیر مبالغۃ و اطناب و یكون قصده صناعه ان یعرفه اخوه المسلم
 تو جتنا ہو و تہا کتنی میں کچھ نہ نہیں ہی مبالغہ نہ کری بات نہ پہلا دی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جادی تو رغبت سی خریدی
 فیرغب فیہ و یحصل حاجتہ و لا یدنبی له ان یخلف علیہ البتۃ لانه ان کان کاذبا فقد اتی بالیمن الغموس
 اور اسکا کام بن جادی اور ہرگز بات نہیں ہی کہ اسپر قسم کھادی اسنی کہ اگر جھوٹ ہوا تو اسنی یہیں عیس کہائی
 وھی من الکبائر التي تدر الدیار بلا قہ وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالیٰ عرضۃ لایمانہ و اساء فیہ
 دویہ لیس کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو ادعا و جی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اسد تعالیٰ کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور خدایا
 لان الدنیا اخس من ان یقصد تر و یجہا بدکر اسم الله تعالیٰ من غیر ضرورة و الثانی ان لا یکتتم عیوبہا و خفایا
 اسنی کہ دنیا اس مرتبہ سی کثری کہ بی ضرورت اسد تعالیٰ کا نام لیکر اسکو رولق دی جادی دوسری یہہ ہی کہ نہ اسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ
 صفاتہا نشیئا اصلا بل یجب علیہ ان یظہر جمیع عیوبہا خفیہا و جلیہا لانه ان اخفی نشیئا منها یكون ظالمًا
 ہرگز کوئی اور بات چھپی ہوئی چھپا دی بلکہ اسپر یہہ واجب ہی کہ اسکی تمام عیب چھپی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب او میں سی چھپا دیکر تو ظلم اور ظان ہر گز
 تارک للنصر والغش حرام والنصر واجب و هما اظهر احسن وجهی الثوب و اخفی الوجه الاخر یكون خافئا وكذلك
 خیر خواہ ہوگا اور خیانت رنی حرام ہی اور جیر کوئی واجب اور اگر تہان کا اچھا بلا دکھلا دینی اور دوسرے اچھا چھپا لیدی تو ظان ہوتا ہی اور ہی
 اذا عرض احسن فردی الخف والنعل فامثاله وكذلك اذا عرض المتاع فی موضع مظلم والحاصل ان الغش
 اگر موزہ کا اچھا فرد پیش کر دی اور جوئی کی اچھی پوائی او مانند اسکی اور ایسی ہی اگر سبب کو اندہی میں سامتی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا



حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً فلا ینبغی للصانع ان یتهاون بعمله علی وجه لوجاه له به غیراً فیضیه بل ینبغی له
تمام بیوع اور صنعت من حرام ہی سوکارگی کو نہیں چاہی کہ اپنی کار میں ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اس کی ساتھ ویسا معاملہ کرے تو بھی پسند نہ کرے بلکہ دیکھ کر ہنس دے
ان یحسن الصنعة ویحکمها وان وقع فیما عیب یبین جہا وبہ یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً لانا
کہ اچھا کار بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاقاً عیب دار ہو جاوے تو عیب بیان کر دی اس میں دغاسی جو حرام ہی اور غش پر ظلم کر فی ہی بیج جاتا ہی
ومن هذا القبیل عاروی عن اقام احد ان سئل عن الرقوب حیث لا یتبین فقال لا یجوز لمن یدبعه ویخفیہ وی
اور اس ہی قسم کی امام احمد سی بیہ روایت ہی کہ اوستی کسی نے ایسی نو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہیں جواب دیا بیچنی والی کو جا پر نہیں ہی کہ ہر کوئی بیچے اور خریدے
انما یجل اذا علم انہ یظہر ولا یخفیہ ولا یرید بیعہ ویدل علی تحریم الغش انہ علیہ السلام من یجلی بیع الطعام
اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ یہ بیان کر دیا گیا چھپائی نہیں یا بیچ گیا نہیں اور دغاکر حرمت پر یہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئے کہ وہ
فاجبیہ فادخل بده فالت اصابعه بلا فقال ما هذا یا صاحب الطعام فقال ناصبته السماء یا رسول
سو ایک پونہ لائی پھر آپ نے او کی اندر آتہ ڈالا تو وہ نگلیاں بھیگی گئیں تو بایہ کیا اسی گہون والی عرض کیا یا رسول اللہ ہرگز نہیں دیکھتا
اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس من غشنا فلیس من ویدل
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرما اسکو اوپر کی رخ کیوں نہ کر دیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکھتی جو کوئی ہو کہ دغاداری میں ہیں ہی میں اور میرا
علی وجوب النصح باظهار العیوب انہ علیہ السلام لما بایع جریر اعلی الاسلام والمردان بنصرہ جزنبہ و
کی وجوب پر عیوب کی اظہار کسی یہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام جب جریری اسلام پر بیعت لی اور اسنی روانگی کا ارادہ کیا آپ نے اسکو کہنے لگا
اشتراط علیہ النصح لکل مسلم وکان جریر اذا قام الی السلعة لیبیعہا یبصر عیوبہا ثم یخبر مشتريها ویقول لہ
یہ شرط کی کہ مسلمانوں کی خرید واری کر رہا اور جریر کا یہ حال تھا جب اسباب بیچنی پڑتا ہوتا تو اسکا عیب دکھا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پھر خریداری بہت کدیتا
ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقه له بثلاث مائة درهم وغفل
چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑی تھی کہ ایک شخص فی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچ دیا اور واثلہ کو خبر نہ
واثلة وذهب المشتري بالناقة فسمع مزاعة وصاح به قال يا هذا اشتريته بالظن والعم فقال بل للظن فقال ان
خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پھر واثلہ نے بیچنی دور کر پکا کر کہا اے شخص یہ اونٹنی توئی سواری کی مٹی ہی یا بیج کر نکلو جواب دیا سواری کی دھڑکی پھر واثلہ نے کہا
بخفي انقبأ قدرائته وانها لا یتدابع السیر فعاد فردھا فقصه البایع مائة درهم وقال لواثلة مرحمت الله قد
اسکی توی میں نہ ختم ہی مینی دیکھا ہی یہ خوب نہیں چل سکتی پس وہ ہنگر پھرنی لگا پھر بایع فی سو درہم قیمت کی کم کر دی اور واثلہ سی کہا اللہ تجھ پر رحم کرے توئی
افدت علی بیعی فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لکل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
میری بیج بگاڑی واثلہ نے کہا معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر مسلم کی خرید واری پر بیعت کر ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سنای ہی
یقول لا یجل لاجل احد ان یدبیر بیعا الا یتبین فافیه ولا من یعلم ذلك الا یتبین وقد تبين من هذا انهم قد فهموا النصح
کہ فرمائی تھی حال نہیں ہی کہ سیکو کہ کوئی شئی بیچی مگر بیان کر دی جو اس میں ہی اور عیب کی جاننی والی کو حال نہیں ہی مگر کہ بیان کر دی اور بیچنے اس سی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہ سمجھ ہی تھے
من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهوان لا يرضى لخبية السلام الا ما يرضى
وہ شرط ہی کہ او کی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتی اور نصیحہ یہ ہی کہ پسند نہ کرے اپنی پروردگار کی واسطی مگر وہ بات جو اپنی ہی پسند نہ کرے
وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن ينسیر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان يعلم ان تلبيسه العيوب و
اور یہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدو اعتقاد دو بات کی کہ سیکو میسٹر نہیں ہو سکتی ایک تو یقین کرے کہ عیوب کو چھپانا اور
ترويه السلم لا یزید فی رزقه بل یخفه ویدھب برکتہ وایجمعه من متفرقات التلبیس یہ لکہ اللہ تعالیٰ
ہساب کو رونق دینا رزق نہیں بڑھاتا بلکہ اسکو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت ہو دیتا ہی اور جمال طرح طرح کی دسا باز بوسنی جمع کرتا ہی اور کمالی کی کتاب ہی

کتابخانه

وقس على هذا سائر المتقدم حتى في الذم الذي يتعاطاه البراز فانه في وقت الذم عن رسل الشوب ولم يرد
اوراسی پر تلم تقدیرات یعنی اندازه کی چیزیں قیاس کر لیں یہاں تک کہ کرگت جس سے بڑا لین دین
اذا اشتراه ومله ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للوبس الرابع ان يصدق
جس آپ خریدی اور پھیلا کر بیچی تو یہ سب سے ہی تطفیف ہی جس سے دین پیش آوے گا اور جو بیچی ہو وقت بہاؤ کو سچ سچ
في سعر الوقت اذا لا يجوز لاحد ان يلبس على البائع والمشتري سعر الوقت ويعتتم الفرصة ويتخفى من البائع علة السعر
کہا کری اسلکی کہ کسیکو یہہ جائز نہیں ہے کہ بائع سی یا خریداری بہاؤ وقت کا چھپا لیتی اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر بائع سی بہاؤ کی گرائی
او من المشترى الخطا فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنص الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریداری ارزانی پوشیدہ کر لی بیشک جوابیسا کر لگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالیٰ کا حکم ہی واسطی عدل اور
الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يخرج من معنى سلامة من
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہی انصاف کو اور پہلا ہی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قائم ہی مقام سلامت یعنی اصل
المال الاحسان سبب الفؤن وبني السعادة وهو يخرج من معنى سلامة من
مال کہ اور احسان سبب مراد بانی اور حصول سعادت کا ہی اور قائم ہی مقام منفعت کی بہر جسمی کہ عاقل نہیں شمار کیا جا تا جو شخص معاملات دنیا میں
الدنيا براس ماله كذلك في معاملة الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع ان الله تعالى
یعنی اصل ہی پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو من کو لایق نہیں ہے کہ صرف عدل پر اکتفا کرے احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ
قال احسن كما احسن الله اليك وقال في آية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہے اور پہلا ہی کہ جسمی پہلا ہی کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور ایک اور آیت میں فرماتا ہے بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سے اور احسان ہی مراد یہاں یہہ ہی
لنفس فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العاقل رتبة الاحسان
کہ معاملہ میں جس بات سے منفعت ہو اگر کسی یہہ واجب تو نہیں پر خود کی بات ہی واجب صرف عدل ہی اور ظلم کا کرنا اور احسان کا نہ بہ پاتا ہی
بولحد من عدة اموال الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بدل المشتري
جو کوئی مال چند امور میں سے کوئی ساحل میں لاوی پہلے غبن میں یوں لازم ہے کہ ایک کو اتنا نقصان نہ دیو کہ عادت کی موافق و تنہا نہ دیتی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری
زيادة على المهر المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
یعنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سے زیادہ دینی لگی تو بائع کو چاہی کہ نہ بیوی اس لٹی کہ بیٹی یعنی میں اگر بدوں دغا بازی کی ہووی
وان لم يكن ظم لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنم بمرج قليل يكثره عاملاته وليست تغيب من تكررها مرجا
اگرچہ ظلم نہیں ہے پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو او کی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور طرح کی بکری میں بہت فائدہ ہو
كثيرا وانه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويكتم الغبن فينتحل
بہت ہی اور اس میں بركت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اور غمائی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سے خریدی اور نقصان اور غمائی او سیر آسانی کرے
فيه فانه يكون بمحسن اذا خلا في قوله عليه السلام امر الله امر سهل البيع والشراء واما من يشتري من غفر
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کرے اللہ او سپر جو آسان کری بیع اور شرا کرے اور جو شخص کو نکر سودا کرے خریدی
تاجر يطلب زيادة على المهر المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحرم بل هو تضيق المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سے زیادہ طلب کرے تاہو پہلے ہی موقع پر نقصان اور غمائی قابل تعریف کی نہیں ہے بلکہ ہی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا
والاخرة وقد ورد في الحديث ان المعقب لا يحمى ولا ما جاور الكمال ان لا يغبن ولا يعبن وقد كان خيال السلف
اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ معقب کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسی کو نقصان دی اور نہ نقصان او ہٹا دی اور نہ کسی کو

یست تقصیر فی الشیء ثم یقول کذا من المال فقیل لم یفعل ثم کتب فی قصصه فی هذا کذا علی السیر ثم یسب الکنیز
ثم یمن خوب و راضی لیا که می پیر از مال بخند می تپ کسی کسی را چا خورده آن وقت می چیکو خوب بودا که می پیر از خبر بخند می پیر

والاحسان فيه يكون تارة بالمساحة وتارة بالامثال والتخيرات تارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل
 اسباب احسان كهيته رد گذرگرفی میں ہی اور کبھی درنگ اور مہلت کرنا میں اور کبھی سہولت برتنی میں کبر و رتبہ یعنی سی اور یہ تمام امور

فالزمندوب اليه محثوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأته من البيع سهيل القضاء سهيل القضاء
 محبوب اورم غوث ميں مدلل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برقی بیچ میں آسانی برقی دوا میں آسانی برقی نقل

فَقِيلَ لِي يَا مَعْزُومُ دَعَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ اخْرَاجَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اسْمُ يَسْمُوكَ
 وَأَمَّا هَذَا فَدَعَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ اخْرَاجَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اسْمُ يَسْمُوكَ

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا: **دَعَاؤُكُمْ فِي حَرْبٍ** اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا: **دَعَاؤُكُمْ فِي حَرْبٍ**

[illegible]

عبداللہ علیٰ عرش سایہ دنیا کوں روز کوا اولی سایہ ہو گاسلف میں کیا رست کا پھری طریق تھا جواب پرانا ہو گیا جو شخص اس زمانہ میں

الذین ان یكون من احب هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة المجلس السبعون

امین

اوسلو پہر قایم کریں تو دوسری یہ صنعت زندہ کی اسکی نئی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی
 ستر دین جلس میں
 فی بیان حرمة الاحتکار و سائرہ ما یتعلق بہ من الاحکام الشرعیۃ قال رسول اللہ

بیان احکام کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سے متعلق ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اجترک فہو خاطیٰ ہذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ عمر بن عبد اللہ ومعدنا

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليدفعه وقت الغلاء فهو اثم يتعلق حق العامة به و

هو بالحسن الامتناع عن البيع يريد ابطال حقه وتضييق الامر عليهم وهو ظالم وصاحبه ملعون لما

روى انه عليه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا غلہ لایوالا رزق ویجاتا ہی اور محکمہ پر نعمت ہے بیشک نبی علیہ السلام فرمائی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

یَجْلِبُ الْأَمْتَعَةَ وَالْأَقْوَاتِ یَسْعِمُ بِالتَّحْصِيلِ الرَّجُلُ یَحْصِلُ لَهُ الرَّجْحُ وَلَا أَثَرُ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّاسَ یَنْتَفِعُونَ بِهِ فَبِنَالِهِ بَرَکَةٌ

اسی سبب اور قوت لاکر واسطی خاص فیاض فائدہ کی پہچانی تو اس کو نفع ہو رہی تھی اور کچھ اور چرگنہ نہیں ہی اسلی کہ سب خلقت اس سی فائدہ یعنی اسی دعا ہم والذی یشری الطعام الذی یبھی الی المیتر و یجسسه لیسعه وقت الغاء فقہ صلوات علیہ دعا رحمة

[illegible]

فقدان حق المعاقبة في الدنيا وأما الأثر فهو حاصل وإن قلت المدة ومن حبس غلة أرضه لا يكون محسباً
 اور یہ مدت واسطی ملتا دیکھا کہ وہ یہ مدت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نے اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکھا تو محسب نہیں ہوتا اور اس کی
 خالص حقہ لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فلا فضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
 کہ یہ اس کا خالص حق ہی اس سے حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اس کی حاجت ہو تو یہ افضل بیع ہی ہی کہ بیچ دے اور اگر نہ بیچے
 البيع يكون مبيهاً للسوء نية وقلة شفقتة على المسلمين وأما ما جلبه من بلداً خرف فيه اختلاف الاحتياط
 تو یہ اگر نہ بیچے کیونکہ یہ بیک نیت ہی اور ساقول پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہر کو جمع کر رہا ہو سو اس میں اختلاف ہی احتیاط اس میں ہی
 في بيعه يسع يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاماً فباعه يسع يومه فكان ما
 کہ اس میں روز کی بہاؤ سی بیچ دے تا کہ وہ ثواب پاوی جس کا اس پر پیش بین وعدہ ہی تجوہ بہر بیجادی اور اس میں روز کی بہاؤ سی بیچ دے تا کہ وہ ثواب
 نصديق به وفي لفظ آخر فكان ما استقر رقبته وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسطه فخر سفينة حنطة
 اس میں وہ تمام صدقہ کر دیا اور وقت میں ہی گولہ اس کی خدام آنا کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسطہ میں تھا اس کی ایک کشتی گیارہویں بصرہ کو روانہ کی
 الى البصرة وكتب الي وكيله بعه هذه الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى ضد فوافق سعة في السعر فقال له
 اور گمشدہ کو لکھ بیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچ دینا اگلی دن تک کر لینا بہر کشتی پہنچی تو یہاں وارزان ہو گیا تا جہر دن ہی
 التجار ان اخرته جمعة ترب فيه اضعافه فاخرة جمعة فرب امثاله فكتب الى صاحب بئرك فكتب اليه صاحب
 کہا اگر جمعہ تک اتہ نہ تمام لو تو کوئی گونہ فائدہ ہو جاوی او تو جمعہ تک تمام لیا تو خوب فائدہ ہو اور مالک کو اس کی خبر لکھ بیجا مالک فی گمشدہ کو بہر لکھا
 يا هذا اننا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فصدق
 ای شخص ہمیں تو تو ہوشیار تھا نفع پر دین کی سلامتی کی ہی قناعت کی تھی اور تو ہی اوکی خلاف کیا اس خط کی پرستی ہی وہ سب کا سب بصرہ کی فکر کر کہ صدقہ دینا
 به على فقراء البصرة لعل النجوم من اثر الاحتكار راسا براس قد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
 کا حکم ہو چکا احتکار کی گناہ ہی نجات ملی برابر برابر اس میں معلوم ہو چکا کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی
 وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينظر مبادي
 اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کھانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اس کی نہ پورا ہو اور نہ اس میں کچھ رغبت ہو اور یہ اس لیے کہ محسب کو بہاؤ ضرر رسانی پر
 الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دون ذلك والحاصل ان التجار في
 نظر ہی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور بہاؤ ضرر پر نگاہ رکھنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکھنی عین ضرر پر دواس سے کسری حاصل بیع ہی کہ تجارت
 الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شئ اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقى
 غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچھی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شئی میں حاصل چاہی اور احتکاری میں داخل ہی اس میں تفصیل پر پردہ کر
 الجلب وهو بفتحين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشترائه ثمه لتعلق حق
 جائزین جلب اور جلب جیم اور لام کی زبردستی بہر فی یعنی رسد ایک شہر سے اور شہر کی طرف سووہ رجب شہر کی پاس پہنچی تو یہاں کی پردہ کر دان جا خریدنا کچھ ہی کیونکہ اس سے
 العامة به والمتلقى يريد ابطاله حقه وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقى الجلب وقال لا تلقوا
 عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور اگر پردہ کی لینی والا او کا حق کو تو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام فی تلقی جلب سے منع فرمایا ہی رسد کو اگر پردہ کر
 الجلب في حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا المسلم حتى يهبط بالي السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
 میت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جب تک بازار میں نہ آؤ تری اور یہ حکم جیسا کہ بہاؤ بہر فی والوں کو معلوم ہو
 واما اذا لبس عليهم السعر واشتري منهم متاعهم باقل من قيمته فربما يتعد الكراهة وما أكد الحرمة لان هذا الصنع
 اور اگر او کو بہاؤ معلوم نہ ہو اور اس کی متاع اس کی قیمت کہتا کر جا خریدی تو اس کی کراہت جمع ہو گئی اور حرمت سخت ہو جائیگی اس لیے کہ یہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصم الواجب للنصم بان لا يرضى اخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم الذي لا يرضى عنه كل عاقل
غش غيبت حرام من داخل في ارضع واجب في خلافه جكي به تفسيره في حقيقته التي هي ان لا يرضى اخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم الذي لا يرضى عنه كل عاقل
به المسلم ثم وظم واما العدل ان لا يرضى احد لا خيه المسلم ولا يحجب نفسه لما يرضى ان الله عليه السلام
سلك ما نقصان هو تاجوه سب ظلم في اورصل ده في كوكبي ابني برادر مسلم كذا نقصان ندى اورب نكرى وكي حق من سوادا كى كسند كرى ابني وكي كوكبي رويت في كوكبي كوكبي
قال لا يرضى من احدكم حتى يحجب اخيه ما يحجب نفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشترط
افرايا من نيين برنا كوكبي تم من سى بهان نكسك محبب جاني واسطى ابني بهاني كى جرحيب كى واسطى ابني بهاني كى جرحيب كى واسطى ابني بهاني كى جرحيب كى
الا بنصف درهم فهو يكون من ترك النصم لما صوبه ولم يحجب اخيه ما احب لنفسه وقد جكي ان يونس بن
بوتى واثب كنى سى زياده كوكبي نيت سى ده شخص نضع مامور بى كاتاك سى اوربى ابني بهاني كى لى ده بات سندن كى جرحيب كى سندن كى حكايت كرى من كوكبي سندن
عبيد ان كان عندك حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة
بسياسة كى باس جاديرين مختلف قيمت كى نيين كوكبي چارسوكى نتي اوركوكبي دوسوكى
وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشترى
وكان من بينا كونا كوكبي چا كيا پير اكيسا عراي كى اگر چادر چارسو درهم كى مانكي اوس وكي نتي دوسو والى اوسى ساسنى كرى اوسنى پندر كى چارسو درهم كى
منه باربعائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلتها في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعائة
چا وكي ساسنى سى يونس كيا وچادر اوكى اوتيه من ديكه كرى پيجان نتي اوركوكبي كوكبي جواب ديا چارسوكى
فقال لا تسوا اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تسارى بثلثا خمسمائة درهم وانا ارضيها ولا
يونس كى كيا پير چادر دوسو زياده كى نيين سى چل پير دى اوسنى جواب ديا سبه چادر هارى شهر من پالنور وپير كى سى ميني پندر كى سى من
ارضها فقال له يونس انك وان مرضيتها لك النصم في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورض عليه
بين پير دى پير دى كى كيا اگر چه پندر كى سى كين دين كى خروجاى بهتر سى دنيا اورا فيها كى خروجاى سى پير اوكى دكان پير دى لا اوسو وپير پير دى
مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حق ايجت مثل الثمن وتركت النصم
پير پير دى كى حرف متوجه هو كركب تجكو خدا كى خوف دنيا كى شن كى برار توفى نفع ليا اور مسلمان دن كى خروجاى ترك كرى
المسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا ورضى بها قال ففلا مرضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ
پير پير دى جواب ديا خدا كى قسم اسنى تو خوب پندر كى تپى يونس كى كيا پير توفى اوكى لى ده كين نيكيا جواپنى لى پندر كى اوسى اوسى كى
ذلك ما حكى عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس بحجر اليه السكر فكتب اليه خلاصه
اوكى شخص تاپى كى حكايت سى كى ده بصره من تها اوراوسى غلام سوس من تها اوكى باس نكرو سبها كرى تها پير اوكى غلام نى لكها
ان قصيب السكر قد اصابه افة في هذه السنة فاشترى السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكر كثيرا
اوس تها من ايكه مارى كنى هين شكر خريد لينا اسمن خوب نفع هو وكي سواوسنى اوكى شخص سى بهت سى شكر خريد لى
فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و
پير چوب وقت آيا قوه پير اوتيس هزار درهم نفع هوا پير دى كى كيا پير تمام شيل من سوجار اوكى ميني تيس هزار درهم نفع ليا اور
تركت نصم من المسلمين فلما اصبر ذاك اليه فذره اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيما فقال و
خير خوي اوكى مرد سما كى ترك كى جب خمر هوئى توضع دم اوكى باس جاكى تيس هزار درهم اوكى دى اور كيا تير لى خدا اسمن بركت دى اوسنى كيا
من اين صارت هذه لى فقال انى كمتك حقيقة الحال وكان السكر قد خلا فى ذلك الوقت فقال سرحك
پير دى مري كيو نكر هو كنى جواب ديا ميني بخشى اصل حال چيپا ليا تها شكر اوسو وقت ميني هو كنى تپى اوسنى كيا خدا تبه پير دى مري

إذا أخفى شيئاً منها يكون ضالماً تاركاً للنص الواجب فمن أظھر أحسن وجهي الثوب أو عرضه في الوضوء المظلم
 اگر چه چپا بپوشد یا تو خانت پیشه نصح واجب کارنگ برنگ پیرچس فی تھان کا اچھا پلہ دیکھا ذیل یا اندھیری کی اندھیرا مٹی کیا
 أو عرض أحسن فردی الخف أو النعل أو غيرها يكون ضالماً والغش حرام في البيع والصنایع جميعاً فلا ينبغي للصانع
 یا موزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھا دی تو یہ شخص ضال ہے اور تمام بیوع اور کاروباروں میں خیانت کرنی حرام ہے سو گاریک کو بایق نہیں ہے
 ان يتهاون بعمله على وجه لو عاظه به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبيع عيها
 کہ این کار میں ایسی سستی کیا کہ اگر اوسکی ساتھ کوئی اور کری تو پسند نہ کری بلکہ یوں چاہی کہ کاروبار صورت اور مضبوط بنا یا کری پہر و سکا عیب بیان کر دی
 ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يبين عيوب متاعه لا يتمله المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان
 اگر اتفاقاً عیب پڑ گیا ہو اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہو تو اسکا معاملہ کہی پورا نہ ہو گیا پہر اسکا کونسا راہ ہے تو سمجھ لی
 التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري البسيع الا الحيد وقنع برحليسير يار لك فيه ولا يحتج بالي تبليس فمن
 کہ تاجر جب اپنی اور یہ شرط کرے کہ بیچی گئی سوا مال صید کی کہی نہ لوں گا اور تھوڑی سی نفع پر قناعت کرے تو اس میں ہرکت ہو گی دغا بازی کی کہیہ حاجت نہیں ہے
 تعذر هذا لا يشتري معيها فان وقع في يدك نادر يدرك عيبه ويقنع بقيمته وانما يتعين هذا على التجار لانهم
 پہر جسکی ہر عادت پر چاہی ہی تو عیب نہ مال نہیں لیتا پہر اگر اتفاقاً اوسکی ہاتھ آجی جاوی تو اسکا عیب بیان کر دی اور اسکی اصل قیمت پر قناعت کرے اور تجاروں پر چاہی
 لا يقنعوا بوجع يسير بل يطلبون ربحاً كثيراً ولا يحصل ذلك الا بتبليس والتبليس حرام فلا يجوز للبائع ولا المشتري
 دشوار ہوتا ہے کہ تھوڑی سی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور اگر فائدہ بدون دغا بازی کی نہیں ہوتا اور دغا بازی حرام ہے ہر جائز نہیں ہی نہ
 ان يلبس احدها الاخران من يفعل هذا يكون ظالماً تاركاً للنص على المسلمين وقد روى ان عليه السلام قال
 کہ ایک دوسری فریب کیا کری اسکی کہ جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی اوسی مسلمانوں کی غیر خواہی ترک کی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 البائع اذا صدق وانصأ بوسلها في بيعها واذا كذب او كتم ما نعت بركتها يبيعها ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
 بائع اور مشتری دونوں کو سچے بولیں اور غیر خواہی کریں تو انکی ہی بیع میں ہرکت ہو گی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی ہرکت نکل جاو گی اور جس شخص نے چھپی
 الا بالكمال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يار لك فيه ويكون سبب السعادة
 بدون سبب انہ اور تندرستی نہیں جانتا تو اسکی بیعت کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ نہیں جانتا کہ ایک درہم میں کہی ایسی ہرکت ہوتی ہے جس میں سعادت اور دنیا کی حاصل ہوتا ہے
 في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يحب عليه من امر دينه او دنياه وان الاكلاف المألقة قد ينزع عنها البركة وتكون
 اسطور کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی میں صرف کرے اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سے کہی ہرکت نکل جاتی ہے وہ ہی اوسکو
 سبباً لهلاكه في الدنيا والاخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ بالانواع
 دین اور دنیا میں ہی دغابتا ہی چھپاؤں سے منہ میں دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہو کر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی ہذا جہ کی
 العقوبات فلما في الاخرة فبان يصرفها في الحرام والمنكرات لاسيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراسخين
 جہیں لیتی ہیں اور رہا آخرت میں سواس وضع سے کہ مال کو حرام اور ممنوعات میں خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت میں جسکی باعث سے ہرگز سعادت دینی والا
 المرتشي والساعي بينهما ما طعننا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه التصرف للمسلمين فلا بد له
 اور رشوت لینی والا اور بیچا دال ملوں ہو جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہ ارادہ ہو دی کہ اوسکو نصیحت اسلما کی
 من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تبليس لا يزد في رزقه بل يحقه ويدن هب بركته فان ما يجمعه من
 میہ ہو دی تو اسکو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہ سمجھے اور یقین کرے کہ قریب اور مکرسی روزی نہیں پڑتی بلکہ تلف ہو جاتی ہے اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا
 متفرقات التبليسات قد ملكه الله تعالى دفعة واحدة فاما بالاعراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة
 طرح طرح کی غریبیت ہی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اسے تعالیٰ ایک ہاتھ ہی تلف کر دیتا ہی یا بوبرک یا جلا کر یا چور جہر الیقین یا ظالم

بائع اور مشتری دونوں کو سچے بولیں اور غیر خواہی کریں تو انکی ہی بیع میں ہرکت ہو گی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی ہرکت نکل جاو گی اور جس شخص نے چھپی

بائع اور مشتری دونوں کو سچے بولیں اور غیر خواہی کریں تو انکی ہی بیع میں ہرکت ہو گی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی ہرکت نکل جاو گی اور جس شخص نے چھپی

لا یزال ترد فی ایدی الناس ویشیع فسادہ ویکون وبال لكل من حین ترویجہ فی وقت انقضائه
 لوگون کی باتوں میں پرتا رہی ہوگا اور یہی سبب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد چلتا جاوی گا اور سب کا وبال جیسی اسٹی رہتا تھا اسکی کٹنی ہوگی اسکی سر پہ
 الیہ بمقتضی قولہ علیہ السلام من سن بسنة تسیتہ فعل بہا من بعدہ کان علیہ و من زہا و من زہا عمل بہا لا
 بدلیل اس حدیث کی جسنی مرقہ بد نکالا پھر اس پر وروں فی بعد اسکی عمل کیا تو اسکا اور جو جو پیر عمل کرے گی سب کا بد جو سب پر ہوگا
 یتقص من اوامرہم شیء وکذا قال بعض السلف اتفاق درہم واسطر من الزیوف فساد من سرقة مائة درہم
 اسکی گناہی کہ نہ کرے گی اسکی بعضی مقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایک درہم کا چھٹا چوکی سو درہم کی چوکی ہی رہی
 من الجیاد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما اتفاق زیوف فهو معصية مستمرة فبطلان ما علم
 اسنی کہ چار سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی علی میں آئی جتنا ہی جتنک وہ ہوگا
 فساد الزیوف ترد فی ایدی الناس فیكون علیہ فی حیاتہ وبعد مائتہ اثم فافسد ونقص من احوال الناس بسببہ
 روپیہ لوگون کی بات میں پرتا رہتا ہی سوا اسکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہی گا جس قدر لوگون کا مال اسکی سبب ہی خراب اور تلف ہو چکا
 الی اخرہ واذک الزیوف انقضائه فطوبی لمن موت ویموت معہ ذنوبہ وویل لمن یموت ویبقی بعدہ ذنوبہ
 جتنک وہ ہوگا روپیہ کھڑا ہو جاوی سو مزہ ہی اسکو جو مزہ جاوی اور اسکی تمام گناہ ہو چکیں اور اسوس ہی اسکی ہی جو مزہ جاوی اور بعد اسکی گناہ قایم رہیں
 وقد قيل اتفاق الدرہم الردي علی من یعمل کبر ذنبا من انفاق علی من لا یعملہ لان الاول متعذر والثانی
 اور کوئی کہتا ہی کہ جان کا کہوٹی روپیہ کا روپیہ بڑا گناہ ہی ان جان کو دی ہی اسکی کہ وہ لول تو مستعد ہی اور دوسرا خطا ہی لیکن خطا یعنی ان جان ہی کا گناہ بند ہی جی میں
 فخطی لکن الخطاء فی حق العباد غیر موضع علی هذا یجب علی التاجر ان یتعلم احوال النقود لیمیز الزیوف من غیرہ
 معتبر نہیں ہوتا اسکی مرقہ تا جہ واجب ہی کہ روپیہ کا پرکھنا ہی سیکھی تاکہ کہوٹی کھرا پہچان لیا کری
 لا یتقصی لنفسہ بل لثانیہ الی غیرہ بعد مملہ فیكون انشا التقصیر فی تعلم ما یلزمہ فی معاملتہ ذک کل
 اس نسبت ہی بہن کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نسبت ہی کہ انجان ہی نہ کرندی پیش پر گنہگار ہوگا اسنی کہ معاملات کی لوازم سی سیکھیں میں جو قصور کیا کیونکہ
 عمل یمیز تحصیلہ لمن یمیزہ کیلا یقع فی لا ثمر وکذا کان السلف یتعلمون احوال النقود نظر الی انہم لا لدنیہم
 کار بار کی ہی علم ہوتا ہی کہ اسکو روای کو اسکا سیکھنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ میں نہ پہنچاوی اور سہی واسطی مقدمین نقد کا پرکھنا واسطی لحاظ دین کی سیکھا کرتی ہی دنیا کی
 فان من یقع فی ذیہ شیء من الزیوف ینبغی لہ ان یجتہد فی اعدائہ وفنائہ وحوادثہ ولا یسعی فی ترویجہ لانہ
 بیگناہ کی اسکو کہوٹی روپیہ پیدا اسکاوی تو اسکو لای ہی کہ اسکی کہوٹی اور فنا کرنی میں اور اسکا نشان نشان مٹانی میں کوشش کری اسکی چلائی میں سعی نہ کری کہ
 ان مروجہ الی من لا یعرفہ یكون انما لا یصلہ الیہ الضرر وان مروجہ الی من یعرفہ یكون انما لا یصلہ ان من
 اگر انجان کو دید یا تو اسنی گنہگار ہوگا کہ اسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو ہی گنہگار ہوگا اسنی
 یاخذہ لا یاخذہ غالباً الی روجہ الی غیرہ اذ لو لم یکن قصده ذلک لکان لا یرغب فی اخذہ اصلاً فیکون
 کہ یعنی والا اکثر اسنی ہی لیتا ہی کہ اسکو دیدی کہوٹا اگر اسکی ایسی میت نہوتی تو ہرگز ہی نہ لیتا تو اسنی
 تسلیمہ الیہ تسلط الیہ علی الفساد و اعانة الیہ علی البش و مشاركة معہ فی لا ثمر واما من یاخذہ لیکون من اللذین
 ہوگا روپیہ دیکر اسکو ضا پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ میں شریک ہوا اور ہر وہ شخص جو اس واسطی لیتا ہی کہ اس زمرہ میں
 دعائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلی حرم اللہ امر اللہ من البیع سہل الشراء سہل القضاء سہل الاقتضاء فذلک
 داخل ہروی جکی حقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعا غیر قرانی ہی اسویش میں رحمتی اسد اس شخص پر جو سانی سی پیچی آسانی ہی خریدی آسانی ہی واداری آسانی
 لہ ان یاخذہ علی قصدا صدامہ وفنائہ وحوادثہ لا علی قصد ترویجہ فی معاملتہ اذ لو کان قصد کل
 اسکو ضروری کہ اس نسبت سی لہی کہ اسکو کوئی اور فنا کردی اور نشان نشان مٹانی میں کوشش کری اسکی چلائی میں سعی نہ کری کہ
 اگر اسکی ہر نسبت ہی

تجارت

واسطی

واسطی

لیکون دخلًا فی شریکة الشیطان الیہ فی معرض الخیر لئلا یلحق من الدار الخیر و لکن فی بعض النسخة
 توده اوس برائی میں داخل ہی جسکو شیطان فی خوب صورت بنا کر دکھا یا ہی اور کوئی دیکھ اور جیسا دیکھی وہ مراد ہی جسوں نے کچھ نہ کچھ دیکھا ہو
 ولا ذهب اصل بل هو طوبی و اما ما فیہ فضة و ذهب فالعبرة فیہ الغالب ان كان الغالب علی الدرهم
 اور نہ سونا بلکہ صرف طبع ہو اور جس میں چاندی اور سونا ہوتا تو اس میں اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم میں چاندی زیادہ ہو وی
 الفضة فهي فضة وان كان الغالب علی الدنانیر للذهب فهي ذهب لان المقول لا یختص عن خلیل غش
 توده چاندی ہی اور دینار میں اگر سونا زیادہ ہو وی توده سونا ہی کیونکہ لغوی دیکھی کم ہو تی ہیں جس میں کچھ نہ کچھ غش ہو تی نہیں
 اما خلقتہا فی الردي من الفضة والذهب او واحدة بسبب انها تنقسمت ولا تنقسم بدرون الغش وانما
 یا اصل ہو تی ہی جیسی رسی چاندی اور کم دکان سونا یا عادت کی موافق اس سبب سے کہ اگر کوئی دیکھ اور بدرون غش کی گڑھا نہیں جاتا
 تنقسم بخلاف الغش فاعلی هذا یعتبر الغالب لان المغلوب فی مقابلة الغالب کالمعدوم فاذا كان الغالب
 اکثر جب ہی جاتا ہی کہ اس میں اکثر کی موافق اکثر کا اعتبار ہو تا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچھ ہستی نہیں ہو تی بس تو اگر درہم میں چاندی
 علی الدرهم الفضة و علی الدنانیر للذهب فهي فی حکم الفضة والذهب وان كان الغالب علیها الغش فان كانت
 غالبہ اور دنانیر میں سونا بہرہ دو تو چاندی اور سونا میں داخل ہیں اور اگر کوئی اندر مل رہتی ہو تو بہرہ اگر اوکا
 نقد البلد فما دام راجعاً باقیہا فہما ثلث لا یتعلق العقد بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما وان امر تفرع راجعاً
 جہاں جاری ہی توجب یک اور کچھ باقی رہی گاتیکہ وہ ثمن یعنی نقد میں عقد کو کی تعیین سی متعلق نہیں ہوتا بلکہ اوس کہ کی درہم اور دنانیر سی متعلق ہو گا وہ ہونا اور
 فہما سلعاً بآیۃ ان العقد بعینہما ان علم المتعاقدان حالہما و علم کل واحد منہما ان صاحبه یعلم حالہما وان لم یعلم
 تو بہرہ نہ بنت اور چیز بست میں داخل ہیں عقد میں تعیین ہوجا سکتی اگر اوکا حال بائع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونوں ہی جانتی ہوں کہ ہر ایک کی درہم دنانیر کہ
 اولہ یعلم احدہما او علم انکم لم یعلم کل واحد منہما ان صاحبه یعلم فالعقد لا یتعلق بعینہما بل انما یتعلق بالریج
 دونوں کو معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم تو ہی ہر دو کو کو یہ نہیں کہہ دوسرا ہی جانتا ہی تو عقد ہی درہم و دنانیر سی علاقہ نہیں کہتا بلکہ چن بازار سی
 فی البلد وان لم یرفع من راجعاً بالکلیۃ بل کانتا بحیث یقبلہما البعض دون البعض فہما کالریج لا یتعلق العقد
 علاقہ نہیں ہی اور اگر اوکا راجع جہاں سلسلہ نہیں گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو نسبتا سی اور کوئی نہیں لیتا تو بہرہ درہم و دنانیر کہہ لیں میں داخل ہیں عقد میں
 بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما من الریج فان کان البایع یعلم حالہما الثبوت الرضی منہ بجنس الریج وان کان
 متعین نہیں ہوں کی بلکہ عقد میں اوس کہ کی ہو تی درہم اور دنانیر دینی ہوں گی اگر بائع کو اوکا حال معلوم تھا کیونکہ بائع اوس کہ کی کہوٹوں پر راضی ہو چکا ہی اور اگر
 البایع لا یعلم حالہما لا یتعلق العقد بجنسہما من الریج لاعد ثبوت الرضی منہ بجنس الریج والثانی فہما
 بائع کو اوکا حال سی اطلاع نہیں ہی تو بہرہ عقد میں اوس کہ کی ہری دینی ہو گی کیونکہ بائع کی رضا اوس کہ کی کہوٹوں پر ثابت نہیں ہی اور دوسرا امر جس سی
 یجب الاحتراز عنہ مدر السلعة فان من یصفیہا بما لیس فیہا ولم یقبل قوله فهو کذب وان قبل قوله فهو
 احتراز کرنا واجب ہی سبب کی تعریف کرنی سیک کہ جو شخص سبب کی ایسی تعریف کری جو اس میں موجود نہیں ہی اور وہ مان ہی نہیں لیا تو وہ صرف جھوٹ ہی اور اگر اوکا
 مع کو نہ کہ یا تلبیس و ظم وان وصفیہا بما فیہا فان کان المشتري یعلم بہ فهو ہذیان و تکلم بما لا یعنیہ و یحاکم
 کہا مان لیا تو وہ جھوٹ کا جھوٹ اور دغا بازی اور ظم ہی اور اگر ای تعریف کی جو اس میں ہی یعنی کچھ بہرہ اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی یک اور یہ قائلہ کلام ہی اس پر حکم
 علیہ اذ ما من کلمۃ تصدر عن الانسان الا یحاسب علیہ بقولہ تعالی ما یلفظ من قول الالدیہ رقیب
 کیونکہ حرات انسان کی زبانی نطق ہی سو ہی محاسب طلب ہی دلیل اس آیت کی نہیں ہوتا ایک آیات جو نہیں اوس پاس ایک راہ دیکھتا
 عتید وان کان المشتري لا یعلم ما فیہا فلا بأس بذكر القدر الموجود فیہا من غیر صالغۃ و افراط و یكون
 سبب اور اگر مشتری کو معلوم نہیں ہی تو وہ سکا رواقتہ نہیں ہی کہ جتنے بات اوس میں واقع ہو بی مبالغہ ہی کم و کاست کہدی و من نیت سی

اور اگر اوکا چنانچہ چاندی اور اگر اوکا راجع راجع

قصد منہ ان یعرفہ اخو المسلمین ویرغبہ ویحصل مقصودہ ولا یحلف البتۃ لانہ ان کان کاذباً یكون
 کما ہی بہا ہی مسلمان کو چنانکہ کہ غیب دی کہ او کا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہادی کیونکہ اگر جہنمی ہی
 یمینہ غمیں سناوھی من الکبائر التي تذر الدیاسر بلا قمر وان کان صادقاً فقد جعل اسم اللہ تعالیٰ عرضۃ لایمانہ
 تو یہ سب غمیں ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کے اوجا دی ہی
 واسما فیہ لان الدنیا اخس من ان یقصد ترویحہا بذکر اسم اللہ تعالیٰ من غیر ضرورۃ حتی قال الفقہاء بیکرہ
 اور ہر کیا کہیو کہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی بلا ضرورت خدا کا نام لیکر او سکودون دیجی
 للتاجر ان ینکر اللہ تعالیٰ او یصلی علی النبی علیہ السلام عند فتح متاعہ علی قصد ترویحہ بان یقول اللهم
 کردہ ہی کہ سب کچھ ہی ترویج کی نیت ہی اسم اللہ کا ہی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑا کری اسطور کہ کہا کری اللهم
 صل علی محمد ما جودہذا والثالث مما یجب الاحتراز عنہ کتم عیوب السلعة فان من یکتم شیئاً لہا یكون
 صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس ہی احتراز واجب ہی مال کا عیب چھپا لینا
 ظالماتہم للنصم الواجب من تکبیر اللغش الحرام فالواجب علیہ ان یظہر جمیع عیوبہا خفیہا وجلیہا وھذا امر
 ظالم اور خیر خواہی کا تارک ہو اور چہرہ واجب ہی اول اختیار کر نیو لا وضا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر ہر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہ بات
 یشق علی اکثر الخلق فمن لا یقدر ما علیہ قلب تزلز التجارۃ اولیٰ وینفسہ علی عذاب الناس والرابع مما یجب الاحتراز
 اکثر لوگوں پر دشوار گذر ہی ہی ہر جس ہی یہ بات نہ ہو سکی تو او سکولازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی روز خیم ہکانا بناوی اور چہ تمام جس ہی احتراز کرنا
 عنہ الخیانتۃ فان من یخون لا یخلو اما ان ینکون خیانتہ فی المقدار او فی السعر او فی المراجعتۃ والتولیۃ فاما
 واجب ہی خیانت کرتی بیشک جس شخص خیانت کرتا ہی تو اس کی خیانت کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بیعت میں یا نفع یعنی میں
 من ینکون خیانتہ فی المقدار فہو یدخل تحت قوله تعالیٰ وبل للکفیفین الذین اذا کتالوا علی الناس یتترقون
 جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہتا نیو لون کی وہ کہ جب ماہدین لوگوں ہی پورا بہر لین
 واذا کالوہم او قتلوہم یجسرؤن ولا یخون من ھذا الامن یزید اذا عطا وینقص اذا اخذ لان العدل الحقیق
 اور جب دین او کو یا تو قتل کر دین تو کہتا کر دین اور اس ویاں ہی وہ ہی بچتا ہی جو دین میں کچھ نہ لے دے دی اور لینی میں کچھ کہ لینی اس کی کہ حقیقی عدل تو
 قلما یتصور فان من ینتقص فی اخذ حقہ بکمالہ یوشک ان یتجاوزہ وذلک لکان النبی علیہ السلام اذا
 بہت کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا جا ہی تو کیا معیہ ہی کہ جس ہی بڑے جاوی اور اس ہی واسطی نبی علیہ السلام جب
 اشتري شیئاً یقول للادی یزن الثمن وزن وامن جم وکان بعض السلف یقول لا ینتتری الویل بحبۃ وکان اذا اخذ
 کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرما دی کہ ثمن قول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدم قول ہی ہم بعض ایک دانہ کی دو نرخ نہیں خرید تی اور او کا یہ حال تھا
 نقص حبۃ واذا عطا زاحبۃ وکان یقول وبل لمن یدیم بحبۃ جنة عرضہا السموات والارض واما من ینکون
 کہ جب لیتی تو کچھ کہ لیتی اور جب دیتی تو کچھ بڑا دیتی اور یہ کبھی افسوس او کسی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت ہیچ الی جس کا پہلا و آسمان اور زمین ہی اور جو شخص
 خیانتہ فی السعر فهو من الظلمین التاسرکین للنصم الواجب اذ لیس لاحد ان یلبس علی البایع او المشتري سعر الوقت
 پہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو کوہر واجب ہی کہیو کہ کسی کو جائز نہیں ہی کہ باع یا مشتری پر بہاؤ او وقت کا راجد دیوی
 وینقض المفروضۃ ویخفی من البایع غلاء السعر من المشتري انخطاطہ فان من یدفع ذلک ینکون من الذین لا یحب
 اور فرصت کو غنیمت سمجھی باع ہی تو گرانی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری ہی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں راض ہی کہ نہیں پسند کرنا
 احدهم لاخیه المسلم ما یحب لنفسہ وقد روی انہ علیہ السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
 اپنی بہا ہی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور وہ آیت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں ہی جب تک نہ پسند کری اپنی بہا ہی کی

لنفسه وأما من يكون خيانه في المراجعة والتولية فليد له من معرفته من احتج يمكن له الاحتراز عنها
فان جرائم من بين يديه كراهي اور جو شخص نفع پر دیتی ہیں اور دام کی دہم دین میں خیر خیرای تو اسکو پہلی اولیادوں کا سمجھنا چاہی تاکہ اس شخص سے
أما المراجعة ففي بيع مملوكة بمثل ما قام عليه بزيادة ربحه وأما التولية فهو بيع مملوكة بمثل ما قام عليه
مراجعة توفيقاً لما لا جرتي كواسكو براهو او اسکو براهو اور توفیقاً ما لا جرتي كواسكو براهو

بدون زيادة ربح وكل من هما انما يصح اذا كان رأس المال مثلياً لان مناهما على الامانة ولا احتراز
بدون نفع لئلا يبيع دام کی دہم اور بیع دونو بیع جب صحیح ہو گئی ہیں کہ رأس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونوں کی دنیا دامت اور خیانت سی
عن الخيانة وشبهتها فان الغبي الذي لا يهتدي في التجارة يعتمد على الفعل الذي يهتدي فيه هو
اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک ہو لا بکار جو تجارت کی ذہنک نہیں جانتا وہ بہر کسی کراہی بیسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور
يطيب نفسه بمثل ما اشتريه بزيادة ربح في المراجعة وبدونها في التولية وان لم يكن رأس المال مثلياً

پہنی جی میں خوش ہو تائی خرید کی خرید سی فائدہ برہتی دیگر مراجعہ میں اور بدون فائدگی توفیق میں اور اگر رأس المال ذوات الامثال سی ہو
بل كان قيمياً يكون قدره عجم ولا يعلم الا بالظن والتخمين فيتمكن شبهة الخيانة فلا يتحقق المراجعة
بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اسکی مقدار مجهول ہو دگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اھکل سی ہو پہر اس میں خیانت کا شبہ قائم ہو جا تائی پہر مراجعہ اور توفیق دونو ثابت
والتولية لان يكون المشترى مراجعة وتولية من طاك ذلك المالك بوجه من الوجوه فخر يمكن للبائع ان
نہیں ہوتی آزاد بیع مراجعہ اور توفیق کی اور نہیں سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی بدل یعنی شے کا سیطرہ پر پس اس وقت روائی بائع کو یعنی بیسی جوشتر

يبيع منه ما اشتريه بذلك البدل ويرى معلوم في المراجعة او بدونه في التولية ومن اشترى متاعاً
چنانکہ بدل کی کہ تہا بیع کو کہ خریدہ تہا مشتری اولی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مراجعہ میں یا بدون نفع کی بیع توفیق میں اور جس شخص کی بدل
بالنقد يجوز له ان يضم الى الثمن اجرة القصار والصباغ والحال وغير ذلك مما يزيد في عين المبيع او
نقد ان خریدہ اور اسکو جائز ہی کہ شے میں ضروری اور رنگ ریز اور بدلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ جین بیع یا

قيمته كسوق الغنم فانه يربح في قيمته كما يزيد المحمل في قيمة المتاع لان القيمة تختلف باختلاف المكان ويقول
قیمت بیع بڑھ جاوی جیسی بکران بکالیماس سی ہی بکری کی قیمت برہتی جیسی پلی داری ہی قیمت مال کی برہتی ہی اسطو کی کہ گنا بدنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یوں بکران
قام على تكبنا ولا يقول اشترى بكذا فخرز عن الكذب وان فعل شيئا من هذه المذكورات بنفسه لا يضقه
کہ مجھ کو اتنی میں پڑی ہی ہے نہ ہی مینی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جو شے بیج جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکور سابقہ سی بذات خود نہ انجام کر لیا ہو تو اسکی ضروری شے
وكذا لا يضقه بنفسه ولا جعل الا بقر ولا كراء بيت الحفظ ولا اجر الطبيب والمعلم والرعي والدلال لان
اور سی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہا کی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور استاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذكورات لا تزيد في المبيع شيئاً ومن اشترى ثوباً بعشرين وقبضه ثم باعه مائة بثلثين نقاباً
ان اخراجت سی بیع میں کہہ نہیں برہتا اور اگر کسی ایک تہان پارچہ کا بیس روپہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اسکو بطور ایک تیس روپہ کو بیکر دونوں بیانی مل پر
ثم اشترى به من مشترى به بعشرين واراد ان يبيعه مائة يطرح الربح ويبيعه على عشرون ويقول قام على
پہر سی دوبارہ وہی تہان اپنی خریداری بیس روپہ کو خرید لیا اب اگر وہی تہان کو بطور ایک تیس روپہ کا نفع کم کر کی دس روپہ پر نفی اور یوں بیان کری کہ یہ تہان

عشرة ولو كان اشترى به بعشرين وباعه مائة بعين ثم اشترى به بعشرين لا يبيعه مائة اصله لان قبل عشرة
دس روپہ کو خریدی اور اگر وہی دس روپہ کو لیکر چالیس کو بیجا ہو پہر اسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت میں ہرگز نہ بیسی نہ بیسی اسطو کہ دوبارہ خریدی ہی پہلی
ثانياً يجهل ان يرد عليه بعين وليسقط الربح الذي ربحه فلما اشترى ثانياً تأكد ذلك الربح الذي كان
شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جس قدر اس کی نفع لیا ہی یعنی بیس روپہ وہ جاتا تہا جس قدر آئی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو سابقہ ہو نہیکر تہا قائم

نیز روائی بیسی جوشتر
اور اگر کسی ایک تہان پارچہ کا بیس روپہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اسکو بطور ایک تیس روپہ کو بیکر دونوں بیانی مل پر
اور اگر کسی ایک تہان پارچہ کا بیس روپہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اسکو بطور ایک تیس روپہ کو بیکر دونوں بیانی مل پر
اور اگر کسی ایک تہان پارچہ کا بیس روپہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اسکو بطور ایک تیس روپہ کو بیکر دونوں بیانی مل پر

والحالہ لاسیما فی بیعہ وشرایہ کما ہر مقتضی صیغۃ المبانیۃ فی الصدوق والامین فان سرب الارباب یسبب
 اور افعال میں خاص کر بیع اور شرا میں جیسی کہ مطلب میانہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین میں بیچک ہو اور دکان عالم اور سبب
 الاسباب جعل الآخرة دار الشواب والعقاب وجعل الدنيا دار التثمر والاكتساب لكن ليس التثمر في الدنيا مقصورا
 الاکتساب فی آخرت کو ثواب اور عذاب کا کہر بنا لیا ہے اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا کہر مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی ہی محنت کشی
 علی الآخرة بدون للعیشة قیل للعیشة ذریعۃ الی الآخرة ولا یكون للعیشة ذریعۃ الی الآخرة مالم یتادب التثمر
 بدون معیشت کی نہیں ہے بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہے اور عیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
 طلبا بآداب الشرع فان الشرع اعتد فی طلبہا رکنا وشرطا یجب علیہم رعایتہا عند مباشرتہ فی طلبہا حتی یكون
 اختیار مقرر کیونکہ شرع فی دنیا کی طلب کیواسطی امکان اور شرطیں مقرر ہیں جو دنیا کی طلب کی رعایت واجب ہوتی ہے تاکہ
 کسیہ صحیبا خلیا عن البطالان والفساد خالصا عن مشاہیة الحرمة والکراہۃ اذ لو ترک رعایتہا لایكون کسبہ
 ہوگی کسی درست بطالان اور فساد ہی خالی اور حرمت اور کراہت کی مونی ہی صاف ہو کیونکہ اگر ان قواعد شرعی کی رعایت نہ کرے گا تو اسکی کسب
 صحیبا بل یكون باطلا وفسادا فاسدا فلا یكون خلیا عن الحرمة والکراہۃ فعلى هذا لا بد له من معرفة
 درست نہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی یہ حرمت اور کراہت سی گہی پاک نہوگی اس بیان کی موافق اسکو بیع اور شرا
 البیع والشرع وکیفیۃ انعقادہا حتی یخرج عن الباطل من الفاسد والفساد من الصحیح ویخلص من الحرمة والکراہۃ
 اور کیفیت انعقاد کے معرفت پیدا کرنی ضرور چاہی تاکہ باطل کو فاسد سے اور فاسد کو صحیح سے الگ کر سکے اور حرمت اور کراہت سی بیچ جاوی
 ویبیسر للصدق والامانة فیما فالبیع مباحلة المال بالمال ینعقد بالایجاب والقبول والمراد بالایجاب الکلام الضام
 اور بیع پور شر میں صدق اور امانت میسر ہوگی تو اب بیع بدل مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہے اور مراد ایجاب ہی کلام اول کی ہے
 من احد العاقدین الا بایعا کان او مشترک یا وکرا بالقبول الکلام الصادر من الآخر ثانیاً بایعا کان او مشترکاً
 جو دونوں میں کسی ایک سی صادر ہو یا بیع ہو یا مشترک اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہے جو دوسری سی صادر ہو یا بیع ہو یا مشترک
 وانما ینعقد بہا اذا کان باللفظ الماضي مثل ان یقول البایع للمشتري بعثت منك هذا بكذا فیقول المشتري اشتريت
 اور بیع ایجاب اور قبول کی جب گہتی ہی کوہ دونوں ہی کی لفظ ہوں جیسی یا بیع مشترک سی ہی کہی یہ مال میں تیری ہانتا ہے کو بیچ چکا یہ مشترک ہی میں لی چکا
 او یقول المشتري للبایع اشتريت منك هذا بكذا فیقول البایع بعثت لان البیع انشاء تصرف شرعی والانشاء اثبات ما
 یا بیعی مشترک سی ہی کہی میں تجھسی یہ چیز اتنی کو مول لی چکا یہ بیع ہی میں بیچ چکا اس لیے کہ بیع انشاء یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشاء میں قائم کرنا
 لم یکن ثابتاً وهو لا یعرف بالشرع لان واضع اللغة لم یضمل له لفظاً خاصاً والشرع قد استعمل فیہ اللفظ الموضوع
 معروم کا ہوتا ہی اور کالم ہوں شرع کی نہیں ہوتا واسطی کہ لغت ہائیو فی ان اسکی ہی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع فی اسمین ایسا لفظ
 لاخبار المستعمل فی الماضي الذی یدل علی الوجود حتی یدل علی ان هذا التصرف لما یراد وجودہ فینعقد بہ البیع و
 ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ ہی تصرف مقصود ہی ہے اور اس سی بیع منعقد ہوتا ہی
 لا ینعقد بلفظین احدهما عربی لا بد فیہ من ثلثة الفاظ کما اذا قل المشتري للبایع بع منی هذا بكذا وقال البایع
 اور یہی لفظوں سی منعقد نہیں ہوتی جو ایک لم ہو بلکہ اسمین تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہے جیسی اگر مشتری البایع سی کہی یہ مال میری ہانتا ہے کو بیچدی اور البایع ہی
 بعثت فما لم یقل المشتري ثانیاً انشاء ثبت لا ینعقد البیع ولكن اذا قال البایع للمشتري اشتريت منی هذا بكذا وقال المشتري
 سہنی بیچا یہ جیتک مشتری دوا رہیوں کہیگا کہ معنی خرید تو بیع منعقد نہوگی اور ایسی ہی اگر البایع مشتری سی کہی یہ سہ اتنی کو خرید لی اور مشتری ہی
 اشتريت فما لم یقل البایع ثانیاً بعثت لا ینعقد البیع واما اذا کان احد اللفظین او کلاہما مضارعاً فینعقد البیع اذا قال
 میں فی خرید یہ جیتک بیع دوا رہیوں کہیگا کہ میں فی بیچا تو بیع منعقد نہوگی اور اگر دونوں سی ایک کلام یا دو کلام مضارع ہوں تو بیچ بیع منعقد ہوتا ہی

وہذا قیل لا یجوز لہ ان یتصرف فیہ بتملیک و انتفاع حتی لو کان طعاما
 راہی نہیں بلکہ نجاست کی ذاتی اسہی واسطی کوئی میں کہ ایسی بیع میں تصرف یعنی تملیک کو یا نفع دینا حلال نہیں ہی یہاں تک کہ اگر طعام ہو
 لا یجوز لہ اکلہ ولو کان جائز لا یجوز لہ وطیرہا بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتري فسخ العقد و فسخ العقد
 کے لئے حلال نہیں ہی اور اگر کوئی ہی تو صحت حلال نہیں ہی بلکہ ہر ایک با یع و مشتری پر واسطی اور بیانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی
 وان لم یفسخ ابل باع المشتري ما قضیہ بالشراء العام بعد العقد صحیح بیعہ لانہ لما ملکہ ملک تملیکہ لغیرہ
 اور اگر وہ فسخ نہ کرے تو بیع ہی کہم مشتري کی وہی بیع ہی فاسد کا قبضہ میں لیکر اور کی اسے عقد صحیح ہی بیعہ الا تو اس کی بیع قائم ہی کیونکہ جب بیع کا مال ہوا تو
 بالبیع وغیرہ ولا یتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبدیہ لان وجوب الفسخ سابقا کان الحق الشرع و اذا اجتمع
 بیع و اشتراک و مال کا ہی ملک اب بعد کی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے بعد کا حق مستقل ہو گیا اس کی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تھا اور جب حق عبادت حق شرع
 حق العبدیہ حق الشرع یقدم حق العبدیہ لاجلہ نعم کان الاولی المشتري ان یتنزه عن شرائہ اذ قیل من ظن
 جمع ہوا ہی میں تو حق عبادت مقدم رہتی ہیں کیونکہ عبادت واجبہ ہی ان مشتری کو اولی ہوتا کہ اس کے بعد بیع کی فسخ کیوں کہ حق میں جس کو بیع معلوم ہو
 ان اکثر معاملات اہل السوق علی الفساد یلغی لہ ان یتنزه عن شرائہ منہم ومع ہذا الواشتري منہم شیئا
 کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فاسد ہوتی ہیں تو بہتر یہ ہی کہ اس کی کوئی چیز مول نہ لیں اور نہ ہی اگر اس کی کوئی چیز مول لینا
 یجوز لہ الانتفاع بہ اذا کان العقد الاخیر صحیحاً و ذلک لان البیع مبادلة المال بالمال فکل بیع یوجد خلل
 تو اس کی نفع او ہونا حلال ہو گا اگر یہ عقد اخیر کا صحیح ہی اس کی کہ بیع کا مکن بیع ہی بدل مال کا بعض مال کی ہی بہر جس بیع کی مکن میں
 فی مکنہ نہ ہو باطل و کل بیع لا یوجد خلل فی مکنہ بل فی غیرہ کالتسليم والتسليم الواجبین بہ والانتفاع المقصود
 خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی مکن میں خلل نہیں ہوتا بلکہ وصف میں ہو وی جیسی تسلیم اور تسلیم جو عقد ہی واجب ہوتی ہیں اور انتفاع جو بیع ہی
 وغیر ذلک فهو فاسد فینشأ البیع بالدم والمیئۃ التي ماتت تحت انفقہا ونحوہا باطل لانہ لا یصح باصلہ و وصفہ
 مقصود ہوتا ہی اور سوا اس کی تو یہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعض لو ہو اور مردہ یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند ان کی باطل ہی اس کی کہ اپنی اصل اور وصف دونوں
 لعدم وجود مکنہ الذی هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالۃ للشیء انما تثبت بقول کل الناس وبعضہم
 صحیح نہیں ہی کیونکہ اس کا مکن یعنی بدل مال کا مال ہی موجود نہیں ہی واسطی کہ مکن میں وصف مالیتہ کا جائز ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعض لوگ اس کو مال سمجھیں
 ایاہ و ہذا الاشیاء لا تعد الا عند احد من لدین سماوی والبیع بالخمر والخمر یرد نحوہا بیکون فاسدا لانہ یصح
 اور یہ چیزیں یعنی لو ہو اور مردہ کوئی شخص دین سماوی والہ مال نہیں سمجھتا اور بیع بعض شراب اور مردہ کی اور مانند ان کی فاسد ہوتی ہی اس کی کہ اصل میں
 باصلہ لوجود مکنہ الذی هو مبادلة المال بالمال لان ہذا الاشیاء تعد الا عند اهل الکفر ولا یصح بوصفہ
 صحیح ہی اس کا مکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی اس کی کہ یہ چیزیں بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہیں اور وصف میں صحیح نہیں ہی
 لعدم تقومہ لان النقص للشیء انما یدبث باباحۃ الانتفاع بہ شرعاً والشرع قد ابطال الانتفاع بہما فی حق المسلمین
 اس کی کہ یہ چیزیں قیمتی نہیں ہیں کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع میں اس کا برتنا مباح ہو وی اور شرع ان دونوں کا برتنا مسلمانوں کی حق میں باطل
 ومن باع کر من الخنطۃ ولم یکن فی ملکہ خطۃ یبطل البیع لعدم وجود مکنہ الذی هو مبادلة المال بالمال
 اور جس نے ایک چاند گیلون کا بچا جبراً اس کی ملک میں گیلون نہیں ہیں تو بیع باطل ہو گی کیونکہ اس کا مکن موجود نہیں ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی
 لان المال موجود فیہ الطبع و یجری فیہ البذل والمنع والمعدوم لیس مال ولو كانت فی ملکہ خطۃ لکن كانت اقل
 اس کی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اس کی طرف طبیعت راغب ہو اور اس کو چاہی خراج کر ہی چاہی روک ہی اور شی معدوم مال نہیں ہوتی اور اگر اس کی ملک میں کیونکہ تو ہوتی پر مقدار
 مما سماہ یبطل البیع فی المعدوم ویفسد فی الموجود ولا یجوز بیع زیت علی ان یوزن بظرفہ ویطرح عنہ بازاء الظرفہ
 مقرر ہی بیع کی مکن تو معدوم میں بیع باطل اور موجود میں فاسد ہوتی اور جائز نہیں ہی بچا تیل کا یا بن شکر کہ وزن سمیت تول کر بعض وزن برتن کی

منہ فعلیٰ ہذا کیونکہ معنی الحدیث علی ما ذکرہ التورہ لیشی ان الربوا ایک ذریعہ طبعیہ فینتقل عند التعمامل من ید
اسکی موافقہ معنی حدیث کی مطابق بیان تورہ لیشی کی یہ ہے کہ یہود کا لین دین بہت ہلکا تھا کہ اگرچہ جب تک کسی دوسری میں گئی تو مستقل ہو کر

الى يد فيختلط باموال الناس فياكلونه من غير قصد فيه فلا يستلزم احد من ائمة وضربوه وان مسلم من تناوله
 تمام لوگون کی مال میں لچا ویگا پھر سب اوکو لاچار بی ارادہ کہا دینگے پھر کوئی ہی اوکی گناہ اور ضرر کسی سلامت نہ لگے گا اگر چہ ظاہر میں اس میں کوئی سلامتی ہی
 وتعاطیہ وسببہ الذی یسوع الجمل وعدم العلم بالحکم البیع والنشر ان فلما یوجد من یخیر بما یخبر به البقی علیہ السلام
 اور اس کا سبب یہ ہی جہالت کا پھیلنا اور بیچ اور شرائط کی احکام کی بی علمی ہی اسکی کہ ایسا شخص بہت کم ہوتا ہی کہ حدیث کی معنی بتا دی

[illegible]

من يتعلم احكام البيع والشري ياكل الربوا شاء علم ابي وهذا كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في

وإذا حكم بين رجلين في شيء بدون تجارت كرتي لم يوفدوا وليا ديكاً ولا حامي ولا كاتري أو راسي على طرفه بل انزلين يهرى أو سوطاً وكون لوكوري ماني أو سبي هارن

۱۰ الاحترار عن الربو لان الربو احرام حرقة الله تعالى في كتابه وشد الام فيه بايات من جملتها قوله تعالى الذين

[illegible]

قوله من قبورهم اذا تبعوا الا كقيام المصروع من الجنون الذي يكون فيهم بسبب كلام الربوا
بیشک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ خبر دی ہی کہ جو لوگ

موت کو نہایت قریب سے پہنچ گیا تھا۔ اس وقت تک کہ وہ اپنے بچے کو اپنے سینے سے لٹا کر کہتا تھا کہ بچو، بچو، میں تم کو بچاؤں گا۔

اور گرامی و الیگا سا ہونیکا پر اسلئے نہیں کہ اونکی عقل میں فترت ہوئی بلکہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ الہی بیٹ میں سود کو پرورش کرے گا اوسکی
فصل میں یقیناً یقیناً تامل و بیسقطان اخری و ہذہ العقوبۃ تشہلہم یوم القیمۃ یوم یون بہا عند

مل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم آكلة الاطبا و قد روى انه عليه السلام قال ليلة اُسرى في اُمت قو

شک بہر شخص اہل موقف میں سمجھ جاوے گا کہ یہ بیاج خور ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سراج کی شب کو میں ایک قوم پر پہنچا
لنہزم کالبیوت فیہ احبات وعقارب تری من ظاہر بطونہم فقلت یا حہ علیہ السلام ہذا وقال کاذب الیہ انفاہذ

[illegible]

جی من یجران ییعلم من لعم مقلدا یلحدج لیلہ فی جارسہ یلیسہم من کل الربوا قال الربوا من اللبائز وھو حی
کیر نکہ سود لینا کیو گناہی اور سود

تہ مطلق الفضل و فی الشریعۃ فضل خال عن عوض شرط فی احد البدلین وھو نفع عاں سربوا الفضل و سربوا
نفع من مطلق زیادت کو کہتی ہیں اور اصطلح شریعی میں وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین میں مشروط نہا اور ہو سکی دو قسم ہیں ایک مورد زیادت کا

مسئله اما در باب الفضل فشرطه ان يكون العضوان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكييل او الموزون وان يكتنیا
 سوادا واما ركازا و زايده من ترتيبه شرطه ان يكونا من جنس واحد وان يكونا من جنس المكييل او الموزون وان يكتنیا

ما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی التکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنها بالقدر فعلى هذا فضل
 ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تلخیص ہون کہ وہ مکیلا میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت
 قفیر کثیر علی قفیر لہر لا یكون ربوا لعدم کونہما من جنس واحد وفضل من روع علی من روع کفضل ذراعی
 دو پیمانہ جو کہ ایک پیمانہ گہن پر سود نہ ہو بلکہ کیونکہ دونوں ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گرگت کی گرگت پر جیسی زیادت دو گرگت پڑی کی
 ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضۃ لا یكون ربوا لعدم کونہما من جنس لکلیل
 ایک گرگت پڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہ دونوں جنس کلیل ہیں
 او الموزون وفضل حفتی حنطۃ علی حنطۃ منہا لا یكون ربوا لعدم دخولہما تحت المعیار الشرعی لان
 اور جنس موزون اور زیادت دو مٹی گہن کی ایک مٹی گہن پر سود نہیں ہی اسلی کہ یہ دونوں قدر شرعی کی تلخیص نہیں ہی
 المعتبر فی تقدیر التکیلات فی الشرع نصف الصاع لا مادونہ وفضل کری بر وکری شعیر علی کری وکری
 ہوا سطحی کشرع میں تقدیر تکیلات میں معتبر آدھ صاع ہی اس سے کہی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گہن اور دو پیمانہ جو کہ اوپر ایک پیمانہ گہن اور ایک
 للشعیر لا یكون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثاني الا انه غیر خال عن العوض بضر الجنس الی خلا
 جو کہ سود نہیں ہی اسلی کہ اول اگرچہ دوسری سے بڑھتی ہی لیکن بدلہ ہی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
 الجنس فان الجنس اذا قبل بالجنس یقابل کل جزء من احدىہما بکل جزء من الاخر فان وجد فی احدىہما فضل یصیر
 کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھ مقابل ہوتی ہی تو ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی ہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
 ذلك الفضل تاویا علی مالکہ فلیصانۃ اموال الناس عن التوی اوجب الشارح فیہا المماثلۃ بالقدم واذا قابل
 مالک سی مفت جاتی ہی سو گون کامال تلف ہونی ہی بجائی کو شارح فی اوسمین مائت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
 الجنس یخیر الجنس لا یتصور مقابله جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابله الجنس
 جنس کی مقابلہ ہودی تو ہر مقابلہ ہر جزء سی مقصور نہیں تاکر مفت جاتا ثابت ہودی اسلی کہ مفت جانا واجب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
 بالجنس مع وجود الفضل فی احدىہما واما ربو النسبة فشرطہ ان یكون الجنس والقدر متحدان فی العوضین
 جنس سی ہو اور ایک بڑھتی ہو اور ہا سود او دہا سودا سہین یہ شرط ہی کہ دونوں عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہودی
 لان علۃ الربوا عند العلماء الخفیۃ الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعفی
 اسلی کہ علت سود کی علما خفیۃ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور مالک ساتھ ہی ہونی معنی یعنی کیل
 المضموم الیہ من الکیل والوزن یجرم الفضل والنساء لوجود العلۃ المحرمۃ لہما واذا احدهما یجوز الفضل والنساء
 اور وزن موجود ہون تو زیادت اور او دہا دونوں حرام ہوتی ہیں اسلی کہ علت دونوں کی حرام کرنی الی موجود ہی اور جب دونوں وصف نہیں تو زیادت اور او دہا
 لعدم العلۃ المحرمۃ لہما واذا وجد احدىہما وعدم الاخر یجوز الفضل ویجرم النساء لان جزۃ العلۃ وان
 دونوں حال میں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنی الی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہ ہو تو زیادت حلال ہی اور او دہا حرام اسلی کہ علت کا جز اگرچہ
 کان لا یوجب الحكم لکنہ یورث الشبهة وھی فی باب الربوا ملحقۃ بالحقیقة وان کانت ادنی منہا فلا بد من
 حکم کو یہ نہیں کر سکتا پر شہ کو یہ کر سکتا ہی اور سود کی باب میں شہ حقیقت کی ساتھ شمار ہوا ہی اگرچہ شہ حقیقت سی کم رتبہ ہی ہیں
 اعتبار الطرفین ففی النسبة احد البدلین معدوم وبيع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا للتک
 اعتبار دونوں طرف کا ضروری سو او دہا میں احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جائز نہیں ہی یہ یہ بات شہ کو قوی کر دیتی ہی
 الشبهة وفی غیر النسبة هذه الشبهة لا تعتبر لکونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرۃ الفضل بوجوب التوی
 اور دون او دہا کی اس شہ کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شہ حقیقت کی سامنی ہی حقیقت ہوتا ہی خطا یہ ہے کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہونی ہی

وحقة النساء بوجود أحدهما أو القدر أو الجنس فعلى هذا لازم بيان ما كان من جنس واحد ولا يمكن من جنس واحد
 اور حجت او دھار کی ایک صنف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرتا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہے

فالغنب جنس واحد وان اختلفت الوان واسماؤه وكذا الذبيح حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الامتساويا وكذا
 سوا کور سب ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی رنگ اور نام جتنی ہو اور ایسی ہی سوز یہاں تک کہ ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی جائز نہیں مگر برابر برابر اولیٰ ہی
 ثمار الفحل علم باجنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الامتساويا وكذا كل نوع من
 چیزی تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی سوار برابر کی جائز نہیں اور ایسی ہی پہل پہل ایک
 الشعير كالمشوي وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوعه منه بشيء الا متساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز
 درخت کا جیسی اورو وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیج دوسری نوع سی کتنی بڑھتی جائز نہیں اور ایسی ہی گائی اور بھیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بيع لحم واحد بلحم الاخر الامتساويا وكذا الابل عرايا ونحائيا جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد بلحم الاخر الامتساويا
 دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا نجی ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں
 وكذا الغنم ضائنا ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد بلحم الاخر الامتساويا ولحم الابل والبقر والغنم والباننا اجناس
 اور ایسی ہی گوسفند میں بھیر اور بکری ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں اور اونٹ اور گائی اور بکری کا گوشت اور ان کا دودھ

مختلفة وكذا اليت والحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنفاس المصفر اجناس مختلفة حتى
 مختلف جنسین ہیں اور ایسی ہی چکنی اور گوسفند اور بھیش کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لودا اور رنگ اور تانبہ اور کاسی مختلف جنسین ہیں یہاں تک
 يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لا نسئله لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
 کہ بیع ہر ایک کی انہیں ہی دوسری جنس سی برابر برابر اور کتنی بڑھتی دونوں طرح جائز ہی اور انہیں جائز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جزو موجود ہی یعنی وزن

جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر
 اور اصل اس میں یہ حدیث ہی سونا بدلہ سونے کی اور چاندنی بدلہ چاندی کی اور گہیوں بدلہ گہیوں کی اور جو بدلہ جو کی اور جو بدلہ جو کی

بالتمر والماء بالماء مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الاخذ والمعطى سواء وهو حديث صحيح
 بدلہ چھہاری کی اور تکہ بدلہ تک کی برابر برابر بہت اس حدیث ہی اس آیت ہی پر جس میں زیادہ دیا اور زیادہ لیا یا بیشک سونے والا اور دینی والا دونوں برابر ہیں اور یہ حدیث ہی

بالقبول والتفوق اعلان الحكم ليس مقصودا على هذه الاشياء المتقابل النص معلول وعلة عند الحنفية في الذهب
 ہر کوئی قبول کرے کہ یہ منفق ہو ہی ہیں کہ حکم انہی چیزوں اشیا پر جس میں ہیں بلکہ یہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونے

والفضة والوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحدید ونحوه وفي الأربعة الباقية الكيل مع الجنس فتعدى
 اور چاندی میں وزن مع الجنس ہی سوا اسکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لودا وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الى كل مكيل كالبحر ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيالات والوزن في الموزونات كما جاء
 ہر یک میں پہنچتا ہی جیسی چونکہ وغیرہ اسکی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی مکیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ

في رواية اخرى وزنا بوزن وكذا يكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النص
 ایک اور روایت میں وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر یکجائی مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں ذر اور بیش ذر کی صورت میں

فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام
 تقدیر کلام کی یہی ہے جو تم سونے کو سونے سی تو یہ امر ہوا اور بیش اس صورت میں تقدیر کلام یہی ہے بیجاوی سونا سونے سی اس میں

خبراً وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرح الوجوب الى رعاية المماثلة والمماثلة
 خبر ہوا اور خبر رسول کی بجائی امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو علت ممانکت پر لگا دیا اور لہذا ممانکت سی

جنس لا ثمان وهي النقود فانما بيع منها الجنس بحسنه كباقي ابيع للذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس من جنس بقرني يعني نعمتوا سمين اكر ايك جنس كواي جنس سي بيجين جيسي سنا سوقي سي يا چاندي چاندي سوقي تو وزن من برابر چونا

بشرط التساوي في الوزن والتفاضل قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كاذابيع للذهب

بشرطه اور افتراق جسماني سي پہلی قبضہ بھی بشرطه اور اگر ايك جنس دوسري جنس سي بيجين جيسي سونا

بالفضة والفضة بالذهب لا بشرط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والجائز فيكون بشرط التفاضل

چاندي سي يا چاندي سوقي سي تو وزن من برابر چونا بشرط منين بلکہ کئی مرتبتي اور انکل سي سي چايزي ميکن قبضہ منين کا اصلو

قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه

الافتراق جسماني سي پہلی بشرطه واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندي بغوض چاندي کی اور ہر لی اور ہر دی اور ايك اور حديث منين ہی کہ نبی علیہ الصلوة

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالدرهم فتم الحزمة صوت بمعنى خذ والمراد به التفاضل قبل الافتراق

والسلام في فرمايا سونا بغوض چاندي کی اور ہر لی اور ہر دی اور ارادہ اور ہر دی کہ زيدي او اڑهي یعنی لی اس سي عادي دو نو کا قبضہ جسماني افتراق سي

بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقايضان قبل الافتراق بالابدان وان

پہلی کہیکہ معنی یہ ہیں کہ بايع اور مشتري ہر يك دوسري سي کہوي لی تاکہ دو نو کا قبضہ افتراق ہتی سي پہلی برابر چادي اور اگر

كانا يمشيان معاً في جهة واحدة حتى لو مشيا فرسخاً ثم تقايضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله

عنه ده دونو ايك طرف کو ہر اہل چاتي ہون بيان تک کہ اگر کوس ہر جاکر ہر قبضہ کرين افتراق سي پہلی نورست ہتي کیونکہ ابن عمر رضي الله عنه کا قول ہی

وان وثب من سطح في ثبوعه وليس المراد من هذا الكلام الا امر بالوثبة المملوكة بل المراد منه المبالغة في ترك

اگر وہ چہت سي کو پڑي تو یہ سي اوکی ساتھ کودی اور اس کلام سي مراد کو پڑي کا حکم نہیں ہي جو ہاک کر ديتا ہي بلکہ ارادہ مانہم کی کہ قبضہ سي پہلی ساتھ بگڑ

الا فتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الآخر دينار

چھوڑي اور یہ بشرط نہیں ہي کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفين کی ملک میں ہون بيان تک کہ اگر ايك في دوسري کی ہتہ ايك دينار

بعشره درهم ولم يكن في ذلك ما شئ من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

عوض دس درهم کی بچا اور ہ ايك پاس دينار ہي اور نہ دوسري پاس درهم پیر دونو في اہل پادين واجب الادا ايك في دينار اور دوسري في درهم

ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعل به كثير من الناس في هذا الزمان

اقرض ايك افتراق سي پہلی ادا کر ديا تو جائز ہي اس بيان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ میں عمل کرتی ہين سب سود میں داخل ہي

وهو ان احدهم دين هب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به درهم فيعطيه

يعني ايك شخص بازار میں دکاندار پاس جا کر ايك دينار يا قرش او کو ديك کہتا ہي اسکی مجي درهم ديري پیر وہ اوکو

بعضاً من الدراهم او لا يعطيه شيئاً بل يقول له ليس عندك درهم فانت بعد ساعة فاعطيك درهماً فيذهب

کہي تو تہوڑی سي درهم ديتا ہي اور بعض دفعہ کہہتی ہين ديتا اوک سي کہتا ہي اب تو درهم ميں پاس نہیں ہين پیر کڑي بہر کی بعد آ جانا تمہاری درهم جلاہ کوگا

من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربو لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى نقد

پیر وہ درهم لي بغیر جلا جاتا ہي یہ سب باطل سود میں داخل ہي کیونکہ افتراق قبضہ سي پہلی جو صرف میں واجب ہي ہو جاتا ہي اور بالقبض تمام دراهم پر

قبض الدراهم كلها قبل الافتراق بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزاً في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ ہي کرتی ہين تو کیکہ قبضہ کرتی ہين وزن کر نہیں کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار میں جائز ہي کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہي تو وزن واجب نہیں

الجنس لکن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش میں جائز نہیں ہي اسلی کہ جب جنس متحد ہو دی تو وزن واجب ہوتا ہي تاکہ برابری وزن میں معلوم ہو جادی اور ظاہر یہ ہے کہ قرش

الشر من الدرامهم المعددة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
 ووزن معدود من نكاحه هو تباي بهر سودی بودیگی اور حیدر سودی بختی کا اگر بنا وزن بڑھتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچیں تو یہی
 القلیل ان يجعل في قلبها وزننا شيء من خلاف المجلس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة لحققة من التراب يصح البيع
 اور کس کی قیمت درستی جن میں بیع درست ہو جاوی ہے یا پر اگر قیمت اوس شیئی مخالف کی برابر اور کس کی بڑھتی چاندی کی ہو تو بلا گراہت بیع جائز ہی
 وان كانت شيئا قليلا يصح البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقليل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
 اور اگر وہ تہوڑی ہودی تو بیع جائز ہی پر مکرہ امام محمدی یہی روایت ہی کسی فی الہی پوچھا تہا دی دلیل کیسی معلوم ہوتی ہی کہ جابجہا ہوا اور اگر
 فحدث رجل الصفي مع الرسول دينار ليصرفه لا يصح لوجوب التقابض قبل الاقتراف بالابدان وقبض الرسول وتسلمه
 کسی شخص صراف کی پاس سول کی اتہ دینار بیجا تاکہ سہا لاوی تو جائز نہیں ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی پہلی واجب ہی اور رسول کا قبضہ اور تسلیم
 لا يعتد فينبغي ان يكون له لان الوكيل يقيم مقام الوكيل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجب التقابض قبل الاقتراف
 کی اعتنا نہیں ہی اب یوں لازم ہی کہ اوکو وکیل کر دی پہلی کہ وکیل مکمل کی جگہ ہوتا ہی اوکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ فراق جسمانی ہی پہلی
 بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من بلم دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
 ہو جاوگا اور بیع صرف میں قبضہ ہی پہلی ثمن میں تصرف جائز نہیں ہی بیشک اگر کسی ایک دینار دس درہم کو بیجا اور درہم پر اپنی قبضہ نہیں کیا کہ درہم کا
 اشترى بها ثوبا بفلسد البع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جواز
 بیک تہا سول بلیا تو کبھی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بے عقد کی حق اللہ واجب ہوا تھا فوت ہو گیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جائز ہودی
 لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يحجر لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
 ہتھی کہ درہم اور دنانیر متعین نہیں ہوتی تو یہ عقد مطلق ثمن کی طرف گھاوی اور جائز اس واسطی نہیں کہ صرف بیع ہی اسمیں بیع کا ہونا ضروری اور
 فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه ونشنا من
 ہمیں مجز و نو ثمن کی کچھ نہیں ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچھ فوقیت نہیں ہی جو بیع ہلایا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک وجہی بیع ہی اور ایک وجہی ثمن
 وجه وان كانتين خلقته والثن في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
 ہی اگرچہ حقیقی یعنی اصل میں دو نو ثمن ہیں اور ثمن باب صرف میں ایک وجہی بیع ہوتا ہی اور بیع کی بیع قبضہ ہی پہلی جائز نہیں ہی اور بیع ہوتی ہی بی بیع ضرور
 كونه مبيعا ان يكون مصنعا فان المسلم فيه ليس بتعين مع كونه مبيعا في السلم يبرأ الله تعالى عما صوفنا
 نہیں ہی کہ متعین ہی ہو جاوی کیونکہ مسلم میں مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز بیع ہو کر متعین نہیں ہوتی اقی میرا عمل موافق اپنی رضامندی کی
 رضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
 آسان کری جو ہندوین مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان میں اور اوکی احکام اور سوا اوکی اور اعتسام
 العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کسی شی میں بدہنی بدہنی تو چاہی ہی کہ کیل معلوم ہوں اور وزن معلوم ہو
 الى اجل معلوم هذا الحديث من صحيح المصاير مرواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
 اور تہمت معلوم ہو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتھ سبب ہی بیان کیا وہ یہی کہ نبی علیہ السلام
 قدم المذنبات وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلاث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
 قدم من تشريف لای تو دیکھا توکثر رخت میں بدہنی کیا کرتی تھی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب بدہنی اور پہل آگے سال کا یا زیادہ کا خرید

الى سنة او اكثر فقال النبي صلى الله عليه وسلم من استلف شي فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 ليقى النبي صلى الله عليه وسلم في قربانها جو شخص بهي کسی شئی زمین کری ازها بی که بهی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک
 الى اجل معلوم فانه عليه الصلوة والسلام امرهم ان يلبثوا قدر الكيل بالكيل وقدر الوزن بالوزن
 کری پس بی علی السلام فی اوکو فردیا کیل کی مقدار کیل سی کہول لیا کریں اور وزن کی مقدار وزن سی کہول لیا کریں
 اذ اشترى ثيابا منها بطريق السلف وهو يفتحتين وان كان له معنيان احدهما القرض والاخر السلم
 جب ان وقت زمین سی کسی چیز میں بهی بهی اور سلف کی معنی اولیٰ و زبر سی اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسری بیع سلم
 الا ان المراد به ههنا السلم الذي هو نوع من البيع ويكون البيع فيه دين على البائع ويسمى البيع مسلفا فيه
 پر بیان مراد سلم ہی کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اس میں بیع بائع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور بیع کو سلم فیہ کہتی ہیں
 والبائع مسلفا اليه والتمس من اس المال والمشتري رب السلم ويتجوز في كل ما يعلو قدره ووصفه كالمكيلات
 اور بائع کو سلم الیہ اور تمس کو اس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر یک شئی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو چاہے ہی جیسا کہ کیل
 والموزونات والمذروعات والعدوات المتقاربة التي لا يتفاوت احادها تفاوتاً فاحشاً كالجنس والبيض فان
 او وزن او گزگت اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اسکی احاد میں فرق ظاہر نہ ہوتا ہو جیسی ہوز اور انڈی کیونکہ
 الكبار والصغير منها سواء لا صلاصط لاسم الناس على اهدر التفاوت فيها اذ لا يباع جوز بفلس ولا خر بفلسين و
 انہیں بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہی اسلی کہ اس تفاوت کی چھوٹی پر سب لوگ متفق ہیں نہ نہیں کہ ایک جوز ایک سی کیوں اور دوسرا دوسری کیوں اور
 كذلك البيض بخلاف البطم والرمان فان احادها متفاوتة تفاوتاً فاحشاً وتفاوت احادها في المالبية
 ایسی ہی انڈی بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی
 يعرف كونها من العدوى المتفاوتة لان الصاب في معرفتها تفاوت احادها في المالبية
 معلوم ہوتا ہی کہ یہ عدوی متفاوت ہیں عدوی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی بیجان کا یہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں
 وهذا هو المردى عن ابي يوسف ويؤيده ما روي عن ابي حنيفة ان السلم لا يجوز في بيعض النعام لتفاوت احادها
 یہ تقریر امام ابو یوسف سی ہوتی ہی اور انکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سی ہی کہ بیع سلم شتر مرغ کی انڈوں میں جائز نہیں ہی اوکی احاد مالیت میں
 في المالبية ثم انه في المعدودات المتقاربة كما يجوز عدد يجوز كذا لان المقدار يعرف بالعدد تامة وبالكيل اخرى
 مختلف ہوتی ہیں بہر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسی گنتی کر جائز ہی کیل سی ہی جائز ہی اسلی کہ مقدار کہی گنتی سی معلوم ہوتی ہی اور کہی کیل سی
 ولا يجوز في كل ما لا يعلم قدره ووصفه كالحيوانات واطرافها ولحمها وجلودها وكذا لا يجوز فيما لا يوجد من
 اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہ ہوتی ہو او میں سلم جائز نہیں ہی جیسی حیوانات اور اکی اطراف اور گوشت اور چڑی اور ایسی ہی اس شئی میں جو عقد کی وقت سی
 حين العقد الى حلول الاجل بان ينقطع عند العقد وعند حلول الاجل او فيما بينهما او حلا الانقطاع ان لا يوجد
 آخر مدت مقرری تک موجود نہ ہی جائز نہیں ایسا کہ یہ عقد کی وقت نہ ہو یا مدت گذری پر باقی نہ رہی یا ان دونوں کی بیچ میں جسکی اور انقطاع کی حد یہی کہ بازار میں چھوڑا
 في السوق الذي يباع فيه ولا عبرة بوجوده في البيوت لعدم مكان تحصيله بالاكتساب وتسليمه الى صاحبه وكذا
 شئی بیکتی ہی نہ ہی اور گروں میں اگر ہودی تو اسکا اعتبار نہیں ہی کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی سیلے سی پیدا کر رب السلم کی حوالہ کریں اور ایسی ہی
 لا يجوز في طعام قرية بعينها وثمر نخلة بعينها لاحتمال الانقطاع بعروض الاقاة فينتفي القدر على التسليم وكذا
 کسی خاص گروں کی غلات میں اور کسی خاص درخت کی پھل میں جائز نہیں ہی شاید کہ وہ کسی آفت سی فنا ہو جاوی بہر کہ کسی دی سکیگا اور ایسی ہی
 لا يجوز بمكيل رجل بعينه اذ لم يقدر له لان التسليم يتأخر فيه فيحتل ان يضيع ذلك
 ایک شخص خاص کی پیمانہ سی کسی شخص کی گز سی جائز نہیں ہی اگر اوکی مقدار معلوم نہ ہو کہ اس صورت میں تسلیم کو دیر کی کی اس وقت میں شاید کہ وہ بچا نہ

الروية وان لم يكن ذلك الشيء ما جرى فيه التعامل كالشباب ونحوها لا يضم الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وتبين
 ان حصل به او اكرهه شيء ليس به من النكاح او رواج به جسي كبره وغيره او ما بين من يملكه او من مدته بشرى او ساكنين من طين مسلم
 شرط السلم فحينئذ يضم بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض تاسي بيان
 تبين ان يكون سوابب بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى سلف كقرض في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو
 ههنا وان لم يكن مراد به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامرة على جوازها وهو ما عطف به غيرك من المال لتفضل
 ان كان من غير ان يكون كاي معنى سلف كاجازة بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو
 ويجري في كل كيل ووزن وصدى متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب لا اصل فيه ان
 او قرضه كيك كيل او وزني او صددي متقارب من جازي صددي متفاوت من جازي جازي حيوان او كبر او كثر او قاعده كلبه به
 كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقرضه وكل ما لم يكن
 كبره شئ ذوات الامثال هي او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقرضه حتى لو استقرض
 ذوات الامثال هي تبين هي او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 ساجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقصي به دينه يضم قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
 دوسر يفسد فاسد او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالباع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا او
 ملك من آتاه به او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوائجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
 كاهبه مال لي او اتيه كاهبه من لگالی او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 يحتلها الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناها ولو دفع اليه ثوبا وقال له انكس به
 دون او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 لا يكون قرضا لكونه ثوبا فاسدا بل يكون هبة تصحها التصرف ومن اخذ من القصاب لحما
 او قرضه تبين هو كاي معنى سلف كاجازة بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو
 ولم يبد كراهه قرض او شرع يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يملك له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
 او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 يجوز استقرضه ومن باع عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي بضمن بالمثل
 قرض ليا وزنا ههنا كاي معنى سلف كاجازة بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو
 وذكر في الجامع الكبير انه يضم بالقيمة قوله لا سبيحاني هذا المحمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
 او راجع كبير من كذا كاي معنى سلف كاجازة بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو
 وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضيان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضيان ان يكون العنب القزم
 او شرح الطحاوي تبين هي او يهلك هو في براءه كضمان بالمثل هو تاي ضمان بالقيمة تبين هو تاي او كذا قرض ليا جازي
 مثليا ويجوز استقرض الكاخذ عدد الا انه عددي متقارب ومن تلف دبس غيره بضمن قيمته لان
 مثلي يهودي او اودها كذا كاي معنى سلف كاجازة بطريق السلم كاجازة بطريق الاستصناع في حين ان يكون كاي معنى بيان مناسب معلوم هو

بیم الدماہم بالدمام نسمة وهو مراد و هذا يقتضي ان لا يجوز القرض وانما جاز نظر الى ابتداء امره لكن بدلا
 كره به مع ذلك في عدم سمي الخاضع في الامور هو تباہی اور اس سے لازم آتا ہے کہ قرض ہی جائز نہ ہو سوا پر صرف بجا ابتداء کی ہی لیکن
 لہذا ہم الاجل فیہ ولو اس میں کوئی اجل لازم آتا ہے فطریقہ ان یجیل المستقرض المقرض علی رجل بدینہ علیہ فی وجہ
 امین صحت لازم نہیں ہے اور اگر اس میں صحت کی ضرورت پڑی تو یوں کری کہ قرض دار قرض خواہ کو کسی اور پر حوالہ کر دی اب قرض خواہ
 المقرض ذلک الرجل مدۃ معلومة فحينئذ یكون الاجل كما حقہ کہ یكون المقرض ان یطال المدة لئلا یجیل قیل تمام
 او کی ہی مدت میں مقرر کر دی ابتداء لازم ہو جائیگی بیان تک کہ قرض خواہ کو اختیار نہیں ہے بلکہ اس شخص سے اتہام مدت ہی
 تلك المدة المجلس الخاضع السبعون فی بیان السؤال الحرام والوعید فیہ وفي ای موضع
 پہلی جگہ پچھتروین مجلس سوال حرام کی بیان میں اور اس میں کیا وعید ہے اور کس موقع پر

يجوزنا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يبيع الناس حتى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه
 جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے آخر قیامت کو آدھنگا او کی چہری پر گشت
 مزة لحم هذا الحديث من صحيح المصاير رواه ابن عمر والمرقة بضم الميم وسكون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
 نہیں ہوگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے ابن عمر کی روایت سے اور غرض ہم کی پیش اور از نقطہ دہ کی سکون و صین فی نقطہ سی
 قطعة لحم والمراد بعد ما يوم القيامة في وجه السائل ما يلحقه في الاخرة من الفضاحة والهو ان السؤال
 عشت کی لکھ کر کہتی ہیں اور قیامت کی دن سائل کی منہ پر گشت نہونی ہی ہمہ راہی کہ آخرت میں وہ نہایت فضیحت اور خوار ہو جائیگا اسلی کہ سوال اصل میں
 حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما كان الاصل فيه الحرمة لانه لا ينفك عن عدة امور محرمة
 حرام ہے اور بدون ضرورت کی مباح نہیں ہے اور سوال اصل میں حرام واسطی ہی کہ سوال بدون کسی حرام باتوں کی نہیں ہو سکتا

الاول اظهار الشكوى من الله تعالى فكما ان العبد المملوك اذا سئل يكون سؤاله شنيعا على مولاه فكذلك
 اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام ملوک اگر ہو گیا مانگی لگی تو اس کا مانگنا مولیٰ پر دشوار کرتا ہے
 سؤال العبد یکن شنيعا على الله تعالى وهذا يقتضي ان يحرم السؤال ولا یجیل الا عند الضرورة والثانی اذ لا
 بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبھی حلال نہ ہو جیسی مردار کہا تا بلا ضرورت حلال نہیں ہوتا اور
 فی نفسه لغیر الله تعالى وليس للمؤمن ان يدل نفسه لغیر الله تعالى بل الواجب علیہ ان یدل نفسه لله تعالى
 اپنی نہیں سوا اللہ تعالیٰ کی اور کسی سامنی خواہ رکنا اور مومن کو نہیں چاہی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی دلیل کرے بلکہ واجب ہے ہی کہ اپنی ہر کس کی سامنی خواہ کرے
 اذ فیہ عزہ وشرفه فی الدنیا وفي الاخرة والثالث ان السؤل والمسؤل خالبا لانه لا یسمع نفسه بالبدل ولا یستجیر
 کیونکہ میں دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہے اور تیری مسؤل کو اکثر حال میں مستانا اسلی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہیں چاہتا اور حیا آتی ہے
 ان یرى بالمنع فی صورة البذل ففي البذل نقصان ماله وفي المنع نقصان جاهه وبكل منهما یحصل له الایذاء
 کہ نہ ہی سی بخل کی صورت بتا ہے سو دینی میں تو مال کا نقصان ہے اور دینی میں عزت کا نقصان اور دونوں سے رنجیدہ ہوتا ہے اور ایذا آتا ہے

ولا یدناء حرام لا یجیل الا عند الضرورة ثم انه ان بدل لا یبدل الاحیاء اوسریاء فیم علی الاخذ اخذه اذا
 اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہیں ہے پھر اگر وہ دیگا ہی تو شرم کا مارا یا رہا کی دہشی دیگا سو ایسا دیا یعنی والی پر ہی لینا حرام ہی جب
 فهمت هذه المحظورات فهمت قوله عليه السلام مسألة الناس من الفواحش ما حل من الفواحش
 تو فی بیغریبان سمجھ لیں تو اس حدیث کی معنی ہی مجھو آگئی سوال کرنا آدمیوں سے فواحش سے ہی فواحش میں سے سوا کی کوئی حلال نہیں ہے
 غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباه الا عند الضرورة واختلاف العلماء فی
 دیکھ تو کیسی ہی کا نام فاحشہ رکھا ہے اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبھی مباح نہیں ہوتا اور علما کو اس میں اختلاف ہے کہ سوال کس

لا یجیل الا عند الضرورة

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غدا يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قل
 وقت حال هو تاي بعض كيتي من حكي پاس ايكه دنك كاهنا موجودي او كوسال كيتا حال نين بي ^{اور بعضي كيتي بن جوشخص كاستفاد او كوسال}
 على الكسب ليس له ان يسأل الا في الاستغراق ووقته لطلب العلم قال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدل ذلك
 سؤل كرنا نه جايي او كوقت كه او كسما ساد وقت علم كي تحصيل من مشغلي هو ^{اور بعضي كيتي بن كيكو اختيار نين كه اندازه نمراد بن بلكه كسما علم}
 ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغفروا فغناء الله تعالى قالوا واهو يا رسول الله
 نقل به موقوف بي موريشك حديث مين آياي كه نبه عدي سلام ني فرماي غني رهواسد كي غناسي ^{صاحبني بهر جاده كيه بهر سؤل سم}
 قال غدا يوم وعشاء ليلته وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل له خمسون درهما
 فرماي كها ناصح ك او كها نار ك او كها ايكه مور حديث مين بي كه نبه عليه السلام ني فرماي جوشخص مانكي ^{اور او كي پاس بهر پاس درهم}
 او جلد لها من الذهب فليس سئل الحقا وفي لفظ اخر اربعين درهما ففهمما اختلفت الروايات في التقدير بل يلزم
 يا اتنا اورال سورفا كه هتو او كسما سؤل الجاجت كاي اور ايكه ايت مين چا مين درهم آئي مين اور جب تقديرات كي روايتين مختلف هون تو لازم بي
 ان تحمل على حال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولياس يلبسه وما وي يسكنه
 كه اختلاف احوال بهر قياس كجا وين بهر جس حيز ك سائل في الحال محتاج هودي مثلا دن اور رات كي كها نيكا اور كپري كي هيتي كا ^{اور درميني كي كبر كا}
 فلا شك فيه واما سؤاله للمستقبل فله فيه ثلاث درجات احدى ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه
 نوار كي جوا وين كچه شك نين بي اور سؤل كرنا آينده كي لي اسمين سائل تين درجه بهر جوي ايكه بهر بهر بي كها كاي دن او كها حاجته نيلوي ^{اور درم بهر بهر}
 بعد اربعين يوما وخمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة
 بعد چا مين باي پاس دن كي او كها محتاج هودي قبله بهر كه سال بهر مين محتاج هوسو بهر كيقين بي كه حكي پاس اتا كچه بهر كه او كها او كها عيال كو سال بهر
 فسؤاله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السؤال في ذلك الوقت ولا
 كفايت كري تو او كها كها حرام بي كيونكه بهر بركاي غنا هي بهر اگر سال تمام هوني سي سيلي حاجته هودي ليكن او وقت حاجت بهر بي سؤل كر سكتاي
 يفوت فرصة السؤال لا يحل له السؤال لانه مستغن عن السؤال في الحال ودرهما لا يعيش الى الغد فيكون قد
 فرصت سؤل كي انته بي نين جاتي تو او كها سؤل كرنا حال نين كيونكه بالفعل سؤل كي حاجت نين بي او بعضي وقت انگي روزنك جيتا نين سرتا
 سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غدا يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السؤال ولا
 توس صورتين ناحق سؤل كيا اسلي كه كو كي پاس اتنا تها جوشص اور شام كي كها ني كو كفايت كري ^{اور اگر البسا حال بي كه فرصت انته سي جاتي بي}
 يجد من يعطيه لو اخذت السؤال ببلح له السؤال لان البقاء الى السنة صير بعيد وهو يتأخير السؤال يخاف ان
 ايكه سؤل بهر بهر كمين تو ريني والا نيلوي تو او كها سؤل كرنا مباح بي كيونكه برس بهر جيتا ^{كچه بعيد نين بي اور سؤل بهر بهر كمين مين خوش بهر بي}
 يبقى مضطر عاجزا يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السؤال لا يقبل الضبط وهو منوط باجتهاده ونظره
 كه مبادا عاجز لاچاره جاي اور مقرر كرنا اس مدت كا جمين حاجت سؤل كي بهر جوي قابل ضبط كي نين بي ده صرف ايك قياس بهر بهر
 لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغي الى تخويف الشيطان لانه يعدل الفقر ويامر بالفحشاء والقيح ^{الضرورة}
 اور جان كي خير خواي بهر موقوف بي سويده شخص بي دل بي قومي ليري اور او بهر عمل كري اور شيطان كي دژني پر كان نه دهري ده توفيق واحد اور طشا كا اكر كيا كراي
 فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السؤال لان السؤال نوع الكتاب لما روى انه
 ميشك جوشخص كاي سلا چا رهواسد بهر كاهم ني ككي اور طاكه خوف هتو او كها سؤل كرنا چا هي كيونكه سؤل بي ايكه طرح كاي بي اسلي كه رو ايت بي كه نبه
 عليه الصلوة والسلام قال السؤال اخر الكسب فان ترك السؤال في تلك الحالة حتى مات ياثم لانه القى نفسه
 عليه السلام ني فرماي ك سوال لا چاري كي كاي بي بهر اگر ايسه حالت مين سؤل نكيا آخر مگيا ^{تو كنه كار بهر كا كيونكه انچا جان كو طاك كيا}

اور او كها سؤل كرنا مباح بي
 او سوال باالغشاه

الى التهلكة اذ كان السؤال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السؤال في تلك

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جس کی حالت میں کچھ جانی جیسی کا نئی سی اور ایسی حالت میں رسول کی کچھ ذلت نہیں ہوتی
الحالہ وانما الذل اذا سال من غیر حاجت فان من له قوت يومه لا یصل له السؤال لانہ یصل نفسه من
ذلت الخیر کی کہ یہ ضرورت مانگی جبکہ جسکی پاس ایک دن کا کھانا نہ ہو اور اسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی
اسی کہ اسکی تینین بی ضرورت

هذه ضرورة ما روي انه عليه السلام قال لا يجلب للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب الحق
 دليل كذا في محرم حرمي كيونكر روايت كني عليه السلام في نويا كرمي كحوال نهمي كني كني دليل كني
 لتقبة يفرض على كل من علم حاله ان يطعمه او يذل عليه من يطعمه صوناله عن الهلاك وان استعز

تو چہ وقت حال پر یہ فرض ہی کہ اوکو کھانا دیوی یا ایسی کو چلوادی کہ وہ اوکو کھانا دیوی تاکہ وہ مرنے سے بچی اور اگر اتھین سے کسی نڈیا
 من فلتا حتی مات یشرکون فی الاثم وأن اطعمہ واحد یسقط الاثم عن الباقرین قال الحسن البصری وابو
 آخرہ مرنیا تو گنہ میں سب شریک ہیں اور اگر کسی ایک فی ہی کھلا دیا تو سب ہی گنہ جاتا ہے
 حسن بصری اور ابو عبیدہ

عبيد من كان له أربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
 كبريائهم حتى يأسوا ليس بهم چون ثروة غنای
 اور ثوری و ابن مبارک و احمد بن حنبل و اکثر جماعت علماء کبار یہ مذہب ہی
 العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شيء من الزكاة وقالت الحنفية

جسکی پاس پچاس درہم ہوں یا اس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوٰۃ نہ دینی چاہی اور علماء حنفیہ کہتی ہیں

يجوز دفع الزکوۃ الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكشبا مع قولهم من كان له قوت يومه

ایسی شخص کو زکوٰۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہ ہو اگرچہ پہلا چنگا کا ڈاکو ہو یا دو جو کہ یہ یہی کہتی ہیں جسکی پاس ایک روز کا قوت ہو ہی

لا يحل له السؤال وذكر في الخاتمة القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز صمها أسوة
 بغير سؤال حال نهنه وادخار فيه من مذكرة صبح شام کی گها کی قدرت صبح شام کا گها تا گنا حرام کر دیتی ہے تیسرا گنا کرتا
 الحجة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوى يحرم عليه السؤال وروى ان جبري سمع سائلا يسأل بعد

اور چادر کا جائزہ لی اور زیلعی بھٹاسی اور ایسی ہی کئی کئی فقیر کو سہاں کرنا حرام ہی
 اور رو بہت ہی کم عمر بچہ فی سائل کو بعد از ضرب کی مانگتی ہوئی سنا
 المغرب فقال لو اخرج من خدامہ اعش الرجل فقام وعشاه ثم سمعہ ثانیاً یسئل فقال لخادمہ الم اقل لك
 سوانی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹھا اور دیدی پھر اس کو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پھر خادم سی کہا میں تجھ سی کہا نہیں تھا

عش الرجل فقال قد عشتيه يا امير المؤمنين فظفر عمر فاذا اقتربت بطنه مخلاة ملوغة خبزا فقال انك لست
 كدركوشام كي خوراك ديدى عرض كيا امير المؤمنين مين فى ديدى بهر عمر كيامين بين كراوكى بغل من تيشلا رويوشى بهر اهوراى فرمايا قهر كرسال نيين هـ
 بسائل بل انك تلجر ثم اخذ مخلاة ونشر ما فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدمرة فلو لم يكن سواله

حرام الماضیہ وکما اخذ فخلاته ونشرافها بین یدی الایل اماضیہ فكان للتادیب فیجوز تادیب السائل
تو او کو کیوں عاصی اور اس کا تہلیل کیا اور نون کی آگ کیوں ڈال دیتی البتہ اس کا مانتا تادیب کی لئی تھا سو سائل کی تادیب اور اس کا

در جرحه اذ كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه مراه مستغنيا عن السؤال وعلم ان مراهطه
 دهمكانا جب سوال بر خلاف شرع كرتا هو تواجيزه اور اس اوكى مال كا بيدين سونلى كرا وكوسل سى غنى ديكيه اور جانا كه حسنى سكو ديكيه
 انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا فى اظهار الحاجة وله يد يخل فى ملكه باخذ ماله التلبيس

محمد بن جعفر از دی
زرد بر ساحل بیشت جابتنندی ظاهر در بین
سواستی ملک بین بین ایای مکرسی جولیا ای

Abstract

[illegible][illegible]

نہ اس عبادات میں اسامیہ ہوا۔ التسمیہ والتقلیل وقرآن القرآن فضلہ عن التصدق وأما قبل الخطبة فہی علی
عمرہ اور عبادات کی بنیادی اور نہ بھان اصر پڑھا اور نہ ٹکاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور خطبہ کا پہلی اسکی
وجہیں ان کان السائل یلزم مكانه ولا یدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالصدق علیہ یجوز
دو حال میں اگر سائل اپنی جگہ بیٹھا ہر ای صفوں کو چیرتا نہیں بہرتا اور نہ غازیوں کی گردنوں پر کوبتا تا می تو ایسی کو دینا جائز ہی
دیثاب علیہ وأما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالصدق علیہ حرام ومن تصدق علیہ یتارکہ فی وزرۃ
اور ثواب ہی اور نہ مسائل جو غازیوں کی گردنوں پر کوب جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اس سائل کی گناہ من

الذی یعتز به من المورسین یدری المصلی وتشتوت فی القراءة وتخطی رقاب الناس قمری انه علیه الصلوة والسلام
جو اسیر مصلین کی سانس . پوچھی اور عزت میں خیال نہائی سی اور نازیلوں کی گردنوں پر کو چلی سی گناہ ہوتا ہی اوسین شریک ہوگا اور روایت ہوگا کہ
قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد الا يقم احد املا الله فلا يقوم الا سوال المساجد لان المساجد انها بنيت
فرما جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دینگا سو خدا کی دشمن کڑی ہو گا سو بخیر مسجد کی منگتوں کی کوئی نہ کہہ ا ہوگا کیونکہ مسجد میں صرف نماز
للملوة والذكر لا للسلب والشكایة من الله تعالى قال الانسان اذا جاء دمره كك وهو جالس مع اصداقائه
اور باد آئی کی واسطی جی ہن کما ہی اور تھلکی شکوہ شکایت کی واسطی ہن میں دیکھ کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار میں جاوے گا تو وہ اپنی دوستوں میں بیٹھا ہوگا

فشلی منہ بینیدی اصدقائه فانہ یغضب علیہ لاجلہ فذلک ہما فعلی هذا کان القیاس ان لایجوز
بہر اوکی شکایتہ اوکی دستور کی سامتی کرتی تھی تو وہ بادشاہ پیشکامپیر غصہ کر کے ایسی ہی بیان اسکا منافق قیاس میں یوں آتا ہی کہ مسجد کی
التصدق علی سوال المساجد اصلہا مذکورہ المنقول والمعقول لکن استحسن فی المسائل الذی یشمل لحاجۃ
سنگتوں کو صدقہ دینا ہرگز جائز نہ ہو ان دلائل عقلی اور نقلی سے جو مذکور ہو چکی ہیں لیکن ایسی سائل کی لائق جو حاجت مند ہو وی ۔
ولا یتخطی رقاب الناس ولا یشل المحافا بالنصوص العامة فی التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال
اور غازیوں کی گردنوں پر کو نہ جاتا ہوا اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہوا احتساباً جائز ہی کیونکہ نفوس صدقہ دینی میں اور سائل کی حق میں عام ہیں خاص یہ ہے کہ سوال میں

قد ورد فيه ما يدل على جوازہ وما يدل على عدم جوازہ فيكون قسمين احدهما جائز فيجب الاعطى الاجله
 دون طرح كى روايات بين بعضى سى جواز معلوم ہوتا ہى اور بعضى سى عدم جواز سو سوال و قسم كا ہوا ايكسو جائز سوا سمين دييا ہى جائز ہى
 والاخر غير جائز فلايجوز الاعطى الاجله واذا لم يرع حال السائل هل ييسر عن حاجة
 اور دوسرا منوع و سمين دييا ہى جائز نہیں اور اگر معائن كا حال معلوم نہو كہ آيا حاجتمند ہى

وَحِينَذَا حَاسِبًا مِمَّنْ لَدُنَّ الْعَذَابِ

... کوئی حرکت اور نہ ہی ...

عجز و انحراف علی عطاء ششیا لا عجز و انحراف ان یکنون یحتمل و لا یفعل من شئ فی نفسه

فهروما اذا قل على اعطائه شيئا وقد خلى عن بعض فقرائه ضعف من الجوع والحر والاسهل والسؤال

جلال عليك لأن فقال أخاف أن أسئل الناس في ردوني محروما مع قدرتهم على إعطاء فيرسلهم الله تعالى

توس حالت میں سوال کرنا جلال ہی کو ہی کہا جھوکو یہ ذہنی کمزور کو کوئی مانتوں بہرہ مجھ کو وجود مقننہ کی محروم زمین اندر اپرو انو کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر ڈالی

سچ سچ کی بات ہے کہ اگر علماء و دینداروں کی مجلس میں لوگوں سے کوئی شی طلب کریں تو یہ لوگوں کو حل نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت ہی کا بیج ہی

والطاعة تنزواستوا لانفسهم او لغيرهم ومن السؤل المذموم اهداء قلبه لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس
براسي كاني ابي طلب كراي

وَالْخُتَّانِ وَاتَّخَذَ الْعَمَلُ جُلُوسًا لِّقَبْلِ نَزْلِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَكْفُرُوا بِالْآيَاتِ الَّتِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ

قال لای نکه والی ذر و ثویان لاتستلر احد شیئا وان سقط سوطك و كان ابویك و ثویان یزنان عندنی

اور ابو بکر اور ابوذر اور عثمان سی فرمایا کسی کچھ نہ مانگتا اگر کچھ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور عثمان حال بہا کر انکا کوڑا لوگوں کی

محمّد بن ابراہیم کے پاس کی پیادہ ہاسی نہ کہتی نذا کوڑا پکڑا دینا اس سے معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھ مال پر منحصر نہیں ہے

سؤال المال بل قيمه الاستخدام وسؤال النفق فتعين لاحقا فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا الغير
 له خاصه بل كونه بمشاهدي او سائل النفق كونه بالمستفاد من النفق خاصه ان كان له حقه او غير ذلك

اجب نفسه فيجوز استخدام التهديبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام ملوكه واجيره وشرائه في مصلحه

حاصل بیتا و تلخیصہ باذن صاحب کان بالغوا باذن ولیہ ان کان صبیحا یسرنا اللہ تعالیٰ عملہ موافقا لہ مناسبت

[illegible]

مجلس شہر وین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولیٰ پر اور سوار اوسکی

أحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل إلا ما يطيق

هذا الحديث من صحيح المصايف رواه أبو هريرة ومعناه ان المملوك عبد كان وامامة يجب على مولاه من

ما يكفك فكس يكفك ما تحت الجاه وولد له ان يكفك من العا لاما يطيق ناه كفا فوكتا

پڑا موافق حاجت کی مولیٰ پر واجب ہی اور مولیٰ کو نہیں چاہی کہ کار بار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکھتا ہو اس واسطی کہ

اسلامی

هـ ت الله تعالى و بطف عباد ه الافاضل

وجو السبلان واضمحمر من انوار النيران والبسوس مما تلبس من ثياب البراكين فبعث الله

انما خلقنا ضلالتا فليسمع من خلقنا انما سمع من الله اقدرا طيبا طيبا

فالتفت فاذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هرحم لوجه الله تعالى فقال عازله ان الله عز وجل قد بعث في كل

میں نے جو اوروں کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میں نے عرض کیا یہ دماغی خلل کی آلودہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی عورت تو میری

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے والد کے ساتھ ہو کر نماز پڑھے تو اس کی عمر بڑھ جائے گی۔

لم يات به او لم يصفه ان كفارة ته ان يعتقد يعنى ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعل ما وطبه فانتم فلاك

الضرب لا يزول الا بعصاة ههنا الذي صدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد خضع النبي عليه

یہ سب لوگ صریحاً یہی کہ اس ہی خطا نہ تھی ہو اور اگر کوئی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام فی اجازت دلی ہے

یہ بقدر امکانہ کی ادب و چاشنی کیونکہ بطور تقریر کی مار کر سنہ ادبی بہترین ہے کہ کم سی کم حد کی ہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہم ہیں۔

سوطا وهو جلد العبيد والاماء في القدر والشرب فينبغي ان يكون الثغري عند ابي حنيفة اقل من ذلك
او در جد غلام لانه لا ياكل ارجاء ودر شرب خوارى من اب نزار ودر بصرى كذا قال ابو حنيفة كذا في تركه من نذر ابراهيم مقدار

ان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واوله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يبيع الزجر فيضربه

[illegible]

تائیس تک اختیار ہی جتنی میں دیکھیں اب مان گیا لیکن اسکو غصہ کی وقت نہ ملدی بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

قیامت کی دن مواخذہ ہو دی بلکہ ان پاسی کہ جب ختم پر کسی

خزيمته ناسيا من تقصيره في خرفة خالقه وتعرف عنه في اليوم واللييلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله بن مسعود

عمران رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم تغفون عن الخادم فسكت ثم اعادة الكلام فقصت

سوی روشنی که ایک شخص فی بنی صلی الله علیه وسلم سی اگر پوچھا یا رسول الله ہم خادم کو کسی بار معاف کر دیا کریں آپ چپ ہو رہی اوس فی دوبارہ عرض کیا آپ ہم چپ

مہاشیر بار ہوا کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار دعائے کیا کرو اور ایک اور حدیث بھی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب تم میں سے کوئی

مذکر خادمہ فتنہ کز اللہ تعالیٰ فلیسک ای بھیجی عنہ بالعفو وبتذکر قصاص یوم القیمة ولا یضر به علی ذلک

میرزا محمد علی بیگلربیگی - میرزا محمد علی بیگلربیگی - میرزا محمد علی بیگلربیگی

[illegible]

تحتان الطعام مشفوها قليلا في بيرة منه اكله او اكلتين رقي الفتاوى سجل لا ينفق على عبدة
 بكانت له بيت بون اوسر بها تاتو طرا هو تو اوكي اتم بر اوسر سي ايك بارو قطين ركبي اوسر فتاوى مي يي كد ايك شخص غلام كا خرچ بنين اوشان
 ان كان العبد قلدرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب اوضعه
 اكره غلام كا سكتاي تو مو لي كي مان مي سي اوكي بي رضاه نه كها وي اور اگر كا بنين سكتا يامو لي كا بنين
 مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه ولا لامة فاكل مطلقا روي عن ام سلمة
 ديتا روي جاي يي كد مو لي كي مان مي سي بلا اجازت كها لي اور لو يي به حال كها ياكري ام سلمه سي روايت يي
 انه عليه السلام كان يقبل في فرضه الصلوة وما طمكت ايمانك فانه عليه السلام قرن المال بك بالصلوة
 كد بي عليا سلام عرض كي حالت مي قرا تي تهي نماز كي اور غلام كي حفاظت كرونيشك نبي عليه السلام كي مال بك كو خان كي ساته ملاك
 واهر بحفظهم كما امر بحفظهم ليعلم ان القيام بمقدرا حاجتهم من الطعام واللباس وتعليم الدين واجب
 اكي حفاظت كا كد راجي سي كد حفاظت كا كا كد معلوم هو كد مال بك كي خدمت بقدر حاجت كها ني بهي اور دين سي كهي كي مالكون كي ذمه
 حل من يلكم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبده وامائه قدر ما يكفيهم كذلك
 ايسر واجب يي جيسي اونپر نماز واجب يي بيك سلمان پر جيسي خرچ غلامون اور لونديون كا بقدر كفائيت واجب يي النبي يي
 يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهى عنهم عنه فان هذا امر قدام اهل كثر العلماء في هذا
 اوسر بهر واجب يي كد سكتاوي اور تعالى كي كيا كيا اونپر فرض كيا يي اور كيا كيا منع كيا يي بيك سيه نيا كام يي كد اسر نه مي كثر علماء كي چور راي يي
 الزمان فضلا عن العوام فان العبد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
 عوام كو كيا رويين بيك غلام لونديون اسر نه مي دين سي كهي كا اراده هر كد بنين كرتي بلكه بخر مقاصد
 لقضاء الما رب الدينوية فقط كانهم عند ملاكم حيوان بهمي لا تكليف عليهم فان كثيرا من يدعي
 دينوي كي كچه اراده بنين كرتي گو يو واپني مالكون كي پاس ميل ونكرين او كي ذمه احكام شرعي بنين من بيك اسر نه مي كثر شخص جاسلام
 الاسلام في هذا الزمان يكون عند عبده وامائه فلا يامرهم بواجب ولا ينههم عن حرام بل يكون العبد
 دعوي كرتي مي او كي پاس غلام لونديون مي چراوكونه كسي واجب كا حكم كرتي مي اور نه حرام يي روي مي بلكه غلام لونديون كو
 الجارية في ملكه عدة سنين لا يصلح ان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات
 او كي ملك يي كهي برس كد رجا تي مي كد فرض نماز بنين پڑھي اور بهتري اعمال مناي اور منكرات كي طاني
 وهو يبرهما ويتغافل عنهما ويطن ان انهما علمهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤخذ بما صدر عنهما
 لومين ديكا كرتي مي اور كچه بنين كهي اس خيال مي مي كد افكاهن او نپري جبر بنين يي اور بچا كو بيه خبر بنين كد جو كناه او نسي هو كا فقه پڑا جو يكا
 ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال يلكم مراع
 اور اوسي پو چيه هو كا اور قيات كي دن اوسر عذاب هو كا كيونكه عمر بن الخطاب سي روايت يي كد بي عليه السلام كي فرمايا تم سب سگهان هو
 وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يئسل عن عبده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم
 اور كهياني كي سبي يي پو چيه هو كي جب نومي كو بيه معلوم هو كد قيات كو غلام لونديون كل مجھي پو چيه هو كي تو اونكو شتر لي مہار
 المصلحة بلا ضابط ديني ولا نراج شرعي بنين اشكهم بزمام الشرعية ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
 في ضابطه ديني اور بغير زجر شرعي كي كيون چھوڑي بلكه اونكو شريعت كي سي مي بنين باندي اور احكام ديني مي بنين اور عذاب اخروي كي
 عن موجبات العقوبات الاخرية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نار فان اهل
 اسياب سي بچاوي اسد تعالى فرماتا يي اي ايمان والو بچا واپني جائتو كو لو واپني گھر والون كو اس آگ سي بيك نظر اہل

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاشياء ايضا ولا بعد ان يكون...

المعنى انهم يفتي هذا يجب على المؤمنين ان يعلم عبده وما به من احكام الاسلام قدرا يجب عليهم...

ثم يامرهم بادل الفرائض والواجبات ويمنعهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق...

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيه ان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن...

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى...

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه...

الحدا لا ياذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوت عنده فاذا اقام عليه الحد ولم يذجر بيعة ولو بغير...

لما روى عن ابى هريرة رضاه قال اذ انت امة احكم فتبين زناها فليحد ها مجر ولا يثرب عليها ثم ان...

زنت فليحد ها مجر ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبيعها ولو بجمل من شعر وفي ذكر الامامة على الاطلاق...

فعلية من نصف ما على المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشة في الآية الزنا والمحصنت الحرائر والبعث...

المجلد لا الرجم لانه لا ينصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان المولى اقامة الحد على مملوكه وقال...

الحنفية ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاية وذكر منها الحدود والولاية جمع الى...

وهو اذا طلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان وانابته واما التصريح بالذهي عن التشريب...

عليه باعد الامر بمجلد هافلان عقوبة الرقاب ان يشترع المجلد كان التشريب وهو التوبيخ والتعير...

لا يحظر ونهايا لهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيما حتى يحصل لهم علم بها
 اسكا خيال دليمن نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سے اس کو بہ نظر نہیں دلتی جس سے ہی آخرت کی سمجھ آوی اور شاہین فکر کر کے بتا کہ او کو آخرت کا علم آوی
 فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقد مرته وامراده وعلمه وحجته وذلك العلم لا يحصل
 کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالیٰ اور اس کی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہ علم جوں جوں نکاح
 الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصور النظر على الظاهر الغيبية كالإلهام ولم يتفكر في
 کرکشی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرکشی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوکتا اور انہوں نے تو کرون کی طرح صرف ظاہر ہی حقیقت پر نگاہ کر رکھی ہی
 عجائب صنعته تعالى ليستدوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلمون ان ما اخبر به من امور
 اور عجائب صناعت آبی میں فکر نہیں کرتے تاکہ او کی قدرت سے اس کو وجود اور صفات پر استدلال کر سکیں جس پر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی بھی جی
 الآخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وتكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صدره الاعمال
 آتی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اس میں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سے ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پر مشتمل ہے
 وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادها جميعا بل قد قيل فساد
 آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سے یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا نرا فکر و تدبیر کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں
 القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم
 قصد کا فساد ہی علم کی فساد میں سے ہی اس لئے کہ جس کو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو او دیر رغبت نہیں کرتا تو دیکھتا نہیں کہ جس کو یقینی معلوم ہو
 من طوام لان دينه مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يجعل صاحبه على فعل
 کہ قتالی لایہ کیا ہی میں دیر طاری تو اس میں اتھ نہیں دلتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی ہے جس سے آدمی منفعت اخروی کو مشتہار کری
 ما ينفعه في الآخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الآخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا
 اور مضرت اخروی کو چھوڑی بہر اگر آدمی تو تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرت اخروی کو چھوڑی تو اس کا ایمان حقیقی نہیں ہی
 بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا
 بلکہ زبانی ہی دینی نہیں شکیہ کہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا او کو دیکھ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو او دیر لجامی اور سیر کر کر
 عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسعى عن طلبها بل يسعى في دخولها
 داخل ہو گیا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ او کی نظر کی سامنی ہی او کی طلب میں مستی نہیں کر گیا بلکہ سعی کر کر داخل ہو گا
 وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد
 اور یہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کام بد میں گفتاری تو اپنی دلیں سوچ کی نقصان سے حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس کی موافق
 ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء
 جسک حالت عمل قوم لوط کی پر جہاں تو اس کا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ او کی خطا اور خطائوں میں ملتی اس لئے ہی اسکا حد میں علماء کو اختلاف ہی
 في حرة فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد ذاته فانه ان كان محصنا يوجرم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة
 ایک گروہ کا یہ ہند ہے کہ فاعل پر حد نہ لگائی جاتی ہو بہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو قہ ماریں
 وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء الغني وقتادة والاوزاعي وذهب قوم
 اور یہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن البصری اور عطاء اور غنی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہ ہند ہے
 الى انه يوجرم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به يقول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى
 کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول ہو کہ اور قول مالک اور احمد کا یہ ہی ہے کہ اس پر انکا استدلال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ

وروي ايضا انه قال لو غلب الوطني بالخير لم يسمع له شيء يوم القيامة لاجسادهم في القضاة

الطريق عن بيان ان اللواتي يكونون في الجنة من الله تعالى استعملوا ما استعملوا ورواه في القضاة

من احد من العلين رستم اخبرني حيث قال ونجيبه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة طارئة

عن الخبائث قيل قد يعلم من هذا ان الجنة تكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللطافة

لكنها فعلا خبيثا يلزم ان لا يقبل من فعلها في الدنيا لكونه خبيثا خبيثا في غاية الخبائث والخبائث لان

المتصف بالخبث حيث لا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المجلس الثامن

والسبعون في بيان حرص شرب الخمر وبيان عقوبتها قال رسول الله صلى الله عليه

عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يد من اهل البيت منها لو يشربها في الآخرة هذا الحديث

من صحاح المصابير رواه ابن عمر ومعه انه ان من داوم على شرب الخمر فمات ولم يبت منها لا يدخل الجنة

ولا يشرب من خمرها لان نوحا من شرابها الخمر لقوله تعالى واتهم من خمر لذة الشاربين يعني ان في

الجنة انهارا من خمر لذيذة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمر لما هي تلذذ دحض

يبتلن ذم الشاربين فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محرورا عنها فيكون عدم شربه

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجاسة غليظة لا يحل

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة لحر نقصها للعبد فان لم يضرب

في الدنيا يضرب في الآخرة بسيطا من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلبا ويحرم منها وشراؤها واكل

تمتها ويمنع اهل الذمة من اظهار شرابها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان حارة بيت بالاصار وبقرا

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

التي تسمى حارة الخمر في مكة من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت من اهل البيت

اهل الشام بشرى الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وحملوا الصلوة حرج فيما عملوا
من ساجدة او سكون في شرب ابني اورشليم في حرم حلال بن سبيك لانه تعالى فرما بنى جرجك ايمان لا على اورشليم بن سبيك كمن اذنبه نسين كنه جرجك سبيك كباي

فكتب فيهم الى عمر بن الخطاب وكتبوا اليهم الى فلما قد واجههم طم عمر بن احوال رسول الله عليه السلام
سورة يات عمر بن الخطاب جواب لهما انك لو كانا نرى محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم كوجهي

وَمِنْهُمْ فِيهِمْ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُمْ أَفْتَرُوا عَلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى وَشَرَعُوا فِي دِينِهِ حَالِمٌ يَأْذَنُ بِهِ فَأَضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ
مَشُوكَا سَبَّ فِي كِتَابِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تَكُونَ فِي السَّبْرِ أَفْزَكِيَا أَوَّلًا وَكِي دِينَ يَنْبِذُ رَاهُ نَكَاحًا وَكِي اجْزَأَتْ بَيْنَهُمَا سَوَاكُمُ قَتْلُكُمْ

وَعَلَى الْقَوْمِ سَاكَتْ لَهُ عِمْرَانُ تَرَى فِيهِمْ يَاحْلَى فَقَالَ إِيَّانَ تَسْتَتِيهِمْ فَإِن تَابُوا فَاصْرِبْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
اور علی رض سب میں چپ تہی عمر ظنی اونیس کو چہا یا علی الکی باس بن الکی کیا نہی ہی کہا میری نزدیک النبی توبہ کراد اگر توبہ کرین تو ہر ایک کی

ثمانین جلدہ وان لم یتموا فا ضرب اعناقہم فاسنابہم فتابوا و ضرب کل واحد منہم ثمانین جلدۃ والجواب
ای اسی درہ مارو اور اگر تو بنگرین تو انکو قتل کر دو اسی توبہ کراشی تو او کو بیانی توبہ کی اسد یہ ایک کی اسی اسی درہ مارکا

عن أبيه التي استدلوا بها على الإباحة النجس طاروي عن ابن عباس أنه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف
 فعل آيت كما جسد هي أفهون في الإباحة فخرجت كيتي يدهي جردوا بيتي ابن عباس يدي كجس شهاب كجس مت قرآن من آية ترون كجس كمارك الله

وَأُولَئِكَ كَانُوا فِي أَعْيُنِنَا ۖ وَسَيَرْجِعُهُمْ فِي كُرْسِيِّهِ نَارَ ۚ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

ہماری بی بیوں کا کیا حال ہو گا جو کئی اور شراب پیچتی تھیں بہر ایت اور ہی جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کیا اور میریں گن ۵ جو چپ پٹی کہا چلی

یعنی ان الذین شربوا الخمر قبل الثم علیہم انما الاثم علی الذین یشریونہا بعد تحريمہا فان قيل تحريم

شراب مایہ نیل العقل الذی هو ملاک معرفۃ اللہ تعالیٰ و شکر نعمہ حسن لا شبہۃ فیہ فلم کان حلالا للامم

سابقة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام

سبحان من عظم عقله و بزرگی او
مقل جب ہی جاتی ہی کہ نہ چڑ ہی اور نشہ

جہیم الادیان لكن القليل من الخمر قد حرمت علی هذه الاممة المشهود لهم بالخیر تکرار طعم من الله تعالى

مذہبوں میں حرام رہی لیکن اس امت کی حق میں جسکی عہدگی کی گواہی گذر چکی ہے، تہو این شراب بھی حرام ہو گئی ہے یہ اسدغنی کی طرف سے کرامت ہے
 لا یقوتوا فی المحظور الذی ہو السکران قلبہم یا ید والی کم یرہو وھذا من خواصہا وھذا یراد لذتہ مشار بہا

نشدین چونکه منوعی مبتدا و جادین کیونکہ تهودی مشرب است کاذبه نگارستی می رسد بی سکا خاصه سی اسبی نی شربی کاره شراب برآنی

لا یستکثرون منها بخلاف سائر المشروبات فان قبیل الداحی لمدن کوکان موجود فیها فلم یعزم ابتداء و تم حرمت

بما جازى به عطفه واد مشهورون ك
 ان كوشى كجى كه دروغ انجى خالصه كدر و نواوين عيشه موجود و تقابل هر سبلى بى ابتداء اسلام مي كنون نه حرام هوى
 انجى به جواب الشهادة بالخير بتم نكن اذ ذلله انما هو ما يحيط الى انى فاما اذ بقرة حرة اسلام فانهم في

[illegible][illegible]

۱۳۰۰

[illegible]

متفق علیٰ قول قولہ تعالیٰ یستولونک عن الحکم والنسیر قل فیہما اثم کبیر وصنافہ الناس وانتم ہما اکبر من نفعہما
کربای سید سیدت انہی تجسی یوحیٰ بن حکم شراب اور جو کما تو کہ زمین گناہہ ٹہری نور فائدی ہی بن تو کہ کو اور انک گناہ فائدی ہی سہی بن
فانہ تعالیٰ لم یجرحہما بل ذمہما اذنبہ بن لک علی ان اجتنبہما اولیٰ من اقترافہما لان الحکم فی الامور لا غلب فامتنع کثیر
سکتہ اللہ تعالیٰ فی شراب حرام تو ہیں کی لکہ لک کی جرحی اور اس ہی لکہ کیا کہ شرابی کی گناہ نہایت برائی کا ولی ہی لکہ کبر کار بن حکم غالب ہر ہوتی ہی بہت لکہ
منہم عنہما فقالوا لا حاجۃ لنا فیہما لہ الذکر یرو قال بعضهم لاخذہ نفعہما ونترك اللہما قالہم یستغفر عنہما ثم ان عبد
ودعی ہذا ہی ہا کہ تو کی جرحت میں حسین ہر گناہ ہوتا ہوا بعضی لوگ کہی کی ہم انکا فائدہ حاصل کر ہی بین او گناہ ترک کر ہی سود و سی باز نہ آئی ہر عبد
الرحمن بن عقیق صنم طعافا فادعاجامعۃ من الصیابة واتاہم بخمر فشربوہا وسکرو واحضرت صلوۃ المغرب فقذروہا
بن عقیق فی ملاقات کاہا ناکی کہ ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پہر سب فی پی اور ست ہوگی اور وہیں المغرب کا وقت ہوگی تو انہوں نے فی ایک کو
احدہم فقرا قل یا ایہا الکفران اعبدوا تعبدون صدک الی اخر السورۃ بحمد فلا فذل قولہ تعالیٰ یا ایہا الدین اصنوا
انکم کیا اوی اسطورہ پڑھ قل یا ایہا الکافر ان اعبدوا تعبدون آخر سورۃ تک آہی طرح لفظ لاکا نہ پڑا پہر یہ آیت اور ہی ای ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى قبحه الآية اشهد من الاول لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
 تركها في غير مواقيتها هو به آية بتعليق آية سي تيزي اسلمى كنه اسلمى في اصل آية من اوقات غا من تركها حرام كروا اسلمى كمال
 انتهى ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع المنهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لا رخصا بحاله
 انتهى كما سقيده من غير ان يتركه چون كقول من خصه في
 بل كمال منى كاوه قيدي مقيد حيث لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتباً موقوتاً فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فتر
 يكونكم نماز مستعجلون ^{بم} فرض ^{بم} وقت ^{بم} بندها ^{بم} هو ^{بم} ^{بم} تو گویا احد تعالیٰ فی فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشسته بهاء
 اکثرهم شرربا فشرربا اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبر وقد نزل عنه
 شراب بين تركها او كمه ^{بم} لوگ سزای اوقات نماز کی پیتی ^{بم} ^{بم} بهر بعضی ایسی تھی کہ نماز عشا کی بعد پیتی صبح موئی تک نشسته اور بجاتا
 السکر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح ^{بم} فصحو عند مجيء وقت الظهر فجلا اكثر اوقاتهم عن الشراب فشرب قبل
 او بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظهر کی وقت تک بهر شبیه ہو جاتی
 مساو لک اکثر وقت شراب سی صاف جائز تھا ^{بم} اس میں وشواری

نقلہم الی الخریج المطلق ثم ان عتب بن مالک دعا رجلا من المسلمين وشیخا لهم من بعیر فاکلوا وشرابوا الخمر
حرمت مطلقا وشرابا وکئی یم عتب بن مالک فی کئی شخص مسلمان بلکہ کوئی نئی اونٹ کی سری یہو فی یہو اونہوں کی کہانا کہایا اور شراب پی
فلما سکر واتفخوا وقاتلوا الاشعار وکان فیہم سعد بن ابی وقاص فانشد شعرا فیہ هجاء الانصار فاخذ رجل
حبست ہوی اہی اپنی شیخی کرنی لگی اور شعر پڑھنی شروع کئی اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص بھی تھی اونہوں کی انصار کی ہجو کی شعر پڑھنی شروع کئی یہی شخص
منہم لحن البعیر فضرب به من اس سعد فشیخه موضحة فانطلق سعد الی رسول اللہ علیہ السلام فشیکی الیہ وکان
اونہوں کی اونٹ کا بچہ الیکر سعد کی سر پہ بچہ لگا کہ سر کھل گیا یہ سعد فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر فریاد کی

عزله وكنه كل ما هو مسكر من كل شرب سواء كان غائبا عن المشرب كالخمر والشعر والسكر...

والعسل والخبث وعند الجنيفة والابن يوسف كل شربة ما لم يسكر واذا لم يسكر فلا يحل شربه حتى قال ابو...
الليث في التنبية الشارب للطبوخ اعظم ذنبا واشما من شاربه الخمر قربا منه شرب الخمر الجرام فيصير...
فاسقا وشارب الطبوخ يشرب المسكر براه حلالا وقال جمع المسلمون على ان شرب المسكر حرام واذا استحل ما هو...

الطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه ابو حفص الكبي فقال لا يحل شربه فقبل له خلفه المشيخين فقال لا هها...
كانا نجاذله لاستمرار الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجور والتلوي فعلم من هذا ان الخمر فيما قصد به التقوي...
على العبادة واما اذا قصد به التلوي فلا يحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات يلهو وطرب على هيئته...

الفسقة حرمت ايضا المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين...

الغانمين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذ دخل الغياط والخيط واياكم والغلول فانه ما حلى...

اهله يوم القيمة هذا الحديث من حسان المصابير راه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخيانة في...

الغنيمة فما اخذ من الكفار غنوة وهي لم تكن حلالا لاهم السالف لكن الله تعالى تفضل لهذه الامة فجعلها...

حلالا لم حيث قال فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام ان يجتمع ما في ايدي الغزاة...

حتى ما فضل من ما كلهم ومعالقهم سوى النفل مسياتي بيانه ثم يخرج منها الخمس لليتقى والمساكين وابن السبيل ثم...

يقسم باقيا بين الغانمين فيعطى للراجل سهم وللفراس سهمان عند الجنيفة وعند غيره يعطى للفارس ثلثة...

اسهم وليس للامام على ما ذكر في فتاوى قاضيه ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا...

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

[illegible]

ساقط بقی ثلثة اصناف وهم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی قد خلوت فیهم
 اسبغین ہی اب تین قسم ہاں تین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر انتہی کہ ذوی القربی میں سے فقراء میں داخل ہوتے ہیں
 ویقدمون علیہم وہن اغنیاء ہم واکثالث ما یؤخذ من خراج الارض وجزیة الرؤس وما ھدی الی الامام
 اور اوپر مقدم ہیں یعنی لوگ داخل نہیں ہیں اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینوں کا محصول حاصل ہوتا ہے اور جزیرہ آدی سری کا اور امام کو چاہے جس سے
 من اهل الحرب ما یأخذہ العاشر من اهل الذمۃ والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور
 دیوبند اور جو کہ عاشر ذی اور ستام تاجروسی لہوی یہ سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ میں آویگا یعنی راہ آمد رفت رکات
 وعماۃ الرباطات والجسور وحفرانہا العامة وارفاق العلماء النافعین والقضاۃ العادلین والفرقاۃ
 اور خاتون کی تہدی اور پل بنانی اور عام نہرین کھدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیوں کی اور غازیوں
 والمحتسبین والکرامۃ المقطوعۃ وتركۃ المیت الذی لا وارث لہ فیصرف الی معلجۃ للرضی وادویہم واطعمہم
 اور محتسبوں کی مشاہرہ اور چوتھا بیت المال پایا ہوا مال اور لا وارث میت کا ترکہ یہ خرچ ہوگا بیماروں کی علاج اور ادویات اور کھانے میں
 واکفان الموقوف ونفقۃ اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلى الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعہا موضعہا
 اور مردوں کی کفالت میں اور لا وارث بچوں اور کما حقہ بچوں کی نفقہ میں سواہم کو لازم ہے کہ ان تمام مالوں کو غور کر کے الگ الگ جگہیں سرکاری
 فان الشارح قدس لہا المصارف وجعل لكل مال قوما فان تعدی فیہ وصرفہ الی شہواتہ ولذاتہ یکون من
 کیونکہ شارح انکا مصرف مقرر کر چکا ہے اور ہر ایک مال کی ہی حق دار ٹھہرا دی ہے یہ جو کوئی آئین تعدی کر کے اپنی ہوا اور ہوس اور لذت میں صرف کر ڈالی
 الخاسرین لانہ تعالیٰ امر بولہ علی المسلمین لیكون رثیسا اکلہا شارحا مستریجا بل یمصر اللدین ویرفع فساد المفسد
 وہ ہارڈ ٹوٹی والہی کیونکہ وہ کو اللہ تعالیٰ فی والی مسلمانوں کا کسی نہیں کیا کہ سردار ہو کر کہاوی پھری چین اور ڈاوی بلکہ کسی کو دین کی مدد اور غنہ کا فساد نہ کرے
 ویمنظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین ویمنظہم منازلہم ویعطیہم کفایتہم من بیت المال الذی ہوا مانتا
 اور صلوات اور فقراء اور تمام حق داروں پر شفقت رکھے اور انکی ہر تہ میں فرق کرے اور انکو بقدر کفایت بیت المال میں سے جو اسکی پاداشت ہی عطا کیا کرے
 عندہ لیس لہ فیہ الا کو احد منہم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الامۃ والسلاطین والولاۃ ان یصرفوا هذه
 اور امام کا دسویں بھی انتہی حق ہی جتنا کسی ایک کا دسویں ہی اس واسطے کہ تجنیس میں مذکور ہے کہ اماموں اور سلاطین اور والیوں پر یہ واجب ہے کہ یہ حقوق شہر
 الحقوق الی ابابہا ولا یجسوها عنہم وان قصر ذلہ فبالہ علیہم یسئلون عنہ یوم القیامۃ و ذکر فی الجمع
 حق داروں کی سبھی دین اولیٰ دیک نہ کہیں اور اگر اس میں کچھ قصور کریں تو انکو کمال اولیٰ اور پھر قیامت کی دن آگے پوچھ ہوگی اور شرح جمع میں مذکور ہے
 ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا کل نوع من تلك الاموال بیتا علی حدة ویصرفوا کلامہا الی مصرفہ ولو اخذوا منہا لاقصہم
 کہ امام پر واجب ہے کہ ہر قسم کی بیت المال کی ہی مکان جدا جدا بنائی اور ہر قسم کی خزانہ کو اسکی مصرف پر خرچ کرے اور اگر امام اس میں سے کچھ بچائی
 اکثرہما یکفہم وخطوطہا وصرفہا الی غیر المصارف ولہ یزاعوا ھایکونون من الظالمین وقال الزبلی علی الامام ان
 قدر کفایت ہی زیادہ ہیں یا انکو مل جل کر ہی محل صرف کریں اور رعایت کریں تو وہ ظالم ہوں گی اور زبلی کہتا ہے اور امام کو لازم ہے
 یجعل لكل نوع من هذه الانواع بیتا یخصہ ولا یخلط بعضہ ببعض لان لكل نوع حکما یختص بہ وان لم یکن فبعضہا
 کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطے خاص خاص مکان تیار کرے اور ایک دوسری میں نہ ملاوے کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہے اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ میں
 شیء فلا دام ان یمسک فیہ من النوع الآخر ویصرف الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شیء یردہ
 کچھ فی قریبی تمام کو اختیار ہے کہ اس خزانہ پر دوسری خزانہ سے قرض لے کر مقروض خزانہ کی حق داروں پر صرف کر دے یہر جب اس خزانہ میں مال آجائے تو اس
 فی المستقرض منہ الا ان یمسک فیہ من النوع الآخر ویصرف الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شیء یردہ
 خزانہ مستقرض نہ میں ہو کر دے مگر اس صورت میں کہ مصرف صدقات سے یا خس غنائم سے اہل خراج پر ہو دے اور وہ لوگ فقیر ہوں تو اب کچھ ہٹا کر نہیں

نظر

مستقرض

ماؤه لان الاستحقاق للعتاء باثبات الامام لا دخل فيه في حق الغير وجعله غير ان الشا...
 في الظلم مرتين في قضية واحدة حرمان المستحق واثبات غير المستحق مقاضاه ليس بالعدل ولا موافقاً لما
 في الكتاب المقدس من دوهر الكمال هو كما يستحق كما عودم كرا اور غير مستحق كما اوكى بعد قاسم كرا الهم على مطالب ابي رضاءه في امير اسان كرا
 في مجلس من بيان فتون اور مخالفه شرع كرا ظهور كرا

في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى

في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى

في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى

في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
 في ابيهم دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح مراده ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى

فیقتلونه باستنقاد کون امره حقا ولجبا علیهم فی کفرون بذلک الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق فی معصیة
 سوره نوره او کو قتل کرتا ہیں یہ سب کر کے حکم بادشاہی حق ہی سپرد ہے ہر اسی عقاید کا فرہو جاتی ہیں انکی کہ خدا کی
 المخلوق علی ما ورث فی الحدیث فان قبل مجرد الامر من السلطان بلا تعبدین ولا وعید اکراه فاذا کان اکراه فمسل
 کی طاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کسی طرف حکم بادشاہ کا بغیر حکم اور وعید کی اکراه ہوتا ہی پہر جب اکراه ہوا تو آیا
 برخصطہم قتلہ فالجواب ان قتل المسلم بغیر حق لا یجوز لضررہ علی ما ذکر فی اکراه شریع الہدایۃ ان من اکراه یقتل علی
 او کو قتل کی اجازت ہے تو جو سبب ہے کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں یہ سوال نہیں ہی مولف بیان ہدایہ کی باب اکراه میں اگر کسی کو قتل ہی
 قتل غیر بغیر حق لا یسعه ان یقتل علیہ بل یصدر حتی یقتل فان قتلہ یکون اثما لان قتل المسلم بغیر حق مباح
 اکراه کیا کہ جس حق قتل پر تو کو گواہی نہیں ہی کہ اس پر پیش ہی کرے یا نہ کرے میری یہاں کہ جس جان دی اور مگر کو قتل کرے یا نہ کرے گواہی ہوگا کہ اس حق
 لا یتستلزم لضررہ فانکذا بالاکراه وذكر فی الاصول ان دلیل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
 قتل مسلم کا کسی ضرورت میں یہ مباح نہیں ہی ایسی ہی اگر کسی اورا علیہ میں کہ کو یہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آمین
 فیہ مواءمۃ الاستیواء لا یجوز للعامل قتل غیرہ لتخلیص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حیث قال و
 دونہ بلہ میں پہر جب دونو برابر ہوں تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچاؤ کو جائز نہیں ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا اور
 من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالد فیہا فاذا کان كذلك ینبغی ان یعلم ان کثیرا من ولاۃ زماننا وقضاۃ
 ہوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کے تو اسکی سزا دوزخ ہی بڑا ہی اسی میں جب پہر تو یہ ہے کہ ہاں کی زندگی اکثر اولیوں کی اور ہماری عہد کی اکثر شیوخ کی
 عصرنا قد ہوا الشرع المحمدي واحداً ثواباً طریقاً غیر موصی وسمو عرفا وشام بدینہم العمل بہ حتی کا دان یرفض الشرع
 شرع محمدی کو چھوڑ دیا ہی اور بنیارسنہ ناپسندیدہ نکال کر اسکا نام عرف رکھا ہی اسب اسی پر عمل کرتی ہیں یہاں تک کہ اب یہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک
 بہ لانہم کانوا لا یفصلون قضیۃ بحض الشرع بلا خلط العرف لکنہم کانوا یفصلون قضایا کثیرۃ بحض العرف بلا خلط
 ہر جاد کی کو نکو وہ کوئی مقدمہ صرف شرع ہی بدون عرف کی طاسی فیصلہ نہیں کرتی لیکن بہتری قضیہ عرفی بدون طاسی شرع کی فیصلہ کرتی ہیں
 الشرع و یعتقدون ان بعض الشرع لا یتیم النظام ولا یتستقیم حال الانام ویقولون ذلك جھلا ولا یعدونہ نکراناً فاعلم
 اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ نری شرع ہی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کہ یہ برا نہیں جانتی اسب سوچ تو
 ایہا المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محل غیر القول بنسخ الشریعۃ المحمدیۃ بما ابتدعوا بارأسم الفاسدۃ من
 اوی نصف ایا کہ یہ اس قول اور اس اعتقاد کی ہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو سبب ماسا بد اور تغذیات سخت کی جو اپنی فاسد عقلی نفسی کلال کر
 السیاسۃ الشنیعۃ والتعبدیات الشدیدۃ واجہلہم علی ذلك الاعتقاد و اجراہم علی ذلك الفساد الا ما یرونہ من
 کبریٰ کی ہی منسوخ کہتی ہیں اور انکا یہ اعتقاد اور یہ جروت اس فساد پر اسلئے ہوئی ہی کہ دیکھتی ہیں
 ظهور السارق والقاتل احیاناً بہتہ دیا ہم البلیغۃ وشدیدۃ لایۃ نعم قل یشہر السارق والقاتل احیاناً بہتہ دیا
 کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل او کی غایت درجہ کی دہکیوں اور سخت گیر سی اتہ آجاتی ہیں ان اسچ کہی چور اور قاتل تو انکی دہکی
 وشدید دیا ہم لکن الی ان یشہر ظالم واحد یظلم خلقا کثیرا فی انفسہم واعراضہم بل یہلک بعضهم بالانواع العقوبات
 اور سختی سی چہا ہوجاتا ہی پر جب تک ایک ظالم اتہ لگی اتنی بہتری خلقت کی جان اور بروی پر ظلم گزرتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت
 واصناف التعذیبات ویتعطل اعضاء بعضہم واما اخذنا مواہم واهلکھا فلا یعدونہا شیاناً بل ینسجونہا ویشعلونہا
 اور قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور دریاں بیلینا یا تنص کر دینا یہ تو کہہ شایگان نہیں ہی کہ یہ تو سبب اور صل جانی
 فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لظالم کثیرۃ غیر منحصرة فتفکر ایہا العاقل هل ینلیق مثل
 ہر جب ایک ظالم کا علم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منصر علی میں آئیں اب فکر کی بات ہی اعلیٰ کیا اہل ایمان کو ایسی ہی علی لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز في هذا ان لا يمان وحسن ان لا يمان في هذا
 اور اسلام میں ایمان کا نام کہاں ہے؟
 الحكمة وظهور غلبة مضاها على منفعتها فان الحكم لا يحكم في المنفعة العامة الشاعرة
 اور حکم قصاص بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکم ہی حکم ہے جس طرح حکمت عظمیٰ میں فائدہ
 يغلب منفعتها على مضرتها لا يغلب مضرتها على منفعتها الا ترى ان الحكم ليس بمنفعة في الله تعالى في
 نقصان ہی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جس کی مضرت منفعت سے زیادہ ہو بیشک معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالیٰ نے نقصان میں
 القرآن بعد انصافه بنفعها حيث قال يستلزم ذلك عن الرسول في ما اثم كبير ومنافع للناس وانما اثم كبير من جميعها
 کبھی حرام کیا بعد اس کی کہ انکی فائدہ بھی کچھ چنانچہ فرمایا تجسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ نہیں سکتا ہر شے اور فائدہ بھی ہیں تو کون کون کا
 لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحسب جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
 کیونکہ نفع کی جانب سے جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہے تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہے بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظلم کی دہشتی شہر کی شہر پر اور
 اهل قريته با انواع المظالم بسبب ظلم واحد مع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم ماضية بالظلمة
 گاؤں کی گاؤں پر قسم قسم کی اکثر ظلم کر دیتی ہیں اور شہر ہی وہ ظالم اٹھتے نہیں آتا اس کا ظلم اور اس ظالم کی ظلم ہی ہزار گونہ ہو جاتا ہے
 من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثله لا كمثل من يقصد احراق حشيش نبتت خلال زرع صغير قد النار
 اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلائی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر آگتا ہی بہر اس کہیت کی اندر آگ جلا دی
 وسط زرعه فيحترق الزرع واما الحشيش الذي قصدا حرقه فربما يحترق وربما لا يحترق قلعه الله ليس هنا
 اور نہ ہم کہیت پہک جلا دی اور وہ کہاس جسکا جلا نا منظور تھا کہی جلیا تارے اور بعضی دفعہ قائم رہتا ہی سوائے کی قسم ہی کہیہ
 من الاصل له بل هو من الفساد فلو كان في هذا العرف خيرا كان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا
 انتظام نہیں ہی بلکہ کہنت ہی اگر اس عرف میں کچھ حوبی ہوتی تو بیشک یہ زمانہ حسین عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد ہی
 القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان
 جنہیں یہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمیں تک نہیں کہ
 القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم بقاء الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر
 سببی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہراو کا جو انسی متصل ہیں پہراو کا جو انسی متصل ہیں پہر جھوٹ اور فساد پھیل گیا ہمارے زمانہ تک جو سب ہی بدتر ہی
 القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون
 مشہور حدیثیں بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ وہی جلتی مضمون سی پہراو کوئی کہی دی زمانہ چھوڑ دے
 الرشيد والصادق وعمر الصدق والفاضل كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
 اور صلح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تھی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جائے تاہنا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی ہی اور ہا یہ
 القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب العناد اضطروا العقلاء الى اجراء العرف الشديد لما اطر
 زمانہ اسمیں فسق اور فساد اور جھوٹ اور عناد جو غالب ہو گیا ہی تو عقلاء نے لاچار ہو کر یہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکھتی تھی
 من عدم انزاج اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤل لا يبقى له مورد بعد ما نزل في اجراء العرف
 کہ اس زمانہ کی کوئی عرف شرع حکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہ ہی کہ اس سوال کا مکانا نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں فساد
 المفاسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
 مال نبی اور شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لئے تسلیم کر لی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانہ رشید

الحکم فی العرف

الرشاد والهدى وهذه القرون قد مضت والظلمة والفساد قد انتشر في تلك القرون وشاعت أحداث
العرف في هذه القرون التي هذه القرون كثرة ولا زال السبب في اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
في كل سنة في كل شهر من اهل العرف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم المحدث بالضرورة وهذا السبب كثرة
ولا زال الزمان واشتعلوا بالزوريات والتبليس وانواع الفساد اذ لا يصد من الذوات الخبيثة
الا انما الخبيثة والقبيل العقوبة المتجاوزة عما عينته الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب العترة
انها اعملى على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذکور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
ما ذكر في معين الحكم نوعان احدهما ظلمة والاخرى عادلة اما الظلمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
والعرف المذکور عترة وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويؤخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
العدالة فالشرع يوجب الصبر اليها والاستعداد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حمله المادة
عادلته شرعي اولى طرف توجهه اولا وسبب اعتماؤه واجب في اورده في سياست عادله وهي جو کتاب عناية من مذکور في خطب شرعي في فساد في جرح
الفساد وقيل هي الشريعة معظلة وبسببها يخرج الحق من الظلم ويندفع كثير من المظالم ويرتد اهل الفساد من
الفساد وبها لها يصيغ الحق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لا يتجاوز
فساد كذا في جرح في حق حقوق تلف هو في عين اورده بكار سوا سكا اعتبار ضروري فيكون يولى اجرا كسوجه لينا چايي ناكه اوسى بركه
منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالا جرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
او كبره في كبريى اساطيرى كروى من فى فساد ودر من بوسكتا جبنگ مقدون كو عقوبت شرعى هو چكى نام پر جرم گى هوى من اورا دس باب من
بقدر تهمتهم وشهرتهم اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس حبس
مشهورين جفقدوا شهرتهم اور جتنا او نكاشه هوى ما تو قيد كر چنانچه حدود فتاوى قاضى خان مين كه چكى نام پر خون اور چورى اورا يه ارسالى لوكون كى تهمت هو
ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلا والبازية ان الدعا روهم الذين يقصدون اتلا
او كوقيد كرين اور قيد خانه من شتى بركرين كه ده توبه كرى اور خلا كى قضا كى باب الحبس مين اور بر ناز مين مذكورى كه دعا روى ده لوگ جو لوكون كامال اور
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم يظهر رشعار الصالحين في سبيلهم وبالصبر كما ذكر في كراه البزاز
جان تلف كينا چايي بوع قيد كى جاوين جبنگ كه اوكى توبه معلوم هو كه او كى چروى بر اطوار صلا كى سى ظاهر هو جاوين بامارا كر چنانچه بزازيه كى اكره مين مذكورى
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقه ايجل ضربه حتى يفر قال ما لو يقطع اللحم ولو يظهر العظم يعنى ان ضربه
كه حسن بن زياد سى بوجها كيا چكر كو چورى كى تهمت مين مارا جايزه تها اقرار كرى كبا جبنگ كه كشت نه كزين اور بى نه نكل آوى مراد به تها كى سياست

بشهادة القاضى بعد تعديلهما فمحقق للحكم وان لم يكن ما حكم به ثابتا في نفس الامر فعلم من هذا ان حكم القاضى
 موافق لتقديره في بعد حكمه كذا في قضاة الحكم حق يبرى اگر چه در نفس الامر من ثابت نهو
 اس هی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم
 بشهادة الزور لا يجعل مكان حراما ولا يحرّم مكان حلالا ولا ينفذ قضاؤه الا ظاهرا وهذا متفق عليه
 جہوں کی گواہی سے حرام کو حلال کہیں کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اس کا حکم ظاہر میں جاری ہوتا ہی
 یہ بات اہلک کہ مرید
 في الاملاك المرسلات التي لم يذكروها سبب معين من اسباب الحكم وامّا في العقود كالبيع والشراء والوكالة
 کہ جنہیں کوئی خاص سبب کے بیان نہ ہو مستفق علیہ ہی
 اور ہی عقود جیسی بیع اور شراء اور وکالت
 والاجارة ونحوها وفي الفسوخ كالاقالة والطلاق ونحوها فعندنا في حنيفة ينفذ ظاهره بالباطن وعندنا
 اور اجارہ اور مانند اکی اور فسخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند اکی سوا اہلک ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن میں جاری ہوتا ہی
 انما ينفذ ظاهره الا بالظاهر ان القضاء لظاهر ما كان ثابتا لا اثباتا فان كان ثابتا وادعى من العقود والفسوخ لم يكن
 نزدیک فقط ظاہر میں جاری ہوتا ہی باطن میں نہیں ہوتا اکی یہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہیں ہی اور دعویٰ عقود میں اور فسخ میں ثابت
 ثابتا عندك الدعوى باطلة والشهادة كاذبة فلا ينفذ القضاء فيه الا ظاهرا واما بالباطن فلا لان القضاء انما
 نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعویٰ جہوں ہوا اور گواہی جہوں ہوں تو اب قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی کہ قضا حجت کی
 ينفذ بقدر الحجة والحجة باطلة في الباطن لكون شهادة الزور حجة في الظاهر لا في الباطن والمشهد له
 موافق نافذ ہوتا ہی اور یہ حجت تو باطن میں غلط ہی کیونکہ گواہ جہوں نہیں ظاہر میں حجت ہی باطن میں نہیں اور گواہوں والا
 يعلم ذلك والقاضى لا يعمل فينفذ قضاؤه ظاهرا لا بالباطن كما في الاملاك المرسلات وله ان القاضى اذا قيمت عنده
 اسکو حجت نہ ہی اور قاضی نہیں جانتا سو قضا ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی جیسی اہلک مرسلہ میں اور امام صاحب کی یہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس
 البينة وقد صحت يكون عليه القضاء ولجبا حتى لو امتنع عن القضاء واخره يكون اثباتا لكن لما كان القضاء اظہار
 جب گواہ کسی اور تقدیر ہو چکی تو اس پر حکم دینا واجب ہی یہاں تک کہ اگر کچھ حکم نہ ہو یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا
 ما كان ثابتا ولم يكن ما ادعى من العقود والفسوخ ثابتا عندك كون الدعوى باطلة والشهادة كاذبة وجب اثباته
 ثابت کلام ہوتا ہی اور نہ عاقد اور فسخ نہ ثابت نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعویٰ باطل اور گواہ جہوں ہوں تو اب بطور قضائی
 اقتضاء لئلا يلزم ان يكون القاضى مكلفا بما ليس في وسعه فان قضاء القاضى فيما يحتمل الانشاء ولم يكن في العمل
 مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تخفیف طاقت سے زیادہ لازم نہ آوے بیشک حکم قاضی ایسی عمل میں ہی کہ احتمال ہی سری ہو چکا ہی اور اس عمل میں
 مانع وكانت الشهادة كاذبة يكون انشاء لانه ما مود بالقضاء بالحق ولا يكون قضاؤه بالحق فيما يحتمل الانشاء ولم
 کوئی مانع نہیں ہی اور گواہ جہوں ہی ہی تو انشاء یعنی از سر نو اب ہوا جیسا کہ کیونکہ قاضی قضا حجت کا نمونہ ہی اور اس کی قضا برحق ایسی عمل میں کہ احتمال انشاء کا ہوا ہی اور
 يكن في العمل مانع وكانت الشهادة كاذبة لا بالحل على الانشاء والعقود والفسوخ مما يحتمل الانشاء والقاضى لا يثبت
 وہاں مانع ہی نہ ہو اور گواہ ہی جہوں نہیں ہو سکتی بدون حل کئی انشاء پر اور عقود اور فسخ میں انشاء یعنی از سر نو کا احتمال ہی اور قاضی از سر نو کر دینا
 في الحجة فيجعل قضاؤه انشاء بطريق لا قضاء فيصير كانه قال في دعوى عقد النكاح له زوجته كايه وحكمت
 فی الحجة مختار ہی سوا کسی قضا بطریق اقتضاء انشاء از سر نو ہوگی اسکا انجام یہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعویٰ میں یہ کہہ کہتا ہی یعنی تیرا نکاح اکی کا کہتا
 ببيتكما بالنكاح وفي دعوى فسخ النكاح يصير كانه قال فراقته عنه وحكمت ببيتكما بالطلاق وكذا في غيره لك
 اور میں ہی تم دونوں میں نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعویٰ میں یہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی میں نے تجکو اس ہی اب جدا کیا اور تم دونوں میں طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور
 مما ادعى من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلات فان القضاء فيها بشهادة الزور لا ينفذ الا ظاهرا لان
 دعویٰ میں جو جو دعویٰ عقود اور فسخ کی ہوں بظاہر اہلک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اس میں قضا جہوں کی گواہی سے صرف ظاہر میں نافذ ہوگی کیونکہ

المالك لا بد له من سبب في الاستصحاب كثره ومراحته ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجية اذ ليس بضررها
 به كذا في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري كما خالف قاضي سيده بنين هو كذا ان او من سيده كذا في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري
 اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 والقاضي ليس مأمورا بالقضاء بالمالك بل هو مأمور بالقضاء بقصر المدعى عليه عن المدعى فهذا هو الناقل منه
 او قاضي كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 ظاهر لا غير بيان ان سر جلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور قضى القاضي
 فقط اسكنه الله بغيره في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهر وباطن حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
 دون دونين مع ما يشترط الحكم في توقيف حكم ظاهر وباطن بين نافذ هو جائز في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 ويأكل الطعام لنشوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
 وطى كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك ينفذ قضاؤه الا
 جرى او ركني سبب خاص كذا بيان كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 ذاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
 بيان كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 الله تعالى فمن امثلة العقود ان احدا من الرجال والنساء اذا ادعى على آخر كذا واقام شاهدي الزور وقضى
 بنين في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهر وباطن حتى يحل للرجل الوطى وللمرأة التمكين وهذا اذا لم يكن المرأة في
 او من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير وعدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسوخ
 او من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 ان احدا الزوجين اذا ادعى على آخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهر و
 كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 باطنا حتى يحرم للرجل الوطى وللمرأة التمكين ويجوز لها الزوج بزوج اخر ويجوز للزوج بزوج اخر وطئها وان علم ان الزوج
 بيان كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 الاول لم يطلقها بان كان احدا شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما فاما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
 خاض في اسطوره بنين في كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا مفيدا للحل عند الحقيقة لكنه
 قاضي كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 انشاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء
 بطور اقتضاء كذا من سبب جازي او سبب ثابت بين ابي و دوسري فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس بما يقتضي الانشاء

فاني حتى حين ضرب في كل مرة ثلاثين سوطا فلما اخذ على نفسه قال حتى اشاور اصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف
 انك انما تريد ان تقيدهم في كل مرة ثلاثين سوطا فاني حتى اشاور اصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف انك انما تريد ان تقيدهم
 لو تقدرت لا تشفع الناس فيك اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقل عليه
 انك تقدر ان تقيدهم في كل مرة ثلاثين سوطا فاني حتى اشاور اصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف انك انما تريد ان تقيدهم
 فكان في ذلك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك ولكن دعى محمد الى القضاء فاني حتى قيد وحبس نيفا وخسين
 ميري جبكتي قاضي سبي بغير منبه بغير ليا اورادكي طرفت نيكيا اوراسي طور امام محمدا قضاكي واسطى بلالا سواككار كيا بيان ككك قيد بوي اور پچاس اور كك دن بچو
 واضطر فقدره وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقدره لما رى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
 سبي لمور لا چاهر كقضا ليلي واس حاجت بزرگ في اسبي لئى زمانا كرايو هريره سى روايت هي كنج عليه السلام في قرايا جوشخص لوگون پر قاضي هوا
 بين الناس فقد نجح بغير سكنين والكراد من النجح في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكنين كسقي السهم مثلا لا يؤثر
 بيشك في چري نوج هوا اور نوج سى موداس حديث من قتل بى بيشك قتل بغير چري كى جنبي نهر پلا دينا شلا ظاهر من كچه اثر نهن كرا
 في الظاهر وانما يؤثر في الباطن بانزهاق الرحم كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفة وعظمة وانما يؤثر
 اور باطن من ايسا اثر كرا هي كجان مكل حاتي هي ايسى قضا ظاهر من كچه اثر نهن كى كيون ظاهرين قورفت اور عظمت هي باطن من ايسا اثر كرا هي
 في الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلمما يعدل بين الخصمين بل يراهم يميل في الحكم الى الاصدقاء والاقرباء والى من
 كدين هلاك كرا هي اسلي كقاضي خصمين ببت هي كم عدل كرا هي بلك اكثر حكم من دوست كى اور اقربا كى طرف دارى كرا هي كى كسب منصب والى كى
 له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
 جس سى كچه وصول كى توقع يا اوكى بلا كا خوف اور بعضي وقت دليين رشت لينى كا خطر گذرا هي پر جسكا ايسا حال بودى تو ايسى قضاسى موت بهتر هي
 من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصي والقضاء يوقعه في المعاصي فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
 كيونكه موت تو معاصي هي لك كرا هي اور قضا معاصي من مبتلا كرا هي پر اگر كوى كى حكم حقا به دينا عمه فرائض هي
 واشرف العبادات لكونه امر بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التوراة
 اور عبادات من اشرف هي اسلي كامر بالمعروف اور بنه كرا بدي سى هي اوراسه في انبيا كوي بهه حكم كيا هي چنانچه قرآن من فرائض هي مبنى اتارى توريث
 فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه
 اسين ايت اور شوي او سپر حكم كرا هي بغير اور همارى نبي عليه السلام كوفرا يا مبنى اتارى بچو كرا هي سچي كه توافضات كرا لوگون من بهراسى
 الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان
 كنى كى كيا وچري جواب بهه هي كه قضا اگر چه ثما فريضه اور عبادات من اشرف هي پر فقه كى كتابون من مذكور هي كه جوشخص
 صالحا لا ينبغي له ان لا يطلبه بقلبه ولا يستل به لسانه فان دعى اليه بلا طلبه قال بعض العلماء بكرة له الدخلى فيه
 قضا كى لائق هوا وكولانم هي كه دلى سى او سكا طالب بودى اور نه زانسي او سكا سوال كرا هي پر اگر بلا طلب او كى لئى مقرر كرين تو بعضي علماء كنى من كاختيار سچي قضامين
 مختار لما رى عن ابن ابي عمير عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكراه عليه انزل الله تعالى
 بهن كرا هي اسلي كانس سى روايت هي كنى عليه السلام في فرمايا جنى قضا تلاش كى اور سوال كيا تو ابني ذات پر حواله كيا جانا هي اور چو پر قاضي كى كيا تو الله تعالى
 عليه مكايسده فانه عليه السلام اشار في هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويستل به لسانه يفرض
 او سپر فرشته تعيين كرا ديتا هي وه كو راستى پر كى كى سونى عليه السلام في اسه شين بينه اشاره كيا كه جوشخص قضا كوي تلاش اور زانسي سوال كرا هي توده او كى
 الى نفسه ومن يفرض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطا
 دات پر حواله هي اور جسكا امر او سكى ذات پر حواله را صواب كراه نهن پاتا اسلي كه نفس پرايى هي بتا نا هي ابني بار كو مخالفت اور كى مطا كى طرف كرا هي

فلا يلزم من الوقوع في الظلم والمعصية والقيصا من يطلب القضاء ويشله بغير علمه وورعه فيكون صاحب علم
بغير التوفيق وأما من يكره عليه فإنه يصير منكسر القلب بالأكراه فيقتصر بحبل الله تعالى ويتوكل على الله
أورثيق سي محرم هو كذا وجبر قضاكي لئلا زور به تباي قوا كراهي أنزله دل هو كراهي ربي سي سبها ليقا سي اورا الله بغير توكل كرتا سي

ومن يقتصر بالله فقد هلك إلى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمم الرسول بوقته
اور جبر الله كاسبار ايتا سي بيشك سيد سي راه با تاي سي اور جبر شخص الله بغير توكل كرتا سي اورا كذا ذمه واه سي بيا وكي دالين رشيد بيا كرتا سي اور

الصواب ليسرنا الله تعالى بعلاما ببقا رضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان
عنوا بين بغير تاي ايتا سي بغير عل مطابق ايتا رضاكي ايتا لطف اور كرم سي اسان كر

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
جكو لوكون في لعي وعظ كسنا جايد سي اور جكو نهين جايد سي اور جكو كيا سيد ايتا سي رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرماي

لا يقص الا ما رواه ما مور وفتحنا هذا الحديث من حسان المصابير فرما عني بن مالك وشله ما رواه ايضا انه
وعظ نهين بمان كرتا مكر امير ما مور يا شيعي فرما يسه حديث مصابيح ك حسن حديثون مين سي خوف ابن مالك ك راييت سي اورا سي سي مخون ك وده جيتا سي

قال القصاص ثلثة امير وما مور وفتحنا والقصاص التكم بالقصاص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى الذين
عليه السلام في فرما يا وعظ كيني والي مين امير اورا ما مور شي كرتا اور قصه ك مدي مين قصص بيان كرتا اور قص وعظ مين برتا جاتا سي اور بيان وعظ سي مادي اور مين بيا

يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكماء في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخصا
جو شخص لوكون كو وعظ كيني مين مين امير يعني حاكم بيشك بيلي زمان مين حكماي لوكون كو وعظ كيا كرتا سي اور كذا سي خبرن ايكو سنا كرتا سي

الماضية ليحضرها واثانيهم الامام وهو الذي امره بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المحتال وهو الذي ليس بالامير
تاك ك عبرت پذير يون اور دهر امور يعني حكوا مين في واسطى وعظ ك مقرر كيا اورا جازت دي سي اور تشير اختال يعني نرده امير سي

ولا ما مور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وظلما للرياسة بينهم ويؤثرهم بقوله وفعله وفيه
اور نده امير ك طرف سي ما مور بلك وده شخص زايدي يسه بيشك لوكون بر بزرگ هو ك اورا ودين راييت ليني كو اختيا كرتا سي اورا كو ايتا قول اور خل دكها تاي آمين

من جاز للوعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب
واعظ كو كيدول اذن الامام ك وعظ كيني ما لغت سي اور ما لغت اعني ك الامام بر واجب سي كده اسطى اصطلحت عني ك مستعد سي اور هر كمان مين

في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يري فيه علما وديانة وحسن عقيدة
اور هر كمان مين ايك ايك عالم ديندار تعين كرتا كده لوكون كو دين تعليم كيا كرتا سي بيا علماء مين غور كرتا سي حامين علم اور ديانت اور نيك عقيدة ديكي

ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يري فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يقع الناس في البدع والضلال
ايكو اجازت دي ك لوكون كو وعظ كيا كرتا سي اور حامين بيه صفات نده پاوي تو ايكو وعظ ك اجازت ندي تاكو لوكون كو بدعت اور بي لبي مين نهين ساوي

كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جيسا اسر نانه مين هو رتا سي اورا بيا اسطى ضروري ك خلق عالم نهين پيدا هو تي بيه سي جهات مين پيدا هو تي سي اور جهات دكي بيا رين مين سي ايك مرضي

فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم وينزل مرضهم بتعليم احكام الدين فيصله وفرجه ومن لم يكن حاذقا
سهر مرضي ك لبي كوي ايتا طبيب جاني ك علاج كر دين ك اصلي اور فرعي احكام سكه كر اوكا دي مرض كهودي اور جو بيا طبيب نهين سي

لا ينزل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الامرض الاميت
ترا و كذا كجه نهين كيو و كيا بلك اور دكه بلك كراك كر ديكا اورا حامين مذكور سي كده دنيا بيا كيا كاهري سي كيو كده جوز مين ك اندري سمرودي

جوز جوي في حديث كرتا سي

ولا حلا لها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صدم كذلك لثلاث علل احدها ان هكنا
اور حواشی با هرری سو بیماری اور دلی حکم جسمانی بیمارسی زیادہ ہیں اور ہر حال تین سبب ہی ہو گیا ہی ایک تو یہ کہ جو

مریض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
وكانا دكيبا ہی وہ اپنی تئیں دیکھتا ہیں سمجھتا اور دوسرا سبب یہ ہے کہ دلی بیمار کا انجام موت ہی پہلی ظاہر نظر نہیں آتا
برخلاف مرض بدنی کی

فان عاقبت في موت مشاهد تنفر عنه الطباع ويكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت التفرقة عن الذنوب
كما انما الموت نظر آتی ہی سو ہی طبیعتیں اوس ہی نفرت کرتی ہیں اور موت کی بعد کمال جو ظاہر نہیں نظر آتا اسلی گناہوں ہی نفرت کم ہوگی ہی

وینکل مرتکبہا علی فضل اللہ تعالیٰ ولا یشتغل بعلاج مرض قلبہ بل یشتغل بعلاج مرض بدنتہ من غیر انکال
اور گہکار اللہ تعالیٰ کی فضل پر تمکیک کرینا ہی اور اپنے دل کی دیکھ کا علاج نہیں کرتا بلکہ بدن کی مرض کا علاج فضل الہی پر ہی تمکیک کرتا ہی

علی فضل الله تعالیٰ مع کون فضل الله تعالیٰ عاماً فی الدنیا والاخرۃ والثالثۃ وهی الداء العضال فقد الطیب
 باوجودیکہ احد تعالیٰ فضل دنیا اور آخرت دونوں برابر ہی اور تیسرہ اسباب بہ ہی اور بہ بڑا سخت و کہم ہی یعنی طیب کا ہونا

فان اطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
 كيوكي اكي طبيب تو علم اين سواس نشانه اين ده خود هي سخت بيازمين بهمان تنگ كه اينها ي علاج بهين كرسنتي غيري تو كيا گنتي اي اس سبب سيام كه به

علامہ غیر ہم و یہاں السبب عم الداء وانقطع الدواء و هذا الخلق بل اشتغل اطباء بفنون الاغواء فليتها
اور یہ زیادہ پھیل گیا اور علاج کا تار اور خلق مر گئی۔ یہ کہ طبیب طرح طرح کی اغوا میں مشغول ہیں کاشکی وہ طبیب

اذا لم يصحوا لم يقصدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فاتهم اذا انكلموا لا يقصدون في مواضعهم الا استماله قلوب العوام
اگر علاج نکرانی تو رکب ہی نہ پڑائی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچھ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہیں تو اس وعظی سوا یہلا فی قلوب عوام کی کچھ اور غرض نہیں

ولا يتوصلون إليها إلا بنكر الزواج والرحمة تكون ذلك لأن في كتمانهم وأخفاء على الأطباء فينصرف الخلق عن مجلس
هوقا اورنگزيبيل بيگ هي اميد اور رحمت کا ذکر بڑا رکھا ہی کیونکہ بیگم ہی کا لون میں لذیذ اور طبیعتوں پر ہنگامی ہر خفت مجلس غلطی جب اور شہی ہی

و عظمهم وقد استفادوا من يد جراحة على المعاصه و فهم ان الطيبين كن لك يهلك المريض بالدرء حيث يضعه
 توادك كنكنا هون برادر بری جرت پید استاتی ہی اور جب طیبیا ایسا ہودی تو دکھیا دوا ہی سی مر گیا کیونکہ طیبیب لی علی دوا

فی غیر موضعہ فان الخوف والرجاء دواعیان لکن لشخصین متضادی العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
وہیابی ہمیشہ خوف اور رجاء دونوں دواعیوں پر ایسے دو شخص کی جو ایک سی بنا پر ہوں بہر جیسہ خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا باکل ترک کی

الدنيا بالكلية وتكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بن كر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور پانی جان لحاقت سی زلیہ تکلیف میں ڈالی اور عیش تنگ کر لیا تو اسکی خوف کی شدت کو اسباب جلائی اور فرخی رحمت الہی کا ذکر کر کے

اللہ تعالیٰ یعود الی الاعتدال وکذا المصّر علی الذنوب الملتزمی للتوبة المستعین بها بحکم القنوط والیاس استغظا
کبشوی تاکوہ اعتدال پر آجای اور ایسی ہی جوگہ ہزارا ہوا تو یہ کا آرزو مشد کہ سبب تا امید ی اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سخت سمجھ کر

لذنوبہ التي سبقت يعالج ايضا بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطعم في قبول توبته فيستوب
جلاوسى عمل من ائسى من توبه مكرتا هو ايسى كاعلاج بهي يترى ذكر كذا اسباب رجاء كما لو فرأى رحمت الله كائى او كذا وقع قبول توبه كى پيدا ہو پھر وہ توبه كرى

فاما معالجة المعزود المسترسل في العاصي بدن كراسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم
اور رادھو کی تین بڑا ہوا معاصی میں بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجاسی اور بیان فراخی رحمت الہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑھی کو

بالعسل و ذکر فی موضع اخر من الاحیاء ان هذا الزمان زمان لا ینبغی ان یدن کوفیه المخلوق اسباب الرجاء و
شہد ہا دیا او احیاء کی ایک طرح کے معجزہ ایسا زمانہ ہی کہ اس میں خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجاء کا اطمینان فراخی

سر جمہ اللہ تعالیٰ لان ذکر ہائیں ہلکم بالکلیۃ لکنہا ما کانت اخف علی النفوس والذکر فی القلوب ولم یکن عرض رحمت الہی کا چاہنا میں کیونکہ یہ دلوں کو خلعت کو سرا سر کر دیتی ہیں لیکن یہ ذکر لوگوں پر جو بکامی اور دل میں اللہ سے کڑی ہمارے غفلت کی موت کا خط الا استمالہ القلوب واستنطاق الخلق بالثناء علیہم کیفہ کانوا مالوا الی الامر جاء حتی انزلنا الفساق فیما غرض یہی دلوں کی پہلا فی اور خلعت سی اپنی شریف کر لی کی ہوا کچھ نہیں ہی غفلت کا حال کچھ ہی ہوا کہ وہ غلط خواہ مخواہ رجائی طرف توجہ نہ دی ہیں یہاں تک کہ انہیں اور انہیں ممکن فی طعنہا ہم تمام دیا و ذکر فی موضع اخر ان الخلق الموجدین فی هذا الزمان کانوا صلی علیہم علیہ الخوف بشیء اور یہی فساد پر گیا اور غفلت میں یہی ہری لوگ ادب ہی ڈوب گئے ہاں کہ اور جو میں نہ گوی کہ اس زمانہ کی غفلت کا ہی اصل یہ ہے کہ وہ نہ خوف کی کیا جادی پر اتنا ان لا یخرجہم الی الیاس فترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فیکون ذلك سببا للتکاسل عن العمل وداعیہا الی الاھمال کہ وہ نا امید ہو کر عمل ترک کر دیں اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل میں سست اور اچار معاصی میں کسب جاد علی ہو یہ درجہ یاس کا ہی

فی المعاصی فان ذلك قنوط وليس یخوف بل الخوف هو الذی یحث علی العمل ویکدر جمیع الشهوات ویرجع القلب خوف کا نہیں ہی بلکہ خوف یہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات ہی مزہ ہو جاویں اور دل دنیا کی رغبت سی ہیزا ہو کہ عن الركون الی دار العزور ویلغوه الی المیل الی دار السوء وهذا هو الخوف الحمید الیاس الموجب للقنوط فاذا کان او کثر جادی اور آخرت کی رغبت ہو تو لگی اور یہ حالت اچھی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہیں جس میں نا امید ہو جادی سبب حال ایسا ہی الامر کذلک فالطریق الذی ینبغی ان یسلکہ الواعظ فی وعظہ مع الخلق فی هذا الزمان اذا کان مأمورا من تودہ رست جو واعظوں کو غفلت میں اس زمانہ کی غفلت کی ساتھ چلا جائے جب کہ واعظ علم کی طرف سی ملو ہو تو یہ ہی کہ

سجۃ الامام ان ینکر ما فی القرآن من الایات الخوف للذین و ما ورد فی الاخبار والا تار فی ذم المجرمین و مدح الناصین کہ قرآن میں سی وہ آیات بیان کری جنہیں گنہگاروں کی و اعلیٰ خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنہیں گنہگاروں کی جو اور تو یہ کہ اطاعت کرنے والوں کی محبت ہی للطیعین و لیستکثر منها ان کان وارث رسول رب العالمین فانه علیہ السلام ما خلف دینا مروا ولا درہما و اما اور اس ہی قسم کی کثرت رکھی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیٹھ نبی علیہ السلام فی شہینار چوڑا ہی اور نہ درہم یہ ہی

خلف العلم والحکمة وورثہ کل حال و قدر ما صابہ ثم ینبغی لہ ان یقرر عندهم ان تعجیل العقوبۃ علی الذنب متوقع علم اور حکمت چوڑا لگی ہیں اور ہر عالم اور سکا وارث ہوا جتنا اسکی نصیب میں تھا پہلے یوں چاہی کہ اسکی سامنے تقریر کری کہ گناہ کی واپسی دنیا میں یہی عقوبت ہو گی فی الدنیا و یبین لہم ان کل ما ینصیب الانسان من المصائب فی الدنیا فهو بسبب ذنبہ کما قال اللہ تعالیٰ وما اصابکم من مصیبة فہما کسبتہا ان ینبغی لہ ان یخوفہم بذلك لان بعض الناس یخافون من العقوبۃ فی الدنیا و یتناسا کوئی سختی سوید لہ او کما جو گایا تہماری ہاتھوں فی اب لازم ہی کہ او کو یہ ہی خوف دلاوی اسکی کہ بعضی کو ہی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈر تی ہیں اور آخرت کی

فی امر الاخرۃ لفرط جملہ فیلزمہ ان یبین لہ ان الذنوب کما یتعجل فی الدنیا شتمہا فی غالب الامر ویضیق علیہ رزقہ بات میں جہالت کا ماری سہولت برتنی ہیں تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اسکی سامنے یہ ہی بیان کری کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آ جاتی ہی اور اسکی سبب رزق تنگی بسببہا آتی آری انہ علیہ السلام قال ان العبد لیرحم الرزق بسبب ذنب یصیبہ ثم ینبغی لہ ان یخبر امر الوعظ یرفع ہر جاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرما کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہو جاتا ہی پھر اسکو جانی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی

صوتہ ویکون منہ فی وعظہ ما یشرع بالحال الذی ہو فیہ من الترغیب والترہیب لما روی عن جابر انہ علیہ السلام اور وعظ میں جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنائی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

کان اذا خطب احمر عیناہ و علا صوتہ کانہ منذ رجیش وکن ان ینبغی لہ اذا تکلم بکلام ان یکثر ثلاث مرات یہ حال تھا کہ جب وعظ فرماتی تو اکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈراتی ہیں اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

لیفهموا حسیاً معنی و یفکروا فی قلوبهم و یحفظوا کلامی عن انس انہ طلبہ السلام کان اذا تکلم بکلمۃ اوجادھا اثلاً
 کما یرسئی و الی سبب من اوراوی دین یطرحوا و یحکموا لکلمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی بات فرمائی تو آئین بارگاہی
 حتی تقیم عنہ لکن یحیی علیہ ان یحتر عن خط کلامه البدرۃ لما ذکر فی الاحیاء ان الواعظ یخرج کلامه لیل
 تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن وعظ نہ واجب ہی کہانی کلام میں بدعت کی باتیں نہ تھو کیونکہ احیاء میں لکھو یہی کہ واعظ اگر بدعت بیان کرتی تھی

یجب منجہ ولا یجوز حصول مجلسه الا علی قصد الرمد علیہ ان قد وان لم یقدر لا یحضر مجلسه وکذا فیما کان کلامه
 تو ایسا نہ کرنا واجب ہی اور وہ کسی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر بارادہ کردی جاوی تو جاوی اگر قدرت کہتا ہو اور اگر قدرت نہ تو تو ایسی مجلس میں نہ جاوی اور ایسی ہی اگر کسی کلام
 ما لا الی الا مرجله وخرجه الناس علی المعاصی ورا بسببه رجاء الخلق علی خوفهم فهو منکر یجب منجہ لکون
 اور جا کی طرف جھکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرات ہوتی ہو اور اس باعث ہی خلق کو رجاء خوف سے زیادہ بڑھ جاوی اب وہ واعظ نہیں منکر ہی ایسا کہ روکنا چاہی
 فسادہ عظیم بل الا قرب ولا یبق بطباع الخلق ان یرجع خوفهم علی رجائهم لانهم الی الخوف اخرج و ذکر فی الرسالۃ
 اسکا بڑا فساد ہی بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہی کہ اور رجاء ہی خوف غالب رہی کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں

المسماۃ یلمہا الولد للامام الغزالی ان الواعظ ینبغی لہ ان یكون عزمہ وھمتہ ان یدعو الناس من الدنیا الی
 جس کا نام نا اہلہ الیہ ہی منکر ہی کہ واعظ کو چاہی کہ ایسا قصداً و ہمت یہی ہو کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوی اور معصیت سے طاعت کی طرف
 لاخرۃ ومن العصبیۃ الی الطاعة ومن الحرص الی القناعة ویتحبب الیہم الاخرۃ وینفض علیہم الدنیا و یعلمہم
 طلب کری اور حرص ہی قناعت کی طرف اشارہ کری اور اوکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوی اور اوکو عبارات

العبادة والتقوی لان الغالب فی طباعہم الزیغ عن مفہم الشرع والسعی فیما لا یرضی اللہ تعالی فیلقی فی قلوبہم
 اور ہر ہر جاہلی تعلیم کری اسلی کہ اوکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ ہی کجی اور برضا و رضا مندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہی سو اوکی دلوں میں خدا کا خوف
 الرعب ینحرف عن عیالہم من الخوف لعل صفات باطنہم تتغیر و معاملة ظاہرہم تتبدل و یظہر
 ڈالی اور اوکو سامتی آتی ہوئی خوفنا چیزوں سے ڈراوی شاید اوکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ بدلت جاوی اور اوکی طاعت کی حرص

الی المطاع و الرجوع عن المعصیۃ وھذا هو طریق الوعظ والنصیحة وکل واعظ لا یكون وعظہ ہکذا فوعظہ وبالہ
 اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونی لگی اور یہی ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہ ہو تو اسکا وعظ کہتی
 علی المقاتل والسامع بل قبل ان یشیطان فی صورة الانسان ینخرج الخلق عن طریق الحق و یہلکہم فیمیت علیہم ان یفہموا
 اور سنی دلوں پر وبال ہی بلکہ بعضی کہتی ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہی کہ خلقت کو طریق حق سے بھلا کر ہلاک کرتا ہی سو خلق پر واجب ہی کہ اوکی ایسا نہ ہوں

منہ فز الیہم من الاسد لان ما یفسدہ ہذا الواعظ من دینہم لا یستطیع ان یفسد بمثلہ الشیطان ومن کان یدو
 جیسی شیر ہی ہوا کرتی ہیں کیونکہ یہہ وعظ جتنا انکا دین برباد کر لگی شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کر دی اور جسکو قابو اور قوت ہو دی
 قدرۃ یجب علیہ ان ینزلہ من منابر المسلمین وینعہ عما باشر لہ من جملة الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وکذا الواعظ
 واجب ہی کہ اوکو مسلمانوں کی منبر سے اتار دی اور وعظ کہنی ہی ہو کہی کیونکہ اگر یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور ایسی ہی وہ واعظ

الذین یشغلون بالقصص التي یطرق الیہا الزیادة والنقصان والکذب والبهتان قدر ودھی السلف عن الجولس فی
 کہ کہانیاں بیان کرتے ہیں جس میں زیادتی کتی اور جھوٹ اور بہتان ملتا ہو انہی قدیمین کی مجلس میں جانی سے منع کرتی ہیں
 مجلسہم لان القصص منها ما ینفع سماعہ ومنها ما یضر سماعہ وان کان صدقاً فین فتر علی نفسه ذلك الباب ینتخلط
 اسلی کہ بعضی قصوں کا سنا مفید ہوتا ہی اور بعضی قصوں کا سنا ضرر کرتا ہی اگرچہ سچا ہو دی پھر جو شخص اپنی اوپر یہہ دروازہ کھول لیا تو اس پر

علیہ الصدق بالکذب والنافع بالضرار وقال احمد بن حنبل القصص ان کانت من قصص الانبیاء والصالحین
 سچ جھوٹ میں اور نافع مضر میں ملا ہی کا تیر ہوگی اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ قصہ اگر انبیاء اور صالحی کا ہو

تكتب له خطبة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين بربنا فله المخرج وهذه مرتبة الانبياء
 تراوحي حتى من خطاك في جاتي كوكرا اسين فضل النبي پر بهر دوسه كامل اور دوزي موعود پر يقين نہیں ہا
 مورچہ زبہ انبیاء

والصديقين والأولياء المقربين المجلس الثالث والثمانون في بيان أن الله يصيغ هذه الأمة

علی سراسر اس کلمہ سے منہ پجرتا ہے۔ الدین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بیعت
 ہر شخص کی سر پر ہے۔ ایسا شخص پیدا کرے گا کہ دین اس سے لے لوں گا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرمایا

هذه الآلة على اس كل ما تمثّل مجرد لها دينها هذا الحديث من حسان المصايف رواه ابو هنرئ والمراء
اسات کی فاسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو اسے نو قائم کری یہ حدیث مصابیح کی حسن خدیوین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے ابو ہریرہ

من مائة سنة اولها من هجرة النبوية والكرام من تجديد الدين ثلاثة احياء ما اندس من العلم بالكتب
 وجوده في كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والكرام من تجديد الدين ثلاثة احياء ما اندس من العلم بالكتب

والسنة والامر مقتضاها فان المبعوث على راس الكائنة والمجود للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
 وادراكه موازن امره مولودى پس صدق كى سرى پردين كامجد جو ميشو جو تو كسى هين كه ضرورى كرده شخص علم من مشهور اور فضيلت من

معروفاً بالفضل مشار إليه في الدين وان ينقص المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المحدث إلا بغلبة الظن ممن
 معروفه اور دين میں مشہد الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہی اور وہ مجاہد (یعنی) ہم عمر علماء میں سی شہان غازی

عاصره من العلماء بقرائن احواله ولا تشفعام بعلمه اذ المجد للدين لا بد ان يكون عالم بالعلوم الدينية الظاهرة
للسيله قرائن احوال او فائده علمي معلوم بتوحياتي

والباطنة ناصر السنة قاما معا للبدعة وان يعم على اهل زمانه وانما كان التجديد على السبيل كل مائة سنة
اورست كاحامي بدعت كا اوكها شيوا اورا كاحا علم تمام اكرانه برعام نو اور هر صدی كی سہری سر قحہ بدو نو كرا سہری بدعت

لا فخرام العلماء فيه غالباً واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حشيد الى تجديد الدين فياتي الله من

بعض متقدمین کی کسیکو موجود کر دینا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری سرفراز عین عبدالغفر نے اور دوسری صدی کے بعض متقدمین کی کسیکو موجود کر دینا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری سرفراز عین عبدالغفر نے اور دوسری صدی کے

امام شافعی عند المائۃ الثالثة ابن شریح والاشعری وعند المائۃ الرابعة الباقلانی وعند المائۃ الخامسة
 امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتھی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر

امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی
 امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی
 امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی

اور انہوں نے جبریلین اور حافظ بن الدین اور تین صدی بر مصر سلط

وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ بن الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة

اور انہوں نے جبریلین اور حافظ بن الدین اور تین صدی بر مصر سلط

اور اس صدی پر بیرونی اور حافظ بن الدین اور لوہی صدی پر الف سیوطی اور دسویں

العاشرۃ لم یبتین من هو قال السیوطی ونظیر هذا الحدیث ما ورد ان کرسلی مائتہ سنۃ یکون عندها

صدی پر معلوم نہیں کون ہی سیوطی کتابی اس حدیث کی نظر وہ ہی جو وارد ہے کہ ہر صدی کے ایک سو ستاس

امیر قکان عند المائتہ الاولی الحجج الذی عم ظلم وفسادہ فجدد اللہ تعالیٰ بعمر وبن عبد الغزیز وکان عند

المائة الثانية فتنة المأمون الذي خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
 اور دوسری صدی پر مامون کا فتنة ہو کہ معتزلوں نے خالطت ہم پہنچا کر اور کوجہدث قرآن کا اور سوای اسکی
 من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا ما في لاقطار ومن لم يحب فبعضهم
 اور بعضہ اعتقادی کا قایل ہو یا بیان تک کہ اسکی اس مسئلہ میں عام علماء دینی نہیں کا امتحان لیا اور جسکی ٹانہا پر بعضوں کو
 ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
 مار اور کسی کو قید اور جسکی مارا اور کسی مارا اس امت میں انکی برابر کوئی فتنة نہیں ہوا اور کسی پہلی کسی خلیفہ نے ہی بعت کو امتیاز
 شيء من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بجلوه وهو اول من افقه
 نہیں دیا سو اسد تعالیٰ نے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اسکی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور انہوں نے سب سی پہلی
 بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد
 واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جوحدث قرآن کا قائل ہو فتویٰ دیا الخیر صدی پر قرامطہ کا فتنة اکثر شہروں میں پھیلا
 حتى خلوا مكة وقتلوا الحجاج في المسجد الحرام قتلا ذریعا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجاج اسود
 بیان تک کہ مکہ میں جا کر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈال دیں اور حجر اسود کو
 بالدبوس فكسره ثم قلعه وحملوه الى بلادهم ولقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
 گرز مار کر توڑ ڈالا پھر اوکھا ڈکرا اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اوکھی پاس رہا پھر انسی تیس ہزار دینار کو خرید کر
 بثلاثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
 مکہ میں انسی اور اسی جگہ پر رکھا اور چوتھی صدی پر فتنة حاکم بامر الله کا ہوا اور کچھ حد نہیں جو فساد
 من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و
 کراوسی کیا بلکہ کافساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تھا کیونکہ اسکی لوگوں کو یہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
 من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
 جو مسند اسکی پہلی تھی کسی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
 الفراعنة على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
 فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے بیت المقدس میں جا کر صرف دہان ستر ہزار آدمیوں سی زیادہ قتل کر ڈالی
 وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم احد
 اور خلقت فرنگیوں کی فرادی شام سی عراق کو بھاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا
 وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
 سلطان صلاح الدين بن ايوب کی ہاتھ پر چھوڑا اور چوتھی صدی پر
 السادسة خرج التتار وعمى الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها
 قوم تبار فی غلبہ کر فساد علم کر دیا یہاں تک کہ علماء نے اوکھی کفر کا فتویٰ دیا اور ان شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تھ اختلاف ہی تھا
 هي من بلاد الاسلام ولا يوالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم انصاف
 آیا وہ شہر ولا اسلام میں یا نہیں اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج اوکھی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دارالاسلام ہیں کیونکہ دارالحرب سی متصل نہیں ہیں
 بلاد الحرب ولم يظهر فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الحج
 اور انہیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس نہر میں اوکھی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمیں نمازین جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاة وتزویج الیتیم لاستیلاء المسلم علیها وطلعت له الكفرة اما موادعہ
 حید کی پڑھنی اور خراج کا لینا اور فیضیوں کا منصوبہ ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جائز ہے کیونکہ ان شہوت پرستوں کا غلبہ ہے اور وہ کفار کا جو مطیع ہے یا تو بظاہر یا
 اور مخادعت واما البلاد التي علیها ولا کفار فیحیی فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاض بقرا
 یا تو کہ ہے اور جن شہروں پر کفار کا حکم ہے سو ان میں بھی جمعہ اور عیدین کا کام کرنا جائز ہے
 المسلمین اذ قد تقر بان بقاء شئ من العلة یبقی المحکم وقد حکمتنا بلا خلاف بان هذه الدیاس قبل استیلاء
 سی اسلمی کہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ جب تک کچھ علت باقی رہی ہے حکم باقی رہتا ہے اور بیشک بلا خلاف یہ یقین کر چکی ہیں کہ یہ شہر قوم تناسک غلبہ سی
 التنازع من دیار الاسلام وبعد استیلاءهم اعلان الاذان والجمعة والجماعة والحکم بمقتضى الشرع والفتویٰ ثامن
 پہلی دیار اسلام تھی اور ان کی غلبہ کی بعد برطانیوں نے اعلان اور جمعہ اور جماعت کا اور حکم مطابق شرع اور فتویٰ کی جاری ہے
 بلانکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لجهته واولا ببع الخراج والاضراب والمکوس برسم التنازع
 ان کی بادشاہ کو اس میں کچھ تکرار نہیں ہے کہ ان کا حکم کرنا کہ دار الحرب ہے اس کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ظاہر شراب کا لینا اور چٹائی اور خراج کا لینا موافق رسم تناسک کی سیاسی
 کا اولیٰ فی قریظ فی المدينة باليهود وطلب المحکم من الطاغوت فی مقابلة رسول الله علیه السلام ومع ذلك كما ثبت
 جس میں قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تھی اور بتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تھی
 بلدة الاسلام بلا سبب ثمان من قال منهم انما مسلم وشهد بكلمتي الشهادة يحکم بالاسلام لکن فی الخلاصة مسئلة التنبیه
 دار الاسلام تھا یہ پیشکش جو شخص ان میں سے کسی میں مسلم ہوں اور دلوں کو شہادت کی گواہی دی تو اس کی اسلام کا حکم ہو جائیگا لیکن حکامین کے مسئلہ میں اس کا
 علیہا وهي ان اهل بلدة اذا كانوا يدعون الاسلام ويصلون ويصومون ويقرون القرآن ومع ذلك يعبدون الاوثان
 اطلاق دینی چاہتی ہیں اگر ایک شہر والی دعویٰ اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑھتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور شہادت پرستی کرتی ہوں
 فاذا راعیہم المسلمون وسبوتهم وامر انسان ان يشتري من تلك السبايا ان كانوا یقرون بالعبودية لمکرم جاز الشراء
 پہر مسلمان اور پھر غارت کو کر گئے اگر لادین اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی کی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا
 وان لم یکنوا مقربین بالعبودية لمکرم جاز شراء النساء والصبيان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواه
 اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خریدنا عورتوں اور بچوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہے
 لانهم لما اقرأوا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا هم تدين فيجوز استرقاق نسباہم وصغارهم ولا یجوز استرقاق کبار
 ہوں کہ جب انہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور پھر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئے تو ان عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہے اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں
 الا ان یکنوا مقربین بالعبودية لمکرم فيجوز استرقاقهم فاذا ملککم السباي یجوز له بیعہم وکان عند المائتة
 ان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب ان کا بھی غلام کر لینا جائز ہے جب قید کر لیا اور ان کا مالک ہوا تو ان کی بیع بھی جائز ہے اور ساتویں
 السبعة والاربعون وقضاء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکت الح والبغال والکلاب کان عند المائتة النامنة فتنه
 صدی پر فتح کرانی اور دیر مصر اور شام میں اس قدر ہونے لگے کہ ہر اور شجر اور کنی کہا لائی اور آٹھویں صدی پر فتنہ
 قمر نند واما المائتة التاسعة فقد قال العلامة الناصر لا اشک ولا ارتاب ان فتنه المائتة التاسعة هي فتنه السلطان
 تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پر علامہ مناہری کہتا ہے کہ اس میں مجھ کو کچھ شک اور شبہ نہیں ہے کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی
 سلیم خان و حربہ مع اخوتہ وقتله ایاہم واولادہم ثم حربه مع صاحب الشرف وکسره وقتله واخذ بلادہ ثم اجما
 اور ان کی اطمان بہائیوں سے اور ان کی اولاد کا قتل کرنا پہر ان کی جنگ و جدال صاحب الشرف سے اور اس کا قتل کرنا اور مار ڈالنا اور ملک چین لینا پہر
 بعسكر مصر قتل سلطانہا واکارامہا ثم دخله مصر وقلعه فیہا مع اهلہا ما فعل وفي المائتة العاشرة ظهرت فتنه
 مصر کی لشکر کی ساتھ جمع ہونا اور ان کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہاں کی باشندوں کی ساتھ جو جنگ اور دسویں صدی میں بہت

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الان حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معامل الكفار في قتل بعضهم
 بعضا وقد روي عن جرير انه عليه السلام قال في حجة الوداع لا ترجعن بعد الكفار يضرب بعضكم رقاب بعض
 اور جرير سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کرے
 یعنی ان شان الکفار ان يقتل بعضهم بعضا فلا تشبهوا بهم ای المؤمنین في قتل بعضهم بعضا ولا یکن أفعالکم شبة
 مراد یہ ہے کہ یہ کفار کا جین ہی کو کوئی سکیم مار ڈالی سو تم مومن ہو کر آپ کی خون ریزی میں اوٹلی مثل نہ ہو جانا اور تمہارا جین مسلمانوں کی
 بافعالہم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکر ؓ انہ علیہ السلام قال اذا التقى المسلمان فجل احدهما السلام علی
 قتل میں اوٹلی افعال ہی نہ ملنی لگی اور ابوبکر ؓ ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتے ہیں پھر کوئی اپنی بیہوشی پر ہتیارا دھمکا
 اخیه فہما فی وجہہم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاھا جميعا فان القاتل يدخلھا بفعله والمقتول يدخلھا بسبعیہ
 تو وہ دونوں دوزخ کی جہنم میں جا کر قتل کر دیتا ہے تو وہ دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوکو مار کر دوزخ میں جاتا ہے اور مقتول اپنی بیہوشی کی سببی
 فی قتل اخیه كما الجاب به النبی علیہ السلام فی حاشی اخری واہ ابوبکر ؓ ایضا انہ علیہ السلام قال اذا التقى المسلمان
 دوزخ میں جاتا ہے چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں دیا ہے وہی ابوبکر ؓ ہی روایت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر
 بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابوبکر ؓ قلت یا رسول اللہ هذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا
 مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہیں ابوبکر ؓ کہتا ہے میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہے فرمایا یہ ہے اپنی بیہوشی کی
 علی قتل اخیه وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال با دروا بالاعمال فتناکم فتن الیل المظلم یصعب الرجل مؤمنا او کافرا
 تنہ سر میں رہتا اور ابوبکر ؓ ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں پہ جیسی کڑی اندھیری رات کی طبع کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو
 کافرا ویمسی مؤمنا و یصعب کافر یمس دینہ بعض من الدنیا فکانہ علیہ السلام قال سبائی فتن کالدلیل للظلم لا یفر احد
 کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بھوس سبب دنیا کی بچھڑکیا سو گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا اب نزدیک سے فتنی آدھنگی جیسی اندھیری رات
 طریق الخلاص منها ولا یقدر صاحب الورع علی محافظۃ الوظائف والافاقات فیہا فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان یاتیکم الفتن
 سکیمو مخلصی کا راستہ نہ ملے گا اور اوس میں صاحب ورع کو قدرت محافظت کا فتنہ وظائف اور اوقات کی نریگی سوجھدی کرو صالح اعمال میں اس سے پہلے کہ تمہاری فتنی آجادیں
 ان عند مجیئہا لا یخلوا ما ان یقتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منہما دمہ الاخری والہا فیکفر بہذا الاعتقاد واما
 کیونکہ جب فتنی آدھنگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہے گی ہر ایک دوسرے کی خون اور مال حلال سمجھ کر اوس عقیدہ سے کافر ہو گیا اور
 ان یفعل الفسقة ویریقن دماء المسلمین ویأخذون اموالہم بغیر حق ویزنون ویشرین الخمر ویلبسون الحریم ویعتقدون
 یا فساق خائب ہو کر مسلمانوں کی خون ریزی کرینگے اور ناحق اوٹلی مال جہنم لینگی اور نہ تاکرینگے اور شراب پیوینگے اور حریر پہنیں گے اور اعتقاد کرینگے
 انہم علی الحق ویفتنہم بعض علماء السوء بجواز افعالہم ویزنوا یقتلون السارق ویصلبونه باعتقاد جوار قتلہ
 کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بدوا کو فتویٰ دیں گے کہ یہ فعال جائز ہیں اور بعضی وقت جائز سمجھ کر چور کو قتل کرینگے اور سولی چڑھا دیں گے
 وصلبہ ویکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حدة قطریدہ لقلہ تعالیٰ والسارق و
 اور اس ہی اعتقاد سے کافر ہو جاوے گی سہٹی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہے بلکہ چور کی حد اتنے کاٹنا ہی بدلیل سآیت کی اور جو کوئی چور ہو
 السارقة فاقطعوا یدہما ولیس ذلک الا وقوع ماروی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان
 یا عورت تو کاٹ ڈالو اوٹلی ہاتھ اور یہ وہی اصل روایت کا ظہور ہے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہی سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک
 اللہ تعالیٰ لا یقبض العلم انتزاعا ینزع عن العباد وکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق علما اتخذ الناس
 اللہ علم یوان نہیں اور نبی لینگے اور اسیوں کی دلیں میں نکال دیں لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹلی بیجا بیان تاکہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے

فعلوا بالجهل واقتوا بغير علم فانرفع العلم والعمل وبقيت النجاسات عندكم لا تغني عنهم شيئا يسئل
 اور جس پر عمل کیا اور بغير علم کی گوی دیکھ بھرم علم اور عمل دونوں جاتی رہی اور کثرت میں اونکی پاس بیٹھا نہ دہری رہ گئیں
 اللہ تعالیٰ علاموافق الرضائه للمجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیت السلام وافضلية من
 علی موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام
 بدأ به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولی الناس بالله تعالی من بدأ بالسلام هذه الحديث من
 پہلی کریموالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولی نزدیک اللہ تعالیٰ کی وہ ہی جو سلام پہلی کری بہ حدیث
 حسان المصابیر واهابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالی واقربهم اليها من بدأ بالسلام
 مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سے بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کر
 وظاهر يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
 ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہ ہے ہی مذہب ہی اور بعضی کہتے ہیں کہ سلام افضل ہے کیونکہ جواب
 والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالی واذلحيقتم تحية فحيوا باحسن
 سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو جواب فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہے اور جب ٹھکڑا دلاؤ تو ہی تحیہ ہی دلاؤ اور اس ہی بہتر
 منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالی فحيوا او ردوا والمر وظاهرة الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
 یا وہ ہی کہوا وٹک کر اس آیت میں دونوں لفظ فحیوا اور ردوا امر میں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہے بہر دو سلام واجب ہو ویگا
 على وجه التخيير الزيادة على السلام بدكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك
 سلام پر زیادہ بڑا فی من اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دہری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام عليك
 يكون ذلك الغير فحیوا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
 تو رد و سلام میں مختار ہی تمہیں کہ عليك السلام ورحمة الله رحمت اور برکت دونوں کا جواب دی یا تنہا ہی کہی
 وعليك السلام بغير زيادة شيء منها وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رد
 وعليك السلام دون من شيء بزيادة بل اولى اثنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سے یہ مراد نہیں ہے کہ رد و
 عليك سلام بل الرد به كون الجواب قد السلام فان اقل ما يردى به سنة السلام اذ اسلم على واحد ان
 عليك سلام کہی بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک تم کسی کم حسن سے سلام کی سنت ادا ہو جاؤی جب کسی کو سلام کری تو یہ ہے
 يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بالتونين يصح لان احدهما يقوم
 کہ السلام عليك ہی حرف تعریف یعنی الف لام ہی اور اگر یوں ہی سلام عليك بدون الف لام کی بلکہ میم کی تونین کی ساتھ تو ہی درست ہی کیونکہ ایک ہی سیر کی
 مقام الآخر وبدونها لا يصح ولا يكون سلاما والا فلو ان يقول في السلام على الواحد السلام عليك بحرف التعريف
 جگہ ہو جائے ہی اور دونوں تونین اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام نہیں ہوتا اور بہتر یوں ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی ہی السلام عليك ساتھ تعریف کی
 او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتونين مع ضمير الجمع فيها ليكون سلاما عليه وعلى ملئكتك لان المسلم لا يكون
 یا سلام عليك بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تونین ہی دونوں صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ آپس میں اور اسکی فرشتوں پر سلام ہو جاؤی اسکی ملئکتہ کی تونین
 وحده بل يكون مع على اقل اقل خمس من الملائكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
 ہوتا بلکہ اسکی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتے ہوتی ہیں ایک تو دائیں طرف جو نیکیاں لکھتا ہی اور ایک بائیں طرف
 يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكروه وواحد عند راسه يكتب ما
 جو برائیاں لکھتا ہی اور ایک سامنے جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچھے جو مکروہات سے بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

یصلی علی نبی علیہ السلام ویبلغہ ایاہ فیدبغی فیہا فی السلام ومن یدخل بیتہ یتقبلہ ان یسلم علی اہل کافہ
 کتبہ ای جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑے اور کو پہنچا تا ہی سولہ این ہی کہ او کو ہی سلام میں شامل کریں اور جو شخص ای کی گویا جو تو مستحب کی گویا ای ہر سلام
 احق بالسلام من غیرہم وقد روی عن انس بن مالک علیہ السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اہلک فسلم علیہم یکن
 کیونکہ وہ اور ان کی نسبت سلام کی زیادہ مستحب ہیں اور انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا ای بھی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو او پر سلام کر اور
 بركة علیک وعلی اہل بیتک و ذکر فی فتاوی قاضیان ان من اتی باب دار انسان یحب علیہ ان یتساقن قبل
 تجہ پر اور تیری اہل پر بركت ہو وی کی اور فتاوی قاضیان میں مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو او پر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
 السلام ثم اذا دخل یسلم اولاً ثم یتکلم وان کان فی الفضا یسلم اولاً ثم یتکلم و یحکم عن بعض الصالحین علی ما ذکر
 طبع ہی پر چاہئے جاوی تو پہلی سلام کر ہی پیرایہ جیت کری اور اگر میدان میں ہو تو پہلی سلام کر ہی پیرایہ جیت کری اور بعضی صلحا کی حکایت ہی چنانچہ
 فی یستان العارفین ان واحداً من اصداقہ استقبلہ وقال کیف اصبحت فقال له الرجل الصالح و یحک ما هذا
 بہتانہ العارفین میں مذکور ہی کہ ایک ایک دوست ساسی ہی آگیا کہی لگا مزاج اچا ہی اوس مرد صالح نے کہا افسوس مجھ کو ایسہ کیا کہا
 فہلا قلت السلام علیکم فیکون لک عشر حسنات و امر علیک فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
 اول یہ کیوں نہ کہا السلام علیکم کی تیری ہی دس نیکیاں ہوتیں پھر میں جواب دیتا تو میری ہی دس نیکیاں ہوتیں اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتیں
 حسنة یرجی عند ذلک نزول الرحمۃ و اما الانحاء فمکرہہ فی کل حال لکل احد لما روی عن انس ان
 تو پھر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور را جبکہ اسو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس ہی روایت ہی
 مر جلا قال یا رسول اللہ الرجل من ایتقی اخاہ ینتفی لہ قال لا قال النور ہذا الحدیث صحیح لم یات لہ معارض
 کہ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سے جیسا ہی بہائی ہی ملتا ہی تو او کی ہی جی خرمایا نہیں نوری کہتا ہی یہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض نہ کری
 ولا مصداق لہ الخالفتہ ولا یتبغی ان یتغیر بکثرة من یفعلہ من ینسب الی علم و صلاح فان لا اقتداء لا یکن الا
 حدیث نہیں ہی اور نہ ہکا انکی مخالفت کا اور نہ لوا نہیں ہی کہ بہت ہی علم اور صلاح والوں کو جبکہ دیکھ کر دہکا کہا جاوین کیونکہ میری ہی نبی علیہ السلام ہی کی ہی
 بالنبی علیہ السلام لانہ تعالی قال و ما اتکم الرسول فخذوہ و ما نہیکم عنہ فانہو اوقال فی ایۃ اخری فلیحذر المؤمن
 اسلی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی محمول سولیلو اور جس سے منع کری سو چھوڑ دو اور ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرتی میں ہر جو کچھ
 یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنة او یصیبہم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معنہ اربع طر
 خوف کری میں او کی حکم کا کہ پڑی او پر کچھ خرابی یا پہنچی او کو دہر کی بار اور فضیل بن عیاض ہی ایک بات کہی ہی اوسکی یہ معنی میں ہدایت کا ہے
 الہدی ولا یضل قلة السالکین وایاک وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة ہالکین واما المصاحف فہستہ عند التلا
 اختیار کر اور کتر چلی والشی کچھ ضرر نہیں ہی اور اگر ہی کی رستہ سی بچتا رہے اور ہالکین کی کثرت سے دھوکہ میں نہ آ اور مصاحف سوطی وقت سنت ہی
 لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین یتلقین فیصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا و یستحب
 کیونکہ براسی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر جدا ہونے سے پہلی بخشش جاتی ہیں اور مستحب ہی
 ان یکن معہا شاة بالوجه و دعاء بالمغفرة لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقیا
 کہ مصافحہ کی ساتھ چہری پر خوشی کی انکار ہوں اور مغفرت کی دعا کیونکہ براسی یہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
 فضا فحوا و تحابوا و نصیحة تنافرت خطایا لہما بینہما و فی رواية انہ علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فصافحا و
 مصافحہ کرتی ہیں اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہیں تو او کی گناہ و گنہگار چھ میں چھڑ پڑتی ہیں اور وہ آیت میں ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا جو دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
 حمد للہ تعالی واستغفر لہ غفر اللہ لہما و فی حدیث اخر رواہ انس انہ علیہ السلام قال ما من عبدین متحابین
 اللہ کی حمد کرتی ہیں اور مغفرت مانگتی ہیں تو اللہ دونوں کو بخش دیتا ہی اور ایک اور حدیث میں انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا نہیں کوئی دو شخص یتہ ہی دوست

فی الله يستقبل احدهما الآخر فيصافحه فيصليان على الاخر فيفترقا حتى يغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
 كدونهما مني سامي هر که مصافحه کردن ^{پهر ورود و پنهان چسب} مگر اتقی خدا و چنان بودی که الله تعالی او را بی گناه جوهر چسبی بین
 منها وما تاخر وهذه المصافحة يكون من تمام السلام بينهما لما رو عنه عليه السلام قال لا تحبوا ان تكون بينكما المصافحة
 اور جو ہو گی سب بخشد تا ہی اور یہ مصافحه او نہیں سلام کی گامی ہوتی ہی اس کی کدوات ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا تا تا ہی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحه کی نشو
 والمراد من التحبة السلام والا صل فی السلام قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتنا غير مبوءكم حتى تستسنا
 اور تحبہ کی راوی اور اصل دلیل سلام کی یہ آیت ہی ای ایمان والو مت جا یا کرو کسی گھر میں ^{یعنی کہوں کی کو اجازت نہ لینا}
 وتسلموا على اهلها ذلك خير لكم ان الاستئذان والتسليم خير لكم من ان تدخلوا بغتة وتحبة الجاهلية كان
 کو اور سلام دیلو اول گھر والوں پر یہ بہتر ہی تمہاری حق میں یعنی اجازت لینا اور سلام کرنا تمہاری حق میں اس ہی یہ تھی کہ چاہے کہ اور جاہلیت کا سلام ہوتا تھا
 الرجل منهم اذ دخل بيتا غير بيته قال جئكم صباحا وحيتكم مساء ودخل فمرها اصاب الرجل مع امراته في لحاح
 جب کوئی شخص ہوا اپنی گھر کی اور کی گھر جاتا تو کہتا میں فی تحبہ کیا تمہرے صبح کو اور تحبہ کیا شام کو
 وروى ان رجلا قال للنبي عليه السلام استاذن علي قال نعم قال ايها الخادم لها غير استاذن كلما دخلت
 اور روایت ہی کہ ایک شخص بنی علیہ السلام سی پوچھا کیا ماسی ہی اجازت لیا کروں فرمایا ان عرض کیا او کی پاس کوئی خدمتکار اور مجھ پر ہی نہیں ہی پھر کیا جیم
 قال تحبان تر يا عريانة قال لا قال فاستاذن لعلكم تذكرن متعلق بمحذوف اي انزل عليكم او قيل لكم هدا
 جیسا کروں اجازت لیا کروں فرمایا کیا تمہارے ہاں ہی کہ او کو تنگی دیکھ کر عرض کیا نہیں فرمایا تو پس اجازت لیا کہ تمہارے ہاں ہی کہ عیادت محذوف یعنی انزل علیکم ہی
 امرأة ان تذكرن ولو تعلموا ما احببكم فان لم تجدوا فيها احدا ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى اني من
 یعنی تمہاری بیان کیا اس عرض ہی کہ پندہ پندہ ہو اگر چہ لازم وہ چہ کہ محتاج ہو او کی پھر اگر کو میں کوئی ہو کہ تمہارے اجازت دی ہی تو مت گھس گھس جینگے تمہارے اجازت نہ لینا
 ياذن لكم فان المانم من الدخول ليس الا طاعة على العوقظ بل وعلى ما يخفيه الناس عادة من ان التصرف في ملك الغير غير
 اجازت دینی والا آج او کی کہہ کر رک اندر کی جاتی ہی کچھ سہ ہی نہیں ہی اہل ج عورت پر فقط ملک طلاع او کی جو کو عادت کی موافق چہا ہی میں یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز میں بغیر
 اذنه حرام واستثنى ما عرض من حرق وغرقا وكان فيه منكر ونحوها فان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو
 اجازت کی حرام ہی استثنای گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جیسا دینی سید او میں کوئی بات خلاف شرع ہو نہ مانند کی اور اگر تم کو ہی کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ
 انك انك اى الرجوع اظهر لكم وانفع لدينكم فان من يدخل بيوتا يفتي ان يسلم على من كان فيه فان لم يكن
 اس میں میں خوب تمہاری ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری ہی طہارت اور دین میں مفید ہی بیشک جو شخص کسی گھر میں جاوی تو اس کو سلام ہی کہ کہہ طوون پر سلام پہنچی اور اگر وہ
 فيه احد يسلم على نفسه بان يقول السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لانه تعالى فاذا دخلتم بيوتا فسلموا
 کوئی نہ تو اپنی اور پھر سلام پہنچی اس طور ہی سلام چسپ اور خدا کی صالح بندوں پر کیونکہ الله تعالی فرماتا ہی پھر جب جاتی لوگو ہی گھر میں تو
 على انفسكم فالاية تقتضي هذين الامرين جميعا وهما التسليم على اهل عند وجودهم وعلى انفسه عند عدم
 سلام گھر اپنی اور پھر آیت سی دو لازم ہیں یعنی سلام کرنا اپنی نہ پر اگر وہ ان موجود ہوں اور اپنی او پر اگر وہ ان کو ہی نہ ہو
 وجوب احد منهم وادنى ما يتأدى به الرد ان يقال وعليك السلام بواو العطف حتى لو ترك الواو لا يصير مردا
 اور کہ ہی کہ جس میں سلام کا جواب اور ہو جاوی اتنا ہی عليك السلام ساتھ ولو حاطقة کی بیان تک کہ لگو و او کو ترک کرے کہ جواب نہ دے
 لان الوارد في الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا يعتد به ولا يسقط الفرض بدونه وكمال السلام ان يقال السلام
 اس کی کہ شرع میں جواب دہی ساتھ آیا ہی جب او کو ترک کیا تو عبارت کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور نہ بدون او کی فرض ہوا ہی اور کمال سلام کا یہ ہی کہ کوئی
 عليكم ورحمة الله وبركاته لما روى انه عليه السلام قال من قال السلام عليكم كتب له عشر حسنات ورحمة
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم دینی ای دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جیسی کہا

بقرآن کریم

علی جمیعہم و ما زاد من تخصیص بعضهم فہو ادب و یکتفی فی الزمان بحدیثہم فمن زاد بہم من ادب
 اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہ ادب ہی اور جوابہ ہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دہی پر اگر انہیں کسی اور فی جوابہ تو یہ بہت
 وان کان جمعا عظیما لا ینشر فیہم سلام واحد کالجامع والمسجد العظیم فالسنة ان یصلو علیہم انما شاہد
 ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہاں پہنچتا ہر یکا جیسے مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت پر ہی کہ اوکو سلام کرتا جاوی جس ہی ملتا جاوی
 ویکن مؤدیا حق السلام فی جمیعہ من سمعہ فان اراد ان یجلس فیہم یسقط عنہ سنة السلام فیہم لو یستمع
 اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگے ہر یہ شخص اگر انہیں بیٹھنا چاہی تو اسکی ذمہ ہی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیوں کی
 من الباقین وان اراد ان یجلس فیہم لو یستمع سلام فقیہ وجہان احدهما ان سنة السلام علیہم حصلت
 جنہوں کی سلام نہیں سنا اور اگر اس قوم میں بیٹھا چاہی جنہوں کی سلام نہیں سنا تو اس میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلوں پر سلام کرنی ہی
 علی اولئہم لکنہم جمعا واحدا فلا عاد السلام علیہم یكون ادبا والوجه الثاني کون سنة السلام باقیة فی حق
 ادا ہو چکی کیونکہ یہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر کسی انکو ہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری وجہ یہ کہ سنت سلام انکی حق کی چھوڑنا سلام
 من لو یبلغہم سلامہ والسنة ان یسلم الراكب علی الماشی والماشی علی المقاعد والصغیر علی الکبیر والقلیل
 نہیں پہنچا یا فی ہی اور مسنون یہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہو لیٹھنے کو اور چھوٹا بڑی کو اور چھوٹی جماعت
 علی اکثر ولو خالفوا وسلم الماشی علی الراكب والکثیر علی القلیل والکبیر علی الصغیر لا یدکر بل یكون ترکا لیسما
 بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ کی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت کی چھوٹی جماعت کو اور بڑی کی چھوٹی کو تو مکروہ نہیں ہی بلکہ انکی حق ترک کیا
 یشترکہ من سلام غیرہ علیہ ومن قر علی قرأ القرآن لا ینبغی ان یسلم علیہ کیلا یشغل عن القراءة فان
 کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوکو سلام کرنا نہیں چاہئی تاکہ تلاوت ہی نہ روکدی پہر اگر کسی
 سلم علیہ قال بعضهم لا یجب علیہ الرد وقال بعضهم یجب لہو اختیار فقیہ إلی اللیث ومن قر علی من اتی
 سلام کیا تو بعضی کہتی ہیں اس پر جواب واجب نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں واجب ہی فقیہ ابواللیث ہی یہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس پہنچا
 الخلاء وهو یغتفر او یبول ینبغی لہ ان لا یسلم علیہ فی هذه الحالة فان سلم قال ابو حنیفة دھمرد علیہ بقلبہ
 جو بیٹھا خلاء میں یا نہ پانی پھر تہا ہی یا بیٹھا کہ اس حالت میں اس کی ساری سلام علیک نہ کری پہر اگر اس پر سلام علیک کی تو اور خفیہ کہتی ہیں کہ دل ہی جوتا
 لا یلسانہ وقال ابو یوسف لا یرد علیہ بقلبہ ولا بلسانہ ولا بعد الفراغ ایضا وقال شمر یرد علیہ بعد الفراغ و
 دی زبان ہی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہیں نہ دل ہی جواب دی نہ زبان ہی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہیں فارغ ہو کر جواب دی اور
 لا یسلم علی احد وقت الخطبة فان سلم والخطیب فی الخطبة لا یجب الرد علی السامع ومن کان جالسا مع قوم
 خطبہ کی وقت کسی ہی سلام علیک نہ کری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ میں ہو تو سنی والی چھوڑا جب نہیں ہی اور جو شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا
 ثم قام للذهاب فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال اذا انتھی احدکوا لیجلس فلیسلم
 پہر جانی لنگا تختت یہ ہی کہ وہ ہی اوکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مجلس میں آوی تو سلام کری
 فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الا ولی با حق من الاخری قال الامام النووی ظاہر ہذا الحدیث یقتضی ان یجب علی
 پہر اگر اگر ایہودی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہیں ہی دوسری ہی امام نووی کہتی ہیں ظاہر اس حدیث کا یوں چاہتا ہی کہ جماعت کی
 الجماعة من السلام علی هذا الذی سلم علیہم وفاسر قوم وقال بعض العلماء جرہ عادیة بعض الناس بالسلام عند
 ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تھا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہیں بعضی لوگون کو سلام کر نیکی عادت بڑی ہوئی ہی
 مفارقة القوم وذلك دعاء یشترک لہ الجواب لان السلام انما یكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانکر هذا القول
 جب جماعت سی جدا ہوں اور یہ دعا ہی اسکی ہی جواب تحب ہی اہلنی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہیں ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

صيفة فلا يتحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام ولما كان الموت فلا بد عليهم فيستحقون في حلال السلام
 اور عبارت سوا چنانچه که جواب کی بی بی و سلام که استعمال کرین اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا یہاں کی حد میں سلام
 علیہم بالصیغتين لما روی ان علیہ السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیہم کو دیا اس قوم مؤمنین
 علیہم و نہ عبارت ہی پر یہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیہم اس عبارت ہی کرتی تھی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
 ومن سلم علی احم يستحب له ان يتكلم بالسلام بلسانه لقد مرته علیہ ویشیر بیدہ حتی یحصل الالفہام فیستحق
 اور جو شخص ہماری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سے ہی کیونکہ اس کو قدرت ہی اور ہاتھ سے اشارہ کر دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور یہ مستحق جواب کا ہو
 الرد ولو لم یجمع بينهما لا یستحق الرد وسلم علیہ احم و امر ان یرد علیہ بلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقد مرته
 اور اگر وہ نہ بات کر لیا تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر ہرہ کو سلام کری اور یہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب دینا ہی دیکھ کر اس پر قاری
 علیہ ویشیر بیدہ لیحصل الالفہام ویسقط عنه الرد ولو سلم علی اخر من اشار الاخر من بیدہ یسقط عنه الرد
 اور ہاتھ سے اشارہ کر دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اس کی ذمہ ہی جواب دیا ہو جاوی اور اگر کسی کو سلام کیا اور کسی نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا تو اس کی ذمہ ہی جواب دیا ہو جاوی
 لان اشارته قائمة مقام العیارة ولو سلم علیہ الاخر من بالاشارة لیستحق الرد والنساء بعضہن مع بعض فی
 کیونکہ اس کا اشارہ قائم مقام العیارة ہی اور اگر کسی نے اشارہ ہی اس کو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپس میں سلام علیہم کی باب میں
 حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان كانت زوجته او جارية او كانت من محارم فعلیہا الرد
 مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اس کی بی بی ہی یا لڑکی ہی یا اس کی کوئی محرم ہی تو اس پر جواب دینا لازم ہی
 وان كانت اجنبیة شابة لا یجوز لها الرد ویكون الرجل مفرطاً فی السلام علیہا وكن المرأة ان سلمت علی رجل فاذا
 اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اس کو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری بہر اگر
 كانت زوجته او جارية او كانت من محارم او كانت عجوزاً لا یخاف منها الفتنة فعلیہ الرد وان كانت شابة عیال
 وہ اس کی جوہر یا لڑکی یا ایسی بڑھاپی کہ اس پر کچھ خوف فتنة کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب دینا ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ
 الیہا النفس بکرہ لہ الرد وتكون المرأة مفرطاً فی السلام علیہ واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن
 نفس کو اس کی طرف رجعت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا منہون ہی اس کی حد میں روایت ہی
 انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفی رواية انہ علیہ السلام مر علی ظنان
 کہ وہ لو کہوں پر گزری تو اس کو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تھی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام لو کہوں کی پاس آگئی
 فسلم علیہم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحب وجوبہ سلام لقوله تعالی واذ احببتم بنحیة فحیوا باحسن منها واما
 تو اس کو سلام کیا اور اگر نابالغ یا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بلیل اس آیت کی اور جب نکو عادیوں کی کوئی تو تم ہی دعا دواؤں کی
 المتدیغۃ ومن اقترف ذنباً عظیماً ولم یبت منه فیذبح ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال البرزلی یسلم علی لاعب
 اور یہ حدیث کوکب اور جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اس گناہ سے توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ اس کو سلام نہ کری اور نہ اس کی سلام کا جواب دی بڑی گناہ ہی کلام کی
 الشر فی عند الامام لیشغلہ عن ساءة الرد لا عندهما لان الجاهر بالفسق فی معتقدہ ولو عجزتہا لا یستحق الا کلام
 نزدیک شرط بخ بار کو سلام کر لی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہو شرط ہی باز ہی صاحبین کی نزدیک سلام نہ کری اس کی کہ فاسق علی الامان ابنی محقق میں اگرچہ جہاد
 وقال التتو کمن اضطر الی السلام علی الظلمۃ اذ ا دخل علیہم وخاف ان یترب علیہ فی دینہ و دنیاہ ضرر ان لم یسلم
 ہو سزاوار عزت کا نہیں ہی اور تو دی گناہ ہی جو شخص ظالم کو سلام کر نہیں لاچار ہو جب اس کی پاس جاوی اور یہ سزاوار ہی کہ اگر اس کو سلام نہیں کرتا تو دین کا یا دنیا کا
 علیہم یسلم علیہم وینبئ ان السلام اسم من اسماء اللہ تعالی لیکون المعنی ان اللہ علیکم رقیب فیما زیکو بہما
 تو اس کو سلام کر لی اور یہ نیت کر لی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہ معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اور تمہاری ہی سونکو تمہاری لایح سزاوار ہوگا

بیت

فصل فی بیان

ثلاثة ايام واما جواز هجرته فانه ثلثة ايام فاما يدل عليه بمفهومه لا ينطبقه فمن التزم بحجة المفهوم جازله
 تین روزی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑ لیا جواز اسکی مفہوم ہی معلوم ہوتا ہی منطوق کا نہیں معلوم ہوتا ہی ہر شخص مفہوم کو سمجھتا ہی ہوگا
 ان يقول ان الادي مجبول على الغضب وسوء الخلق فمن حله في الثلث لقلته حتى يذهب عنه ذلك الغضب
 جائز ہی کہی بیشک آدمی کو غضب خطہ عادت ہی سو آپ فی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اسکا غصہ اور عداوت
 ولم يخصص له فيما فوق ذلك لكثرة فقوله عليه السلام يلتقيان فمعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرتهما
 اور اس ہی زیادہ کی اجازت نہیں دی بہر مدت زیادہ ہی بہر جملہ حدیث کا کہ طے ہیں بہر بہر ادھر ہو جائی اور وہ ادھر ہو چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
 وقوله وخيرها الذي يبدأ بالسلام حيث على ترك الهجران فانه يزول بالسلام على ما ذهب اليه الجمهور وتخصيص
 اور بہر جملہ ادھیں اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدلی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب شیعہ کی جہاں ہی سلام ہی جاتی رہتی ہی اور خاص
 الاخر بالذكر لشعر بالغبلة والمراد به الاخر في الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام في حديث اخر لا يحل
 ايج كذا كذا تأتلفيا معلوم ہوتا ہی اور اس ہی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو
 لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلث ليل فافهم انك ان كان عن الحق مادام على صراطها وادها فيا يكون سبقة بالغى كفارة له
 حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑی کہی بیشک یہ دو نو جن تک رتی زمین حق سی کجرو میں اور ان میں سی پہلی بازائی والی کو اسکی بقت ہی تھا وہی
 وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال تغفر ابو ابى جنة يوم الاثنين ويوم الخميس فغفر لكل عبد لا يشرك بالله
 اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کھلتی ہیں بہر ایک بندہ کہ اسکی ساتھی کچھ شریک نہ ہوں بخشتا
 شيئا الا من اجل كانت بينه وبين اخيه شعناء فيقال انظر اهل دين حتى يصطالحا وفي رواية انه عليه السلام قال يعرض
 جاتانی سوای اس شخصکی کہ او میں اور اسکی بھائی میں کہینہ ہو بہر حکم ہوتا ہی ان دونوں کو بہنی دو جن تک اس میں صلح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
 اعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بدينه وبين اخيه شعناء
 کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کا اعمال کا پیش ہوئی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشتا جاتانی مگر وہ بندہ کہ او میں اور اسکی بھائی میں کہینہ ہو
 فيقال انزكو اهل دين حتى يفتيا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدليل انه عليه السلام يفتيها بقوله يوم الاثنين
 حکم ہوتا ہی انکو بہنی دو جن تک ملاقات کریں اور ہر جمعہ سی ہفتہ کی ايام میں اسراہیل سی کہ نبی علیہ السلام فی اسکو پیر کی دن اور
 ويوم الخميس على طريق التعدير عن الشيء باخر جزئه والشعناء العداوة والمعنى انزكو امغفر لها حتى يرجعا من
 جمعہ تک دن شفیق کرے جسطوریک شے کا اخیر جزر بیان کرتی ہیں اور شعناء کی معنی دشمنی کی ہیں اور معنی انزکو امغفر لها حتى يرجعا من
 العداوة الى الصداقة لان الاخوة الدينية تقتضي الصداقة وقتا في العداوة فان الاثنين احوه من حيث انهم
 دونو دشمنی ہی دو سی کھڑے آویں اسلئے کہ دینی برادری دوئی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلافہ کہ نام مؤمن بھائی ہونی ہی اسلئے کہ
 ينسبون الى اصل واحد هو الايمان الموجب للحياة الباقية كما ان الاخوة من النسب ينسبون الى اصل واحد هو
 سببیک اصل ہی نسبت کہنتی ہیں یعنی ایمان سی جو سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسب ہی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہیں یعنی
 الابالموجب للحياة الغانية فالاخوة الدينية اقرب من الاخوة النسبية لان الاخوة النسبية اذا خلت
 بابی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسب ہی برادری ہی بہت قوی ہوتی ہی اسلئے کہ نسب ہی برادری جب دینی برادری ختم
 الدينية لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ كافر يكون ماله للمسلمين لا اخيه الكافر فعلى هذا الجسب
 ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر مر جاتی اور اسکا بھائی کافر موجود ہو تو اس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بھائی کو نہیں ملیگا
 على المسلم ان يترك ما ينافي في الاخوة الدينية الموجبة للصداقة والمزيلة للعداوة كما روى عن ابي هريرة عليه السلام
 کی موافق مسلمان پر واجب کہ مخالفت دینی برادری کو ترک کری جو دینی کو واجب اور دشمنی دور کر دینی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا

عن مصاحبة من ليس يتقوى وعن مخالطة لان العصبية والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون
 نادر هزگان کی باس پیشانی اور معنی جلنی ہی منع کیا ہی کیونکہ باس پیشانی اور معنی جلنی ہی جلین الفت اور محبت پیدا ہوتا ہی ہی ہر ضروری کیونکہ ہی ہو
 كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "فليمنظروا حدكم من يخال لي قبي ان من
 جوئی علیہ السلام فی فرمایا اوس حدیث میں جو ابو ہریرہ روایت کرتی ہیں آدمی دوست کی دین پر ادنیٰ کا اسب خیال کر لیں کسکو دوست بنا کر کہا ہی ہو اور ہی
 يريد ان يعرف حال نفسه فليمنظروا الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصالحين وان كان فاسقا
 جو کوئی اپنا حال در یافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکھ لی ہر اگر دوست صالح ہی تو وہ ہی صالح ہی اور اگر دوست فاسق ہی تو وہ ہی فاسق ہی
 فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدرك
 فاسق ہی تو وہ ہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت ہی ایسا چور الیٰتی ہی کہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی
 الانسان ومشاهدة للنكويهم ان امر المعصية في القلب ويد هب فترته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان بالذکر
 اور منکر کو دیکھتی رکھتی گناہ دل پر آسان ہو جاتا ہی اور اسکی نفرت دل ہی جاتی ہی ہی ہر اوسین ضعیف ایمان ہی نہیں ہوتا جو حدیث میں مذکور ہی
 فيها روى عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من لاي منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فليسأله فان
 ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص منکر کو دیکھ ہی تو انتہی ہی منع کری اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان ہی
 لم يستطع فقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فماذا يرجي ان يوجد فيه المجلس
 طاقت نہ ہو تو ہی نیز ہر اور یہ بہت ضعیف ایمان ہی ہر اگر اوسین ضعیف ایمان ہی نہ تو ہر کیا توقع ہی کہ اسین ایمان ہوگا چہاں ہی
 السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 مجلس دہائی کی بیان میں بدگانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا
 ايكم والظن فان الظن اكد الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابير رواه ابو هريرة وفيه تحذير
 حق یہ ہو بدگانی ہی بیشک بدگانی بڑی جھوٹ بات ہی اور تلاش نکلا کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور آئین
 من الظن ونهي عن التجسس ما الظن فهو في الشريعة قسمان مجموع من موم والمكراديه ههنا ما هو المذموم المسمى الذن
 جس سی ڈراوی اور تلاش ہی مانعت شریعت میں ظن کی دو قسم ہیں ایک محمود دوسرا مذموم اور بیان مراد وہ ہی ہی جو مذموم ہی
 هو عقدا القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخوط وحديث النفس التي لا يمكن
 یعنی دل میں ایک شخص پر رائی کا لگان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہو جاوی مثالین اور یقین کر لینا اور ہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
 دفعا فانها اذا لم تستقر ولم تستقر فعقولها لان العبد لما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحد الظن
 نہیں ہوکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور ستر نہوین تو معاف ہیں کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس ہی ہوگی وہ نہیں ہوتی جو نہ ہوگی اور بدگانی ہی
 لسي حل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون
 حدیث ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچھی وجہ پر ہی قیاس ہو سکتا ہی اور اسکی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اسکی
 منشأه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعل له وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على التو
 حق میں تیری بداعتقادی ہو یہاں تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذو جہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی ہی اسکی برائی پر قیاس کری
 الامر كمن غير علمه تخصص به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو
 مبدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کر دی اور یہ اسکی ایسی خطای جو دل سی ہوئی اور نہ خطا ہر مومن کی حق میں حرام ہی دوسری قسم وہ ہی
 الذي يستدل الى علامته فانها تحرك الظن تحريكا صريحا فيقدر الانسان على دفعه والذی يميز الظنون
 بخفی کی علامت موجود ہو بیشک علامت مان کو مانہ اور ایسی گت دی کہ آدمی کو سکھائے اور نہ مانہ جسکی علامت مان واجب جتناب

جائیا علیہ حیث ظننت بالکذب وهذا من سوء الظن ایضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد
 تو اسکا گھٹکار ہوتا ہی اسو علی کہ کسی حق میں گمان جوڑا گیا یہ بھی ایک بدگمانی ہی سو تجھ کو لایق نہیں ہی کہ ایک کی حق میں گمان اجھا اور
 نسبتہ بالآخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهم اهل بيوتهم عدوة ومحاسدة وتعت املان كان بينهما
 دوسری کی حق میں گمان کر ہی بلکہ تجھ کو یہ چاہی کہ ان دونوں کا حال دریافت کرے کہ کیا ان دونوں میں دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہیں پہر اگر ان دونوں میں
 شئ منہا يتطرق التهمة والشرع قد برهنا شهادة الاب العبد للتهمة فلا ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
 کچھ حسد وغیرہ ہو تو اب ثبت فی راہ پائی اور شرع تو عادل باپ کی گواہی کو بھی تہمت لگاتی نہیں مانا اب تجھ کو چاہی کہ کچھ یقین نہ کری نہ جوڑ اور نہ سچ
 علیہ بکذب ولا بصديق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندك وكان امره محجوب يا عني قد بقى
 اور اسکی حال مذکور کہ کہنا چاہی کہ وہ مجھسی اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں ہی اور اسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی تھا
 كان لم يكتشف في من امره شيء هذا اذا خبرك عدل واحد وما اذا خبرك عدل فلا مجال لك من علم قصد
 تھا تجھ کو اسکا حال کچھ معلوم نہیں یہ اس صورت میں ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھ کو عدل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی ہی تجھ کو کوئی علاج نہیں
 لانها حجت في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد
 کیونکہ یہ دونوں شے حجت ہوں لیکن جانا چاہی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان ہی خالی نہیں ہوتا تو جو منہ سے ہوگا
 من المؤمنين الاوله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصالحين ولذلك قال
 اسکی حسنات ہی ہوگی اور جرائم ہی پہر چکی خوبیاں بڑا ہونسی زیادہ ہوں وہ صلحا میں شمار کیا جاتا ہی اسی ہی
 الامام الشافعي ما احدث من المسلمين بطبع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصى الله ولا يطيعه
 امام شافعی کی کہا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہی کہ سر اللہ تعالیٰ کو نافرمانی کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سر اللہ تعالیٰ کو طاعت نہ کرے
 فمن كان طاعته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذه عدلا في حق الله تعالى فكون
 پہر چکی طاعت معاصی سے زیادہ ہوں تو وہ شرع میں عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہو دی تو تیری نظروں میں
 عدلا عندك اولي واخري وروى ان رجلا اتى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من بعد ذلك فقال
 اولی اور سزاوارتر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص فی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی شتا اور تعریف کی جب اکلا دن ہوا تو کوئی
 والله لقد صدقت عليه بالامس واكدت عليه اليوم فانه امر ضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت
 کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک میں نے کل سچ عرض کیا تھا اور نہ آج جھوٹ تھا ہوں کل تو اوتی تجھ کو خوش کیا تھا سو میں نے اسکی حق میں جو نیک معلوم تھا
 واغضبني اليوم فقلت في حقه اقدم ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام
 کہہ دیا تھا اور آج اوتی ناخوش کیا تو تجھ کو جو برائی معلوم تھی وہ کہہ دی پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بعضی تقریر جادوی گویا نبی علیہ السلام کو صرف
 كره ذلك وشبههم بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيلها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمدن
 کہ وہ اسکو نہ پسندے بلکہ انہیں جادوسی مشابہت ہی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اسکی حال پر ملحوظ عدل نیک لہجہ کی تحسین یا تقبیح نہ ہو سکے

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمأكلة مع الفاسق قال
 ستاسی مجلس سمانعت کی بیان میں فاسق کی صحبت اور مصاحبت کہا نی سی رسول
 الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ساتھ نہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کھا نادای سوا پرہیزگار کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
 رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المدن كورفيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى فمن
 ابوسعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث میں وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل میں فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت میں ہوا ایک جو

في صداقة الجبان لأنه يترك نصرته وأمانته عند الشدة ويخونك بل يحتفي ويغيب عنك والسادس الخوف اذ
 وقتين كجسد فانه حينئذ يترك خوفه ويخونك وقت تيمره نصرت اوراعانت سي يمشي به يگا اور يجره وراولجا بکد چپک غائب ہو جائیگا چپک وفاسطی
 لاخیر فی صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
 يوفائي دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قائم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہے جو خدا کی واسطی ہو اسلی
 ما یكون لغرض من الاغراض يزول بل ذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينشأ في الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
 کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہے تو جس غرض کیلئے ہی محبت ہی ہو لیتی ہے پھر وفا کہاں کیونکہ جو وفاء کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں آوے گا
 حق صدیقه من عاۃ جميع اصدقائه واقاربہ والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
 داری دوست کی یہی ہے کہ او کی تمام دوستوں اور سبکی سودہروں اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان کو گون کی رعایت اس کی دین بہت جگہ کرتی ہے یہی
 فرجه يتفقد من يتعلق به اكثر لانه على تقدير الحسنة الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكل الذي يكون في باب صدقته
 اپنی رعایت کی پھر او کی خوشی او کی متعلقوں پر عناية کرتی ہے زیادہ تر ہوگی کیونکہ اس کی معلوم ہوتا ہے کہ او کی محبت بڑھ کر مستطوف نہیں چاہتی ہے یہی ہوتا ہے کہ جو کس دوست
 ينبغي ان يتحيز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا يصادق صدقاً يقدّمه اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صديقك عزرك
 دروازے پر ہو جائی کہ دین وہی بہت اور کثرت کی تمیز ہو اور ایک وفا داری یہی کہ دوست کی دشمنی ہو کیونکہ امام شافعی نے ہی ہیں جب تیرا دوست تیری دشمن کا
 فقد شاك في صدقته ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صدقته وان ارتفع شأنه واستعت ولايته وعظم جاهه
 فرمان بردار ہو تو دوست تیری دشمنی میں شریک نہ ہو اور ایک وفاداری یہی کہ دوست کی تواضع کرے حیل نہ بدل جاوے اگر چہ شان بلند اور ولایت فراخ اور تہ عظیم ہو
 ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفارقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الخزع من المفارقة وكذلك قال بعض السلف
 اور انکشت فاداری یہی کہ اسباب فرقت سے خوفناک ہے اسلی کہ پوری دوستی یہی ہے کہ مفارقت سے بہت ڈرتا ہو اور اسلی ہی بعضی مشقہ میں فی کہا ہے
 وجئت جميع مصيبات الزمان هيبة سبها مفارقة الاحباب قال ابن المبارك ان الاشياء عجايبها من الوفاء الموافقة
 میں زمانہ کی تمام مصیبتوں کو سہل یا تاہل بجز جدا سے دوستوں کی اور ان مبارک کہی میں بڑی مزہ دار چیز دوستوں کی ہنشی ہی اور ایک وفاداری یہی کہ
 فبالايمان الحق والامانة الحق في ما يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتبعية اصلها الحق كما
 جو حق کی برخلاف نہ ہو اور سبب سادہ کی اور یہی وہ بات جو دینیات میں حق کی برخلاف ہو تو دوہمین رفاقت کرنی وفادار کہیں ہی بلکہ اب مخالفت میں اور حق کی جتنی میں وفا
 حکي عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يعمر به ويقبل عليه ويقول ما يقيم عن عصر غيره فلما ارى الناس صدق
 داری ہی چنانچہ امام شافعی سے حکایت کرتی ہیں کہ وہ محمد بن الحكم سے الفت بردار نہ رکھتی تھی اور اس کو پاس نہ لاتی اور اس کی پاس جایا کرتی تھی کہ حکومصر میں اس کی کوئی بی بی
 مود قفا طوائف ان انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقال له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعد ذلك
 جو بچوں کی صلہ موت اس قدر دیکھا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اس کی کو کرے گی سو گون فی اولن سی مرض الموت میں پوچھا اپنی بعد وفات مجلس کی کس کو تقریر کریگا
 وكان محمد بن الحكم عندئذ ساه واستشعر ليعي اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسه ابو يعقوب البوطي وقال اصحابه
 اور اس وقت محمد بن الحكم ہی سرائی کھڑی تھی سوامنی ہوئی تاکہ او کی طرف اشارہ کریں تب امام شافعی نے کہا پاک ہے اس میری جگہ ابو یعقوب البوطی ہی اور شافعی کی تمام شکار
 الى البوطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه من هبة كله الا ان البوطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
 البوطی کی طرف متوجہ ہو گئی سو محمد بن الحكم کو یہ بات بری لگی باوجودیکہ انہی تمام مذہب سیکھتا تھا مگر البوطی افضل اور بڑا زاہد اور متوجہ تھا بیشک بعضا شخص
 من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غلبه افضل منه اماه طلقا او بخص صيته فيه لكن لا ينفط ذلك كثير من الناس
 جو عظمت کی اندر علم اور فضل میں مشہور ہو جائے یعنی ہفت اور شخص اس ہی افضل ہو اگر تا ہی یا ہر باب میں یا کسی خاص امر میں بسکن بہات کو اکثر لوگ سمجھ نہیں کرتی
 فيعرفون عن غيرهم من غير انهم يثبتون به انهم هم افضل فيقولونهم تحصيل فضيلة من ليس يشتهر عندهم فضله الامام الشافعي
 تو اس پر مشہور ہو کر جو ان میں مشہور ہو تا ہی اور متوجہ جاتی ہیں سو انہی اور بڑے مشہور کی فضیلت متوجہ جاتی ہی سو امام شافعی نے واسطی اس کی اور سبب ان کی

لله تعالى والمسلمين واختار لا فضل وترك الداهية ولم يؤثر رضى الخلق على رضا الله تعالى فلو توفى الامام
منعت كل من خیر خواهی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار کی پھر جب امام شافعی نے ہفت کی
الشافعی قلب محمد بن الحکم عن مدہبہ ورجع الی مدہب الیہ ودرہن کتب مالک واما ابو یوسف فانہ انزل ہذا
توحید بن الحکم او کسی مذہب سے پھر کر اپنی باب کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتاب نکاح میں شروع کیا اور ابو یوسف زہد اور غوث لیکر عیادت میں
الخلع واشتغل بالعبادة وله یحبہ الجمع والجلوس فی الحلقة فظہر من ہذا کلام ان الصالح للصدقة من یجتمہ فیہ
مشغول ہوا اور او کو جماعت کا ہونا اور طہقہ میں بیٹھنا پسند آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کی لابی وہ ہی جمیع یہ شخصیتیں جمع ہوں
ہذا الخصال فان لم یجتمہ فیہ ہذا الخصال فعلمک باتزال الناس جملة ولا نرفة بیتک اذ لیس للعالم فی
پہر اگر او میں بہہ خصال جمع نہ ہوں تو پھر تمام خلقت سے ملگ ہو کر اپنی ہر کہ اندر بظاہر اسلی کہ عاقل کو اس زمانہ میں
ہذا الزمان الا تحصن بالسکوت ولا نرفة الیوت وقد قال ابو سلیمان الخطابی مع الواعظین فی صحبتک ولتعلیمک
سوائی خاموشی کی اور کہہ میں بیٹھ رہی کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہیں چھوڑ اپنی چھینٹنوں اور شاگردوں کو
فلیس لکم صدیق ولا رفیق الا ان العداية واعداء السخاء الفوق مدحک واذا غبت عنهم اغتابوک من تیک
کہ انہیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہیں باطن میں دشمن جب میں تقریف کریں اور جب تو اوسے غائب ہوئی تو غیبت کریں براہین
منہم کان علیک مرقبیا واذا خرج من عندک کان علیک خطیبا فلا تغتر بجمہم لیدیک وعلماہم بین یدیک
اون میں سے جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سے چلا جاتا ہی تو تیری بدگویی کرتا ہی سو یہ سب فریب بکھانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سائی
فاغرضہم العالم بل غرضہم ان یجتہنک سئلما الی او طارہم وحمارہم فی حاجاتہم وان قصرت فی غرض من غرضہم
خوشامد کرتی ہیں سو او کی غرض علم نہیں ہی بلکہ او کی غرض یہ ہی کہ تیرا اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہ کا گدہا بار بار وارنالیں اور اگر کوئی اون کی کسی غرض میں ذرہ قصور کیا
یکون انشداءک وبعثک من خدمہم الیک مئة علیک ویرونہ حقا واجبالدیک ویرضون علیک ان تبدل
تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپا حسان جتلا وین اور او کو تیری اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
لہم عرضک ودينک وتكون لهم تابعا خسیسا بعد ان كنت متبوعا رئیساً وقد مری عن ابن عمر انه علیہ السلام
آبرو اور دین کو اپنی ہی گھوڑی اور او کا اولی فرمان بردار بن کر رہی بعد اکی کہ تو حاکم اور سردار ہوتا اور میں عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
الشیخ فی قومه کالنبی فی امتہ وانما یکن الشیخ فی قومه کذلک لانه یعلم دینہم کما علم کل نبی امتہ دینہم ومن جی
کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس رتبہ پر اسلی ہوتا ہی کہ او کو دین سکھاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکھاتی ہی اور شاگرد اور استاد
المعلم فی حق من علم عیما ولو حرقا واحدا ان یحترقہ ظاہر وبالطحا لکونہ مثل ابیہ بل ہوا ولی لما روی عن الی ہریرۃ انه
کہ خیر سکھائی ہو اگر چہ ایک حرف بتایا ہو یہ سب کی ظاہر و باطن ہی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
علیہ السلام قال فما انالکم مثل الوالد لولده وفي حدیث اخر انه علیہ السلام قال خیر الالباء من علمک وسبب ذلک
علیہ السلام فی فرمایا میں تمہاری نبی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی نبی باپ اور اکیسہ حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اچھا باپ وہ جو مجھ کو علم سکھادی وجہ اکی یہ ہی
ان المعلم یقصد لا نقاد من نالہ اخرۃ وهو اہم من انقاذ الالبین لولدهما من نالہ دنیا وکذلک کان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بجاتا ہی اور یہ قصور تہی اس کی کہ ما باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بجاتی ہیں اور ایسی ہی استاد کا حق ہی ما باپ کی حق سی
من حق الوالدین فانہما وان کان اسبیب الوجود والحیۃ الغائیۃ لکن لولا المعلم وقادۃ ما ہو سبب للحیۃ الاخرۃ
بڑا ہی کیونکہ ما باپ اگر چہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر دوستا دور اسکی فائدہ رسائی نہ ہوگی جس سے حیات اخروی دائم حاصل ہوتی ہی
الائمة لساق ما حصل من جهة الی لہذا لک الدائم انہ لما کان مثل الالب یلزمہ ان یجری المعلم مجرایہ ویشفق
تو دینک جو ما باپ کی جہت سے حاصل ہوا ہی فدیہ کو ہلاک کر دیتا پھر جب استاد بجای باپ کی ہوا تو او کو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اور پھر شفقت کری

علیه وینفعه عن تجاوزه مرتبته الی مرتبته لم یستحقها ولم یجئ وانما ویبین له ان المقصود من العلم تحصیل سعاده
 اور ایسا مرتبہ یعنی سی جساوہ اپنی سختی نہیں ہی اور ایسا کا یہی وقت نہیں آیا مشہوری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
 الاخرۃ لا ینال الریاسۃ والمفاخرۃ کما حکى ان ابابوسف لما عقد مجلسا للتدلیس من غیر اعلام ابی حنیفۃ ارسل
 ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابابوسف نے جب مدرسہ بدولہ باطلوع امام ابو حنیفہ کی تخریر کیا تو امام فی اونی پاس آدمی بھیجا
 الیہ ابو حنیفۃ وجلا لیسئلہ عن عدۃ مسائل من جملتہا انہ سألہ عن قصار جمل الثوب ثم جاء بہ مقصورا ہل یستحق
 کہ اونی چند مسئلہ پر چہ آدمی اور میں ایک یہ مسئلہ پر چہ ایک دہوی ہی کچھ منکر ہو گیا بہرہ ہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
 الاجرام لا فقال ابو یوسف یستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا یستحق فقال اخطأت فتعجب ابو یوسف فقال الرجل انک انت
 یا نہیں ابو یوسف فی کہا مستحق ہی اوس شخص کا غلط بہرہ کہا مستحق نہیں بہرہ اوس شخص کا غلط بہرہ ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نے کہا
 القصارۃ قبل ان یجوز لیستحق ولا فلا وہکذا اخطاہ فی کل ما اجاب من مسائل المسائل فعلم ابو یوسف قصورہ فعدا الی
 اگر انکا کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی تو نہیں تو میں اس طرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی کچھ سی اب ابو یوسف اپنا قصور پاگئی یہ نام پاس
 ابی حنیفۃ وحدثہ ان قال لہ ابو حنیفۃ ما جاء بك الا مسئلۃ القصار فانک تربیت قبل ان تحضر من سبحان اللہ
 حاضر ہوئی اور جب وہ اتنی ہی ابو حنیفہ فی کہا مجھ کو صرف دہوی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو ہی انکو بھیگی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
 من یجل یعقد مجلسا ویتکلم فی دین اللہ ولا یحسن مسئلۃ فی الاجارۃ ثم قال من ظن انہ استغنی عن التعلیم فلیک
 ایک شخص مجلس بنا کر اسہ کی دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ ہی نہیں کہ میں آتا یہ فرمایا جو کہ یہ علم سیکھنے کی بجو جاہت نہیں تو وہ
 علی نفسه وکان سبب انفراده علی ما ذکر فی مناقب الکردی انہ مرض مرضا شديدا فعادہ الامام فقال لقد کنت
 اپنی جان کو دہوی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو گیا موافق مذکور مناقب کردی کی یہ ہے کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام او کی عبادت کو کی اور فرمایا مجھ کو تجہ سی اسیم ہی
 اوطک بعدک للمسلمین ولین اصبحت لیموتن علم کثیر فلما ابرا اعجب نفسه وعقد مجلسا لمالی ولم یتفطن ان فی قول
 کہ میری بعد مسلمانوں کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوے گا کہ بہر جب وہ اچھی ہو گئی تو اپنی دلیں خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہ نہ سمجھا کہ امام کا
 الامام لقد کنت اوطک بعدک للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا یبغی لسان یستبد بنفسہ فی من استاذہ بلا
 بجو اپنے کہ میری بعد مسلمانوں کا بیشک نہیں اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہی کہ اپنی آپ اوستا کی سامنی ہی اذن مستقل ہو جاوی
 منہ ثم لما علم قصورہ ترک مجلسا وعاد الی ابی حنیفۃ واشتغل بالتعلیم منہ قال ابن المبارک لا ینال المرء علما ہ
 پہرہ انکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس فریاد ہوئی اور امام ابو حنیفہ کی پاس اگر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہیں کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
 طلب العلم فاذا ظن انہ علم فقد جہل قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعذرا یستبق لنفسہ مرأیا واختیارا واما الخبۃ
 جب تک علم طلب کرتا ہی بہر جب یہ خیال بندہ کہ میں سیکھ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء کیونہ کہتی ہیں جو شاگرد اپنی کوئی دایہ جوڑ کر علامہ فی ہد
 المعلم فاحکم علیہ بالخسران المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال المحب فی اللہ والنجور
 ہوتا کہی راہی کی پسند کری تو اسکو خاصہ سمجھو انہامی مجلس افضل اعمال کی بیان میں کہ محبت برائی خدا اور بغض برائی خدا ہی
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ هذا الحدیث من حسان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہویتی اور نہ دشمنی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں
 رواہ ابو ذر ففیہ اشارة الی ان المؤمن لا بد لہ ان یكون لہ اصدقاء یحبہم فی اللہ تعالی واعداء یبغضہم فی اللہ
 ابو ذر کی روایت سی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی ہنی بالضرور بعض دوست ہوا کریں کہ برائی خدا انکو محب و رکھا کری اور بعض دشمن کہ برائی خدا
 فانما ازواجہ لکونہ مطیع اللہ تعالی فلا بد لہ ان یبغضہ عندکونہ عاصیا للہ تعالی لان من یكون محباً للسلطان
 انکو منغرض کہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکھ کر محب و رکھا تو پھر بالضرور انکو منغرض کہیگا جبکہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلی کہ ہر شخص کی طبیعت

البدعة اذا لم يماثل في قبيحها التشيع بان الخلق وليم ضاها فان ذلك قال الغفر صلاه الدين
که بدعت که اگر قبیح نباشد و چون قبیح نباشد او را و کما ضاها پس ما تانی اورا و فی شیخ صلاه الدین سنانی کہای کفر و سنان کفر و سنان کفر
از امرای رجلا یغافل شیطان الا هواء والبدع و یتهاون بشی من السنن ان یجرح و یتبرأ منه و یرکزه حیا و میتا ولا
که جب کسی کہ عیال و عیال و عیال اور بدعت کا کہ تاویکی یا کسی بدعت میں مستحق کرتا ہادی تو اوی انگ ہی اور بیزار ہادی اور جہاں مناسب چہرہ کی
یسم علیہ اذا الفقه ولا یجیبہ اذا ابتدا بالسلام علیہ الی ان یترک بدعتہ و یمرجع الی الحق و ان مات کالشیعہ حیا
اور جیسی تو مسلم نکری اور اگر وہ سلام کری تو او کا جواب دے یہاں تک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہووی اور اگر وہ مرادی تو جہانہ کی
والنهی عن الجہان فوق ثلث لیل انما هو فیما یقع بین الرجلین من جهة التصدید فی حق الصعبة والحشرة
اور عافیت جہان تین دن سی زیادہ کی جو انہی ہی تو اس صورت میں ہی کہ دو شخصوں میں بسبب کج ادائی حق و ملاقات اور حق حشرت کی ہر ہادی
دون ما کان فی حق الدین فان ہجران اهل الا هواء والبدع طاعوا الی ان یتوبوا فقد عصت الصحابة والتابعین و
اوسین نہیں جو ادھی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتین کی ہمیشہ کہ ہی بیان نکد کہ توبہ کوین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور
اتباعہم و علماء السنة علی هذا مجمعون متفقین علی معاداة اهل البدعة وھی انہم وعن سهل فی تفسیر قولہ نعم
شیخ تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہیں کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہی اور لو کہ جو چہرہ لہا چاہی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر
لا تجددوا لیومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ انہ قال من حاد ایمانہ واخلص لوجہہ فانیلا
آیا ہی تونہ دیکھنا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہوں اللہ پر اور پچھل دن پر پیر و پیروشی کرن ایسوی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور کسی سول کی کہ کہا جسنی اپنا یا مخالف ہو
یجالس مع مبتدع ولا یملأ کلبہ بل یظہر لہ من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدع اسلب اللہ تعالی عنہ
تو وہ بدعتی کی ساتھ نہ بیٹھی اور نہ ساتھ کہادی بلکہ اپنی طرف سی او کی حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتھ نہ بیٹھی کی تو اللہ تعالی اوس سی
حلاوة الیقین ومن اجاب الی مبتدع لطلب العز والغنی فی الدنیا اذ لہ اللہ تعالی بذلک العز وافقرہ بذلک الغنی
حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو ادھی تلاش عزت اور تکراری دنیا کی مقبول کہادی اللہ تعالی اوس کو اوس عزت میں خوار اور اوس تو نگری میں مغفلس کر گیا
ومن خجلت فی وجہ مبتدع یزرع اللہ تعالی نور الایمان من قلبہ وعن الثوری من سمع من مبتدع لم یفعل اللہ تعالی
اور جو شخص بدعتی کو کج کر خوش ہو تا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور او کی دین سی کمال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس سی
بما سمع ومن صلیہ فقد نقص عروۃ الاسلام وعن فضیل من احب صاحب بدعة احبط اللہ تعالی عملہ و اخرہ نور الاسلام
فائدہ نہیں دیتا اور جو اوس سی صاف کہتا ہی تو نور یتلذذ و اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست کہی اللہ تعالی اوس کی اعمال جہاں کہتا ہی اور اسلام کا
من قلبہ وعنہ من جلس مع صاحب بدعة فاحذر وہ وعنہ اذا رايت مبتدعا فی طریق فخذ طریق اخر وقال الفضیل
اوس کی دلی لک لیتا ہی اور اوس سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمیشہ میں ہو تو اوس سی کج اور سہی ہی روایت ہی اگر توبہ بدعتی کو کسی بدعت میں دیکھی تو اور راہ اختیار کر فضیل
من لا یصلح لہ عترة نور الایمان من قلبہ واما العاصی بفعلہ وعملہ لا باعترقاده فهو الذی یفسق فی نفسه بشرہ
کہتی ہیں جو شخص بدعتی کی ملی گیا تو ایمان کا نور او کی دین سی کمال لیتا ہی اور گنگار فضل اور عل میں بدون اعتقاد کی سودہ ہی جواب اپنی ذات سی یہ کاری شرب
الخمر وترک الواجب ومفارقة محظوظ یخصه ولا یتعدی منه الی غیرہ فانیہ ان صود وقت مباشرتہ المنکر یجنبہ
بیکر یا کوئی واجب ترک کر گیا اور محظوظ کو چہرہ کر جو او کی ساتھ خاص ہو اورہ فسق اور میں اثر کرتا ہو و ایسی شخص کو اگر میں اوس عمل منکر میں ہادی تو اوس کی عافیت
بما یستمتع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لکون النہی عن المنکر واجبا وجوبہ لا یختص بالوکالة بل یجوز
جسٹو منع کیا جادی اگر چہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ عافیت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی عافیت کچھ نہی حاکم پر بدعت نہیں ہی بلکہ
لکل واحد من احاد الرعیۃ اقامتہ بالقول والفعل علی حسب استطاعتہ سواء کان حرا و عبدا او امراة لکن لا یخفی
عوام رعایا میں ہی ہر ہر شخص کو ضروری کہ عافیت کری زبانی اور اہم سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ ہر ہر باطل یا عورت لیکن چاہی

وہی کہتا ہے کہ بدعتی کو دوست نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ مرادی تو جہانہ کی

الأتري ان الأطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولو يقدر على تغييرها فغير
 كما ينبغي جانتا كطبيب كوك ديكيا كي مرض بر پشاپ سی استدلال کرتی ہیں پھر جب بعت قرار پڑ گئی اور وہ کی قدرت نہیں ہوئی
 ذلك لان اول الاستيناس النفس بها وبقي عنده من الاتري لم قدر وايلزمه من التغيير بالقليل لان
 تو پہلی مدافعت دینی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دلین اس کی مدافعت کا خیال نہ تھا باقی رہ گیا و تاویلین تغیر ہوا اس وقت کی دل کا
 بالقليل لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع
 انکار کس طرح نہیں چلتا اسلکی کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی پرکتفا وہ ہی کرتا ہی جو ضعیف الايمان ہوئی برابر ہی کہ انکار
 الانكار باليد اللسان ولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثر ويبقى مع ضعف الايمان
 انتہی سی اور زبان سے کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو لیکن بیقتہ روی کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا ایمان میں ضعف بدستور رہتا ہی
 فان المنكر اذا كثرت ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال
 بیشک نصیحت جب کثرت ہی ہوئی گلیں اور مؤمن کو مانعت پر قدرت نہ ہو اور وہ چپ ہو کر کچھ نہ کہی تو گنہگار نہیں ہوتا اسلکی کہ تخفیف ہوئی
 الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا ريسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر
 چنانچہ اللہ تعالیٰ نہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو کچھ کہے اور اسی مجلس اس بیان میں کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی میں لازم ہی اس میں مخالفت
 والفضي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه واستطعتم
 جائز نہیں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم کو منع کروں تو اس سے پرہیز کرو اور جو تم کو حکم کروں تو اس کو جہاں تک ہو سکی عمل میں لاؤ
 فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبياءهم هذا الحديث من صحيح المصاير مرثاه
 کیونکہ تسبیحی اس میں اس کی تمام جو گنہ گاریں کہ اپنی انبیاء علیہم السلام کی پیروی نہ کر کے خلاف کرتے رہیں
 ابهر برون والخطاب فيه خطا وشفاهة والخطا بالخطا افرة مني تنص بالوجود الحاضر في ذلك الوقت وتناوله
 روایت سی اور اس میں خطاب جہری تو خطاب آمد اسامی کا ہی اور اسامی کا خطاب او نہر ہوتا ہی جو اس وقت میں موجود اور حاضر ہوتی ہیں
 لا يجرى به الا ما وجد من بعده بعد ان يبرم القية بليس بطريق الحقيقة بل بالطريق تغليب الفرق
 اور ان کی حق میں جو وہی ہوا ہی عاب ہوئی ہیں اور جو وہی ہوا ہی ثابت نہ ہو سکتی بطور حقیقت کی نہیں ہوتا بلکہ او نہر ہوتا
 الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه له دليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف
 اول کی ثانی پر یا اس کے کسی دلیل خارجی سے عام کر دینی ہی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہی کہ اس امت کی آخرت ہی وہ ہی حکم ہی
 بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام لا يجزى على اساقى الى يوم القيمة والحرام ما جرى على
 جواہل پر تھا چنانچہ اس حدیث میں یہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر
 لساقى الى يوم القيمة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة
 آچکا ہی بہر وہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد میں ہی
 من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والتدب والحرم والكراهة والاباحة لان
 بر آقاعہ ہی اس واسطی کہ جمیع احکام یعنی وجوب اور استحباب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی یہ ہے کیونکہ
 المنهي يتناول الحرم والكراهة كما يتناول الامر ما عداها فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما
 نہی میں حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر میں ان دونوں کو سوا داخل ہیں سو یہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سو وہ واسطی
 استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع الامور التي لا نهى عنها
 جہاں تک ہو اسلکی کہ تقویٰ مگر چہ تمام منہیات سے اجتناب و تمام مامور پر عمل کرنا کیونکہ نہی ہی کہ استطاعت کی فیر

ولا يجوز العمل بالفتوى

بالاستطاعة واما قوله تعالى فاقول الله حق فقلت الحق الحق ان قوله تعالى فاقول الله

ما استطعتم بمقتضى ما لا يكلف عباده الا المستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

وقال في آية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما خفيتكم عنه واجتنبوا

مقتضى ترك جميع ما خفي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتنان الا بدلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما انتمكم

بما فعلوا ما استطعتم فانه لا يقتضى الامتنان لما يقدر عليه كما ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة

توسعة نفسى بوجوه كراهية كراهية استطاعت به كى لازم آتى جيسى كوى يار هو

يصلى تاحدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالايما قاعدا ويجعل سجودا اخفض من ركوعه

ليحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصل بالايما مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان مراكبا على الدابة

وكان عند النزول على نفسه او دابة من سبع او لصل او كان في مشقة تدبير او ظن يغيب وجهه فيه ولا يجزى مكانا

او اوترى من ابنى جان كا ياوس هوارى كا خوف كرا هو درنده سى يا چورسى يا مينه سى رو پڑتى هو يا ايسا كير كارا هو ك جمين مينه وسجاوى اور كوى

جا قى او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابة به جمود لا يمكنه الركوب بلا معين

او كانت القافلة في البادية سيرا ويخاف على نفسه وثيرا به لوزل فانه يصل على الدابة بالايما كيف يمكنه وكذا المرة

يا قافله جنگل مين چلا جاتا هو اور اگر اترى تو خوف هى جان كا يا پڑون كا تو به هى هوارى كا او پر اشاره سى جسطرح بن آوى پڑه لى اور ايسى هى عورت

اذا لم يكن لها حرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسه يصل على الدابة بالايما فذلك يحصل الامتنان فى

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب عليه ثوبه عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوءه مرة واحدة

او عجز عن استعمال الماء فى بعض اعضاءه فى الوضوء والغسل وعن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها

فباتيان الممكن يحصل الامتنان وقوله عليه السلام فانما اهل الذن من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا

تو به جتنا ادا كرستائى وهى پورا امتثال سى اور به ارشاد نبوى عليه السلام كا كه تمسى پهلون كو كثر تى بوجا پاچه فى بناك كر ديا سلم مين

فى كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا ايها الناس قد فرخ الله عليكم الحج

فحيوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها مرارا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم

اسه حجرا كذا بك شخص فى عرض بنا كيا هر سال بهر نبى عليه السلام جى بهر سى بهان بناك كه تى كنى بار سبختى ديا بهر نبى عليه السلام لى فرماي ارمين بهر كنى تار بان

اور بهر آيت وى ربه و اسدى جيب چاهى تو صلح صواب جو مختار محقق لوگون كا سى بهر سى كه بهر آيت سو و اسدى

مگواى كجايش بهر آيت مين فرمايى اور مين بهر سى بهر نبى جى حديث مين سى كو خونى كوى من كرون تو اس سى بهر نبى كرو

يقتضى ترك جميع ما خفي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتنان الا بدلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما انتمكم

بما فعلوا ما استطعتم فانه لا يقتضى الامتنان لما يقدر عليه كما ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة

توسعة نفسى بوجوه كراهية كراهية استطاعت به كى لازم آتى جيسى كوى يار هو

يصلى تاحدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالايما قاعدا ويجعل سجودا اخفض من ركوعه

ليحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصل بالايما مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان مراكبا على الدابة

وكان عند النزول على نفسه او دابة من سبع او لصل او كان في مشقة تدبير او ظن يغيب وجهه فيه ولا يجزى مكانا

او اوترى من ابنى جان كا ياوس هوارى كا خوف كرا هو درنده سى يا چورسى يا مينه سى رو پڑتى هو يا ايسا كير كارا هو ك جمين مينه وسجاوى اور كوى

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
 اورا نجاسته کی تکلیفی سی صرف انتہاء یا تو ذخیرہ اعضا و ضو کا ذہن و واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدو میں کیسے گناہت میں سی
 قدر مرته و نیتہ و واجب بر سیم تحریر من موضع الحديث ما وجبه بخروج الغائط الاكثر من الغائط فبأي عقل
 و تمام عقلاء و بار امت کو اصل خلاف میں ہی اور موضع حدیث سی ہر اک تکلفی بر یہی وہی واجب کیا چھوٹا تھا کی تکلفی پر ہوتا ہے تنقاش ہی ہر اک
 نستقیم هذا و بآی ساری بحکم مساواة سائر لیس لیس عین قائمہ لما یقوم عینہ و یزید علی التریحنتنا و قد ارة
 سی ہدایت ہو سکتی ہو سکتی رہی میں ہوا جسکو کچھ سمیت قائم نہیں ہی برابر ہو سکتی ہی اور کسی ساہتہ جو جسم ہی اور ہم واپر یا مستیساہیلو اور نجاست کی برتری
 و اوجہ قطع بین من مرسقہ عشرة دراهم وعند البعض بثلاثة دراهم و دون ذلك ثم یسوی بین هذا القدر
 اور دس درہم پھر ہی پر اور بعضوں کی تزویج میں ہم کی چہ کا ہر اسما کثر بر مؤمن کا دہنا ہر ساکنا واجب کیا ہی ہر اتنی مقدار دل سی بڑھ کر
 من المال و بین مائة الف دينار و یکنی القطع فیہا سواء و اعطى الام من زلها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
 لاکہ شرفی تک وہ ہی دہنا انتہا کا شہ برابری اورا کو بیٹا بیٹی کی شہ میں کا تہائی دہائی ہی ہر اگر میت کی اتنی دو دہائی نہیں ہوتی
 جعلها السدس من غیر ان یروث الاخوة من ذلك المیت شیئا فبأي عقل یدلک هذا الاستلزام و انقیاد لیسرنا
 و ہا کی لئی چٹا حصہ ہی حالانکہ وہ ہائی نہیں نہیں میت کی کچھ وارث نہیں ہوتی اب یہ کہ کسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی اتنی ہو سکتی
 الله تعالى بلطفه و كرمه تسليما و انقيادا المجلس التسعون فی بیان سبق رحمت الله و غلبتها علی غضبه و
 اپنی طغی کی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی توی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اورا کی غلبہ میں غضب پر اورا کی حقیقت میں
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فيه وعنده فوق عرشه ان رحمتي مسبقت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کی اوپر اسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میں حصہ
 غضبي فی رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة و معناه ان الله تعالى
 سابق ہی اورا کی روایت میں ہی بیشک میری رحمت غلبہ پر غالب ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اکی معنی میں کہ اللہ
 لما خلق الخلق حكم حكما جازما و وعد وعدا لا نرا ان رحمتي مسبقت و غلبت غضبي فالرحمة عبارة عن
 جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کی ہی ارادہ ثواب دینی کا
 ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
 مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا بینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو
 صفات لله تعالى لجهة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كما قد عتبة لا يوصف بعضها بكونه
 اللہ تعالیٰ کی صفات میں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قسم میں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی
 سابقا و غالبا علی الآخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان صحة ترجمة الله تعالى و تتمتع لها على الخلق
 اور نہ غالب ابلا چار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا و صحت رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر
 لانها تتعلق بالمطيع والعاصي الصغير والكبير و اما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
 کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اورا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی ہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی
 من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق فصار الرحمة
 بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی ہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت
 كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب و ان التزم من مقتضى دفع المضار عن الغير و ايصال المنافع اليه وان
 غضب سی سابق اور غالب ہی بہر بیشک رحمت عمر سی معزز و در کر نیکا اور فائدہ پہنچانیکا نقصان کر نی ہی اگرچہ

کو دہتا

النعيم المقيم لاهل الهداية والعل الصالح في الآخرة وبوعيد المحيكة لاهل الضلالة والعل السيئ فيما وذلك هما
اور و عید سی ہی پر ہی کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کی ملحق عیش و عشرت ہی اور مگر اہل انحراف اور بدکاروں کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مفہوم پر
اتفق علیہ الرسل من اولهم الى اخرهم واما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن لهم ذنب تكون تلك
تمام رسل اولی سہی آخرتک متفق ہیں اور سہی وہ مصیبتیں جو دنیا میں پہنچاتی ہیں اگر وہوں خطا کی ہیں تو ان مصائب ہی عقیبی
المصائب لرفع الدرجات في العقبی علی ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله
میں رفع درجات ہو دیگا پہنچے حدیث میں آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی طرف ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہیں کر سکتا
فما يزال الله تعالى يبتلي به بما يكره حتى يبلغها اياها والا حاديت في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون
پہر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کو کمزوری میں مبتلا رکھتا ہی آخر وہ درجہ یسلیتا ہی اور اس ضمن کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطا دار ہیں تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فاما كسبت ايدكم فتكون تلك
مصیبتیں اذ کی گئی گناہوں کا وبال ہی چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو بڑی عظیم کوئی سختی سوبدا ہو سکا جو کیا تمہاری اہل ہوں فی پھر وہ مصیبتیں
المصائب كفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثرت ذنوب العبد
او کی گناہ صاف کر دیتی ہیں موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑھ جاتی ہیں
ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالخرن ليكفرها وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہیں تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کر دیتا ہی تاکہ گناہوں کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه واوله وولده حتى يلقي الله تعالى وطاعيلها من خطيئة الا ان البعض
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر بیان تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہاں صاف ہو کر چلا جاتا ہی او کی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع كونه مستلوا بالانام يظن انه قاتل على الدين الحق بالتام ويتهم مرتبه لجهله ولا يعلم احسانه اليه
نہیں ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہوں میں اللہ وہ ہوتی ہیں پھر گناہ کی ہیں کہ ہر دین حق پر خوب قائم ہیں اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہیں یہ نہیں جانتے
ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يامر مجاذني حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للمصا
کہ وہاں گناہ احسان ہی اور جب او سپر کی طرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی ابی میری کیا خطا ہی جو تو فی میری سائنہ ایسا کیا اور یوں سمجھتا ہی کہ دنیا میں سلامتی اور آرام
والمنحة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدت كثير من الخلق
صلی اللہ علیہ وسلم اور محنت مشقت بہ کار و نگوی اور اسی پر بہرہ رسی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ کی بہت غفلت کو دین حق پر قائم رہنے
عن القيام على الدين الحق واصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعراض عن القيام على
بند کر دیا ہی اور اصل میں یہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جسکی ماری دین حق پر
الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابد جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك من تشبه الي
قائم نہیں رہتا بیان تاکہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جسکو امور دین میں کچھ سمجھ نہ ہی اور بہت پرہیز گار نام کی عالم جسکو
العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من العلوم قطعا ان العبد وان كان مؤمنا بما جاءه النبي عليه السلام
حقائق دین سی کچھ معرفت نہ ہی اس واسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائے ہوئی ہر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الى ما لا بد له من جلب النفع ودفع الضرر اذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينال في ذلك ومن ينسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی فتنہ ہو جاتا اور نقصان دفع کرتا اور جب یہ اعتقاد کر لیا کہ دین حق قائم ہونا کی برخلاف ہی اور جس دین حق کا
به يتعرض لا يفدر عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال
مسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہ ہو اور اسکو منفعت حالی سی کچھ بہرہ نہ ہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گزری ہوں کی حال پر

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیقین بل دخله فی زمرة الظالمین بل فی زمرة المنافقین حق
 متوجہ نہ ہو بلکہ رادہ رست والوں کی حال پر ہی جو دامن ہمتہ والی میں بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالموں کی زمرہ میں داخل ہو بلکہ منافقوں میں بیان نہ
 یسمعون بعضهم یقول اذا نکت الی اللہ تعالیٰ وعملت عملا صالحا یضیق من ذی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
 کسنا گیا ہی کہ بعضی یوں کہتی ہیں کہ جب میں اللہ کی طرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہوں تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت
 المعصیۃ واعطیت نفسی مرادھا یشتم من ذی ویمجن معیشتی وھذا من جعلہ بدین اللہ ووعده ووعیدہ ووعا
 ہنگہ نفس کی مراد وہو ہوس پوری کرتا ہوں تو ذوق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اسکی وعدہ اور وعید کو نہیں چھوڑتا
 معہ من الدین الحق حیث یظن انہ قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر بہ ویترک ما نھی عنہ مع انہ کثیرا ما یتذکر
 اور نہ اپنی دین کو چھوڑتا ہی کیونکہ یہ خیال کرتا ہی کہ میں دین حق پر قائم ہوں اور امور پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہوں باوجودیکہ اکثر اوقات بہتری ہی
 کثیرا من کمولوا جبہ علیہ لعدم علمہا ولا بوجہ ما فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یتذکر ما بعد العلم
 امور جو اس پر واجب ہوتی ہیں بل علمی مطلق ہی یا غیر واجب سمجھ کر ترک کردیتا ہی سو علم کی باب میں صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر اوقات واجبہ جان بوجہ نہ
 بہا و بوجوبہا اما کسل او تمہا ونا و انواع من التاویل الباطل والظن انہ مشغول باھواھم منها اولغیر ذلک
 ترک کرتا ہی یا تو مادی سستی اور کامیابی یا کوئی جھوٹا بہانہ کرکے یا اس دہم ہی کہ ہم اس سبب ہی ضروری کار میں لگے ہیں یا اور کسی دہم ہی
 بل کثیرا ما یتعبد للہ تعالیٰ بترک ماھو واجب علیہ من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مع قدرۃ علیہ ویزعم
 بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سوائی ترک کردیتا ہی اور کہتا یوں ہی
 انہ متقرب الی اللہ تعالیٰ بترک ما لا ینبغی ویظن انہ قائم علی الدین الحق ولا یعلم انہ من اھقت الخلق الی
 کہ ہم پہنچے امور کو ترک کرکے قربت الہی پیدا کرتی ہیں اور خیال یہ کرتا ہی کہ دین حق پر قائم ہوں اور یہ خبری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا سبب ہی زیادہ پروردگار
 اللہ تعالیٰ وایضہم لہل کثیرا ما یتعبد للہ تعالیٰ بالحرۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبعقدانہ طاعة وعبادة وحا
 اور سبب ہی زیادہ معوض بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل میں لگا کر عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہ طاعت اور عبادت ہی اب تک حال
 فی ذلک شر من حال من یفعل ذلک وبعقدانہ معصیۃ وذنوب کا صلیب التغنی الدین یتقربن الی اللہ تعالیٰ
 اس شخص ہی بہتری جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھ کر کرتا ہی
 ویظنون انہم اولیاء اللہ تعالیٰ واجباؤہ وکثیرا من الناس اذا غلب علیہ عدوہ وھو عند نفسه من الصالحین
 اور گمان کر ہی ہیں کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہیں اور اکثر لوگ جب اوپر دشمن غلب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان میں صالح ہیں
 وعدوہ من الفاسقین وفی ظنہ انہ من کل وجہ حق ومظلوم وعدوہ باطل وظلوم یقول ان اھل الحق فی
 اور انکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان میں بہر حال حق پر ہیں اور مظلوم ہیں اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہیں کہ حق والی دنیا میں
 الدنیا مغلوب ومغلوب و اھل الباطل مرفوع ومنصوب مع ان الامر فی الحقیقۃ لیس كذلك بل قد یرکون معہ
 مغلوب اور مقہور ہی ہوتی ہیں اور اہل باطل سر بلند اور فتیاب ہوتی ہیں باوجودیکہ حقیقت میں حال یوں نہیں ہی بلکہ کہی وہ خود ہی
 نوع من الظلم والباطل ومع عدوہ نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونہ عجبا علی حب نفسه وعلی
 کچھ نہ کچھ ظلم اور باطل پر اور اسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدا نہیں کرتا ہی
 بغض خصمہ لا یری الا احساس نفسه ومساوی خصمہ بل قد یشدد حبہ لنفسہ حتی یری مساویھا مع
 بہر اسکو بجز اپنی خوبیوں اور دشمن کی برائیوں کی کچھ نہیں سوچتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑھ جاتی ہی کہ اپنی برائیوں کو ہی حسد سمجھتا ہی
 ویشدد بغضہ لخصمہ حتی یری احساسھا مساوی وھذا من جعلہ المقبول بالظلم والھوی وبعمل علیہ بعد
 اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ وہی خوبیوں کو ہی برا جانتا ہی اور یہی جہالت اسکی ظلم اور برائی ہی ہوتی ہی اور نہ خدا تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ووعیدہ وجامعہ من الدین الحق فانہ تعالیٰ قد ضمن فی کتابہ نصر دینہ الحق ولقائمتہ بہ صلا
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہیں انکی امر و نہی کا بیان
وعملا ولم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبہ انہ علی الحق وکذا کل من الغزاة والرفعة انما یکن اھل
ہو گیا ہی اور باطل کا مددگار نہیں ہی اگرچہ باطل والا اپنی تمین حق پر جاناکری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الذین الذی بہ بعث اللہ رسولہ وانزل کتبہ کما قال اللہ تعالیٰ ولله الغزاة ولرسولہ وللمؤمنین وکما
جسکی واسطی اللہ تعالیٰ فی رسول بھی اور کتاب میں اور تارین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور رسول کی رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا
اللہ تعالیٰ وانتم الاصلون ان کنتم مؤمنین فللعبد من الغزاة والرفعة بحسب ما معہ من الايمان حقائقہ
اللہ تعالیٰ ہی اور تم ہی طالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی کئی عزت اور رفعت دینی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اور اسکا ایمان
علما وعلما فاذا فاتہ حظ من الغزاة والرفعة ففي مقابلة ما فاتہ من حقائق الايمان علما وعلما وکذا النصر
اور ایمانی حقائق ہوتی ہیں پہر اگر آدمی عزت اور رفعت کچھ کسٹ جاتی ہی سو دینی ہی جو آدمی ایمان میں باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری ہی
التام والتايد الكامل انما یکن اھل الايمان الكامل وقد یقع الغلط فی كثير من الناس و یعتقد انہ تعالیٰ
امداد اور کامل تائید اور ہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا ینصرہ ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجہ بل یعیش فیها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اسکو سیطرہ کا دنیا میں ارام دیتا ہی بلکہ دنیا میں تمام عمر
عمرہ مظلوما مقهورا مع امتثال ما امر بہ بظاہر و باطنا وانما تھانہ عما فی عنہ ظاہرا و باطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ ماسورہ کی ظاہر و باطن میں اور انکسرتا ہی اور نہ ہیات سی ظاہر اور باطن میں بچتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی
اھل الدین الحق یکنون فی الدنیا اذلاء مقہورین فاذا ذکر ما وعدہ فی القرآن یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یتنبأ
کہ دین حق والی دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتی میں اور جب اسکی نامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی گی یہ صرف آخرت ہی میں ہی اور اسکا کہ وعدہ
بوعدا للہ تعالیٰ بنصر دینہ و اھلہ فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفہم لانہ تعالیٰ بین فی کتابہ انہ ینصر
پر یقین نہیں کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار ہی اور یہ اسکی نافرمانی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال انما النصر سلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الا لشہاد وقال تعالیٰ
کہ مؤمنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کریگی فرمایا ہم مدد کریں گے اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی حقیقی اور جب کہی ہی ہوں گی گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ
ولوقاتکم الدین کفر والولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا سنة الله التي قد اخلت من قبل ولن تجد
اور اگر تم دینی تنسی کا فرق تو پہر ہی پیٹھ پہر نہ پاؤنگی حمایت نہ مددگار رسم پر ہی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی ہی اور نہ توڑیگی
لسنة الله تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمين بحقائق الايمان ظاهرا و باطنا وقال الله تعالیٰ
رسم اللہ کی بدلتی اور یہ خطاب ان مؤمنوں کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن میں قایم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی ذہ
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافیة فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعدا ذکرنا فی سورة الاعراف حکایة عما
اور آخر پہلا ہی ڈر والوں کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسکی کہ اللہ تعالیٰ فی اسکو سورہ اعراف میں موسیٰ نبی علیہ السلام کی
قال موسیٰ النبی علیہ السلام لقمہ استعینوا باللہ واصبروا ان الارض لله یوسرہا من یشاء من عبادة
نبا نبی قوم کی ہی بیان فرمایا ہی مددگار اللہ ہی اور ثابت ہو زمین ہی اللہ کی اسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں میں سی
والعاقبة للمتقين بل ذکرنا مثا ذلك فی سورة هود عقیب قصصہ نوح النبی علیہ السلام ونصرہ علی قومه
اور آخر پہلا ہی ڈر والوں کا بلکہ ایسا ہی سورہ ہود میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کی انکی قوم پر نصرت کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
 به بعض جزين بين غيب کی کہ ہم پہنچی ہیں تیری طرف انکو جاننا تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سورت ہمارے البتہ آخر پہلا ہی
 للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة البصرتكون لك ولن تتعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولن قبعة و
 زینوالون کا سوا بعضی یہ ہوگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتھیوں کی ایسی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اسکی ساتھیوں کی ہوگی
 قال تعالى وكان حطاعينا نصر المؤمنين وقال تعالى فابينا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
 فرمایا اللہ تعالیٰ فی اور حطاعی ہیر مدد ایمان والوں کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی پھر زور دیا ہمیں اور انکو جو یقین لائی تھی انکی دشمنوں پہ پھر ہودی غالب پھر جسکی
 عملہ عقبتی ایمان ینقص نصیبہ من النصر والتأئيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
 اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہیں اور اسکا حصہ ہی ضرورتاً پیدا کتی ہوتا تا ہی اسکی کئی کئی آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
 ماله او بغلبة العدو عليه فانها هون ذنوبه اما بترك واجب وفعل محرم ثم ان ههنا امور لا بد من معرفتها
 مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہ سب گناہوں کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل ہیں آتا ہی پھر یہاں کئی بات ہیں سمجھی جاہیں
 الأول ان ما يصيب الانسان في بعض الامور من غلبة العدو عليه وليناله فامر لازم للطبيعة البشرية
 اول یہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اسکی ایذا ہی سو یہ بات موافق ارادۃ الہی اور حکمت ربانی کی
 والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحل الشديد والبرد القوي والامراض والمصوم و
 طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹھہر اور بھاریان اور غم و غصہ
 الغيوم اللاحقة له حتى لا يظلم واليه انتم فلو تجرد الخیر عن الشر والنفع عن الضرر واللذة عن الالم لكان هذا
 جو آدمی پر گذرتا ہی یہاں تک کہ بچوں اور جانوروں پر پھر اگر خیر شر ہی اور نفع ضرر ہی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہو کر ہی
 العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشأة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
 تو یہ عالم اور ہی عالم ہوتا ہی یہ عالم نہ ہی اور پیدا ہی ہوتا ہی سوا اس پیدا ہی کی اور دوسری بات یہ یہی کہ آدمی ظن سار ہوتا ہی اکیلی
 يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ابرادات واعتبارات يطالبون منه ان يراهم عليها
 زندگی نہیں کر سکتا بلکہ اسکو ضرور ہی کہ آدمیوں کی ساتھ رہ کر ہی اور ان لوگوں کی کچھ کچھ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہیں کہ انہیں دوسری کو اپنی موافق
 وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقتهم اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
 کیا کرتی ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو ایذا دیتی ہیں اور ستاؤں ہیں اور اگر اسی موافق ہو اور وہ موافقت باطل پر ہو تو اسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہو دیکھا
 وجهه اخر ولا ريب ان الم الخالف لظلم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم ليسير يعقبه لذة
 اور آہیں کچھ نہیں ہی کہ باطل میں مخالفت کا الم اول الم سی بہت سہل ہی کہ آدمی موافقت سی ہو دیکھا پس تھوڑا سا الم کہ آدمی کچھ ہی لذت
 عظيمة دائمة أولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائماً والثالث ان البدن الذي يصيب
 دائمی ہوتا او پھر اولیٰ بہ نسبت ایسی تھوڑی ہی لذت کی کہ اسکی بعد بڑا الم دائمی ہو دی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ میں گذرتی ہی
 الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشده هذه الاقسام ما كان
 اس حال سی خالی نہیں ہی کہ اسکی جان پر ہو دی یا اسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسموں میں سی بڑی سخت وہی
 في نفسه وضائته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف المرات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
 جو جان پر ہو دی اور اسکا انجام یہ ہی کہ ماما حادی اور شہید ہو حادی اور یہی موت سبب موتوں میں اشرف ہی اور سب سی سہل اسلامی کہ شہید کو تنہا ہی الم ہو دی
 مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم من الالم على ما هو المعتاد لبني آدم عند موتهم على فرشتهم ولا موت مقدم على
 کہ جیسی پتھر کا ٹی یا چکی کو اور شہید کی قتل میں کوئی الم نہ پڑتا جیسی آدم کی کسی پتھر مرنے کی موت۔ تو ہی اور کوئی موت حل مقرر پتھر میں

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليها في الدنيا واما في العقبى فهو في مشيئة الله تعالى
 اور اللہ تعالیٰ بہت بڑی گناہ معاف کر دیتا ہے سو اوپر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی
 ان لم يذب عنها فانه تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به في جهنم
 بیشک اللہ تعالیٰ چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی
 بقدر ذنوبه ثم يخرج به منها ويدخله الجنة قال على المؤمن عند الله تعالى خمس نعمات فاولها المرض
 بہرہ روزخ سی کمال کر جنت میں داخل کرے حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی ان پانچ عقیقت میں پہلی تو دلہی
 ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراط وان
 پھر مصیبتیں پھر اگر اسکی گناہ اس سے بھی زیادہ ہوں تو گور میں عذاب ہوگا پھر اگر اس سے بھی زیادہ ہیں تو پل صراط پر رکینگا اور اگر
 كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج من منها بالتوحيد المجلس الحادى والتسعون

فی بیان ان الشیطان یجرى من الانسان محرم الدم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الشيطان يجر من الانسان محرم الدم هذا الحديث من صحيح المصابيح مروته ام المؤمنين صفية
 اس بیان میں کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی بہتا ہے
 بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال بہتا ہے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سے
 والمراد بالشیطان ههنا وسوسه لانفسه فخر الجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کبد
 اور شیطان سے مراد اسکی بہشیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس لب لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب ہستی یوں ہو جائیگا
 الشیطان ووسوسه یجرى فی الانسان جریان الدم فان الدم یجرى فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
 کہ شیطان کا کمر اور وسوسہ انسان میں لوہو کی طرح بہتا ہے بیشک لوہو جیسا انسان کی اعضا میں بہتا ہے اور آدمی کو اسکی خبر نہیں ہوتی
 یجر یاہنا فکذلک ووسوسه الشیطان یجرى فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان مجریا ہا وقلیل مجر
 ایسی ہی شیطان وسوسہ انسان کی اعضا میں بہتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی
 ان المراد بالشیطان نفسه لا وسوسه صواب لکونہ غیر کثیف لا یبعد ان یجرى فی عروق الانسان لان غیر
 کہ عین شیطان مراد ہیں وسوسہ نہ مراد ہیں اسلئے کہ شیطان مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں بہتا ہو اسلئے کہ کئی مادہ شئی
 الکشف یدخل فی الکشف کالهواء النافذ فی البدن فیمجرى الشیطان فی الانسان محرم الدم ویصا د نفسه
 مادی میں کہیں جا تی ہے جیسی ہوا بدن میں سو شیطان بھی بدن کی اندر خون کی طرح بہتا ہے اور اسکی جان کی پاس ہو کر
 ویستلحق عما تحبہ وتریدہ فاذا عرف مقصودها ومارادها یستعین بہا علی الانسان فی اضلالہ واخلالہ
 پوجہتا ہے جھگڑا لیا پسند ہی تیرا کیا اللہ ہی پھر اسکا مقصود اور مراد پا کر راہ ہی بچا تی میں اور طریق مستقیم ہی نکالتی میں

عن الطریق المستقیم فانہ یورده الموارث التي یخیل الیہ ان فیہا منفعة ثم یصدرة المصادرات التي فیہا عطیة
 انسان کی مدد کرتا ہے پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاں لگا دیتا ہے جہاں بہہ خیال ہو کہ اس میں بہہ فائدہ ہے پھر ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں عطا تہ آدمی
 ثم یترا منه ویسلہ ویقف یشمت بہ ویضحک منه فانہ یامرہ بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیہ
 پھر اس سے الگ ہو کر اوس کی حوالہ کر دیتا ہے اور آپ شہنا مارتا اور ہستہ ہی میں آدمی پہلی تو جوری اور زنا اور خون کر دیتا ہے پھر ظاہر کر
 ویفضیہ کما فعل بالراہب الذی نرنا بامرہ فلما ولدت امرہ بقتلہا وقتل ولدا ثم دل علیہ اہلہ ما کشف
 فضیلت کر دیتا ہے جیسی ایک راہب کی ساتھ کیا کہ اوسنی ایک عورت سے زنا کیا پھر وہ جنی تو اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کر یا پھر عورت کی ماگوں کو مینا دیا

حاشیہ تجزیہ الدم او فی جمیع عروقہ ویکون ان الدم یجرى من الانسان محرم الدم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان يجر من الانسان محرم الدم هذا الحديث من صحيح المصابيح مروته ام المؤمنين صفية بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال بہتا ہے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سے والمراد بالشیطان ههنا وسوسه لانفسه فخر الجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کبد اور شیطان سے مراد اسکی بہشیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس لب لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب ہستی یوں ہو جائیگا الشیطان ووسوسه یجرى فی الانسان جریان الدم فان الدم یجرى فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان کہ شیطان کا کمر اور وسوسہ انسان میں لوہو کی طرح بہتا ہے بیشک لوہو جیسا انسان کی اعضا میں بہتا ہے اور آدمی کو اسکی خبر نہیں ہوتی یجر یاہنا فکذلک ووسوسه الشیطان یجرى فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان مجریا ہا وقلیل مجر ایسی ہی شیطان وسوسہ انسان کی اعضا میں بہتا ہے اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی ان المراد بالشیطان نفسه لا وسوسه صواب لکونہ غیر کثیف لا یبعد ان یجرى فی عروق الانسان لان غیر کہ عین شیطان مراد ہیں وسوسہ نہ مراد ہیں اسلئے کہ شیطان مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں بہتا ہو اسلئے کہ کئی مادہ شئی الکشف یدخل فی الکشف کالهواء النافذ فی البدن فیمجرى الشیطان فی الانسان محرم الدم ویصا د نفسه مادی میں کہیں جا تی ہے جیسی ہوا بدن میں سو شیطان بھی بدن کی اندر خون کی طرح بہتا ہے اور اسکی جان کی پاس ہو کر ویستلحق عما تحبہ وتریدہ فاذا عرف مقصودها ومارادها یستعین بہا علی الانسان فی اضلالہ واخلالہ پوجہتا ہے جھگڑا لیا پسند ہی تیرا کیا اللہ ہی پھر اسکا مقصود اور مراد پا کر راہ ہی بچا تی میں اور طریق مستقیم ہی نکالتی میں عن الطریق المستقیم فانہ یورده الموارث التي یخیل الیہ ان فیہا منفعة ثم یصدرة المصادرات التي فیہا عطیة انسان کی مدد کرتا ہے پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاں لگا دیتا ہے جہاں بہہ خیال ہو کہ اس میں بہہ فائدہ ہے پھر ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں عطا تہ آدمی ثم یترا منه ویسلہ ویقف یشمت بہ ویضحک منه فانہ یامرہ بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیہ پھر اس سے الگ ہو کر اوس کی حوالہ کر دیتا ہے اور آپ شہنا مارتا اور ہستہ ہی میں آدمی پہلی تو جوری اور زنا اور خون کر دیتا ہے پھر ظاہر کر ویفضیہ کما فعل بالراہب الذی نرنا بامرہ فلما ولدت امرہ بقتلہا وقتل ولدا ثم دل علیہ اہلہ ما کشف فضیلت کر دیتا ہے جیسی ایک راہب کی ساتھ کیا کہ اوسنی ایک عورت سے زنا کیا پھر وہ جنی تو اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کر یا پھر عورت کی ماگوں کو مینا دیا

لهم امره قلبا اراد واصليه امره بالتسبيح له لينجيه فلما سجد له فترمته وتركه وفيه نزل قوله تعالى
اوراؤكوا حبل من لولوا ويا جده لوگ اوكو صول دینی کی تو اپنی تین سجدہ کرنا کہ تجھ کو گناہ سے بچاؤں گا جیسے سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ گیا اسہی قصہ میں یہ آیت اتری
كمثل الشیطان اذ قال للانسان اكفر فلما اكفر قال انی برئ منك انی خاف الله رب العلمین وكذا
جیسی کہ شیطاں کی جیسے انسان کو تو منکر ہو پھر جب یہ منکر ہوا کسی میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اسہی جوب رب ساری جہاں کا اور
یختص هذا بالذی اذکرت هذه الفضة عنه بل هو عام فی کل من یطعم الشیطان فی امره بالکفر والکفر
شیطان کا یہ مکر کچھ اوس سے خاص نہیں ہے جسکا یہ قصہ مذکور ہو بلکہ علی العموم ہر ایک سے جوشیطاں کا کفر اور مصیبت میں مطیع ہے
لینصره ویقض حاجته ثم یتبرأ منه ویسله کما یتبرأ من جملة اولیائہ یوم القیامة ویقول

تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پھر اوسکو اوس ہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہے جیسی اپنی تمام دوستوں سے قیامت کو الگ ہو جاوے گی یہ کہہ کر
لهم انی کفرت بما الشکرتمون من قبل فانه یؤثم المومنین فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیامة فعلم هذا ینبغی للعالم
میں نہیں قبول رکھتا جو تمہاری شکر کرے پھر دنیا میں الگ ہو جاتا ہے پھر دوسروں کو دنیا میں الگ کہاٹ پر لگا دیتا ہے پھر اوسی قیامت کو الگ ہو جاوے گی اس پر
ان یجتهد فی دفعه وسوسه عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والایحاء بل تسلط علیه بالترغیب
حائل کو لازم ہے کہ اپنی دلیل سے اسکا دوسرے جسطرح بنی دور کری اسلئے کہ انسان پر شیطاں کا غلبہ جھوٹے اور زور سے نہیں ہے بلکہ ماحصل کی نیت دینی اور
والاغواء كما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس فریقا ولیس الیه من الاضلال شیء فانه علیه السلام
بجائی سے ہی کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابلیس نے فریقتیں بنائی ہیں اور گمراہ کرنے کی کوئی بات اسکی اختیار میں نہیں ہے بیشک نبی علیہ السلام
میں فی هذا الحدیث ان الشیطان لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یأمرهم بالمعصیة ویلجمهم علیها اذ لو کان
اس حدیث میں فرمایا کہ شیطاں بنی آدم پر اسطور غالب نہیں ہے کہ مصیبت کا حکم کرے گناہ پر لاچار کر دی اگر یہ حال ہوتا
الا فکن لک لما انجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیهم ولیس سید اکثر
تو اسکی بدیسی کوئی ہی نہ سمجھتا بلکہ اسکا یہ طریق ہے کہ بنی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور مصیبت کو اونکی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہے
من ذلک ما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیامة وما کان لی علیکم من سلطان الا اذ جعلکم
اس سے زیادہ کہہ مقدور نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہے کہ قیامت کی دن دوزخیوں سے یوں کہیں گے اور تم پر مجھ کو حکومت نہ تھی مگر میں نے تمکو بھلا یا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی انادعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والایحاء ولا
پھر تم مان لیا سو مجھ کو موت لازم دو اور الزام دو اپنی تین مرادیں کہ میرے لانا تمکو باطل پر کچھ بطور قہر اور لاچار کر کہ نہیں تھا اور نہ
بجته وبرهان یدل علی صدق بل بلیغ فی تفسیر بیان ان لا تسلط لہ فی استجابتہم لی بل موافقة دعوتی اھواءکم واغرامکم
مسی حجت اور دلیل سے تھا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور ارایش سے تھا سو تمہاری میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکھ کر ان لیا
ولم تستجبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحق والیقین لعدم موافقة دعوتہ اھواءکم
اور اپنی رب کا کہنا مانا جس نے حق پر دلائل اور بیانات کی ساتھ بلا یا تھا کیونکہ اسہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی رہا
واغرامکم فان عد الله تعالیٰ لما امتنع عن السجود لادم النبی علیہ السلام واخرج من ذمرة الملكة المقربین
مطابق نہ تھی بیشک شیطاں نے جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور مقرب ملائک کی ذمہ داری یا جنت میں سے نکال دیا
او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یمبعث فیہ ادم النبی علیہ السلام وذریئہ للجزع فانظر الی یوم الوقت
اور اسی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی ص او اوسلی اولاد جبرائی لئی اور شاہی جادین مہلت ملی پھر اوسکو اوس وقت
المعلوم الذی هو وقت النفخة الی الذی علم الله تعالیٰ ان من فی السموات ومن فی الارض یصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ ہے اللہ جانتا ہے کہ جو آسمان اور زمین میں ہیں اوس وقت سب بیہوش ہو جاوے گی

الامن بشاء الله تعالى قال رب بما اغويتني لا زمين طم في الارض ولا غوينهم اجمعين الا عبادك
مگر جو کہ انہ بجا رکھی تو شیطان فی بیہ کیا ای رب جیسا تو فی محمداً ہی کہو یا میں انکو ہمارا کہلاؤ گا میں میں اور راہی کہو اور انکا بیگو مگر جو تیری
منہم المخلصین واسدنی عباد الله الذين اخلصهم الله تعالى لطاعته وعبادته وظهور عن تاثیر
جنی بندی ہیں اور اسکی او تا بندوں کو جدا کیا جو کہ اسد تعالیٰ فی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور اسکو اسکی بہکاؤ کی اثر سی
اغوائہ فیم فلما استنصاهم وكان طريقهم مرضيا عند الله تعالى قال لله تعالى هذا صراط على مستقيم
پاک کر کہا ہی بہر جب او کو جدا کیا اور انکا چین اسد تعالیٰ کو پسند تھا تو اسد تعالیٰ فی فرمایا
ان عبادی ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين فانه تعالى قلما خبر في هذه الآية ان عباد
جو میری بندی ہیں مجھ کو اونپر زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگوں میں بیشک اسد تعالیٰ فی اس آیت میں خبر دی ہی کہ میری بندی
الذين اخلصهم لطاعته وعبادته لعدوه عليهم سلطان بل سلطانہ على الذين اتبعوه من الغاوين واخبر
جو خاص طاعت اور عبادت کی ہی ہیں اونپر میری دشمن کو غلبہ نہیں ہی بلکہ اسکا غلبہ اون لوگوں پر ہی جو گمراہ او کی تابع ہیں اور دوسری
فی آية اخرى ان عبادہ المؤمنین المتوكلين لا سلطان له عليهم فقال انه ليس له سلطان على الذين امنوا
آیت میں خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہیں ہی قرآن اسکا زور نہیں چلتا اونپر جو یقین رکھتی ہیں اور
على ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وهذه الآية تضمنت امرين احدهما
اپنی رب پر ہر دوسہ کرتی ہیں اسکا زور اونکا پر ہی جو اسکو رفیق سمجھتی ہیں اور جو اسکو شریک ٹہراتی ہیں اور اس آیت میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ
نفس سلطانہ على اهل الايمان وعلى الذين يفوضون امرهم الى الله تعالى في كل ما ياتون ويدرون فان وسوسسته
کہ ایمان والوں پر اور جو لوگ اپنی کار بار اس پر حوالہ کرتی ہیں تمام جو کرتی ہیں یا نہیں کرتی اون پر غلبہ نہیں ہی بیشک شیطان کا وسیع
لا تؤثر فيهم ودعوته غير مستجابة عندهم والثاني اثبات سلطانہ على اهل الشرك وعلى الذين يتخذونه وليا
اونہیں اثر نہیں کرتا اور اوکا بولا وا او کو مقبول نہیں ہی اور دوسری یہ کہ مشرکوں پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکھتی ہیں
ويطيعون وسوسسته ويستجيبون دعوته والمراد بسلطانہ عليهم تسلطہ عليهم بالوسوسه والدعوة المستبقة
اور اسکی وسوسہ کی مطیع ہیں اور اسکا بولا و مانگی ہیں اونپر غلبہ نہیں ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اسکی ہی یہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولا فی سی ہی
الاستجابة لا بالقصر في الاجاء لانه منتف من الكل لما سبق من قرأه تعالى حكاية عنه وما كان لي عليه من سلطان
کہ تہمت ان چاہیں کہ نہ ہوگا اور لا جہاز کر نہیں ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر ہی نہیں ہی اسکی کہ اسکا قول بطور حکایت کی گزر چکا ہی اور مجھ کو تیر حکومت ہی
الا ان دعوتكم فاستجبتم لي ولما علم عدو الله تعالى انه تعالى لا يسلطه على عبادہ المخلصين قال فبجز لك
مگر میں فی محمداً ہی بہر تم ہی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اسد تعالیٰ اپنی خاص بندوں پر غلبہ نہیں دیتا بولا تو قسم ہی تیری غرت کی
لا غوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين وقد اخبر الله تعالى ان حروہ ابليس حين وطم بقوله تعالى
میں گمراہ کو انکا سب کو مگر جو بندی ہیں انہیں تیری جنی اور اسد تعالیٰ فی خبر دی جا کہ جب شیطان کو یہ بہر کی ملی
وطامعك الاستجد اذا امرتك قال فبما اغويتني طم صراطك المستقيم ثم لا يتهم من بين ايديهم ومن خلفهم
اور جبکہ کو کیا مانے گا کہ سجد کیا جب میںی فرمایا بولا تو جیسی تو فی بھی راہ کیا ہی میں بیٹوں کا ادنیٰ تاک میں تیری سیدی راہ پر ہر اوپر او کو لگا لگا سی اور بھی سی
وعن ايمانهم وعن شاكلهم ولا يخبر اكثرهم شاكرين قال جمهور المفسرين والخاكة كلمة على طم وضبط
اور دہنی سی اور بائیں سی اور نہ پاؤں کو اکثر اونہیں شکر گزار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہیں کہ یہاں سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا
على نزع الخافض كانه قيل لا قدر على صراطك المستقيم ثم لا يتهم من جميع جهاتہ وهذا نقص في الجملة
صرف مرد و کر فی سی ہی گویا عبارت یوں ہی لا قدر علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفوں سی و لگا وریہ نقص وں اجماع کی

في قوله فبغير ذلك لا غلبتهم اجمعين وتمثيل لوسوسته اليهم وتبسيطه عليهم ما امكنه وقد حمله اذا من
 جواس عبادت بين يديهم تير كاعت في من بسكوهم كره وروكها و تمثيل لوسوسته اليهم وتبسيطه عليهم ما امكنه وقد حمله اذا من
 طريق خاير والشیطان قاصد عليه يقطع على السالكين فيه بالوانع مكانة وعزوة فانه يشام نفس الانساث
 في كارت سبي سواك وشر شیطان بیضا ہوا چینی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کر کر
 لیعلم ان القوتین غالب علیہا هل هي قوة الاقدام ام هي قوة الاحجام فان رأى ان الغالب علیہا قوة الاحجام یاخذ
 مسلح کرتا ہی کہ دونوں قوت میں سے اس پر کونسی غالب ہی کیا قوت عمل کی یا قوت باز رہی کی بہر اگر دیکھتا ہی کہ اس پر قوت باز رہی کی غالب ہی تو اوہ ہر کی
 فی تشبیطہ واضعاف ہمتہ و اس راتہ عن المامور بہ وبتقلہ علیہ و یقوت علیہ ترکہ حتی یتزککہ حملتہ
 ہمت یعنی سستی کا برتاؤ و مامور بہ سے ارادہ کا پیر نہ شروع کرتا ہی اور اس پر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہی آخر وہ اس کو سر اس ترک کرتا ہی
 او یقتصر فیہم و یبہون بہ وان ساری ان الغالب علیہا قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور بہ عندہ و یومہ انہ
 یا وسین قصور کرتا ہی یا وسین سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اس پر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اس کی نظر میں کبشتا تا شرع کرتا ہی اور ہم میں ڈالتا ہی
 لا ینکفیہ بل یحتاج الی مبالغۃ و زیادۃ و یقصر بالاول و ینجی اوز بالثانی قد قال بعض السلف ما مللہ باہرہ الا
 کہ جب کو کافی نہ ہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول میں تقصیر ہوتی ہی اور دوسری میں بڑھ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ
 وللشیطان فیہ فرغتان اما لی تقریط و تقصیر و الی فرط و ضلوع و الی بالی باہما ظفر قد قطع کثیرا من
 حکم ہی سوا وسین شیطان کی درجہ کی بین یا بطرف کرتا ہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزائش کی اور یہ بہر دو اہلین کرتا کہ سپر فقیاب ہو اور اکثر
 الناس فی ہذین الوادیین وادی التقریط و التقصیر و وادی الافراط و التجاوز و الثابت منہم علی الطریق
 لوگون پر شیطان فی اون دونوں میدان میں رہنے کی ہی ایک میدان تقریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگوں میں سے اوس
 الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام واصحابہ قلیل جدا اذ منہم الذین یبنون المساجد والمدارس
 راستہ پر قائم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اصحاب کا ہی بہت ہی کثیر ہیں اس کی بعضی ایسی شخص میں کہ مسجدیں اور مدرسے
 و القناطر و الرباط من اصول جمعہا من الظلم بالغصب و النهب و الرشوة و الخمرات المحظورة و یظنون انہم
 اور بل اور خانقاہ ایسی مال سے بنائی ہیں کہ جو ظلم ہی اور جہین چپٹ اور رشوت اور جہا طریق سے جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکھا ہی کہ ہم
 استحقاقہم لک مغفرۃ من اللہ تعالیٰ و ثوابا کثیرا و لا یعرفون انہم تعرضوا لسطۃ اللہ تعالیٰ فی جمعہا و انفاقہا
 اس کی بدل میں اللہ کی طرف سے سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہیں اور یہ بہر جہین سمجھتی کہ وہ قابل غضب الہی ہی اس میں جمع کرنے میں ہی اور خرچ کرنے میں
 اذ کان الواجب علیہم الامتناع عن جمعہا علی ہذا الوجه فلما عصوا اللہ تعالیٰ بجمعہا علی ہذا الوجه کان الواجب
 ہی اس واسطی کہ انہر بہ واجب تھا کہ اس وجہ سے مال جمع نہ کرتی بہر اگر انہوں نے فی اس وجہ سے جمع کرنے میں نافرمانی کی تو اب انہر بہ واجب تھا
 علیہم التوبۃ والرجوع الی اللہ تعالیٰ و ردہا الی اصحابہا ان امكن و لا فالی و مرثمتہا ان وجروا و الا کان الواجب
 کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہرٹا دیتی اگر ہو سکتا اور انہیں تو اس کی وارثوں کو اگر باقی اور انہیں توبہ واجب تھا
 علیہم تفریقہا علی الفقراء بنیۃ ان تكون و دیعۃ عند اللہ تعالیٰ یوصلہا الی اصحابہا یوم القیمۃ و ہم لعدم
 کہ فقر پر اس نیت سے تقسیم کرتی کہ اللہ تعالیٰ ان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
 تفریقہا علی الفقراء بقیۃ علیہم و توخذ من اعمالہم یوم القیمۃ و منہم من یستغفر اللہ تعالیٰ ویسبحہ ویصلی
 تقسیم نہوی تو اس کی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اس کی اعمال میں سے لمی جا دینگی اور بعضی لوگ خدا سے مغفرت مانگتی ہیں اور بانی ہر روز سجا
 بلسانہ فی الیوم مائۃ مرۃ لئلا یزال یغتاب الناس و یشتمہم و ینزق اعراضہم و ینکلم بما لا یرضاه اللہ تعالیٰ
 سو سو مرتبہ پڑھتی ہیں بہر متصن لوگون کی غیبت کرتی ہیں گا لیان سنائی میں اور اس کی بی آبروی کئی جاتی ہیں اور صرف رضامندی خدا تعالیٰ کی

صاحبه اذ قد روي انه عليه السلام قال يجسر الناس على ما هم ولا مشاؤون من عزم في الليل ان يصوم ويقتل مؤمنا
 اسلامي كرويتي بي كني عليه السلام في قرايا عظم لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محصور ہو گئی اور اس میں کچھ نہیں ہے کہ جو شخص رات کو یہ عزم کرے کہ صبح ہوتی ہی کسی کو قتل
 او یزنی باہرۃ او یشریب خمر او یرتکب غیر ذلک من الذنوب فہات المیلۃ یمرت عاصیا مصل علی الذنب ویجسر علی
 یا کسی عورت سے زنا کرے یا شراب پیوے یا کوئی گناہ کرے یا کچھ نہ کرے اور اس میں کچھ نہیں ہے کہ جو شخص رات کو یہ عزم کرے کہ صبح ہوتی ہی کسی کو قتل
 نیت ہم مع ان الواقع منه العزم علی المعصیۃ فدون فعلها والدلیل الدال علیہ ما روي انه عليه السلام اذا التقى
 باوجودیکہ او کو صرف معصیت کا عزم ہی تھا کچھ عزم نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان
 المسلمان بسیفیہما فالقاتل والمقتول فی النار قبل ان یرسل اللہ هذا القتال فابال لمقتول قال لانہ امر قتل
 تو دیکھ مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں کسی عزم کی یا رسول اللہ یہ تو قاتل تھا اب مقتول کی کیا کیا فرمایا اسلی کہ یہ بھی اپنی
 صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار یجوز لامراۃ مع انہ قتل مظلوما فکیف لا یؤخذ العبد بالنیۃ
 یا رکی قتل کا ارادہ رکھتا تھا اور یہ نص ہے کہ مقتول زنی ارادہ سے جہنمی ہی یا وجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی ہے کہ یہ قتل آدمی ہی نیت کا مواخذہ نہیں ہے
 والعزم وكل ما یدخل تحت اختیارہ فهو صواب بہ الا ان یکفر بحسنۃ ونقض العزم بالندم حسنۃ فلذلک یکتب
 اور عزم اور جو چیز کوئی اختیار کی ہو اس کا مواخذہ ہونا ہی ان اگر نیک کام ہی اور سکا بد لا کر دی تو خیر اور ندامت ہی عزم کا توڑ نہیں ہے نیک کام ہی ہے ہی
 حسنۃ واقافات المراد بعائق فلیس بحسنۃ فلذلک یکتب سیئۃ فیلخذہا فکیف لا یؤخذ العبد باعمال القلوب
 ثواب ہوتا ہی اور ہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سے عمل فوت ہو جائے سو یہ حسن نہیں ہی اس کی گناہ ہوتا ہی ہے مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب
 والكبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال اللہ تعالیٰ ان السمع والبصر والفؤاد کل
 اور کبر اور تکبر اور سبط اور حسد اور نفاق پر مبنی ہو گیا اور جتنی خبائث ہیں سو اعمال قلوب میں اور بیشک اللہ تعالیٰ فرمایا ہی بیشک کان اور انکب اور دل اللہ سبحی
 اولئک کان عنہ مسئولا فانه تعالیٰ قد بین فی هذه الاية ان العبد بكل واحد من تلك الاعضاء یكون مسئولا فیما یدخل
 اوس سے پوچھ ہی اب اللہ تعالیٰ نے اس نیت میں بیان کیا کہ آدمی کی ہر ہر عضو کی پوچھ ہوگی جو جو کام اس کی اختیار میں ہیں
 تحت اختیارہ مثلا لو وقع بصرہ علی اجنبیۃ بغیر اختیارہ لایؤخذ بہذہ النظرۃ فان اتبعہا نظرۃ ثانیۃ یكون
 مثلا اگر نامحرم عورت پر بطر صارت کی فی اختیار نگاہ پڑے تو اس نگاہ کا کچھ مواخذہ نہیں ہے پہر اگر اوپر دوبارہ نظر ڈالی تو اس دوسری نظر کا
 مواخذہ بہذہ النظرۃ الثانیۃ لکونہ مختارۃ فیہا کذلک خواطر القلوب یجری ہذا المجری بل القلب اولی بالمواخذۃ لانہ
 مواخذہ ہو ویکتب کیونکہ اس میں اختیار تھا ایسی ہی دلی خبیثات اس کی قائم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی
 الاصل فان من حکم قلبہ بشئ وکان مخطاۃ بہ بصیرۃ یا بآیۃ ان خیر الخیر ان شرفش کمین ظن انہ متطہر من
 بیشک جس کا دل کسی عبادت پر حکم کری تو وہی ہی بدلا دیکھا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہی تو بد جیسے کہ بنی گان کیا کہ میں یاد ضرور ہوں اور
 الحجۃ وصلایا ثم تدکر انہ غیر متطہر یكون مثابا بفعلہ وان ترکھا ثم تدکر انہ یكون معاقبا علی ترکہا من وجہ علی فراشہ امرۃ
 جا کر جمع کی نماز ادا کی پہر یاد آیا کہ پاک نہیں ہی تو ہی اس کا ثواب ہوگا اور اگر جمع کو ترک کیا پہر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جس بنی اپنی بستر پر عورت پائی
 فظن انہ زوجۃ فوطئہا لایکون عاصیا بوطئہا وان کانت اجنبیۃ وان ظنہا اجنبیۃ فوطئہا بہن الظن یكون عاصیا
 اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی ہے پہر اس سے جماع کیا تو اس سے جماع ہی گناہ نہیں ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اس عورت کو غیر سمجھا پہر وہی ہی خیال ہے جماع کیا تو اس سے جماع ہی
 بوطئہا وان کانت زوجۃ کل ذلک بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تكون مرفوعة عن هذه الایۃ اذا
 گناہ ہوگا اگرچہ اس کی بی بی ہو یہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہیں ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امرت کو معاف ہی ہے جب تک
 لم تبلم رتبۃ العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبۃ فلا تكون مرفوعة بل یؤخذ بہ العبد فیلزم علیہ نقضہا بالندم ولا تستغفر
 عزم کا مرتبہ نہ پائی پہر اگر اس درجہ تک جا پہنچی تو یہ معاف نہیں ہی بلکہ اس پر آدمی کا مواخذہ ہوتا ہی سوا زعم ہی کہ اس عزم کو نہ لست اور استغفار ہی توڑ دی

حقی تغلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
 تكريمك كعمل نيك هو جاري كين سمجني كيات هي كه وسوسة بعض وقت ابليس كى فریبی بر ستای بیشك شیطان بعضی وقت انسان پریشمہ ڈالتای
 الانسان فيقول العبر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف تترك اللذات والشهوات فعند ذلك
 كہتا ہی کہ عمر بہت درازی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا پڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیجی اب ایسی وقت آدمی کو
 يلزم للعبد ان يدرك عظيم ثواب الله تعالى واليه عقابه ووعده ووعدته ويجرد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
 لازم ہی کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور ایسی وعدی اور وعید یاد کرنا اور ان سے نواپان اور یقین کو سنبھالی اور کبھی البتہ صبر کرنا
 الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلا بد من اختيار اخفها مما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذا استطاع
 شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور برہم بہت سخت ہی سو کرنا اختیار کرنا چاہی جب آدمی یہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت ہراگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی
 ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تغضى الى النار لان
 یہ طاقت نہیں ہی کہ کہو آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہیں ہی اور نہ ہیہ کتنا ہی کہ معصیت روزی میں نہ بجا دیگی اس واسطی کہ آدمی کا
 ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
 ایمان ہو کر دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اور سکا و سوسہ کٹ جاتا ہی بیشك جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نواز بانی نہیں ہوتا بلکہ
 قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذة صروا متدلا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
 دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلی شیطان سی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی
 فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الشيطان عدو لبني آدم وامرهم ان يتخذوه عدوا
 سوچ سمجھ کر ہو اور کو دشمن اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہ حکم کیا کہ وہ ہی اور کو دشمن سمجھیں کیونکہ
 يريد اضلالهم ليرجمهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويحتمل في دفع وسوسته
 اور کو گمراہ کیا چاہتا ہی تاکہ بنی اساتہ روزی میں کہنچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہی کہ اپنا دشمن پہچان کر اور سکا وسوسہ بزور دفع کر دی
 ولا يبدلهم وسوسته الا بغير الفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
 اور بدول مخالفت ہوا پس کی اور سکا وسوسہ دفع نہیں ہوتا پر جس بنی اپنی نفس کو ہوسا روک رکھا تو وہ اول تو گون میں ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہیں ہوتا
 الشيطان على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطان فدللت الآية على ان الشيطان
 موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی میں اوپر نہیں تیری حکومت یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان
 لا يتسلط على من كان عبادا لله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
 اوپر جو اللہ کی عبادت کرنا ہی میں غلبہ نہیں کر سکتا اوہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہیں ہیں ہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ
 من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى امرت من اتخذ الهه هو الهه اشار الى كون
 اللہ تعالیٰ کا عابد نہیں ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پہلا دیکھہ تو جس نے پوجنا پڑ اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ
 الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
 ہوا ہی اور سکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہیں ہی ہر جو شخص اللہ کا بندہ نہ ہو دی بلکہ ہوا کا
 من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذى يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
 بندہ ہو دی تو اوپر شیطان بوسیله ہوا کی جس میں شہوات کی شاخیں نکلتی ہیں غالب رہتا ہی سوجھی شہوتیں انسان کی
 سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطه به من
 گوشت پرست اور خون میں پہیلی ہوئی ہیں ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور خون میں سیر کرتی ہی اور ہر طرف ہی گھیری ہوئی ہی

والويل وصم هذا يعبد هم الفؤاد بالجنان صم الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنده فاوليائه
 بنسبنا وياي ايرتسپراس كرامه قس اور عصيان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہے اور مؤمنوں کو اپنی لکھ اور رفقاری امتنا ڈراتا ہے
 حتى لا يجاهد منهم ولا يامرهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيد لاهل الايمان وقد اخبر الله
 كيدہ اور جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہی بڑا ہی دہم دے رہا ہے اور اس کا
 بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطان يخوف اوليائه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى على جميع
 انہ کتاب میں فرماتا ہے یہ جو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے ایسی دوستوں ہی سوچیں وہی ست ڈرو اور مجھے ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو اور عام مفہوم کی
 النفس انما يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم
 نزدیک یہی ہیں کہ شیطان تم کو یہی رقیقین سے ڈراتا ہے سو تم وہی ست ڈرو وقتہ کہتی ہیں او کو بڑا اور بھاری کر کے ڈراتا ہے اسہی واسطے کہ تم کو دوسری باتوں سے
 مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اوليائه الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر
 میں ہر بیشک اس کا اپنا جتنا قوی ہوتا ہے و تہا ہی شیطان کی رقیقوں کا خوف دور ہوتا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہے
 وكلما كان ضعيفا يبقو فيه خوف اوليائه الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيد ايضا انه يجذب
 اور جتنا ضعیف ہوتا ہے و تہا ہی او پر شیطان کی رقیقوں کا خوف قوی ہوجاتا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور یہی وہی او کو گائیڈی کہ او کو قوی کرے
 الذين احكموا العلوم الشرعية العملية والعلمية حتى انهم كانوا يشغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهلون تفقد
 جنہوں کی علوم شرعی علمی اور علمی غریب یاد کی ہیں یہاں تک کہ وہ انہی علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کرتی جاتی ہیں ہر بعضہا دوسری کو سامی
 الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
 نہیں بچا قی اور نہ او کو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ بکارتی ہیں کہ بکھو اس قدر کی ہر وہ مرتبہ حاصل ہو گیا ہے
 لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم ان العلم حليان علم المعاملة
 کہ عذاب نہیں ہر گا اور نہ کن ہون کی پشیم ہر کی بچہ غفلت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معام
 وحلم الحكاشغته فاعلم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق الحمودة والمذمومة وهي علوم لا تزداد
 یہی ظاہر ہے کہ وہ علم کا شغف کا باطنی علم معاملہ کا قریب ہی مراد ہے کہ اس کا اور بچا اس اخلاق نیک اور بد کا یہہ یہی علم ہیں کہ انہی علم ہی علم
 لا ياتون ولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراه العبد لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم
 مقصد ہے اور اگر عمل کی طرف حاجت نہ ہوتی تو ان علوم کی بھی کچھ قدر نہ ہوتی اب جو علم کہ عمل کی ہی مقصود ہوتا ہے او کی خدمت بدل سکتا ہے نہیں ہوتی پھر حتمی علم
 العلم الطاعات ولم ينفذ بهما احكام علم المعاصي ولم يجتنبها واحكام علم الاخلاق المحمودية ولم يزين نفسه بها واحكام علم
 طاعات کا خوب سیکھا اور طاعت نکی اور نہ مباحی کا خوب سیکھا اور مباحی یاد نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور انہی اشیا کی مزین کیا اور علم
 الاخلاق المذمومة ولم يظهر نفسه عنها فهو مغرور وبكيد الشيطان اذ يقول له الشيطان صطربك في القرب
 اخوف ذميرك من ان يركب اور ابھی اسے نہواؤسی پاک نہ کیا تو وہ شیطان کی قریب میں پیسنا ہوا ہے الہی کہ شیطان یں سنجھتا ہے کہ تیری غرض اور قرب الہی
 من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار والواو
 جی اور ثواب حاصل کرنا سوچہ علم ہی قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہے اور الہی سنایات اور احادیث جو علم کی فضائل میں لکھی ہیں پڑھنا
 في ذلك العلم فمن كان من اهل الهوى يريد ذلك مواظبا لخواه فيضم من اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان
 پھر جو صحت یا نہی او کسی تو غرض کی مواظبت نہ کرتا ہے وہ کسی تو و لچو ہوئی ہوئی کہہ سکا ہر نہا اور جو عالم
 من اهل التمرير يقول له سيبطلان تذكرني ما ورد في فضائل العلم وقد ذكر في ما ورد في العلم ان الزاد كين الله ما
 ڈرو الہی ہوتی ہیں تو شیطان سے کہتی ہیں تو وہ رعایا تو یاد دلاتا ہے جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں لکھی ہیں

مخبر عن الامام

صلاحتساویا لا یترج احدھما علی الآخر الا باتباع الطریق ولا کتاب علی اللہ موت او یخالف اللہ الوہی والا عراض
 برابر بر یکدیگر جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہونے کی اور شہوت پر اور اندر گئی کی یا باعتبار مخالفت ہونے کی اور شہوت سے
 عن الشهوت فان الانسان اذا تبع مقتضى الشهوة والغضب يظمر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى يصدر
 منہ پھر ہی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اس کی دل پر شیطان کا غلبہ ہو سیکر ہوا کی ظاہر ہو کر تباہی اور کساد
 قلبه عن الشيطان ومقره تكون الهوى عن الشيطان ومقره واذ جاهد نفسه ولم يقم مقتضى الشهوة و
 شیطان کا صحتی اور مقام ہو جاتا ہی کہ نہ ہوا ہوس شیطان کی چو گاہ اور ہیٹ ہی اور اگر اس کی نفس کو مارا اور اور شہوت اور
 الغضب يكون قلبه مستقر المثلثة ومقره لم یکن قلبه من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
 غضب کی پیروی کی تو اس کا دل ماکہ کا مقام اور گدگاہ ہو جاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیجا ہی شہوت اور غضب اور حرص
 والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
 اور طمع وغیرہ صفات بشری کی جو ہوا کی شاخیں ہیں خالی نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی ایسا ہو کہ جہاں شیطان کی وسوسہ
 للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزال وسوسته الا بترك شئ سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ
 کا گزیر ہوتا ہو اور اس کا وسوسہ کہی نہیں جاتا بدل ذکر کسی اور بات بجز اس کی وسوسہ کی اس واسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی
 فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون محالا للشيطان
 تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی
 فان ذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس محالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له الابواب
 سو ایسا تو ذکر الہی کی کو جب کہ طرف سے خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گدگاہ شیطان کا نہیں ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کی دروازہ والا
 كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولي عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
 اور شیطان چاہتا ہی کہ اس میں ہر ایک دروازہ ہی اگر مالک اور ستولی ہو جاوی
 يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله وهو اضع ثلثه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة
 اس کی حفاظت بدوں نگہبانی دروازوں کی اور روکنی آمد کی راہ اور کبھی کی رخصت کی نہیں ہوتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ میں
 فليس للادنى صفة من صفات المذمومة الا وهى قوت من اقوات الشيطان وسلام من اسلحته وباب من
 سو ادنی کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں سی ایسی نہیں ہا کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اس کی ہتھیاروں میں کا ایک ہتھیار اور اس کی دروازوں
 ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
 میں سی ایک دروازہ اور اس کی آمد کا راہ ہو اور یہ دروازے اور آمد کی راہ بہت ہیں بعضی ظاہر ہیں اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئے سب
 مفتوحة للشيطان وليس للمالك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهما الكثير فالعبد فيه مثاله
 کہی ہو ہی ہیں اور ان میں سی فرشتہ کی لئے ایک ہی دروازہ ہی اور یہی وہ کیجیہ ان سب میں ملجأت ہی اس صورت میں آدمی کی کہاوت ایسی ہی
 مثال المسافر الذي بقي في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكد يعلم الا بعين بصيرة وخلوع
 جیسی مسافر تنہا جنگل میں جہاں چار طرف ہر ایک سمتی حاق ہوں اندھیری رات میں سو یہ مسافر بدوں عین بصیرت اور روشنی چلتی
 شمس مشرق والمعاد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرق هو العلم المستفاد من
 سورج کی بین سنبھل سکتا اور عین بصیرت سی یہاں تقویٰ سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو
 كتاب الله تعالى وسنة رسوله ادبها يعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض
 کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہو جاوے کہ انہی دونوں سی ہر ایک سمتی اور اس کی دروازے اور دنگار ستہ جی پیری علاج کی

الاحتياج الى العلاج ولا يكون الا بضد وضد جميع الوسوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
 من الشيطان الرجيم في كل وقت من اوقاته واما الوسوسة الشيطانية فمما ذكره الله في كتابه
 والتبري من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ولا قوة الا بالله العلي العظيم
 اوربري هونا حول اورقوت سبي اسطوري پڑهي پناه ليتاهون الله كي شيطان مردوسي اور شير ناگناه سبي اور نذرت طاعت كي مگر الله بزرگ برتر سبي
 فان قيل هل يكفي في دفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فالجواب ان العلاج فيه سد
 اگر کوئی پوچھی آیا دفع کی کئی صرف ذکر الله کافی ہی یا اس میں کچھ علاج ہی چاہی پیر اس میں علاج کیا ہی سو جواب یہ ہے کہ ہمیں علاج یہ ہے
 من اخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكورية ولا يفقد على ذلك
 کہ او کسی آسمی لہ دیکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقویٰ سی آباد کر بند کر دی تاکہ دل کی اندر ذکر قائم رہی اور پیر سوا متقین کی
 الا المتقون الذين طهرت قلوبهم من الصفات المذمومة وعمرها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
 کیسے قدر متقین جنہوں کی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقویٰ سی آباد کر رکھی ہیں اور انہیں یاد الہی غالب ہو گئی ہی بیشک ذکر الہی
 الذکر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارة بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتتمكن الذكر
 دلیلیں جب ہی قائم رہتا ہی کہ تقویٰ سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب ایسا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوس میں ذکر قائم رہی
 فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس قلايد فوسوسة الشيطان ولذلك قال الله تعالى ان الذين
 اسے کہ اگر ذکر دلیں قائم نہ تو وہ حدیث النفس ہوگا پیر اس کی شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہو سکتا اور اسے لای اسے تقویٰ فرماتا ہی جو لوگ
 اتقوا اذ اصعبهم لطف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمستقين فان القلب اذا
 ڈر کر تین جہان پر گیا اور شیطاں کا گڈر چونکہ کئی ہر غی کو موجود آگئی بیشک الله تعالیٰ فی اس بات کو پیر ہر گز دینی خاص کام کی کر نہ دل اگر
 تظهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل لما يكون فيه احتيازا وينعوه من الاحتياز
 صفات مذمومہ سی پاک ہو جاتا ہی تو اوس میں شیطاں کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت ہی اوس کو ذکر الہی بند کر دیتا ہی
 ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب يقر بصدك فان لم يكن بين يديك شيء من الطعام ينزجر بقولك اخبأ فخرج
 سوا کی مثال ایسی ہی جیسی ہوگا کتا تیری پاس چلا آوی پیر اگر تیری سامنے کچھ کھانا نہ ہو تو آتا ہی کہنی چلا جاتا ہی اب یہ صرف
 الصوت يدفعه وان كان بين يديك شيء من الطعام لم يقر عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
 دہشکارا وسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنے کوئی کھانا موجود ہو تو حمل کر تا ہی اور صرف دہشکار سی نہیں جاتا سو جودل ہوائی خالی ہو
 ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذا لا يطرده الشيطان الا عند غفلة وخطوة عن ذكر الله تعالى فاذا اصاب الى الذكر
 تو شیطاں دہشتی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطاں غفلت ہی وقت دلیں جب ذکر الہی سما خالی پای تو جاسکتا ہی پیر جب وہ ذکر کرتا ہی
 يخنل الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوي الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
 پچھل پافو بہا گتا ہی اور جودل ہوا میں لگا ہوا ہی فرما ہوا جس حوشیطاں کی قوت باڑی تو وہ ان شیطاں جگہ پڑا ہوتا ہی اور ذکر سی نہیں ملتا
 والحاصل ان القلب مما عليه مقتضيات الهوى يحيد الشيطان مجالا فيوسوس فيه وهما اشتغل بالذکر فيرتحل
 غلبہ یہ ہی کہ دل پر اگر کوئی ہوا کی غالب ہو جاتی ہیں تو شیطاں کا گڈر ہو جاتا ہی پیر اوس میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہی تو شیطاں
 عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
 دہشتی چل دیتا ہی اور فرشتہ وہاں اگر اہم کرتا ہی اور قلب کی معرکہ میں درمیان دونوں فرشتہ اور شیطاں کی ہمیشہ جنگ دہشکار پیل رہتی ہی
 دائر الى ان ينغم القلب حلها فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتدات بالوسوس الداعية الى اتيان
 آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطاں فتح کر کر مالک ہو گیا ہی پیر وہ ایسی وسوسوں ہی پر ہو گئی ہیں جو کہ صرف اختیار کرنی دنیا

ان تقى المسلم ان بسيفه ما قاتل بالمقتول في الناس قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه لم يرد
 دوستان تولد ليكر مقابل هو في تو قاتل مقتول دونو جهنمي هي كسي عرض كيا يا رسول الله سبه تو قاتل بها مقتول كي كيا خطاي فرمايا اسلمى كرده هي
 ان يقتل صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل النار بمجرد الامارة معه انه قتل مظلوما فكيف لا يؤخذ
 تو ياركو قتل كيا چا هتا هتا اور سبه صاف بيان هي كه مرقد اوده هي مقتول هي دوش هي باوجوديكه مظلوم مارا گيلاي اب بنده سي نيت اور عزم پر كيونكر مواخذة نهين
 العبد بالنية والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مواخذ به الا ان يكفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة
 هو كا اور جرات اختيار كا هي سوا و نهين مواخذة هي يا اوسكا عرض كسي حسنة كروي اور عزم كا ندامت سي تو زنا هي حسنة هوتا هي

فلذلك يكتسب حسنة وما غوات المراد بعائني فليس بحسنة فلذلك يكتسب سيئة في مواخذ بها العبد فكيف لا يؤخذ
 اسهيني ثواب كيا جاتا هي اور ركا كام كا قوت هوتا كسي مانع سي سبه حسنة نهين هي اسهيني كنه كيا جاتا هي اور اسهيني كوي سي مواخذة هي اب آدمي سي

العبد بأعمال القلوب والكبر والعجب والرياء والحسد والنفاق وحمة الخبايا من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى
 افعال قلوب نهيني كبر اور خود نهيني اور رياء اور كينه اور نفاق پر كيونكر مواخذة نهو اور خبايا تمام اعمال قلوب سي نهين اور الله تعالى فرماتا هي

ان السهم والبصر القوادكل اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى اخبر في هذه الآية ان العبد بكل واحد نقص
 بيك كا اور انكبه اور دل ان سب كي اوستي بوجبه هو كي بيك الله تعالى في اس آيت نهين سبه خيوي هي كوي سي عوض هر هر عضو كي

تلك الاعضاء يكون مسئولا عنه فيما يدخل تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على محرمة بغير اختياره لا يؤخذ به
 جويانين اختياري نهين بوجبه هو كي مثل اسكي نگاه كسي حرام پر هي اختيار جاري هي تو اس نظر كا كچه مواخذة نهين هي بهر اگر اسكي بعد دوباره

النظر فان اتبعه نظرة ثانية يكون مواخذ بهذه النظر الثانية لكونه مختارا فيها وكن لك خواطر القلوب فخرج
 نگاه هي تو اس نگاه ثاني كا مواخذة هو ونيكا كيونكه اسهين اختيار بها اور اسهيني دلي خطرات كا بهر هي

هذا الجري بل القلب اولى بالمواخذة لانه الاصل فان من حكم قلبه بشئ وكان مخاطفيه يصدر من رايه ان خيرا
 راهي بلكه دل پر مواخذة اولي هي كيونكه سب كي صل هي بيك جسكي دل كي كسي بجا بات پر عزم كيا تو اسكا عرض هوتا هي اگر نيكه هي تو نيك

فخير وان شرافتر من ظن انه منظم و حضر الجمعة وصلاتها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان
 اور اگر بهر توبه جيسي كوي خيال كري كه مين پاك هون اور جاكر نماز جمعه ادا كي پير ياد كيا كه مين پاك هتا تو اس نماز كا ثواب هو كا اور اگر نماز

تذكرها ثم تذكر يكون معاقبا بتركه ومن وجد على فرشته امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا يكون حاصيا بوطئها
 يون هي ترك كي پير ياد كيا تو نماز جهنمي كا عقاب هو كا اور اگر كسي اپني بستر پر عورت ديكي گان كيا كيونكر هي بي بي هي پير هي خيال پر كوي جماع كيا تو اس جماع كي گنهنگا

وان كانت اجنبية وان ظن انها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون حاصيا بوطئها وان كانت من زوجته كل ذلك بالنظر
 اگر چه غير عورت هو اور اگر اسكو اجنبی خيال كيا بهر اسهيني خيال پر جماع كيا تو اس جماع پر گنهنگا هو كا اگر چه اسكي بي بي هي هوي بهر تمام باعتباره عزم

الى القلب ون الجوارح فان الوستوات تكون مرفوعة من هذه الامة اذ الم يبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
 دل كي هي جوارح پر نهين هي كيونكه وسيله اس امت كو جبك عزم كي درجه كونه نهيني معاف هي اور اگر اوس درجه كو جا نهيني

فلا تكون مرفوعة بل يؤخذ بها العبد فيجب عليه ان ينقضها بالندم ولا يستغفار حتى تنقذ حسنة والا يكون
 توبه متا نهين هي بلكه آدمي سي سبه مواخذة هي سوا و كونه جب هي كه عزم كو ندامت سي تو زني اور استغفار كري تاكه ثواب ملي اور نهين تو

الشيطان مستوليا على ملكة القلب فيغري للعين وعد الذي حكاه الله تعالى عنه حيث قال لن اخترن الى
 شيطان دلي حكمت پر غالب هو جا ونيكا اور لعين اپنا وعده پورا كر نيكا جسكي الله تعالى حكايه كرتا هي چنانچه فرمايا اگر تو مجھ كو دھيل دي

يوم القيامة لا حزنك في مائة الا قليلا والمعنى انك ان اخترني حيا الى يوم القيامة لا قود ثم حيث ما شئت و
 قيامت كي دن ك تو او كي اولاد كو دنا نهي ديون مگر تو رني اور معني بهر مين كه اگر تو مجھ كو قيامت تك زنده باقي رنهي ديكي تو ابد مين او كو جانا هو كا كسي بجا ونيكا

لاستولین علیہم استیلاء عقولہم الاقلید منہم وہم المخلصون من عبادک الصالحین وهذا کقول اللعین کل من
 اور یہ خوب ثابت ہو کر لو گئی مگر کچھ تھوڑے دن پر جو تیری بندی شخص صلیار ہو گئی اور یہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہ قول ہی البتہ میں
 لهم فی الارض ولا غوبینہم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا الطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا بارادہ
 اور کہ یہاں دیکھا دیکھتا ہوں کہ میں اور وہ ہی ہو گا سب کو اور شیطان مردود اس مطلب کا یا جو دیکھ غیب دان نہیں ہی اس دلیل سے جان گیا
 فیہم من کون مبدء الشر متعدد او مبدء الخیر واحد فی نفس الانسان قوة بصمیة تشریعیة وقوة سبعیة
 کہ اور میں آثار بدی کی بہت پائی اور مبدء الخیر کا ایک کیونکہ انسان نفس میں قوت ہیسی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی
 غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلاثة مستویة علیہ من اول الخلق داعیة له الی الشر وبعده
 اور یہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش ہی غالب ہوتی ہیں شرکیہ قوت جاتی ہیں اور ان
 الثلاثة فیہ قوة عقلیة ملکیة وهی ان كانت طعیة الی الخیر لکنہا انما تکمل هذا استیلاء الثلاثة لاول علی القلب
 تین کی بعد قوت عقلیہ ملک ہوتی ہی اور یہ قوت اگرچہ خیر کی راہ ہتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو گئیں
 فلما رای العین ذلك علم ان ما یریدہ یکن حصولہ فان الشهوة والغضب قد یبقا ذان للانسان اقتیادا تاما
 پھر جب لعین فی یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہو کر
 فیعبائہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویحسنان مرا فقتہ فی سفرہ الذی ہو بصدہ وقد یستحیون علیہ استغصہ
 جس راستہ وہ چلتا ہی اویں ادا کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی در پی ہوتا ہی اور میں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کہی اوپر نہایت سرکشی بقاوت
 وتدرج حتی یملک انہ ولست بعد انہ ذبیہ ہلاکہ واقطاعہ عن سفرہ الذی بہ وصلی الی سعادۃ الابد فینبغی لہ
 اور تدرج کرتی ہیں یہاں تک کہ اویں تک ہو کر اویں کو مطیع کر لیتی ہیں اور اس میں انسان ہلاک ہو جاتا ہی اور اس سفر میں جہنم سعادت ابدی وصول ہوتی رہتا ہی
 ان یستعین علیہما بالعقل وان ترک الاستعانۃ بہ وسلطما علی نفسہ یہلک ہلاکا یبنا ریجس خسرانا عظیما و
 انسان کو یوں نہ میر کرتی چاہی کہ اوپر عقل سے مدد ہو ہی اور اگر عقل سے مدد نہ لی اور اپنی اوپر اویں کو تسلط دیدیا تو ظلم مال گیا اور جیسی توڑا اور جیسا
 ذلک حال اکثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرة لشہوتہم فی استنباط الخیل لقضاء الشهوة وكان من حقہم ان یکون
 اکثر خلق کا یہ ہی حال ہی کیونکہ دیکھ عقلیں قضا شہوت کی ہی جسہ حوالی نکاحی کو شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور اویں یوں چاہی ہتا کہ
 شہوتہم مسخرة لعقولہم فافتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الهوی فیدعوہ الی الشر فلیحقہ
 اور کئی شہوت عقول کی مطیع ہوتی ہیں شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور اویں یوں چاہی ہتا کہ
 خاطر الا یان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرۃ خاطر الشر فیکو داعیہ الهوی ویحسن القتم
 خطرہ ایمانی مدد ہی روک کر خیر کی طرف ہلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوہا ہتا ہی سوچا ہتا ہی سہرا کی نذر پکارتا ہی اور دنیا کی لذتوں ہی
 والیتنعم بملذذ الدنیا فیمیل النفس الیہا فینبعث العقل الی نصرۃ خاطر الخیر ویبوجہ النفس ویقیم فعلہا ونیسیہا الی الجہنم
 عیش اور جیسی کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اوہا ہر رغبت ہوتی ہی پھر عقل اویں مدد کو اوہا نہ کر سکی دلیں ڈالتی ہی اور نفس کو جبر کرتی ہی اور اویں کی ہر گز اور جیسی
 یشبہا بالہام فی ہجومہا علی الشر وعدم اکثر انہا بالعواقب فیمیل النفس الی نصرۃ العقل فیحمل الشیطن علی النفس حملۃ و
 نسبت دیکر دنگو میں ملائی ہی کہ تجھ کو برائی کی کثرت اور انجام سی بی ہوتا ہی نفیس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پھر شیطان نفس پر یکبار حملہ کر کر سمجھا تا ہی
 یقول لہا مالک تستعین عن ہواک وهل یوجد احد من اهل عصرک یخالف ہواک ما ترین ان اکثر علماء زمانک لا
 تجھو کیا ہو کہ ای عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زانہ میں کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکھتا ہوں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء
 یجتنون عن الهوی ولو کان شر لا یمنعوا عنہ افتترکوا لہم ملاذ الدنیا یمتنعون بہا ویتبقی محروما مقصدا یضاد علیہا
 عیش زانی سی پھر میں نہیں کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ ہی باز رہتی کیا عیش و لذت دنیا کی اور کو دیتا ہی اور تو مشقت میں محروم ہی تجھ پر تیری ہر

اهل وقتك فيميل النفس الى مسوسة الشيطان فيحفل العقل على النفس حملة ويقول لها اهل هلاك الا من اتبع هواه ونفسه
اب نفس كود مسوسة شيطاني پر رغبت آتی لگتی ہی ہر عقل نفس پر حا کر کر سمجھا تی ہی کہ وہ ہی خواہد ہوا

الآخرة وما واد آتقن من بلذة يسيرة وتتركين لذات الجنة التي لا يتناهي نعيمها ابد الاباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی شہ کا نیکو ہونا کیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قہماحت کر کر جنت کی بی انتہا لذت جو کہی تمام ہنود کی چھوڑ دیتی ہی کیا سنو اور دوزخ کا خدا کا ہوا چاہتا ہی
بغفلة الناس اتباعهم هو اعمهم مع ان عذاب النار لا يخف عنك بمصيبة غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگوں کی غفلت ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیروی میں ہوں کہ میں انہوں کو میں آتا ہی باوجودیکہ تجھی دوزخ کا عذاب اور کی مصیبت کی سبب ہوا نہیں ہر کا دیکھ کر اگر تمام
يوم الصيف وكان لك بيت باردا كنت تسألهم على القيام في الشمس ام تتألفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ میں ہوں اور تیری ہی سرد خانہ ہو تو کیا تو او کی ساتھ دہوپ میں کہتا ہی گا یا او کی برخلاف تو دہوپ میں ہی کہہ کی سایہ میں چلا جا ونگا

فان اذ كنت تتألفهم فارد من حر الشمس فكيف لا تتألفهم فارد من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى لاي العقل وهي لا تتردد
پھر تو جب او کی برخلاف آفتاب کی گرمی ہی بہا گئی ہی پھر کیونکر او کی برزخ آگ کی گرمی ہی نہیں بہا گئی پھر اب اس نہایتش عقلی ہی نفس عقل کی مشوہ پر متوجہ ہوتا ہی
تتردد متعذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی دوزخ میں کہی اور کہی اور ہر دو کوئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی الب آجاتا ہی جو اس کی حال کی مناسب ہو اگر او سپر صفات شیطانی غالب ہوں
يميل الى الشر ويهجر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب بعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہو اور او کی اعضا ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اسہ قتالی ہی دور ڈال دی اور اگر او سپر صفات ملکی غالب ہوں
يميل الى الخير فيظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعة والمعاصي اذا ظهرت تكون
تو خیر کی طرف جھکتا ہی اور او کی جوارح ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل میں آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہیں

علامات يعرف بها سابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزان الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزان الملكوت
تو یہ نشانیاں ہیں کہ انسی قضاء اور قدر کا حکم معلوم ہو جاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب ہی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہیں کیونکہ دل خزانہ
فمن خلق الجنة ليرتق له الطاعة واسبابها ومن خلق النار ليرتق لها المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
بطنی ہی پس جو شخص حتی پیدا ہوا ہی او کو طاعت اور سبب طاعت سیر ہوتا ہی میں اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی او کو معاصی اور سبب معاصی سیر ہوتا ہی میں
لها اهلا فاستعملها الطاعة وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملها بالمعاصي ثم عرف الخلق علامة اهل الجنة واهل النار
یہیک اہل تعالیٰ فی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کر طاعت میں لگا دی ہیں اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کر معاصی میں لگا دی ہیں پھر خفت کو نشانی جنتی اور
فقال ان لا يراد في نعيم وان الفجار في عذاب نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک گو کہ آدم میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخی میں ہیں الہی ہو جنی کرنا اور نہ گردان ہو اہل نار

الرابع والتسعون في بيان ظهير الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چوتھوں اس بیان میں کہہ اسلام غریباً وسعیود غریباً اور پھر ہوا جو ایسا جیس ظاہر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ظہر اسلام ابتدا میں

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحيح المصاير مراده ابوهريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا ابتدا پھر غریب ہوا دیکھا جیس شروع ہوا ابتدا بغریبوں کو خوشی ہو دی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت ہی
الاسلام في ابتداءه ظهر في احاد من الناس قلة منهم ثم انتشر مشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص الاختلا
اسکی معنی یہ ہے کہ اسلام ابتدا میں کسی کسی آدمی ہی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پھر پھیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہو گیا اور بعد اسکی پھر او سپر نقصان اور خمال آویگا
حتى لا يبقى الا في احاد من الناس قلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني
یہ ممکنہ فی نہیں ہی گا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غریبا میں اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں یوں آتی ہی کہ وہ تہوڑی میں فیصلوں میں ہی یعنی

انهم الذين كانوا قبله فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان

یہ وہ لوگ ہیں جو تہذیب میں انہیں ہی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی نہیں کا قبیوں اور شہر نہیں نہیں ہوگا

كما كان كذلك في اول الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنه

جیسے ہی اسلام میں انہیں پہلی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلا ہی کرتے ہیں جب لوگ بگڑ جائے ہیں مراد یہ ہے کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں

في من فساد الناس في حديث اخر انهم الذين يصلون ما فسد الناس بعدك من سنتي فمؤلفه هم الغرباء المحدثون

جن مانہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کرتے ہیں جو کہ لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ دین ان کی سوسہ جماعت غریب ہی

المغبوطون ولقلتهم في الناس جدا سمو غرباء وهم قسما من احداهما من يصل نفسه عند فساد الناس والثاني من يصل

جسکی مع ہوئی اور انکی ہی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور یہ کہ یہ لوگ بہت کتر ہیں تو انکا نام غرباء ہو انکی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرتے ہیں جب لوگ بگڑ جائے دوں کا قسم

ما فسد الناس من السنة وهو اعلی القسمين وهم القائمون بوظيفه الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فمؤلفه اقل الناس

جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرنے اور یہ دو میں اعلیٰ درجہ کی ہیں یہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ برقرار ہیں

في اخر الزمان ولذلك وصفوا بالعرفه لقلتهم كما جاء في بعض الروايات انهم قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير من

آخر زمانہ میں بہت کتر ہونگی اور اسی ہی غربت کا وصف ہے ہر ایک کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کتر بری قوم کی اندر

يغضبهم اكثر ممن يطيعهم وفي هذا الشارة الى قلتهم وقلة المستجيبين لهم وكثرة الخالفين لهم والعاصين لامرهم وهذا

جو بہت ہون انکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنے والوں کی بہت زیادہ اور اس میں انکی تواضع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس

الفصل العظيم الموعود لاهل الغربه انما هو لفر بنهم بين الناس وتمسكهم بالسنة بين ظلم الاهل فاذا ارى المؤمن ما

فصل بزرگ کا جو اہل غربت کی ہی وعدہ ہو اسی تواضع ہی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو بکڑتے ہیں یہاں تک کہ کوئی مؤمن اس زمانہ کی

عليه الناس في هذا الزمان من البدع والضلالات وصلهم عن الصراط المستقيم الذي كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم

حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بی راہیاں اور سیدھی راہ سی الگ چلنا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم اليه وقد خفي ما عليه من المنكرات فهذا كيقوم قياصتهم وينصبون له المحابيل ويجلبون

اور انکی اصحاب ہی اور انکو اس راہ مستقیم پر بلائی اور انکی عمل منکرات کو ڈھکی چھپی اور انکی قیامت پر پابوگی اور اس مؤمن کی ہی حال بجا دینگی اور اس پر

عليهم بخيلهم ورجلهم فهو غريب في دينه لفساد ادباؤهم غريب في نفسه بالسنة لتسكهم بالبدع غريب في اعتقاده

ایں سوار اور بہاری چڑاؤنگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ اوکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت سے تنسک کر نہیں غریب ہی کیونکہ وہ بد لوگ جو

لفساد عقائدهم غريب في طريقه لفساد طرقهم غريب في معاشه معهم لانه لا يعاشرهم في ما تهني نفوسهم وبالحجة

تنسک ہی ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ اوکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ اوکی سب طریق فاسد ہیں اوکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ اوکی ساتھ نہیں

فهو غريب في امور دنياه واخرته لا يجلب مساعدا ولا معينا وقد قال الله تعالى تعاونا على البر والنقي ولا تعاونا

کہ وہ تمام امور دنیا میں اور آخرت میں غریب ہی نہ اوکی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بی شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور

على الاثم والعدوان فموعالم بدنيه بين قوم جاهلين بدنيهم صاحب سنة بين اهل بدع داع الى الله تعالى ورسوله

گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک ایسے قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتے اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اسد اور انکی رسول کی طرف

بين دعاة الى البدع والضلالات امر بالمعروف ناه عن المنكر بين قوم المعروف عندهم منكر والمنكر معروف وهذا قال النبي عليه

بلا تا ہی اور قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلائی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہی ان لوگوں میں کہ معروف اوکی عند یہ ہیں مہر ہی اور بد اوکی عند یہ ہیں

يا في على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالباقض على الجبر فانه عليه السلام بين في هذا الحديث الذي ياخذ الناس

لوگوں پر ایک زمانہ آو گیا کہ ان میں دین پر صبر کرنا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص آتہ میں پتنگی ہو

یہ وہ لوگ ہیں جو تہذیب میں انہیں ہی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی نہیں کا قبیوں اور شہر نہیں نہیں ہوگا

بالكف كما لا يمكنه الا بالسهولة الا بالصدق الشديد فكل من يتسلك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان لا يمكنه ان
 يجيى او يكو ان كان لا بد من صحت صبرك سهل نبي
 على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذا كان اجرة كثير كما قال النبي عليه السلام من يتسلك بسنتي عند فساد
 بدون برى صبرك سهل نبي
 اعني قلله اجروا ثمة شهيد وروى عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالاً وادباراً ومن اقبال الدين فكنتم
 فاسد هوجاوى توادى الى سوسهيبك اواب هو اور ابو امامة سى رويت هي كنبى عليه السلام في فرمايا جوشى كا اقبال هوجاوى اور اوبار اور سوسهيبك كا اقبال هوجاوى
 عليه من العنى الجمالة وما بعثنى الله به وان من اقبال الدين ان تقفه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
 كتم سب اندى اور طابل تى محكوسه نى بهيجا اور اقبال دين كا سيمه هي كتم تمام قبيله وانا هوكيا سيمان كك كاسمين فاسق سواى ايك
 والفاسقان هما مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تحفوا القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه والفقهاء
 يادوكى نين هي سواى مغلوب اور خوار اور دين كا ادبار سيمه هي كتم تمام قبيله من دونه تهرود توادى من سواى ايك يادو فقيهين كى نه طى
 وهما مقهوران ذليلان لا يجدان حلى لك اعوانا ولا نصرا فانه عليه السلام وصف المؤمنين العاظمين بالسنة الفقيه
 اورده هي مغلوب اور خوار اس حال پر نيكويى كوى مدگار اور نه نيكار نين نى عليه السلام نى مؤمن كا وصف جوشى پر عمل كرى دين كا فقيه هو
 في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولذا قال الثوري اذا مررت العالم
 به بيان كيا كروه آخر زمانه من جب تمام لوگ فاسد هوجاوى نيك مغلوب هوكا اور خوار نه معين پاويگا اور نه مدگار اور هيجى لورى نى كهاسى جوشى نيكى كه عالم كى
 كثير الاصدقاء فاعلم انه مغلط لانه ان نطق بالحق انغصوه وعن كعب احبار انه قال ليا تينكم زمان تكرة فيه الموعظة
 بهت دوست من توسجول كده خالص نين هي كيوكه كروه حق بولتا توادى سب شين هوجاوى اور كعب اجار سى رويت هي كنبى عليه السلام نى مؤمن كا وصف جوشى پر عمل كرى دين كا فقيه هو
 حتى يخفى المؤمن بايمانه كما يخفى الفاجر بفجوره ويعبر المؤمن بايمانه كما يعبر الفاجر بفجوره واما يعظم ذل المؤمن في
 يلى كى كى مؤمن اپنا ايمان ليكر ايسى جيتا پهر نيك جيسى پى كلى يد كارى ليكر جيتا پهر اور مؤمن اپنى ايمان پلطن هوكا جيتى كا نغجوسى مطون هوجاوى اور مؤمن كى ذلت آخر
 اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا كلهم يكرهونه ويؤذونه لخالفه طريقه لطريقهم
 زمانه من هيجى لورى نى كهاسى جوشى نيكى كه عالم كى
 ومبانية مقصوده لمقصودهم عدم موافقتهم فيما هم عليه لاسيما انهم معروفون بها عن منكر كما قال جوشى
 او كى رسته سى مخالف اور كا مقصود او كى مقصودى لك هوكا اور او كى حال طين كى موافق نين هوكا خاص كروى وقت كه معروف كا و كروى اور سيمه كا و كروى
 اليانى ياتى على الناس زمان يكون فيهم جيفة حار احب اليهم من مؤمن باهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر وروى عن ابن عباس
 بن ايمان نى كهاسى كه لوكون پهر ايساز زمانه او كى كه او كى مر وار كذا زياده محبوب هوكا ايسى مؤمن هي كه او كى نيك بات بتاوى اور كنه سى بنه كرى اور بن عباس سى
 انه عليه السلام قال ياتى على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بعد ذلك يا رسول الله قال
 رويت هي كنبى عليه السلام نى فرمايا كه لوكون پهر ايساز زمانه او كى كه مؤمن كلال ايسا كى جاويگا جيسى پى نى من كى كى جاتاى كسى عرض كيا كسى يادو نيه فرمايا
 مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من رأى منكرا فلم يقدر على انزاله فبالدوا ومنهم من عرض
 اسلى كه منكرات ديكيجا اور بدل نه كيكيجا بيشكه بعضى متقدمين نى منكر كويكيجا اور مانعت كى قدرت نين هوجاوى تودو توتى كى كا اور بعضا نيت
 اياما وقد قال النبي عليه السلام اسد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجهل
 اور بيشكه نى عليه السلام نى فرمايا تمام لوكون سى زياده بلاء من انبياء من بهر صفاء سوسهيبى انبياء منكرين كى ابتلاء سى خالى نين هوجاوى
 كن لك لا يخلو العلماء والصالحون والامرون بالمعروف والنهي عن المنكر عن الابتلاء بالمصيرين على المعاصي فان من
 ايسى هي علماء اور صلحاء اور معروف كى امر كنبولى اور منكرات سى رو كنى والى اون لوكون كى ابتلاء من هين جو معاصى پرا دى هوجاوى بيشكه جوشى

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغيبات صاحبها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان من كان له من الصحة والفراغ ما يغنيه عن الدنيا والآخرة لم يزل يزداد على الطاعة ولا ينقص من العبادات

وصعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما وما دوا فيهما حيث لا يعلمون

الصالحات ولا يتقنوا ان ليوم الممات فان الانسان في حال صحته لا يقدر على كسب الخيرات ببذنه وماله

واذا مرض يضعف بذنه عن العمل ويقصده عن ما فيه انما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببذنه ولا على

التقوى في ماله الا مقدار ثلثه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجهتد في اكتساب الخيرات ببذنه وماله وكذا في

حال فراغ يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان

فراغ من طاعة بداروك فوك قدرت هو في اي يوم فراغت في بعد مندي من لك ما تو مانع بيدا هو جاي ويكي به طاعت كالا اختيار كمان بيدا كيكون

الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشغولا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون

صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون ببيان ذلك ان الدنيا فراغ

الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استمر في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء المخالدة الى الراحة

فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا ولكن اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون

له معذرة بخلاف الفاسر اذا رفع عنه المعدرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في

تحصيل الاعمال الصالحة ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العباد جوهرة نفيسة لا قيمة لها الا بها

صالحات لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السوء فاني جوهرة نفيسة من هذه الجوهرة فاذا ضيعها

في الغفلة قد خسرنا عظيما واذا صرفنا الى المعصية فقد هلكا مبينا فان عمر الانسان ميدان لاعماله

توراهي ثوتا او طاهيا اور جب كو مصيبت مين نگايا قوبيشك ظاهر مانا گيا كيونكو آدمي كي زندگي صالح اعمال كي نتي طرح ميدان

اور جب بيا رهوا تو بدن تو عمل سي نهك بهتا اي اور بهتا نهتا اي مال كي زياده كا كوتا بهتا اي اب نه بدن كو طاقت به قدرت بهتاي اور نه

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

اور سب بيان مين كه تندرستي اور فراغت نعمت هي

الصالحات المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جواند تعالیٰ سی نزدیک اور قیامت کی دن بڑی ثواب واجب کردی اور یہی وہ سعادت کہ انسان کی کئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل يفتن من عمره خاليا من عمل صلا
اسیر ہی و ستا ہی ہوتا ہی جو کچھ چاہتا ہے تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کیا پھر جودم زندگی کا عمل صالح ہی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر من ساعة يأتي على العبد لا ينكر الله تعالى فيها الا كان
اوپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گزرتی ہی کہ وہ مین اسکی یاد نہیں کرتا وہی اوسپر

عليه حسرة وقسوة عن ابی هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور اوروہ سی روتی ہی کہ کچھ علیہ السلام فی فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہر دو گنا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون انزاد وان كان مسيئا ندم ان يكون تزعم وقسوة عن ابی عباس
فرمایا اگر وہ نیکو گدا ہی تو یقین نادم ہوگا کہ زیورہ کیوں کیا اور اگر بدکار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کچھ مین باد آتا اور ابن عباس ہی وقت ہی

في تفسير النفس الملوثة ما من احد الا يلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون انزاد احسانا و
کہ نفس اللوثة کی تفسیر میں کہا ہی جو آدمی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملاست کہ کچھ محسن تھا کچھ بدکار کہ کچھ حسنات زیادہ کیں کچھ اور بدکار

انفسه ان لا يكون رجع عن اساءاته فيما يرى العاقل لا تضيق عمره في الغفلة فاجتهد في تحصيل الصلوة الاخيرة
اپنی کچھ بدکار ملاست کہ کچھ آدمی ہی باز کیوں نہ آیا سوای عاقل اپنی عمر ضلعت مین ملت کہ اور آخرت کا سامان ملتا کہ نہیں کو شش کر اور وقت کی بھلی

ان يحيى يوم لا تغفل عن تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما قام من عملك في غير
کہ ایسا دن آتا دیکھ کر تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد ہی دن کو دیکھ لیگا اور گدڑا جوی عمر پر جو یہ کی سعادت ہی خالی گئی ہی

ربك ولا تنفعل الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان يتنعم من العمل وحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اور نہ تنفعل اور ندامت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا بیشک جلد ہی دنیا کی کسی شہدہ مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغول ہی روک ہی اور اس عمل کو فراغت کی وقت پر ملتی ہی

وقال اذا فرغت عملت فذلك من ثاقته من وجهين احدهما انشا الله تعالى في الآخرة وليس هذا من شأن العقلاء و
کہہ کہ کبھی فرصت ہوگی تو تو کچھ سوچ سکتی ہو کہ حق ہی دو وجہ ہی ایک دنیا کا بد کرتا آخرت پر بہ عقول کی شان ہی نہیں ہی

قال الله تعالى بل تؤثرون الخيرات الدنياء الاخرى زاد في وثانيها تسوية العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ تو نہیں تم کی کبھی ہو دنیا کا چاہا اور یہ کچھ نہیں ہی دوسری دلائل اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دین کہنا کہ کبھی کبھی وقت

بل يخطفه الموت قبل فراغه او بعد ان يشغل به لان انشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلائذ في يوم المعاد
فرصت نہیں ملتی کہ موت خفست ہی پہلے کچھ نہیں ہوتا اور ہندہ بڑھ جاتا ہی کہ کوکھ دنیا کی کار و بار آپس مین ملتی مسلسل ہوتی مین پھر پھر شخص معاد کی ہی خالی ہوتی ہوتا ہی

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على ما حال كان قبل وصول الموت وحصول الغوث لقلبيتم
پھر آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کرے کیسا ہی وقت ہووی موت ہی پہلی اور فوت ہوئی ہی اگلی کہہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

وساير عوالم مغفرة من ربكم وجنت عرضها السموات والارض اعبدت للمتقين فان من تغلق قلبه بالدنيا و
اور دوسروں بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہلاوی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی دوسری پہیز گاروں کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجھتا ہی

اخذ منها القدم الزائلة على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا مین ہی حاجت ہی زیادہ کہتا ہی پینا لباس حاصل کرچکا ہی تو ایسی حق مین مضر ہوتی ہی ان اگر آدمی طاعت الہی کی استدلالی

لحاجة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه وان كان احبه لغير الله تعالى يجد
تو مضر نہیں کہہ کہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو بالآخر دوسری جہاد ہوگی اگر آدمی کی محبت سوا اللہ کی اور جس ہی تو اسکا فوت ہوتا ہی

موتہ من الالم فضلا عما احده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحياة الدنيا ورضوا بها والحاصل
 علوہ اسی جو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے اُنکی لائق جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتے ہیں جو مصیبت ہے
 ان من احب ما سوي الله تعالى ولم يكن محبة له الله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
 کہ سوای اللہ کی جو کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اور اُسکی محبت واسطی اللہ کی نہیں اور اسکی گودہ طاعت الہی پر آمادہ کرتی ہے تو اسی ضرر حاصل ہوتا ہے
 له به الضر سواء ظفر به او لم يظفر فان لم يظفر به يعيش بفضته ولا يستريح من التعب ولن ظفر به
 براہی کہ وہ شے حاصل ہو جاوے یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہوتا تو غصہ میں رہتا ہے اور تعب ہی آرام نہیں پاتا
 يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد وفاته ما ضاعوا فاضاعا حصل له من اللذة ولو نال
 قوسیدہ انیس پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اُنکی گم ہونے کی حسرت جو نہ تھی چند در چند ہوگی اور اگر اُنکی کو
 العبد كل حظ من حظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسمع في تحصيل سعادة الآخرة يصير
 دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میرے آئین اور عراسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی کی تو مرنے ہی
 عند الموت كان له لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عناباله ويصير معدنبا
 گویا کچھ نہ رہتا نہ کوئی عیش تھا اور نہ کچھ لذت تھی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاوے گی اور وہ جہنمی عذاب
 بنفسه كان منعاه من جهتين من جهة قوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
 پہنچے گا جبکہ آرام پاتا تھا اس جہت سے کہ وہ قوت ہوئی اور نہ کو اسکی بڑا لگاؤ تھا اور اس جہت سے کہ جو بہت نافع
 وادوم فالمحبوب بالحاصل يفت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
 اور دوام کی لائق تھا حاصل نہ ہوا سو محبوب اتنے آہستہ آہستہ جاتا رہے گا اور بڑا محبوب حاصل ہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرنے ہی دوزخ کی عذاب ہی پہلی
 العذاب قبل ان يذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء ضر بل هو مفارقة الدنيا وقولم على الله تعالى و
 پہنچتی گا اسلئے کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہے بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہے اور اللہ کی سامنے ہونا اور
 لا يبقى مع العبد عند الموت الاشياء العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والبائيات الصلحات ويوصلانه
 اُنکی کی ساتھی مرنے ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ ہی اُنکی کو نکات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی
 الى الله تعالى والى لذة لقاءه وهذه هي السعادة التي تتجلب له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
 دیر الکی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنے کی بعد جلد ہی حاصل ہوتی ہے اور الکی گوارا یک چن بہشت کا بن جاتی ہے
 الجنة الى ان يدخل وان الرتبة في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملكته وكتبه وسمائه
 یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہے اور علم ہی مراد علم معرفت الہی کا ہے اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتبوں کا اور اسموں کا
 ما يجب العلم به من الاعتقادات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخاصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
 اور اور جو جو علم واجب ہے اعتقادات اور عملیات کا اور عمل ہی مراد عبادت ہی جو خواص اللہ اور کتاب اللہ
 الله تعالى وسنة رسوله تم كل من العلم والعمل لا يحصل لالمبقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر لا
 اور سنت رسول کی موافق ہو یہہ کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بعلن باقی رہتی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میرے ہوتی
 بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلاثة ان اخذه
 معونہ کہانی نہیں اور اگر الکی اسکی لائق اسباب چاہی بہرہ مقدار جو ان تینوں کی لائق کافی ہو اگر آدمی فی دنیا میں ہی
 العبد من الدنيا الآخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حق فرقة الآخرة فان الدنيا والآخرة
 آخرت کی لائق ہے آدمی تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہے بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہے کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الذي يسمى ديناً وهو كل ما ينقض لذته قبل الموت والمترشح
 الانسان في دو حالتين هو في بين سواول حالت نزديك في دنياه او في بين يمين جكي لذته موت سي پہلی ہوگا اور بجہلی حالت
 المتأخر يسمى اخره وهو كل ما لا ينقض لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له
 درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جکی لذت بعد موت کی تمام نہو دی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کو آدمی کو اول ہر رغبت ہو تی ہی اور اول کا
 حظ اجل ليس من مو بل كل ما كان له فيه حظ اجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرته بعد الموت فهو من الدنيا في حقه
 حظا ہی ہی سبب موت نہیں ہیں بلکہ جسے کہہ ہی حظ ہو دی موت ہی پہلی اور اس کا ثمرہ موت کی بعد نہیں رہے ہی اس کی حق میں دنیا ہی
 وكل ما يكون له فيه حظ اجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له امانه طمها فهو
 اور جس کا حظا ہی موت سی پہلی ہو اور اس کا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہے ہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو یہاں عبادت کی مدد کار ہیں سواوہ
 ليس من الدنيا في حقه بل هو من الاخرة اذ يرى انه عليه السلام قال حبيب الى من دنياكم ثلث الطيبات والنساء
 او کی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسوہلی کہ روایت ہی کہتی علیہ السلام فی دنیا میں سے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں
 وقرعة عینی في الصلاة فانه عليه السلام جعل الصلاة من جملة ملاذ الدنيا ولين لك اضافها اليها لان التلذذ بتذكر
 اور تہذیب حیرانگی نماز میں ہی اپنی علیہ السلام فی ملاذ دنیا کی لذتوں میں نظر آیا اسوہلی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئے کہ تلذذ انہ بانو ملازمت
 الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحسن والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا
 رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز عیسٰی اور شاہد ہو لے ہی موافق ارضاء م سواوہ علم ظاہر ہی ہی دنیا ہی کی جزئی
 لكن لا يعد منها بل يعد من الاخرة لمقاء ثمرته يسرنا الله تعالى المجلس السادس والتسعون في بيان من اكل
 لیکن آخرت میں شمار ہو تی ہی کیونکہ اس کا ثمرہ باقی رہتا ہی اہی ہو کہ موافق اپنی پسند کی آسان کر چسانوین مجلس بیج بیان ممانعت اور شخص جو
 حافيه راحة كريمة من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا بد ان
 ہوا چہر کہادی مسجد میں آئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص اس درخت بدلوئی کھاوی تو ہمارا مسجد کی نزول
 مسجدنا فاما المشكلة فتاذا ما ينادي منها لانس هذا الحديث من صحاح المصابير رواه ابوهريرة واسم الاشارة
 کہہ نہ آوی کیونکہ فرشتے ایذا پاتی ہیں جس سے آدمیوں کو ایذا ہو تی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یہ ہے انفس
 الواقعة فيها اشارة الى جنس طالع راحة كريمة والمعنى ان من اكل شيئا مما له راحة كريمة فلا يقرب من مسجدنا والظاهر من
 نہ ہوا مسجد میں آئے ہی اشارہ ہی طرف جنس مذکور اور مرداد سی یہ ہی کہ جو شخص ہوا دار چہر کھاوی تو ہمارا مسجد کی نزول آوی اور اضافت ہی
 الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجهم وقالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام
 ظاہر یہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن تمام علماء کہتی ہیں کہ یہ مسجد کی حق میں عام ہی اسلئے کہ ایک اور
 في حديث اخر فلا يقرب المسجد بل الحقوا به كل مجمع الخيم لمجلس العلم ومصل العید والجنائز وغيرها لوجود العلة
 حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجد کی نزول نہ آوی بلکہ علماء فی تمام انبواء چہر کو جیسی مجلس علم کی اور عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کہا ہی کہ کو
 التي هي تاذي المشكلة والناس في اثران هذا ليس ليأعن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة فتشبه
 موجود ہی یعنی ملاکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پہر یہ مسجد میں آئی سی اور جماعت میں ملنے سے انفس نہیں ہو تی ہی اسلئے کہ جماعت سنت مؤکدہ واجب ملتی ہو تی ہی
 الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال طمئین من حضورها بل هو مني عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة
 سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال کا جو جماعت سے بند رکھی لای نہیں ہی بلکہ یہ بابت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد میں آئی اور حضور جماعت سے منع کرے
 وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد مريم البصل والثوم امر به فاخرج الى البقيع وهذا في
 اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سی بو پاز یا پسند کی باقی تو حکم کر تی کہ اس کو بقیع میں نکال دیتی اسلئے ہی فقہاء کہتی ہیں

الفقهاء كل من وجد فيه من تحت كرمه يتأذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره مئيره او رجله
 جسمين سمي سمي يوتق هو كرمه او سبون كرمه فكيف يوتق هو او كرمه من سمي كرمه لا يلزم ان يوتق به بل يوتق به
 دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذي ظهر في هذا الزمان
 پر داری اور سرگی بال شکرچی سواس بیان کی موافق لازم ہے کہ مسجد میں آئی کسی جو لوگ دھواں کھینچیں یعنی حقہ نوش منع کی جاوے کہ اس زمانہ میں
 من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى به كاهن الانام من الخواص والعوام لكرهته سرائعته لشد من كرهته
 کفار کی طرف سے جو اہل ایمان کی دشمنی میں پیدا ہوا ہے اور تمام خلقت خاص اور عام اوسلمین مستیلاً ہو گئے ہیں کیونکہ اسکی بویا اور پس کی بویا پڑتی ہے
 سرائع البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره مئيره او رجله كما هو رأي الفقهاء في كل من يوجد
 بلکہ اسکا مسجد میں سمي نکال دینا لازم ہے اگرچہ آیتہ یا پاؤں سے کھینچ کر
 فيه من تحت كرمه يتأذى الخلق ولما عندهم اتيان المسجد في كل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
 کہ خلقت کو ایذا پہنچے اور جس صورت میں کہ مسجد میں نہ کوئی تو آیا اسکا استعمال حلال ہے یا نہیں جیسے پیاز پس کھانا حلال ہے

لا شك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام وما يكون للفقراء الغذاء ولا دام وهذه الدخان
 اس میں کچھ شک نہیں کہ حقہ مثل پیاز اور پس کی نہیں ہے کیونکہ پیاز پس کی تو کھانا سنوڑتا ہے اور حقہ کی لٹی غذا اور سانس ہی اور حقہ میں ہرگز
 لا يصلح لشئ من ذلك اصلا وقد كثر في الاقوال طعن على التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن الكلف
 کچھ نہیں ہو سکتا اور اس میں گفتگو بہت ہے اور حق بات جیسے اعتقاد ہے یہ ہے کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ کسی عمل میں تو کیا
 ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو اثر زين العيب واللعب واللهو وفي كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلاثة
 اگر اس میں کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہیں ہوتا تو وہ یا عیب ہے یا لعب ہے اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں
 لكن لا بد من الفرق لعطف بعض على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض العجلاء وكان حقيقا بالقبول ان العيب
 بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہے یہ ہے کہ عیب وہ کام ہوتا ہے
 الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة وأما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو ألا ان فيه زيادة حظ
 جسمین نہ لذت ہوتی ہے اور نہ فائدہ اور جس کام میں لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کھانا تابی اور ایسا ہی ہو ہوتا ہے پر اس میں حظ نفس
 النفس بحيث تشتغل به عما يحرمها وكل حرام لانها لم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
 زبہ ہوتا ہے ایسا کہ اس میں ضروری کام رہ جاتی ہیں اور یہ سب حرام ہیں اسلئے کہ جہاں قرآن میں آئی ہیں سو بطریق بھوکے آئی ہیں یہ جیسا لعب اور لہو
 واللعب علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب العيب او في اللهو بل هو بالعبث ان نسب لخلوه
 اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بھی حرمت معلوم ہوئی اسلئے کہ حقہ یا لعب ہے یا عیب ہے یا لہو بلکہ وہ عبث سے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں
 عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل في
 لذت نہیں ہے یا انہی شاید کہ کسی حقہ پینے والی کو بہ سبب تسویل شیطان کی کچھ لذت آتی ہو اب لعب میں داخل ہو گا

اللعب وفي اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشئ من
 یا لہو میں باوجودیکہ فائدہ دینی سے خالی ہے یہ تو ظاہر ہے اور فائدہ دنیاوی سے بھی کیونکہ ہر کچھ نہیں بن سکتا
 الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا تفارق الا لهما على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لو كان الدخان وانقسام
 نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسلئے کہ تمام طبیب متفق ہیں کہ مطلق دھواں یعنی سب مضر ہیں شیخ ابن سینا کہتا ہے اگر دھواں اور گرد غبار نہ ہوتا
 لعاش ابن ادم الف عام وقال اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والذئب
 تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور چالیس برس تک بچتا ہے اور چار چیز ایسی ہیں کہ لازم کر لو اب محلو طبیب کی حاجت نہوگی دھواں اور غبار اور بد بو کی بچ

وعلیکم بالدم والحوی والطیب والحام و ذکر فی القول ان جمیع اصناف الدخان محففة بخورہ الامری فیہ
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حام لازم کرلو اور قولن میں مذکور ہی تمام قسم کی دھوئیں اجزاء راضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہیں اور اس میں
ناریتہ لیسیرہ قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان محففاً یكون هذا الدخان محففاً للرطوبات البدنیة
کچھ تھوڑی ناریتہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتے ہیں جب تمام قسم کا دھواں محفف یعنی خشکی تاپو تو حقیقہ طوبات بدرجہ کو خشک کرتا ہوگا
فیكون مریاً للحصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب حیاة النفس عن الحق الضرر وقد ذکر فی نصنا الاحتیاط
یہ تو اتنی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جائز نہیں ہی اسلامی کو فرضی جان کا بچا نا واجب ہی اور ضابطہ احتساب میں مذکور ہی
ان استعمال المضرمات فان قبل بعض اطباء قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویستأمنون
کہ مرضی کا برتنہ حرام ہی پھر اگر کوئی اعراض کری کہ بعضی طبیب کہیں کہیں بعضی مرضیوں کا کسی قسم کی دھوئیں ہی علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا غائدہ ظاہر کرنا
فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انہم یعالجون الحظہ لیسیرہ لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخییف فان
پھر مانعت تمام قسم کی دھوئیں ہی کیونکہ درست ہی سوجا بہر ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ اس میں خشکی پیدا ہو تو ہی پھر اگر
قل ما ذکر من التخییف لا یضر فی البلغم لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخفيفها فاما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی ہی نفع ہوتا ہی اب حقیقہ کی مخالفت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہی
ان حد الانتفاع بہ مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبیب حاذق حار ف بلا مزجۃ والقدر الذی یتقہ بہ والا فلا اقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق ہی جو مزاج و طبی واقف ہو اور اس مقدار کا معلوم کرنا جس میں نفع ہو و ضرر ہو ای اور اس میں زمین
علیہ حرام مطلقاً لوقوع التردد بین السلافة وعدمها فالعدل من کان یمتثلہ قد اختلفوا فیہ فمنہم من یقول بضره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عدول اشخاص جو حقیقہ پیتی میں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قائل ہی
ومنہم من یقول بعدم ضرره ومنہم من یشک فیہ لکن الفرق الا غالب الذی جانب الحق الیہ اقرب لمزید دیا نہ تم یقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اس میں شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزہ فی ریانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انہ یحدث فی ابتداء قوة فی الجسم وحالة فی البصر ونشاط فی الاعضاء وهما فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث
کہ ابتداء میں توجہ میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں اضمیہ پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑ جاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة فی البصر وثقل فی الاعضاء وامساک فی الهاضمة وضعف فی البدن لانه كما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة
پروہ سا اور اعضا میں بوجہ اور اضمیہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلامی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی سائتہ خشکی کرتا ہی
فیفصل فی ابتداء ما ذکرہ والا فی انتہائہ ما ذکرہ اخرا علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد ان نفع ینضم من استعماله لانه حیث ان
سوائی اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو ہر بیان کیا علاوہ بہ ہی اگر نفع ثابت ہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی آئی کہ اب
یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم یجزم مرضاً یزید یا یلحق من البدن الا تری ان الخمر المحرمة بالنفس
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جائز نہیں ہی ہلکی کہ تجب مرض نہیں ہو کہ جسی دور کی تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکھ تو شراب قطع حرام ہی اور زوال
قد خبر القرآن بنفعها كما قال اللہ تعالیٰ یسلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس والاشہا اکبر من نفعہما
سی اسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی تجہی بوجہی میں حکم شراب اور جوی کا ترکہ ان میں گناہ بڑا ہی اور فائدہ ہی تو کوں کو اور انکا گناہ فائدہ
لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یجوز جانب الضرر حتی قال الفقہاء لو کان فی شیء وجہ کثیرۃ توجب الحلی والجواز وجہ
سما جزی بین نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پراتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہتے ہیں اگر ایک شی میں کمی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
وجہ وجب الخمر و عدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطاً انہ فی معرق حرمة الانشیاء و باحتیاط وجہ حسن یرجع الی
بہاں در جواز اور حرمت انیم تہ ہو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کہ تو دیکھیں گے ہر شمار کہ عمت اور اباحت دریافت کرنی کی اجہی وجہ ہی صحیح

الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقوال
 الاول انها متصفة بالحرمه الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاحكامه الا ما دل دليل الشرع على
 حرمة والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان للمصار متصفة بالحرمه بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله
 هو الذي خلقكم ما في الاكرم جميعا فانه تعالى ذكره في معص الامتنان ولا يمتن الا بالاحلال الجائز فكانه تعالى قال هو
 الذي خلقكم لاجل جميع ما في الارض من المنافع لئلا تنفوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه
 لو كان نافعا لكان الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمه
 بل كوقوع الشك في امره فقلب جانب الحرمه كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين و
 بينهما مشبهات لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى المشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في المشبهات كان
 كالمراعى يرمى حول الحصى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه المشبهات فذهب بعضهم الى حرمة كل ما
 اخبر في هذا الحديث ان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما ما يفسده
 او ينقصه ونفسه ناجيا ما يعيبه ويلازم عليه ومن لم يترك بل فعله يقع في الحرام وهذا الذي خان ما اشتبه حكمه
 ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجيا من العيب
 والومين لان ما وقع في الحرام وقعه بعضهم الى كراهته المأجاء في حديث اخر انه عليه السلام
 قال لا صول ثلاثة امر تبين لك مرشده فاتبعه وامر تبين لك حخته فاجتنبه وامر اختلف فيه فذر ما يربك الى ما لا يربك
 ولا شك ان امر الدخان ما امره واقع في الاضطراب فاقبل ما تبين لك كراهته ولا يظن انه يفتي الى درجة الاباحة بتعلل
 كثير مما يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لا مراضهم لان ذلك من تلبس ابليس عليهم وتبينه
 ان دلائل في اكثر بيان كفي من فائدة كثره اي اوربهم وكل دواء اي اوربهم في اكثر امراض كوفيد با اسلبي كهمه تقرير بن شبطا في مشبهات

في قوله وان المنافع متصفة بالاحكام
 في قوله وان المنافع متصفة بالاحكام
 في قوله وان المنافع متصفة بالاحكام

لهم حتى تتولد من تكاثفه الادواء في عاقبة امره لان تكراره يودي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
 تارك آخر كروكي كشاف سي بيا بيان پیدا اهورا دین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہے پھر اسی حرارت پیدا ہو جاتی ہے آخر کو مرض پیدا ہوتا ہے
 الادواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد ان يكون
 دواهمين ہوتا ہے اور وکی قول کی موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور اوروں کا مرض بھی تمام چاروں فصلوں میں ایک ہی طرح کا ہو وی اور اوروں کا
 معالجہ تمام فیہا بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانہ غیر خفی علی احد من العقلاء ثقیفہ اصناعة المال لانه يشتري
 علاج ہی تمام فصلوں میں ایک ہی شئی اسی ایک ہی طرح پر ہودی اور اسکا بطور کس عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے پھر اس میں مال ضائع ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا
 بئمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض المالکة فی الدیاسرا اجازية جوابا عن سوال بیتعلق بالرخان وهون
 ضرریتا ہی اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہی اور کسی مالک نے یہ دلی فی دیار حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو وہیلن کی باب میں ہی یعنی
 استعمال الرخان حرام کاصلا لان اصله الخشب والنار لکن اجزاء من الخشب محروجة باجزاء من النار وهون حيث اجزائه
 رخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوکی اصل پہلی کہ اوکی اصل کڑی ہی اور آگ کیونکہ کڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء میں ہی ہوتی ہیں اور وہ باعتبار اجزاء آگ کی
 النار التي فیہ یحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتيم ظل انما ياكلون فی بطونهم نار افلا ينصرون
 استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہانی ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہانی میں اپنی پیٹ میں آگ اب اس نص سے
 علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله باعذاب به حيث قال فی حق قوم یؤنس علیہ السلام
 حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو وہ ان ہی حرام ہو اوروں کی نکلنے ہی اور یہہ ہی کہ اسد تالی ذہولین کو عذاب کی سبب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یوسف علیہ السلام کی
 لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال فی لية اخرى فلما تقب
 قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لائی کہ وہ یاہنی اونہری ذلت کا عذاب دنیا کی جی کیونکہ جو عذاب اونہری دفع ہوا تھا وہ ان ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
 يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشي الناس هذا عذاب اليم ولقد بالدخان المذكور فی هذه الاية معناه الحقيقي علی قول
 سورتاہ کہ یہ جبرک کہ لادی اسمان دھوان صریح جو کہیں کی لوگوں کو یہہ ہی کہہ کی مار اور دھان ہی اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافق حقیقی سنی مراد میں
 وعلى هذا القول يكون النظم الكروي صریحا فی كون الدخان عذابا باليه واثابه التعذيب یحرم استعماله فان الفقهاء
 اور اس قول کی مطابق مضمون آیت صریح ہی کہ دھان سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شئی میں تعذیب واقع ہوئی ہی اسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
 قد انفقوا علی وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسرة فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادوا اهلک الله تعالى
 متفق ہیں کہ محل عذاب ہی بہانگا چاہی جیسی بطن محسہ محسہ اس فاعل کی وزن پر تحسیر میں ہی ایک جگہ کا نام ہی جہاں اسد تالی فی اصحاب فیل کو
 فی اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار لیه العذاب لانی شأن المستعملین له ترہم انہ یخرج
 ہاک کیا ہے اور جب محل عذاب ہی بہانگا واجب ہو تو جس شئی کا عذاب ہو اسو اولی تر بہانگا واجب ہی پھر حقہ یعنی والون کو تو دیکھتا ہی کہ اوکی حق
 من جلیوتهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار ولان الذي يهدلون فی آخر الزمان من الاشرار كما جاء فی الخبر انه يكون فی آخر
 اور ان کی دہلجی نکلنے ہی اور اس میں دور خیروں کی مشابہت ہی اور اوکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ میں ضرر لوگ ہاک ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں
 الزمان دخان يملأ الارض یقیم علی الناس البعین اما المؤمن فیصیبه منه کهيئة الزكام واما الکافر فیخرج من انفه واذنیه
 دھان پیدا ہو کر تمام زمین کو بہر دیکھا لوگوں پر چالیس دن تک بھیگا مؤمن کو تو اسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور کافر سوا کی تاک میں ہی اسد کا نون میں
 وعینیه حتی یصدر من ارجلهم كالراس الحیند ای المشوی فلا یبغی المؤمن ان یتشر به باهل العذاب ولا ان یتعمل
 اور انگوٹھ میں ہی دھان نکلیگا بیان ہکے کہ ایک ایک کاہہ جہاں بلسا ہوگا اب مؤمن کو لایق نہیں ہی کہ عذاب والون کی مثل ہی اور نہ یہہ چاہی کہ اسی چیز میں
 ماہون من نوع العذاب ولا ماہون من ولا یسأت اهل العذاب وقد کمر جمع من العلماء التیغم بالحندید الخاس لما ثبت فی
 جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوی اور تابی کی انگوٹھ پہنا کر وہ کہتی ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے

الحديث انما احلها لاهل النار وصح على ما ذكره البلالى في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
 كسبته ونور زخون كى زيورين اور موافق بيان لای کی مختصر الاحياء میں ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام گرم کھانا مکروہ جانتی تھی
 ويقول ان الله تعالى لم يظعننا ناراً وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما هو قولهم بل يمكن استعماله
 اور فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آگ میں نہ بتائی اور یہ دھان تو اولیٰ تر مکروہ ہے اسلیٰ کہ اجزاء نار سے ملتا ہوا ہے چنانچہ گذر چکا ہے پھر اگر اسکی استعمال میں
 الا احيا سنة الكفار الذين اخرجوه و اظهروه في بلاد الاسلام توصل الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
 کچھ نہ تو اس اور وقتن طریقہ کفار کی جنون فی ایمان ذکر کر بلا واسطہ میں پیدا کیا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہو جسے انتہائی عاقل کی واسطیٰ اجتناب کر سیکو
 على اجتنابه وما نفعنا عن ذلك بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب ولا بدك وكراهة الريح ولا نمان لكان
 پڑ باعث تھا اور اختیار کر کے ہی پڑا مانع تھا بلکہ اسکی استعمال میں اگر کچھ نہ تو اس واسیہ ہوئی کپڑوں اور بدن کی اور بڑ اور سر اسی کی تو یہی
 من ارجع العاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبائعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنهم ان نصحو
 عاقل کو اسکی استعمال سے روکنے موجود تھا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اکثر کثرت غیر مطیع ہیں ہمیشہ یہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر پہلی بات نہ ہوتی تو
 لا يقتلوا وان حملوا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الله
 اور اگر کھانا نہ سیکھیں اور اگر سمجھاؤ نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو اسکی موافق کہی عمل نہ کریں یہیہ اولوں میں ہیں اگر کہیں نہ سوزا
 لا يتخذوه سبيلاً وان يروا سبيل الله فيخذوه سبيلاً ليسنا الله تعالى عملاً مؤقفاً الرضائه بلطفه وفضله وكرمه
 وہ نہ پڑا وین راہ اور اگر کہیں راہ اولیٰ اور اگر پڑا وین راہ الہی ہم پر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سے آسان کر
 المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنیه من القول والفعل قال رسول الله صلى
 ستائین مجلس اس بیان میں کہ ترک یہودہ کا لازم ہے بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم من حسن اسلام المرأة تركه ما لا يعنیه هذا الحديث من حسن المصابير مرواه ابو هريرة وقصناه ان
 علیہ وسلم فی خیر مرد کی اسلام کی خوبی ہی یہودہ کا ترک کرنا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے آئی سنی ہے
 اسلام الرجل لا يكون كاملاً وحسنه الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلاً ولا في الدنيا ولا في الآخرة
 میں کہ اسلام آدمی کا مکمل اور خوب نہیں ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چھوڑ دی جن میں کوئی فائدہ نہ ہو نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا
 وما لا منفعة له فيه اصلاً الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدة لاهل الايمان وابتلى
 اور جس کی کوئی کچھ منفعت نہیں ہے اسحق ہے ہی جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سے جو ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہے اور اسکی
 بصره كاقة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في دائل القرب المحادى عشر وصار قنة عظيمة على عامة البشر
 بین میں تمام خلق خاص و عام مبتلا ہو گئی ہیں بیشک حقہ گیارہویں قرن کی اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی قنہ ہو گیا ہے
 اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلمزم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله
 اسو علی کہ کھانا شہر کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پھیل گیا ہے سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئے اسکا حکم بیان کرنا لازم ہے آیا اسکا پینا حلال ہے
 ام يحجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الاباب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثرة الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
 یا اسی اجتناب ہے جیسی سوای ہوش والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہے سو اس میں بہت سی گفتگو ہے اور حق جیسے اعتماد ہو سوسیہ ہے
 الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يرتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو اثر بين العبث واللعب و
 کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سے صادر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہ ہو تو اسے تعمیل پر ہی کہ عبث ہے یا لعب ہی یا
 الله وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلاثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره
 لہو اور لغت کے کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں بیان کیا ہے فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق بیان

الفرق الاغلب الذی جانب الحق الیہ اقرب قال انه یحدث فی ابتداء قوة فی الجسم وحدة فی البصر نشاطا فی
فرق الغلب الذی جانب قریب یحیی کبھی من کرمه پہلی پہلی جہن توت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط
الأعضاء وهضم فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وعشاوة فی البصر
اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہے پھر جب مداومت ہو جاتی ہے تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجہ اور نظر میں پردہ
وامساک فی الهاضمة وذلك لانہ کما قال الاطباء یجف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتداء ما ذکر اولاً فی انتہائہ
اور ہاضمہ میں امساک پیدا کرتا ہے اور یہ ثابت ہے علمی کہ طیب کو کچھ حرارت کی سہارہ بجھت کبھی میں سوال میں تودہ ہی پیدا کرتا ہے جو اول بیان کیا اور انجام کو
ما ذکر اخر علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد النفع یمنع من استعماله لانہ حیث یمنع یكون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو پھر بیان کیا علاوہ یہ کہ اگر نفع ثابت ہے ہو گا تو بعد نفع کی پینا منع ہے علمی کہ اب دوا ہو گی اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے
نزل المرض لانہ اذا لم یجد مرضا ینزلہ یاخذ من البدن فیودی الی الضرر وما یؤالی الضرر یمنع من استعماله الا ترى ان
علمی کہ دوا جب بیماری کو نہیں پاتی کہ جسمی دور کرے تو بدن میں اثر کرتی ہے پھر ضرر ہو جاتا ہے اور جو چیز نقصان کرتی ہو اس کا استعمال جائز نہیں ہے دیکھ تو
الخمر محرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها کما قال الله تعالی یستلونک عن الخمر والميسر قل فیما التوبکیر ومناقم للناس
شراب ہر سی حرام ہے اور اس کی نفع کی قرآن خبر دیتا ہے چنانچہ استلوا عن الخمر والميسر میں حکم شراب اور جو شے کو تمہ انہیں گناہ ہے اور فائدہ ہے میں لکھو
لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یجوز جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شئ وجہ کثیرة توجب الخلل الجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہے تو نقصان کا لحاظ کرتے ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہتے ہیں اگر ایک شے کی صلت اور جواز کی وجہ سے فہم اتا ہو
ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطاً فان قيل ان المستعملین لہ یدعون انہم یجدون
اور ایک وجہ سے حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطاً غلبہ دیگی اگر کوئی کہے کہ حقہ میں دلی کہتی ہیں کہ ہم حقہ پا کر
عقوب استعماله خفة فی البدن فكیف یصم القول بعدم النفع فیہ فالجواب علی ما ذکرہ بعض المتأولین لہ لتجربہ نفعہ
بدان میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کہ اگر صحیح ہے تو جواب ہوا فوق بیان حقہ میں والوں کی جرات نفع ضرر کا تجربہ کر چکی ہیں یہ
وضر ان المستعملین لہ یحصل لهم حال استعماله المرشدین وعند فرغهم غہ یخون من ذلك الامم ویحصل لهم
کہ حقہ میں والوں کو حقہ میں ہی سخت الم ہوتا ہے اور جب بی چلتی ہیں تو دوسری امی نجات اور راحت ہوتی ہے
راحۃ فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انہا انما حصلت من خلاصہم عن استعماله
سو یہ پیچاری ایک سمجھتی ہیں کہ یہ راحت حقہ میں ہی ہوتی ہے نہیں سمجھتی کہ حقہ بند کر کے ہی ہوتی ہے
ثم فی معرفۃ حرمة الاشیاء والاحتیاج احسن یرجع الی الاصل وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا یكون فیہما حکم بعد
پہر اشیا کی حرمت اور اباحت دریافت کر کے خوب وجہ حکماء صحیح ہے یہ ہے کہ حق یوں ہی کہ نبوت سے پہلی اشیا میں کوئی حکم نہ ہو اور نبوت کے بعد
البعثۃ اختلف العلماء فیہا علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انها منصفة
علماء کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہ کہ اشیا سب حرام ہیں بجز ان کی کہ دلیل شرعی ہے مباح معلوم ہو وہی اور دوسرا قول یہ ہے
بالاباحتہ الا ما دل دلیل لشرع علی حرمتہ والثالث هو الصحيح ان یكون فیہما تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیا مباح ہیں بجز ان کی جو دلیل شرعی ہے حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہ ہے اور یہ ہی صحیح ہے کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی
الاصل فیہا الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحتہ بمعنی ان الاصل فیہا الاباحتہ لقوله تعالی هو الذی خلقکم ما فی الاصل
اصول میں حرمت ہے اور نفع کی چیزیں مباح یعنی اصل میں اباحت ہے بلیس اس آیت کی وہ ہے جس میں بنایا تمہاری ذاتی چیزیں میں
اجمعہ اذ انہ تعالی ذکرہ فی معرض اہتدائہ ولا یكون الامتنان الا بالنافع المباح فکانہ تعالی قال هو الذی خلقکم لاجل انہ
اس سب یہ کہ انہ تعالی نے تمہاری ذاتی چیزیں اور نفع میں فہم اتا ہے اور اس میں جو نفع اور مباح ہو تو اس کو گناہ نہ آئے اور اس میں جو نقصان ہے تو ختم ہوا

صحيح المصابيح مرآة جابر فكانه عليه السلام قال اتقوا الله في امر النساء فلا تزوفهن بالباطل بل عاشرهن
 مصابيح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی ایسی گویا بنی علیہ السلام فی امر النساء کی باب میں سورتم اوکو ناحی نہ ستاؤ بکلمہ اوکی ساتھ
 بالمعروف كما قال الله تعالى عاشرهن فانك اخذتقهن بعهد الله الذي عهد اليكوهن من الرقوهن والشفقة
 گزراں کرو جیسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور گزراں کرو عورتوں کی مشغولی کیونکہ تہی اوکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اوکی حق میں تہاری ساتھ عہد ہو ہی یعنی اوکی ساتھ
 جلیهن واستحلتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذي عهد اليكم وخنقم في امانته ينقضم
 نہ ہی اور انہر شفقت برقرار رہی اوکی فروج ام ای اور اوکی حکم سی حلال کر لین میں اگر تہی اسکا عہد توڑ ڈالا جو تہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تہی اوکی امانت میں
 منكم ومن ذلك لا تهت امساء الله تعالى فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالى وحكمه يكن عندكم امانت ووديعته
 حیانت کی تو اوکی ہی تہی انتقام لیگا اور یہ سہی کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں جب تہی اوکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تہاری پاس امانت میں اور
 الله تعالى فاذا اذيقوهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فكانكم نقضتم عهده تعالى وخنقم في امانته فينتقم منكم
 اللہ کی طرف ہی سپرد ہیں پھر اگر تہی اوکو ناحی ستایا اور دستور کی موافق گزراں نہ کی تو گویا تہی اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ ڈالا اور اوکی امانت میں ختم کی سوا اوکی ہی تہی انتقام
 لهن ولكم عليهن من الحوان لا ياذن احد ان يدخل بيوتكم بغير ادبكم فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح
 لیونگی اور تہاری حق اوکی اوپر یہ ہی کہ کسیکو بہہ اجازت ندین کہ تہاری گہروں میں تہاری بی بی آسکی اور اگر وہ آئی دین تو اوکو اتنا مارو کہ بڑی نہ ٹوٹی
 بحیث یولمهن ولا یکسر عظمهن ولا یدعی جسمهن وهن علیکم من الحوان فمن کسوتوهن بالمعروف فقل من هذا
 اسطور کہ کہہ بیچی اور بڑی نہ ٹوٹی اور اوکا بدن ہولنا نہ ہو جاوی اور تہار اوکا حق بچھا نا اور یہی دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
 ان لهن الزوجین حقوقا یجب لهما اما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
 کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ اوکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو اوکا خرچ پہ دستور کی موافق اسلی کہ فقہاء کہتے ہیں
 یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء كانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناها
 کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی بڑی ہی کہ اسکی صحبت کی بنا نہ کی اور بڑی ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کفار یہ سب یکساں ہیں اور تہی اسکا حق نفقہ کا
 لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیها نفقة
 جو طہ و نہ بڑی باطل نہیں کر دیتی بڑی ہی کہ کبیرہ ہو یا نا بالغہ قابل و طہ کی ہو اور اگر قابل و طہ کی نہ ہو تو اسکا نفقہ واجب نہیں ہی
 والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعامة والكسوة والسكنی الطعامة فالذقی والماء والتم والدھن فان
 اور نفقہ واجب موافق روایت هشام کی امام محمد سی کہا نا ہی اور کبیرہ اور مکان رہنی کا کہا نا تو آٹا اور پانی اور آئینہ اور نمک اور عین پیراگر
 قالت المرأة لا اظن ولا اخبر قال قاضیان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز علی الرجلان یا تبیها الطعامة المھی و یا تبیها
 عورت کہی میں سالن نہیں پکا تی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان فی اپنی فتاویٰ میں کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوکو تیار کھانا
 بمن یکفیهما عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء وما فی الدیانة فیجب علیهما ان تفعل کل خیر فی داخل الدار من الطبخ والخبز
 ہادی یا ایسا آدی کہ سالن روٹی پکا ریکی یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کار مار کہر کی اندر ہادی جیسی سالن روٹی پکائنا
 وغسل الثیاب غیرها حق لولم تفعل شیا منها تكون اثمۃ وان لم یجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة
 کپڑی دھونی اور سوا اسکی تمام کیا کری بیان تک کہ اگر کچھ ہی نگرگی تو گنگار ہو گی اگر چہ اوپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہادی تو خادمہ پر اوکی
 خادمها ان کار الخادم بطبخ و یخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقة لان نفقة فی مقابلة خایمته فاذا
 خادم کا ہی خرچ واجب ہی جبہ خادم سالن روٹی پکا ریکی اور اگر وہ سالن پکانی نہ روٹی تو اسکا خرچ واجب نہیں ہی اسلی کہ خادم کا خرچہ شہر کی بدلتا
 لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقة بخلاف المرأة فان نفقةا لیست فی مقابلة الخدمۃ بل فی مقابلة الاحتباس
 اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکائنا تو اسکا خرچ ہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اپنی کمرہ دگ کہ بی بی ہادی

فقد جلست نفسها الحق زوجها فكانت فققة تاعلى زوجها وتبغى له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
 سوو وهاجی. آپ کو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اسکا خرچ خاوند پر لازم ہو ویگا اور خاوند کو چاہی کہ خرچ میں بی جا برفراخی کر دی جیسا کہ زیادہ عنت
 ویجتدل فیہا من غیرا تقدر ولا اسرف کما قال الله تعالی کلاوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیہ ان یطعمہا
 کرے اور او میں اعتدال کرے بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کما وادریہو اور مت اداؤ اور خاوند پر بلا ضرورت لازم ہے کہ اسکو کلا
 من الحلال ولا یدخل لاجلہا مداخل السوء فان ذلك خیانة علیہا لاسر عاہلہا ویبغی لہ ان یامرہا بالتصدق
 کما ناریا کرے اور اسکی خاطر برطر بقید چوری وغیرہ کا نہ اختیار کرے کیونکہ یہ بی بی کی حق تلفی ہے حق کی رعایت نہیں ہے اور خاوند کو چاہی کہ اسکو بہ اجازت
 ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقد رها فہر بدرتین وخمیرین وطحفت فی کل سنتہ وامرہا بالدرعین
 دی کہ بچتا کھانا اور جو چیز زینتی سی بڑ جائی خیرات کر دے اور کپڑا کا اندازہ امام محمد فی یہ کیا ہے دودرخ اور دودری اور ایک کلاف ہر سال میں اور درین
 والخمارین صیفیا وشتویا فالصیفی ما یکون بدقیقا یصل الی زمان الحسہ والشتوی ما یکون تخمینا یصل
 اور خمارین سی ہر دو گرمی چاہی کی ہیں سو گرمی کی دفون کا ایک ہو جو گرمی کی لاین ہے اور چار ایک گاڑہ جو سردی کو دفع کرے
 لدفع البرد ولہرین کر الخف والكعبان ذلك انما یحتاج الیہ للخرج وليس علی الزوج تھیتۃ اسباب الخرج
 اور موسی اور جو بی غلظ کر نہیں کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلتی کی ہی ہوتی ہے اور خاوند کا ذمہ باہر نہیں نکلی سامان کا نہیں ہے
 ولہرین کر السراويل یضاکو لہرینہ فی الشتاء حتی قال قاضیان فی فتاواہ هذا فی عرفہم کما فی دیارنا فیجب السراويل
 اور ہا چما کا بھی نہ کر نہیں کیا اور جاؤن میں اسکی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ قاضیان فی اپنی فتاویٰ میں کہہ رہے ہیں اسراویں کی چن کر ہی اور ہا چما کے سوا
 وشیا یدخر کالجبة والفرش الذی ینام علیہ والخاف وایدفع الحر والبرح ویجب لہم ما قصبین وازار وکساء وخف کلا
 اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جمہر سو حق ہیں اور لحاف اور جرجیر گرمی اور چاشنی کو دفع کرے واجب ہے اور عورت کی خادم کی لہی قصبین اور اسرا و اور روزہ
 تحتاج الخرج للصالح الخارجۃ من الرسالة الی الابیون ونحو ذلك ولا یجب لہا الخمار لان شعرہا لیس بعبۃ واما السکف فحقہا
 واجب ہے کیونکہ خادم کو کار بار کی لہی باہر جانا ضرور ہے کہ بی بی اپنی ماہاب کی بائیں اور کسی کام کو بھی اور خاوند کی لہی اور ہنسی کی حاجت نہیں ہوتی بل عورت نہیں میں اور
 فی الدار بیت علی حدۃ تاصن علی متاعہا ولا تستخی عن غیرہا فی معاشرۃ زوجہا فان کان للزوج احماہ من والدۃ أو اخت
 سکا سکونت میں اسکا حق احاطہ کی اندر علحدہ کو نہیں چاہی جبین اسکا اسباب محفوظ رہے اور خاوند کی سات معاملہ میں غیر سی پردہ ہی اور اگر خاوند کا کوئی بیہائی اختیار
 وولد من غیرہا فقالت اجعلنی فی بیت علی حدۃ کان لہا ذلک لانہا تاصن علی متاعہا وتستخی عن المعاشرة مع زوجہا
 یاہن اور دوسری بی بی اولاد اب بی بی کہی کہ مجھ کو کمر علحدہ تجویز کر دی تو بی بی کا یہ حق ہی الہی کہ اسباب کی کم ہو نیکیا خوف ہی اور خاوند کی ساتہ ساتہ میں شرم
 ان کان البیت فی الدار وحدا وان کان متعدد فاعطاھا بیتا یقلق ویفقم لہم تکن لہا ان تطلب بیتا اخر ان لہم یکن
 کو بھی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کو تھا ہودی اور اگر کئی کو بھی ہوں اور خاوند کی ایک کو تھا اسکو دیکھ یا کہ جب چاہی بند کرے اور جب چاہی کھولی تو اب اسکا یہ حق نہیں کہ اور
 فی الدار من احماہ الزوج من یؤذیہا الا ان یکون الزوج یضربہا ویؤذیہا فشدت الی القاضی مسئلت ان یسکنہا لہن قوم
 کھٹاٹھ کرے اگر احاطہ کی اندر جمہر دیور یعنی خاوند کی بیہائی بندستانی والی نہوں مگر اس صورت میں کہ خاوند اسکو مارتا ہو اور ستا تا ہو اور وہ قاضی کی سامنی تالش کرے اور کسی
 صالحین یعرفون احسانہ واساؤتہ فالقاضی ان علم ان لہم کما قالت یزجرہ عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان لم
 کہ مجھ کو ایسی صلحا قوم میں مکان دیوی کہ اسکی بی بی کو دیکھتی ہیں سو قاضی کو اگر تعین ہو کہ عورت بھی ہی تو خاوند کو کہہ کر دیوی اور تعدی سی منع کرے اور اگر
 یعلم ان لہم کما قالت یتظر فی جین الدار ان کانوا قوما صالحین یسکنہم لہم کما قالت فان قالوا ان لہم کما قال
 تعین ہو کہ عورت بھی ہی تو اب اس کی بی بیوں کو دیکھیں اگر وہ صلحا ہوں تو اسی دریافت کرے کہ آیا یہ عورت بھی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت بھی ہی
 یزجرہ عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا لیس لہم کما قالت یتزکھا فی تلك الدار وان لہم یکنوا قوما صالحین
 تو اسکو کہہ کر دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ کہیں کہ عورت غلط کہتی ہی تو اسکو اسی کہہ میں رہتی دی اور اگر وہ صلحا نہ ہوں

او كانوا يعملون اليه يامره ان ليستأين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
 يا خاوندك طرف داره بولت تو خاوندك بيه حكمه دي كه بي بي كي لمي صلواتي قوم عین گهر تجریر كری تا كه خاوندك مساطره بي بي كي حق من ديكيتي من ادر حاكم كه خبر داری كری
 يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهم واحتمال الاذى منهم وعدم الاتفايق الي
 اسو اسطی كه مردكو جائز نهين بي كه عورتون كي حق من تعدی كری بلكه مردكو عورتون كي سائته خوش خلقی بر تنی چاهي اورا وكي اینه كي برداشت كری اورا وكي بعضی عورتون
 بعض معاصي من عالم يكن اثباتها عليهم بقصور عقولهم بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذى الملاءمة فله
 جبته عیب نگاه كي نهون او غير رحمت كي لمي توجه كری كه عورتون بي وقوف هوني بلكه مردكو چاهي كه اینه كي برداشت كری اورا وكي بعضی عورتون
 بما لا تنفيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من الله والباطل الذي هي عنه في الدين بل هي الله والباطل انما
 جسد نگاه نهو ميشك مردكي ملاعبت بي بي كي سائته هو باطل كي قسم نهين بي جودين كي اندمخوع بي بلكه بيه هو جائز بي دين من كي اجازت بي
 فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزج مع نسائه وينزل الي دسرجات عقولهم حتى روى انه عليه السلام كان
 يركب نبي عليه السلام ابي اذواج كي سائته نهين كرتي بي اورا نهون كي وضع پر كام كرتي كرتي بهان نكده روايت بي كه نبي عليه السلام عائشه كي
 يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من اقله الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامرهم معهم
 سائته مشركه دورتي اور حديث من آياي كه نبي عليه السلام سببي زياده ازواج كي سائته ظرافت اور چيل كرتي بيم بهت خوش مزاج انسي لمي جلي رهي
 وروى انه عليه السلام قال كل المؤمن ايمان من براكا من مؤمن وده بي جوي اهل سي خوش خلق اور لطف پر هو اورا يك مور حديث من بي كه نبي عليه السلام
 اور روايت بي كه نبي عليه السلام في فرمايك ايمان من براكا من مؤمن وده بي جوي اهل سي خوش خلق اور لطف پر هو اورا يك مور حديث من بي كه نبي عليه السلام
 قال خيركم خيركم لاهل طعن ينبغي له ان لا يلبس معهم في حسن الخلق والملاعبة الى حد يقصد خلقهم فيسقط
 فرمايك من اچيه ده بي جوي اهل سي اچيه هو ميكن مردكو لون چاهي كه خوش خلقی من اتنا انبساط اور ملاعبت بي كرتي كه عورتون كي حادوت بگڑه وي اورا نهين كي
 بالكلية هيبة عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة ولا تقباض محارم منكر ولا يفتر بالمساعدة
 هيبه سراسر جاني نهين بلكه اس باب من اعتدال كا لحاظ رهي سو هيبت اور دهكي كو او نهان دي جيب برى بات ديكبي اور برى باتون من ادراد كا دروازه
 في المنكرات البتة بل محارم من ما يحلها الشرع يقر ويغض لان الله تعالى جعله قواما عليهم من حيث قال
 هرگز نه كودلي بلكه انسي جيب كچه شرح كي خلاف ديكبي تو منع كرتي اور غصه كرتي اسطی كه مردكو الله تعالى في عورتون پر حاكم بنایا بي چنانچه فرمايكي
 الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهم بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادئ الاصول التي يخشى غوائلها
 مرد حاكم اين عورتون پر سورده كه لازم بي كه بي جودن پر امر اور نهين كرتا بي اورا سي كاملون من غفلت نكر كي جكي انجام كا خوند هو دي
 بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعتن واساءة الظن وتجنس البواطن اذ روى انه عليه السلام نحو
 بلكه جودن چاهي كه سبب غيرت بي ليكن كالوجه كي عيب جوي اور به گاني اور باطن عواش بي نكر كي اسطی كه روايت بي كه نبي عليه السلام
 ان يتعم عن بواطن النساء وفي لفظ اخر ان يتعمت النساء فان غيرة الرجل على اهل من غير ريبة يغضها الله تعالى
 سوردهون كي عيب هوند بي سبب منع كياي اور دوسري عبارت من كه عورتون كي عيب كي تلاش سي منع كياي كه مردكي غيرت اين اهل پر بدون شك كي اميد تعالى كه
 كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهل من غير ريبة لان ذلك من
 ناپسند بي چنانچه حديث من آياي كه نبي عليه السلام في فرمايك ايك سي غيرت بي كه الله تعالى كونا پسند بي بعضي مردكي غيرت اين اهل پر بدون شك كي كه نيكه بيه السلام
 معوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن انما هو الغيرة في محارمها فلا بد منها وهي محمودة لما روى انه عليه السلام
 به باطني بي جكي مانعت اي بي اسطی كه بعضي گمان گناه نهين اورا بي ده غيرت جرهيك سموده تو ضرور چاهي اور سموده اسطی كه روايت بي كه نبي عليه السلام
 قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان يأتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام
 الله في فرمايك ميشك الله غيرت كرتا بي اورا سي كه مؤمن غيرة بيه بي كه مؤمن وده عمل كرتي جواهي او سپر حرام كيا تا اورا يك مور حديث من بي كه نبي عليه السلام

انما

لا ترمي زوجها ولا يبرأها رجلها مستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب
 نه كسي مودود ديكهي اور نه كوي مودود ديكهي اور كني اولها قول پسند كر كرسينه سي لكاليا اور فرمايا اولاد ايك كي ايك سي هي اور اصحاب
 النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكمي في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال وراي معاذ امراته
 ديوارون كي سوراخ اور چروكي بند كر ديكري تبي تاكه عورتين مردون كي سامني نياوين اور معاذني اپني بي بي كو چيها
 تطعم في كوة فضرها فنيغى الرجل ان يفعل كذلك ويمنع امراته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها بدعة يزيلها
 كه سوراخ سي جاكني تبي سوايكو مارا بند كر چا سي كه ايسا هي كيكري اور اپني بي بي كو ايسي حركات سي منع كري پهر اگر عورت كي بلان كوي بدعت هودي دفع
 ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحجض والتفاس واحتاج اليه وان تساهلت
 كوي اها وكو عقيدة ال سنت اور جماعت كا بنادي اور احكام نماز كي اور حيف اور تفاس كي جتي حاجت هركه اديوي اور اگر عورت دين كي
 في امر الدين او كانت تاركه للصلوة يؤذيها لكن يتدبر في تأديبها فيقدم اولاً الوعظ والتوقيف بالله تعالى
 باب من سستی كري يا بي نماز هودي تو او كو ادب ديوي ليكن آهسته آهسته ادب ديوي پيلي سجهادي اور خدا سي ملوي
 فان لم ينجم يوليها ظهره في المضجع او ينفر عنها بالفراش ويحرمها الي ثلث ليال فان لم ينجم يضرها ضرباً
 اگر وهماي تو سوي هودي او كي طرف سي منبه پير كر پيشه كوي يا اوي جراسوي اور دين رات تنگ جهوي هي پهر بي نه ما في تو او كو اتا ماري
 غير مبرح ولا يضر بوجهها لو ورد النهي عنه فان لم ينجم يطقها كما قال قاضيان في فتاويه رجل له امرأة
 كه بي نه توفی اور منبه پر ماري اسكي مامت آسي هي پهر بي نه ما في تو طلاق ديوي چانه قاضيان اپني فتاوي من كهتا هي ايك مرد هي كه او كي بي بي
 لا تصل يطقها وان لو يكن له مال يوتي مهرها وقال ابن زلي لان يلقي الله تعالى ومهرها في عنقه اولى من
 بي نماز سي طلاق ديوي اگر چه اتا مال نه هودي كه او كا مهر پور كوي اور بنوازي كهتا هي اگر مهر گردن پر ليكر اسه سي ملي تو اس سي بهتر هي كه بي نماز عورت سي طي كري
 ان يطعم امرأة لا تصل وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر اهلها بالصلوة والزكوة
 اور بيشك اسه تعالى في اسمعيل نبی عليه السلام كي اس آيت مين مدح كي هي اور حكم كرتا ته اپني كهر والون كو نماز اور زكوة كا
 وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لاقتلهم باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
 او كهتا مين اپني اهل بيت كو نماز پر قايم كرنا سبب كشتاكي دروازه رزق كا هي اور خلاصه والا كهتا هي خاوند كو اختيار هي كه بي بي كو چار عاقلون پر
 اربع خصا او ما هو في معنى الاربع احدن باخر وجماعن منزله بغير اخنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
 ماري يا كوي اور بات ان حار كي مانند هو ايك تو خاوند كي كهر سي بي اجارت باهر جانا بعد مهر لين كي دوسري سنگار نه كرتا
 اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي ظاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
 اگر خاوند كا دل سنگار كو چا سي تيسري كهتا نه ماننا جبروت خاوند جماع كا اراده كوي اور عورت پانگهو چوتي نماز نه پڑهي اور قايم مقام
 ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحجض ثمرانه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينها ما يجوز له فلا
 ترك نه كوي هي جاست يا حيف سي غسل نه كرتا پهر مرد اگر اور عورت سي كحل كيا چا سي اور جاني كه مين دونو مين عدالت كر دنگا تو پهر امر چا پڑهي
 لكن ان لم يفعل فهو ما جاوز لتركه ادخال النيم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعقدها نعمة عظيمة
 ليكن اگر كني تو ثواب پاديگا كيكه اپني بي بي كو غم نهين ديا خاص اسي صورت مين كه ده بي بي صالحه هو بيشك عورت كي صلا اور عفت بڑي نعمت هي
 لا يكافيها شكر وان خاوانه لا يعدل بينها لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حللاً لاجل
 اسكا شكر او نهين چوكتا اور اگر پهر خوف هودي كه دونو مين عدالت نهو كي تو دوسرا لكاح جايز نهين هي اسكي كه اسه تعالى في اگر چه حلال تو كرتا هي چنانچه
 قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث وربعم الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فوا
 فرمايا هي تو لكاح كر و كو خوش آوين عورتين دوو تين تين چار چار ليكن ايكى بعد فرمايا هي

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدى اليها مهرها يجمع يوم القيمة ثانيا لما روى انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہی ہر جسکی یہ نیت ہوئی کہ بی بی کا مہر ادا نہ کرے تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت میں آویگا پہلی کہ وہ نیت ہی کہ بی بی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدى اليها حقها في الله تعالى يوم القيمة وهو نكاح ولا يطلب منها
سے نکاح کرے مقدار مہر سے کمتر یا اتنی زیادہ پر کہ اسکا حق ادا کرے تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویکجا جیسا زانی اور بی بی ایسی ادا ہر کی
المهله لا يراه مهرها الا ان يكون فقيرا او توجه المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تعبه له مهرها لان الله تعالى بعد ما
نئی مہلت نہ ملے گی ہاں اگر نکاح ہو یا بی بی اپنی خوشی سے مہلت دیدی زوری نہیں اور بی بی کو تکلیف نہ بخشو الی اسوا سہی کہ اللہ تعالیٰ بعد اس نیت کی
قال **وَأَقُولُ لِنِسَاءِ صَدَقْتُمْ بَيْنَ يَدَيْكُمْ وَأَنْ طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ نَفْسًا أَكْلًا هُنَّ كَمَا فَتَحْنَا عَلَى مَا فِي التَّيْسِيرِ وَالنَّوَارِ**
ہو دی دلو عورتوں کو مہر ادا کی خوشی سے پہلے اگر وہ اس میں کچھ چھوڑ دیں تو وہ کھائے اور چھوڑنا چھوڑنا سو اکیس موافق تیسیر اور نووار
التنزيل فنهن ان وهن انكم بعضا من الصدق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكره ولا افتداء من سوء العشر فقلتم
التنزيل کی یہ ہیں کہ عورتیں اگر کچھ مہر میں سے اپنی رضا مندی اور دلی خوشی سے بی زور اور بی خوف بروما ملے گی کی بخشش
به بلا سعة فقلتم من هذا ان الاستكثار في الاستيثار يكون له في الله تعالى كما جعل عقد النكاح بغير الزوج ان شاء
تختیار نہ پڑو اس سے معلوم ہوا کہ بہت کچھ نہ کرنا مکروہ ہی اسوا سہی کہ اللہ تعالیٰ جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار میں رکھا ہی چاہی
يمسكها وان شاء ميرسلها بلا اختيار منها كن لك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وضمته فعقد النكاح يحجبها اليه
عورت کو رکھی اور چاہی چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوکی گون میں اور ذمہ پر رکھا ہی سو عقد نکاح سے عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجبر اليها فاستيثار كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلعها
تختیار ہی اور مہر کی زنجیر سے عورت خاوند کو کھینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشنا لینا اوکی حق یعنی اولیٰ با حق باقی کہنا ہی اور اس میں بی انصافی اور سہرے کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من البغض
بی بی کو طلاق نہ دی ان اگر بد خو بدین بی نماز ہو دی اسلمی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہ مباح اللہ کی ان
الميلت عند الله تعالى ثمانية من ايداء الغير ولا يباح ايداء الغير من غير ضرورة الا يجنبنا من جانبها فاذا عزم
بہت نا پسند ہی اسلمی کہ اس میں خبر کی ایدائی اور بی ضرورت کسیکو ایدائی مباح نہیں ہی ان اگر اوکی کچھ خطا ہوئی پھر اگر کسی
على تطبيقها بسبب الضرورة ينبغي ان يرأسى عدة امور احدها ان يطلقها في طهر او يحجمها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سے طلاق کا ارادہ کری تو لایق یوں ہی کہ کئی باتوں کا لحاظ رکھی ایک یہ کہ اوکو ایسی طہر میں طلاق دیوی جس میں جماع نہ کیا ہو پہلی کہ طلاق حیض میں
والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طهارة واحدة ولا يحجم الثلث لانه يدعى فيه والطلقة الواحدة
اور جس طہر میں جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہ کہ ایک ہی طلاق پر کتنا کرے تین طلاق نہ سمجھ کر دی اسلمی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق میں ہی
بعد انقضاء العدة تغيب المقصود مع انها بعد من الندم لم تكن من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذر حافی عدت کی مقصود حاصل ہو چکا ہی باوجودیکہ نہایت سہا سہی اکیا کیونکہ عدت کی اندر رجعت سے اور بعد عدت کی از سر نو نکاح ہی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منى عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوکو تین طلاقیں تو بعض وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوکا تدارک نہ ہونے حالہ کی نہیں ہو سکتا اور عقد حلہ منع ہی اور اس عقد کا یہ ہے ہی سہی تھا
ويحتلج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوج الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑے گی اس حال میں کہ اسکا دل لگانے ہی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس کوئی بہت نام خرابی
فذلك فترة الحجم وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محذور والثالث ان ينلطف في تطبيقها من غير عنف ولا استعفاء
طلاق جمع کرنا سہل ہی اور ایک طلاق میں بلا کر مہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہ کہ طلاق بی بی میں لطف برتی خشونت اور حقارت نہ کری

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درهم وخمسة وعشرون عوضا عن ايجاشها
اوراد سكال فخرش كردی اسطور كه مهری زیاده كچه جورده و غیره بطور متعدي یعنی کرتا اور در پنج اور چارده وحشت اور شش کی بدله من دیدی
والترابع ان کا یقینی سرها نثارانه ان طلقها علی مال وهو خلع یکره له ان یاخذ ذلك المال ان كان للتمسك من
اور چوتھی پہ کہ اسکا بھید نہ ظاہر کری پھر اگر کسی مال کی بدله طلاق دی جسی خلع کہتے ہیں تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اس مال کو بیلی اگر وہ خوشی ناساز کاری
جانبہ لانہ او حشہا بالاسہال فلا یزید فی ايجاشها یاخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوجکم
خاوند کی طرف سے ہی اسکی کہ اسکو چھوڑ فی کسی ایک تو رنج دیا پھر اسکا مال لیکر وحشت نہ پڑاوی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اولکر بدلا جاہو ایک عورت کی جگہ
زوجہ واتیتم احدہن قطرا فلا تاخذوا منه شیئا فانہ تعالیٰ یغنی عنکم شیئاً یسیر من القطار الذی هو المال
دوسری عورت اور دی جکی ہو ایکٹھ پھر مال تو پھر نہ لو او سمین سی کچھ بیشک اللہ تعالیٰ فی قطار میں ہی جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا ہی یعنی کسی منع کیا ہی
الکثیر فضلا عن الکثیر وان كان للتمسك من جانبها یکره له ان یاخذ الزائد علی ما دفع الیه من المهر ثم انہ ان
بہت یعنی کا تو کیا باقی اور اگر ناساز کاری عورت کی جانب سے ہی تو اسوی زیاده لینا جو مہر او کو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد فی
اکرہا علی الخلع والتمت ان تعطيه مالا لخاص منہ واسقطت ما علیہ من المهر ونحو ذلک یقع الطلاق بلا لزوم
اوپر خلع کی زبردستی کی اور عورت فی اپنا بدلہ چھڑائی کو مان لیا کہ مال دو گنی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیتوہ دن لازم ہونی
ما التزمته من المال وبلا سقوط ما علیہ من المهر ونحو ذلک الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطہ والا کراہیم
مال مافی ہوی کی اور بدول ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تھا طلاق پڑ جاوی گی اسکی کہ مال لازم ہوجانی میں اور ساقط ہونی میں رضامند نہ ہو ہی اور
الرضا علی ما بین فی موضعه هذا الذی ذکر الی ہنا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة وأما ما کان علی الزوجة
زبردستی میں رضامند ہی نہیں ہونی حدیث اپنی حکم میں بیان ہو چکا ہی ہاں تک کہ حقوق بیان ہوتی جو بیکی حدیثوں کی ذمہ میں اور ہی خاوند کی حقوق
من حقوق الزوج فالقول الشافی فیہ ان النکاح نوع مرق والزوجة مرفیقة الزوج کما قال النبی علیہ السلام
جوابی کی ذمہ میں سو قول ثانی اوسمیں یہہ ہی نہ نکاح غلامی کی قسم ہی اور زوجه خاوند کی لونڈی ہونی ہی چنانچہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
النکاح مرق فلینظر احدکم این یضع کفہ فانه علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان الاحتیاط فی حقها اھم
کہ نکاح غلامی ہی سوئم کہیہ لو کہ اپنی بیاری کچی کو کہاں دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ عورت کی حق میں احتیاط ضرور ہی
لکن ہا رقیقۃ بالنکاح لا یخلص لها بوجہ من الوجہ الا بتطلیق الزوج وأما الزوج فهو قادس علی الخلاص منہا
کیونکہ وہ نکاح کی سبب ہی لونڈی ہوجاتی ہی بدول خاوند کی چھوڑی سبب نہیں چھوڑ سکتی اور مہر خاوند سو طلاق دیکر عورت ہی آپ چھوڑ سکتا ہی
بتطلیقها فاذا كانت المرأة رقیقة الزوج یلزمها ان تصبر علی غیرتہ وترجو علی ذلک من الله الثواب فان ذلک
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوتی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر صبر کری اور پھر اللہ تعالیٰ سی ثواب کی امید وار رہی اور بیشک اسکا یہ ہی
جہاد ہا لیا اور فی الحدیث ان جہاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعلیہا ان تطیعه فی کل
جہاد ہی اسکی کہ حدیث میں آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہی یعنی خاوند کی سائزہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کری
ما یامرها فی الامعصیة فیہا ذلک ودرج فی عظیم حقہ علیہا الخبار کثیرہ من جملہ ما روی انہ علیہ السلام قال
جو کچی جہمیں گناہ نہو دی اسلو طے کہ حدیثیں بہت وارد ہوئی ہیں کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازان جملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
لو كنت امرأة احدا ان یسجد لاحد لا مریت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقہ علیہا وقالت عائشة انت فتا
مگر میں کیسے سجدہ کا حکم دیتا کیسے ہی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ایک جوان عورت
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا نبی اللہ انی فتاة اخطب فاحق الزوج علی الزوجة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا ای سی اسہ کی میں جوان عورت ہوں نکاح کیا جاہتی ہوں موزاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام فرمایا

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون مقطرة منتظفة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
 خاوند سی پیار خاطر کیا کری اور خوشبو اور کپڑے اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لٹی جب وہ غصہ کرے یا تیار نہ کرے
 بها متی شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لغيرها من حين دقت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
 اور گھر کی اندر تنہا بیٹھی کری اور سون سہی کہ خاوند کی اس لٹی پہ چاہے تک کہ قبر میں جاوی اور کہیں ہی خاوند کی اجازت
 الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه فتخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون المشواجر والاسواق
 نہ جایا کری اور اگر اجازت جاوی تو چپ کر بری صورت بنا کر اور خالی اوجاڑ رستی کو جاوی بڑک اور بازاروں میں نہ
 ولا تخرج عطره متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روی ان عمر بنی امراء مصر رجل يتحدثان في الطريق
 اور خوشبو لگا کر زیب زینت سی نہ جاوی اور رستہ میں کسی مرد سی بات نہ کری کیونکہ روایت ہی کہ عمر رضی رستہ میں بات نہ کرتی ہوئی دیکھا
 فصر بها بالديرة فقال يا امير المؤمنين هي امرأتی فقال له عمر لو كانت امرأتك فلم تدخلها في بيتك
 سو دو نو کو قبر بردی اور مردی عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ میری بی بی ہی عمر رضی جواب دیا اگر تیری بی بی تو اپنی گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا
 حتى لا يتهم احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها من زوجها لما روی عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
 تاکہ رستہ میں تجھ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوی اگر چہ خاوند اجازت دیدی کیونکہ عائشہ رضی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا حمام
 حرام على نساء امتی فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس بشرط ان تدخل من غير مكان
 میری امت کی عورتوں پر حرام ہی اور اگر سبب مرض یا نفاس کی حرام میں جائیکہ ضرورت آگئی تو شرط یہ ہے کہ ازادہ میں نہ جاوی اور حمام میں کوئی
 فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد احد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
 عورت ننگی نہ ہوئی اور سنگار کر نہ لکھی اور ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہو گئی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہی
 وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتمساب ان القاضي سئل عن جواد خرج المرأة الى المقابر فقال لا
 اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتمساب میں مذکور ہی کہ قاضی سی کہیں پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جائز ہی جواب دیا
 تشل عن الجوارح في مثل هذا وانما سئل عن مقلد ما يحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
 اسباب میں جوارح کو کیا پوچھتا ہی یہ پوچھہ اس پر کہ کتنی لعنت پڑتی ہی کیونکہ عورت جب جائیکہ ارادہ کرتی ہی تو خدا کی اور فرشتوں کی
 وملكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا التت المقبر يلعنهم امرؤ الميت واذا رجعت كانت في
 لعنت میں ہوتی ہی اور جب چلی تو ہر طرف سی شیطان اس کی ساتھ ہوتی ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب واپس ہی تو
 لعنة الله تعالى وملكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملكة السموات
 اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہی جب تک اپنی گھر میں آئی اور حدیث میں ہی کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہی تو اس کو فرشتی ساتوں آسمان
 ولا يرضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امرأة دعت للميت بخير ولو تخرج من بيتها يلعنها الله تعالى
 اور زمین کی لعنت کرتی ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہی اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہوئی مردی کی حق میں دعاء خیر کرتی ہی تو اس کو اللہ تعالیٰ ثواب حج
 ثواب حجة وعمرى وعن سلمان والي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب ابره فالت
 اور عمر کا دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ کا روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر پہنچ گئی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
 فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التي هانت فقال عليه السلام هل ذهب
 آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا تھا میں عورت جو گھر کی ہی تو گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا وہی قبر کی گئی تھی
 قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لم نزلت قبرها لم ترحي الحجة بل الجنة
 عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ نے سنا ہی ایسا کرتی پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اس کی قبر پر جاتی تو جنت کی پناہ سونگتی

وروى عنه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن الجنازة فقال لمن اتبعن معي
 اور روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئے تو ایک جنازہ کیساتھ تھے پھر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہیں آپ نے فرمایا یہ جہاں تک سب کیساتھ
 یکل فقلن لا فقال علیہ السلام اتصلین مع من یصلی فقلن لا فقال علیہ السلام انصرفن ما زورنات
 جنازہ اور ٹھکانے کی عرض کیا نہیں پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم سب کیساتھ جنازہ پڑھو گی عورتوں کیساتھ نہیں پڑھو گی قرآن یا گنگنا کر ہو کر لی ٹوٹا جاؤ
 غیر ما جورت قل ذلك على ان المرأة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشيع الجنازة بل يكتفي بها ان يكون من ههنا
 اس ہی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان میں جانا جائز نہیں ہے اور نہ جنازہ کی ہر جا جا کر
 اصلا شانهما وتديمن منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من يكره دخوله فيه من الرجال والنساء وتقدم حقه على
 اپنا حال درست اور گھر کا کار بار کیا کری اور خاوند کی گھر میں کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آئی دی اور اپنی اور تمام سکی سود ہو سکی
 حق نفسها وساؤها ولا ترفع صوتها فوق صوتها ولا تجهر له بالقول ولا تكون منفعتهما عن كسبه اذا
 حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی پیچھی کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کائی میں سے نہ کری
 كان حراما اذ قد كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته ولبنته اياك وكسب الحرام فانما
 کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تھیں کہ جب مرد گھر میں سے باہر جاتا تو اسکی جمعہ بیوی کہہ دیتیں حرام کائی کا پرہیز کرتا ہسی بوکھسہ پر صبر ہو سکتا ہی کھس پر
 نصبر على الجوع ولا نصبر على الناس تكون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالى ولا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخل
 صبر نہیں ہو سکتا اور جو خدا تعالیٰ کا خاوند کو رزق دے گی وہی اس پر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی اپنی خرچ کا غم نہ لے دی
 عما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكلة كما حكى ان رجلا من السلف هم بالسفر ففكره جيسا انه سفر فقالوا الزوج
 بلکہ میرا توکل پر ہی جانا چھوٹا کھیت ہے کہ ایک شخص سلف میں سفر کا ارادہ کیا اس یوں کو اسکا سفر پسند نہ آیا سمجھیں تو اسکی بیوی نے کہا
 لم ترضين بسفره ولم يدع ذلك نفقة فقالت زوجي عرفته انا لا وعارفته من اقا ولي رزاق بين ههنا وبيتي
 تو اسکی سفر پر کیوں راضی ہو گئی اور کچھ تیری ہی خرچ نہیں دی جاتا اوسکی جواب دیا میں ہو کہہا میں والا جانتی ہوں رزاق نہیں جانتی اور میری ہی رزاق اور ہی ہوا اگال جائیگی
 الرزاق ولا تشاخرينها ابل تكون كما رى عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرأيت امرأة من احسن الناس وجهها
 اور رزاق باقی ہی اور اپنی چالی پر ناز نہ کیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی ہی روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں جنگل میں گیا تو میں ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
 تحت رجل قيم الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطات في قولك لعله احسن
 ایک مرد نہایت بد صورت کی دیکھی میں نے کہا کیا عجب ہی تجھسی ہے ایسی دیکھ کر وہ بولی اے شخص تو نے سچا کہا شاید کہ اسی اپنی خالق کی
 فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه ولعلي اسأت فيا بيني وبين خالقي فجعله عقوبتي افلا مرضي الله لي ومما
 کوئی عبادت کی ہی سوچو کہ میں اپنی اوس عبادت کا ثوابہ ٹھہرایا ہی اور شاید مجھسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہو گئی ہی سو اسکو میری ہی عذاب مقرر کیا ہی پھر اسے ہی
 يجب من حقه عليه ما ديانته ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل
 کیوں نہ پسند کرو ان اور جو حق خاوند کا ہے بی پر از روی دیانت کی واجب ہی ہے کہ گھر میں تمام کاروبار جیسی سال روٹی پکانا کپڑی دھو فی وغیرہ کیا کرے یہاں تک کہ اگر کچھ
 شيئا مما تكون اثمته وان لم تجبر عليها وترى تقصيرها في خدمته ولا تسأل طلاقا ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
 ہی نہ کری گی تو گنگنا کر ہو گی اگرچہ اس میں کچھ کوچر زور نہیں ہی اور خاوند کی خدمت میں اپنی آپکو مقصر سمجھتی ہی اور اپنی ممکن کی طلاق خواہش نہ کری کیونکہ جو کئی کئی
 تمنعه عن بكاء تلك نسواها لانه تعالى جعل له ذلك حلا لا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء
 سوچو اور خاوند کو اور تین محل سے منع نہ کری کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو یہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوے اور تین عورتیں
 متفق وثلاث وربع فان خفتم الا تعدوا فواحدة وتصبر على غير الضرر ترجية من الله تعالى الثواب كما ضربت
 دو دو تین تین چار چار پیر اگر دو کہ برابر نہ ہوگی تو ایک ہی اور سو کو تین کی دھک پر صبر کر کہ اللہ تعالیٰ ہی امید دار ثواب کی ہے جیسی نبی علیہ السلام کی

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدخيل والخمائل واختلف في السور قروى عن عائشة رضي الله عنها من
 ابوابها في البيت بالی اور مار اور بازو بند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہے سوا شہ رضی روایت ہے کہ کنگن
 الزينة الباطنة وهو الاشبه لجوازها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الا جانب لا المحاسن
 باطنی زینت میں جس اور یہ بھی ناجائز حق معلوم ہوتا ہے سو اس کی کفنی دور ہوتا ہے اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی مجرم کو حرام نہیں
 لا نه تعالى قد سوا في ذلك بين الزوج ومن حكمه فاقضي في ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة هؤلاء المذکورین
 سو اس کی کفنی اور ہاتھ میں خاوند کو اور جو اس کی ساترہ آیت میں مذکور ہیں سب کو جائز کر دیا ہے یعنی ان لوگوں کو موضع زینت پر نظر کرنا مباح ہی
 كما هو الزوج والمراد من نسائهم المؤمنات قال ابن عباس رضي الله عنهما ان يتجسس بن نساء اهل الذمة ولا تبدی
 جیسی خاوند کو جائز ہی اور مرد مسلمان کو مؤمنات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما میں مسلک کو جائز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں کبڑی اوتاری اور کافر عورت کی
 للکافرة الا ما تبدی لا جانب لان تكون امة لها ان نظرها في الباطنة لا جانب فانها ان اظهرها لم لا يكون لها
 سنی و تنای ظاہر کر دی جو اجنبی مرد کی ناجائز ہی ان اگر لوندی ہو تو اس کو جائز ہی کہ اہل باطنی زینت اجنبی مرد کی ظاہر کر دی لوندی اگر باطنی زینت اجنبی ہو تو وہاں کی تو حرام
 حرمة كما ترى عن ابی بکر الا عيش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط الفرو كسفا الرءوس والذرا
 نہیں ہی چنانچہ ابو بکر عیش سی روایت ہے کہ وہ کسی تہ میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سرنگی اور باہن کبڑی سوئی تھیں
 وهو جعل يخالطن ولا يتحاشى عن النظر اليهن ففعل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما الشك في ايمانهن
 اور یہ وہاں کی ساترہ دل رہا تھا اور ان کی دیکھنی سی یہ میر نہیں کرتا تھا کسی اس سے کہا تو فی یہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہیں ہی مجھو انکی ایمان میں شک ہی
 كلهن حريات قروى عن عمر انه هم في المدينة على نائحة وضربها بالدر حتى سقط خامها ففعل له يا امير المؤمنين
 یہ تمام حری عورتوں میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی کہ وہ یہ میں کسی کو جو عورت کو جا بڑا طوڑہ سی اتنا مارا کہ لوندی اوتار گئی کسی کما ما امیر المؤمنین
 قد سقطت خامها فقال لا حرمة لها في الشريعة ففعله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
 اسکی و سنی اور بڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچھ حرمت ہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں اور یہ ہی کہ تب اس عورت کی البسا کام کیا جو
 في الشريعة استقضت نفسها والتحققت بالاف فلا يلزمه الا حرمان عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة
 شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسی ای حرمت اور یہودی لوندیوں میں ہی سو اسکی دیکھنی سی احتراز ضروری نہیں ہی نوافین مجلس اسمہدیت کی بیان میں
 في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
 اجنبی وصیت ہو تو عورتوں کی حق میں آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا عورتوں کی باب میں اچھی وصیت کیو
 فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الصلع اعلاه فان ذهبت تقيمة كسرتة وان تركته لم يزل اعوج
 کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے بیشک پسلی میں ٹیڑھی جگہ اور یہی ہی اگر تو اس کو سیدھی کرتا ہی تو توڑ و ٹیکا دور اگر وہی حال پر رہا تو ٹیڑھی رہا گی
 هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعه الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
 یہ حدیث بقیہ سہی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو کو یا نبی علیہ السلام فی بہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں
 خيرا واقتوا وصيتي فيهن وافعهن لمن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عندكم فانه لم تكن فيه
 اچھی وصیت کرتا ہوں اور انکی حق میں میری وصیت پورہ دارو اور انکی ساترہ پہلا ہی کرو اور اگر تمہاری شہادتی کوئی کام کر نہیں تو ان پر غصہ مت کرو جب تک اس کام میں
 ان في انهن خلقت من شيء اعوج وهو الضلع ما ثبت في الاخبار ما رواه النساء وفي الحواخلقت من ضلع ثم النبي
 نہ ہو کہ عورتیں ٹیڑھی چیز سی پیدا ہوئی ہیں جینی سسلی سسلی کے حصہ میں ہی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
 كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فیکون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جال سی اور اسی کی بنایا اسکا جوڑا سو اس حدیث میں یہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدا ہوئی ہی

فيه اعوجاج لا يستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیه فلا ینکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقها
 که جبین کجی ہی کسیکی سہ طاقت نہیں ہے کہ او کو سید ہی کردی یا او کی عادت بدل دی سو او کی کجی برکات نہیں ہی
 واصل فطرتهما رب فیہا الاعوجاج فلا یمن الا شقاویہا بالامراض والاصبر علی اعوجاجها اذ لو شرعت ان یقیمہا
 اور اصل فطرت ہی عورت کی ذات میں کجی داخل ہی سو عورت ہی شفقت حاصل کرتی بدون مدارات کی اور او کی کجی پر صبر کر کے نہیں ہو سکتی اسلئے کہ کو او کو درست
 وتجعلها مستقيمة فی افعالها واقوالها لا یمنک ان تنقلہا بل یؤدی الی کسرہا وهو طلاقہا فلما علم من ہذا
 درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال میں سید ہی بنادی تو ممکن نہیں کہ تو اس ہی لغت کی کسی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاوے گی یعنی طلاق ہوگی ہر جب جس عورت ہی عورتوں
 الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقہن لزم للرجل حسن المعاملة معہن وسرعاۃ حقوقہن والانتفاق علیہن
 کی ابتداء پیدایش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتھ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچھی طرح ادا کرے
 اذ قال الفقہاء یجب علی الرجل نفقة نزعہ سوا دخل ہا ولہ بدخل ہا وسواء مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة
 اسوہی کہ فقہاء کہتے ہیں کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی ہے وہی کی ہویا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا نکال دیا تو گھر
 لان غناہا لا یبطل حقہا فی النفقة سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لایجب علیہ
 اسلئے کہ تو انکی کسی اسکا حق نفقہ کا باطل نہیں ہوتا خواہ بالغ ہو یا نابالغ قابل و طی کی ہو اور اگر قابل و طی کی نہ ہو تو خرچ واجب نہیں
 نفقہا والنفقة الواجبة الطعام والكسوة والسكنی علی ما روی عن ہشام انه قال سالت محمد بن عبد اللہ عن النفقة فقال ہی الطعام
 ہی اور نفقہ واجب کہنا ہی اور کپڑا اور رہی کا گھر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی میں فی محمدی مقدار نفقہ کی پوچھی جواب دیا کہنا
 والكسوة والسكنی اما الطعام فالذیق والماء والحطب والماء والذین فان قالت المرأة لا طبخ ولا اخبز قال قاضی فی
 اور کپڑا اور رہنہا گھر کہنا ہی میں تو اٹھ اور پانی اور آہنہ اور نمک اور دھن پھر اگر لڑکی کہی کہ میں سالن روٹی میں نکاتی تو قاضی نے اپنی
 فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یتیمہا بطعام مہیا ان یتیمہا یعمل لہا عمل الطبخ والخبز ہذا فی القضاء و
 حق وی ہر کہتے ہیں سالن روٹی نکاتی پر زبردستی ہی ہی طعمہا نہ کا زمہ ہی کہ لڑکی یا کیا کہنا حاکم نے فرمایا ایسا آدنی ہی کہ وہی کو سالن روٹی بن کر دیا کری
 اذانی ندیہ فیجب علیہا ان تغضل کل خدۃ فی ذل خدۃ من الطبخ والخبز وغسل النیابہ وغیرہا حتی لو لم تغسل شیئا
 اور بری روایت سو عورت کو واجب ہی کہ گھر کی اندر ہی تمام کام سالن روٹی لکھنا کپڑی دھونی وغیرہ سب کیا کری اگر چہ ہی نہ کیا کرے گی
 منہا تدن اثنتان وان لم تجبر علیہا وان کان لہا خادم یجب علی زوجہا نفقة خادمہا ان کان الخادم یطبخ ویخبر لان نفقة
 تو گھر جاوے گی اگر چہ اوپر کچھ زور نہیں ہی اور اگر لڑکی یا کس کوئی خادمہ کو تو خود پر اس خادم کا خرچ ہی واجب ہی اگر وہ خادمہ سالن روٹی لکھتا ہو لڑکی کہ
 فی مقابلۃ خدمتہ واذ لم یطبخ ولم یخبر لایجب علیہ نفقة بل بمنزلة المرأة فان نفقةہا لیسہ فی مقابلۃ الخدم بل فی
 اسبغین ہوس خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ لکھو دیکھ تو اوپر خرچ نہیں ہرگز عورت کہ کہہ لے گی یا کس خرچ ہرگز خدمت کی ملے نہیں ہی کہ
 حقا بل لا احتباس فقد حبست نفسہا الحق زوجہا ان كانت نفقةہا علی زوجہا ویبغی ان یؤد سہ علیہا فی النفقة اذ اوستہا
 کہ رہتی ہی بدلہ ہی سو وہ اچھٹین خاوند کو دی جلی اب اسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لڑکی ہی کہ جب اللہ تعالیٰ صانع کو دعوت دی تو عورت کا خرچ
 تعالیٰ علیہ ویعتدل فیہا بلا تقصیر ولا اسراف اذ قال للہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا فایجب علیہ ان یطعمہا من
 نہیں ہو ہی اور ہر کہی زیادتی کی عتدال پر کہی ہی کہ اللہ تعالیٰ غراتا ہی کہہ دے اور سیر اور مت اور راؤ اور ضرورت کا خاوند پر ہر ہی کہ کو
 المحل ان لا یدخل ما دخل السوء لاجل نفقةہا فان ذلک شیانۃ علیہا لارعاۃ لحقہا ینبغی لہ ان یامرہا بالانہ یدقی
 حال کہنا کہ لڑکی اور او کی خرچ کی ہی برا طریقہ یعنی چوری چکاری سے اختیار کری کیونکہ یہ کچھ حق یعنی ہی ہو کی حق کی رعایت نہیں ہی اور نہ کوہی کہ اجازت دے
 ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقد رماہا محمد بن عین وخمار بن ملحفة فی کل مسنة وطراد بالذکر
 کہ بچتا کہنا اور ایسی چیز جو کہی کہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑا کا اندازہ امام محمد ہی نے کیا ہی کہ دو کرتی اور دو روٹنی اور کپڑا جو ہر سال اور مرد لکھتا

اور اگر لڑکی کہی کہ میں سالن روٹی نکاتی تو قاضی نے اپنی

الظن وتجنب من یواطن از سر وی ازہ علیہ السلام بھی ان تلتئم حول انت النساء وفي لفظ ان یتعنث النساء فان خیرہ اور باطن کی تلاش نہ کری اسلئے کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سے ہے کہ عورتوں کی عیب جوئی مکرر ہے

الرجل علی اہلہ من غیر یسئ ببعضہا اللہ تعالیٰ کما جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال غیرہ یبعضہا اللہ تعالیٰ کہ جو شخص کسی عورت کی بی پردہی و قریعہ شبہ کی اسے تعالیٰ کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایک غیرت ہی کہ اسے تعالیٰ کو ناپسند ہی

وہی غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیر یسئ لان ذلك من سوء الظن الذي وقع الذہی عنہ فان بعض الظن اثر واما الغیرۃ یعنی مرد کی غیرت بی بی پردہی و قریعہ شبہ کی کہ جو کہ یہ صرف بی بی کی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گناہ ہیں اور وہی وہ غیرت

فی محلہا فلا بد منها وہی محمودہ لما روی انہ علیہ السلام قال ان اللہ یغادر ان المؤمن یغادر وغیرۃ اللہ ان یأتی جو شے ایک سرسودہ تو ضرور چاہی اور محمود ہی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن طاحرہ اللہ علیہ وفي حدیث اخر انہ علیہ السلام قال انی لغیر وہ امرء لا یغادر الا منکوس القلب الطریق کہ مؤمن ہر کس کو حرام کام میں لادی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں بڑا غیرت والا ہوں اور کون شخص ہی کہ غیرت نہ کری مگر انہی دل دور وہ طریق

المغنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیہ من رجل ولا یخرجہن الی الطریق بعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان ینزع من وجعہ کہ بغیر کسی بیچادی یہ ہے ہی کہ کوئی مرد انکی پس منہ آئی پاوی اور عورتیں باہر رستہ پر نہ چلیا کریں کیونکہ عورتوں کا رستہ پر جانا یہ ہی بغیر ہی ہے سو کہ لازم ہی کہ

عن الخروج من البیت ولا یاذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصۃ وہی ما قاصد الخیرۃ فقلنا عن مجموع النوازل ہی کہ کوہ میں سے نہ نکلتی دی اور سو کہ کوئی جگہ کی نکلتی ہی اجازت نہ دی وہ جگہ ہیں جو خاصہ والی فی مجموع النوازل میں سے نقل کی ہیں

یحوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع من اذۃ الابوین وعبادتها وتغزیتها وواحدھا وزیارة المحارم خاوند کو جائز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ما باپ کی ممانعت کی یا ایک کی تغزیت کو اور محرموں کی ملاقات کو

وبعد بیان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غالة او كان لها حق علی اخرها وعلیہا حق تحريم بالاذن وبغير الازن اور یہ سات جگہ بیان کر کر رہا ہے اگر وہ عورت دائمی ہو یا مردہ شو یا اسکا حق کسی پر یا کسی کا حق اسپر آتا ہو تو با اجازت اور بلا اجازت چلی جائی کہ

وفیما عد ذلك من زیارة الاجانب وعبادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصبین والاذن قد اور ایسی موقع کی سو کہ جنہوں کی ملاقات اور بیچاری ہی کو اور ولیمہ میں اجازت نہ دی اور اگر خاوند ہی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونوں گناہ ہونگی اور اجازت بعضی

لیکون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکرو فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس فی وقت خاموشی سے ہی ہو جاتی ہی اور یہ خاموشی مانہ بولنی کی ہوتی ہی اسلئے کہ ممانعت بری بات سے فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس میں بدون مرضی خاوند کی جاوے

ذلك الا ان یقع لها نازلة وامستم الزوج من السوال لها فیند یسمع الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما تو اسکو اختیار نہیں ہی ان اوس صورت میں کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچھ کر نہ بتاوی پس بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجائش ہی انکی کہ علم کی تلاش حاجت

یحتج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمة فبقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبر بانک لا یسمع الخروج عن خان کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند ہی عالم ہی پوچھ کر نہ بتاوی تو پھر باہر جانی کی گنجائش نہیں ہی اور اگر

لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان الزوج یحفظ المسائل او کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہو دل چاہتا ہی کہ مجلس علم میں جاوی تاکہ مسائل وضوء اور نماز کی سیکھ ہی اب اگر خاوند کو مسائل یاد ہیں

وبین کرها عندہا فہی ان یمنعہا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها حیثا وان لم یاذن لاشی علیہ ولا یسمعہا اور اسکو بتاتا رہتا ہی تو اسکو منع کر سکیا احتیاط ہی اور اگر خاوند کو مسائل نہیں آتی تو اولی ہی کہ کسی کی اجازت دیا کری اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو پوچھ لیا نہیں ہی اور نہ وہ

الخروج طلب یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنہا کل طک فی السماء وکل شیء نزل علیہ الا الانس والجن جاسکتی ہی جسکی کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی خاوند کی کمر میں ہی ہی اجازت ملی جاوی تو اسکو پھر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ میں آتی ہیں لعنت کرتی

بل لا يلهيها ان تكون فاحدة في قبر بيتها ملازمة لمغز لها من غير حجب في وقت الى زوجها الى ان توفى الى قبرها ولا تخرج من

بيتها بغير إذن من زوجها قال ابن الهمام وحديثنا يوجب لها الخروج فالتأويل بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ان لا يكون

بدون اجازت خاوندگی نه نقل ابن الهمام کہ عورت کو جہان جانا صحیح ہے ہی تو اس شرط سے کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنائی کہ اس پر مرد کو

داعیاً الى نظر الرجال واستمالهم اذ قال الله تعالى ولا تخرجن بديور المجاهلية الاولى والتاريخ على ما ذكر في الصحيح اظهر

فخر کی عظمت اور میلان نہ ہو سہی کہ اسد تعالیٰ فرماتا ہے اور کہ ہلکی نہ پہر و جسمی دکھانا دستور تھا پہلی وقت تاہی کہ اور تشریح کی معنی مطابق بیان علی

المرأة من زينة لها ومحاسنها للرجال وكان فلك حادة نساء اهل المجاهلية الاولى وهي على ما قيل اقدم ونوح عليه السلام في نوح عليه

دکھانا عورت کا اپنا سنگھارا اور خوبی مردوں کو اور جاہلیت اولیٰ میں عورتوں کی یہ عادت تھی اور جاہلیت اولیٰ موافق انیکہ نقل کی آدم علیہ السلام کی نوع علیہ

الله المومنان عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهم فان المرأة كلما كانت خفية من الرجال يكون دينها اسلم لها

اسلام تنگ ہے ہوا سند تعالیٰ فی مؤمنہ عورتوں کو او کی مشابہت سے منع کیا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی گھروں میں بیٹھی رہو بیشک عورت جب تک مردوں سے پوشیدہ ہوگی اور کچھ

سری آئے علیہ السلام قال کیستہ فاطمة ای شیء خیر للمرأة قالت ان لا تری سر جلا ولا یراها رجل واستحسن قولها

سلامت ہو گیا اسلمی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی اپنی فاطمہ سے پوچھا عورت کی حق میں کیا بہتری عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکھی اور نہ مرد کو دیکھی سو آپ فی ان کو کہوں

وضمها اليه وقال خربة بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الخيطان لئلا

پسند کر سہیں سبھی گالیا اور فرمایا اولاد انیکہ کی ایک سبھی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیاروں کی سوراخ اور دشن دان بند کر دیا کرتی تھیں تاکہ

تقطع النساء على الرجال ویرای معاذا مر قطلم في كوة فضر بها فیدبغی الرجل ان يفعل كذلك ويعين امراته عن مثل ذلك

عورتیں مردوں کو نہ دیکھیں اور معاذ نے فی اپنی بی بی کو روئند ان سے جہانگسی ہوئی دیکھ لیا تا کہ کو خوب مارا اور کو بیکہ لایم کہ ایسا کیا کرتا ہے ایسی بی بی

ثم انهم ان كان في قلمها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحج والنفقة

منع کرے پورا عورت کی دلین کو بھی بدعت ہو تو اس کو دفع کرے اور اس کو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کرے اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاسركه يؤذيها لكن يتدرج في تأديبها فيقدم اولها الوعظ والتحذير

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکھا دیوی اور اگر دین کی بابت میں سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو اس پر دیوی لیکن انکی ادب دینی میں آہستگی برتی پہلی توبہ بانی ہندی اور خدا

بالله تعالى وان لم ينجم بولي اليها ظهرة في المضجع او ينفر دعنها بالفرش ويهجرها ثلث ايام وان لم ينجم يضربها ضربا

ڈراوی اگر باز نہ آوی تو سوئی میں غصہ سے اس کی طرف پشت کر دے یا اسی خدا سوئی اور تین رات تنگ اس کی لگ رہی پھر بھی نہ باز آوی تو اتنا مارا

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظامها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لئلا يورد الله تعالى وجهها لئلا يجمع بطلقها كما

کہے ہی نہ تو فی ایسا کہ کہہ تو پورا پڑی نہ تو فی اور اس کا بدن بھی ہوا ہان نہو جاوی اور ہونہ پر نہ ماری انکی مخالفت آئی ہی اسب ہی غائی تو طلاق دایہ چاہی

قال قاضيان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي بطلقها وان لم يكن له حال يدفعها مهرها وقال البرزنجي لان يلقي الله

قاضیان فی اپنی فتاویٰ میں کہاہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اس کو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس شامل ہو کہ ہر پورا کردی اور زنا کی کہتا ہی اگر مرد ہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يا امر

کردن پر ایک اس کی سامنی جاوی تو اس سے بہتری کہ عورت بی غلامی دیتی اور بیشک اسد تعالیٰ فی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت میں مدح کی ہے اور اس کا کتاب

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا احل الله اهل بيته على الصلوة سبب لا فتلم باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گھروں کو نماز اور زکوٰۃ کا اور کہتی ہیں کہ اہل بیت کو نماز مستحب کر فی سہی درود نہ دے کی کا کہت ہی اور خلاصہ ان کہتا ہی خاوند کو اختیار ہے کہ

يضرب المرأة على امرج احدى يديها عن منزله بغير اخذه بعد ايفائها مهرها والثانية تزك الزينة اذ امر بالزوجة

فی ان کو چار بات پراگا ایک تو اس کی بی اجازت گیری ظنی پر جب کہ اپنا ہر بی بی ہو اور دوسری سنگار نہ کر فی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

الزينة

والثالثة ترك الاجابة اذا المراد الزوج الجماع وهي طاهرة والاربعة ترك الصلوة وبمثلة ترك الصلوة ترك الغسل
 بعد تيسر كنهانته مني به جوقته خلوة جماع في رغبته كرى اورده عورت پاک ہی ہوا اور چھٹی نماز نہ پڑھنی برادر جنابت اور جین سے غسل نہ کرنا ہی غایم
 عن الجنایة والحیض ثم انه ان امرأتان یتزوجا خیر وعلم انه یعدل بینہما یجوز له ذلك لكن ان لم یفعل فهو جور
 مقام ترک صلوة کی ہے پھر اگر خلوة دوسرا نکاح کیا جائے اور یقین کرنا ہی کہ وہ دو میں عدالت کرے گا تو جائز ہی لیکن اگر نکاح کرے گا تو ثواب ہوگا
 لتركه ادخال الغم علیہا لاسیما عند کونہا امرأة صالحة فان صلاحہا نعمة عظيمة لا یکافیها شکرواں خاوان لا یعد
 کیونکہ بی بی کو غم ہی بچا یا خاص اس صحت میں کہ بی بی صالحمہ ہو کیونکہ اسکا تقری بری نعمت ہی اسکا شکراوا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت
 بینہما لا یجوز ان یفعل ذلك لان الله تعالى فان جعل له ذلك فلا یقولہ فانکما اطاب لکم من النساء مثنی وثلاث
 نہ کر سکو گا تو چھ پر نہیں کہ دوسرا نکاح کرے ہی کہ اللہ تعالیٰ فی اگر چہ اسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں دو دو اور تین تین
 وشرایع الا انه تعالی عقیب ذلك قال فان خفتما لاتعدوا فواحدة فان من كانت له امرأتان او اکثر یجب علیہ
 اور چار چار پر عدالت کی فی اوکی بعد فرمایا ہی پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نہ کرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اسپر واجب ہی
 ان یقسم ویعدل بینہن سواء کان صحیحا او مرضیا فیکون عند کل واحدة منہن یوما وليلة او ثلثة ايام وليلة
 کہ دو میں برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہی کہ پہلی جنکی ہو یا چھوٹے پھر ان میں سے ہر ایک کی پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات رہے گی
 ولا یقیم عند احدین اکثر من ذلك الا باذنہن والقیب والبکرة والمراہقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلما
 اور کسیکی پاس اس سے زیادہ نہ پڑے اگر ہی ان اوکی اجازت سے مضائقہ نہیں اور انہ اور کواری اور قریبہ بلوغ اور بالغہ اور ہر شہید اور باولی اور مسلمہ
 والکتابیة والصحیحة والمریضة سواء كانت اجدیدة بکرا وثیبا فانہ ان قام عند الجدیة ثلثة ايام او سبعة
 اور کتابیہ اور تندرست اور چھوٹے برابر ہی اگر چہ نئی یا پرانہ ہو یا باندہ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہے
 ايام یقیم عند الحقیقة مثل ذلك ولا یعمل فی بعضہن ما روى انه علیہ السلام قال من كانت له امرأتان فمال
 تو فیہ کی کی پاس ہی دینا ہی ہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کرے ہی کہ نئی علیہ السلام فی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتیں ہوں پھر ایک کی طرف نہ
 احدهما جاء یوم القیلة واحد شقیہ ساقطہ یعنی ان احد جنبیہ یلکون حجر وحاسا قاطب حیث ہوا اهل العرصا
 رغبتم کر تو فیاست کی دن ایسی حالت میں آؤ گے کہ ایک ایک جانب گری ہوگی یعنی اوکی کوٹ ایسی خمی گری ہوگی کہ اہل عرصہ سے دیکھیں گی
 لیكون له هذا زیادة فی التعذیب فان الاقتصار اشد العذاب لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب
 تاکہ یہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکھنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہ ہی خیر دینی میں نہ
 فی العطاء والمبیت دون الحد والوقاع لان الحکم لا یدخل تحت الاختیار والوقاع یمتنی علی النشاط فلا یقدر علی التستور
 اور رسوائی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انہیں برابر ہی کی قدرت نہیں
 فیہما لیروی انه علیہ السلام کان یقسم بین نسائه ویعدل ثم یقول اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما اتملك
 ہی اسوائی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی ہر کہتی یا اتنی مجھسی یہ ہو سکتا ہی جسک مجھی خندیا ہی سو مجھکو موت نہ کرنا
 ولا املك قیل لرا دہ الحب لان عائشہ كانت احب نسائه الیہ وكانت سائر نسائه یعرفن ذلك الا انه علیہ السلام
 جس میں مختار ہی اور میں مختار نہیں کہتی ہن کہ اس سے محبت مراد ہی الہی کہ عائشہ ہم انکو سب ازواج سے زیادہ ترجیح نہیں اور تمام ازواج کو یہ حال معلوم تھا لیکن نبی علیہ السلام
 کان یقسم ویعدل فی العطاء والمبیت حتی حق فی مرضہ الذی توفي فیہ آدموی انه علیہ السلام کان یطاف بہ
 دینی میں اور سن کی بری میں قسم و عدالت کیا کرتی تھی یہاں کہ مرض الموت میں ہی اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندھیر دوا دیا ہی پھر اگر ہی
 محمولا فی مرضہ کل یوم وليلة فیبیت عند کل واحدة منہن وكان یقول ان انا خذا این انا خذا ففعلت ازواجہ انہ یرید
 تھی پھر شب کو ہر ایک کی ان سا کرتی اور بوجہ کرتی کل کہاں کی باری ہی کل کہاں کی باری ہی اس سے ازواج سمجھ گھٹن کہ عائشہ کی باری

الاباحۃ وعقد الحلة منہی عنہ و فیہ اللعن ویکن ہو الداعی فیہ ویجتہل الی الصبر من قمع کون قلبہ متعلقا
او سکا تذکرہ نہیں ہو سکتا اور صلاح کی ممانعت آئی ہی اس میں لعنت وار دہوئی ہی اور اس میں یہ ہی شخص باعث ٹھریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی
نزدیجۃ الغیر فیہ رجوان بطلان ما حتی تعول البیہ بعد انقضاء عدلتها وکل ذلک ثمرۃ الجمیع فی الواحدۃ یحصل بالخصم
میں کہ دل بیکائی جو رو کی طرف نگاہ ہوگا اس سے یہ ہر کہ وہ کہ طلاق دیا کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہ سب ظرایمان تین طلاق کی شہہ ہیں اور ایک طلاق
غیر محض غیر الثالث ان یتلطف فی تطہقہا من غیر علف ولا استخفاف ویطیب قلبہا بان یعطیہا اثباتا علی ہر ما علو
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیری یہ کہ طلاق دینی میں لطف برقی زشتی اور تحقیر سے پیش نہ آوی اور اسکا دل خوش کر دی اسطرح کہ ہر کی سوا کچھ اور یہی
طریقتہ المتعہ وہی درہم و خمار و محفۃ عواصن ایما شہا و الزنا لکم لا یغشی سہا ثم انہ ان طلقہا علی مال و ہو الخ لم یکرہ
بطور ادا و فائدہ کی او کو جو یہ کہ یعنی کرتا اور اور ہنسا اور لحاف سے حشمت دینی کی اعوض ہی اور چوٹی او سکا یہید نہ ہی ہر کہ یہ اگر اسکو مال پر طلاق دے گی جو طبع
ان یاخذ نلک المال ان کان النشوز من جانبہ لانہ او حشہا بالامر سال فلا ترید فی ایما شہا یاخذ المال وقد قال اللہ
کہاں تا ہی تو مرد کو دودہ مال لینا کر دہی اگر خاوند کی طرف سے ہر حاجی ہوئی ہی اسکا کہ ایک تو طلاق دیکر ستا یا یہ مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اسکا فی فہما
وان امر نہ مستبدل زوج مکان زوج و انتہی احد من قضاہم فلا تاخذ و احدہ شہا فانہ تعالیٰ فی عن اخذ شہ
ہی اور اگر بد بلا جا ہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور ہی چلی ہو ایک کو مریض کو پیر نہ لو اس میں سی کچھ کیونکہ اسے تعالیٰ تہو دینی سی ہی منع کرتا ہی
یسیر من القضاہ الذی ہو المال الکثیر فضا عن الکثیر فان کان النشوز من جانبہا یکرہ ان یاخذ الزاید علی ما دفع
قضاہم میں سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت دینی کا تو کیا ناشی اور اگر عورت کی طرف سے ہر حاجی ہو تو جتنا سہرا دیا ہی اس سے زیادہ لینا کر دہی
الیہا من المہر ثم ان اگر ہر ما علی الخلع والتمت ان تعطیہ مال الخ لا ص منہا واسقطت علیہ من المہر و شہہ لان الزنا
یہر اگر خاوند کی او سپر طلع کی ہی زور کیا اور عورت کی ۱۔ بنا سیکر یا تاکہ او کا بچہ نہ ہی بچی باہر وغیرہ اسکی ذمہ سی ساقط کر دیا تو اسلی
شرط فی لزوم المال وسقوطہ واکراہ عدم الرضا علی ما بین فی موضعہ وان مات من رجھا وامرأت ان تكون فی
کہ مال لازم ہوتا ہی میں اور ساقط ہوتا ہی میں رضامند ہی شرط ہی اور اگر اہلین رضامندی نہیں ہوتی چنانچہ میں بیان ہو چکا ہی اور اگر اسکا خاوند مر جاوی اور
الاخرۃ من رجھا ینبغی لہا ان تزوج زوجا اخر لان المرأة تكون فی الاخرۃ لا خازا جہا علی ما روی ان اباسفیان خطب
فی ہی بہ ازور کی کہ آخرت میں میں ہمہ خاوند کی بی بی ہوں قیاب یہ یہ میری کہ اور خاوند کی بیکری سہی کہ عورت آخرت میں بچہ خاوند کی جو رو ہر کی ساقط اس
ام الدرۃ بعد فوات الی الدرۃ فابت وقالت سمعت ابی الدرداء عن النبی علیہ السلام ان المرأة لاخر
ام درہم سی بعد فوات ابور داء کی مگر کسکام ہیجا سوا ہی نہ مانا اور جواب دیا کہ یسی ابو الدرداء سنای کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تھا کہ عورت آخرت
ازواجہا فی الاخرۃ وقال لی اردت ان تكون فی الاخرۃ فلا تزوجی بعدی وقیل ہی فی الاخرۃ لا حسن الزواجہا
میں بچہ خاوند کی بی بی ہر کی اور مجھکو وصیت کی ہی اگر تو جاہر کہ آخرت میں مہری بی بی ہو تو یہی بود اور خاوند کرنا او کو ہی کہتا ہی کہ عورت آخرت میں نیک
خذنا تا روی ان ام حبیبۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالت النبی علیہ السلام
خاوند کو ہی کی اسلی کر دہی ہی ام حبیبۃ نبی علیہ السلام کی زوجہ فی انہی علیہ السلام سی پوچھا
ان المرأة تكون ایما زوجان فلا یما تكون فی الاخرۃ فقال علیہ السلام تخیر فختنا احسنہا خلقا مہا تہرت
حص عورت کی دو خاوند ہوں تو آخرت میں کسکو ہی گی سو ہی علیہ السلام فی فویا عورت کو اختیار دیکر اس میں وہ اچھی کو پسند کر لیگی
خاتمتہ الطبع الخیر للہ الذی ہدنا لهذا واکنا لہم ہدی لولہ ان ہدنا للہ والصلوۃ علی نبیہ اشہر الکائنات
و اکملہا الموجدت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحلی الہ واصحابہ اما بعد احقر العیا یجان بخش عفی اللہ عنہ ساکن قصہ شکار پور رضع مظفر گڑھ کر تا ہی
کتابہ جاسر البرجسکی حل میں منوی شاہ عبد الغزیز صاحب حق سے مراد ہی دست مبارک سی یہ کہتی ہیں کتاب مجاہد السالکین ومسائل الاختیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرہ من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلک ومن ابواب التوکل

درہم الطلاق بل از زوجہ مال نہ دے گی و بل اسطرح طالعہ من المال و بل اسطرح طالعہ من المال و بل اسطرح طالعہ من المال

روایت کی کہ اسطرح

والعادات الشنيعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما كشف عنه هذا التصديق ومن تدبيرة وتورعه وتفتنه
 في العلوم الشرعية ولتعمه ما قبل لا تنظر الى من قال واسمع الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم
 بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل انتهى رده عتق من بل مثل اورفن تصحيح مطهر وعظم من في الظاهر تحقيق حقايق ديني من في المنة او شوق
 مسائل علمي من لاثاني وفي سيرة سجان الدجوات مصنف في قلم سي الخلق هي سود ليل كيات صريح اور جو ضل انكي زبان بر آتاي هو بر من بلحا ديث ودعايت صحيح
 كوي مطرب السانين حكى سندات يا حريش هو كوي ذكر ايسا بنين كه او كا حامى كسي ترك كا قول قديم يا حديث هو نواب صاحب سغنى عن الاوصاف جناب مولانا والنا
 مولوي حاجي محمد قطب الدين خان صاحب كواوسطى فاضله عام اور فيض عام كي اسكي ترجمه كا خيال آيا كه اس كتاب كي مضامين علم فهم هو چو من اور تمام صغير وكبير جوارو
 پر كسكا هو سغنى اور چو من اور چو من كم فرصت ويكه اس كا كاريه عجز كوارشاد فرمايا من في باوجودي سائل كي بفخر اى الامر معدود ترجمه كسكا شرح حكيا اخبر ميون
 ربيع الثاني سنه ١٢٩٠ هـ كين كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 في توجهه السائل لا لورا ليجر ذكر كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 اب ناظرين اصفاء كين في رياسي السدي كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 الا بالله عليه توكلت واليه انيب استنار احقر العباد سجان بخش مترجم مجالس الارباب كا صاحبان مطبع كي خدمت من عرض كرتاي
 كين في حق ترجمه كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 اور رضامند كي اسكي چياي كا اراده كين ميرى اجازت اور رضامندى اصلا معتبر من بين آيين محمد حسين جو كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 كين كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
صانه الله عن سوء وشاين سجد كرام بارض حده موجبة لغر الجباه وصفايم القلوب بثور شانه معتسلة لباض العز والحياء
 صليته البليغة تغلب الليل والنهار ورحمة العمية تنزل على مجالس الارباب ونقدى الفجاء الى التوبة والندامة والاستعانة بالصلوة والاعتقاد
 الايمان من الله العزيز الرحمن على من عرج منتهى القصر المعلى فاستنوى ثم دنى فندى خاتم الانبياء والمرسلين شفيع للصلاة ورحمة للعالمين
 منشورا فضاله المشرى لك صدر كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا كسكا كرام كيا فجار بجزا
 وامرهم على الذين اتبعوهم باحسان واحسنوا عملهم وجعل فيقول العبد الحقير محمد حسين الفقير الراجى ارحمة العفار عفا الله عما هو مستغف
 بالبين وسار بالفرار يوم تكلم سريال الجرمين من قطران وتغشى وجوههم النار هذا در منثور بليق ان يدغم في حق الصدر وسر سراج
 الحسنين الاحياء مصباح المجالس للفقين الابرار نذر يرعيان للفاقرين من كرمين للناس كلام جمع بين انيس نفيس للواعظين شهاب
 ذات افنان وانهار للناسحين جواهر سنية تصلي الاعناق عرس حفظ العلماء ويواقيت ثمينة تستاهل لترصيع تاج الوفا والاذكيا اعنى
 ثقفة الاخبار الكنا المستطاب السمي بحال الابرار رحم الله من صنفه وجمعه والفة وجعل جنة الفردوس ماولة واصل الى ما كان تيمناه
 مرضى الله عنه وارضاه هو الذي في الدنيا والدين كبر معنى الواعظين وفي ادا لادشاد والترغيب والترهيب كاف للناسحين ناعج كتابه هذا
 واحسن واشاء الله اودع فيه نادر من الزمن بيجو اليه من الافاق ويثبت السنة السنينة النبوية وتتم حسن الاخلاق حوى من فوائده
 لطيفة خلقت عنه الاذهان والحرز كات رقيقة لم تنظم الاعيان لا يصنف مثله بهر دلهود والزم اذ فيه ما تستهيه الانفس وتلك
 الاخير اكس عليه العلماء الفحول وكابر بعد كابر تلقاه بالقبول لا مرته في كنى كافيا للواعظ ولا مرية في ان استحضاره معنى الحافظ ولا عسر ملته
 لحي ان يرسم باقلام غصون الطوبى وجدير بالكتابة على ورق شمس الفضي لابل على خرد الحوى باقلام النور يبعث ان تكون خطى الشعاع
 خيوط المسطر وبصر في مرده ماء السلسيل الكوثر لكن لم يكن تيسير المستقين لقللة النسخ في ديارنا الان لايمان كان عند احد لدر
 ينشأ اليه المنيان فتوجه عنان العناية الحريه لاديب والفاضل الكا لاديب العالم البارع ذوالبارع الوسع واقتدر المصنعة كاتفلا من عرجه
 المشكلات من عراش العربية بالترجمة الهندية المولى المعنى مولانا سبحان بخش الشكافى عظم الرحمن وادامه
 بالفيضان فقره مغلقاته بالترجمة الهندية باحسن ما يكون وسهل مقاماته بحيث يغبطه الناظرين اجاد غاية الاجادة في بطها

وضبطها على حسب محاورها لتأهل اللسان ويزيد في نهاية البرعة في حل لغزها مع اختصارها كالترجمة القلمية للقرآن ثم عبد الله عند كتابته لطبعه بالنظر الكثرة لأن كل تكرار تقر في جملة محاوره المستعان كما ترى الانفس وقلوب نوع الانسان بسط الله نور فوضها على القسطنطين ما دام بقاء السموات والارضين فحققت المشتاقين في دعائهم وتيسر الطالبين منيتهم في ادراك اليه ابرار المشتاقون لعلمكم بعد ايام لا تجدون وقد نزل عند طبعه بكتابة كاتبه **محمد منصور علي** اليوسفي البصري الذي كثر في الحنفى عفى الله عنه الولي جعل الله الخلق متفعلا به انه قريب مجيب وتوفيق الا باله عليه توكلت واليه انيب قطعت تاريخ طبعه في ايامنا النور من محاور الطبع اعفى هذا الكتاب بالاسرار ينبغي ان يكون في الافاق كالسراج المنير للاخبار عام خفي يلقفه من ان **أقرعة هتمم مجلس الأبرار** في ايامنا الاغلاط كتاب محال لاسرار

صفحة	سطر	غلط	صحيح	ص	غ	ص	ص	غ	ص	صفحة	س	غ	صحيح
٢٧	٢	سعادته سعادته	٢٣	٢١	جميع	٩٩	٢٠	باني	١٢٠	٢٣	١٢٠	٢٣	متيقضا متيقضا
٤	١٣	احسن احسن	٢٣	١٤	لم يزل	١٠١	٢١	كي كى	١٣١	٢٥	١٣١	٢٥	تذكر تذكر
١٠	١٤	الظلمات الظلمات	٢٣	٢٣	نور	١٠٢	٢٠	سنى	٢٩	٢٩	٢٩	٢٩	سنة سنة
١١	٢	وصولها	٥٦	٣٢	نور	١٠٥	٩	وراء	١٣٧	١٤	١٣٧	١٤	احد احد
١١	٣	كى	٥٩	١٩	باني	١٠٩	٢٨	علم	١٣٩	١٣	١٣٩	١٣	بيد بيد
٢٩	٢٩	الحكام	٥٩	٥٩	هوى	١١٣	٢٤	وجود	١٥٠	٢١	١٥٠	٢١	الوقت الوقت
١٣	٢٨	سزا	٥٩	١٨	بين	١١٥	١	والبشر	٢٨	٢٨	٢٨	٢٨	مستقل مستقل
١٣	٣٢	توجه	٦٠	٦٠	باني	١١٥	٦	بكر	١٥١	١١	١٥١	١١	الذين الذين
١٣	٢	جاني	٦٣	١٥	الله	١١٥	١٨	فقيه	١٥١	٢٨	١٥١	٢٨	محسب محسب
١٣	١٥	البام	٦٤	٨	سرا	١١٥	٣١	تعليم	١٥٢	٢٩	١٥٢	٢٩	ديان ديان
١٥	٢٣	موت موت	٦٤	١٨	لا اله الا الله	١١٦	٢٣	سجدة	١٥٥	١٠	١٥٥	١٠	وهدى وهدى
١٥	٣	تخفيف	٦٩	٦	علي	١١٦	١٥	والسفي	١٥٥	٢٣	١٥٥	٢٣	اوراج اوراج
١٤	١١	زلا	٦٩	١٤	اوام	١١٦	٣١	فيتجول	١٥٥	٢٢	١٥٥	٢٢	سيف سيف
١٤	٢٠	كر كراول	٦٩	٣٢	استبان	١١٨	١٢	او كراول	١٥٨	٨	١٥٨	٨	موجن موجن
١٩	١	من داخل	٦٩	٥	به الحجة	١١٩	٣	يقربوا	١٥٨	١٢	١٥٨	١٢	بهرت بهرت
٢٠	٢٢	هوتى	٦٩	٦	دشوار	١١٩	١٩	حس	١٥٨	٣٢	١٥٨	٣٢	كراول كراول
٢٣	٣	شخص	٦٩	١٢	انها	١١٩	٢٠	استبان	١٥٨	٥	١٥٨	٥	فصل فصل
٢٣	٣١	لرافة	٦٩	٣٢	ثواب	١٢١	٣	الموافق	١٦٠	١٢	١٦٠	١٢	دور دور
٢٣	٢٣	حكم	٦٩	١٨	كتيب	١٢١	٩	زاد	١٦٠	١٤	١٦٠	١٤	سبل سبل
٢٣	٢٣	طرف	٦٩	٣٢	دعوى	١٢١	٢٠	وكم	١٦٠	٢٨	١٦٠	٢٨	كم كم
٢٣	٩	يقضى	٦٩	١٨	كايه	١٢١	١٠	كايه	١٦٠	٨	١٦٠	٨	بهرت بهرت
٢٣	١٩	عقل	٦٩	٢٠	ماضى	١٢٢	٢٩	هريك	١٦٠	٢٣	١٦٠	٢٣	باعد باعد
٢٣	١٤	هم	٦٩	٣٢	كر كراول	١٢٢	٣١	دشوار	١٦٠	٢٤	١٦٠	٢٤	بعض بعض
٢٣	٢٩	فيا	٦٩	٢٩	آبى	١٢٢	١٣	قول	١٦٠	١٨	١٦٠	١٨	عزم عزم

To: www.al-mostafa.com